

الذي المنصور

يُسْتَرِ إِلَى كَافٍ

آفتاب

کفر سے کہلاتا ہے اور قائل ہے کہ

صلوات من مقام العلوم وجاهد نور محمد

- ① دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ② یہاں تو اللہ کا ہوا ہے (یعنی اللہ کا ہوا ہے) تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ③ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ④ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ⑤ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ⑥ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ⑦ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ⑧ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ⑨ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے
 ⑩ دیکھا کہ وہ اُٹھ گیا تو میں نے کہا کہ یہ تو میری طرف سے ہے

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احیث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو درس	مناظرے	تمام فنون

الدر المنضود

فی حل

سنن أبي داود

افادات :- حضرت مولانا محمد عاقل صیب

صدر مدرس مظهر العلوم سہارنپور (ہند)

مترجمین

[رفقاء] دار التصفیف والتحقیق

زیر نگرانی

مولانا شاہ فیصل فاضل وفاق المدارس

پیشتو..... شپہر جلد

خصوصیات

- ① د کتاب پہ اول کنہی د اصول حدیث مفیدہ مقدمہ
- ② د بذل المجہود شرح ابي داود عربی شرحی خلاصہ اونچور
- ③ د متن تولو احادیث تہ اعراب ورکول
- ④ د هر کتاب پہ اول کنہی هغی سره متعلقہ ضروری مباحث
- ⑤ د هر حدیث تخریج د مصدر، کتاب او رقم پہ حولي سره
- ⑥ د مشکوٰۃ لغاتو حل
- ⑦ په فقہی مباحثو کنہی د مذاہبو بیان
- ⑧ د فریق مخالف دلائل
- ⑨ د فریق مخالف د دلائلو څخه جوابونه
- ⑩ د مذهب حنفی دلائل او وجوہ ترجیح

خوړونکي

فیصل کتب خانہ محلہ جنکی پینور

د چاپ حقوق صرف ناشر سره محفوظ دی

د کتاب نوم: الدر المنضود فی حل سنن ابی داؤد
 مؤلف: حضرت مولانا محمد عاقل صاحب دامت برکاتهم
 زیر نگرانی: مولانا شاه فیصل فاضل وفاق المدارس
 خپرونکی: فیصل کتب خانہ محلہ جنگی پېښور

د ملاویدو پټي

- | | |
|---|---|
| مکتبه فخر الدین رازی هرات [نمائنده فیصل کتب خانہ در هرات] | ➡ |
| جدید اسلامی کتب خانہ خوست | ➡ |
| المصباح کتب خانہ کابل | ➡ |
| روغانیوال کتب خانہ جلال آباد | ➡ |
| رحیمی کتب خانہ خوست | ➡ |
| حرم کتب خانہ کابل | ➡ |
| فلاح کتب خانہ جلال آباد | ➡ |
| مومنی مبارک کتب خانہ غزنی | ➡ |
| مکتبه خواجه عبداللہ انصاری غزنی | ➡ |
| واحدی کتب خانہ خوست | ➡ |
| مکتبه رحمانیہ قندهار | ➡ |
| دعوت کتب خانہ جلال آباد | ➡ |
| تقوی کتب خانہ جلال آباد | ➡ |
| نعت کتب خانہ کابل | ➡ |
| شریف الله کتب خانہ کابل | ➡ |
| حقانیہ کتب خانہ گردیز | ➡ |
| مسلم کتب خانہ جلال آباد | ➡ |
| مکتبه نعمانیہ غزنی | ➡ |
| گودر کتب خانہ جلال آباد | ➡ |
| مسلم کتب خانہ خوست | ➡ |
| حاجی سردار کتب خانہ کابل | ➡ |
| مکتبه رشیدیہ کابل | ➡ |

خپرونکی

فیصل کتب خانہ

مدینه ټاور محلہ جنگی پېښور قصه خوانی پېښور
 موبائیل ۰۳۲۱۹۰۹۱۸۳۵

فهرست ابواب جلد ششم

شمار	مضمون	صفحه
۲۵.....	باب فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ	۲۵
۲۵.....	په مسئله الباب باندې كلام	۲۵
۲۶.....	شرح حديث	۲۶
۲۷.....	شرح حديث	۲۷
۲۷.....	باب فِي الرَّجُلِ يُكْرِي دَابَّتَهُ عَلَى التَّصْفِ أَوْ السَّهْمِ	۲۷
۲۸.....	شرح حديث	۲۸
۲۹.....	يو اشكال او د هغې جواب	۲۹
۳۰.....	د يو بل سوال جواب	۳۰
۳۰.....	باب فِي الْأَسِيرِ يُوثَّقُ	۳۰
۳۱.....	مضمون حديث	۳۱
۳۵.....	د ابو جهل د قاتلانو تعيين	۳۵
۳۵.....	باب فِي الْأَسِيرِ يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ وَيُقَرَّرُ	۳۵
۳۶.....	مضمون حديث	۳۶
۳۷.....	باب فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ	۳۷
۳۷.....	(د كافر قيديانو سره څه معامله كول پكار دی؟)	۳۷
۳۸.....	شرح حديث	۳۸
۳۹.....	ايا په جهاد مع الكفار كښې اكره في الدين نشته؟	۳۹
۳۹.....	باب قَتْلِ الْأَسِيرِ وَلَا يُغْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ	۳۹
۴۱.....	په حديث كښې اشكال او د هغې جواب	۴۱
۴۲.....	مضمون حديث	۴۲
۴۳.....	په حديث كښې دوه اختلافي فقهی مسائل	۴۳
۴۴.....	باب فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ صَبْرًا	۴۴
۴۴.....	شرح حديث	۴۴
۴۵.....	باب فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ بِالنَّبْلِ	۴۵
۴۶.....	باب فِي الْمَنْ عَلَى الْأَسِيرِ بَغِيرِ فِدَاءٍ	۴۶
۴۶.....	مضمون حديث	۴۶
۴۷.....	شرح حديث	۴۷
۴۸.....	باب فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ	۴۸

شمار	مضمون	صفحه
٤٨.....	شرح حدیث.....	٤٨.....
٤٩.....	مشهور اشکال او د هغې جواب.....	٤٩.....
٥٢.....	جعرا نه ته د وفد هوازن راتلل.....	٥٢.....
٥٣.....	د رسول الله ﷺ سفارش د صحابه کرامو نه د قبیله هوازن د باره.....	٥٣.....
٥٤.....	شرح حدیث.....	٥٤.....
٥٥.....	په مال غنیمت کښې د رسول الله ﷺ د حصې بیان.....	٥٥.....
٥٥.....	باب فِي الْإِمَامِ يُقِيمُ عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْعَدُوِّ بَعْرُصَتِهِمْ.....	٥٥.....
٥٦.....	شرح حدیث.....	٥٦.....
٥٦.....	باب فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبِي.....	٥٦.....
٥٧.....	په مسئله مترجم بها کښې مذاهب ائمه.....	٥٧.....
٥٨.....	د وقعة الحرة ذکر.....	٥٨.....
٥٩.....	باب الرُّخْصَةِ فِي الْمَذْرُوكَيْنِ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمْ.....	٥٩.....
٦٠.....	باب فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يَذَرُكَ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ.....	٦٠.....
٦٠.....	د مسئله مترجم بها تشریح سره د اختلاف ائمه نه.....	٦٠.....
٦١.....	د حدیث شرح من حیث الفقه.....	٦١.....
٦١.....	په مسئله مترجم بها کښې د ائمه اربعه مذاهب.....	٦١.....
٦٢.....	د عبد ابق په باره کښې د امام صاحب او صاحبینو رائي.....	٦٢.....
٦٣.....	باب فِي عَيْدِ الْمُشْرِكِينَ يُلْحَقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ فَيُسْلِمُونَ.....	٦٣.....
٦٤.....	په حدیث الباب کښې دوه کارونه قابل تحقیق دی.....	٦٤.....
٦٤.....	باب فِي إِبَاحَةِ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ.....	٦٤.....
٦٥.....	مضمون حدیث.....	٦٥.....
٦٦.....	باب فِي النَّهْيِ عَنِ الثَّهْبِ، إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قِلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ.....	٦٦.....
٦٦.....	شرح حدیث.....	٦٦.....
٦٧.....	د حدیث توجیه او تشریح.....	٦٧.....
٦٨.....	باب فِي حَمْلِ الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ.....	٦٨.....
٦٨.....	د ترجمه الباب شرح.....	٦٨.....
٦٨.....	شرح حدیث.....	٦٨.....
٦٩.....	باب فِي بَيْعِ الطَّعَامِ إِذَا فَضَلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ.....	٦٩.....
٦٩.....	د حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت.....	٦٩.....
٧٠.....	باب فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِعُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بِالشَّئِءِ.....	٧٠.....

شمار	مضمون	صفحه
۷۰	د ترجمه الباب والا مسئله کښې مذاهب ائمه	۷۰
۷۱	باب فِي الرُّخْصَةِ فِي السَّلَاحِ يُقَاتِلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ	۷۱
۷۲	شرح حديث	۷۲
۷۳	باب فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ	۷۳
۷۴	شرح حديث	۷۴
۷۵	باب فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الْإِمَامُ وَلَا يُحَرِّقُ رَحْلَهُ	۷۵
۷۵	د ترجمه الباب تشرېح :	۷۵
۷۵	د حديث مضمون	۷۵
۷۶	باب فِي عُقُوبَةِ الْغَالِ	۷۶
۷۶	ترجمه الباب والا مسئله کښې د ائمه کرامو اختلاف	۷۶
۷۷	د تحريق متاع الغال حديث په باره کښې د مصنف رائي	۷۷
۷۸	باب النَّهْيُ عَنِ السَّيْرِ عَلَى مَنْ غَلَّ	۷۸
۷۹	باب فِي السَّلْبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ	۷۹
۷۹	د احكام سلب ابتداء	۷۹
۸۰	شرح حديث	۸۰
۸۱	شرح حديث	۸۱
۸۳	د مصنف د كلام مطلب	۸۳
۸۳	باب فِي الْإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلْبَ إِنْ رَأَى وَالْفَرَسَ وَالسَّلَاحَ مِنَ السَّلْبِ	۸۳
۸۴	شرح حديث	۸۴
۸۶	باب فِي السَّلْبِ لَا يُخَمَّسُ	۸۶
۸۶	په دې مسئله کښې مذاهب ائمه	۸۶
۸۷	باب مَنْ أَجَازَ عَلَى جَرِيحٍ مُثَخِّنٍ يُنْقَلُ مِنْ سَلْبِهِ	۸۷
۸۷	د ترجمه الباب شرح	۸۷
۸۷	د حديث شرح من حيث الفقه ومذاهب الائمة	۸۷
۸۸	باب فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ	۸۸
۸۸	په دې مسئله کښې مذاهب ائمه	۸۸
۸۹	مضمون حديث	۸۹
۸۹	د حديث توجيه د احنافو د طرف نه	۸۹
۹۰	شرح حديث	۹۰
۹۱	شرح حديث	۹۱

شمار	مضمون	صفحه
۹۳	باب فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُخَذَّيْنِ مِنَ الْغَنِيمَةِ	۹۳
۹۴	مضمون الحديث	۹۴
۹۶	شرح حديث	۹۶
۹۷	شرح حديث	۹۷
۹۷	باب فِي الْمُشْرِكِ يُسَهَّمُ لَهُ	۹۷
۹۷	استعانة بالمشرك كنبی مذاهب ائمه	۹۷
۹۸	باب فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ	۹۸
۹۹	باب فِي مَنْ أَسْهَمَ لَهُ سَهْمًا	۹۹
۱۰۰	مضمون حديث	۱۰۰
۱۰۰	د مجمع بن جاريه حديث د احنافو دليل دي	۱۰۰
۱۰۱	د خيبر د غنيمتونو په باره كنبی دوه مختلف روايتونه	۱۰۱
۱۰۱	د جمهورو د طرف نه د دليل حنفيه جواب	۱۰۱
۱۰۲	د جمهور د نقد جواب	۱۰۲
۱۰۲	باب فِي الثَّقَلِ	۱۰۲
۱۰۲	د ترجمه الباب شرح :	۱۰۲
۱۰۳	د حديث مضمون او د هغې شرح	۱۰۳
۱۰۵	مضمون حديث	۱۰۵
۱۰۵	باب فِي نَفْلِ السَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ	۱۰۵
۱۰۶	شرح حديث	۱۰۶
۱۰۷	د سريه ابو قتاده <small>رضي الله عنه</small> ذكر	۱۰۷
۱۰۷	يوقوي اشكال او د هغې جواب	۱۰۷
۱۰۷	شرح الحديث :	۱۰۷
۱۱۰	د اصحاب بدر تعداد	۱۱۰
۱۱۰	د حديث د ترجمه الباب سره مطابقت	۱۱۰
۱۱۱	باب فِي مَنْ قَالَ الْخُمْسُ قَبْلَ الثَّقَلِ	۱۱۱
۱۱۱	په محل تنفيل كنبی د ائمه كرامو مذاهب	۱۱۱
۱۱۲	شرح حديث	۱۱۲
۱۱۳	د مكحول شامی د تحصيل علم عجيب حال	۱۱۳
۱۱۳	باب فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ	۱۱۳
۱۱۴	شرح حديث	۱۱۴

شمار	مضمون	صفحه
۱۱۵	مسلمان به د ذمی په بدل کښې قصاصا قتل کولې شی یا نه په دې کښې مذاهب ائمه.....	۱۱۵
۱۱۵	دا حدیث د احنافو دلیل دې او څنګه؟.....	۱۱۵
۱۱۷	د غزوة الغابة قصه.....	۱۱۷
۱۱۹	باب في الثقل من الذهب والفضة ومن أول مغنم.....	۱۱۹
۱۱۹	د ترجمه الباب تشریح.....	۱۱۹
۱۲۰	مضمون حدیث.....	۱۲۰
۱۲۰	د حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت.....	۱۲۰
۱۲۱	باب في الإمام يستأثر بشئ من الفئ لتفسيه.....	۱۲۱
۱۲۱	شرح الحدیث.....	۱۲۱
۱۲۲	د رسول الله ﷺ دپاره به په مال غنیمت کښې درې حصې وې.....	۱۲۲
۱۲۲	باب في الوفاء بالعهد.....	۱۲۲
۱۲۳	باب في الإمام يستجن به في العهود.....	۱۲۳
۱۲۳	شرح الحدیث.....	۱۲۳
۱۲۴	مضمون حدیث.....	۱۲۴
۱۲۵	باب في الإمام يكون بينه وبين العدو عهد فيسير إليه.....	۱۲۵
۱۲۵	د حدیث مضمون.....	۱۲۵
۱۲۶	باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته.....	۱۲۶
۱۲۷	باب في الرسل.....	۱۲۷
۱۲۷	مضمون حدیث.....	۱۲۷
۱۲۸	شرح حدیث.....	۱۲۸
۱۲۸	باب في أمان المرأة.....	۱۲۸
۱۲۹	باب في صلح العدو.....	۱۲۹
۱۲۹	د ترجمه الباب شرح او د علماء کرامو مذاهب.....	۱۲۹
۱۳۲	د صلح حدیبیه والا حدیث شرح.....	۱۳۲
۱۳۷	شرح الحدیث.....	۱۳۷
۱۳۸	باب في العدو يؤتى على غرة ويتشبه بهم.....	۱۳۸
۱۳۹	د کعب بن اشرف یهودی د قتل قصه.....	۱۳۹
۱۴۲	باب في التكبير على كل شرف في المسير.....	۱۴۲
۱۴۲	باب في الإذن في القول بعد التهي.....	۱۴۲
۱۴۲	د ترجمه الباب تشریح.....	۱۴۲

شمار	مضمون	صفحہ
تحقیق مقام	۱۴۳.....	۱۴۳
باب فی بَعْنَةِ الْبُشْرَاءِ	۱۴۴.....	۱۴۴
شرح حدیث	۱۴۴.....	۱۴۴
باب فی إِغْطَاءِ الْبَشِيرِ	۱۴۵.....	۱۴۵
باب فی سُجُودِ الشُّكْرِ	۱۴۶.....	۱۴۶
مضمون حدیث	۱۴۷.....	۱۴۷
شرح السند	۱۴۸.....	۱۴۸
باب فی الظُّرُوقِ	۱۴۸.....	۱۴۸
شرح الحدیث	۱۴۸.....	۱۴۸
شرح الحدیث	۱۴۹.....	۱۴۹
باب فی التَّلَقِّي	۱۵۱.....	۱۵۱
شرح الحدیث	۱۵۱.....	۱۵۱
باب فیمَا یُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْفَازِ الزَّادِ فی الْعَزْوِ إِذَا قَعَلَ	۱۵۱.....	۱۵۱
باب فی الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ	۱۵۲.....	۱۵۲
باب فی کِرَاءِ الْمَقَاسِمِ	۱۵۳.....	۱۵۳
شرح الحدیث	۱۵۴.....	۱۵۴
باب فی التَّجَارَةِ فی الْعَزْوِ	۱۵۵.....	۱۵۵
باب فی حَمْلِ السَّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ	۱۵۶.....	۱۵۶
شرح الحدیث	۱۵۶.....	۱۵۶
باب فی الإِقَامَةِ بِأَرْضِ الشَّرْكِ	۱۵۷.....	۱۵۷
شرح الحدیث	۱۵۷.....	۱۵۷
مکتوب گرامی	۱۵۸.....	۱۵۸
مکرم ومحترم مولانا برهان الدین صاحب سنہلی زید مجدهم	۱۵۸.....	۱۵۸
أَوَّلُ كِتَابِ الضَّحَايَا	۱۵۸.....	۱۵۸
مباحث ستہ مفیدہ:	۱۵۸.....	۱۵۸
بحث اول: (ما قبل سرہ مناسبت)	۱۵۹.....	۱۵۹
بحث ثانی: (د اضحیہ لغوی تحقیق)	۱۵۹.....	۱۵۹
بحث ثالث: (د قربانی شرعی حکم)	۱۵۹.....	۱۵۹
انواع اضحیہ:	۱۶۰.....	۱۶۰
د اضحیہ دپارہ غنی شرط دہ ک نہ؟	۱۶۰.....	۱۶۰

شمار	مضمون	صفحه
۱۶۰	بحث رابع: (د اضحیه د ورځو تعیین او تعداد).....	۱۶۰
۱۶۱	بحث خامس: (د ذبح د وخت ابتداء).....	۱۶۱
۱۶۱	بحث سادس: (قربانی د کله نه مشروع شوه؟).....	۱۶۱
۱۶۲	باب مَا جَاءَ فِي إِبْطَابِ الْأَضَاحِي.....	۱۶۲
۱۶۲	د قربانی د وجوب دلیل:.....	۱۶۲
۱۶۳	شرح الحديث:.....	۱۶۳
۱۶۴	باب الْأُضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيْتِ.....	۱۶۴
۱۶۴	مسئله الباب کښې مذاهب ائمه:.....	۱۶۴
۱۶۵	باب الرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ.....	۱۶۵
۱۶۵	مسئله الباب کښې مذاهب ائمه:.....	۱۶۵
۱۶۶	باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا.....	۱۶۶
۱۶۶	شرح الحديث:.....	۱۶۶
۱۶۷	د قربانی په څاروی کښې شرکت او په هغې کښې د مذاهب ائمه تفصیل او تحقیق.....	۱۶۷
۱۶۸	شرح الحديث:.....	۱۶۸
۱۷۰	باب مَا يَجُوزُ مِنَ السَّنِّ فِي الضَّحَايَا.....	۱۷۰
۱۷۰	د مسنة مصداق سره د اختلاف د ائمه:.....	۱۷۰
۱۷۲	شرح الحديث:.....	۱۷۲
۱۷۳	شرح الحديث:.....	۱۷۳
۱۷۴	د قربانی وخت کله شروع کیږي:.....	۱۷۴
۱۷۵	باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا.....	۱۷۵
۱۷۶	شرح الحديث:.....	۱۷۶
۱۷۷	شرح الحديث:.....	۱۷۷
۱۷۸	په حدیث الباب کښې مذاهب ائمه:.....	۱۷۸
۱۸۰	باب فِي الْبَقَرِ وَالْجَزُورِ عَنْ كَمْ، تُجْزَى.....	۱۸۰
۱۸۱	باب فِي الشَّاةِ يُضَحِّي بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ.....	۱۸۱
۱۸۱	باب الْإِمَامُ يَذْبَحُ بِالْمُصَلِّ.....	۱۸۱
۱۸۲	باب فِي حَبْسِ لَحُومِ الْأَضَاحِي.....	۱۸۲
۱۸۲	د حدیث مضمون:.....	۱۸۲
۱۸۳	مسئله الباب کښې مذاهب ائمه:.....	۱۸۳
۱۸۴	باب فِي الرَّفْقِ بِالذَّبِيحَةِ.....	۱۸۴

شمار	مضمون	صفحه
۱۸۵	شرح الحديث:	۱۸۵
۱۸۵	باب في الْمَسَافِرِ يُضَيِّ	۱۸۵
۱۸۵	باب في ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ	۱۸۵
۱۸۷	باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقرَةِ الْأَعْرَابِ	۱۸۷
۱۸۷	شرح الحديث:	۱۸۷
۱۸۸	باب في الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ	۱۸۸
۱۸۸	شرح الحديث:	۱۸۸
۱۸۹	آله ذبح ځنګه کیدل پکار دی؟ په دې کښې مذاهب د ائمه	۱۸۹
۱۹۰	شرح الحديث:	۱۹۰
۱۹۲	باب مَا جَاءَ فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّيَةِ	۱۹۲
۱۹۲	شرح الحديث:	۱۹۲
۱۹۳	باب في الْمُبَالِغَةِ فِي الذَّبْحِ	۱۹۳
۱۹۳	حقیقه الذبح:	۱۹۳
۱۹۴	شرح الحديث:	۱۹۴
۱۹۴	باب مَا جَاءَ فِي ذَكَاةِ الْجَنِينِ	۱۹۴
۱۹۵	په مسئله الباب کښې اختلاف ائمه:	۱۹۵
۱۹۵	الجواب عن الامام ابی حنیفه رحمه الله:	۱۹۵
۱۹۶	باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُدْرَى أَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا	۱۹۶
۱۹۶	شرح السند:	۱۹۶
۱۹۷	باب في الْعَتِيرَةِ	۱۹۷
۱۹۷	فرع وعتيه کښې بحث مع مذاهب ائمه:	۱۹۷
۱۹۸	د فرع په تفسیر کښې اقوال:	۱۹۸
۲۰۰	باب في الْعَقِيقَةِ	۲۰۰
۲۰۰	د عقیقې متعلق ضروری مباحث:	۲۰۰
۲۰۱	(په عقیقه کښې په غلام او وینځه کښې فرق)	۲۰۱
۲۰۲	شرح الحديث:	۲۰۲
۲۰۳	شرح الحديث:	۲۰۳
۲۰۴	عقیقه کښې د یوم السابع قید:	۲۰۴
۲۰۵	حديث العقیقه کښې د لفظ یدمی تحقیق:	۲۰۵
۲۰۷	شرح الحديث:	۲۰۷

شمار	مضمون	صفحه
۲۰۸.....	کِتَابُ الصَّيْدِ.....	۲۰۸.....
۲۰۸.....	باب فِي اخْتِذَاذِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ.....	۲۰۸.....
۲۰۹.....	د قيراط او قيراطان توجیه:.....	۲۰۹.....
۲۰۹.....	شرح الحديث:.....	۲۰۹.....
۲۱۰.....	باب فِي الصَّيْدِ.....	۲۱۰.....
۲۱۰.....	د ذکاة دوه قسمونه اختیاری او اضطراری:.....	۲۱۰.....
۲۱۱.....	تسمیه عند الذبح وعند الارسال کښې اختلاف د ائمه:.....	۲۱۱.....
۲۱۲.....	د تعلیم کلب په باره کښې د جمهورو او امام مالک <small>رحمہم اللہ</small> دلیل:.....	۲۱۲.....
۲۱۲.....	د بندوق ښکار او په هغې کښې اختلاف:.....	۲۱۲.....
۲۱۳.....	د صحیح مسلم د یو حدیث د جملې تشریح:.....	۲۱۳.....
۲۱۴.....	ښکار که د غشی د لکیدونه پس غائب شی نو څه حکم دي:.....	۲۱۴.....
۲۱۹.....	شرح الحديث او د لحم منتن حکم:.....	۲۱۹.....
۲۲۰.....	د مشرکانو د لوښو استعمال کله جائز دي؟:.....	۲۲۰.....
۲۲۰.....	باب فِي صَيْدٍ قُطِعَ مِنْهُ قِطْعَةٌ.....	۲۲۰.....
۲۲۱.....	باب فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ.....	۲۲۱.....
۲۲۲.....	کِتَابُ الْوَصَايَا.....	۲۲۲.....
۲۲۲.....	باب مَا جَاءَ فِيْمَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ.....	۲۲۲.....
۲۲۳.....	شرح الحديث وحکم الوصية:.....	۲۲۳.....
۲۲۳.....	شرح الحديث:.....	۲۲۳.....
۲۲۴.....	باب مَا جَاءَ فِيْمَا لَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ.....	۲۲۴.....
۲۲۵.....	شرح الحديث:.....	۲۲۵.....
۲۲۶.....	شرح الحديث:.....	۲۲۶.....
۲۲۷.....	د وصیت متعلق بعض ضروری مسائل او د ائمه اختلاف:.....	۲۲۷.....
۲۲۸.....	باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ.....	۲۲۸.....
۲۲۹.....	باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا.....	۲۲۹.....
۲۳۰.....	شرح الحديث:.....	۲۳۰.....
۲۳۰.....	باب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ.....	۲۳۰.....
۲۳۱.....	باب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ.....	۲۳۱.....
۲۳۱.....	باب مُخَالَطَةِ الْيَتِيمِ فِي الطَّعَامِ.....	۲۳۱.....
۲۳۲.....	باب مَا جَاءَ فِيْمَا لَوْلِي الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ.....	۲۳۲.....

شمار	مضمون	صفحه
۲۳۲	شرح الحديث:	۲۳۲
۲۳۳	باب مَا جَاءَ مَتَّى يَنْقَطِعُ الْيَتِيمُ	۲۳۳
۲۳۳	باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ	۲۳۳
۲۳۴	شرح الحديث:	۲۳۴
۲۳۴	په گناهونو کښي د صغائرو او کبانرو بحث:	۲۳۴
۲۳۵	باب مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكَفْنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ	۲۳۵
۲۳۶	باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهْبُ ثُمَّ يُوصَى لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا	۲۳۶
۲۳۶	شرح الحديث:	۲۳۶
۲۳۶	باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ	۲۳۶
۲۳۶	ذکر د وقف کښي د مصنفينو طرز عمل:	۲۳۶
۲۳۷	د وقف حقيقت کښي د امام صاحب <small>رحمته الله</small> او د جمهورو اختلاف:	۲۳۷
۲۳۸	مضمون حديث (وقف عمر):	۲۳۸
۲۴۰	د کتاب الوقف شرح:	۲۴۰
۲۴۱	باب مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ	۲۴۱
۲۴۱	شرح الحديث:	۲۴۱
۲۴۱	باب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ عَنْ غَيْرِ، وَصِيَّةٌ، يُتَصَدَّقُ عَنْهُ	۲۴۱
۲۴۲	باب مَا جَاءَ فِي وَصِيَّةِ الْحَزْرِيِّ يُسْلِمُ وَلَيْتَهُ أَيْلَزَمَهُ أَنْ يُنْفِذَهَا	۲۴۲
۲۴۳	باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَقَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غَرَمَاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ	۲۴۳
۲۴۴	د حديث دين جابر <small>رحمته الله</small> شرح:	۲۴۴
۲۴۵	کتاب الفرائض	۲۴۵
۲۴۵	باب مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَايِضِ	۲۴۵
۲۴۵	شرح الحديث:	۲۴۵
۲۴۶	باب فِي الْكَلَالَةِ	۲۴۶
۲۴۷	په وصيت کښي د حديث جابر <small>رحمته الله</small> مضمون:	۲۴۷
۲۴۷	د جابر <small>رحمته الله</small> په باره کښي د کوم آيت نزول اوشو؟	۲۴۷
۲۴۸	باب مَنْ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ	۲۴۸
۲۴۹	شرح الحديث:	۲۴۹
۲۵۲	باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ	۲۵۲
۲۵۲	مضمون حديث:	۲۵۲
۲۵۳	باب فِي الْحَدَّةِ	۲۵۳

شمار	مضمون	صفحه
۲۵۴	توضیح الحديث	۲۵۴
۲۵۵	باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ	۲۵۵
۲۵۵	مضمون الحديث	۲۵۵
۲۵۶	مضمون الحديث	۲۵۶
۲۵۶	باب فِي مِيرَاثِ الْعَصْبَةِ	۲۵۶
۲۵۷	باب فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ	۲۵۷
۲۵۷	ترجمة الباب والا مسئله کنبی د ائمة اختلاف او دليل	۲۵۷
۲۵۸	شرح الحديث	۲۵۸
۲۵۹	د رسول الله ﷺ د امت سره ډیر زیات محبت	۲۵۹
۲۶۱	الكلام على الحديث من حيث الفقه	۲۶۱
۲۶۱	آیا رسول الله ﷺ د چا وارث کیدو؟	۲۶۱
۲۶۱	شرح الحديث	۲۶۱
۲۶۳	باب مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعِنَةِ	۲۶۳
۲۶۴	الكلام على الحديث من حيث الفقه	۲۶۴
۲۶۵	باب هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ	۲۶۵
۲۶۵	د مرتد د وراثت مسئله	۲۶۵
۲۶۶	شرح الحديث	۲۶۶
۲۶۶	حديث الباب کنبی مذاهب ائمة	۲۶۶
۲۶۷	باب فَيَمَنَ اسْلَمَ عَلَى مِيرَاثِ	۲۶۷
۲۶۷	شرح الترجمة	۲۶۷
۲۶۸	باب فِي الْوَلَاءِ	۲۶۸
۲۶۸	د ولاء قسمونه سره د اختلاف علماء کرامو	۲۶۸
۲۶۹	د بريرة رضي الله عنها د شراء والا حديث باندې کلام	۲۶۹
۲۷۱	شرح الحديث والكلام عليه باسط	۲۷۱
۲۷۳	باب فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ	۲۷۳
۲۷۳	شرح الحديث والكلام عليه من حيث الفقه	۲۷۳
۲۷۴	باب فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ	۲۷۴
۲۷۴	شرح الحديث	۲۷۴
۲۷۵	باب فِي الْمَوْلُودِ يَسْتَهْلُ ثُمَّ يَمُوتُ	۲۷۵
۲۷۵	حديث الباب کنبی اختلاف ائمة	۲۷۵

شمار	مضمون	صفحه
۲۷۶.....	باب نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ بِمِيرَاثِ الرَّجْمِ.....	۲۷۶.....
۲۷۶.....	شرح الحديث وايضاح المسئلة :	۲۷۶.....
۲۷۸.....	مضمون الحديث:	۲۷۸.....
۲۷۹.....	باب فِي الْخَلِيفِ.....	۲۷۹.....
۲۷۹.....	شرح الحديث:	۲۷۹.....
۲۸۰.....	باب فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا.....	۲۸۰.....
۲۸۱.....	د دية په باره كښې په شروع كښې د عمر <small>عليه السلام</small> راڼې او بيا د هغې نه رجوع:	۲۸۱.....
۲۸۲.....	آخر كتاب الفرائض.....	۲۸۲.....
۲۸۵.....	كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْفَيْءِ وَالْإِمَارَةِ.....	۲۸۵.....
۲۸۵.....	د كتاب الخراج موضوع او حاصل:	۲۸۵.....
۲۸۶.....	باب مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ.....	۲۸۶.....
۲۸۶.....	باب مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْإِمَارَةِ.....	۲۸۶.....
۲۸۷.....	باب فِي الضَّرِيرِ يُؤَلَّى.....	۲۸۷.....
۲۸۸.....	باب فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ.....	۲۸۸.....
۲۸۹.....	باب فِي الْعِرَاقَةِ.....	۲۸۹.....
۲۹۰.....	مضمون حديث :	۲۹۰.....
۲۹۱.....	د رجوع في الهبة د جواز دليل :	۲۹۱.....
۲۹۱.....	باب فِي اتِّخَاذِ الْكَاتِبِ.....	۲۹۱.....
۲۹۲.....	د رسول الله <small>صلى الله عليه وسلم</small> د كاتبين أسماء :	۲۹۲.....
۲۹۲.....	باب فِي السَّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ.....	۲۹۲.....
۲۹۲.....	شرح الحديث:	۲۹۲.....
۲۹۳.....	باب فِي الْخَلِيفَةِ يَسْتَخْلِفُ.....	۲۹۳.....
۲۹۳.....	شرح الحديث:	۲۹۳.....
۲۹۴.....	باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ.....	۲۹۴.....
۲۹۶.....	باب فِي أَرْزَاقِ الْعُمَّالِ.....	۲۹۶.....
۲۹۷.....	باب فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ.....	۲۹۷.....
۲۹۸.....	شرح الحديث:	۲۹۸.....
۲۹۸.....	كوم خبز چه د امر محظور ذريعه جوړه شی هغه هم محظور دي :	۲۹۸.....
۲۹۹.....	باب فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ.....	۲۹۹.....
۲۹۹.....	باب فِيمَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحُجَبَةِ عَنْهُ.....	۲۹۹.....

شمار	مضمون	صفحه
۲۹۹	مضمون حدیث	۲۹۹
۳۰۱	د مال فئ په باره کښې د عمر <small>رضی الله عنه</small> د اثر تشریح	۳۰۱
۳۰۱	مال فئ او غنیمت کښې فرق او د هریو حکم او مصرف	۳۰۱
۳۰۲	د حکم فئ په باره کښې نور تحقیق	۳۰۲
۳۰۳	باب فی قَسَمِ الْفَنَاءِ	۳۰۳
۳۰۳	مضمون الحدیث	۳۰۳
۳۰۴	باب فی أَرْزَاقِ الذَّرِّيَّةِ	۳۰۴
۳۰۵	باب مَتَى يُفْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتِلَةِ	۳۰۵
۳۰۵	شرح الحدیث	۳۰۵
۳۰۶	باب فی گَرَاهِيَةِ الْإِفْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ	۳۰۶
۳۰۷	شرح الحدیث	۳۰۷
۳۰۸	باب فی تَذْوِينَ الْعَطَاءِ	۳۰۸
۳۰۸	مضمون حدیث	۳۰۸
۳۰۹	مناسبة الحدیث للترجمة	۳۰۹
۳۰۹	شرح الحدیث	۳۰۹
۳۱۰	باب فی صَفَايَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَمْوَالِ	۳۱۰
۳۱۰	د ترجمه الباب تشریح او غرض د مصنف <small>رحمته الله</small>	۳۱۰
۳۱۱	د رسول الله <small>صلی الله علیه و آله</small> د پاره به په غنیمت کښې درې حصې وې	۳۱۱
۳۱۱	د رسول الله <small>صلی الله علیه و آله</small> د صفایا مصداق او تعین	۳۱۱
۳۱۲	د هغه صفایا د مصارفو بیان په ژوند د رسول الله <small>صلی الله علیه و آله</small> او پس د وفات نه	۳۱۲
۳۱۲	د رسول الله <small>صلی الله علیه و آله</small> د بعض وارثانو میراث طلب کول	۳۱۲
۳۱۵	د عمر <small>رضی الله عنه</small> او د حدیث اختصام د علی او عباس <small>رضی الله عنهما</small> په باره کښې اودهغې تفصیلی وضاحت	۳۱۵
۳۱۶	د عباس <small>رضی الله عنه</small> د علی <small>رضی الله عنه</small> په باره کښې سخت الفاظ او د هغې توجیه	۳۱۶
۳۱۹	د طلب میراث په سلسله کښې بعض اشکال او جواب	۳۱۹
۳۲۱	د بنو النضیر د زمکې په مال فئ کیدو کښې اختلاف	۳۲۱
۳۲۲	شرح الحدیث	۳۲۲
۳۲۴	شرح الحدیث	۳۲۴
۳۲۵	شرح الحدیث	۳۲۵
۳۲۶	د علی او عباس <small>رضی الله عنهما</small> ترمینځه په تولیت کښې د اختلاف منشاء	۳۲۶
۳۲۷	د سورة حشر د آیتونو نزول د ارض فدک په باره کښې	۳۲۷

شمار	مضمون	صفحه
۳۲۸	د عمر بن عبدالعزیز <small>رضی اللہ عنہ</small> کمال انصاف :	۳۲۸
۳۳۰	د فاطمې <small>رضی اللہ عنہا</small> د صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> نه خفه کیدل او خبرې پر بخودل او د هغې توجیه	۳۳۰
۳۳۴	باب في بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسْمِ الْخُمْسِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى	۳۳۴
۳۳۴	د تقسیم غنیمت په باره کښې آیه کریمه :	۳۳۴
۳۳۵	د ترجمه الباب والا مسئله کښې مذاهب د امامانو :	۳۳۵
۳۳۶	مضمون الحديث :	۳۳۶
۳۳۹	مضمون حديث :	۳۳۹
۳۳۹	د علی <small>رضی اللہ عنہ</small> تولیة په خمس الخمس کښې :	۳۳۹
۳۴۳	په حديث کښې د ودونو د مسائلو متعلق یو ښکلي واقعه :	۳۴۳
۳۴۶	د حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> د ولیمې سره متعلق یوه واقعه	۳۴۶
۳۴۸	د سند تحقیق :	۳۴۸
۳۵۱	د ابدالو او اوتاد ثبوت د احادیثو نه :	۳۵۱
۳۵۲	مضمون حديث :	۳۵۲
۳۵۳	باب مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ	۳۵۳
۳۵۵	صفیه <small>رضی اللہ عنہا</small> د رسول الله <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> په حصه کښې څنگه راغلل ؟ :	۳۵۵
۳۵۷	مضمون الحديث :	۳۵۷
۳۵۷	باب كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ	۳۵۷
۳۵۷	مختصر تاریخ د یهودو د غزواتو متعلق :	۳۵۷
۳۶۰	د کعب بن اشرف یهودی د قتل قصه :	۳۶۰
۳۶۲	مضمون الحديث :	۳۶۲
۳۶۳	مضمون حديث :	۳۶۳
۳۶۴	د یو اشکال جواب :	۳۶۴
۳۶۴	باب في خَبَرِ النَّضِيرِ	۳۶۴
۳۶۶	مضمون حديث :	۳۶۶
۳۶۷	د بنو نضیر د رسول الله <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> سره د جنگ کولو اراده :	۳۶۷
۳۶۹	باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ	۳۶۹
۳۶۹	د باب سره متعلق مباحث اربعه مفیده :	۳۶۹
۳۶۹	بحث اول :	۳۶۹
۳۶۹	دویم بحث :	۳۶۹
۳۷۰	بحث ثالث :	۳۷۰

شمار	مضمون	صفه
۳۷۱	بحث رابع:	۳۷۱
۳۷۱	د هندوستان زمکي عشری دی که خراجی:	۳۷۱
۳۷۲	د گنګوهی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> رائی:	۳۷۲
۳۷۳	د مولانا انور شاه صاحب رائی:	۳۷۳
۳۷۵	د غزوه خیبر بیان:	۳۷۵
۳۷۶	د خیبر فتح عنوة ده یا صلحا:	۳۷۶
۳۷۷	مضمون حدیث:	۳۷۷
۳۷۹	شرح الحدیث:	۳۷۹
۳۸۲	د مصنف <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> د حارث بن مسکین نه د روایت کولو طرز:	۳۸۲
۳۸۳	د ارض مفتوحه په باره کښې د عمر <small>رضی اللہ تعالیٰ عنہ</small> اثر او د هغې شرح:	۳۸۳
۳۸۴	باب مَا جَاءَ فِي خَيْرِ مَكَّةَ	۳۸۴
۳۸۴	فتح مکه نه پس د مکې د زمکې سره رسول الله <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> خه معامله او فرمائیله:	۳۸۴
۳۸۵	مضمون حدیث او فتح مکه مکرمه:	۳۸۵
۳۸۸	د رسول الله <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> د طرف نه د لښکر په مکه مکرمه کښې د دخول ترتیب:	۳۸۸
۳۸۹	باب مَا جَاءَ فِي خَيْرِ الطَّائِفِ	۳۸۹
۳۸۹	غزوه طائف:	۳۸۹
۳۹۱	په اسلام کښې د ټولو نه زیات اهمیت د مانخه دې:	۳۹۱
۳۹۱	باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ	۳۹۱
۳۹۲	شرح الحدیث:	۳۹۲
۳۹۳	شرح الحدیث:	۳۹۳
۳۹۴	ما استفيد من الحدیث:	۳۹۴
۳۹۴	باب فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ	۳۹۴
۳۹۴	د جزیره العرب تحدید او د دې مصداق:	۳۹۴
۳۹۵	شرح الحدیث:	۳۹۵
۳۹۸	شرح الحدیث:	۳۹۸
۳۹۸	د راتلونکې باب نه د کتاب الخراج شروع ده:	۳۹۸
۳۹۹	باب فِي إِيقَافِ أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ الْعَنْوَةِ	۳۹۹
۳۹۹	په عشر او خراج کښې فرق:	۳۹۹
۴۰۰	شرح الحدیث:	۴۰۰
۴۰۱	د صحیفه همام بن منبه تعارف:	۴۰۱

شمار	مضمون	صفحه
۴۰۱	شرح الحديث ومطابقته للترجمة :	۴۰۱
۴۰۲	باب في أخذ الجزية	۴۰۲
۴۰۲	د جزئي د وجوب شرائط :	۴۰۲
۴۰۴	شرح الحديث المتعلق بمصالحة نصارى بنى تغلب :	۴۰۴
۴۰۵	د رسول الله ﷺ د نجران د نصارى سره مصالحت :	۴۰۵
۴۰۶	باب في أخذ الجزية من المجوس	۴۰۶
۴۰۷	شرح الحديث :	۴۰۷
۴۰۸	د مجوس نه د جزیه اخستلو په باره کښي د عمر فاروق رضی الله عنه تردد :	۴۰۸
۴۰۸	يو اصولی مسئله د تحديت د صیغې متعلق :	۴۰۸
۴۰۹	شرح الحديث :	۴۰۹
۴۱۰	باب في التشديد في جباية الجزية	۴۱۰
۴۱۰	باب في تغشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات	۴۱۰
۴۱۰	د مسئله مذکوره الباب تشریح او تنقیح :	۴۱۰
۴۱۱	د ترجمه الباب والا مسئله کښي مذاهب ائمه :	۴۱۱
۴۱۲	شرح الحديث :	۴۱۲
۴۱۴	مضمون حديث :	۴۱۴
۴۱۶	باب في الذمي يسلم في بغض السنة هل عليه جزية	۴۱۶
۴۱۶	شرح الحديث ومذاهب ائمة :	۴۱۶
۴۱۷	باب في الإمام يقبل هدايا المشركين	۴۱۷
۴۱۹	د رسول الله ﷺ د معيشت او د وخت د وخت تیرولو په باره کښي یو اوږد حديث	۴۱۹
۴۲۲	د مشرکینو د هدایا قبلولو او نه قبلولو په باره کښي دوه مختلف احادیث :	۴۲۲
۴۲۲	باب في إقطاع الأرضين	۴۲۲
۴۲۲	د اقطاع او احیاء او په دواړو کښي فرق :	۴۲۲
۴۲۴	شرح الحديث :	۴۲۴
۴۲۵	په معدن کښي زکوة واجب وی یا خمس :	۴۲۵
۴۲۵	د معادن قبلیه والا حديث د احنافو د طرف نه جوابات :	۴۲۵
۴۲۸	شرح الحديث :	۴۲۸
۴۳۰	شرح الحديث :	۴۳۰
۴۳۱	په حديث باندي یو قوی اشکال او د هغې جواب :	۴۳۱
۴۳۲	د رسول الله ﷺ د عضباء اوښي واقعه :	۴۳۲

شمار	مضمون	صفحه
۴۳۳.....	شرح الحديث :	۴۳۳.....
۴۳۴.....	الكلام على الحديث من حيث الفقه :	۴۳۴.....
۴۳۵.....	مضمون حديث مع الشرح :	۴۳۵.....
۴۳۷.....	مضمون حديث :	۴۳۷.....
۴۳۸.....	باب في إحياء المَوَاتِ :	۴۳۸.....
۴۳۹.....	شرح الحديث :	۴۳۹.....
۴۴۰.....	شرح الحديث :	۴۴۰.....
۴۴۱.....	شرح الحديث :	۴۴۱.....
۴۴۲.....	مناسبة الحديث للترجمة :	۴۴۲.....
۴۴۳.....	مضمون حديث :	۴۴۳.....
۴۴۳.....	په حديث باندي يو اشكال او د هغې توجيه :	۴۴۳.....
۴۴۴.....	باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْحَرَّاجِ :	۴۴۴.....
۴۴۴.....	الكلام على الحديث شرحا وفقها :	۴۴۴.....
۴۴۶.....	شرح الحديث :	۴۴۶.....
۴۴۶.....	باب فِي الْأَرْضِ يَحْمِيهَا الْإِمَامُ أَوْ الرَّجُلُ :	۴۴۶.....
۴۴۷.....	شرح الحديث :	۴۴۷.....
۴۴۷.....	په حمى او احياء كښې فرق :	۴۴۷.....
۴۴۸.....	باب مَا جَاءَ فِي الرَّكَازِ وَمَا فِيهِ :	۴۴۸.....
۴۴۸.....	الكلام على الحديث من حيث الفقه ومذاهب العلماء :	۴۴۸.....
۴۴۹.....	شرح الحديث وتوضيح المسئلة الثابتة بالحديث :	۴۴۹.....
۴۵۰.....	باب تَبَشِيرُ الْقُبُورِ الْعَادِيَّةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ :	۴۵۰.....
۴۵۱.....	شرح الحديث او د ابورغال تذکره :	۴۵۱.....
۴۵۲.....	كِتَابُ الْجَنَائِزِ.....	۴۵۲.....
۴۵۲.....	فائده تاريخيه د بذل المجهود سره متعلق :	۴۵۲.....
۴۵۲.....	باب الْأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ.....	۴۵۲.....
۴۵۴.....	مضمون حديث :	۴۵۴.....
۴۵۵.....	د الله پاک په خپلو بندگانو باندي غير محدود رافت او رحمت :	۴۵۵.....
۴۵۵.....	باب إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ.....	۴۵۵.....
۴۵۶.....	مضمون حديث :	۴۵۶.....
۴۵۷.....	باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ.....	۴۵۷.....

شمار	مضمون	صفحه
۱۵۸	باب فِي الْعِيَادَةِ	۱۵۸
۱۵۹	شرح الحديث :	۱۵۹
۱۶۰	باب فِي عِيَادَةِ الذَّمِّي	۱۶۰
۱۶۱	باب الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ	۱۶۱
۱۶۱	باب فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وَضْءِ	۱۶۱
۱۶۳	باب فِي الْعِيَادَةِ مِرَارًا	۱۶۳
۱۶۳	شرح الحديث :	۱۶۳
۱۶۴	باب فِي الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ	۱۶۴
۱۶۴	غرض المصنف من الترجمة :	۱۶۴
۱۶۴	باب الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونَ	۱۶۴
۱۶۵	شرح الحديث :	۱۶۵
۱۶۵	باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ	۱۶۵
۱۶۶	باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ	۱۶۶
۱۶۷	باب فِي كَرَاهِيَّةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ	۱۶۷
۱۶۸	باب مَوْتِ الْفَجَاءَةِ	۱۶۸
۱۶۹	باب فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونَ	۱۶۹
۱۷۰	مضمون حديث :	۱۷۰
۱۷۰	د شهادت د اسباب سبعة تشريح :	۱۷۰
۱۷۱	د اسباب الشهادة تعداد :	۱۷۱
۱۷۲	باب الْمَرِيضِ يُؤْخَذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَعَانَتِهِ	۱۷۲
۱۷۲	د خبيب بن عدى ^{رضي الله عنه} د قتل قصه :	۱۷۲
۱۷۳	باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ	۱۷۳
۱۷۳	شرح الحديث :	۱۷۳
۱۷۴	باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ	۱۷۴
۱۷۴	د حضرت الشيخ او والد صاحب حال د وفات په وخت :	۱۷۴
۱۷۴	د دوه احاديثو ترمينځه تطبيق :	۱۷۴
۱۷۵	باب مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ	۱۷۵
۱۷۶	شرح الحديث :	۱۷۶
۱۷۶	باب فِي التَّلْقِينِ	۱۷۶
۱۷۸	باب تَغْيِيزِ الْمَيِّتِ	۱۷۸

شمار	مضمون	صفحه
۴۷۹	باب في الإستزجاع	۴۷۹
۴۷۹	باب في المَيِّتِ يُسَبَّحُ	۴۷۹
۴۸۰	باب القِرَاءَةُ عِنْدَ الْمَيِّتِ	۴۸۰
۴۸۱	هره جمعه د خپل مور پلار په قبرونو باندې سورة ياسين لوستل :	۴۸۱
۴۸۱	باب الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ	۴۸۱
۴۸۱	شرح الحديث :	۴۸۱
۴۸۲	باب في التَّعْزِيَةِ	۴۸۲
۴۸۳	د امام ابوداؤد يو خاص عادت شريفه په سلوك او ادب كښي :	۴۸۳
۴۸۳	د رسول الله ﷺ د مور پلار اخروي حكم :	۴۸۳
۴۸۴	باب الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ	۴۸۴
۴۸۵	باب في الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ	۴۸۵
۴۸۵	مضمون حديث :	۴۸۵
۴۸۷	باب في التَّوَجُّعِ	۴۸۷
۴۸۸	د « الميت يعذب ببكاء اهله عليه » حديث تحقيق او توجيه	۴۸۸
۴۹۱	شرح الحديث :	۴۹۱
۴۹۱	باب صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ	۴۹۱
۴۹۱	الكلام على الحديث شرحا وفقها :	۴۹۱
۴۹۲	باب في الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ	۴۹۲
۴۹۳	د صلوة على الشهيد بحث :	۴۹۳
۴۹۵	شرح الحديث :	۴۹۵
۴۹۶	په حديث الباب باندې د امام ترمذي نقد :	۴۹۶
۴۹۸	باب في سُتْرِ الْمَيِّتِ عِنْدَ غَسْلِهِ	۴۹۸
۴۹۹	شرح الحديث :	۴۹۹
۴۹۹	په صديق اکبر رضی اللہ عنہ كښي قدرة د آثار خلافت پيدا كيدل :	۴۹۹
۴۹۹	شرح الحديث :	۴۹۹
۵۰۰	د احد الزوجين يو بل ته غسل وركول او مذاهب الائمة په دې كښي :	۵۰۰
۵۰۱	شرح الحديث :	۵۰۱
۵۰۲	د استبراك بآثار الصالحين ثبوت او استحباب :	۵۰۲
۵۰۲	باب كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ	۵۰۲
۵۰۳	د تجهيز په وخت د زنانه وينتو سره مخه او كړې شي ؟	۵۰۳

شمار	مضمون	صفحه
۵۰۶.....	باب فِي الْكَفَنِ.....	۵۰۶
۵۰۶.....	د رسول الله ﷺ د كفن متعلق تحقيق كښي د عائشي رضی الله عنها رائي :	۵۰۶
۵۰۶.....	د سړي د كفن په مصداق كښي د ائمه اربعه مسلكونه :	۵۰۶
۵۰۶.....	په حديث د عائشي رضی الله عنها كښي د چا دليل دي؟	۵۰۶
۵۰۷.....	د كفن درې درجې دي :	۵۰۷
۵۰۸.....	باب كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ.....	۵۰۸
۵۰۸.....	د حديث د يو مشكل لفظ تحقيق :	۵۰۸
۵۰۹.....	د مصعب بن عمير رضی الله عنه ذكر :	۵۰۹
۵۱۰.....	باب فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ.....	۵۱۰
۵۱۰.....	د زنانه د كفن تفصيل د ائمه اربعه په نزد:	۵۱۰
۵۱۱.....	باب فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ.....	۵۱۱
۵۱۲.....	د ترجمه الباب والا مسئله كښي د علماء كرامو اختلاف :	۵۱۲
۵۱۲.....	باب التَّعْجِيلِ بِالْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا.....	۵۱۲
۵۱۳.....	په تعجيل كښي مصحلت :	۵۱۳
۵۱۳.....	باب فِي الْغُسْلِ مِنْ غَسَلِ الْمَيِّتِ.....	۵۱۳
۵۱۴.....	په مسئله الباب كښي د علماء كرامو اختلاف :	۵۱۴
۵۱۶.....	باب فِي تَقْيِيلِ الْمَيِّتِ.....	۵۱۶
۵۱۶.....	د مړي د غسل علت كښي د علماء كرامو اقوال:	۵۱۶
۵۱۷.....	باب فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ.....	۵۱۷
۵۱۷.....	د يو ذكر جهري كونكي خوش نصيبي :	۵۱۷
۵۱۸.....	د رسول الله ﷺ د بعض صحابه كرامو قبر ته كوزيدل :	۵۱۸
۵۱۸.....	باب فِي الْمَيِّتِ يُحْمَلُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ وَكَرَاهِيَةُ ذَلِكَ.....	۵۱۸
۵۱۸.....	د مړي د نقل په باره كښي مذاهب ائمه :	۵۱۸
۵۲۰.....	باب فِي الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ.....	۵۲۰
۵۲۰.....	د جنازې د صفونو په باره كښي د امام مالك رحمه الله مذهب :	۵۲۰
۵۲۱.....	باب اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ.....	۵۲۱
۵۲۱.....	په مسئله الباب كښي مذاهب ائمه :	۵۲۱
۵۲۱.....	باب فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ وَتَشْيِيعِهَا.....	۵۲۱
۵۲۴.....	باب فِي النَّارِ يُتَّبَعُ بِهَا الْمَيِّتُ.....	۵۲۴
۵۲۴.....	باب الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ.....	۵۲۴

شمار	مضمون	صفحه
.....	(ههنا مسئلتان) المسئلة الاولى :	۵۲۵
.....	المسئلة الثانية :	۵۲۶
.....	باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ	۵۲۸
.....	باب الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ	۵۳۰
.....	په مسئله الباب کښې مذاهب ائمه:	۵۳۰
.....	صلوة على الطفل کښې د ائمه مذاهب :	۵۳۱
.....	باب الإسراع بِالْجَنَازَةِ	۵۳۲
.....	باب الإمام لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ	۵۳۳
.....	د ترجمه الباب والا مسئله کښې مذاهب ائمه :	۵۳۳
.....	مضمون حديث :	۵۳۴
.....	باب الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلْتَهُ الْخُدُودُ	۵۳۵
.....	باب فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ	۵۳۶
.....	رسول الله ﷺ د خپل ځوی ابراهيم عليه السلام د جنازې مونځ اوکړو که نه؟	۵۳۶
.....	د ابراهيم عليه السلام د عمر په موده کښې د رواياتو اختلاف :	۵۳۸
.....	باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ	۵۳۸
.....	باب الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا	۵۴۰
.....	اوقات منهيہ کښې په صلوة جنازة کښې مذاهب اربعة :	۵۴۰
.....	اوقات منهيہ کښې د مړی د دفن کولو کښې اختلاف د امامانو :	۵۴۱
.....	باب إِذَا حَضَرَ جَنَائِزَ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدَّمُ	۵۴۱
.....	باب أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ	۵۴۲
.....	مسئلة الباب کښې مذاهب ائمه :	۵۴۲
.....	باب التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ	۵۴۶
.....	باب مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ	۵۴۷
.....	باب الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ	۵۴۸
.....	د جنازې په مانځه کښې چه کومې دعا گانې راغلې دي :	۵۴۸
.....	باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ	۵۵۰
.....	په دې مسئله کښې مذاهب ائمه :	۵۵۰
.....	په حديث الباب کښې د رواياتو اختلاف :	۵۵۱
.....	د احنافو د طرف نه د حديث الباب توجيه :	۵۵۲
.....	باب فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشَّرْكِ	۵۵۳

شمار	مضمون	صفحه
۵۵۵	باب في جمع الموتى في قبر والقبر يعلم	۵۵۵
۵۵۶	باب في الحفار يجد العظم هل يتنكب ذلك المكان	۵۵۶
۵۵۷	باب في اللحد	۵۵۷
۵۵۷	(د لنا او غيرنا نه مراد)	۵۵۷
۵۵۸	باب كم يدخل القبر	۵۵۸
۵۵۹	باب في الميت يدخل من قبل رجليه	۵۵۹
۵۶۰	(نبي كريم ﷺ قبر ته خنكه كوز كړې شو؟)	۵۶۰
۵۶۰	باب كيف يجلس عند القبر	۵۶۰
۵۶۱	باب في الدعاء للميت اذا وضع في قبره	۵۶۱
۵۶۲	باب الرجل يموت له قرابة مشرك	۵۶۲
۵۶۲	باب في تعميق القبر	۵۶۲
۵۶۳	باب في تسوية القبر	۵۶۳
۵۶۵	شرح الحديث :	۵۶۵
۵۶۶	باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف	۵۶۶
۵۶۷	د تدفين نه پس د مړي دپاره دعا كول :	۵۶۷
۵۶۷	باب كراهية الذبح عند القبر	۵۶۷
۵۶۷	شرح الحديث :	۵۶۷
۵۶۸	باب الميت يصلى على قبره بعد حين	۵۶۸
۵۶۹	باب في البناء على القبر	۵۶۹
۵۶۹	شرح الحديث :	۵۶۹
۵۷۱	شرح الحديث :	۵۷۱
۵۷۱	باب في كراهية القعود على القبر	۵۷۱
۵۷۲	باب المشي في التعل بين القبور	۵۷۲
۵۷۴	باب في تحويل الميت من موضعه للأمر يحدث	۵۷۴
۵۷۴	باب في الثناء على الميت	۵۷۴
۵۷۵	باب في زيارة القبور	۵۷۵
۵۷۷	باب في زيارة النساء القبور	۵۷۷
۵۷۸	باب ما يقول اذا زار القبور أو مر بها	۵۷۸
۵۷۸	باب المنع من يموت كيف يصنع به	۵۷۸

باب فی گراهیه حرق العدو بالنار

دشمن لره په اور باندي د سوزولو ممانعت

په مسئله الباب باندي كلام

دا د تعذيب بالنار مسئله ده، په دې كښې تفصيل دې كړي، كېدا چې ابن قدامة، چې په دشمن باندي د قابو موندلو نه پس د هغه په اور سيزل بالاتفاق ناجائز دی، او د قابو موندلو او د هغوی د قيد كولو نه مخكېش، په دې صورت كښې دا حكم دې چې كه بغير د تحريق نه په هغوی باندي قابو موندل ممكن وي نو بيا خو ئې تحريق جائز نه دي، البته په كوم صورت كښې چې بغير د تحريق نه قابو موندل ممكن نه وي نو په دې صورت كښې د اكثر اهل علم په نزد تحريق جائز دي. (تراجم بخاری ص ۱۱۶، ج ۴) د امام بخاری ترجمه ده: «لا يعذب بعذاب الله» د دې ترجمې د لاندې د سلفو اختلاف دې بعض صحابه كرام لكه عمر او ابن عباس دې ته مطلقا مكروه وائي، برابره خبره ده كه په سبب د كفر وي او كه د جنگ په حالت كښې وي، او يا قصاص وي، او بعض صحابه لكه علي او خالد بن الوليد رضي الله عنهم ورته جائز وائي، الي اخر ما ذكر، او ابن قدامة فرمائي چې اكر چې ابوبكر صديق رضي الله عنه د اهل ردة د تحريق حكم كړې وو او د هغه د دې حكم تعميل خالد بن الوليد رضي الله عنه كړې وو خو اوس په دې مسئله كښې هيڅ اختلاف نه دي پاتې، يعنې د دې په عدم جواز باندي اتفاق اوشو، (اي بعد اخذهم والقذوة عليهم) زه وايم، د كتاب الحدود د اولنې باب باب الحكم فيمن ارتد د لاندې دا روايت راروان دي، «ان عليا عليه السلام احرق ناسا ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلك ابن عباس فقال: لم اكن لاحرقهم بالنار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تعذبوا بعذاب الله» الحديث... دا خلق كوم چې علي رضي الله عنه سيزلې وو د دې مصداق فرقه سبائيه ده كوم چې د عبدالله بن سبا يهودي طرف ته منسوب دي دې خلقو د علي رضي الله عنه په باره كښې د الوهيت دعوى كړې وه، كما هو مذكور في البذل ص ۱۲۱ ج ۵ في كتاب الحدود.

[۲۶۷۳] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَزَامِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عَلَى سَرِيَّةٍ قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيهَا، وَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَأَحْرِقُوهُ بِالنَّارِ، فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا فَأَقْتُلُوهُ وَلَا تَحْرِقُوهُ، فَإِنَّهُ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ".

محمد بن حمزه اسلمي دخپل پلار نه روايت كوي چې نبی صلی الله علیه و آله دلره په یو وړو کي لښکر باندي امیر مقرر کړې وو دې وائی چې زه جهاد ته اووتم او نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى وو كه فلاني مشرك موگير كړو نو په اور كښې ئې واچوئ او ونې سوزوئ، كله چې ماشاه كړه او روان شوم نو نبی صلی الله علیه و آله بيا آواز او كړو اوزه راوگرزیدم او ونې فرمائيل كه چرې فلاني موگير كړو نو مړنې كړئ او مه ئې سوزوئ ځكه چې په اور باندي څوك چالره عذاب نه شی وركولې علاوه دالله تعالى نه.

(۱): تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۳۴۴۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۹۴/۳) (صحيح)

شرح حدیث

حمزه بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ فرمائی چې رسول الله ﷺ زه د یوې سربه امیر جوړ کړم او وې لیرلم، د ټلو په وخت ئې ماته او فرمائیل «ان وجدتم فلانا فاحرقوه بالنار» چې که فلانی سړې ته بیا مومي نو هغه په اور اوسیزه، چې کله زه روان شوم نو زه ئې په اواز سره واپس راوبللم او وې فرمائیل چې که ته هغه سړې بیا مومي نو قتل ئې کړه، سیزه ئې مه «فانه لا يعذب بالنار الا رب النار» گویا رسول الله ﷺ د خپل سابقه حکم نه رجوع او فرمائیل، د فلانی نه مراد لکه چې په بعض روایاتو کښې تصریح ده هبار بن الاسود دی، د روایاتو نه معلومیږي چې د هبار یو ملگری هم وو کوم چې د هبار سره شوې وو، دې دواړو ته د سزا ورکولو حکم په دې وجه شوې وو چې د رسول الله ﷺ لور سیده زینب رضی اللہ عنہا چې کله د هغې خاوند ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ د رسول الله ﷺ د معاهدې مطابق د مکې مکرمې نه د مدینې منورې طرف ته په سورلۍ باندې کینولو سره روانه کړې وه، نو دې هبار چې د هغه سره یو بل سړې هم وو نو دې دواړو د زینب رضی اللہ عنہا سورلۍ اوبښ په نیزه باندې وهلې وه او هغه ئې راغورخولې وه او دې وخت کښې زینب رضی اللہ عنہا حامله هم وه، او هم د هغه ځانې نه د هغې بیماری شروع شوې وه، په بعض کتابونو کښې د هبار بن الاسود د ملگری نوم نافع بن عبد قیس راغلي دي، په بذل کښې د بعض کتابونو نه نقل کړې شوي دي چې دا سربه د چا چې دلته په حدیث الباب کښې ذکر دي د هبار سره ملاؤ نه شوه، لهذا هغه قتل هم نه شو، بلکه په روایاتو کښې دی چې هبار روستو اسلام قبول کړې وو، والله تعالی اعلم بالصواب، د سیده زینب رضی اللہ عنہا دا واقعہ په کتاب النکاح کښې هم په "رد زینب الی ابی العاص بن الربیع" والا حدیث د لاندې تیره شوي ده.

[۲۶۷۴] (۱) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ، وَقُتَيْبَةُ، أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا"، قَدْ كَرَّمْنَا.

د ابو هريره نه روایت دي چې نبی ﷺ مونږ په جنگ کښې اولیرلو او وئې فرمائیل که چرې فلانی فلانی موگیر کړو باقی روایت د تیر روایت په شان دي.

[۲۶۷۵] (۲) حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَجْنُوبُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا أَبُو اسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ أَبِي اسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: غَزَى أَبِي صَالِحٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَنْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حِمْرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحِمْرَةُ فَجَعَلَتْ تَقْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ فُجِعَ هَذِهِ بَوْلِدٌ هَارِدٌ وَآلِدٌ هَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةً تَمْلَأُ قَدْ حَرَقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ قُلْنَا نَحْنُ قَالَ: "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ".

عبد الرحمن بن عبد الله دخپل پلار نه روایت کوي فرمائی چې مونږ د نبی ﷺ سره په یوسف کښې رو نبی ﷺ دخپل څه حاجت دپاره. لارو نومونږه یوه مرغی اولیدله چې دوه

(۱): صحيح البخاري للجهاد ۱۴۹ (۳۰۱۶)، سنن الترمذي للسير ۲۰ (۱۵۷۱)، (تحفة الأشراف: ۱۳۴۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۵۳، ۳۳۸، ۳۰۷/۲) (صحيح)

(۲): ترمذی له ابو داود، (تحفة الأشراف: ۹۳۶۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۰۴/۱)، ويأتي هذا الحديث في الأدب (۵۳۸) (صحيح)

بچی ورسره وو مونږ دهغې دواړه بچی اونیول نومرغی راغله اوخپلې وزرې ئې اوغورولې نبي ﷺ چه راغې وئې فرمائیل داچا دردولې ده په خپلو بچوباندې بچي ورواپس کړئ دي ته او د میړیانو کلي ئې هم اولیدو چه مونږ سوزولې وونبې ﷺ اوفرمائیل داچا سوزولې دي مونږ ورته اووئیل مونږه هغه اوفرمائیل پکارنه دی چه څوک په اور باندې عذاب ورکړی مگر پیدا کونکی داور.

شرح حدیث

﴿ کنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فانطلق لحاجته ﴾ د حدیث مضمون دا دی چه عبدالله بن مسعود رضي الله عنه فرمائی چه مونږ د رسول الله ﷺ سره په یو سفر کښې وو چه کله په لاره کښې په یو منزل باندې کوز شو نو هغه خو د قضاء حاجت دپاره تشریف یوړلو، نو مونږ یوه مرغی اولیده، د هغې سره دوه بچی هم وو، مونږ د هغې بچی اونیول، لږ ساعت پس هغه مرغی یعنی د بچو مور راغله، او د چا په لاس کښې چه ئې بچی وو په د هغه دپاسه الوتله، لږ ساعت پس رسول الله ﷺ تشریف راوړلو او چه کله ئې د هغه بچو او مرغی منظر اولیدو نو وې فرمائیل چه دې ته چا تکلیف ورکړې دې، د دې د بچو په وجه باندې، دا بچی د دې مور طرف ته واپس کړئ (په دې سفر کښې یوه واقعه خو دا راغله او بله واقعه هغه کومه چه راوی بیانوی، او هغه د میړو سوړه اولیده چه مونږ هغه سیزلې وه نو په دې باندې هغه سوال اوکړو ﴿من حرق هذه؟﴾ الی اخره... دا د مرغی او د هغې د بچو واقعه په یو بل سیاق سره د کتاب الجنائز په شروع کښې هم راروانه ده، په هغې کښې بل څه اضافه هم ده، هم دغه شان د کتاب الادب په اخیر کښې "باب فی قتل الذر" کښې هم دا حدیث راروان دي.

باب فی الرَّجُلِ يُكْرِى دَابَّتَهُ عَلَى النِّصْفِ أَوِ السَّهْمِ

خپل څاروې په کرایه ورکول په عوض د غنیمت د نیمې حصې یا د پوره حصې

دا مسئله دلته خو په خپل محل کښې ده او د دې نه مخکښې په کتاب الطهارة کښې د "باب ما ينهى عنه ان يستنحي به" د حدیث د لاندې تبعاً راغلې ده، د هغې طرف ته دې رجوع اوکړې شی، دا قسم اجاره د امام احمد او امام اوزاعی په نزد جائز ده، د جمهورو په نزد جائز نه ده، د جمهورو د طرف نه جواب په دغه مقام کښې تیر شوې دي.

[۲۶۷۶] حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو زُرْعَةَ يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْعَدِ، قَالَ: نَادَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَخَرَجْتُ إِلَى أَهْلِي فَأَقْبَلْتُ وَقَدْ خَرَجَ أَوَّلُ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَفِقْتُ فِي الْمَدِينَةِ أَنْادِي الْأَمَنَ بِحِمْلِ رَجُلًا لَهُ سَهْمُهُ؟ فَتَنَادَى شَيْخٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ لَنَا: سَهْمُهُ عَلَى أَنْ نَحْمِلَهُ عَقَبَةً وَطَعَامُهُ مَعَنَا، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَبَرَكَةِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ خَيْرِ صَاحِبٍ حَتَّى أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْنَا، فَأَصَابَنِي قَلَابُصٌ فَسَقَطَتْ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَنَجَّيْتُ عَنْ حَقَائِبِ إِيْلِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَقَطَتْ مُدْبِرَاتٌ ثُمَّ قَالَ: سَقَطَتْ مُقْبِلَاتٌ، فَقَالَ: مَا أَرَى قَلَابُصَكَ إِلَّا كَرَامًا قَالَ: إِنَّمَا هِيَ غَنِيْمَتُكَ الَّتِي شَرَطْتَ لَكَ قَالَ: خُذْ قَلَابُصَكَ يَا ابْنَ

أَجِي فَقَبِّرْ سَهْمَكَ أَرْضًا.

د وائله بن اسقع رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله په غزوه تبوک کښې آواز اوکړو، د تبوک په جنگ کښې د مجاهدينو د راجمع کولو دپاره اوزه خپل کور ته تلې وم دهغه ځانې نه چې راتلم نو اولنې صحابي و تلې وو ما په ښار کښې اعلان شروع کړو چې ایا داسې څوک شته چې د مال غنیمت د حصې په عوض کښې څوک په سورلۍ سور کړی یو بوډا انصاري او وئیل څه نو دهغه حصه به مونږه اخلو اودې به دخان سره سورور او یو ځانې به خوراک کوو ما او وئیل بالکل تیک ده ماته قبوله ده نوبیا هغه بوډا او وئیل په الله تعالی باندې اعتماد کوو او هغه او وئیل البته زه دیو بهترین ملگري سره او وتلم تردې چې الله تعالی مونږ ته مال غنیمت راکړو اوزما په حصه کښې یو څو تیز رفتار اوبښې راغلي نوماهغه روانې کړې اودده خواته راغلمه اودې و تلې وو اود خپل اوبښ په شاته حصه باندې ناست وو او وئې وئیل دا اوبښان په ما پسې شاته راشړه او راځه اوددې نه پس ئې او وئیل زما خیال دي چې ستا اوبښې ډیرې ښې اوبښې دي ما او وئیل دا خوستا مال دي دکوم چې ما شرط مقرر کړې وو هغه او وئیل ای زما وراره خپله حصه واخله زمونږه مقصد دا حصه اخستل نه وو.

شرح حدیث

د حدیث مضمون دا دي چې سیدنا وائله بن الاسقع رضي الله عنه فرمائی چې د رسول الله صلی الله علیه و آله د طرف نه غزوه تبوک ته د تلو اعلان وشو، زه اعلان اوریدلو سره خپل کور ته لاړم او هلته تلو سره زه هم دې طرف ته متوجه شوم، خو ډیر صحابه کرام و تلې وو (د هغوی سره چونکه سورلۍ نه وه په دې وجه هغوی وئیل چې) زه د مدینې په کوڅو کښې اعلان کونکې گرځیدم (الا من يحمل رجلا له سهمه) د رجل نه مراد د هغه خپل ذات دي، چې څوک شته چې ما په خپله سورلۍ باندې سور کړی په داسې طریقه چې زما د مال غنیمت حصه به د هغه دپاره وی، گویا د غنیمت حصه ئې د سورلۍ اجرت مقرر کړو (او ظاهره ده چې د غنیمت حصه معلومه نه ده چې حاصلیرې به یا نه او نه ئې مقدار معلوم دي لهذا دا (اجاره په اجرت مجهوله سره شوه) زما په دې اعلان باندې یو انصاري شیخ لږیک اووې، یعنی هغه د دې دپاره تیار شو او هغه اووې چې زما دپاره به د هغه حصه وی په داسې طور چې زه به دې په خپله سورلۍ باندې سوروم په نوبت نوبت، او د هغې خوراک به هم مونږ سره وی، وائله فرمائی چې ما اووې چې خوښه مې ده، شیخ انصاري اووې چې بیا څه چې خو د الله پاک په نوم، وائله فرمائی چې زه د ډیر ښه ملگری سره وتلم، مطلب دا دي چې ما هغه ډیر ښه بیا موندلو، تردې چې الله پاک مونږ ته مال غنیمت راکړو چې په هغې کښې بعض اوبښانې ملاؤ شوې، ما هغه دې شیخ انصاري ته راوستلې هغه هم د دننه نه بهر راغلو، هغه د دې اوبښانو نه د یو اوبښ په کیجاوه باندې کیناستلو او د کیناستلو نه پس هغه انصاري ماته اووې چې دا خو لږ په شا بوځه، بیا ئې اووې چې اوس ئې لږ وړاندې بوځه (یعنی په هغه اوبښانو باندې د ازمیښت دپاره) بیا هغه انصاري ماته اووې چې دا ستا اوبښانې خو ډیرې غوره دي، وائله فرمائی چې ما ورته اووې چې دا خو ستاسو دی لکه چې ما شرط لگولې وو، هغه انصاري

راته په جواب کښې اووې چه گرانه اونيسه دا خپلې اوبښې (فغير سهمک اردنا) زمونږ مطلوب ستا دا اوبښې خونه دي، زمونږ مراد خوبل څه دي يعنې د آخرت ثواب.

د اجاره کوم صورت چه دلته موندلې شوې دې هغه من حيث المسئلة والفقه، د ائمه ثلاث او جمهورو خلاف دې، د دې يو جواب دا کيدې شى چه دا د صحابى فعل دې، مرفوع حديث نه دې فلا حجة فيه، امام احمد رحمه الله د دې د جواز قائل دې.

يو اشکال او د هغې جواب

د دې نه پس ځان پوهه کړئ چه دلته يو اشکال ظاهر دې هغه دا چه په غزوه تبوک کښې نه خو قتال ته خبره رسيدلې وه او نه مال غنيمت حاصل شوې وو، نو بيا دا څنگه غنيمت دې د دې څه صورت شو، د دې جواب دا کړې شوې دې چه ډير کرته په لويو لويو غزواتو کښې داسې کيږي چه يو لښکر يو ځانې ته د جنگ دپاره روان دې چه د هغه سفر اوږد دې، په لاره کښې د لښکر د امير رائي دا وى چه نزدې چه کومه کلې دې هلته په دې لښکر کښې يوه دسته جوړولو سره د هغې د فتح کولو دپاره اوليرلې شى، دا موقع پکښې کله کله راځي، پس ليکلې دي چه په غزوه تبوک کښې هم داسې شوې وو چه تبوک ته نزدې يو کلې واقع دې، د دومة الجندل په نوم باندې، چه د هغې رئيس او امير د اکيدر په نوم باندې سړې وو، په حاشيه د نسائي کښې ليکلې شوې دي چه دا لوئې زميندار او نواب وو، الحاصل رسول الله ﷺ د قيام تبوک دوران خالد بن الوليد ته يوه دسته ورکړه او د هغې امير ئې جوړ کړو او د هغې طرف ته ئې اوليرلو، سيدنا خالد رضي الله عنه په هغه اکيدر باندې قابو بيا موندلو او هغه ئې قيد کړو، د هغه اوږده قصه ده، د سيرة په کتابونو کښې دې اوکتلې شى، الغرض د دومة الجندل د فتح کولو نه پس د اکيدر سره مصالحت شوې وو، کوم مال چه په مصالحت کښې مقرر شوې وو د هغې مقدار په کتابونو کښې دا ليکلې شوې دې، ابل دوه زره او فرس اته سوه. دروع (زغري)، څلور سوه، غشى څلور سوه، نو د حصول غنيمت دا صورت شوې وو، د دې واقعي ذکر په ابوداود کښې وړاندې په کتاب الخراج کښې په باب فى اخذ الجزية کښې داسې راوان دې: (أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى أَكْبَدِرَ دُومَةَ فَأَخَذَ فَاتَوْهُ بِهِ فَحَقَّنَ لَهُ دَمَهُ وَصَالَحَهُ عَلَى الْجَزِيَّةِ) او د دې تفصيل هلته په بذل کښې حضرت ليکلې دې چه د هغې خلاصه په سيرة المصطفى ص ۹۲ ج ۳ کښې داسې ليکلې شوې ده، چه د تبوک نه رسول الله ﷺ خالد د څلور سوه او شلو شهسوارانو سره د اکيدر طرف ته اوليرلو کوم چه د هرقل د طرف نه د دومة الجندل حاکم او گورنر وو، رسول الله ﷺ د ليرلو په وخت خالد رضي الله عنه ته او فرمائيل چه هغه به تاسو ته د ښکار په حالت کښې ملاويږي هغه قتل کوي مه بلکه گرفتارولو سره ئې ماته راولئ، او که هغه انکار اوکړو نو بيا ئې قتل کړئ، خالد په داسې شپه هلته اورسيدو چه سپوږمى روښانه وه، د گرمي موسم وو او اکيدر او د هغه ښځه د قلعه په برج باندې ناست سندرې اوريدلې، ناڅاپه يوه ځنگلې غوا راغله او د قلعه د پاتک سره ئې ټکړه او وهله (د دې غوا ښکار ډير گران وى هغه ډيره تيزه منده وهى، د هر يو ښکاري په قابو کښې هم نه راځي، د دې د ښکار دپاره د هغه ځانې

ښکاری خلق اسونو ته تریننگ ورکوی نخو دې وخت کښې د الله پاک شان ته اوگوره چه الله پاک ته د دې سريه د فتح انتظام مقصود وو نو هغه غوا خپله راغله او د هغه قلعه د دراوړې سره ئې سر وهلو، اکيدر فورا د خپل رور او څو خپلوانو سره د ښکار دپاره راکوز شو او په اسونو باندې سوريډلو سره په غوا پسې شو لږ مخکښې تلې وو چه د خالد بن الوليد رضي الله عنه ښکار شو، خالد اووې چه زه تاته د قتل نه پناه درکولې شم په دې شرط چه ته ما سره د رسول الله صلى الله عليه وسلم په خدمت کښې حاضریدل منظور کړې، اکيدر دا خبره منظوره کړه، خالد بن الوليد د رسول الله صلى الله عليه وسلم په خدمت کښې حاضر شو، اکيدر دوه زره اوبښان او اته سوه اسونه او څلور سوه زغرې او څلور سوه نیزې ورکولو سره صلح اوکړه. اه

د یو بل سوال جواب

بیا دلته یو سوال واردیږي چه د غزوه تبوک د لښکر تعداد خو تقریبا دیرش زره وو او دا قلائص کوم چه د اکيدر نه حاصل شوې وو د هغې تعداد صرف دوه زره وو نو د وائله په حصه کښې څو اوبښان څنگه راغلل ځکه چه مال غنیمت خو برابر تقسیمېږي؟ د دې جواب دا دې لکه چه په بعض احادیثو کښې راتلونکې دې چه کله په یو لښکر کښې یوه سريه ویستلو سره لیرلې شی نو په حاصلیدونکې غنیمت کښې خاص اصحاب سريه ته د مال غنیمت ثلث یا ربع ورکولې شی، او ما بقی په جیش باندې واپس کولې شی، لهذا کیدې شی چه په دې ثلث مال غنیمت کښې د وائله په حصه کښې کوم چه په دې سريه کښې شریک وی دومره اوبښان راغلل.

باب فی الأسیر یوثق

قیدی به مضبوط تړلې شی

یعنی کافر قیدی تړلې کیدې شی یا نه؟ پس د حدیث الباب نه د دې جواز معلومیږي.

[۲۶۷۷] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيَْادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ".

د ابوهریر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه دښې عليه السلام نه مې اوریدلی دی چه الله تعالی تعجب کوي دهغه خلقو نه چه په زنځیرونو به تړلې شوي جنت ته بوتلې شی.
(سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « لَقَدْ عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ ») یعنی الله پاک خوښوی هغه خلق کوم چه د جنت طرف ته بوتلې شی په زنځیرونو او بیرو کښې تړلې، په حدیث کښې د دې نه مراد هغه کافر دی کوم چه مسلمانان اونیسی او د دار الاسلام طرف ته ئې راوولی او بیا هغه دلته په اسلام سره مشرف شی، نو گویا هغوی تړلو سره د اسلام طرف ته راوستلې شی او د اسلام طرف ته راتلل په جنت کښې داخلیدل دی، لهذا وئیلې کیدې شی چه هغوی تړلو سره جنت ته بوتلې شی، د دې حدیث نه

(۱): تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۴۳۶)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للجهاد ۱۴۴ (۳۰۱۰)، مسند احمد (۳۰۲/۲)، (صحيح) ۴۰۶

د کافر قیدی د ربط جائز کیدل ثابتیږي، والحديث اخرجه البخاری، قاله الشيخ محمد عوامه.

[۲۶۷۸] (حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيثٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ غَالِبٍ اللَّيْثِيَّ فِي سَرِيَّةٍ، وَكُنْتُ فِيهِمْ وَأَمْرُهُمْ أَنْ يَشْتُوا الْغَارَةَ عَلَى بَنِي الْمُلُوحِ بِالْكَدِيدِ، فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيدِ لَقِينَا الْحَارِثَ بْنَ الْبُرْصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأَخَذَنَا فَقَالَ: لَأَمَّا جِئْتُ أُرِيدُ الْإِسْلَامَ، وَلَأَمَّا خَرَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: إِنْ تَكُنْ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِبَاطُنَا يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ لَنَسْتَوْثِقَ مِنْكَ فَشَدَدْنَا وَثَاقًا.

د جند بن مكيث رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله عبد الله بن غالب ليثي په يوه غصوه كښې اوليرېلو اوزه هم په هغوی كښې ووم اودوی ته ئې حكم او كړو چه ديو طرف نه حمله او كړي په بنی ملوح خلقو باندې په كديد مقام كښې نومونږ روان شو تردې چه كديد ته اورسيدو اود حارث بن برصاع ليثي سره مخامخ شو نومونږه هغه اونيوو نو هغه او وئيل زه خود اسلام راوړو په اراده باندې راغلې يم اوزه خو در رسول الله په اراده راوتلې بم مونږ ورته او وئيل كه چرې ته مسلمان ئې نو زمونږ تړل به تاته په دې يوه شپه او ورځ كښې ضرر اونه رسوي او كه چرې مسلمان نه ئې مونږه تا مضبوط تړو، بيا مونږه هغه لره مضبوط او تړلو.

مضمون حديث

قوله: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيثٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ غَالِبٍ (۲) اللَّيْثِيَّ فِي سَرِيَّةٍ، وَكُنْتُ فِيهِمْ.. الخ:

جندب بن مكيث فرمائي چه رسول الله صلی الله علیه و آله عبد الله بن غالب رضي الله عنه د يوې سريه امير جوړ كړو او بنو الملوح ته ئې د قتال دپاره مقام كديد طرف ته اوليرېلو، جندب وائي چه مونږ د كديد طرف ته روان شو نو (لقينا الحارث بن البرصاء الليثي) (۳) هلته مونږ د حارث بن الصبر صاليتي سره مخامخ شو، مونږ هغه اونيولو، هغه اووې چه زه خود اسلام په اراده باندې راغلې يم، اوس زه د رسول الله صلی الله علیه و آله په خدمت كښې د تلو دپاره وتلې يم (او هغه خلقو د هغه د تړلو اراده او كړه، پس مونږ هغه ته اووې چه كه واقعي ته مسلمان شوې ئې نو زمونږ تا لره صرف د يوې شپې او يوې ورځې دپاره تړل څه نقصان دې، او كه داسې نه وي، يعنې واقعي ستا اراده د اسلام قبلولو نه وي نو مونږ خپل اطمينان غواړو، ځكه چه په دې صورت كښې دا تړل يقينا مفيد او قرين قياس دي، پس مونږ هغه په ښه طريقه او تړلو. د دې واقعي نه هم ظاهر دې چه د ربط الاسير جواز معلومېږي.

۱: تقدربه أبوداود، (تحفة الأشراف: ۳۲۷۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳/ ۶۷، ۶۸) (ضعيف)

۲: قيل هو الصحيح وقيل الصواب غالب بن عبدالله واليه ميل الحافظ وقيله المنذري حيث قال: الصواب غالب بن عبدالله.

۳: دا د فاعل كيدو په وجه مروع هم كيدې شي او منصوب هم په وجه د مفعوليت، ځكه چه ددې نه مخكښې كوم فعل دې يقينا كه هغه مفرد صيغه او وئيلې شي نو الحارث به فاعل وي، او كه يقينا په صيغه د جمع متكلم او وئيلې شي نو په دې صورت كښې به الحارث مفعول به وي.

[۲۶۷۹] حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ الْمَعْرِي، وَقُتَيْبَةُ، قَالَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قَبْلَ تَحْدِثِ لِحَاءَاتِ بَرَجِلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ، سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟" قَالَ: عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرَانِ تَقْتُلُ تَقْتُلُ ذَاذِمًا وَإِنْ تُنْعِمُ تُنْعِمُ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ فَأَعَادَ مِثْلَ هَذَا الْكَلَامِ فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَذَكَرَ مِثْلَ هَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ، فَأَنْطَلِقَ إِلَى تَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَغْتَسِلَ فِيهِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" وَسَأَى الْحَدِيثَ، قَالَ عِيسَى: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، وَقَالَ ذَاذِمًا.

د سعيد بن ابی سعید نه روایت دي فرمائی چه د ابوهریره رضی الله عنه نه مي اوریدلی دی چه نبی صلی الله علیه و آله د نجد مقام طرف ته یولنسکر اولیرو نو د بنی حنیفه قبیلې یوکس نې په قید کښې راوستو چه ثمامه بنت اثال ورته وئیلې شو او دیمامي سردار وو او د مسجد نبوی په یوې ستن پورې نې اوترو نبی صلی الله علیه و آله دده طرف ته ورغی او ورته نې اووئیل خه درسره دي اي ثمامه یعنی ستاخه حال دي پاتې داسې اووئیل چه ستاپه گمان کښې زما سره خه دي یعنی زه به ستاسره خه معامله کوم؟ ده اووئیل اي محمد زما سره ډیر خیر دي او ډیر مال راسره دي که چرې مړ دي کرم نویو گنهگار به مړ کړي او که چرې احسان دي او کړو په ما باندې نو احسان به او کړي په یوشکر گزار باندې او که منال دي پکاروي نو او غواړه چه درکرم خومره چه دي خوښه وي نونبې صلی الله علیه و آله ده لره په هم دي حال پریخودو کله چه بله ورځ شوه نوبیا نې تري دتيري ورځې په شان سوال او کړو او ده هم هغسي جواب ورکړو نونبې صلی الله علیه و آله ده لره په هم دي حال پریخودو کله چه بله ورځ شوه نوبیا نې تري دتيري ورځې په شان سوال او کړو او ده هم هغسي جواب ورکړو نوبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل ثمامه پریږدئ کله چه پریخود شو نو مسجد ته نزدې د کجورو باغ وو دي ورغې او هلته نې غسل او کړو او دوباره جومات ته راغې او وئې وئیل «أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله» زه گواهي کوم چه دالله نه علاوه بل معبود نشته او محمد & دالله پاک بنده اورسول دي، او حدیث نې تراخه بیان کړو، او دلیث په روایت کښې د ذادم په ځاني باندې ذادم لفظ نقل شوې دي.

«بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خيلاً قبل نجد» الخ یعنی رسول الله صلی الله علیه و آله یوه دسته د نجد طرف ته اولیږله (د دي نه مراد د محمد بن مسلمه سربیه ده) نو هغه سربیه د قبيله بنو حنیفه یو سړې راوستلو چه د هغه نوم ثمامه بن اثال رضی الله عنه وو کوم چه د اهل یمامه سردار وو دي خلکو هغه راوستلو او په مسجد نبوی کښې نې په یوه ستن پورې اوتړلو (د دي نه ربط الاسیر ثابت شو لهذا د ترجمه الباب مطابقت هم د دي جزء سره دي) وړاندې په روایت کښې دی چه کله په رسول الله صلی الله علیه و آله باندې ورتیر شو نو رسول الله صلی الله علیه و آله د هغه طرف ته متوجه کیدو سره تپوس

۱: صحيح البخاري/ الصلاة ۷۶ (۶۲)، والمغازي ۷۰ (۲۷۲)، صحيح مسلم/ الجهاد ۱۹ (۱۷۶)، سنن النسائي/ الطهارة ۱۲۷ (۱۸۹)، المساجد ۲۰ (۷۱۳)، تحفة الأشراف: ۱۳۰۰۷، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۵۲/۲) (صحيح)

او کړو (ما ذا عندک یا ثمامة) چه اې ثمامه ستا په ذهن کښې څه دی یعنی د اسلام قبلولو اراده دې شته یا نه؟ یا د دې جملې مطلب دا دې چه ستا گمان زمونږ په باره کښې څه دې، چه مونږ به تا سره څه کوو، نو هغه جواب ورکړو: (عندی یا محمد خیر ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر) ثمامه په سنجیده لهجه کښې ډیر مناسب جواب ورکړو چه اې محمد ﷺ ما سره خیر دې، یعنی د اسلام راوړلو اراده ده، او وړاندې ئې عرض او کړو چه که تاسو ما قتل کوئ نو داسې سړې به قتل کړئ کوم چه د وینې خاوند دې، نو داسې سړې به قتل کړئ چه د هغه د وینې بدله اخستلو والا شته، یعنی هغه متې لری ځکه چه دې د اهل یمامه سردار وو کما تقدم فی الروایة، د دې نه روستو هغه اووې او که تاسو په ما باندې انعام کوئ نو په داسې سړی به انعام کوئ کوم چه به ستاسو شکر گزار وی، بیا وړاندې هغه یوه خبره او کړه ډیره غلطه چه که تاته د مال ضرورت وی نو اوایئ تاسو ته به مال درکولې شی څومره چه ستاسو پکار وی، رسول الله ﷺ په خاموشی سره د هغه جواب واوریډو او هغه ئې پریخودلو او وړاندې لاړو، وړاندې په روایت کښې دی چه کله بله ورځ راغله نو رسول الله ﷺ د هغه په خوا باندې راتیر شو، په دویمه ورځ هم دغه شان سوال او جواب اوشو او بیا رسول الله ﷺ هغه لره پریخودلو سره وړاندې لاړو، تردې چه کله دریمه ورځ شوه نو بیا هم دا سوال او جواب اوشو، خو دې ځل رسول الله ﷺ او فرمائیل (اطلقوا ثمامة) چه ثمامه دې پریخودلې شی، هغه چه پرانستلې شو نو په تندئ مسجد ته نزدې یو باغ ته لاړو چرته چه اوبه وې او هلته ئې غسل او کړو او بیا ئې په مسجد کښې کلمه شهادت اولوستله: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله (صلی الله علیه وسلم).

عیسی بن حماد، د مصنف استاد فرمائی چه په یو روایت کښې (ذا دم) په ځانې (ذا دم)، ذم په معنی د ذمه او حرمت دې، ای ذی حرمة عند قومه یعنی که ته ما قتل کوي نو داسې سړې به قتل کړې کوم چه د خپل قوم معزز او محترم دې. والحديث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی قاله المنذرى.

[۲۶۸۰] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ الْقُضَيْلِ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ، قَالَ: قُدِمَ بِالْأَسَارِيِّ جَيْنٍ قُدِمَ بِهِمْ وَسُودَةٌ بِنْتُ زَمْعَةَ عِنْدَ آلِ عَفْرَاءَ فِي مَنَاجِمِهِمْ عَلَى عَوْفٍ، وَمَعُودِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَ: وَمَذْلِكَ قَبْلَ أَنْ يَضْرِبَ عَلَيْهِمُ الْحَجَابُ قَالَ: تَقُولُ سَوْدَةٌ: وَاللَّهِ إِنِّي لَعِنْدَهُمْ إِذْ أَتَيْتُ، فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ الْأَسَارِيُّ قَدْ أَتَى بِهِمْ فَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَإِذَا أَبُو يَزِيدَ سَمِيعُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَاجِيَةِ الْحَجْرَةِ مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ يَحْتَلِي، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا قَتْلُ أَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ اتَّذَبَّالَهُ وَلَمْ يَغْرِقَاهُ وَقَتْلًا يَوْمَ يَذَرُ.

د یحی بن عبد الله بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ روایت د فرمائی چه هر کله چه د عضوه بدر قیدیان راوستي شو نو سوده بن زمعه د عفراء دخاندان سره وه چرته چه دهغوی اوبسان به کینولې شو دعروف بن عفراه او معوض بن عفراء سره ترڅو چه دحجاب او پردې

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۸۹۷) (ضعیف)

حکم نه وو نازل شوې نو سوده وائی چه زه ددوی سره وم او وویلې شول دا قیدیان راوستلې شوي دي زه خپل کورته راغلم او رسول الله هلته موجود وو او ابویزید سهیل بن عمرو دحجري په یوگوت کښې هم موجود وو او دهغه دواړه لاسونه په خټ پورې په یوپرې باندې تړلې شوي وو او بیا ئې پوره حدیث ذکر کړو، ابوداود وائی عوف بن عفراء او معوذ بن عفراء هغه کسان دي چاچه ابوجهل بن هشام وژلې وو او هغه ته نه رسیدل لیکن دهغه طرف ته روان وو او دې ئې دبدر په ورځ قتل کړو

﴿ قال : قدم بالاسارى حين قدم بهم وسودة بنت زمعة الخ ﴾ راوی وائی : چه کوم وخت کښې د بدر قیدیان مدینې منورې ته راوستلې شو نو هغه وخت اتفاقی ام المومنین سیده سوده رضی الله عنہا د آل عفراء کره د هغوی د اوسنانو په غوجل کښ، یعنی د هغوی په قیامگاه کښ، د عوف بن عفراء او معوذ بن عفراء سره نزدې ناسته وه، خو په دې ترجمه باندې دا اشکال دې چه عوف او معوذ دواړه خو په جنگ بدر کښې شهیدان شوې وو لهذا ﴿ علی عوف ومعوذ ﴾ به د هغې د ظاهر نه لرې کولو سره بله معنی مراد کړې شی، یعنی سیده سوده رضی الله عنہا دې وخت د آل عفراء په وخت ولاړه وه، د عوف او معوذ په سلسله کښې یعنی تعزیت وغیره، د دې خلاف ظاهر تاویل حاجت زموږ د موجوده نسخې په اعتبار سره دې چه په هغې کښې ﴿ فی مناختهم ﴾ په خاء معجمه سره دې، او په بعض نسخو کښې دا لفظ د خاء معجمه په ځانې په خاء مهمله سره دې ﴿ فی مناختهم ﴾ یعنی محل نوح او نوحه خوانی مجلس، په دې صورت کښې به هیڅ قسم اشکال نه وی ^(۱) ﴿ قال وذلك قبل ان يضرب عليهن الحجاب ﴾ دلته چونکه دا سوال کیدې شی چه سیده سوده د آل عفراء کره تلي وه نو د دې جواب راوی دا ورکړو چه دا د حجاب نه مخکښې واقعه ده، سیده سوده رضی الله عنہا فرمائی چه کله هلته ناسته اوم نو هلته څه گورم چه د جنگ بدر یو کافر قیدی ابویزید سهیل بن عمرو رضی الله عنہ د حجري په مینځ کښې تړلې شوې دې، چه د هغه لاسونه دست سره تړلې شوې وو، ددې حدیث داخری جملې نه دربط الاسیر ثبوت ملاویرې ﴿ ثم ذکر الحديث ﴾ مصنف فرمائی چه وړاندې په حدیث کښې نور هم څه دی کوم چه مونږ اختصارا حذف کړل. ﴿ قال ابوداود: وهما قتلا ابا جهل بن هشام وكانا انتدبا له ولم يعرفاه وقتلا يوم بدر ﴾ امام ابوداود کله کله د حدیث نه روستو تبعاً او استطراداً څه علمی فائده ذکر کوی چه د د هغې مثالونه به وړاندې هم راشی، او یو د هغې نه دا مقام دې.

بهرحال په حدیث الباب کښې د عوف بن عفراء او معوذ بن عفراء رضی الله عنهما ذکر وو نو د دې دواړو په پاره کښې مصنف فرمائی چه دواړو په جنگ بدر کښې د مشرکانو سردار ابوجهل قتل کړې وو، او دې دواړو د هغه د قتل اراده کړې وه خو هغه ئې نه پیژندلوو پس قصه مشهوره ده چه دې دواړو انصاری هلکانو د سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنہ نه په جنگ بدر کښې تپوس او کړو چه ابوجهل چرته دې، هغه تپوس او کړو چه ته

^۱، نه هلي اختلاف للنسخ الشيخ محمد عوامه في تحقيقه لسنن ابی داؤد، جزاء الله تعالی

څه دپاره د هغه تپوس کوي؟ هغه اووي چه مونږ به هغه ختموو، هغه د هغوی په بهادری ډیر حیران شو چه دوه کم عمره انصاری هلکان د قریشو د سردار د قتل سوچ کوی، خیر بهر حال هغه ورته او فرمائیل چه کله ماته په نظر راشی نوزه به ئې درته اوبنائم، پس چه کله ئې په هغه باندې نظر پریوتلو نو هغه د دې خبر هغوی ته ورکړو الی اخر القصة....

د ابو جهل د قاتلانو تعیین

امام ابوداود په دې خپل کلام کښې د قاتلین ابو جهل نشاندهی کړې ده، د عوف او معوذ په باره کښې فرمائی چه دې دواړو قتل کړې دي، دا د مشهورې خبرې خلاف ده، د صحیحین په روایاتو کښې د ابو جهل په قاتلانو کښې دا درې نومونه ملاویرې، معاذ بن عفراء، معوذ بن عفراء او معاذ بن عمرو بن الجموح^(۱) د عوف بن عفراء نوم نشته، حضرت په بذل کښې د عوف رضی الله عنه ذکر شاذ منلې دي، حضرت لیکي **﴿ولم ار احدا ذکر عوفا فيمن قتل ابا جهل الا ابوداود وابن سعد﴾** زه وائم چه دغه شان د هغه په قاتلینو کښې د عبدالله بن مسعود رضی الله عنه نوم د صحیحین په روایاتو کښې موجود دي خپله په ابوداود کښې هم وړاندې د هغه ذکر راروان دي، خو په شروع کښې په هغه باندې حمله کونکي هم هغه درې کسان دي د چا ذکر چه پورته راغلو، عبدالله بن مسعود رضی الله عنه روستو هغه لره قتل کونکې دي، هسې د دې سلسلې په روایاتو کښې کافی اختلاف او انتشار دي لکه چه د بخاری د شروع نه معلومیرې، او په دې روایات مختلفه کښې تطبیق باندې هم حافظ وغیره تفصیلی کلام کړې دي، خو د عوف بن عفراء ذکر څنگه امام ابوداود رحمه الله کړې دي، حافظ او هم دغه شان علامه عینی داسې نه دي کړې په لامع الدراری او الحل المفهم کښې هم په دې باندې ډیر بحث کړې شوي دي.

باب فی الأسیرینال منه ویضرب ویقرر د قیدی د وهلو اود ریتلو بیان

[۲۶۸۱] حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذَرَ أَصْحَابَهُ فَاذْهَبُوا إِلَى بَدْرٍ فَإِذَا هُمْ بِرَوَايَا قُرَيْشٍ فِيهَا عَبْدُ أُسُودَ لِبَنِي الْحَجَّاجِ، فَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ أَيْنَ أَبُو سُفْيَانَ؟ فَيَقُولُ: وَاللَّهِ مَا لِي بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ عِلْمٌ وَلَكِنْ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ جَاءَتْ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٌ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ فَإِذَا قَالَ لَهُمْ ذَلِكَ ضَرَبُوهُ فَيَقُولُ: دَعُونِي، دَعُونِي أَخْبِرْكُمْ فَإِذَا تَرَكَوهُ قَالَ: وَاللَّهِ مَا لِي بِأَبِي سُفْيَانَ مِنْ عِلْمٍ، وَلَكِنْ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٌ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ، قَدْ أَقْبَلُوا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ يَمْنَعُ ذَلِكَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَتَضْرِبُونَهُ إِذَا صَدَقْتُمْ وَتَدْعُونَهُ إِذَا كَذَبْتُمْ، هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ لِيَمْنَعَنَّ أَبَا سُفْيَانَ قَالَ أَنَسٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ وَهَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا جَاوَزَ أَحَدٌ

^(۱) په دې کښې یو قول دا دي چه معاذ بن عمرو او معاذ بن عفراء دواړه د یو کس نومونه دي، یو ځانې کښې ئې د مور طرف ته نسبت دي او بل ځانې کښې ئې د پلار طرف ته.
^(۲) نکر د به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۳۶)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الجهاد ۳۰ (۱۷۷۹)، والجنة ۱۷ (۵۷۳۲)، سنن النسائي/الجنائز ۱۱۷ (۲۰۷۶)، مسند احمد (۲۶۷۱) (صحيح)

مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِمَرْسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُجِدَ بِأَرْجُلِهِمْ فَسَجُّوا فَأَلْقَوْا فِي قَلْبِ بَدْرٍ.

دانس بن مالك رضي الله عنه نه روايت دې چې نبی صلی الله علیه و آله خپل ملگري راوغوښتل ټول دبدر طرف ته لاړل یکدم ورته دقریشو داوبوراوړلو والا اوښ ملاو شو او یو تور غلام ورسره وو دبنی الحجاج قبیلې والا صحابه کرامو اونیو و او تپوس ئې تري اوکړو او ورته ئې اووئیل شابه اووايه ابوسفیان چرته دې؟ هغه اووئیل په الله مې دي قسم وي زه دابوسفیان په حال نه یم خبر لیکن د قریشو خلق راغلی دی چې په هغوی کښې ابوجهل، عتبه بن ربیع، شیبه بن ربیع، او امیه بن خلف شامل دي، کله چې ده دا اووئیل نو صحابه کرامو ده لره وهل ورکول شروع کړل ده اووئیل ما پرېږدئ زه درته وایم کله چې ئې پرېخودو نوده هم دا اووئیل چې په الله مې دي قسم وي ماته دابوسفیان حال نه دې معلوم البته قریشیان راغلی دی چې ابوجهل عتبه اوشیبه دربیعه ځامن او امیه بن خلف پکښې دی، په دې وخت کښې نبی صلی الله علیه و آله په مونځ ولاړ وو اودا واقعې ئې اوریدله کله چې دمونځ نه فارغ شو نووئې وئیل زمادي په هغه ذات قسم وي دچا په لاس کښې چې زما روح دې کله چې دې تاسو ته رښتیا وائی نوتاسو ئې وهن اوچې کله درته دروغ وائی نویا ئې پرېږدئ ابوسفیان خودشام دقافلي سره مال راوړي راروان دې اودقریشو خلق دهغه دېچ کولو دپاره راغلی دی هسې نه چې داسې اوشی چې دمسلمانانو قافله په مال باندې قبضه اولگوي لیکن دمسلمانانو قافلي مقابله کول غوښتل د کافرانوسره اوهمداسې اوشول، انس وائی نبی صلی الله علیه و آله اوفرمائیل دادفلاني دراغورخیدو ځانې دې صبا او هلته ئې خپل لاس کیخود و چې دادفلاني دراغورخیدو ځانې دې صبا او هلته یسې هم لاس کیخودو انسه په قسم سره اووئیل چې بیایوکس هم دهغه ځانې نه تیر نه شو په کوم ځانې باندې چې نبی صلی الله علیه و آله لاس ایخودلې وو دبنی صلی الله علیه و آله په حکم سره دوی دخپونه اونیول شول او رابښکلې شول او په بدر کښې یوې جوري کندی ته اوغورخولې شول

مضمون حدیث

دا دې چې رسول الله صلی الله علیه و آله دعوت ورکړو خپلو اصحابو ته د بدر په طرف باندې د تلو هغوی بدر ته اورسیدل، پس د مسلم په روایت کښې دی (فَانْظُرُوا حَتَّى تَرَوْا بَدْرًا) هلته تلو سره صحابه کرامو د قریشو اوبه اوړونکې اوبښان اولیدل (روایا جمع د راویه ده، راویه په اصل کښې خو د اوبو مشک ته وئیلې شی، بیا روستو د دې استعمال په هغه اوبښ باندې شروع شو چې په هغې باندې د اوبو مسکونه راوړلې شی، په دې اوبښانو کښې د قبيله بنو حجاج یو تور غلام یعنی د هغوی شپونکې وو، صحابه کرامو هغه راوښولو او د هغه نه ئې تپوس اوکړو: (این ابو سفیان) چې ابوسفیان د قافلې رئیس چرته دې، یعنی کومې قافلې چې د شام نه مال تجارت راوړلو هغه چرته ده، د صحابه کرامو په تپوس باندې به هغه جواب ورکولو: والله ما ته خو د هغه په باره کښې هېڅ علم نشته، خو زه تاسو ته د یوې بلې خبرې خبر درکوم چې دا د قریشو لښکر د مکې نه راغلي دي په هغې کښې ئې د ابوجهل وغیره

د پرو قريشي سردارانو نومونه واخستل يعنی عتبه بن ربيعه، شيبه بن ربيعه او اميه بن خلف، صحابه کرامو به د هغه په دې خبره باندې هغه غلام وهلو، او هم دا تپوس به ئې ترې کولو چه ابوسفیان چرته دې؟ هغه به وئيل ما پريږدئ وائم درته! چه کله به ئې پريخودلو نو بيا به ئې اوئيل چه د ابو سفیان نه خوزه نه يم خبرخو د کفار قريش خبر ماته شته چه هغوی د مکې نه راغلې دی او دلته راجمع دی او په هغوی کښې فلانی فلانی مشرکان هم دی، چه کله دا سوال او جواب کيدل هغه وخت رسول الله ﷺ په مانځه کښې مشغول وو خو رسول الله ﷺ په مانځه کښې دا ټولې خبرې اوريدلې، چه کله د مانځه نه فارغ شو نو هغه د صحابه کرامو طرف ته متوجه کيدو سره او فرمائيل: قسم دې په هغه ذات د چا په قبضه کښې زما روح دې واقعي خبره هغه ده چه کومه تاسو ته دا غلام کوی يعنی دا چه ماته د ابوسفیان خبر نشته، نو بيا خو تاسو هغوی وهئ، او چه کله درته هغه دروغ وائی نو تاسو هغه پريږدئ، د دروغو نه مراد د هغه دا وينا ده چه ښه زه ئې درته اوس وائم خو د هغه دا دروغ وئيل صحابه کرامو ته د دھوکې ورکولو دپاره نه وو، صحابه کرامو ته خو هغه صحيح خبره کوله بلکه دا د خپل ځان د بچ کولو دپاره ده. بيا رسول الله ﷺ د دې غلام والا خبرې تصديق کولو سره او فرمائيل چه او گورئ دا د قريشو کفار دی کوم چه د ابوسفیان د بچ کولو دپاره راغلې دی، بيا ئې د پيشن گوئی په طور او فرمائيل، چونکه هغه ته معلومه شوې وه چه جنگ ته به خبره رسيږي او په هغې کښې به مسلمانانو ته فتح ملاويږي. (ووضع يده على الارض وهذا مصرع فلان غدا) رسول الله ﷺ به په زمکه باندې لاس وهلو او دا به ئې فرمائيل چه صبا له به دا ځانې د فلانی کافر د غورځيدو وی او قتل کيدو وی، د هغه کافر نوم به ئې اخستلو، او دا ځانې به د فلانی کافر د راپريوتلو وی، درې کرته رسول الله ﷺ هم دغه شان نوم اخستلو سره او فرمائيل، وړاندې راوی قسم خوړلو سره وائی چه د کوم کافر د جدا کيدو ځانې رسول الله ﷺ متعين کړې وو، هغه خاص هم په هغه ځانې کښې راپريوتلو، او بيا هغه قتل کړې شوی د خپو نه اونيولې شو او قليب بدر ته گزار کړې شو، د حديث د ترجمه الباب سره مطابقت ښکاره دې يعنی د کافر قيدي د څه مصلحت په بنياد وهل، قليب هغه کوهی ته وئيلې شی چه په هغې باندې غاړه نه وی، دا کوهی په دې بدر مقام کښې وو کوم چه اوس پاتې نه شو. والحديث اخرجه مسلم اتم منه قال المنذري.

باب في الأسير بكرة على الإسلام

د اسلام په قبولولو قيديان مه مجبوروي

دا باب د "باب الاسير بكرة على الكفر" مقابل دې کوم چه مخکښې تير شوې دې، هلته هم مونږ دې راتلونکی باب ته اشاره کړې وه يعنی يو کافر قيدي په اسلام باندې مجبور کول څنگه دی؟ جواب دا دې چه داسې نه دی کول پکار،

(د کافر قيديانو سره څه معامله کول پکار دی؟)

بيا د کافر قيديانو سره څنگه معامله کول پکار دی؟ هغه په کتب فقه او حديث کښې مشهور دی د جمهورو په نزد د هغه سره څلور قسمه معامله کولې شی، قتل، استرقاق، من، فدا،

یعنی قتل کول، یا هغه لره غلام جوړول، یا په هغه باندې احسان کولو سره هغه پریخودل، یا فدیہ اخستلو سره پریخودل دا څلور واړه اختیارات د ائمه ثلاثه په نزد مشروع دی، د احنافو په نزد دا څلور اختیارات په شروع کښې دی روستو د هغوی په نزد په دې څلورو کښې دوه یعنی من او فداء، منسوخ شو، او قتل او استرقاق دا دوه باقی پاتې شو.

[۲۶۸۲] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَغْنِي السَّجِسْتَانِيَّ. حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَهَذَا الْفُظَّةُ. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَشْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَكُونُ مَقْلًا تَفْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تَهْوِدَ فَلَمَّا أَجْلَيْتُ بَنُو النَّضِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَأَنْدَعُ أَبْنَاءَنَا فَإِنَّ زَلَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ سُورَةُ الْبَقَرَةِ آيَةٌ ۲۵۶ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْبَقْلَاتُ الَّتِي لَا يَعْيشُ لَهَا وَلَدٌ.

د ابن عباس نه روایت دې فرمائی چې د جاهلیت په زمانه کښې چې به د کومې ښځې بچی ژوندې نه پاتې کیدل نو هغې به د اندر او منلوکه چرې بچی مې ژوندې پاتې شو نو یهودي کوم به ئې، کله چې د بنو نضیر قبیلې یهودیانو ته د ملک پرېښودو حکم اوشو نو په هغوی کښې یو څو انصاري هلکان هم رواندا رو وویل چې مونږ خپل هلکان به پرېږدو نو الله پاک دا حکم نازل کړو چې د دین په قبلولو کښې زبردستی کول نشته. ابوداود وائی چې المقلات هغو ښځوته وئیلې شي د چا چې بچی ژوندې نه پاتې کیږي.

شرح حدیث

مدینه منوره کښې دوه قبیلې د مشرکانو اوس او خزرج اباد وو، دا خلق چې په اسلام کښې داخل شو او د مهاجرینو هغوی ایوا او نصرة او کړو نو هغوی ته انصار وئیلې شو، نو د هغوی نه علاوه په مدینه کښې اهل کتاب یعنی یهود ډیر په کثرت سره اباد وو، مشرکین مدینه د اهل کتاب په خپل ځان باندې فوقیت او فضیلت منی، د هغوی د اهل علم کیدو د وجې نه ځکه چې مشرکان خو مطلق وو، د باب په دې روایت کښې دا دی چې د اسلام د راوړلو نه مخکې کوم چې انصاري زنانه (مشرکه) مقله کیدو، یعنی د چا ماشوم چې ژوندې نه پاتې کیږي نو ډیر وخت دا قسم زنانه د خپل حمل په زمانه کښې دا نذر منی چې که زما ماشوم د پیدا کیدو نه پس ژوندې پاتې شو نو زه به هغه یهودي جوړ کړم، پس د دې قسم ډیر زیات ماشومان یهودي جوړیدو سره په یهود کښې شامل شو، په روایت کښې دی ﴿فلما اجلیت بنو النضیر کان فیهم من ابناء الانصار الخ﴾ یعنی چې کله د بنو نضیر یهود د رسول الله ﷺ په زمانه کښې د مدینې منورې نه جلا وطن کولې شو نو په دې کښې پورته ذکر شوي قسمونو کښې ابناء الانصار هم وو، نو دې ابناء الانصار پلارانو دا خبره کړې ده چې مونږ خپل ځامن نه پرېږدو، یعنی هغوی به منع کوو او زبردستی به ئې په اسلام کښې داخلوو نو په دې باندې دا آیت کریمه نازل شو. ﴿لا اکره فی الدین قد تبین الرشد من الغی﴾ گویا په دې آیت کریمه کښې انصار د دې خبرې نه منع کړې شوې دی چې هغوی به په زبردستی باندې خپل اولاد لره مسلمان جوړولو سره په مدینه کښې ساتي.

په ترجمه الباب کښې چه کومه مسئله ذکر شوې وه، د هغې حکم معلوم شو یعنی لا يجوز اکراه الاسير على الاسلام... قال ابوداود: المقالات التي لا يعيش لها ولد... امام ابوداود رحمه الله هم د امام ترمذي رحمه الله په شان د حديث د بعض الفاظ غريبه تفسير کوي په دې وجه وئيلې شي چه «مقالة» چه کوم لفظ په روايت کښې راغلې دې د هې معنی دا ده، داسې زنانه ته په پښتو کښې ميراته وئيلې شي، والحديث اخرجه النسائي، قاله المنذرى.

ايا په جهاد مع الكفار کښې اکراه فى الدين نشته؟

د دې آيت کریمه د وجې نه دا سوال پيدا کيږي چه ايا د کفارو سره چه کوم جهاد کولې شي په دې کښې اکراه نشته په ظاهره کښې خو د دې جواب دا دې چه دا خو صحيح ده چه د جهاد په ابتداء کښې د اسلام خبره کيږي شي خو بيا د هغې نه روستو د جزیه نمبر هم راځي، د اسلام نه قبلولو په صورت کښې په قبول جزیه باندې د هغوی سره قتال ختمولې شي، خو دا جواب د احنافو او مالکيانو په مسلک خو صحيح دې چه د هغوی په نزد د قبول جزیه صورت عام دې، د اهل کتاب او مشرکانو ټولو نه اخستلې کيدې شي، خو د شوافعو او حنابلې په نزد چونکه د جزیه حکم د اهل کتاب سره خاص دې، د مشرکانو نه نه شي اخستلې، لهذا د دې دواړه امامانو په مسلک باندې اشکال باقی پاتې شو، دې حضراتو د دې جواب دا ورکړې دې چه د «لا اکراه فى الدين» نزول د اهل کتاب په واقعه کښې دې لکه چه په حديث الباب کښې ذکر شوې شان نزول نه معلوم کيږي، لهذا د دې آيت کریمه تعلق د مشرکانو سره نه شو، گویا د مشرکانو په باره کښې د اکراه ممانعت نشته، په دې وجه هغوی سره جهاد کولې شي او جزیه ترې نه شي اخستلې خو د احنافو د طرف نه دا وئيلې کيدې شي چه اگر چه د آيت شان نزول په اعتبار سره خاص دې خو د عموم الفاظ پيش نظر خو د هغې حکم دې «العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب» د پورته ذکر شوی اشکال نور هم ډير جوابونه ورکړې شوې دي، مثلاً دا چه د اکراه تعريف دا دې «الزام الغير بما ليس فيه خير». چه يو سړى لره په داسې خبره باندې مجبور کول چه په هغې کښې څه خير نه وي، او اسلام خو صرف خير دې، لهذا اکراه په اسلام باندې دا بالکل خير دې نه، يو جواب دا هم ورکولې شي چه «الا اکراه فى الدين» دا د جهاد او قتال په آيتونو باندې منسوخ دې.

باب قَتْلِ الْأَسِيرِ وَلَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ

د اسلام پيش کولو نه بغير د قيديانو د قتل کولو بيان

يعنی کافر قيدي باندې د اسلام د پيش کولو نه بغير د هغه قتل کول، او په هغه دعوت بادي اکتفاء کول کوم چه د قتال نه مخکښي ورکولې شي.

[۲۶۸۳] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْبُقَاصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَعْرِ، قَالَ زَعَمَ السَّيِّدِيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ آمَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةً نَفَرًا وَأَمْرًا ثَيْنٍ وَسَمَاءَهُمْ، وَابْنُ أَبِي سَرِيحٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: وَأَمَّا ابْنُ أَبِي سَرِيحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ

۱: سنن النسائي/المحاربة ۱۱ (۴۰۷۲)، ويأتي عند المؤلف في الحدود ۱ (۴۳۵۹)، (تحفة الأشراف: ۳۹۳۷) (صحيح)

عَقَانْ فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ بَايَعُ عَبْدَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْتِي فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَأَى كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ؟ فَقَالُوا: مَا نَذَرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ إِلَّا أَوْمَاتٌ إِلَيْنَا بَعِيْنِكَ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيِّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَابِئَةٌ الْأَعْيُنِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَخَا عُمَانَ مِنَ الرِّضَاعَةِ، وَكَانَ الْوَلِيدُ بْنُ عَقْبَةَ أَخَا عُمَانَ لِأُمِّهِ وَخَصْرِيهِ عُمَانُ الْحَدَّادُ شَرِبَ الْخَمْرَ.

د سعد رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی هر کله چه د فتح مکې ورځ راغله نو نبی صلی الله علیه و آله ټولو خلقوته امن ورکړو مگر څلور کسانو او دوه ښځوته ئې ورنکړود کوموچه راوي نومونه اخستلي دي په کومو کښې چه ابن سرح هم وو، ځکه چه دې مرتد شوي وو ابن ابی سرح د عثمان نه سره ځان پټ کړو هر کله چه نبی صلی الله علیه و آله خلق د دعوت دپاره را اوغوښتل نو عثمان هندی هم راوستو تردې چه د نبی صلی الله علیه و آله په خوا کښې ئې ودروو او عرض ئې وکړو اي دالله رسوله د عبد الله نه بيعت واخلئ نبی صلی الله علیه و آله ورته وکتل او بيعت ئې ورسره ونکړو، درې ځله داسې وشول اخرد درې پيرونه پس ئې ورسره بيعت وکړو، بيا ددې نه پس نبی صلی الله علیه و آله صحابه کراموته او فرمائيل: ايا په تاسو کښې څوک عقل مند نشته چه پاڅيدلی وي او کله چه مادده د بيعت نه انکار وکړو چه دده سر ئې وهلې وي؟ صحابه کرام تر عرض وکړو چه اي دالله رسوله مونږ ته ستاد زړه حال معلوم نه وو کچرې تامونږه په اشاره پوه کړي وي نوښه به وه او مونږ به د حکم تعميل کړي وو اودده سر به مو وهلې وو، نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل چه د نبی سره دانه ښائي چه په سترگو اشارې وکړي. ابو داود وائی چه ابن ابی سرح د عثمان رضاعي ورور وو او وليد بن عقبه ئې مورني ورور وو، دې د شرابو په څکلو گير شو او عثمان ورباندې حد جاری کړو.

سيدنا سعد بن ابی وقاص رضي الله عنه فرمائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله د فتح مکه په ورځ باندې خلقو يعنی اهل مکه ته امن ورکړو (خو دا امن ورکول مطلقاً نه دی بلکه بعض شرطونو سره وو، لکه چه هغه او فرمائيل «من دخل الحرم فهو امن، ومن اغلق بابه فهو امن ومن القى السلاح فهو امن» سوا د څلورو سړو او زنانو نه، چه د چا نومونه راوی بيان کړې وو چه په هغې کښې ابن ابی السرح نوم وو، په دې روايت کښې خو هم دا دی يعنی د څلورو وارو سړو استثناء، حضرت په دې کښې د نورو رواياتو په بنياد اضافه کولو سره يولس سړي او شپږ زنانه تفصيلی بيان کړې دی، مطلب دا دي، مطلب دا دي چه بعض مشرکين هغه نه وو معاف کړې بلکه د هغه وينه ئې په هر حال کښې مباح کړې وه، وړاندې په روايت کښې د عبد الله بن ابی السرح په باره کښې تفصيل دي، دا په اصل کښې د سيدنا عثمان رضي الله عنه رضاعي ورور وو، د هغه په باره کښې دا ليکلې شوې دی چه هغه د فتح مکه نه مخکښې اسلام قبول کړې وو، «ثم ارتد ثم اسلم» په حديث الباب کښې دی چه دې د سيدنا عثمان رضي الله عنه سره پټ شوې وو، بيا چه کله رسول الله صلی الله علیه و آله اهل مکه د بيعت علی الاسلام دپاره طلب کړل نو سيدنا عثمان، ابن ابی السرح لره اخستلو سره د هغه خدمت ته حاضر شو، او هغه ئې د هغه مخې ته اودرولو، او عرض ئې اوکړو يا رسول الله صلی الله علیه و آله د هغه نه هم بيعت واخلئ، رسول الله صلی الله علیه و آله خپل سر مبارک اوچت کړو او هغه ته ئې اوکتل او درې کرته ئې هم

دغه شان او کړل، هر ځل رسول الله ﷺ د هغه د بیعت نه انکار فرمائیلو، یعنی د هغه طرف ته نه یې د بیعت دپاره لاس نه ور اوږدولو، د دریم ځل نه پس رسول الله ﷺ هغه سره بیعت او کړو، او بیا یې د صحابه کرامو طرف ته توجه کولو سره او فرمائیل چه ایا په تاسو کښې څوک پوهه سرې نه وو چه هر کله ما د هغه د بیعت نه لاس اخستلو نو هغه او دریدلې وې او هغه نه یې قتل کړې وې، په دې باندې بعض صحابه کرامو عرض او کړو چه یا رسول الله ﷺ مونږ ته معلومه نه وه چه ستاسو په زړه کښې څه دی او دا نه یې هم عرض او کړو چه «الا اومات الينا بعینک» چه تاسو په خپلو سترگو سره اشاره ولې او نکره نو وې فرمائیل «لا ینبی لنبی ان ټکون له خائنة الاعین» یعنی دا خبره د نبی د شان خلاف ده چه هغه په داسې موقع باندې په سترگو سره اشاره او کړې، یعنی د نبی یو کار هم کچا او سرسری نه وی، بلکه د هغه خو هر یو کار واضح او محکم وی هغه په سترگو سره اشارې نه کوی.

قال ابوداؤد : الخ.... مصنفه فرمائی چه عبدالله بن ابی السرح د سیدنا عثمان رضاعی رور وو، وړاندې یوه بله خبره استطرادا د علمی فائدي دپاره د مقام مناسبت سره بیان فرمائی : «وكان الوليد بن عقبة الخ» یعنی عبدالله بن ابی السرح خو د هغه رضاعی رور و کوم چه ګډوډ قسم سرې وو هم دغه شان حال د ولید بن عقبه هم وو، هغه د سیدنا عثمان رضاعی رور وو هغه هم ډیر ګډوډ وو په شرابو باندې عادت وو هم په دې وجه باندې سیدنا عثمان رضاعی په هغه باندې د شرابو حد هم جاری کړې وو، حضرت په بذل کښې دلته یو سوال او جواب لیکلې وو.

په حدیث کښې اشکال او د هغې جواب

هغه دا چه عبدالله بن ابی السرح ته چه کله سیدنا عثمان رضاعی پناه ورکړه نو بیا د هغه قتل څنگه جائز وو؟ نو بیا رسول الله ﷺ صحابه کرامو ته د هغه د قتل په ترک باندې ولې تنبیه او فرمائیل؟ جواب د دې ظاهر دې چه هر کله رسول الله ﷺ هغه مهدر الدم (مباح الدم) کړې وو نو د سیدنا عثمان رضاعی په پناه ورکولو سره څه کیږي. (من البذل) زه واثم چه دلته د دې اشکال نه علاوه یو بل قوی اشکال دا دې چه «انه کیف جاز قتله وقد اسلم؟» یعنی د بیعت علی الاسلام دپاره راغلې وو او په اسلام کښې د داخلیدو نه مضبوطه اراده کړې وه، د دې جواب علامه سندھی په حاشیه د نسائی کښې دا ورکړې دې چه د رسول الله ﷺ په زمانه کښې د انسان اسلام د رسول الله ﷺ په رضا او قبول باندې موقوف وو، چه د چا اسلام به هغه منظور کړو نو هم د هغه اسلام به معتبر وو والا فلا، د ابوداؤد په کتاب الجنائز کښې هم د دې قسم یوه بله واقعه حدیث کښې راغلې ده، هلته هم رسول الله ﷺ بیعت کولو سره خپل لاس منع کړو، د دې په شرح کښې حضرت سهارنپوری د اشکال مذکور هم دا جواب کړې دې، هم دغه شان د عبدالله بن ابی سرح دا واقعه په کتاب الحدود کښې هم راروانه ده، هلته حضرت د دې اشکال او جواب طرف ته تعرض کړې دې. والحديث اخرجه النسائي قاله المنذرى.

[۲۶۸۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ يَرْبُوعٍ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: "أَرْبَعَةٌ لَا أَوْفِيَهُمْ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَمٍ قَتَامًا هَذَا، قَالَ: وَقَهْنَتَيْنِ كَانَتَا لِيَقْيَيسٍ فَقَتَلْتُ إِحْدَاهُمَا وَأَفْلَتَتِ الْآخَرَى فَأَسْلَمْتُ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ أَفْهَمْ اسْتَادَهُ مِنْ ابْنِ الْعَلَاءِ كَمَا أَحِبُّ.

د سعید بن یربوع مخزومی نه روایت دې چه نبی ﷺ دفتح مکې په ورځ فرمائیلى وو څلور کسان داسې چه نه ورته په حل کښې اونه حرم کښې امن ورکوم اودهغوی نومونه ئې واخستل راوي وائی اودمقیس دوه وینځي ئې هم ذکر کړي یوه په دوی کښې قتل کړي شوه او دویمه او تختیده اویا مسلماننه شوه. امام ابوداود وائی زه ددې روایت اسناد دابې العلاء نه نه خوښوم.

دا هم د تیر شوی روایت په شان دې هلته څلور سړی او د « امراتین » ذکر راغلې دې، دلته په ځانې د « امراتین » « قینین » دې، « قینه » امة مغنیه ته وئیلې شی، او په مطلق وینزه ئې هم اطلاق کیږی کوم چه د مقیس بن صبابه وو، او وئیلې شوې دی چه د ابن خطل وو چه په هغې کښې یو خو قتل کړې شو، او بله او تختیده او بیا ئې روستو اسلام هم قبول کړې وو.

[۲۶۸۵] (۲) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْيَغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطْلٍ: مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: اقْتُلُوهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابْنُ خَطْلٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ أَبُو بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيُّ قَتَلَهُ.

دانس بن مالک رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ دفتح مکې په کال مې ته داخل شواودنبی ﷺ په سرباندي ..خود، وو کله چه هغه دسرنه .خود، لرې کړونویوکس ورته راوستلي شو اووئي وئیل چه ای دالله رسوله ابن خطل یم او دکعبې په غلاف پورې انختلې وو نبی ﷺ اوفرمائیل قتل ئې کړی. ابوداود وائی دابن خطل نوم عبدالله وو، اوده لره ابو برزه اسلمي قتل کړو.

مضمون حدیث

رسول الله ﷺ د فتح مکه په موقع باندې په مکه کښې داخل شوي وو په داسې حال کښې د هغه په سر مبارک باندې خپله (د اوسپنې ټوپي) وه، چه کله ئې هغه کوزه کړه او کیخودله یعنی د ضرورت پوره کیدو نه پس نو بیا یو سړې راغلو او عرض ئې اوکړو چه ابن خطل (کوم چه ئې مباح الدم کړې وو) دکعبې د غلاف پسې اینختلې ولاړ دې، یعنی د هغې په ذریعه د پناه غوښتلو دپاره (بیا هم) هغه اوفرمائیل چه هغه قتل کړی، مصنف فرمائی چه د ابن خطل نوم عبدالله دې او کوم سړی چه هغه قتل کړې وو د هغه نوم ابو برزه الاسلمي وو،

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۴۷۴) (ضعیف)

۲: صحیح البخاري/جزء الصيد ۱۸ (۱۸۴۶)، الجهاد ۱۶۹ (۳۰۴۴)، المغازی ۴۸ (۴۲۸۶)، اللباس ۱۷ (۵۸۰۸)، صحیح مسلم/الحج ۸۴ (۱۳۵۷)، سنن الترمذي/الحج ۱۸ (۱۶۹۳)، الشامل ۱۶ (۱۰۶)، سنن النسائي/الحج ۱۰۷ (۲۸۷۰)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۱۸ (۲۸۰۵)، (تحفة الأشراف: ۱۵۲۷)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الحج ۸۱ (۲۴۷)، مسند احمد (۱۰۹۳)، سنن الدارمي/المناسك ۸۸ (۱۹۸۱)، والسير ۲۰ (۲۵۰۰) (صحیح)

زه وائم چه وئيلې شوې دى چه هغه شريك بن عبده العجلانى قتل كړې وو، په بذل كښې د تاريخ خميس نه نقل كړې دې چه په جاهليت كښې د ابن خطل نوم اول عبد العزى وو، رسول الله ﷺ د اسلام قبلولو نه پس د هغه نوم بدلولو سره عبدالله كيخودلو او خطل دهغه د پلار لقب وو، نوم د هغه عبد مناف وو كما فى القسطلانى. د ابن خطل د قتل وجه امام خطابى دا ليكلې ده چه رسول الله ﷺ هغه د يو انصارى سره په څه كار پسې ليږلې ووو او هغه انصارى ئې د هغه امير جوړ كړې وو په لاره كښې چه كله روان وو نو ابن خطل هغه انصارى قتل كړو، او د هغه سامان ئې لوټ كړو، په دې وجه رسول الله ﷺ سره د دې چه هغه د كعبې په غلاف پورې اينختلې وو هغه ته امان ورنكړو، او هغه ئې په قصاص كښې قتل كړو، او بعض شارحينو ليكلې دى كما فى القسطلانى (ص ۳۱۷ ج ۳) چه په ابن خطل كښې متعدد موجبات قتل جمع شو، اول جنايت قتل او كفر او ارتداد، رسول الله ﷺ ايذاء او هجو، پس هغه به هم په شعر كښې د رسول

الله ﷺ بدى بيانوله او په خپلو وينزو باندې به ئې هم په خوش اوازئ سره بدى بيانوله

په حديث كښې دوه اختلافى فقهي مسائل

يو د قصاص فى الحرم نه متعلق او يو دخول حرم بغير د احرام نه متعلق، احرام والا مسئله په كتاب الحج كښې تيره شوې ده، د شافعيه مسلك دا دې چه د كوم سړى اراده د دخول حرم د حج او عمره نه علاوه په بل يو حاجت سره كه هغه حاجت متكرره يا غير متكرره، په دې باندې احرام واجب نه دى، د احنافو په نزد مطلقا واجب دې، بعض شوافع په خپل تائيد كښې دا حديث هم پيش كوى، زمونږ د طرف نه دا جواب وركړې شو چه په حديث كښې تصريح دې چه هغه او فرمايل: احلت لى ساعة من نهار... چه زما دپاره مكه د مختصر نه وخت دپاره حلال كړې شو، لهذا هم په دې وجه هغه رسول الله ﷺ بغير د احرام نه داخل شو، زمونږ دا جواب حافظ وغيره هم تسليم كړې دې، او بله مسئله ده يعنى د قصاص فى الحرم هغه دا ده چه كه د جنايت وقوع خپله په حرم كښې شوې وي نو په دې صورت كښې قصاص فى الحرم بالاتفاق جائز دې او كه يو سړى د حرم نه بهر جنايت كولو سره په حرم كښې داخل شى نو كه د دې جنايت تعلق د نفس سره نه دې بلكه د اطرافو سره دې يعنى اندامونو سره نو بيا هم دا حكم دې، يعنى د دې بدله په حرم كښې جائز دې، او كه هغه جنايت فى النفس دې يعنى كه چاته خارج حرم قتل كولو سره قاتل حرم ته داخل شى، دا صورت اختلافى دې، په دې صورت كښې د احنافو او حنابله په نزد قصاص فى الحرم جائز نه دى، د شوافعو او مالكيانو په نزد په دې صورت كښې هم جائز دې، لهذا دا حديث د احنافو او حنابله خلاف كيدي شى، د دې جواب هم دا دې كوم چه د دې نه په مخكښې مسئله كښې تير شو چه د فتح مكه په ورځ باندې د هغه دپاره په مكه كښې قتال جائز كړې شوې وو، لهذا دا حديث زمونږ خلاف نه شى كيدي او بل احتمال دلته دا هم دې چه د ابن خطل جنايت هم په حرم كښې واقع شوې وو، فجاز قتله بالاتفاق. والحديث اخرجه البخارى ومسلم والترمذى والنسائى وابن ماجة، قاله المنذرى.

باب فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ صَبْرًا د ډگر فتار کړې شوی قیدی د وژلو بیان

د «صبر» معنی د حبس او قید دي، د کافر د قتل دوه صورتونه دي چې دهغه قتل په میدان جنگ او جنگ کښې وی او دویم قسم د کافر قیدی قتل دي، یعنی کوم کافر قیدیان چې مونږ سره او زموږ په قبضه کښې دی هغه لره قتل کول هم دي ته قتل صبرا وئیلې شی.

«قال السيوطي: كل من قتل في غير معركة ولا حرب ولا خطاء فانه مقتول صبرا»

او په بذل کښې داسې دی چې کوم سړې لاس خپې ترلو سره او نیولو سره قتل کړې شی، دا قتل صبرا دي، د دې نه روستو چې کوم باب راروان دې هغه دي «باب في قتل الاسير بالنبل» په دواړو بابونو کښې فرق دا دي چې په اول باب کښې قتل صبرا نه مراد هغه قتل صبرا دي کوم چې بغیر د غش ینه وی یعنی بالسيف او په دویم باب کښې د قتل صبرا نه مراد هغه قتل دي کوم چې بالنبل وی قتل صبرا بالسيف، بالاتفاق جائز دي کوم چې په اولنی باب کښې مذکور دي او د بالنبل ممانعت چې راغلې دي هغه ناجائز دي، لکه چې د دواړو بابونو د احادیثو نه معلومېږي.

[۲۶۸۶] (۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّقِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَرَادَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ أَنْ يَسْتَعْمِلَ مَسْرُوقًا، فَقَالَ لَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ: أَسْتَغْمِلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي قَتْلَةَ عُمَانَ؟ فَقَالَ لَهُ مَسْرُوقٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَكَانَ فِي أَنْفُسِنَا مَوْثُوقُ الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ أَبِيكَ قَالَ: مَنْ لِلصَّبِيَّةِ قَالَ: النَّارُ فَقَدْ رَضِيتُ لَكَ مَا رَضِيَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

د ابراهيم نه روایت دي فرمائي چې قيس بن ضحاک او غوښتل چې مسروق دي عامل مقرر کړي شي نو عماره بن عقبه ورته وئيل چې ته داسې کس عامل مقرر وي څوک چې د عثمان نه په قاتلانو کښې دي مسروق ورته وئيل ماته حديث بيان کړې دي عبدالله بن مسعود رضي الله عنه او هغه په مونږ کښې ډير معتبر شخص وو، هرکله چې ستاد پلار قتل کول او غوښتل نو نبی صلی الله علیه و آله ته ئې وئيل چې زما د بچو خبره څوک اخلي نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل اور، نوده وئيل چې زه ستاد پاره هغه څه خوښوم کوم چې نبی صلی الله علیه و آله ستاد پاره خوښ کړي وو (يعنی چې نه د دوزخ په اور کښې اوسوزي).

شرح حديث

ضحاک بن قيس کوم چې په صغار صحابه کرام نه دي او د دمشق امير وو هغوی يو ځل اراده اوکړه مسروق لره په يو ځانې کښې د عامل جوړولو، نو په دې باندې عماره بن عقبه ضحاک ته اووې چې داسې سړې عامل جوړوی کوم چې د قاتلين عثمان نه يو باقی پاتې کيدونکې دي. «په دې دواړو کښې د څه وجې نه اختلاف او ناچاقی پيدا شوه، نو د دې په جواب کښې مسروق اووې (چې اودريږه خپله باره کښې هم واوره، ماته عبدالله بن

۱: تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۹۵۶۰) (حسن صحيح)

مسعود رضي الله عنه بيان کړو کوم چه زمونږ په نزد انتهائی قابل اعتماد وو چه رسول الله ﷺ چه کله د پلار د قتل اراده فرمائيلې وه يعنی عقبه بن ابی معیط (کوم چه د بدر په قیديانو کښې وو) نو هغه ډیر د بې وسۍ په حالت کښې رسول الله ﷺ ته عرض اوکړو (من للصية) چه هغه ما قتل کوی نو زما د ماشومانو به څه کيږي، د هغوی کفالت به څوک کوی، (قال: النار) رسول الله ﷺ او فرمائيل د هغوی کفالت به اور کوی بیا وړاندې مسروق اووې چه زه هم ستا دپاره هغه خوبوم کوم چه ستا دپاره رسول الله ﷺ خوښ کړو. د دې حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت داسې دې چه د عماره پلار عقبه بن ابی معیط قتل صبرا وو لکه چه حافظ ابن حجر د دې تصریح کړې ده. كما في العون.

باب فِي قَتْلِ الْأَسِيرِ بِالنَّبْلِ

د ترلو شوی قیدی په غشوباندي د وژلو بیان

په دې باندې کلام په اول باب کښې راغلي دي.

[٢٦٨٧] (١) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ ابْنِ تَعْلَى، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَتَى بِأَرْبَعَةِ أَغْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَتَلُوا صَبْرًا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لَنَا غَيْرُ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ وَهَبٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: بِالنَّبْلِ صَبْرًا قَبْلَهُ ذَلِكَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ قَوْلَ الَّذِي نَفْسُ بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةً مَا صَبَرْتُهَا"، قَبْلَهُ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَعْتَقَ أَرْبَعَهُ رِقَابًا.

د عبید بن تعلی نه روایت دې چه مونږه د عبد الرحمن بن خالد بن ولید په ملګرتیا کښې جهاد اوکړو او هغوی ته څلور قوی کافران دشمنانونه په قید کښې راوستي شو او د هغوی په حکم باندې نیولې شوي قتل کړي شول ابو داود وائی د سعیدنه علاوه نورو خلقو دا روایت داسې بیان کړې دې چ په غشوباندي او ویشتلې شول کله چه دا خبر ابو ایوب ته ورسیدو نو هغه او وئیل مادنې عليه السلام نه اوریدلی دی چه د داسې قسم قتل کولونه ئې منع فرمائیلې ده زما دې په هغه ذات قسم وي د چا په لاس کښې چه زما روح دې چه جرګه به هم زه په داسې مرګ باندې مړه نکړم (یعنی د ترلو په حالت کښې) کله چه دا خبر عبد الرحمن بن خالد بن ولید ته ورسیدو نو هغه څلور غلامان ازاد کړل.

(فاتی باربعة اغلاج من العدو) ... (اعلاج) د (علاج) جمع ده، یعنی دروند سړې، خاص کړد کفار عجم نه: د حدیث مضمون دا دې چه په یوه غزوه کښې د خالد بن الولید خونې عبد الرحمن سره څلور کافر دشمنان راوستلي وو، هغوی قتل صبرا کړل یعنی بالنبل، چه کله سیدنا ابو ایوب انصاری رضي الله عنه ته د دې خبر ملاؤ شو نو هغه او فرمائيل چه ما د رسول الله ﷺ نه خپله واوریدل چه هغه به د دغه شان قتل صبرا نه منع کوله، والله انسان خو انسان دې که یوه مرغی وغیره هم وی نو زه هغه لره داسې قتل نه کړم چه کله د ابو ایوب انصاری دا خبره عبد الرحمن ته ورسیده نو هغه د دې خپلې غلطۍ تلافی اوکړه او په تدارک کښې څلور غلامان ازاد کړل.

١. تقدیه ابو داود، (تحفة الأشراف: ٣٤٧٥)، وقد أخرجه: مسند احمد (٤٢٢/٥)، سنن الدارمي (الاضاحي ١٣ (٢٠١٧) (حسن)

د دې دویم باب د حدیث د تقابل نه معلومېږي چه د اول باب په حدیث کښ، کوم چه قتل صبرا وو هغه بالسيف وو کوم چه جائز او ثابت دې، د کتاب الاطعمة په حدیث کښې به راشی، (نهی عن المصورة) او په یو روایت کښې دی (عن المجنمة) په دې حدیث کښې هم دغه شان قتل صبرا ذکر دې، یعنی مرغی وغیره ترلو سره خپل خان ته مخامخ کینولو سره د ذبح کولو په ځانې غشي ویشتل.

باب فی المین علی الأسیر بغیر فداء قیدیان د احسان په طور بغیر فدیې پریخودل

د دې نه مخکښې "باب فی الأسیر یکره علی الاسلام" کښې تیر شوې دی چه د کافر قیدی سره څه څه معاملې کولې شی او په دې کښې چه کوم اختلاف دې هغه هم تیر شوې دې، د (من) دوه صورتونه دی یو بغیر د فدیې نه او دویم بالفدیې، د احنافو په نزد دا دواړه منسوخ دی، د مالکیانو په یو روایت کښې دی چه (من) که بالفدیې وی نو جائز دې او بغیر د فدیې نه ناجائز. د دې نه پس پیژندل پکار دی چه د فدا دوه قسمونه دی، (فداء الأسیر بالمال) یعنی کافر قیدی په مال باندې پریخودل، او فداء الأسیر بالأسیر یعنی مسلمان قیدی په بدله کښې کفارو سره دلته اینختلې ده، کافر قیدی پریخودل، احناف په ظاهر الروایة کښې دواړه صورتونه ناجائز او منسوخ دی او د صاحبین په نزد فداء الأسیر بالأسیر جائز دې، په تیر باب کښې د ائمه اربعه مذاهب منجملا تیر شوې دی په دې کښې مزید تفصیل دې، د احنافو په نزد (فاما منا بعد واما فداء) چه د هغې جمهور قائل دی دا آیت کریمه منسوخ الحکم دې، او ناسخ د دې دپاره ایت السیف دې یعنی (اقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم) د سورة براءت آیت، او د من او فداء والا آیت په سورة محمد کښې دې، په نزول کښې آیت السیف یعنی آیت براءة بالاتفاق موخر دې.

[۲۶۸۸] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جَبَالِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لِيَقْتُلُوهُمْ فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْمًا فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ سَوْءَ الْفَتْحِ آيَةَ ۲۳ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

دانس بن مالک رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمانی چه دمکې والا اتیا کسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم اودهغه ملگروته د حدیبی په کال باندې د جبال التنعيم نه د سحر دمونځ په وخت کښې راکوز شول د نبی صلی اللہ علیہ وسلم د قتل گولو دپاره، نونبی صلی اللہ علیہ وسلم ژوندی اونیول او ازاد ئې کړل نوالله تعالی دا ذکر شوې آیت نازل کړو.

مضمون حدیث

دا عام الحدیبیېه واقعه ده چه کله هغه په حدیبیېه کښې ایسار شوې دې نو یوه ورځ د سحر د

(۱) صحیح مسلم/الجهاد ۴۶ (۱۸۰۸)، سنن الترمذی/تفسیر الفتح ۲ (۳۲۶۴)، تحفة الأشراف: ۳۰۹، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۲۲/۳، ۲۹۰) (صحیح)

مونځ په وخت ناخاپه هم دا کفار مکه د صحابه کرامو د قتل کولو دپاره راکوز شی، د الله پاک په فضل سره رسول الله ﷺ او د هغه اصحابو هغه قید کړو، په روایت کښې دی (فاخذهم رسول الله صلى الله عليه وسلم سلما، سلما) په کسري د سین او فتح د سین دواړو سره دي، یعنی (قيل صلحا وانقيادا)، یعنی ډیر په سهولت سره هغه د مسلمانانو په قبضه کښې راغلو بغیر د مزاحمت نه، خو رسول الله ﷺ هغه د قتل کولو په ځانې پریخودلو، نو په دې باندې آیت کریمه نازل شو (وهو الذى كف ايديهم عنكم الاية) گویا رسول الله ﷺ د دې طرز عمل کوم چه هغه اختیار کړې ده د دې تصویب او تحسین دي او دا حکمت او مصلحت تقاضا هم دا ده چه هغه پریخودلې شی، په بیان القرآن کښې دی یعنی گینې جنگ به اوږد شوي وي.

د حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت ظاهر دي، والحديث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذرى.

[٢٦٨٩] (حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَسَارَى بَدْرٍ: "لَوْ كَانَ مُطْعِمُ بْنُ عَدِي حَيًّا لَمَّ كَلَمْنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنِ لَأُطْلَقْتُمْ لَهُ".

جبیر بن مطعم نه دخپل پلار نه روایت کوی چه نبی ﷺ دبدر د قیدیانو په باره کښې او وئیل که چرې مطعم بن عدی ژوندې وي او ددې گنده قیدیانو په باره کښې ئې ماته سفارش کړې وي نومابه دهغه په خاطر دا پریخودلی وو.

شرح حدیث

یعنی رسول الله ﷺ جبیر بن مطعم ته او فرمائیل (چه کله هغه رسول الله ﷺ ته د بدر د قیدیانو په باره کښې سفارشی جوړیدو سره راغلي وو، نو هغه او فرمائیل چه که ستا پلار یعنی مطعم بن عدی نن ژوندې وي او بیا ئې د دې گنده خلقو باره کښې ماته سفارش کړې وي نو ما به د هغوی په سفارش باندې دوی پریخودلې وي.

(نتنی) جمع د (نتن) ده لکه د زمین جمع (زمنی)، او یا جمع ده د (نتین) یعنی بدبویه او بدبودار څیز، د بدر قیدیانونه رسول الله ﷺ د هغوی د کفر په وجه داسې تعبیر او کړو، (قال الله تعالى: انما المشركون نجس) وئیلې شوې دی چه د مطعم په رسول الله ﷺ باندې یو احسان وو هغه دا چه کله رسول الله ﷺ د طائف د سفر نه واپس راتلو، او اهل طائف هغه ته تکلیف ورکولو نو هغه وخت د رسول الله ﷺ مدد فرمائیلې وو، او وئیلې شوې دی چه هغه دا خبره د جبیر د تطییب قلب او تالیف دپاره کړې وه، ځکه چه هغه وخت هغه اسلام نه وو قبول کړې، والحديث أخرجه البخاری ومسلم، قاله المنذرى.

١: صحيح البخاري لفرض الخمس ١٦ (٣١٣٩)، والمغازي ١٢ (٤٠٢٤)، (تحفة الأشراف: ٣١٩٤)، وقد أخرجه: مسند احمد (٨٠/٤) (صحيح)

باب فِي فِدَاءِ الْأَسِيرِ بِالْمَالِ

د مال په عوض کښې د قیدیانو پریخودلو بیان

په دې باب کښې د فداء دوه قسمونو کښې د یو قسم بیان دې، په دې باب کښې مصنف د بدر د قیدیانو واقعه ذکر کړې ده چا سره چې رسول الله ﷺ فداء الاسیر بالمال معامله فرمائیلې وه چې د بدر په قیدیانو کښې د هر هر قیدی نه فدیہ اخستلو سره هغه ازاد کړې وو.

[۲۶۹۰] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُجَيْمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ الْحَنِفِيَّةِ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فَأَخَذَ يَغْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِدَاءَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يَنْخَنَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ لِمَسْكُومٍ فِيهَا أَخَذْتُمْ سُورَةَ الْأَنْفَالِ آيَةَ ٢٨-٢٩ مِنَ الْفِدَاءِ، ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ الْغَنَائِمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُسَالُ عَنْ اسْمِ أَبِي نُجَيْمٍ فَقَالَ: إِيشَ تَصْنَعُ بِاسْمِهِ اسْمُهُ اسْمُ شَيْعٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي نُجَيْمٍ قَرَادٌ، وَالصَّحِيحُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ.

د عمر بن الخطاب رضی الله عنه نه روایت دې چې کله دبدر د قیدیانو نه نبی ﷺ فدیہ واخستله اودوی ئې پریخودل الله تعالی دا ایت نازل کړو چې د نبی سره قیدیان نه ښائي ترڅو چې مشرکان مړه نه کړي (یعنی د مال په عوض کښې قیدیان پریخودل د الله تعالی خوښ نه شول چونکه په دې وخت کښې کافران غالب وو د عمر رضی الله عنه رای دا وه چې دا ټول دي مړه کړې شي بیا ددې نه پس الله تعالی ددوی دپاره قیدیان د مال په عوض کښې پریخودل جائز وگرځول. ابوداود وائی دابونوح دنوم په باره کښې داحمد بن حنبل نه تپوس اوکړې شو نو هغه اووئیل چې دده په نوم باندې څه کوې؟ دهغه څه ښه نوم خونه دې، ابودود وائی چې دده نوم قراد دې اوصحیح خبره داده چې دده نوم عبدالرحمن بن غزوان دې.

شرح حدیث

سیدنا ابن عباس رضی الله عنه فرمائی چې سیدنا عمر رضی الله عنه د دې آیت کریمه ﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى ﴾ شان نزول دا بیان فرمائیلې دې چې د دې نزول هغه وخت وشو چې کله اسیران بدر فدیہ اخستلو پریخودلو، په دې آیت کښې په دې باندې خبره تنبیہ کړې شوې ده چې هغه د بدر د قیدیانو سره د هر هر قیدی فدیہ اخستلو سره هغه ازاد کړې وو.

سیدنا ابن عباس رضی الله عنه فرمائی چې سیدنا عمر رضی الله عنه په دې آیت کریمه ﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى ﴾ شان نزول داسې اوفرمائیلو چې د دې نزول هغه وخت وشو چې کله د بدر قیدیان فدیہ اخستلو سره پریخودلې شوې وو، په دې آیت کریمه کښې په دې خبره باندې تنبیہ کړې شوې ده چې رسول الله ﷺ د بدر د قیدیانو سره چې کومه معامله اوکړه هغه ئې فدیہ اخستلو سره پریخودلو، د هغه دپاره خو ائخان فی الارض مناسب وو، یعنی د کفارو وینه تویول، د ابطال کفر دپاره په روایاتو کښې راځی چې هغه د بدر د قیدیانو په باره کښې د

(۱) صحیح مسلم للجهد ۱۸ (۱۷۶۳)، سنن الترمذی بالتفسیر ۹ (۳۰۸۱)، (تحفة الأشراف: ۱۰۴۹۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۲، ۳۰/۱) (حسن صحیح)

صحابه کرامو سره مشوره او کړه چه الله پاک تاسو ته په هغوی باندې قدرت ورکړې دې او هغوی اوس ستاسو قابو ته راغلې دې اوس اوایی چه د هغوی سره څه معامله اوکړې شی؟ سیدنا عمر رضی الله عنه عرض اوکړو یا رسول الله ﷺ مناسب دا ده چه د هغوی ټولو ست اووهلې شی، د رسول الله ﷺ دا رائي خوښه نه شوه په دې وجه هغه دوپاره بیا هم هغه سوال اوکړو چه د هغوی سره څه معامله اوکړې شی، سیدنا عمر رضی الله عنه بیا هم هغه عرض اوکړو، دریم ځل هغه بیا هم هغه سوال اوکړو، په دې باندې صدیق اکبر رضی الله عنه دا عرض اوکړو یا رسول الله! زما رائي دا ده چه دا خلق فدیة اخستلو سره پریخودلې شی، او په یو روایت کښې دا دی چه سیدنا عمر رضی الله عنه عرض اوکړو یا رسول الله ﷺ هر سرې دې خپل عزیز قتل کړی، علی ته دې حکم ورکړی هغه د خپل رور عقیل ست اووهی، او ماته اجازت راکړئ چه زه د خپل فلانی خپل ست اووهم ځکه چه دا خلق د کفر مقتدا او سردار دی، رسول الله ﷺ د صدیق اکبر رضی الله عنه رائي خوښه کړه او قیدیانو لره فدیة اخستلو سره د پریخودلو فیصله وفرمائیله، په دې باندې ذکر شوې آیت کریمه نازل شو، چه په هغې باندې رسول الله ﷺ او صدیق اکبر په ژړا شو، سیدنا عمر رضی الله عنه د هغه نه د ژړا سبب او تپوسلو نو هغه وفرمائیل چه زه د دې عذاب د وجې نه ژاړم، خو چه ستا په ملگرو باندې د فدیة اخستلو د وجې د الله پاک د طرف نه پیش کړې شوې دې، او فرمائی چه په ما باندې د هغوی عذاب دې اونې ته نزدې پیش کړې شو د دې نه روستو هغه وفرمائیل چه که دې وخت کښې عذاب راغلې وې نو د عمر نه سوا به څوک هم نه وو بچ شوی، او په یو روایت کښې دی چه سوا د سعد بن معاذ ځکه چه سعد بن معاذ هم دغه شان رائي وه، کوم چه د عمر رضی الله عنه وو، دریم عبدالله بن رواحه دې هغه هم د فدیة اخستلو مخالف وو. (ماخوذ از سیرت مصطفی ج ۲ ص ۱۲۰)

﴿ثم احل لهم الله الغنائم﴾ په آیت مذکوره کښې چونکه په اخذ فدیة باندې نکیر کړې شوې دې چه د هغې تقاضه دا ده چه مال غنیمت د مسلمانانو دپاره حلال نه وی، په دې وجه راوی وائی چه ددې واقعي نه روستوالله پاک مال غنیمت د مسلمانانو دپاره حلال کړې وو.

مشهور اشکال او د هغې جواب

د دې نه پس ځان پوهه کړه چه په دې مقام باندې یو مشهور اشکال دې هغه دا چه د ترمذی وغیره د روایت نه معلومېږي چه د هغې راوی سیدنا علی رضی الله عنه دې چه د بدر د قیدیانو په قصه کښې رسول الله ﷺ وفرمائیل چه جبرائیل ع، ماته راغلو اووې فرمائیل چه تاسو خپلو اصحابو ته د بدر د قیدیانو په باره کښې اختیار ورکړئ په دوه خبرو کښې د یوې چه یا خو هغه دا قیدیان قتل کړی او یا د هغوی نه فدیة واخلي او هغوی پریږدی په داسې طریقه چه په مسلمانانو کښې هم د هغه تعداد برابر په بل کال باندې قتل کړې شی، پس هغه د صحابه کرامو نه مشوره وفرمائیله نو هغوی د دې تخیر نه پس د فدیة اخستلو مشوره ورکړه په داسې طریقه چه دومره مسلمانان په بل کال باندې شهید کړې شو، په دې باندې اشکال ظاهر دې چه کله د فدیة اخستلو اجازت ورکړې شو نو بیا د دې په اختیارولو باندې په دې آیت کریمه کښې فدیة اخستلو باندې عتاب ولې نازل شو، د دې اشکال یو

مشهور جواب دا ورکولې شی چه دا اختیار صرف ظاهري او صوري وو او فی الواقع په دې اختیار سره مقصود اختبار وو یعنی امتحان چه اوگوري چه صحابه کرام د الله پاک د دشمنانو قتل اختیاروی یا د دنیا سامان، او حضرت په بذل کښې د دې جواب د نقل کولو نه پس فرمائی چه د دې نه غوره جواب دا دې چه بعض صحابه کرام په دې موقع باندې د مال طرف ته مائل شوې وو، نو په اصل کښې د دې عتاب مورد هم هغه اصحاب دی لکه چه په آیت کریمه کښې هم دې طرف ته اشاره موجود ده «تريدون عرض الدنيا والله يورث الاخرة» او بعض علماء کرامو حدیث تخییر کوم چه امام ترمذی په کتاب السیر کښې په باب ما جاء فی قتل الاسارى والفداء کښې ذکر کړې دې لره د راویانو وهم منلې دې، علامه تورپشتی د حدیث تخییر په باره کښې فرمائی چه دا حدیث په وجه د دې چه د قران کریم د ظاهر او د هغه احادیث صحیحه خلاف دې کوم چه د بدر د قیدیانو په باره کښې راغلې دې چه په هغې کښې دا دی چه د فدیة اخستل د صحابه کرامو په رائي او اجتهاد سره وه، پس په دې باندې عتاب نازل شو، که په دې سلسله کښې د څه وحی سماوی په ذریعه سره تخییر ثابتیدلو نو په دې باندې به عتاب نه متوجه کیدلو، فهذا الحديث مشکل جدا، الى اخر ما ذکر من تضعيف الحديث. هم دغه شان حافظ ابن کثیر رحمته الله په «ما كان لنبی ان يكون له اسرى حتى يشخن في الارض» د لاندې ډیر صحیح روایات چه په هغې کښې د رسول الله صلی الله علیه و آله د صحابه کرامو نه د بدر د قیدیانو په باره کښې مشوره ذکر شوې ده، او دا چه د فدیة اخستل خپل مینځ کښې مشورې سره وو چه په هغې باندې د آیت کریمه نزول اوشو، او بیا په اخر کښې د سیدنا علی رضی الله عنه د تخییر والا حدیث ذکر کولو نه پس لیکي، رواه الترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحهم من حدیث الثوری به، وهذا حدیث غریب جدا.

«قال ابوداود سمعت احمد بن حنبل» امام ابوداود رحمته الله فرمائی چه زما د استاد احمد بن حنبل رحمته الله نه چا د ابو نوح (کوم چه دلته په سند کښې مذکور دې) نوم اوتپوسلو، نو هغه اوفرمايل چه د هغه په نوم تپوسلو باندې به څه اوکړې، د هغه نوم ښه نه دې ډیر بد دې او نوم ئې بیان نه کړو، په دې باندې امام ابوداود رحمته الله فرمائی چه د هغه نوم قراد دې، او صحیح دا ده چه د هغه نوم عبدالرحمن بن غزوان دې، قراد واقعی چه ښه نوم نه دې، ځکه چه قراد خو سپرو (کونی) ته وئیلې شی،
والحدیث اخرجه مسلم نحوه فی اثناء حدیث طویل، قاله المنذری.

[۲۶۹۱] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْعَيْشِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعَةَ مِائَةٍ.

۱، دویبه تعیش علی الدواب والطيور وتمتص دمها: په څاروو کښې چه کومې سپرې کيږي چه پښتو کښې ورته کونی وائی، د څاروو نه وینه څکي. هغې ته قراد وائی. (مترجم)
۲: تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۵۳۸۲) (صحیح)

د ابن عباس نه روایت دي چې نبی ﷺ د جاهلیت درماني د خلقو د پاره د بدر په ورځ څلور سوه درهمه فدیة مقرر کړې وه.

په دې حدیث کښې چې د بدر د قیدیانو نه کومه فدیة اخستلې شوې وه د هغې بیان دې چې هغه څلور سوه درهمه وه، خو حضرت په بذل کښې د سیرت د کتابونو نه نقل کړې دي چې د فدیة مقدار مختلف وو، د هر چا د حیثیت مطابق، د بعض نه څلور زره درهمه، د چا نه درې زره، او د بعض نه دوه زره، او چا سره چې د نقد ورکولو د پاره څه نه وو نو د هغه نه څه نه څه خدمت واخستلې شو، مثلاً چا ته چې کتابت ورتلو نو د مدینې په هلکانو کښې لس هلکان هغه ته حواله کړې شو د دې د پاره چې هغوی ته کتابت او بنائی، والحديث اخرجه النسائي قاله المنذري.

[۲۶۹۲] (حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَادٍ، عَنْ أَبِيهِ عُبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَنْسَاهُمْ بَعَثَ زَيْنَبُ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيجَةَ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَّ لَهَا رَقَّةٌ شَدِيدَةً وَقَالَ: "إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا هَذَا أُسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي هَذَا، فَقَالُوا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ عَلَيْهِ أَوْعَدَهُ أَنْ يُخْلِيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: "كُونَا بِبَطْنِ يَاجِجٍ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمْ زَيْنَبُ فَتَضْحَبَاَهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا".

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روایت دي فرماني هر کله چې دمکې والا خلقو دخپلو قیدیانو د آزادولو د پاره فدئې اولیرلې نو د نبی علیه السلام لور زینب رضي الله عنها هم د ابو العاص د فدئې د پاره څه مال اولیرلو او په دې کښې هغې یوهار لیرلې وو کوم چې دخدیجې وو هرکله چې نبی ﷺ د اهار اولیدو نو د زینب په یواځي والی اوبې کسې باندي خفه شو او په هغې ئې زره اوسوزیدو نبی ﷺ صحابه کراموته او فرمائیل که تاسوته مناسب ښکاري نو د زینب قیدی پریردئ او دهغې مال واپس کړي هغوی او وئیل ښه ده نبی ﷺ د ابو العاص نه لوظ واخستو چې زینب به ماته دراتلونو نه منع کوي یعنی نبی ﷺ په مدینه کښې وو اوزینب په مکه کښې وه نو نبی ﷺ په زینب پسې زید بن حارثه رضي الله عنه اویو انصاري اولیرلو اودوی ته نبی ﷺ فرمائیلی وو ترڅو چې تاسوته زینب نه وی رارسیدلي نو دهغه وخته پورې به تاسو په بطن یاجج مقام کښې یئ او چې کله راشي نو دخان سره ئې راوئ.

د دې روایت مضمون په کتاب النکاح کښې د هغه حدیث د لاندې چې په هغې کښې دا دی چې سیدنا علی رضي الله عنه د فاطمې رضي الله عنها په نکاح کښې د موجود کیدو سره د ابو جهل د لور سره د نکاح اراده اوکړه، د دې حدیث شرح د دې جلد په شروع کښې تیره شوې ده، د هغې نه روستو ئې هم یو ځل دوه حواله راغلې ده. بهر حال په دې واقعه کښې فداء الاسیر بالاسیر موندلې شی کومه چې د صاحبین په نزد هم جائز دي، کما تقدم

۱: تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۱۷۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷۷۱) (حسن)

[۲۶۹۳] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَذَكَرَ غَزْوَةَ بَنِي الزَّبِيرِ أَنَّ مَرْوَانَ، وَالْيَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَقَدْ هَوَّازَنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا أَمَّا السَّبِيُّ وَأَمَّا الْمَالُ، فَقَالُوا: نَخْتَارُ سَبِيْنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِيَّاهُمْ هَؤُلَاءِ جَاعُوا ثَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبِيْنَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيَّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَقِّهِ حَتَّى تُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ، فَقَالَ: النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَأَرْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ فَأَخْبَرُوهُمْ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

دعروه بن زبیر رضی اللہ عنہ نه روایت دې چه دمروان او مسور بن مخرمه نه مې اوریدلی دی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلى وو کله چه ده ته دهوازن قبیلې وفددمسلمانیدوننه پس راغلي وو اودنبی صلی اللہ علیہ وسلم نه ئې دا مطالبه کوله چه مونږ ته دې خپل مالونه راواپس کړې شي نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورته اوفرمائیل زما سره هغه خلق دي کوم چه تاسو وینئ اوزما هغه خبره خوښه وي کومه چه ډیره ریښتیاوي تاسو په دوه خبرو کښې یوه خوښه کړئ یا قیدیان. یامال هوازن قبیلې والا او وئیل مونږه قیدیان واپس اخلو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبه اوفرمائيله او دالله تعالی دهنده پس ئې اوفرمائیل یقیناستاسو رونه دکفرنه په توبې کولوسره راغلی دی اوماددوی قیدیان ازادول مناسب نه اوگنډل په تاسو کښې چه څوک پخپله خوښه خپل قیدی وا پس کول غواړی نو واپس دې کړی او په تاسو کښې چه څوک دخپلې حصې په وصول کولو باندي قائم وي نوکله چه الله تعالی مونږ ته مال غنیمت راکړي نو مونږ به ده ته ددې بدل په هغې کښې ورکړو اودده دپاره هم داسې کول پکار دي صحابه کرامو عرض اوکړواي دالله رسوله مونږ په دې خبره باندي په خوشحالی سره راضي یو یعنی د قیدیانو په واپس کولو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمائیل مونږ نه پوهیږو چه په تاسو کښې دچا دا خبره خوښه ده اودچانه ده خوښه نوپه دې وجه باندي تاسو واپس لار شئ تردې چه ستاسو سردار په دې معامله کښې زمونږ سره مخامخ شي نوپه دې شان سره ټول خلق واپس شول اوددوی سردارانو په دې سلسله کښې ددې خلقوسره خبرې اوکړي بیا هغه خلق دوباره دنبی صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شول او نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته ئې خبر ورکړو چه دوی د قیدیانو په واپس کولوباندي راضي دي اودوی په خوشحالی سره اجازت ورکړې دې.

جعرانه ته د وفد هوازن راتلل

په غزوه حنین کښې مسلمانانو ته چه کله فتح حاصله شوه او هغوی غنائم لره اخستلو سره چه کله په مقام جعرانه کښې ایسار شو نو د هغه په خدمت کښې د قبيله هوازن یو وفد چه په هغې کښې د هغه قبیلې اته لس اشراف او سردران هم وو کوم چه د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په لاس

۱: صحيح البخاري/الوكالة ۷ (۲۳۰۷)، العنق ۱۳ (۲۵۴۰)، الهبة ۱۰ (۲۵۸۳)، المغازي ۵۴ (۴۳۱۸)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۵۱)، وقد أخرج: مسند احمد (۳۲۷۴) (صحيح)

باندې بيعت کولو سره په اسلام کښې داخل شوې وو نو هغوی رسول الله ﷺ ته عرض اوکړو چه د هغه په قبضه کښې چه زمونږ کوم قیدیان دی په هغې کښې بعض زمونږ میاندي دی او بعض په مونږ کښې د بعض خویندې دی او بعض عمت او خالات دی، لهذا تاسو مهرباني اوکړئ او دا مونږ ته واپس کړئ، نو رسول الله ﷺ ورته او فرمائیل « معی من ترون واجب الحديث الى اصدقہ » چه ما سره هغه خلق دی کوم چه تاسو وینئ، یعنی د رسول الله ﷺ صحابه کوم چه د دې مال اصولا مستحق شوې دی، او گورئ زه صحیح خبره خوښوم (او هم هغه ستاسو مخې ته ږدم) هغه دا چه تاسو په دوه خیزونو کښې یوه اختیار کړئ، یا صرف قیدیان واخلئ او یا مال واخلئ، صرف سرونه واخلئ یا صرف مال یعنی په دې کښې صرف د یو سفارش کولې شم (اخرزما د ملگرو هم څه حق دي، د هغوی رعایت هم ضروری دی) هغوی عرض اوکړو چه مونږ صرف خپل قیدیان غواړو (د مال هیڅ خبره نه ده).

د رسول الله ﷺ سفارش د صحابه کرامو نه د قبيله هوازن دپاره

په بعض روایاتو کښې دی چه رسول الله ﷺ د هغوی په دې خبره اوریدلو سره او فرمائیل : « اما الذي لبنى هاشم فلكم » یعنی د بنو هاشم په حصه کښې چه کوم قیدیان راغلي دي د هغوی خوفي الحال زه فیصله کوم چه هغه ستاسو دی، او بیا د دې نه روستو رسول الله ﷺ اودریدو او د خطبې په طور ئې د الله پاک حمد او ثناء بیان کړه او د هغه وفد هوازن مطالبه ئې د صحابه کرامو په وړاندې کیخودله، او د خپل طرف نه ئې دا سفارش او فرمائیلو چه هغوی ته دي د هغوی قیدیان واپس کړې شی او وې فرمائیل چه کوم سرې ئې په تاسو کښې بغیر د عوض نه واپس کول غواړي هغه دي هم داسې واپس کړي، او څوک چه ئې په عوض سره واپس کوی نو هم داسې دي اوکړي، او د هغه عوض به زمونږ په ذمه وی، د دې واقعي نه پس چه د ټولو نه اول کوم مال غنیمت حاصلیري د هغې نه به د هغه عوض ادا کولې شی، صحابه کرامو د هغه په خبره اوریدلو سره او فرمائیل : « قد طينا ذلک لهم يا رسول الله » چه مونږ په خوشحالی سره د هغوی قیدیان هغوی ته واپس کوو یعنی بغیر د عوض نه، په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل چه په دې اجتماعي خبره باندې مونږ یقیني نه شو پوهیدې چه څوک واقعي په خوشحالی سره ورکولو ته تیار دي او څوک نه، لهذا دي وخت کښې تاسو خپل خپل ځانې ته رسیدو سره خپل خپل ذمه دار ماته راولیرئ، کوم چه ستاسو صحیح صحیح خبره ماته بیان کړي، پس ټول صحابه کرام پاسیدل او خپلو ځایونو ته لاړل او د هرې قبیلې مشر دي باره کښې خپلې قبیلې سره خبره اوکړه او بیا هغه ټول ذمه داران راغلل او د رسول الله ﷺ په خدمت کښې ئې عرض اوکړو « انهم قد طيبوا واذنوا »، چه واقعي ټول خلق په خوشحالی سره د قیدیانو د پریخودلو اجازت ورکوی، یعنی بغیر د عوض نه، په دې روایت کښې خو دومره دی خو په بعض نورو روایاتو کښې راځي چه « الا قليلا من الناس » یعنی بغیر د څه خلقو نه کوم چه بغیر د عوض نه په ورکولو باندې تیار نه دی، یو په هغوی کښې اقرع بن حابس او عیینه بن حصن هم وو. کما فی البذل، والحديث اخرجه البخاري والنسائي مختصرا، ومطولا قاله المنذري.

[۲۶۹۴] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ فَمَنْ مَسَكَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْفَنِّ، فَإِنَّ لَهُ بِهِ عَلَيْنَا سِتٌّ فَرَأَيْتُمْ مِنْ أَوْلَى شَيْءٍ يُفِينُهُ اللَّهُ عَلَيْنَا، ثُمَّ دَنَا يَغْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعِيرٍ فَأَخَذَ وَبَرَّةً مِنْ سَنَامِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ هَذَا الْفَنِّ شَيْءٌ وَلَا هَذَا، وَرَفَعَ أَصْبَعِيهِ إِلَّا الْخُمْسَ وَالْخُمْسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَذَاوُ الْحَيَاطُ وَالْبُخَيْطُ. فَقَامَ رَجُلٌ فِي يَدِهِ كَبَّةٌ مِنْ شَعْرِ فَقَالَ: أَخَذْتُ هَذِهِ لِأَصْلَحَ بِهَا بَرْدَعَةً لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا مَا كَانَ لِي وَلِيِّي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَبُولَكَ، فَقَالَ: أَمَا إِذْ بَلَغْتُ مَا أَرَى فَلَا أَرَبَ لِي فِيهَا وَتَبَدَّهَا".

عمرو بن شعيب د خپل پلار نه اودهغه دده دنيکه نه روايت کوي ددې قصي متعلق فرماني چه نبی ﷺ فرمايلي دي دوی ته ددوی بشخي او ماشومان واپس کړي او په خلقو کښې چه خوک ددې غنيمت نه دخان سره څه ساتل غواړي نوموړې به هغه لره ددې په بدل کښې شپږ اوبښان ورکوي ددهغه غنيمت نه چه الله تعالی ئې مونږ ته راکړي، اوبښانې ﷺ يو اوبښ ته ورنژدې شو اودهغه دگوپ نه ئې وړې راوويستله اووئې فرمائيل اي خلقو ددې غنيمت په مال کښې زما هيڅ اختيار نشته دې اوهغه وړې ئې اوبښودله چه دومره اختيار مې هم نشته مگر خمس او خمس يعني خمس به ورکوي اوهغه به هم واپس په تاسو باندې خرچ کولې شي نوکه دچاسره دغنيمت دمال نه ستن اوتار هم وي نو واپس دي ئې کړي، نوپه دې وخت کښې يوکس اودريدو او په لاس کښې ئې وړې وه هغه اووئيل داوړې مادخپلې سورلې دگدې دروغولو دپاره اخستلي وه نبی ﷺ اوفرمائيل کوم يوڅيز چه زما يادېنو عبدالمطلب دخاندان وي هغه ستاشو، دي کس اووئيل هرکله چه ددې رسې داخستلو گناه ددې حده پورې ده کومه چه زه وينم نو ماته ددې هيڅ ضرورت نشته اوهغه ئې اوغورخوله.

شرح حديث

﴿ ردوا عليهم نسائهم وابنائهم ﴾ په حنين کښې چه کوم مال غنيمت مسلمانانو ته حاصل شوې وو هغه ډير په اوچت مقدار کښې وو چه د هغې تفصيل په قيديانو کښې شپږ زره زنانه او ماشومان، او په مال کښې څليرشت زره اوبښان، څلور زره اوقيه سپين زر، د څلوېښتو زرو نه زياتې گدې بيزې.

﴿ ست فرائض من اول شئ يفينه الله علينا ﴾ يعني خوک چه عوض اخستل غواړي نو مونږ به هغه ته په اول مال غنيمت کښې شپږ اوبښان ورکوي، يعني د هر سړي د غنيمت عوض شپږ اوبښان مقرر کړې شو خوک چه اخستل غواړي.

﴿ انه ليس من هذا الفن شئ ولا هذا ورفع اصبعه الا الخمس ﴾ بيا هغه د يو اوبښ د قب ويښته په موتي کښې اونيول او وې فرمائيل چه اوگورې زما دپاره په دې مال غنيمت کښې هيڅ هم نشته او نه دا ويښته کوم چه زما په موتي کښې دي سوا د غنيمت د خمس نه، او د دې خمس هم څه وي هغه به هم ستا طرف ته واپس کولې شي، يعني مصالح مسلمين او جهاد وغيره ضروريات کښې خرچ کولې شي.

﴿ فادوا الخياط والمخيط ﴾ دا په ماقبل باندې متفرع دي، يعنې كله چه زما په دي كښې سوا د خمس نه هيڅ نشته نو هم دغه شان ستاسو هم په طريق اولی سوا د واجب حق نه په دي كښې هيڅ نشته، لهذا يو سرې دي د خپلې معين حصې نه زاند يو خيزاگر كه هغه تار يا ستن ولې نه وي نه اخلي، كه اخستلې نې وي نو هغه دي واپس كړي، لږ ساعت پس يو سرې اودريدو چه د هغه په لاس كښې د وړې يو غونډارې وو، هغه د هغې طرف ته اشاره كولو سره عرض او كړو چه ما دا وړې د خپلې گدئ (زين) د اصلاح دپاره اخستلې ده، خو چونكه د دي وخته پورې مال غنيمت تقسيم شوې وو او دي سرې هغه وړې د تقسيم نه روستو راوړې وه، هغه له پكار وو چه د تقسيم نه مخكښې نې راوړې وې، په دي وجه رسول الله ﷺ د هغې د قبلولو نه په دي وجه عذر او كړو چه ﴿ اما ما كان لي ولبي عبدالمطلب فهو لك الخ ﴾ يعنې په دي وړې كښې چه خومره حصه زما او زما د خاندان والو جوړېږي د هغې اجازت خو به زه تاته دركړم خكه چه په دي وينستو كښې د پوره لښكر حصه وه په دي وجه هغه اوفرمائيل چه زه د خپلې حصې خو اجازت دركولي شم، او په دي كښې د نورو حصه ده نو د دي اجازت خپله د هغوی نه واخله، هغه د رسول الله ﷺ دي احتياط ته كتلو سره او اصولي خبره اوريدلو سره وې وئيل ﴿ اما اذا بلغت ما اري الخ ﴾ ښه دامعمولى خيزدي درجي ته اورسيدو، په دي وينا سره نې هغه او غورخولو.

په مال غنيمت كښې د رسول الله ﷺ د حصې بيان

دلته په دي حديث كښې دا اشكال دي چه هغه اوفرمائيل چه په مال غنيمت كښې زما هيڅ حصه نشته سوا د خمس نه، حال دا چه دا ثابته ده چه د رسول الله ﷺ دپاره به په مال غنيمت كښې درې حصې وې، ﴿ سهم كسهم احد الغانمين ﴾ يعنې د غازيانو په شان د هغه يوه حصه، وخمس الخمس، او سهم صفى، د دي دريم مستقل باب وړاندې راوان دي، د دي اشكال جواب دا وركړې شوې دي چه د رسول الله ﷺ د نفى نه مراد عام نفى ده بلكه د موجود او مخصوص مال غنيمت سره د دي تعلق دي، لهذا اوس هيڅ اشكال باقى پاتې نه شو، وينظر باب فى الامام يستأثر بشئ من الفى نفسه، والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى.

باب فى الإمام يقيم عند الظهور على العدو ويعرضتهم

كله چه حاكم په دشمن غالب شى نو په ميدان جنه كښې دي ايسار شى

[۲۶۹۵] (حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، رَوَاهُ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا غَلَبَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعُرْصَةِ ثَلَاثًا، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: إِذَا غَلَبَ قَوْمًا أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ بَعْرَضَتِهِمْ ثَلَاثًا"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ يُحِبُّ بْنُ سَعِيدٍ يَطْعَنُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ قَدِيمِ حَدِيثِ سَعِيدٍ لِأَنَّهُ تَغْيِيرُ سَنَةِ ثَمِينٍ وَأَرْبَعِينَ وَلَمْ يُخْرِجْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا بِأَخْرَافٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُقَالُ إِنَّ وَكِيعًا حَمَلَ عَنْهُ فِي تَغْيِيرِهِ.

۱: صحيح البخاري/الجهاد ۱۸۴ (۳۰۶۴)، والمغازي ۸ (۳۹۷۶)، صحيح مسلم/صفة أهل النار ۱۷ (۲۸۷۵)، سنن الترمذي/السير ۳ (۱۵۵۱)، (تحفة الأشراف: ۳۷۷۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۴۵/۳، ۲۹/۴)، سنن الدارمي/السير ۲۲ (۲۵۰۲) (صحيح)

د ابوطلحه رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې کله به نبی صلی الله علیه و آله په کوم قوم باندې غالب شو نو په میدان جنگ کښې به ئې درې ورځې تیرولې، اودابن مثنې په روایت کي دي چې درې شپې تیروول به ئې ښه گنرل، ابوداود وائی چې یحيي بن سعید په دې حدیث کښې طعن وئيلي دي ځکه چې د ادسعید دمخکینو حدیثونونه نه دي ځکه چې د پښخه څلویښت کالو په عمر کښې دهغه چې حافظه کښې تغیر راغلې وو اوداحدیث هم دهغه داخري عمر حدیث دي ابوداود وائی چې وکیع دسعید نه داروایت دهغه دتغیر په وخت کښې حاصل کړې وو.

شرح حدیث

په حدیث الباب کښې هم دا مضمون دي چې د رسول الله صلی الله علیه و آله دا عادت مبارک وو چې کله به ئې په یو قوم باندې غلبه حاصلوله او یوه زمکه به ئې فتح کوله نو هلته به ئې په هغه میدان کښې د فتح نه روستو درې ورځو پورې قیام کولو، چې د هغې علماء گرامو مختلف مصلحتونه لیکلې دي مثلاً د هغه زمکې د حق ادا کول چې په هغې باندې تر اوسه پورې د غیر الله بندگي کړې شوې ده، اوس د دې فتحې نه پس څو ورځې په هغې باندې د معبود حقیقي عبادت اوکړې شي، بل په دې وجه هم چې د فتح اثار ظاهر شي، اود سورلو او د ملگرو استراحت چې هغوی ته د ارام موقع ملاؤ شي، او د خپل طاقت او پې پرواهي اظهار، چې که اوس هم د چا د مقابلې همت وي نوراديشي. (قال ابوداود : کان يحيي بن سعيد يظعن في هذا الحديث) یحيي بن سعید به د دې حدیث په سند کښې طعن کولو، ځکه چې د دې په سند کښې سعید بن ابی عروبې دې کوم چې د مختلطین نه دي، یعنی په اخر عمر کښې په هغه باندې اختلاط راتلو، او په حافظه کښې ئې کمزوري راغلې وه او د مختلط حکم دا دي چې دهغه روایت قبل الاختلاط معتبر دي، او د هغې نه روستو نه، او دا حدیث دهغه د اخری عمر دي یعنی د اختلاط نه روستو.

وراندې مصنف فرمائی چې د وکیع روایت د سعید نه د اختلاط نه روستو دي خو دلته د هغه نه روایت کولو والا وکیع نه دي بلکه روح بن عبادې او معاذ بن معاذ دي، د هغه نه علاوه عبدالاعلی هم دي پس امام بخاری دا حدیث د روح بن عبادې په طریق سره روایت کولو سره فرمائی چې : تابعه معاذ وعبدالاعلی، او د وکیع تحمل اگر چې دهغه نه بعد الاختلاط دي خو د دې درې وارو په باره کښې دا ثابت نه دي چې دهغه تحمل د اختلاط په حالت کښې وو، او بیا هسې هم دا حدیث متفق علیه دي، بخاری او مسلم د دې تخریج کړې دي، والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری.

بَابُ فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ

د قیدیانو د یو بل نه جدا کولو بیان

په مال غنیمت کښې چې کوم قیدیان حاصلیږي که د یو سړي په حصه کښې چې کوم قیدیان راغلې دي په هغې کښې خپل مینځ کښې خپلولی وي او په هغوی کښې د کبیره سره سره صغیره هم وي، مثلاً د یو سړي په حصه کښې دوه غلامان راغلل دوه روڼه، یو بالغ او یو ماشوم نو په هغوی کښې تفریق کولې کیدې شي یا نه، په داسې طریقه چې هغه سړي چې د

چا په حصه کښي هغه دواړه راشي او هغه په دې دواړو کښي یو خرڅ کړی یا نې چاته هبه کړی، په حدیث کښي د دې مناعت راغلي دي.

په مسئله مترجم بها کښي مذاهب ائمه

اوس دا خبره چه په دې کښي کوم کوم قرابتونه معتبر دي، او ترڅو پورې دا تفریق ممنوع دي؟ د دې په تفصیل کښي د ائمه کرامو اختلاف دي د احنافو په نزد د تفریق کراهت د هغه د بلوغ پورې دي، او د امام شافعي رحمته الله علیه په نزد اووه یا اته کالو پورې دي، یعنی که هغه ماشوم د اووه یا اته کالو نه وړو کي وی نو بیا خو منع ده د هغې نه روستو منع نه دي **«وقال مالک اذا اتفر»** یعنی کله چه د هغه ماشوم غاښونه راوځي، او امام احمد فرمائي چه د مور او خوني تر مینځه تفریق کله هم جائز نه دي اگر چه بالغ شی.

اوس دا چه کومي رشتي په دې کښي معتبر دي، بین الولد والوالدة په عدم جواز باندې خو اجماع ده، بیا د احنافو په نزد د هر ذی رحم هم دا حکم دي، او د امام شافعي رحمته الله علیه په نزد لکه چه د هغوی د کتابونو نه معلومیږي دا تحریم قرابت د پلار سره خاص دي ولد او والده، او هم دغه شان والد او جد او جد او جده، که جده د مور د طرف نه وی او که د پلار د طرف نه وی. فقی المغنی المحتاج (ج ۲ ص ۳۸) ويحرم التفریق بین الام والولد حتی یميز وفي قول حتی یبلغ ولا یحرم التفریق بینه وبين سائر المحارم کالاه والعلم، وان قوى السبکی التحريم منه بینه وبينهم اه وفي شرح السنة : وكذا حکم الجدة وحکم الاب والجد. اه (تحفه ص ۲۱۹ ج ۲)

[۲۶۹۶] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ: فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا فَتَنَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَيْمُونٌ: لَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا قَتِيلَ بِالْحِمْيَارِ، وَالْجَمَاعَةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَرَّةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقَتِيلُ ابْنِ الزُّبَيْرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ.

د ميمون بن ابی شبيب رحمته الله علیه نه روايت دي چه علي رحمته الله علیه په قيديانو کښي د يوې جينې اودهغې په بچو کښي جدائي راوستلي وه نونبي عليه السلام دهغې نه منع او فرمائيله اوسودا نې واپس کړه. ابوداود وائي چه داروايت ميمون بن ابی شبيب د علي رحمته الله علیه نه نقل کړې دي حالانکه د ميمون د علي رحمته الله علیه سره ملاقات نه دي شوې او ميمون په جنگ جماجم په کال درې اتيا حجري کښي قتل کړې شوې وو، ابوداود وائي چه دحره واقعه په کال درې شپيته حجري کښي پيښه شوي وه اودابن زبير شهادت په کال درې اتيا هجري کښي شوې وو.

«عن علي انه فرق بين جارية لها وولدها» دا تفریق چونکه د مور او خوني تر مینځه وو، او هغه بالاتفاق ممنوع دي، وړاندې په روايت کښي دي چه **«ورد البيع»** د دې نه معلومه شوه چه د علي رحمته الله علیه دا تفریق بالبيع وو چه هغه په دواړو کښي د يو بيع کړې وه، بله خبره د دې حدیث نه دا معلومه شوه چه که دا قسم تفریق د بيع په ذریعه او کړې شی نو هغه بيع فاسد ده، د امام شافعي او ابویوسف هم دا مذهب دي، د دې حدیث نه د دې تائید

۱: تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۸۶) (حسن)

کیرې، د امام صاحب په نزد که څوک داسې بیع او کړې نو هغه مع الکراهت صحیح ده فاسد نه ده.

قوله: قال ابوداود: وميمون لم يدرک علیا... لهذا حدیث منقطع دی، وړاندې فرمائی چې ميمون په جماجم جنگ کښې قتل شو، يعنی هغه جنگ کوم چې په "دير جماجم" کښې واقع شوې وو، او جنگ جماجم په ۸۳هـ کښې پېښ شوې وو، دا د ماقبل يعنی عدم ادراک علی دليل نه دی بلکه مستقل افاده ده، ځکه چې د علی عليه السلام د شهادت قصه په ۴۰ هجري کښې پېښه شوې وه او دا خبره ممکنه ده چې دې هغه وخت د څلورو پنځو کالو یا د هغې نه زیات وی، چې په کوم عمر کښې د صغير سماع صحیح وی. (بذل)

لهذا په دې صورت کښې ادراک کيدې شی، هم په دې وجه مونږ اووې چې دا د عدم ادراک دليل نه دی.

قال ابوداود: والحرّة... ۶۳هـ

د وقعة الحرّة ذکر

مصنف دلته د دوه مشهور تاریخي جنگونو تبعاً په طور د افادې ذکر کړې دي، يوه واقعة الحرّة چې دا جنگ په ۶۳هـ کښې پېښ شوې وو، بله واقعه د قتل ابن الزبير عليه السلام، د دې په باره کښې فرمائی چې دا واقعه په ۷۳هـ کښې راپېښه شوې ده، وقعة الحرّة مشهور جنگ دی کوم چې د امارت یزید په زمانه کښې راپېښ شوې وو چې په هغې کښې د یزید لښکر د مسلم بن عقبه په امارت کښې په مدینه منوره باندې حمله کړې وه چې په هغې کښې په سوونو صحابه کرام او تابعین شهیدان شوې وو، او د ابن الزبير عليه السلام بیان په الدر المنصود جلد ثالث باب الاحصار کښې ذکر دی.

د وقعة الحرّة جوړ خو د ابن الزبير د فتني نه دی هغه دا چې عبدالله بن الزبير عليه السلام د یزید د بيعت نه انکار کولو سره د مدینې منورې نه مکې مکرمې ته راغلو، او اهل مکه ورسره ملګرتیا او کړه نو په دې وجه باندې یزید چونکه په مکه مکرمه باندې د حملې کوشش کولو اگر چې هغه په دې کښې ناکام شو خو د هغه دې حرکتونو ته کتلو سره اهل مدینه هم د یزید خلاف شو او هغوی خپل بيعت فسخ کړو، او په مدینه کښې چې کوم بنو امیه وو د هغوی محاصره ئې او کړه... مروان د مدینې امیر د دې خبر یزید ته ورکړو او د هغه نه ئې مدد طلب کړو، په دې باندې یزید یو مضبوط لښکر کوم چې په دولس زره کسانو باندې مشتمل وو، او وئیلې شوې دی چې شل زره کسان وو او مسلم بن عقبه ئې د هغې امیر جوړ کړو او د مدینې طرف ته ئې اولیرلو او هغه ته ئې دا هدايت او کړو چې اهل مدینه درې ورځو پورې پوهه کړئ که هغوی رجوع او کړې نو صحیح ده ګینې هغوی سره دې جنگ او کړې شی، الغرض هلته تلو سره قتال ته خبره اورسیده او اهل مدینه شکست او خورلو درې ورځې مسلسل په مدینه کښې قتال او شو، دا جنگ چونکه په حره مدینه کښې شوې وو په دې وجه دې ته وقعة الحرّة وئیلې شی چې په کوم ځانې کښې دا جنگ شوې وو هغه ځانې په حره راقم سره مشهور دي کوم چې د مسجد نبوی نه په یو میل فاصله باندې دی، په دې جنگ کښې په باقی پاتې

مهاجرین و انصار او تابعینو نه یو نیم زر کسان قتل شو او د دې نه علاوه د عام مسلمانانو تعداد د ماشومانو او زنانو نه علاوه زر بیانولې شی. (الحل المفهم ص ۷۵ ج ۲)

باب الرُّخْصَةِ فِي الْمُدْرِكِينَ يَفْرُقُ بَيْنَهُمْ

په خوانا نو قیدیا نو کښې د جدائی راوستود جواز بیان

یعنی تفريق بين السبایا هغه وخت ممنوع دې چه کله هغه وړوکې او نابالغ وی، او که بالغ وی نو د تفريق رخصت او اجازت دې.

[۲۶۹۷] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمْرَةَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَزَوْنَا فِزَارَةَ فَشَنَّا الْغَارَةَ، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيهِ الذَّرِيَّةُ وَالنِّسَاءُ فَرَمَيْتُ بِهِمْ قَوْعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ فَقَامُوا، فَجِئْتُ بِهِمْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فِيهِمْ امْرَأَةٌ مِنْ فِزَارَةَ وَعَلَيْهَا قِشْعٌ مِنْ أَدَمٍ مَعَهَا بِنْتُ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ فَتَقَلَّبَنِي أَبُو بَكْرٍ ابْتِغَاءً، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: "يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَقَدْ أُعْجِبْتَنِي، وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَسَكَتَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ لَقِينِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ لِلَّهِ أَبُوكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا وَهِيَ لَكَ"، فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَفِي أَيِّدِهِمْ أَسْرَى فَقَادَاهُمْ بَيْتُكَ الْمَرْأَةَ.

ایاس بن سلمه دخپل پلار نه روایت کوی فرمائی چه مونږ دابوبکر رضی الله عنه سره جهادته لارو او هغه لره نبی صلی الله علیه و آله په مونږ باندې امیر مقرر کړي وو، مونږ دبنی فزاره قبیلې سره جهاد وکړ او د څلورو طرفونو نه مو ورباندې حمله وکړله، بیای دخلقو شاته وکتل چه ماشومان اوبښځې هم وي نو مایو غشي وويشتو چه ددوی اودغر په مینځ کښې اولگیدونودوی راپاڅیدل او ټول مې ابوبکر رضی الله عنه ته راوستل په دوی کښې یوه ښځه هم وه چه ډیر اعلی لباس ئې اغوستلې وو او یوه ښکلې لور هم ورسره وه نو ابوبکر رضی الله عنه هغه ماته راکړله، نوزه چه کله مدینې ته راغلم نو دنبی صلی الله علیه و آله سره مې ملاقات اوشو نوماته ئې او فرمائیل ای سلمه دغه جینئ ماته را او بخښه ما ورته ووثیل په الله مې دي قسم وي هغه خوزما ډیره خوښه شوي ده او مالتر اوسه دهغې پرده نده ماته کړي نونبې صلی الله علیه و آله خاموش شو، تردې چه سباله بیازماسره په بازار کښې ملاوشو نوماته ئې بیا او فرمائیل ای سلمه دغه جینئ ماته را او بخښه ستادي په خپل پلار قسم وي اود الله درضا دپاره ما ورته ووثیل په الله مې دي قسم وي هغه خوزما ډیره خوښه شوي ده او مالتر اوسه دهغې پرده نده ماته کړي او هغه ستاشوه، نونبې صلی الله علیه و آله هغه مکې والا ورته ولیرله اودهغوی سره دمسلمانانو قیدیان وو ددې په بدل کښې ئې ترې ازاد کړل.

د دې حدیث راوی سلمه بن الاکوع رضی الله عنه دې کوم چه د سریه فزاره واقعہ بیانوی چه د هغې امیر صدیق اکبر رضی الله عنه وو، ابن الاکوع فرمائی چه مونږ د صدیق اکبر سره وتلو باندې د قبیله فزاره خلاف غزوه اوکړه او په هغوی مو حمله اوکړه، چه کله مونږ په هغوی باندې حمله

(۱) صحیح مسلم / الجهاد ۱۴ (۱۷۵۵)، سنن ابن ماجه / الجهاد ۲۲ (۲۸۴۶)، (تحفة الأشراف: ۴۵۱۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۷، ۴۷۴، ۵۱) (حسن)

اوکړه (نو مسلمانانو ته فتح حاصله شوه، ډیر خلق قتل کړې شو، او ډیر خلق قید کړې شو او بعض د هغوی نه تختیدل، کوم چه هغه وړاندې بیانوی، بیا ما د خلقو د یو جماعت طرف ته اوکتل چه په هغوی کښې زنانه او ماشومان هم وو کوم چه په غرباندي ختلو دپاره منډې وهلې د خان د بیج کولو دپاره، ما یو غشی اوچلولو (د هغوی د وژلو دپاره نه بلکه د هغوی د منع کولو دپاره) (۱) پس هغه فرمائی چه زما غشی د غراو د هغوی ترمینځه راپریوتلو چه د هغې نه ویریدو سره هغوی هم هلته اودریدل او ما هغوی اونیول، او د صدیق اکبر په خدمت کښې مې پیش کړل په هغوی کښې د قبیلہ قزاره یوه داسې زنانه وه چه د هغې په بدن باندي تارکول وو، د هغې سره یوه ښکلې جینۍ وه، صدیق اکبر نې هغه لور ماته د نفل او انعام په طور راکړه (هم د دې نه ترجمۃ الباب ثابت شو. ځکه چه دلته په مور او لور کښې تفريق اوشو، او ظاهره ده چه دواړه مدرکه او بالغانې وې) چه کله زه واپس کیدو سره مدینې منورې ته راغلم نو رسول الله ﷺ ماته او فرمائیل ای سلمه دا جاریه ته ماته هبه کړه، ما عرض اوکړو واللہ زما خوښه شوې ده او زه تر اوسه پورې د دې خواته هم نه یم ورغلې، هغه فرمائی چه رسول الله ﷺ په دې باندي خاموشه شو، هغه فرمائی چه په بله ورځ باندي بیا د رسول الله ﷺ ما سره ملاقات اوشو او رسول الله ﷺ بیا ماته هم هغه خبره اوکړه او ما هم هغه خبره عرض کولو سره عرض اوکړو چه هغه ستاسو په خدمت کښې هدیه ده، هغه فرمائی چه رسول الله ﷺ هغه د اهل مکة طرف ته اولیرله چه د هغې د لاندې بعض مسلمانان گیر وو، د رسول الله ﷺ دا لیرل د هغه مسلمانانو قیدیانو په بدل کښې وه، (یعنی په هغې باندي هغه مسلمانان قیدیان بحمد الله ازاد شو) اخرجه مسلم قاله المنذری وابن ماجه. (محمد عوامه).

بَابُ فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يُذَرُّهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ
 بیان د مسلمانانو د هغه مال چه د کافرو په قبضه کښې راشی او دویاره نې خپل مالک د غنیمت په مال

کښې بیامومی

د مسئله مترجم بها تشریح سره د اختلاف ائمه نه:

په دې ترجمۃ الباب کښې یوه مشهوره اختلافی مسئله ذکر شوې ده، چه د هغې بناء په یوه مشهوره مسئله اصولیه اختلافیه باندي دي، هغه دا چه استیلاء الکافر علی مال المسلم سبب ملک دي یا نه؟ (دا مسئله تاسو د ټولو نه اول په اصول شاشی کښې لوستلې ده) د احنافو او مالکیانو په نزد سبب ملک دي، د مالکیانو په نزد خو مطلقا او د احنافو په نزد د استیلاء سبب ملک کیدل بعد الاحراز دی، د احراز نه مخکښې نه، د دې وضاحت دا دي چه که یو کافر د یو مسلمان څه مال په څه طریقه باندي د دار الاسلام نه اوچتولو سره خپل ملک ته یوسی نو د دې استیلاء د وجې نه به هغه کافر د دې مسلمان مالک وی یا نه، د مالکیانو په نزد خو به هغه په دې باندي قابض کیدو سره مالک شی، او د احنافو په نزد به صرف په قبضې سره ملک نه نابتیزی، چه ترڅو پوې احراز بیا نه موندلې شی یعنی هغه

(۱) ځکه چه زنانه او ماشومان په جهاد کښې قتل کول ممنوع دي

دې د دې ځانې نه دار الحرب ته نه بوځي، د امام شافعي په نزد استیلاء سبب ملک نه دې لهذا د هغوی په نزد به هغه کافر د دې مسلم د مال مالک نه وي، وعن احمد روايتان، الاول كالشافعي والثاني كمنهنا الحنفية وهو الراجح عندهم. (الابواب والتراجم ص ۱۲۵، ج ۴) د دې اصولی اختلاف د پیژندلو نه پس اوس حدیث الباب او گوری.

[۲۶۹۸] (۱) حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ سَهْمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ غُلَامًا لِابْنِ عُمَرَ أَتَى إِلَى الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَقِيمْ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ غَيْرُهُ: رَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ.

د نافع نه روایت دې چه د ابن عمر غلام دشمنانو طرف ته یعنی مشرکانو ته اوتختیدو نو کله چه مسلمانان په دوی باندې غالب شول نونبی ﷺ هغه غلام ابن عمر ته واپس ورکړو اودائي تقسیم نکړو یعنی د غنیمت په مال کښې ئې داخل نکړو.

د حدیث شرح من حیث الفقه

په ترجمه الباب کښې مونږ کومه اصولی اختلاف مسئله بیان کړې ده د هغې نه پس اوس په دې باندې ځان پوهه کړئ چه که دا قسم مال، په مال غنیمت کښې حاصل شی نو د هغې څه کیدل پکار دی؟ ایا هغه به د مسلمان طرف ته رد کولې شی د چا چه مخکښې وو، یا که هغه به مال غنیمت منلې شی؟ د احنافو او مالکیانو د مسلک تقاضه دا ده چه هغه مال غنیمت اومنلې شی ځکه چه هغه مال د کفارو شوې وو، او د شوافعو د مسلک تقاضه دا ده چه دغه مال د هم دغه مسلمان طرف ته را واپس کړې شی، او هغه د مال غنیمت نه او نه منلې شی.

په مسئله مترجم بهما کښې د ائمه اربعه مذاهب

بیا ځان پوهه کړئ چه په دې باندې خو د ټولو اتفاق دې چه دا قسم مال چه کله په مال غنیمت کښې حاصل شی نو که د غنیمت د تقسیم نه مخکښې دا معلومه شی چه په دې کښې فلانې فلانې خیز د مسلمان دې نو په دې صورت کښې به په دې باندې د ټولو اتفاق وی چه دغه مال به د هغه مسلمان طرف ته رد کولې شی، او که د دې خبرې علم د تقسیم غنیمت نه پس وی نو په دې صورت کښې احناف او مالکیان دا وائی چه اوس به رد کولې نه شی او د شوافعو په نزد بعد القسمة هم د هغه طرف ته رد کولې شی د هغوی په نزد دې مال ته مال غنیمت وئیل هم صحیح نه دی.

ددې تفصیل نه پس په دې ځان پوهه کړئ چه که په یو حدیث کښې د دې قسم مال په باره کښې رد الی المالک راغلې وی نو هغه احناف او مالکیان په قبل تقسیم الغنیمه باندې محمول کوی (ځکه چه د هغوی د مسلک تقاضه هم دا ده، خو که په یو حدیث کښې د تقسیم تصریح وی او بیا هم هغه مال رد کړې شوې وی نو دا خو به د شوافعو موافق وی خو احناف او مالکیان په دې صورت کښې تاویل کوی او دا وائی چه هغه رد بالعوض وی، یعنی د هغه مسلمان نه به د هغې عوض اخستلې شی او بیا به هغه ته واپس کولې شی، هسې نه.

(۱): تقدیه أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۱۳۵)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/الجهاد ۱۸۷ (۳۰۶۷)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۲۲ (۲۸۴۶) (صحیح)

د عبد ابق په باره کښې د امام صاحب او صاحبینو رائي

د دې نه پس په دې ځان پوهه کړې چې که د یو مسلمان غلام د کفارو طرف ته پخپله اوختی او بیا د هغه کفارو سره په جنگ کښې په مال غنیمت کښې هغه عبد ابق حاصل شی نو د هغه په باره کښې خپله د امام صاحب او صاحبینو خپل مینځ کښې اختلاف دي، د صاحبینو په نزد کفار د دې قسم عبد ابق مالکان کیږي څنگه چې نور د بل قسم مالک مالکان کیږي، خو امام صاحب د عبد ابق په باره کښې دا فرماتي چې کفار د هغه مالکان کیږي نه په ظاهر کښې د دې وجې نه چې دلته استیلاء چرته موندلې شوې ده ځکه چې هغه عبد خو خپله تختیدلې وو لهدا د استیلاء ضابطه به په دې باندې نه نافذ کیږي، د امام صاحب خبره واقعی چې قیاس ته نږدې ده، لهدا په عبد ابق کښې به د امام صاحب او امام شافعی دواړو رائي متحد وي، څنگه چې به د امام شافعی رحمته الله علیه په نزد هغه رد کلي شی هم دغه شان به د امام صاحب په نزد هم، د باب په دې اولنی حدیث کښې د عبد ابق قصه ذکر شوې ده. چې د ابن عمر یو غلام وو هغه د کفارو طرف ته اوختیدلو بیا چې مسلمانانو ته په هغه کفارو باندې غلبه حاصله شوه او هغه غلام هم په مال غنیمت کښې راغلو نو هغه غلام رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ابن عمر ته واپس کړو، په مال غنیمت کښې ئې شاملولو سره هغه تقسیم نه کړو، د باب د حدیث اول هم دا مضمون دي، خو دا حدیث د چا خلاف هم نه دي ځکه چې دا رد قبل القسمة وو، او دا پورته ذکر شو چې د غنیمت د تقسیم نه مخکښې که علم راشی نو په دې صورت کښې به د ټولو په نزد د هغه خیزرد د مالک طرف ته وي.

د دې نه روستو چې کوم دویم حدیث راوان دي د هغې مضمون دا دي چې یو ځل د ابن عمر یو آس د هغه د قبضې نه اووتلو کوم چې دشمنانو اونیولو او په هغې باندې یې قبضه اوکړه، بیا چې کله په هغه کفارو باندې مسلمانان غالب شو نو هغه فرس په ابن عمر باندې رد کړې شوې وو، د امام شافعی رحمته الله علیه په نزد خو دا مطلقا ده، او د احنافو او مالکیانو په نزد په قبل القسمة تقسیم باندې محمول دي، او که دا رد بعد القسمة وو نو بیا به دا محمول کولې شی په رد بالعوض والقيمة باندې، یعنی د هغې عوض به ترې اخستلې شی او بیا به واپس کولې شی.

بیا وړاندې په دې دویم حدیث کښې د ابن عمر رضی الله عنهما د عبد ابق هم ذکر دي او د هغه په باره کښې هم دا دی چې هغه هغوی ته واپس کړې شو.

[۲۶۹۹] (١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مُكَيَّرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى عَبْدُ لَهُ فَلَحِقَ بِأَرْضِ الرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ. بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دنافع نه روایت دي چې دابن عمر رضی الله عنهما اس لارو او دشمنانو اونیوو نوکله چې مسلمانان په مشرکانو غالب شول نودغه اس ابن عمر څه ته واپس ورکړې شو او د نبی صلی الله علیه و آله وسلم په دور کښې

(۱) صحیح البخاري/الجهاد ۱۸۷ (۳۰۶۷)، تعلیقاً، سنن ابن ماجه/الجهاد ۳۳ (۲۸۴۷)، (تحفة الأشراف: ۷۹۴۳) (صحیح)

دا په غنیمت کښې داخل اونه گنرلې شو دده یو غلام هم روم ته تختیدلې وو کله چه مسلمانان په رومیانو غالب شول نو خالد بن ولیده هغه غلام ابن عمر رضی الله عنه ته واپس کړو دا خبره د نبی صلی الله علیه و آله د زمانې نه دوروسته وخت ده.

امام بخاری رحمته الله هم دا مسئله اخستلې ده، باب اذا غنم المشركون مال المسلم ثم وجده المسلم، او بیا په هغې کښې هم دا حدیث د ابن عمر په مختلف طرق سره ذکر کړې دې، حدیث الباب الثاني اخرج به البخاری وابن ماجه، قاله المنذرى.

بَابُ فِي عِبْدِ الْمُشْرِكِينَ يُلْحَقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ فَيُسْلَمُونَ

بیان د غلامانو د مشرکینو چه د دوی نه او تختی او مسلمانانو ته راشی او اسلام قبول کړی

یعنی که د مشرکانو غلامان د هغوی نه خلاصیدو سره او تختی او دار الاسلام ته راشی، بیا دلته راتلو سره مسلمانان هم شی نو د هغوی څه حکم دې؟ جواب ظاهر دې چه هغوی به ازاد شی (۱)، د مشرکانو غلامان به غلامان هله وی چه کله د مسلمانانو لاس ته د مال غنیمت په شکل باندې راشی د جهاد او قتال په ذریعه.

[۲۷۰۰] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَرْزَاءٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: خَرَجَ عُبَيْدَانُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْنَى يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ الصَّلَاحِ فَكُتِبَ إِلَيْهِ مَوَالِيَهُمْ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ وَإِنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ، فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رُدُّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "مَا أَرَأَكُمْ تَنْتَهُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتَّى يَبْعَثَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى هَذَا، وَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ: هُمْ عَتَقَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ".

د علی رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه دصلح حدیبیه په ورځ دصلح نه لر مخکښې یو خو غلامان نبی صلی الله علیه و آله ته په تیخته راغلل د غلامانو مالکانو نبی صلی الله علیه و آله ته اولیکل چه ای محمد فه په الله قسم دا غلامان په دې وجه نه دی درغلي چه ستادین ئې خوښ دې دوی د غلامی نه تختیدلې دي څه کسانو او وئیل دا خبره ئې رینستیا ده ای دالله رسوله ورته ئې ورواپس کړه نو نبی صلی الله علیه و آله په غسه شو او وئې فرمائیل ای قریشیانو زما خیال دې چه تاسو دا خپل عادت نه پریردئ تردې چه مسلط به کړي الله تعالی په تاسو باندې هغه څوک چه ستاسو خټونه به وهی ددې خبرو په وجه باندې او انکار ئې اوکړو دواپس کولونه او وئې فرمائیل دا غلامان دالله تعالی دطرف نه ازاد کړې شوي دی.

د حدیث مضمون دا دې چه سیدنا علی رضی الله عنه فرمائی چه د غزوه حدیبیه په موقع باندې د صلح نه مخکښې د مشرکانو خو غلامان د هغوی د طرف نه د مسلمانانو طرف ته راغلل نو د هغوی مالکانو رسول الله صلی الله علیه و آله ته اولیکل چه زمونږ دا غلامان ستاسو طرف ته، ستاد دین د طلب او رغبت د وجې نه نه دی راغلی بلکه دا خو د غلامی نه بچ کیدلو دپاره زمونږ د

(۱) علي هذا القياس خيله مشرکان هم چه کله اسلام قبول کړی او د دار الحرب نه دار الاسلام ته راشی نو هغوی به هم ازاد وی.

۲: سنن الترمذي بالمناقب ۲۰ (۳۷۱۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۰۸۸)، وقد أخرج به: مسند احمد (۱/۱۵۵) (صحيح)

خوانه ستاسو طرف ته درغلې دی، په روایت کښې دی ﴿فقال ناس: صدقوا یا رسول الله ردهم اليهم﴾ یعنی په دې باندې بعض مسلمانانو رسول الله ﷺ ته عرض او کړو چه د کومو مشرکانو پیغام تاسو ته راغلې دې د هغوی خبره صحیح ده، لهذا دا غلامان د هغوی طرف ته واپس کړئ، نو د هغوی په دې خبره باندې رسول الله ﷺ ډیر خفه شو، او ډیره سخته خبره ئې او فرمائيله چه اې د قریشو جماعته! تاسو به د دې خپلو حرکتونو نه قلار نه شی، چه ترڅو پورې الله پاک په تاسو داسې دشمن مسلط نه کړی کوم چه ستاسو ستونه اووهی، راوی وائی چه رسول الله ﷺ د هغه غلامانو د واپس کولو نه صفا انکار اوکړو، او فرمائی: ﴿هم عتقاء الله عزوجل﴾.

په حدیث الباب کښې دوه کارونه قابل تحقیق دی

په دې حدیث کښې دوه خبرې قابل تحقیق دی، اول دا چه په دې روایت کښې دا واقعه د یوم الحدیبه طرف ته منسوب کړې ده حضرت په بذل المجهود کښې روایات حدیثیه او کتب تاریخ نه دا ثابت کړې ده چه دا غزوه د طائف ده، لهذا د ابوداؤد په دې روایت کښې لفظ "یوم الحدیبه" د یو راوی وهم دې، بله خبره حضرت دا فرمائیلي ده چه ﴿فقال ناس﴾ مصداق ملا علی قاری رحمته الله علیه بعض صحابه کرام منلې دی، خو دا بعیده ده، اول خود صحابه کرامو نه بعیده ده، دا خبره چه هغه د خپلو مسلمانانو رونرو په مقابله کښې د مشرکانو تصدیق اوکړی، دویم د رسول الله ﷺ په دې باندې د رد دا طرز او سخت وعید په یا معشر قریش لفظ سره، دا د صحابه کرامو په حق کښې کیدل بعید دی بلکه د دې نه مراد بعض کفار قریش دی. (۱) او که دا اومنلې شی چه دا واقعه د حدیبه ده، گیني اصل خودا ده چه دا واقعه غزوه طائف ده او دا ویونکی او تصدیق کونکی بعض طلقاء یا بعض مؤلفه القلوب وو، او صحابه طلقاء نه د دې خیز صدور څه زیات بعید نه دې، او علی هذا القیاس په دې باندې د رسول الله ﷺ وعید، او د طلقاء په غزوه طائف کښې کیدل قرین قیاس هم دی او ثابت هم دی، والله تعالی اعلم بالصواب. والحديث أخرجه الترمذی اتم منه قاله المنذری، وفي البذل: وأخرجه الحاكم في المستدرک.

باب فی إباحة الطعام فی أرض العدو

د دشمن په علاقه کښې د خوراک څښاک د څیزونو د خوړلو د اباحت بیان

د دې ځانې نه د ابوابو رخ بدلیږی، پس دا څو بابونه د مال غنیمت د بابونو متعلق دی، په مال غنیمت کښې د تصرف متعلق مصنف څو بابونه مسلسل ترلې دی اصل په دې کښې دا ده چه په مال غنیمت کښې تصرف قبل القسمة جائز نه ده خو بعض څیزونه د دې نه مستثنی

(۱) خو په دې باندې به دا اشکال ضرور وی چه په روایت کښې دا دی چه ویونکو دا خبره د رسول الله ﷺ نه په "یا رسول الله" سره خطاب کولو سره اوکړه، د دې توجیه دا کیدې شی چه دا مقام مقام تملق وو د خوشامدی په طور به هغوی دا خطاب کړې وی او بعض طالبانو ماته د دې دا توجیه ذکر کړه چه کیدې شی ویونکی منافقان وی په دې وجه ئې په یا رسول الله سره خطاب اوکړو، خود منافقانو هلته کیدل فهم ته نه راځی،

دی چه په هغې کښې تصرف قبل القسمة اباحت وړدې، دا خو ابواب هم د دې متعلق دی، دا اولنې باب د طعام متعلق دې د خوراک ځکاک د څیزونو په باره کښې خو د علماء کرامو اتفاق دې چه په هغې کښې تصرف عند الضرورة بقدر الضرورت د مجاهدینو دپاره جائز دې، اگر چه بغیر د امام د اذن نه وی، د جمهورو په نزد کما قال عیاض، وعند الزهري الاباحه بشرط اذن الامام.

[٢٧٠١] (١) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمَزَةَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَبِي عُمَرَ، اَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمْ اَلْخُمْسُ.

د ابن عمر رضي الله عنهما نه روایت دې فرمائی چه پولښکړدښې عليه السلام په زمانه کښې دودئ اوشهد په غنیمت کښې حاصل کړل نودودوی نه خمس وانه خيستلي شو. طعام او عسل نه د خمس ويستلو وجه دا ده چه مجاهدینو هغه په دار الحرب کښې خوړلو ځکلو سره خرچ کړې وو، د غنیمت په طور باندي دا ئې محفوظ ساتلې دې چه دا به تقسيم کولې شی او ددې نه خمس راويستلې شی، اخراج خمس خود تقسيم په وخت وی.

[٢٧٠٢] (٢) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَالْقَعْنَبِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ قَالَ: دَلِيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرٍ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَأَلْتَرَمْتُهُ قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: لَا أُعْطِي مِنْ هَذَا أَحَدًا الْيَوْمَ شَيْئًا قَالَ: فَأَلْتَمْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ.

د عبید الله بن مغفل نه روایت دې فرمائي سپنه د خیبر په ورځ دوازدې یوه تهیلې زورنده وه دې وائی چه زه ورته جوښت شوم او په ژبه یاپه زړه کښې مې ووتیل چه ددې نه به نن چاله هیڅ هم نه ورکوم نوکله چه زه دښې عليه السلام طرف ته ور وگرځیدم او اومي کتل نونښې عليه السلام زما په دې کارپورې خنډل ځکه چه داسې کار د انصارو د خونې خصلت نه خلاف وو.

مضمون حدیث

سیدنا عبد الله بن مغفل رضي الله عنه فرمائی چه په جنگ خیبر کښې، یعنی چه کله هغه فتح کولې شی او مال غنیمت لوټ کولې شی نو د څرمنې یوه تهیلا زورنده ماته ښکاره شی، نو زه هغې ته اورسیدم او هغه ئې قبضه واخستله او وې وویل (چه دا ټول به زه اخلم) او چاته به په هغې کښې نه ورکوم (دا ټول منظر رسول الله صلی الله علیه و آله شاته ولاړ لیدلو او اوریدلو چه د هغې خبر هغوی ته نه وو) هغه وائی: ما چه کله شاته اوکتل نو څه گورم چه رسول الله صلی الله علیه و آله زما، طرف ته کتلو سره مسکې شو، په دې روایت کښې خو دومره دی، د مسند ابوداؤد طیالسی په روایت کښې د دې نه روستو دا دې چه هغه اوفرمائیل: «هو لك» چه ښه دا هم ته واخله. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي، قاله المنذرى.

(١): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ٧٨١١)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/لغرض الخمس ٢٠ (٣١٥٤) (صحيح)

(٢): صحيح البخاري/لغرض الخمس ٢٠ (٣١٥٣)، والمغازي ٣٨ (٤٢١٤)، والصيد ٢٢ (٥٥٠٨)، صحيح مسلم/للجهاد ٢٥ (١٧٧٢)، سنن النسائي/للضحايا ٣٧ (٤٤٤٠)، (تحفة الأشراف: ٩٦٥٦)، وقد أخرجه: مسند احمد (٨٧٤، ٥٥٠/٥، ٥٦)، سنن الدارمي/السير ٥٧ (٢٥٤٢) (صحيح)

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّهْيِ، إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قَلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ

باب د تالان معانعت، د دښمن په علاقه کښې کله چه خوراک کم وی

(نهی) په وزن د عمری مصدر دی، یعنی لوټ مار، او دلته مراد د دې نه هغه خیز دې کوم چه په مال غنیمت کښې قبل القسمه واخستلې شی د دې ترجمه الباب حاصل دا دې چه د خوراک ځکاک خیز اخستل اگر چه مباح دی خو که په خوراک کښې قلت او تنگسیا وی نو بیا قبل القسمه چا له هم نه دی اخستل پکار.

[۲۷۰۳] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي لُبَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ بِكَابِلٍ، فَأَصَابَ النَّاسَ غَنِيمَةٌ فَأَنْتَهُبُوهَا فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ النَّهْيِ فَرَدُّوْا مَا أَخَذُوا وَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ.

د ابولیب نه روایت دې فرمائی چه زه د عبد الرحمن بن سمره رضی الله عنه سره په کابل کښې ووم او مجاهدینو غنیمت حاصل کړو او تالان ئې اوکړو نو دې پاسیدو او خطبه ئې ورکوله او وئې وئیل د نبی صلی الله علیه و آله نه مې اوریدلې دی چه منع ئې کوله د تالان کولونه نوڅه چه مو اغستی وي هغه واپس کړئ نو چه کله واپس کړې شول نو په دوی باندي ئې تقسیم کړل.

شرح حدیث

په دې روایت کښې د خلقو د مال غنیمت د لوټ کولو ذکر دې چه قبل التقسیم خلقو هغه اخستل شروع کړل په دې باندي عبد الرحمن بن سمره په ولاړه باندي خلقو ته د رسول الله صلی الله علیه و آله حدیث نه دې اوریدلې، په دې باندي خلقو چه څه اخستلې وی ټول واپس کړل، بیا هغه دا باقاعده تقسیم کړلو، په دې روایت کښې چه د کوم مال غنیمت د خورولو ذکر دې که د دې نه مراد غیر طعام دې، مختلف اشیاء خو هله ظاهر دې چه د هغې اخستل جائز نه وو او که هغه د طعام د قبیل نه وو لکه چه د ترجمه الباب تقاضه هم ده، نو اگر چه د اخذ طعام اباحت دې خو د قلت په صورت کښې اباحت نشته لکه چه مصنف په ترجمه الباب کښې اشاره کړې ده.

[۲۷۰۴] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاعِيلَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ كُنْتُمْ تُجَمِّسُونَ فِي الطَّعَامِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ خَيْبَرَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيءُ فَيَأْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ مَا يَكْفِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ.

د عبد الله بن ابی اوفی رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه ما او وئیل چه ایا تاسو به د نبی صلی الله علیه و آله په زمانه کښې د خوراک په خیزونو کښې د غنیمت د مال نه خمس ورکولو؟ نو وئې وئیل چه مونږ ته د غزوه خیبر په ورځ باندي په غنیمت کښې خوراک ملاو شو نو هریوکس به راتلو او دخپل ضرورت په مناسب به ئې د خان دپاره اوړل او بیا به لاړل.

عبد الله بن ابی اوفی د بعض صحابه کرامو نه د تخمیس طعام په باره کښې تپوس اوکړو چه د رسول الله صلی الله علیه و آله په زمانه کښې به د طعام تخمیس کیدلو، هغوی جواب ورکړو چه جنگ

۱. تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۹۶۹)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۶۳، ۶۲/۵)، سنن الدارمي للأصاحي ۲۳ (۲۰۳۸) (صحیح)
۲. تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۵۱۷۲)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۳۵۵/۴) (صحیح)

خبر کښې مونږ ته طعام حاصل شوي وو نو هلته دا صورت وو چه هر سرې په دې کښې په قدر د ضرورت واخستلو او لارو، په قدر د ضرورت خو اخستل جائز دی خو د دې نه پس هم که باقی پاتې نه شي نو ظاهره ده چه دا د مال غنیمت په شان تقسیم کړې شي بعد الخمیس، هم دغه شان د دې حدیث نه معلومه شوه چه په مال غنیمت کښې د خوراک خکاځ خیز که په کثیر مقدار کښې وی نو بیا د هغې په اخستلو کښې هیڅ باک نشته، د اخستلو نه منع د قلت په صورت کښې ده.

[۲۷۰۵] حَدَّثَنَا هَنَّاذُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَبَدُوا وَأَصَابُوا غَنَمًا فَأَلْتَهُمْ بِهَا فَإِنْ قُدِّرْنَا لَتَغْلِي، إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَشَّى عَلَى قَوْسِيهِ فَأَكْفَأَ قُدِّرْنَا بِقَوْسِيهِ ثُمَّ جَعَلَ يَرْمِلُ اللَّحْمَ بِالتَّرَابِ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ النَّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ أَوْ إِنْ الْمَيْتَةِ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النَّهْبَةِ"، الشَّكُّ مِنْ هَنَّاذٍ.

عاصم بن کلب د خپل پلار نه او هغه دیوانصاري نه روایت کوی فرمائی چه مونږ د نبی ﷺ سره په یو سفر کښې لارو خلقو ته په دې سفر کښې د خوراک متعلق ډیر مشکلات پښ شول بیادي خلقو ته یو خوچیلې ملاو شوي هریوکس چه به څه موندل نو هغه به ئې لوټ کول اوزمونږه کتوي خوت کیدله اودنبی ﷺ سره خپله لینده ورسره وه اوراروان وو اوزمونږه کتوي ئې پخپله لینده باندې نسکوره کړه اودغوښي پوتي ئې په خاورو پورې مړل اوبیا ئې اوفرمائیل تالان خودمرداري نه څه ښه نه دې یاداچه تالان خو د مردارې نه حلال نه دې د هناد راوي په دې دوه جملو کښې شک دې.

یوانصاری صحابی د رسول الله ﷺ د یوې غزوې ذکر فرمائی چه په دې جنگ کښې خلقو ته ډیر مشقت اوچت کړې وو او لوږه ئې برداشت کړې وه، په دې حالت کښې هغوی ته بعض بیزې حاصلې شوې، مجاهدینو د لوږې په سخته کښې هغه ذبح وغیره کولو سره د غوښې د تیارولو دپاره په اور باندې کتوي په سر کړی، لږ ساعت پس رسول الله ﷺ تشریف راوړلو، د هغه په لاس مبارک کښې یوه لینده وه، د هغې په ذریعه ئې هغه ټولې کتوي وارولې. (ثم جعل يرمي اللحم بالتراب) یعنی د کتوي غوښه ئې په خاورو او شړو کښې واروله او دا ئې اوفرمائیل: دا د لوټ مار مال د مردار نه څه کم نه دې یعنی په حرمت کښې.

د حدیث توجیه او تشریح

ځان پوهه کړئ چه د اباحت طعام مسئله د مهیا لاکل سره خاص نه ده، یعنی د تیار شوی خوراک سره بلکه په دې کښې څاروی وغیره هم داخل دی هغه هم د طعام په حکم کښې دې، هغې لږه اخستلو سره او ذبح کولو سره خورلې شي (صرح به الفقهاء) خو په دې واقع کښې چه رسول الله ﷺ کوم تشدد اختیار کړې وو او هغه ئې حرام کړې وو او ددې په دوه وجو کښې یوه وجه کیدې شي یا خو داسې اوئیلې شي یا خوبه دا وئیلې شي چه په غنم کښې قلت وو (کما فی ترجمه الباب) او یا دا چه د دې حضراتو اخستل په قدر د حاجت نه وو

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۶۶۲) (صحیح)

بلکه د دې نه ئې زیات اخستلې وو کوم چه جائز نه دې، والله تعالی اعلم.
په دې واقعه کېښې دا اشکال راځی چه اکفاء قدور او د هغې نه روستو کومه چه
هغه د غوښو سره په خاورو ککړ کړې دې په دې کېښې اضاعت مال دې او مال هم هغه د کوم
سره چه د خلقو حق متعلق دې، یعنی د مجاهدینو، د دې یو جواب حضرت هم په بذل کېښې
بعض شارحینو نقل کړې دی او بل جواب دې دا هم کیدې شی چه رسول الله ﷺ شارع دې
هغه چه څه او کړل د سراسر دیني مصلحت په بنیاد ئې او کړل، یعنی یو حرام څیز چه د هغې
د استعمال صحابه کرامو اراده کړې دې نو د دې فعل قباحت او שנاعت ثابتولو دپاره دا
عملی شکل هغه اختیار او فرمائیلو.

بَابُ فِي حَمْلِ الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ د دار حرب نه د ځان سره د خوراکه څښاکه د خیزو نو دراورلو بیان د ترجمه الباب شرح :

په دې ترجمه کېښې دوه احتمالات دی من ارض العدو غایت یا خو الی محل اقامتهم وی یا الی
المدينة، که اول مراد دې نو بیا دا جائز ده یعنی په میدان جنگ کېښې د بعض خوراک څیزونه
اوچت کړل په خپلو ځیمو کېښې اخستلو سره د هغې خوراک او که ثانی مراد وی نو بیا دا
جائز نه ده، ځکه چه د اخذ طعام اباحت صرف د دار الحرب پورې محدود دې، یعنی هغه لره
اوچتولو سره هم هلته خوړل لاجل الحاجة، او د هغه ځانې نه اوچتولو سره دار الاسلام منتقل
کول د دې هیڅ گنجائش نشته، د جواز انتقال نه پس خو بعد القسمه کیدې شی

[۲۷۰۶] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ ابْنَ
حَرْشَفٍ الْأَزْدِيَّ، حَدَّثَهُ عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنَّا
نَأْكُلُ الْجَزْرَ فِي الْغَزْوِ وَلَا نَقْسِمُهُ حَتَّىٰ إِن كُنَّا لَنَرْجِعُ إِلَى رِحَالِنَا وَأَخْرَجَتْنَا مِنْهُ مُمْلَقًا.

قاسم «د عبدالرحمن ازاد کړې شوی غلام د بعضې ملگرو دښې ﷺ نه روایت کوی چه
فرمائی ئې مونږ به په جهاد کېښې داوښانو غوښې خوړلې اونه به مو تقسیمولې تردې چه
مونږ به کله خپلو ځیموته واپس کیدو نو زموږ به توشه دانونه به دغوښو نه ډک وو.

شرح حدیث

یو صحابی فرمائی چه په جنگونو کېښې مونږ خلقو د اوښانو غوښه خوړل او هغې لره
باقاعده نه تقسیموله (او په مقدار کېښې دومره زائد اخستلو) تردې چه مونږ به د خپلو
استوگنو طرف ته واپس کیدلو په دې حال کېښې زموږ تهیلې د غوښو نه ډک وو.
په دې حدیث کېښې د رحال نه مراد که محل اقامت فی الغزو دې نو بیا خو د څه خاص
اشکال خبره نه ده ځکه چه په دې صورت کېښې د دې غوښې نقل کول نه موندلې کیږی بلکه
د دار الحرب قصه پاتې شوې ده، او که د رحال نه مراد الی منازلهم فی المدينة دې نو دا
احتمال صحیح نه دې، ځکه چه مال غنیمت لره منتقل کول د دار الحرب نه قبل التقسیم

جائز نه دي، او دلته تصريح د «ولا نقسمه» ده گڼي احتمال ثاني لره اخستلو سره به مونږ دا ونيلي وي چه بعد القسمة مراد دي په دي حديث كښي لفظ «الجزر» راغلي دي، په بعض شروح كښي دي چه «الجزر» جمع ده «جزور» په معني د اوښ او د دي معني «شاة» مذبوحه هم ليكلي ده، او حضرت په بذل كښي احتمالا د دي معني د گاڅري هم ليكلي دي، كومه چه مشهوره سبزي وه، «اخرجت» جمع د خرج ده يعني تهيللا، په اصل كښي د دابه په شا باندې كومه چه د تات بورى اچولې شي، چه د هغې دوه حصې وي ښي او كس طرف ته دي ته حرج ونيلي شي، د خرجي لفظ په دي معني كښي اردو كښي هم مستعمل دي.

بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ إِذَا فُضِّلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ

د دښمن په زمكه كښي د زياتي خوراكي خيزو نو د مال غنيمت د خرڅولو بيان

په ظاهره كښي د ترجمه الباب مطلب دا دي چه كه د مجاهدينو د خوراك خكاك خيز قبل التقسيم په دار الحرب كښي د مال غنيمت نه واخلې يعني د ضابطې مطابق د هغې اخستل جائز دي، په دي كښي كه څه مقدار بچ شي نو هغه هم ځاني، يعني دار الحرب كښي خرڅيدلې شي يا نه؟ مسئله دا ده چه په مال غنيمت كښي يو خيز لره قبل القسمة كه هغه طعام وي يا غير طعام وي جائز نه دي، او كه چا بيع او كړه نو «رد الثمن في الغنمة بالاتفاق» واجب دي، لهذا مبادلة الطعام بالطعام ضرورة جائز دي.

[۲۷۰۷] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَنِّی، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ یَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الْعَزِيزِ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْأُرْدُنِّ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ قَالَ: رَأَيْتُنَا مَدِينَةً قَتَرْنَاهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ التَّمِيمِ فَلَمَّا فَتَحَهَا أَصَابَ فِيهَا غَنِمًا وَبَقَرًا فَقَسَمَ فِينَا طَائِفَةً مِنْهَا وَجَعَلَ بَقِيَّتَهَا فِي الْمَغْنَمِ، فَلَقِيتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَقَالَ مُعَاذٌ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَأَصَبْنَا فِيهَا غَنِمًا فَقَسَمَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَائِفَةً وَجَعَلَ بَقِيَّتَهَا فِي الْمَغْنَمِ.

د عبد الرحمن بن غنم نه روایت دي چه مونږه د شرح جليل بن سمط سره د قنسرین ښار محاصره او کړه کله چه مجاهدينو د ښار فتح کړو نو غوا او چيلی نې حاصلې کړي نو يو څه نې په مونږ باندې تقسيم کړي او باقي نې په مال غنيمت كښي شامل کړي بيا ماد معاذ بن جبل رضي الله عنه سره ملاقات او کړو اودا واقعه مې ورته بيان کړه معاذ رضي الله عنه او فرمايل چه مونږ د نبی صلی الله علیه و آله په ملگرتيا كښي دخيبر جهاد کړې وو مونږ ته هم هلته چيلن ملاو شوي وي اونې صلی الله علیه و آله يو څه په مونږ تقسيم کړي او باقي نې په مال غنيمت كښي شامل کړي.

د حديث د ترجمه الباب سره مطابقت

د حديث مضمون خو مخامخ راغلو خو سوال دا دي چه د دي د ترجمه الباب سره څه مطابقت دي، په ترجمه الباب كښي د بيع الطعام ذکر دي، د طعام په باره كښي خو دا ونيلي كيدې شي چه د دي نه مراد غير مهيا لاكل دي، كوم چه په بقر او غنم باندې صادق راځي، خو په دي واقعه كښي بيع چرته موندلې شوې ده، حضرت په بذل كښي عدم مطابقة

الحديث للترجمة اشكال ليكلو سره د حضرت گنگوهی د تقریر نه د دې د جواب ورکولو کوشش فرمائیلې دې هغه دې په بذل کښې او کتلې شی، زما په ذهن کښې د دې جواب ډیره موده پس ذهن ته راغلو چه په دې حدیث باندې مصنف چه کومه ترجمه د بیع قائم کړې ده هغه د فقه المصنف د قبیل نه دې لهذا حدیث او ترجمه ترمینځه صریح مطابقت تلاش کول دی بې سوده دې، زما په خیال کښې د مصنف غرض دا دې چه دا خو ظاهر دې چه قبل القسمة د مال غنیمت بیع طعام وی یا غیر طعام جائز نه دی، صرف د ضرورت مطابق طعام او په قدر د ضرورت اخستلې شی په دې کښې هم که څه بیج شی نو هغه د مال غنیمت طرف ته واپس کیدل ضروری دی، خو مصنف دا وائی چه که په دار الحرب کښې د خوراک خکاګ څیزونه د تقسیم امام د طرف نه وی نو د دې نوعیت دویم دې د دې بیع جائز دې، ځکه چه د امام ورکول په طور د تملیک دې نه په طریقه د اباحت، په خلاف د دې د لښکر د خوراک خکاګ څیز قبل القسمة پخپله مال غنیمت کښې اوچت شی نو اگر چه د هغې اوچتول ناجائز دی، د قاعدې مطابق خو په دې صورت کښې د دې بیع جائز نه ده، پخپله د اخستلو جواز په طریق د اباحت دې، په طریق د تملیک نه دې، او دلته حدیث الباب کښې د طعام تقسیم امیر د طرف نه وی، په دې صورت کښې هغه خلق د دې مالک شو ځکه چه هغه لره چه څه غواړی کولې شی اگر چه هغه ئې هبه کړی یا بیع، هذا ما عندي، والله تعالى اعلم بالصواب.

باب فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِعُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بِالشَّيْءِ

د تقسیم نه مخکښې د غنیمت د څیزونو د استعمال د ممانعت بیان

د مال غنیمت نه چه په کومو څیزونو کښې تصرف قبل القسمة جائز دې، د هغه څیزونو بیان روان دې د ټولو نه په شروع کښې مصنف طعام بیان کړې دې، او په دې ترجمه کښې د طعام نه علاوه نور بعض څیزونه یعنی مرکوب او ملبوس بیانوی، او د دې نه وړاندې باب کښې استعمال سلاح بیانوی.

د ترجمة الباب والا مسئله کښې مذاهب ائمه

د دې استعمال عند الجمهور که بغیر د ضرورت دې یا د خپل ضرورت دپاره دې نو بیا خو ناجائز دې، او که د حرب او د قتال ضرورت نه دا استعمالولې شی نو جائز دې، او د ملبوس په باره کښې دا دې چه که د سخت ضرورت په وخت استعمالولې شی نو بیا جائز دې. کذا يستفاد من البذل، ومعنى المحتاج للشافعية، والمعنى لابن قدامة، او کوم څیز چه دوائی استعمال کړې شی په دې کښې اختلاف دې، د احنافو او د حنابله په نزد عند تحقق الحاجة والضرورة د دې استعمال جائز دې، د شوافعو په نزد استعمال دوايانې جائز نه دی الا بالقيمة. او د اکل فواکه جواز شافعيه، حنابله په نزد عند تحقق الحاجة والضرورة د دې استعمال جائز دې، د شوافعو په نزد دلته استعمال او دا جائز نه دې الا بالقيمة، او د اکل فواکه جواز د شوافعو او حنابلو په نزد عند تحقق الحاجة والضرورة د دې استعمال جائز دې، د شوافعو په

نزد د دوایانو استعمال جائز نه دي الا بالقيمة. او د اکل فواکه جواز شوافعو او حنابله په کتابونو کښې مصرح ده، هم دغه شان بذل کښې د احنافو مذهب لیکلې دي، او د امام مالک نه مرکوب او ملبوس وغیره استعمال چه کله هغه د قتال ضرورت وی دوه روایتونه دي، جواز او عدم جواز صرح به الباجی کما فی الاوجز، په پورته مذکوره مسائلو کښې مذاهب ائمه ډیر تتبع او مراجعت کتب نه پس لیکلې دي، په اوجز کښې دلته حافظ باندې د مذاهب په سلسله کښې تعقب کړې دي چه په هغې په ظاهره کښې تسامح دي.

[۲۷۰۸] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقَنُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ مَوْلَى ثُجَيْبٍ، عَنْ حَنْشِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَرْكَبُ دَابَّةً مِنْ فِئَةِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أُعْجِفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسُ ثَوْبًا مِنْ فِئَةِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ".

د رويفع بن ثابت انصاري رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دي: د چاچه په الله تعالى او په ورځ داخرت باندې ایمان وي نو په هغه سورلئ دي نه سوریري کومه چه د مسلمانانو د غنیمت په مال کښې شامل وي اگرچه ده داخوږب خاوري خواراومانده کړي هم وي نوبیا به ئې هم واپس کوي په غنیمت کښې او د چاچه په الله تعالى او په ورځ داخرت باندې ایمان وي نو د مسلمانانو د غنیمت جامې دي نه اغوندي اگر چه ده په استعمال سره زړي کړي هم وي خوبیا به ئې هم واپس کوي په غنیمت کښې،

(من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يركب دابة من فئ المسلمين) چه د کوم سړی په الله پاک او د قیامت په ورځ باندې ایمان وی (دا تعلیق د ایمان بالله سره سره د تاکید او اهتمام په طور دي) نو هغه له پکار دی چه د مال غنیمت په یوه سورلئ باندې داسې سور نه شی چه کله د هغه نه سورلی واخستلې شی نو هغه کمزورې کړی نو بیا دي هغه په مال غنیمت کښې واپس کړی، هم دغه شان وړاندې د استعمال ثوب په باره کښې فرمائی چه هغه استعمال کړی او چه کله هغه خراب یا زور شی نو هغه دي په مال غنیمت کښې واپس کړی، ابن قدامه هم د هغه حدیث نه د مرکوب او ملبوس په عدم جواز باندې استدلال کړې دي، د دي حدیث سیاق په دي خبره باندې مشعر دي چه د دي استعمال نه مراد هغه استعمال دي کوم چه بغیر د ضرورت نه وی. کما هو مذهب الجمهور.

بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي السِّلَاحِ يُقَاتِلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ

که په جنګ کښې اسلحه ملاؤش نو استعمال ئې په جنګ کښې جائز دی

د مصنف په دي ترجمه کښې اشاره ده چه د استعمال سلاح جواز هغه وخت دي چه کله د قتال د ضرورت دپاره وی یعنی خپل ذاتی ضرورت نه وی.

(۱) انظر حديث رقم: (۲۱۵۸)، (تحفة الأشراف: ۳۶۱۵) (حسن صحيح)

[۲۷۰۹] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبْيَعِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبْيَعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَرْتُ فَإِذَا أَبُو جَهْلٍ صَرِيحٌ قَدْ ضَرَبَتْ رَجُلَهُ فَقُلْتُ: يَا عَدُوَّ اللَّهِ يَا أَبَا جَهْلٍ قَدْ أَخْزَى اللَّهُ الْأَجْرَ قَالَ: وَلَا أَهَابُهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَقَالَ: أَبْعَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ فَقَضَيْتُهُ بِسَيْفٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا حَتَّى سَقَطَ سَيْفُهُ مِنْ يَدِهِ فَقَضَيْتُهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَ.

ابو عبیده دخپل پلار عبداللہ بن مسعود نه روایت کوی چه زه په غزوه بدر کښې دشریک کیدو دپاره لارم نوما ابو جهل اولیدو چه پروت دی او په خوباندي ئې دتورو دگزارونو نشانونه وو ما او وئیل ای دالله دشمنه ای ابو جهله اخرالله تعالی ذلیل کړي اوته دالله درحمت نه لرې وي عبداللہ والی په دې وخت کښې زه دهغه نه نه ویریدم هغه او وئیل ډیره دتعجب خبره ده چه یو سړې دهغه خپل قوم مړ کړي بیا مایه ده باندي د توري وار او کړو لیکن اونه لگیدو تردې چه دهغه توره دهغه دلاس نه پریوته مایه دده په توره دې قتل کړو تردې چه یخ شو.

شرح حدیث

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمائی، په جنگ بدر کښې زه په رئیس المشرکین ابو جهل باندي راتیر شوم کوم چه په میدان جنگ کښې جدا پروت وو، چه د هغه خپه غوڅه شوې وه، ما د هغه طرف ته رخ کولو سره اووې (د هغه د رسوا او ذلیل کولو دپاره) «یا عدو الله یا ابا جهل» او دا مې هم ورته اووې چه نن خو الله پاک ذلیل سړې نور هم ذلیله کړو، الاخر د همزه په فتحې سره بغیر د مد نه، او د خاء په کسري سره دې په معنی د ذلیل، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمائی، او دې وخت کښې زه هغه ته په وینا باندي نه ویریدلم (ځکه چه دې وخت کښې خو هغه مجبوره پروت وو گینې د دې نه مخکښې خو هغه ته داسې خطاب کول واقعی گران وو چه د کفارو او مشرکانو سردار وو) په دې باندي هغه اووې چه د دې نه زیات نور هیڅ نه دی شوی چه یو سړې وو او هغه خپل قوم قتل کړو، یعنی تاسو څه کمال او کړو؟ په څه باندي فخر کوئ، دلته چونکه د هغه مخاطب سیدنا عبداللہ بن مسعود هذلی رضی اللہ عنہ وو، د اوچت خاندان او قبیلې وو په دې وجه هغه دا خبره اوکړه، او په دې کښې ئې هم د خپلې تسلی خیال ساتلې دې، لکه چه وئیلې شی: گرته یی شهور میدان جنگ می خو په شروع کښې چه کله دوه انصاری هلکانو په هغه باندي حمله کړې وه او هغه ئې راغورځولې وو نو هغه وختد هغه د ژبې نه د افسوس او غصې د وجې نه دا الفاظ وتلې وو «فلو غیر اکار قتلی» (کما فی مغازی البخاری فی باب بلا ترجمه بعد، باب شهود الملائکه بدرا) ارمان چه زه د زمیندار هلک نه علاوه بل چا قتل کړې وې، یعنی څنگه چه زه لوئی سړې یم دغه شان زما قتل کونکې هم زما په شان وې، د دې دواړو ځایونو کښې تاثر مختلف دې، د اختلاف مخاطب د وجې نه (۱) وړاندي په روایت کښې دی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمائی چه زما په

(۱): تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۹۶۱۹)، وقد أخرجه: سنن النسائي / الكبرى / السير (۸۷۷۰)، مسند احمد (۱/۴۰۳، ۴۰۶، ۴۲۲، ۴۴۴) (صحیح)

(۲): او په قسطلانی کښې دی چه د دې قول «اعمد من رجل الخ» د خپلې تسلی دپاره او د هغې د قتل نسبت د خپل قوم طرف ته کول. (حال دا چه قاتل د هغه قوم نه نه وو) دا مجازا دې په اعتبار د سببیت، یعنی د دې قوم سببیت، یعنی د هغه قوم سبب جوړ شو د هغه د قتل

لاس کښې چه کومه توره وه په هغې مې اووهلو، کومه چه د معمولی کیدو د وجې نه مفیده نه وه، او په هغې سره هغه ختم نه شو، تردې چه د هغه د لاس نه د هغه توره پریوتله (کومه چه ډیره غوره او تیزه وه) نوییا ماهغه په هغه باندې استعمال کړه چه په هغې سره هغه یخ شو. د دې اخری جملې د وجې نه حدیث د ترجمه الباب مطابق شو چه په دې کښې استعمال سلاح غنیمت بیا موندلې شو په دې کښې مذاهب ائمه په تیرو بابونو کښې په تفصیل سره تیر شوې دی، د ابوداؤد په روایت کښې لفظ «بعد» واقع شوې دې چه د هغې شرح مونږ پورته اوکړه او د خطابی رائي دا ده چه دا لفظ داسې صحیح نه دي، صحیح «اعمد من رجل» دي، چه د هغې معنی د «اعجب» ده، د بخاری لفظ هم «اعمد» دي. والحدیث اخرجه النسائي مختصرا، قاله المنذرى.

باب فی تعظیم الغلول

د مال غنیمت پټول عظیم ترین جرم دي

یعنی د دې خبرې په بیان کښې چه غلول جرم عظیم دي، د غلول معنی د مطلق خیانت ده، او وئیلې شوې دی چه هغه خیانت کوم چه په مال غنیمت کښې وی،

[۲۷۱۰] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، وَبِشْرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ. حَدَّثَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَفَّى يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَدْ كَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وَجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ غُلٌّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَفَقَشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يَسَاوِي دِرْهَمَيْنِ".

دزید بن خالد جهنی نه روایت دي چه دخیبر په ورځ د نبی ﷺ په ملگرو کښې یوکس وفات شو صحابه کرامو نبی ﷺ ته ددې ذکر اوکړو نبی ﷺ او فرمائیل په دې خپل ملگري مو جنازه اوکړئ یعنی زه په ده باندې جنازه نه کوم تاسو ئې اوکړئ په دې خبره باندې دخلقو مخونه بدل شول بیانیې ﷺ او فرمائیل ستاسو ملگري دالله په لار کښې خیانت کړې دي یعنی دغنیمت په مال کښې نومونږ دهغه دسامان تالاشي واغسته نومونږ دهغه په سامان کښې دیهودیانو دبنڅو د جامونه یوه جامه پیدا کړه دکوي چه قیمت دوه درهمه هم نه وو. د حدیث مضمون واضح دي چه د غزوه خیبر په موقع باندې یو صحابی وفات شو چه د هغه ذکر رسول الله ﷺ ته اوکړې شو، رسول الله ﷺ او فرمائیل چه د خپل ملگری مونځ تاسو اوکړو، د هغه د دې ناخوښی او طرز نه خلق اویریدل، رسول الله ﷺ او فرمائیل چه هغه په مال غنیمت کښې خیانت کړې دي، راوی وائی چه مونږ د هغه د سامان تفتیش اوکړو نو د هغه په سامان کښې د ملغرو څو کانږی راوتل، دیهودو د جواهرو نه کوم چه په قیمت کښې د دوه درهمو برابر هم نه وو، د دې نه د روستو مضمون هم د دې قسم دي. والحدیث اخرجه ابن ماجة، قاله المنذرى.

۱: سنن النسائي/الجنائز ۶۶ (۱۹۶۱)، سنن ابن ماجة/الجهاد ۳۴ (۲۸۴۸)، موطا امام مالك/الجهاد ۱۳ (۲۳)، مسند احمد (۱۱۴/۵، ۱۹۲/۵)، (تحفة الأشراف: ۳۷۶۷) (ضعيف)

[۲۷۱۱] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدَّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْقَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ يَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وِرْقًا إِلَّا الْقِيَابَ وَالْمَتَاعَ وَالْأَمْوَالَ قَالَ: فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ وَادِي الْقُرَى، وَقَدْ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ أُسُودٍ يَقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِوَادِي الْقُرَى فَبَيْنَا مِدْعَمٌ يَحْطُرُ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ: هُنَيْدًا لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّهْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا. فَلَمَّا سَمِعُوا ذَلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ قَالَ: شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ.

د ابوهريرة رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چې مونږ د نبی صلی الله علیه و آله سره د خیبر په کال باندې جهاد ته لاړو نو سپین اوسره زرمو په غنیمت حاصل نکړل بلکه مگر جامې اوسامانونه او مالونه مو حاصل کړل دي وائی چې نبی صلی الله علیه و آله د وادي القري علاقې طرف ته روان شو او يقينا نبی صلی الله علیه و آله ته یو تور غلام هديه کړي شوي وو چې مدعم به ورته وئيلي شو هرکله چې وادي القري ته ورسيدل نو مدعم د نبی صلی الله علیه و آله داوښ کته کوزوله په دې وخت گڼې دي په یوغشي ولگيدو او هلاک شو خلقو ووئيل جنت دي ده ته مبارك شي نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل هيڅ کله نه په هغه ذات مې دي قسم وي دچاپه قبضه کښې چې زما روح دي کوم کمبل چې ده په غزوه خیبر کښې د تقسيم نه مخکښې اخستلي وو دهغه نه لمبي وهونکی اور جوړ شوي دي او دې سوزوي، هرکله چې خلقو دا واوريدل نويو کس يوه يادوه تسمې راخستي وي او نبی صلی الله علیه و آله ته ئې راوړلې نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل داد اور يوه تسمه وه ياداوردوه تسمې وې.

شرح حديث

يعني کله چې رسول الله صلی الله علیه و آله د غلول په پاره کښې سخت وعيد او فرمائيلو نو د دې وعيد د اوريدلو نه پس د يو سړي د څرمنې يوه تسمه يا دوه تسمې اخستلو سره د هغه په خدمت کښې راوړې (کومې چې هغه د مال غنیمت نه اوچتې کړې وې) نو په دې باندې رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائيل چې دا تسمه د اور ده، او که دوه تسمې ئې راوړې وې نو فرمائيلې به ئې وې چې دا دواړه تسمې د اور دي، د راوی شک دې.

د دې فقرې په مطلب کښې دوه احتمالونه دي، اول دا چې د هغه مراد د دې نه دا دې چې که تا دا تسمه واپس کړې نه وې نو دا به ستا دپاره اور د ته د تلو ذريعه وه، او گويا د دې وينا نه پس ئې هغه کيخودله، او بل احتمال دا دې چې چونکه هغه سړي دا تسمه د غنیمت د تقسيم نه وروستو راوړې وه، راوړل پکار وو هغه لره ددې نه مخکښ، اوس دچاپه حصه کښې هغه اولگولې شی؟ په دې وجه رسول الله صلی الله علیه و آله هغه په دې وينا سره واپس کړو چې دا تسمه اوس ستا په حق کښې داوړسبب دې. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي، قاله المنذرى.

۱: صحيح البخاري/المغازي ۲۸ (۴۲۳۴)، والأيمان ۳۳ (۶۷۰۷)، صحيح مسلم/الإيمان ۴۸ (۱۱۵)، سنن النسائي/الإيمان والنذور ۲۷ (۳۸۵۸)، (تحفة الأشراف: ۱۲۹۱۶)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/للجهاد ۱۳ (۲۵) (صحيح)

باب فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الْإِمَامُ وَلَا يَحْرِقُ رَحْلَهُ

کله چه د غنیمت نه پټ شوی څیز معمولی وی نو امیر دي دا معاف کړی او د غلو سامانونه دي نه سوزوی
د ترجمه الباب تشریح :

په دې ترجمه الباب کښې دوه جزونه دي، اولنې جزء دا چه مال غلول که یو معمولی څیز وی لکه تسمه وغیره کومه چه په سابقه باب کښې تیر شو نو د هغې سره به هم دا معامله کولې شی کومه چه په حدیث کښې تیره شوه خو که هغه مال غلول کثیر او په لوڼې مقدار کښې وی نو بیا د اصولو تقاضه دا ده چه هغه دي رد نه کړې شی ځکه چه د غانمینو حق دي، بلکه هغه دي واخستلې شی او باقاعده دي تقسیم کړې شی، او دویم جزء د ترجمې د عقوبت غال سره متعلق دي چه په هغې باندې مستقل ترجمه وړاندې راروانه ده، لهذا دلته د هغې د ذکر کولو وجه فهم ته نه راځی، او هم دغه شان په حدیث الباب کښې هم د دي څه ذکر نشته، هسې مطلب د دي جزء دا دي چه وړاندې په حدیث کښې راځی چه کله ته یو سړې وینې چه هغه په مال غنیمت کښې خیانت کړې دي نو د هغه ټول سامان او متاع اوسیزه، نو دلته مصنف فرمائی چه د هغه غال سورلی به نه شی سیزلې باقی سامان به ئې سیزلې شی. اذ لا يجوز تعذيب الحيوان بالنار.

[۲۷۱۲] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ حُبُوبِ بْنِ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو اسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَوْذَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَصَابَ غَنِيمَةً أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ فَيَجِئُونَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيَحْصُسُهُ وَيَقْسِمُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذَلِكَ بِزَمَامٍ مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا فِيمَا كُنَّا أَصْنَاءَ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَقَالَ: أَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي ثَلَاثًا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيَّ بِهِ، فَأَعْتَدَ إِلَيْهِ فَقَالَ: كُنْ أَنتَ تَجِيَّ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهُ عَنْكَ."

د عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم به کله غنیمت حاصل کړو او تقسیمول به ئې اوغوبنل نوبل ته به ئې دا اعلان کولو حکم وکړو نو خلقو به نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته خپل غنیموتونه راوړل او خمس به ئې ترې اخستلو اوباقی به ئې په مجاهدینو تقسیمولو نویوکس د غنیمت د تقسیم نه پس د خمس ورکولو دپاره داوښ یاداس دواگودوړی یوگړي راوړو او عرض ئې وکړو چه ای دالله رسوله داهم مونږ په غنیمت کښې حاصل کړي وونښی صلی اللہ علیہ وسلم ورته او فرمائیل ایا بلال چه درې پیري آواز کړي وو تانه وواوړیدیلي ده وویل هوښی صلی اللہ علیہ وسلم ورته او فرمائیل تاوړی دانه راوړلو آنوده معذرت وکړو چه ای دالله رسوله په ما باندې ناوخته شونښی صلی اللہ علیہ وسلم ورته او فرمائیل اوس ته پوهه شه اوستا کار ته به داد قیامت په ورځ راوړي اوزه درنه دا اوس نه شم اخستلې.

د حدیث مضمون

د حدیث الباب مضمون دا دي چه د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم معمول وو چه کله به په یو ځانې کښې مال غنیمت حاصل شو نو هغه به په حضرت بلال رضی اللہ عنہ باندې په خلقو کښې دا اعلان کولو چه چا سره چه کوم مال غنیمت دي هغه دي دلته راوړی او جمع دي کړی، پس په یو روایت کښې

(۱) : تفرد به أبوداود، (تحفة الأشراف: ۸۸۳۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲/۲۱۳) (حسن).

داسې دی (ضموا اغنائکم) پس خلقو به مال غنیمت یوځانې ته راجمع کړو رسول الله ﷺ به هغه د قاعدې مطابق تخمیس کولو، یعنی د کل مال غنیمت نه به ئې یو خمس راویستلو او باقی څلور اخماس به ئې په غانمین کښې تقسیم کړل، یو ځل داسې اوشو چه یو سړی د تقسیم نه روستو د وړې جوړه یوه رسن راوړه او دا عرض ئې اوکړو چه دا ما د مال غنیمت نه اخستلې وه، رسول الله ﷺ ورته او فرمائیل چه تا د بلال اعلان اوریدلې وو؟ کوم چه هغه درې کرته کړې وو؟ هغه عرض اوکړو چه او جی ما اوریدلې وو، وې فرمائیل چه بیا څه څیز مانع شوې وو د دې د راوړلو نه؟ هغه سړی په دې باندې څه معذرت شان اوکړو نو رسول الله ﷺ دهغه خبره وانوریدله او وې فرمائیل چه اوس به ته دادقیامت په ورځ باندې راوړې.

باب فی عُقُوبَةِ الْغَالِ

د غنیمت مال د پټونکي د سزا بیان

[۲۷۱۳] حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ الثَّقَلِيُّ الذِّهَوِيُّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَصَالِحُ هَذَا أَبُو وَاقِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ مُسْلِمَةَ أَرْضَ الرُّومِ فَأَتَيْتُ بِرَجُلٍ قَدْ غَلَّ فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ وَأَخْرِبُوا بَيْتَهُ"، قَالَ: فَوَجَدْنَا فِي مَتَاعِهِ مُصْحَفًا فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ، فَقَالَ: بَعْدُ وَتَصَدَّقْ بِمَنْجِيهِ".

د صالح بن محمد بن زائد رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه زه د مسلمة سره روم ته لاړم هلته یو کس راوستې شو چه د غنیمت د مال نه ئې غلا کړې وه نو مسلمة رضي الله عنه دهغه د حکم په باره کښې د سالم نه تپوس اوکړو هغه او وئیل چه ما دخپل پلار ابن عمر رضي الله عنه نه اوریدلې دي چه د عمر رضي الله عنه نه ئې نقل کول چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیل دی چه کله تاسو څوک اووینئ چه د غنیمت د مال نه یو غلا کړي ده نودده سامان اوسوزوئ اوبیا ئې اووهئ، راوي وائی چه دده په سامان کښې د قران کریم یوه نسخه هم وه مسلمة د سالم نه تپوس اوکړو چه دا قران کریم خرڅ کړئ او قیمت ئې صدقه کړئ.

﴿اذا وجدتم الرجل قد غل فاحرقوا متاعه﴾ د دې حدیث مضمون د پورته باب په حدیث کښې تیر شو.

ترجمة الباب والا مسئله کښې د ائمه گرامو اختلاف

بعض علماء د دې حدیث په بنیاد باندې د تحریق متاع غال قائل دی، لکه امام حسن بصری، اسحاق بن راهویه او امام اوزاعی، او هم دا یو روایت د امام احمد رضي الله عنه نه دې، خو د جمهورو عمل په دې حدیث باندې نه دې، د هغې وجه دا ده چه جمهور محدثینو په دې باندې کلام کړې دې پس امام ترمذی د امام بخاری نه د دې تضعیف بلکه عدم ثبوت نقل کړې دې، هم دغه شان امام دارقطنی هم د دې تضعیف کړې دې، هم دغه شان امام ابوداؤد

۱: سنن الترمذی/الحدود ۲۸ (۱۴۶۱)، (تحفة الأشراف: ۶۷۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲/۱)، سنن الدارمی/السجدة ۴۹ (۲۵۳۷) (ضعیف)

هم د دې حديث په سند كښې اختلاف او اضطراب ثابت كړې دي، او امام طحاوي فرماني چې كه حديث صحيح او منلې شي نو بيا به جواب دا وي چې ممكنه ده دا د هغه وخت خبره وي چې كله په اسلام كښې عقوبت ماليه جائز وو، كوم چې وروستو منسوخ شو، امام ابوداود د دې حديث موقوف كيدو ته ترجيح وركړې ده، دې حديث شريف ته اشاره په درمنضود جلد ثاني كتاب الصلاة كښې په ترك جماعت باندې وعيد والا حديث كښې هم كړې شوې ده، او بعض شارحينو ويلي دي چې كه دا حديث ثابت هم او منلې شي نو دا به په زجر او توبيخ باندې محمول وي، ځكه چې د رسول الله ﷺ نه دا بالكل هم ثابت نه دي چې هغه دې د متاع غال تحريق كړې وي.

د باب د اولنې حديث د ظاهر نه معلومېږي چې مسلمه كوم چې د عبدالملك بن مروان څونې دې هغه د دې حديث په وجه باندې تحريق متاع غال كړې وو، او چونكه د هغه په متاع كښې يو مصحف هم وو نو د هغې په باره كښې هغه د حضرت سالم نه معلومه كړه چې څه او كړې شي؟ هغه او فرمايل چې: «بعه وتصدق بئمنه» او د باب د حديث ثاني مضمون دا دي، صالح بن محمد فرماني چې مونږ خلق په يوه غزوه كښې د وليد بن هشام سره وو او په سفر كښې مونږ سره سالم بن عبدالله بن عمر او عمر بن عبدالعزيز هم وو نو وليد بن هشام د هغه سړي د سامان د سيزلو حكم وركړو چا چې په مال غنيمت كښې غلول كړې وو او هغه په پوره لښكر كښې او گرځولي شو او هغه ته ئې په غنيمت كښې هم حصه ورنكړه.

[۲۷۱۴] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَجْبُوبُ بْنُ مُوسَى الْأَنْطَاكِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو اسحاق، عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ الْوَلِيدِ بْنِ هِشَامٍ، وَمَعَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَتَلَ رَجُلٌ مَتَاعًا فَأَمَرَ الْوَلِيدُ بِمَتَاعِهِ فَأَحْرَقَ وَطَيْفٌ بِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا أَصَحُّ الْحَدِيثَيْنِ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ هِشَامٍ أَحْرَقَ رَحْلَ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ قَدْ غُلَّ وَضَرِبَهُ.

د صالح بن محمد نه روايت دې فرماني چې مونږه دوليد بن هشام په ملگرتيا كښې جهاد او كړو اوز مونږ سره سالم بن عبدالله بن عمر ^{رضي الله عنه} او عمر بن عبدالعزيز هم وو، نويو سړي د غنيمت د مال نه غلا او كړه نو وليد حكم او كړو اودده سامان او سوزول شو او بيا ئې په ټولو خلقو كښې او گرځوو او حصه ئې ورته هم ورنكړه. ابوداود وائي چې دا روايت ډير صحيح دي ډيرو كسانو دا روايت نقل كړې دي چې وليد بن هشام بن عبدالملك بن مروان بن حكم دزياد بن سعد سامان سوزولې وو ځكه چې هغه د غنيمت د مال نه غلا كړې وه او دې ئې وهلې هم وو.

د تحريق متاع الغال حديث په باره كښې د مصنف راټي

« قال ابو داود وهذا اصح الحديثين الخ » مصنف فرماني چې پورته ذكر شوې حديث « اذا وجدتم الرجل قد غل فاحرقوا متاعه » ثابت نه دي بلكه موقوفا ثابت دي، د موقوف نه هم موقوف تابعي يعنې مقطوع مراد دي.

(۱) تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۶۷۶۳) (ضعيف)

[۲۷۱۵] (حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرُ حَرَقُوا مَتَاعَ الْغَالِ وَضَرْبُوهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى، عَنْ الْوَلِيدِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ وَمَنْعُوهُ سَمْعَهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا بِهِ الْوَلِيدُ بْنُ عَتَبَةَ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَوْلَهُ: وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيَّ مِنْهُ سَمْعَهُ.

عمرو بن شعيب د خپل پلار نه هغه دده دنيکه نه روايت کوي چه نبی ﷺ او ابوبکر او عمر رضي الله عنهما په غنيمت کښې دخيانت کونکي سامان سوزولي وو او وهلي ئې هم وو. ابوداود وائي چه علي بن بحر دا روايت دڅه اضافي سره دوليد نه نقل کړې دې اودا اضافه مادهغه نه نه وه اوريدلي او هغه داوه چه حصه ئې هم نه وه ورکړې او ابوداود په بل سند سره دا روايت نقل کړې دې د عمرو بن شعيب نه او په هغې کښې دا جمله نشته چه حصه ئې نه وه ورکړې.

بَابُ النَّبِيِّ عَنِ السَّيْرِ، عَلَى مَنْ غُلِّ

د غنيمت په مال کښې په خيانت کونکي باندې د پردې نه اچولوييان

[۲۷۱۶] (حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، حَدَّثَنِي خَبِيبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَتَمَ غَالًا فَإِنَّهُ مِثْلُهُ".

د سمره بن جندب رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه نبی ﷺ فرماييلي دي چه څوك په غنيمت کښې خيانت اوکړي اوبل کس ورباندې پرده واچوي يعنې امير ته ئې ښکاره نه کړي چه فلاني خيانت کړې دې تودې به هم دخيانت کونکي په شان وي يعنې دواړه په گناه کښې برابر دي.

«عن سمره بن جندب قال : اما بعد » دا د «اما بعد» والا پنځم حديث دې چه د هغې تعارف مونږ سره د درمنصود په مقدمه کښې او د هغې نه علاوه هم په څو ځايونو کښې راغلې دې، دا ټول شپږ حديثونه دي چه په هغې کښې يو باقی پاتې شو کوم چه د کتاب الجهاد اخري حديث دې. په بذل المجهود کښې دي چه دا سند ضعيف دې، قابل استدلال نه دې «وبكل حال هذا اسناد مظلم لا ينهض بحكم» اه په دې حديث کښې دا دي چه کوم سړي د غلول کونکي غلول لره پټ کړي، يعنې د هغه پرده اوساتي نو هغه هم دغه شان غال دې، د دې حديث تقاضه دا ده چه که د يو سړي غلول معلوم شي نو امير ته تلو سره د هغې اطلاع ضروري ده، اوس به يا خودا ونيلې شي چه مسئله د غلول «من ستر مسلما ستره الله» د عموم نه مستثنی ده اويا به دا ونيلې شي چه حديث الباب ضعيف دې.

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۷۰۶، ۱۹۱۶۹) (ضعيف)

۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۶۲۰) (ضعيف)

بَابُ فِي السَّلْبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ

څوک چه څوک قتل کړی دهغه مال به قاتل ته ورکولې شی

د احکام سلب ابتداء

د دې ځانې نه خو بابونه د احکام سلب متعلق شروع کړې، سلب وئيلې شی د کافر مقتول سره چه کوم سامان وی د هغه جامې، وسله، سورلۍ وغيره، د سلب متعلق ډير زيات مسائل اختلافی دی، حضرت شيخ په اوجز المسالك کښې هغه ټول د کتب فقهيه او شروح حديث نه راجمع کړې دی کوم چه اتلس مسائل دی، د هغه مسائلو نه يوه ډيره مشهوره اختلافی مسئله دا ده چه د مقتول سلب کوم چه قاتل ته ورکولې شی دا من حيث الاستحقاق دي يا من حيث التنفيل؟ او د شافعي او احمد په نزد من حيث الاستحقاق دي، يعنی د امام په رائي او د هغه په ورکړه باندې موقوف نه دی، هغه د هغه خپل حق دي او کوم چه په حديث کښې راځي چه «من قتل قتيلاً فله سلبه»، د دې دواړو امامانو په نزد دا څه وقتی فيصله او انعام نه دي بلکه د قاعده کلیه په طور دي، او د امام ابوحنيفه او مالک په نزد سلب د تنفيل د قبيلې نه دي، يعنی د امام د طرف نه يو غازی ته د هغه د کارنامې په طور په طور د زياتې حصې او انعام ورکولې شی، چه هر کله دا خبره ده نو بيا د سلب د قاتل دپاره کيدل د امام په رائي او د هغه په فيصله باندې موقوف دي، که د هغه د طرف نه دا اعلان شوي دي چه «من قتل قتيلاً فله سلبه» يا بغير د اعلان نه چه هغه ئې چاته ورکول غواړي نو بيا به د هغه دپاره وی گيڼي نه.

بله اختلافی مسئله دا ده چه سلب د کوم قاتل دپاره وی، د امام مالک په نزد د هغه قاتل دپاره کوم چه ذو سهم وی يعنی د چا چه باقاعده په غنيمت کښې حصه وی، فلا سلب للصبي والمرأة عنده بخلاف الجمهور، د هغوی په نزد دا قيد نشته. يوه مشهوره اختلافی مسئله د سلب متعلق دا ده کومه چه به وړاندې په مستقبل باب کښې راشي چه څنگه د مال غنيمت تخميس وی چه د هغې نه خمس ويستلې شی د بيت المال وغيره دپاره نو ايا داسې سلب تخميس به هم وی يا نه، وغيره وغيره مسائل.

[۲۷۱۷] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَامِ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ: فَرَأَيْتُمْ رَجُلًا مِنَ الْبُشَيْرِ كَيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: فَاسْتَدْرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَمَنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَجِئْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا بَالَ النَّاسِ، قَالَ: أَمَرَ اللَّهُ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ يَتَنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ، قَالَ: فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ

۱: صحيح البخاري/البیوع ۳۷ (۲۱۰۰)، فرض الخمس ۱۸ (۳۱۴۲)، المغازي ۵۴ (۴۳۲۱)، الأحكام ۲۱ (۷۱۷۰)، صحيح مسلم/الجهاد ۱۳ (۱۵۷۱)، سنن الترمذي/السير ۱۳ (۱۵۶۲)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۲۹ (۲۸۳۷)، (تحفة الأشراف: ۱۲۱۳۲)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجهاد ۱۰ (۱۸)، مسند احمد (۲۹۵/۵، ۲۹۶، ۳۰۶)، سنن الدارمي/السير ۴۴ (۲۵۲۸) (صحيح)

لې؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّانِيَّةُ: مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ، قَالَ: فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّالِثَةُ: فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟ قَالَ: فَأَقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلَبُ ذَلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَأَرْضِيهِ مِنْهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: لَا هَا اللَّهُ إِذَا بَعِدَ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنْ اللَّهِ، وَعَنْ رَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلْبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَأَبْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا لِي بَنِي سَلَمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتَلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

د ابوقتاده رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه مونږ د نبی صلی الله علیه و آله سره د عزوه حنین په کال باندې جهاد ته لاړو هرکله چه مونږه د دشمن سره مخامخ شو نو په مسلمانانو کښې انتشار پیدا شو دې وائی ما په مشرکانو کښې یوکس اولیدو چه په یو مسلمان باندې زورور شوې دې نوزه ورغلم دوروسته طرف نه او په خټ مې ورله توره کیخوده نوده ماته رامنډه کړل اوماله ئې داسې زور راکړو چه دمرگ خوند ئې را اوخودو بیا پخپله مړشو اوزه ئې پریخودم بیا زما د عمرها سره ملاقات اوشو اوما اووئیل نن صبا په خلقو باندې څه شوي دي هغه په جواب کښې اووئیل حکم خوهم داسې شوي وو خو مسلمانان واپس راغلل او کیناستل رسول الله صلی الله علیه و آله اوفرمائیل څوک چه څوک قتل کړي نودهغه سامان به هغه ته ملاویږي څوکله چه په دې باندې دوه گواهان وي، ابوقتاده وائی ما چه کله دا واوریدل نو کیناستم بیا نبی صلی الله علیه و آله اوفرمائیل څوک چه څوک مړ کړي نودهغه سامان به هم ده ته ملاویږي په دې شرط چه گواه ورسره وي نوزه پاخیدم او اودریدم اوزمادا خیال وو چه گواه به چرته وي بیا کیناستم او په دریم ځل نبی صلی الله علیه و آله داسې اوفرمائیل په تاخه شوي دي اي ابوقتاده نوماورته ټوله قصه واوروله په دې وخت کښې یوکس اووئیل چه ریشتیائي اووئیل اي دالله رسوله، اوددغه کافر سامان زما سره دې دغه ماته راکړئ نوده ته ابوبکر رضي الله عنه اووئیل په الله قسم داسې به هیڅ کله اونه شي چه جنگ دې دالله یواز مړې کوی دالله در رسول دطرف نه او غنیمت دې ته واخلي نبی صلی الله علیه و آله اوفرمائیل ابوبکر رینستیا وائی اوسا ما ن ابوقتاده ته ورکړئ ابوقتاده وائی چه ماته ئې راکړل زغره مې خرڅه کړه او یوباغ مې واغستو د بنی سلمه په مال کښې اودا اولنې مال وو کوم چه ما په اسلام کښې حاصل کړو.

شرح حدیث

سیدنا ابوقتاده رضي الله عنه فرمائی چه مونږ د رسول الله صلی الله علیه و آله سره په حنین کښې وو، چه کله زمونږه د مشرکانو سره مقابله اوشوه نو د لښکر په بعض خلقو کښې غوښل جوړ شو، ابوقتاده فرمائی چه ما یو مشرک اولیدو چه یو مسلمان ئې راگیر کړې وو او په هغه باندې مسلط وو، هغه فرمائی چه کله ما دا منظر اولیدو نوزه په چل ول د هغه د شا طرف نه هغه له راغلم او هغه مې ست ته نزدې په توره اووهلو، هغه دغه سرې پریخودلو او په ما ئې حمله اوکړه او زه هغه داسې په شدت سره لاندې کړم چه د هغه نه ماته د خپل مرگ بوئی راغلو (خو اوشوه د دې برعکس) بیا هغه مړ شو او زه ئې پریخودلم، او هم په دې وخت کښې، زه سیدنا عمر رضي الله عنه ته راغلم او ما د هغه نه تپوس اوکړو (ما بال الناس) چه په خلقو څه اوشو

ولې منډې وهی؟ نو هغه جواب راکړو چه **«امر الله»** د دې دوه مطلبونه کیدې شی یو دا چه داسې د الله پاک په تقدیر او د هغه په حکم سره اوشو چه د هغې ظاهري سبب او مقصد اعجاب دې. کما هو مذكور فی القرآن او یا د امر الله مطلب دا دې چه ویریرئ مه د الله پاک د فیصلې او د هغه د مدد انتظار کوی، **«ثم ان الناس رجعوا وجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم دلته په روایت کښې اختصار دې د دې روایت باقی حصه حضرت په بذل کښې د مسلم د روایت نه نقل کړې ده هغه دې او کتلې شی، په روایت کښې دی چه کله خلق د رسول الله ﷺ د خوا نه منتشر شو نو سیدنا عباس رضی الله عنه ته ئې اوفرمائیل کوم چه جهوری الصوت وو (کان رجلا صیتا) (نادیا معشر الانصار، یا اصحاب السمره) چه دا اواز اولگوه ای د انصارو جماعت! ای اصحاب شجره! حضرت عباس رضی الله عنه چه دا اواز اولگولو نو صحابه کرام پوهه شو چه دا اواز د رسول الله ﷺ د طرف نه دې، پس عباس رضی الله عنه فرمائی چه زما په اواز باندي خلق داسې مائل شو او په منډه منډه راغلل لکه غوا چه د خپل ورک شوی بچی په اواز اوریدو باندي د هغه طرف ته منډه وهی، هغوی په دې وینا سره منډې وهلې چه **«یا لیک یا لیک»** او ټول رسول الله ﷺ ته نزدې راغلل، تردې چه کله د سلو کسانو برابر د هغه په خوا کښې مجاهدین راجمع شو نو اوس هغه د کفارو طرف ته متوجه شو د جنگ کولو دپاره او سخت جنگ شروع شو، هغه په دې وخت کښې جنگ کتلو سره اوفرمائیل: **«الان حمی الوطیس»** چه اوس جنگ گرم شو (یعنی د یخیدو او تیختې نه پس) بیا رسول الله ﷺ د زمکې نه د شړو یو موټې واخستلو او د هغه مشرکانو طرف ته ئې گزار کړو او وې فرمائیل **«شاهت الوجوه»** (دا مخونه دې اوسوخی، راوی وائی چه هغه یو موټې شگې د مشرکانو په سترگو کښې پریوتلې او هغوی شا راواړوله او په منډه شو، او مسلمانانو ته فتح حاصله شوه. دا ده هغه حصه د هغه روایت کومه چه دلته په ابوداود کښې مختصر کړې شوې ده.**

شرح حدیث

«وجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم» یعنی د جنگ نه چه کله فارغ شو او په سکون سره کیناستلو نو هغه دا اعلان اوکړو چه **«من قتل قتیلا له علیه ینة فله سلبه»** چه چا یو کافر قتل کړې وی او د هغه سره په دې باندي گواه وی نو د هغه مقتول سلب به د قاتل دپاره وی (ابو قتاده هم چونکه یو کافر قتل کړې وو چه د هغې ذکر د روایت په شروع کښې وو خو چونکه رسول الله ﷺ د بینه قید هم لگولې وو په دې وجه هغه فرمائی چه زه اودریدم او اودریدو سره د خلقو طرف ته متوجه کیدو سره مې اووې چه: من یشهد لی؟ چه زما په معامله کښې څوک گواهی ورکونکې شته؟ چه کله چا هیڅ او نه ونیل نو زه کیناستلم، د رسول الله ﷺ د طرف نه بیا هغه اعلان اوشو، په دې باندي زه هم دوباره اودریدم او ما بیا اووې چه زما څوک گواه شته، درې کرته هم دغه شان اوشوه خو زما د گواهی دپاره څوک هم نه پاسیدو، رسول الله ﷺ ماته اوفرمائیل چه ابو قتاده څه خبره ده (ځکه چه بار بار پاسیرې هغه فرمائی چه ورته د هغه کافر د قتل ټوله قصه بیان کړه، اوس یو سړې اودریدو

او هغه اووې يا رسول الله ﷺ دې رشتيا وائی او د هغه کافر قتيل سلب ما سره دې (فارضه منه) پس ابو قتاده له د دې څه عوض ورکړئ او دې راضی کړئ، يعنی هغه سلب ما سره پرېږدئ، هغه وخت په مجلس کښې ابوبکر صدیق رضي الله عنه هم موجود وو هغه ته د دې سړی په خبره اوریدلو باندې ډیره غصه راغله او وې فرمائیل: «لاها الله اذا يعمد الى اسد من اسد الله يقاتل عن الله وعن رسوله فيعطيك سلبه» يعنی قسم په الله داسې به نه کیږي، ایا ته غواړې چه رسول الله ﷺ قصد اوکړی د الله پاک زموږ کښې یو زمری ته، کوم چه د الله پاک او د هغه د رسول دپاره قتال کوی (اشاره ده د ابو قتاده طرف ته) او تاته د هغه سلب درکړی؟ (داسې به هرگز اونشی) رسول الله ﷺ د صدیق اکبر تائید اوکړو چه د هغه خبره بالکل صحیح ده، پس رسول الله ﷺ هغه سړی ته چا سره چه د هغه کافر سلب وو حکم ورکړو چه ابو قتاده ته دا سلب ورکړه، ابو قتاده فرمائی (هغه سلب په دومره کثیر مقدار کښې وو چه) ما په هغې کښې یوه زغره خرخولو سره د هغې په عوض کښې د بنو سلمه یو باغ واخستلو (فانه لاول مال تائلته فی الاسلام) چه دا اولنې مال دې نکوم چه په اسلام کښې د داخلیدو نه روستو ماته حاصل شوې دې.

«تائل» د «اثل» نه دې «واثل کل شی اصله» «لاها الله» په دې کښې «الله» مجرور دې «ای لا والله» لفظ «ها» د واو قسم بدل دې، د دې حدیث په شرح کښې حضرت هم په بذل کښې ډیر مسائل د سلب متعلق د کتب فقه نه نقل فرمائیلې دی. والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه.

[۲۷۱۸] حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْدِ يَعْنِي يَوْمَ حُنَيْنٍ: "مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلْبُهُ فَقَتَلَ أَبُو طَلْحَةَ يَوْمَ بَيْدِ عَشْرِينَ رَجُلًا وَأَخَذَ أَسْلَاحَهُمْ، وَلَقِيَ أَبُو طَلْحَةَ أَمْرَ سَلِيمٍ وَمَعَهَا خَنْجَرٌ فَقَالَ: يَا أَمْرَ سَلِيمٍ مَا هَذَا مَعَكَ؟ قَالَتْ: أَرَدْتُ وَاللَّهِ إِنْ دَنَا مِنِّي بَعْضُهُمْ أَبْعُدُ بِهِ بَطْنَهُ"، فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَدْنَا بِهَذَا الْخَنْجَرِ وَكَانَ سِلَاحَ الْعَجَمِ يَوْمَ بَيْدِ الْخَنْجَرِ.

دانس بن مالک رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلې دی نن ورځ که چا یو کافر مړ کړو نو د هغه سامان به ده ته ورکولې شی نو ابو طلحه رضي الله عنه شل کسان مړه کړل او دهغوی مالونه ئې واخستل بیا ابو طلحه دام سلیم رضي الله عنه (دده بی بی) سره ملاو شو او دهغې سره یوه توره وه ده اووئیل ای ام سلیم داڅه دي تاسره ام سلیم اووئیل په الله مې دي قسم وي ما اراده کړې وه که چرې کوم کا فرماته نزدې راشي نوپه دې توره به دهغه خیته شلومه ابو طلحه داخبره نبی صلی الله علیه و آله ته بیان کړه ابوداود وائی دا حدیث حسن دې ابوداود وائی ددې نه زمونږ مراد خنجر دې اوپه دغه زمانه کښې د عجمیانو اسلحه خنجر وو.

(فقتل ابو طلحة يومئذ عشرين رجلا واخذ اسلحتهم) يعنی سيدنا ابو طلحه رضي الله عنه د غزوه

۱: تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۷۰)، وقد أخرجه: صحيح مسلم / الجهاد ۴۷ (۱۸۰۹)، مسند احمد (۲۷۹/۳، ۱۹۰)،
سنن الدارمي / السير ۴۴ (۲۵۲۷) (صحيح)

حنين په ورځ باندې شل کافر مړه کړې وو او د هغوی ټولو اسلاب ټي اخستلې وو.

(قال ابوداود هذا حديث حسن) د حسن نه يا خو اصطلاحی معنی مراد ده لکه چه امام ترمذی رحمته الله به فرمائیل خو د مصنف خو دا عادت نه دي، زما په ذهن کښې دا خبره راځي چه د مصنف لغوی معنی مراد ده چه دا حديث ډیر ښه دي، یعنی د امام ابوداود ډیر خوښ شو، د ابو طلحه شل کافر قتل کول او د هغوی سامان اخستل، او د هغې دپاسه د ام سليم دا عجيبه شان واقعہ يو نوې شان خبره، والله تعالى اعلم.

د مصنف د کلام مطلب

(قال ابوداود اردنا بهذا الخبر) د دې جملې دوه مطلبونه کيدې شي يو دا چه په دې حديث کښې خنجر نه د دې معروف معنی مراد وي، بل څه څيز نه دي خنجر، بل مطلب دا کيدې شي چه زمونږ مراد په دې حديث ذکر کولو سره د استعمال خنجر جواز دي، او وړاندې دا دي چه په هغه زمانه کښې خنجر د عجميانو وسله وه هم هغوی به دا زيات تر استعمالولو، یعنی په عربو کښې د دې د استعمال رواج نه وو، گویا د دې دپاره د دې د بيان جواز ضرورت راپېښ شو. اخرج مسلم قصة ام سليم في الخبر بنحوه، قاله المنذري.

بَابُ فِي الْإِمَامِ مِمَّنْ الْقَاتِلِ السَّلْبِ إِنْ رَأَى وَالْفَرَسَ وَالسِّلَاحَ مِنَ السَّلْبِ

که چرې امير او غواري نو د مقتول سامان دي قاتل ته ورکړي او اس او اسلحه هم په سامان کښې داخل دي په ترجمه الباب کښې دوه اجزاء دي، اول دا چه که د امام رائي قاتل ته د سلب نه ورکولو وي نو هغه داسې کولې شي، دا خبره د احنافو او مالکيانو د مسلک مطابق خو ده، خو د شوافع او حنابلہ خلاف دي کما يظهر ذلك من المذاهب المذكورة قبل، او د ترجمې دويم جزء دا دي چه فرس او سلاح د دې دواړو شمار په سلب کښې دي، دا هم يوه اختلافی مسئله ده چه د سلب مصداق د مقتول کوم کوم سامان دي، د سلاح د سلب نه کيدل خو اجماعی دي، او فرس او دابه هم د ائمه ثلاثه په نزد په سلب کښې داخل دي، البته د امام احمد رحمته الله نه په دې کښې دوه روايتونه دي.

[۲۷۱۹] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ غَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي غَزْوَةِ مَوْتَةَ فَرَأَيْتُنِي مَدَدِي مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ سَيْفِهِ، فَتَحَرَّرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ جُزُورًا فَسَأَلَهُ الْمَدَدِي طَائِفَةً مِنْ جُلْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَّخَذَهُ كَهَيْئَةِ الدَّرَقِ، وَمَضَيْنَا فَلَقِينَا جُمُوعَ الرُّومِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ لَهُ أَشْقَرٌ عَلَيْهِ سَرَجٌ مُدْهَبٌ، وَسِلَاحٌ مُدْهَبٌ فَجَعَلَ الرُّومِيُّ يُغْرِي بِالْمُسْلِمِينَ، فَقَعَدَ لَهُ الْمَدَدِي خَلْفَ صَخْرَةٍ قَرِيبَ الرُّومِيِّ فَعَرَقَ فَرَسَهُ فَوَقَّعَتْهُ وَحَازَ فَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُسْلِمِينَ بَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَخَذَ مِنَ السَّلْبِ، قَالَ عَوْفٌ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا خَالِدُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنِّي اسْتَكْرَثْتُهُ قُلْتُ: لَتَرُدَّهُ عَلَيْهِ، أَوْ لَأَعْرِفَنَّكَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُ عَلَيْهِ، قَالَ عَوْفٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمَدَدِيِّ، وَمَا فَعَلَ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا خَالِدُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟" قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَكْرَثْتُهُ،

(۱) صحيح مسلم/الجهاد ۱۳ (۱۷۵۳)، (تحفة الأشراف: ۱۰۹۰۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷، ۲۶۶) (صحيح)

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا خَالِدُ رَدِّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ، قَالَ عَوْفٌ: فَقُلْتُ لَهُ دُونَكَ يَا خَالِدُ أَلَمْ أَفِ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: فَقَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا خَالِدُ لَا تَرُدَّ عَلَيْهِ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي أَمْرًا بِي لَكُمْ صَفْوَةٌ أَمْرُهُمْ وَعَلَيْهِمْ كَذْرَاءٌ؟

دعوف بن مالک اشجعي رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه په غزوه موته (په شام کښې د یوځانې نوم دي) کښې زه دزید بن حارثه سره لارم او په یمنیانو کښې مددی زما ملګري شو دهغه سره د یوې توري نه علاوه نور هیڅ نه وو په مسلمانانو کښې یو کس یو اوښ ذبح کړو نومددي دهغې لږه څرمن او غوښتله هغوی ورکړه نومددي دهغې نه ډال جوړ کړو بیا مونږه روان شو تردې چه درو میانو دفوج سره مخامخ شو په دغه فوج کښې یو کس په سور اس باندې سور وو چه دسرو زرو زین ورباندې پروت وو او اسلحه ورسره هم سنهري وه په مسلمانانو به ئې سختې سختې حملې کولې نو مددی دده په فکر کښې د یوې ګټې لاندې کیناستو نو کله چه دغه کس په اس سور تیریدو نو مددی دده داس خپي اووهلي او هغه راوغورځیدو نومددي ورباندې کیناستو او قتل ئې کړو اس او اسلحه ئې واخستل هرکله چه الله تعالی مسلمانانو ته فتح ورکړه نو خالد بن ولید ورپسې څوک اولیږل او یوڅه سامان ئې ترې واخستو عوف وائی زه خالد بن لید ته ورغلم او وې وئیل ای خالده ایا تاته معلومه نه ده چه دمقتول نه اخستلې شوې سامان دقاتل دي هغه او وئیل ولي راته معلومه نه ده لیکن داسامان ډیر وو ما او وئیل ته دا سامان ده ته ورکړه او که نه نوزه به درته دښې عليه السلام په مخامخ او وایم لیکن خالد به دسامان ورکولونه انکار او کړو عوف وائی بیامونږ ټول دښې عليه السلام په وړاندې جمع شو او ماد مددي واقعه بیان کړه او خالد چه ورسره څه کړي وو هغه ئې هم بیان کړل نبي عليه السلام او فرمائیل ای خالده تا داسې کار ولي کړي دي خالد او وئیل ای دالله رسوله داسامان ماته زیات ښکاره شو نبي عليه السلام او فرمائیل ای خالد تاجه ترې کوم اغستلي دي هغه ورکړه، عوف او وئیل ای خالده ماچه درسره دڅه وعده کړې وه هغه اوس پوره شوه نبي عليه السلام معلومول او غوښتل چه څه معامله وه؟ نو ما پوره واقعه بیان کړه نبي عليه السلام په غصه شو او وئې فرمائیل ای خالده هرگز ئې مه ورکوه ته دا غواړی چه زما میران او سرداران په داسې حال پریږدي چه دهغوی دښه کار ونونه فائده ته واخلي او بدنامي دهغوی شي.

شرح حدیث

سیدنا عوف بن مالک رضي الله عنه کوم چه په غزوه موته کښې شریک وو هغه د دي غزوې خپله یوه واقعه بیانوی فرمائی چه کله زه په غزوه موته کښې تلم نو په لاره کښې ورسره یو یمنی سړی د مدد په طور ملګري شو، د کوم سړی چه په جهاد کښې باقاعده نوم نه وی او هغه خپله د لښکر د مدد دپاره روان وی غالباً هم دي سړی ته مددی وئیلې شی، عوف رضي الله عنه فرمائی چه هغه یمنی سره سوا د توري نه نور هیڅ نه وو، تردې چه د هغه سره ډال هم نه وو، چه د هغې ډیر لوښې ضرورت وی په جنگ کښ، نو الله پاک د هغه دپاره د ډال انتظام په داسې طریقه او کړو چه په لاره کښې یو لښکری خپل اوښ ذبح کړو (د توبنې دپاره) نو هغه مددی د هغې نه د څرمنې یوه ټکره واخستله، او بیا ئې د هغې نه ډال جوړ کړو،

(دهال د څرمنې وی، او د دشمن د حملې نه د بچ کولو دپاره وی) عوف رضی الله عنه فرمائی چې کله مونږ د جنگ مقام ته اورسیدو نو د رومیانو د ډیر لوڼې لښکر سره مو مقابلې اوشوه، په دې رومیانو کښې یو رومی په خپل سور اس باندې سور وو چې په هغې باندې داسې کټه خوره وه چې سره زر پکښې گډ شوي وو، یعنی د سرو زرو کار پرې شوې وو، او د هغه وسله توره وغیره هم په سرو زرو رنگ او قیمتی وو هغه فرمائی چې دې رومی سړی په مسلمانانو کښې ډیر په تیزی سره ویني تویولي (هغه مددی دا اراده اوکړه چې زه به ان شاء الله دا رومی وژنم) پس هغه مددی په یو کمر کښې پټ د هغه نه شاته کیناستلو، چې کله دا رومی د هغه مخې ته تیر شو نو دې مددی توره باندې گزار اوکړو چې هغې سره د هغه رومی د اس خپه غصه شوه، هغه رومی د خپل اس نه پریوتلو بل طرف ته پرې دا مددی دپاسه شو او هغه ئې قتل کړو، او د هغه اس او وسله هغه واخستل چې کله مسلمانانو ته فتح ملاؤ شوه (او خالد بن ولید د لښکر امیر ته معلومه شوه چې دې مددی یمنی سره د رومی ډیر لوڼې او قیمتی سلب موجود دي) نو خالد هغه ته سړي اولیږلو او د هغه سلب بعض حصه ئې ترې واخستله (هغه یمنی هېڅ او نه وئیل خو عوف رضی الله عنه په دې باندې خفه شو نو عوف فرمائی چې) زه خالد بن الولید رضی الله عنه لارم، او هغه سره مې په دې سلسله کښې خبره اوکړه او دا چې سلب خو د قاتل دپاره وی، تاته معلومه نه ده د رسول الله صلی الله علیه و آله فیصله، حضرت خالد بن الولید رضی الله عنه اوفرمائیل چې او معلومه ده خو ما د دې سلب مقدار ډیر زیات اوگنړلو په دې وجه مې ترې څه واخستل، او ټول مې هغه ته ورکول مناسب او نه گنړل. (قلت: لتردنه علیه او لاعرفنکها عند رسول الله صلی الله علیه وسلم) عوف رضی الله عنه فرمائی چې ما هغه ته اووې چې یا خو به ته ضرور دا سلب هغه ته واپس کوي او یا به زه تا د دې په خوند پوهه کړم کله چې رسول الله صلی الله علیه و آله ته لار شو، سیدنا خالد رضی الله عنه د عوف رضی الله عنه د دې وینا پرواه اونکړه او د ورکولو نه ئې انکار اوکړو، عوف فرمائی: چې کله مونږ رسول الله صلی الله علیه و آله ته لارو نو ما هغه ته د مددی پوره قصه بیان کړه، یعنی د هغه کارنامه، او څه چې خالد رضی الله عنه د هغه سره اوکړل هغه مې هم ورته بیان کړل، رسول الله صلی الله علیه و آله تپوس اوکړو چې خالده تا داسې ولې اوکړل؟ هغه عرض اوکړو یا رسول الله صلی الله علیه و آله ما هغه سلب ډیر زیات اوگنړلو، رسول الله صلی الله علیه و آله اوفرمائیل ای خالده تا چې د هغه نه څه اخستلې دی هغه ورته واپس کړه، خالد رضی الله عنه د رسول الله صلی الله علیه و آله د حکم فوراً تعمیل اوکړو، ما په دې باندې خالد ته اووې (دونک یا خالد الم اف لک) چې ای خالد واخله! یعنی هغه خیز د کوم چې ما تا سره وعده کړې وه، او وړاندې ئې دا هم اووې چې اوگوره ما چې تا سره څه وئيلي وو هغه مې پوره نه کړل؟ سیدنا خالد رضی الله عنه خو هېڅ او نه وئیل خو رسول الله صلی الله علیه و آله د عوف رضی الله عنه نه تپوس اوکړو چې دا ته څه خبره کوي، عوف فرمائی چې ما ډیر په خوشحالی باندې رسول الله صلی الله علیه و آله ته ټوله خبره اوکړه (خیال ئې دا وو چې ما خو ډیرښه کار کړې دي، یو حقدار ته مې دهغه دحق رسولو کوشش کړې دي او دا سوچ ئې نه کولو چې د امیر اطاعت او د هغه احترام هم ډیر ضروری دي) په دې باندې رسول الله صلی الله علیه و آله ډیر ناراضه شو په عوف رضی الله عنه باندې (یعنی په ما باندې ځکه چې راوی هم هغه دي) او اوس

رسول الله ﷺ دا او فرمائیل چه ای خالده اوس ئې ورته مه واپس کوه، گویا هغه خپله فیصله واپس کړه او عوف ته ئې خطاب کولو سره او فرمائیل: ﴿هل انتم تارکون لی امرالی لکم صفوة امرهم وعلیهم کدره﴾ تاسو به زما امیران نه پریردئ؟ یعنی هغوی پریخودل پکار دی او په هغوی تنقید نه دې پکار، د هغوی صفا صفا خبره او د انصاف والا معامله ستاسو په حق کښې مفید ده، او د هغوی د مشتبه معاملې وبال به په هغوی باندې وی (تاسو د هغوی اصلاح ولې کوئ).

او گورئ! سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی الله عنه دا خپله واقعه چه په هغه باندې رسول الله ﷺ ناراضه هم شو او هغه ئې رتلې هم دې خو هغه دا واقعه ډیر په رغبت سره بیانوی، دا د دې صحابی کمال دیانت فی النقل دې چه کومه واقعه د رسول الله ﷺ په وړاندې راپېښه شوه که هغه ئې د ځان خلاف وه نو هم هغه ئې ضرور خلقو ته بیان کړه، او عوف څه چه د ټولو صحابه کرامو دا حال وو، د حدیث په کتابونو کښې د دې نور هم ډیر مثالونه دی، د دې حدیث دې د ترجمه الباب سره مطابقت او کتلې شی، ظاهره ده چه د دې حدیث نه یوه مسئله معلومه شوه چه د سلب تخمیس به نه شی کولې ځکه چه رسول الله ﷺ د پوره سلب فیصله د قاتل دپاره فرمائیلې وه بغیر د تخمیس نه، پس دا مسئله مصنف په وړاندې باب کښې بیانوی او هم د دې حدیث نه ئې استدلال کړې دې، والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذرى.

[۲۷۲۰] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: سَأَلْتُ ثَوْرًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِي عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ نَحْوَهُ.

ولید وائی د ثورنه مې ددې متعلق تیوس او کړو نو هغه راته دخالد بن معدان نه هغه دجبیر بن نفیرنه هغه دخپل پلارنه او هغه دعوف بن مالک اشجعی نه دتیرروایت په شان بیان کړو.

باب فی السلب لا یخمس

د مقتول سامان به قاتل ته ورکولې شی او خمس به پکښې نه وی

[۲۷۲۱] (۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ يُخْمَسِ السَّلْبُ.

دعوف بن مالک اشجعی او خالد بن ولید رضی الله عنه نه روایت دې چه نبی ﷺ فیصله کړې وه دمقتول دمال دقاتل دپاره او په دې کښې خمس نه وو.

په دې مسئله کښې مذاهب ائمه

د تخمیس سلب مسئله هم اختلافی ده، مصنف خو په ترجمه الباب کښې د تخمیس نفی کړې ده، د امام شافعی او امام احمد رضی الله عنه هم دا مسلک دې، او د احنافو په نزد هم دغه شان ده چه د دې تخمیس به نه شی کولې، الا ان قید الامام... یعنی دا که امام د اعلان په وخت

۱: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۰۹۰۲) (صحیح)

۲: تهرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۵۰۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/ ۲۶۸، ۹۰/ ۴) (صحیح)

قید اولگوي د تخمیس، مثلاً داسې اعلان او کړی (من قتل قتیلًا فله سلبه بعد التخمیس) نو بیا به په دې صورت کښې زموږ په نزد د دې تخمیس وی، حافظ د امام مالک رحمہ اللہ نه د تخمیس سلب په مسئله کښې تخییر نقل کړې دې، یعنی دا چه امام ته اختیار دې د تخمیس او عدم تخمیس، د دې باب د لاندې مصنف پورته والا حدیث ذکر کړې دې.

باب مَنْ أَجَازَ عَلَى جَرِيحٍ مُّخْنٍ يُنْقَلُ مِنْ سَلْبِهِ

قريب الموت کافر زخمی که څوک مړ کړی نو ده ته به دهغه د سامان نه د انعام په طور ورکولې شي

د ترجمه الباب شرح

د دې ترجمه الباب شرح او څه چه مصنف فرمائی هغه دا ده چه که دا صورت راپېښ شي چه د يو کافر اولا يو مجاهد صرف زخمی کړی، او بل غازي راشي هغه قتل کړی نو په دې صورت کښې به سلب د چا دپاره وی، ایا د من اجاز دپاره یا د اولنی سړی دپاره؟ په دې کښې مذاهب د ائمه کرامو ان شاء الله داسې دی چه د امام شافعی او احمد په نزد به سلب د اول دپاره وی، او د احنافو په نزد د دې مدار د جرح په نوعیت باندې دې که اول حمله کونکی هغه کافر بالکل معذور او د کار نه ویستلو نو سلب به د اول دپاره وی گڼي د اخري دپاره، وعند مالک علی رای الامام. (من حاشية الشيخ على البذل).

[۲۷۲۲] (حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: نَقَلْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَذْرُسُفُ أَبِي جَهْلٍ كَانَ قَتْلَهُ.

عبدالله بن مسعود نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماته دبدر په غزا کښې د ابو جهل تور په انعام کښې راکړه کوم چه ده وژلې وو.

د حدیث شرح من حیث الفقه ومذاهب الاثمة

سیدنا عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمائی چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ماته د ابو جهل توره، په جنگ بدر کښې په طور د انعام او حصه زانده راکړو، راوی وائی ځکه چه عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ هغه قتل کړې وو، د سیدنا عبدالله رضی اللہ عنہ ابو جهل لره د قتل کولو ذکر څو بابونه وړاندې تیر شوي دي، چه په هغې کښې دا وو چه اول ما په هغه باندې توره او چلوله خو هغه تورې کار اونکړو نو بیا ما د ابو جهل په توره باندې هغه قتل کړو.

دا حدیث په ظاهره د امام شافعی او احمد خلاف دې لکه چه د مذاهب مذکوره په کتلو سره معلومېږي نو د دې جواب د شوافعو د طرف نه امام بیهقي رحمہ اللہ دا کړې دې چه دا واقعه د بدر ده او د غنائم بدر مسئله جدا ده، د غنائم بدر کامل او مکمل اختیار د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سره وو د نص قرانی د وجې نه (یسالونک عن الانفال قل الانفال لله والرسول) دا آیت کریمه د غنائم بدر په باره کښې نازل شوې دې لکه چه په ابوداود کښې به وړاندې د دې تصریح راشي. باب فی النفل کښ.

د دې نه پس خان پوهه کړی چه دا حدیث د احنافو په يو حیثیت سره خلاف دې او يو

۱: تفرد به ابوداود، (تحفة الأشراف: ۹۶۲۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱/۴۴۱) (ضعيف)

حيثيت سره د هغوی موافق دي، د ترجمه الباب والا مسئلې په لحاظ سره نو دا زمونږ خلاف دي، د دې جواب خو به دا شی کوم چه اوس امام بیهقي رحمہ اللہ ورکړو، او بله مسئله په دې کښې دا ده چه کومه مونږ بيانوو چه په دې کښې دا زمونږ موافق دي چه د احنافو او مالکيانو مسلک د سلب په باره کښې دا تير شوي دي چه د مقتول د سلب د قاتل دپاره کيدل په طريقه د استحقاق نه دی بلکه په طريقه د تنفيل دی، يعنی د امام په فيصله باندې موقوف دی، نو دا حديث په دې مسئله کښې زمونږ موافق په دې حيثيت سره دي چه اوگوري د صحيح بخاری (۱) په روايت کښې دی چه سيدنا معاذ بن عفراء او سيدنا معاذ بن عمرو بن الجموح د دې دواړو تورو ته کتلو سره او فرمائيل چه «کلاکما قتله» چه بيشکه تاسو دواړو هغه قتل کړې دي خو د هغې باوجود ئې د سلب فيصله د معاذ بن عمرو بن الجموح رحمہم اللہ دپاره اوکړه، که د سلب بنياد د امام په ورکړه باندې نه وي نو بيا هغه سلب دواړو ته ملاويدل پکار وو. والله تعالى اعلم

بَابُ فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ

د غنيمت د تقسيم نه پس چه څوک راشی نودهغه دپاره حصه نشته

د دې ځانې نه د غنيمت د حصو او د هغې د مستحقينو ابواب شروع کيږي، مصنف دا فرمائی چه کوم سړي د غنيمت د تقسيم نه روستو ميدان جهاد ته راشی نو د هغه دپاره په غنيمت کښې حصه نشته.

په دې مسئله کښې مذاهب ائمه

په دې مسئله کښې مذاهب ائمه داسې دی چه جمهور علماء کرام ومنهم الائمة الثلاث په نزد د غنيمت د حصې مدار په قتال او انقضاء قتال باندې دي لهذا کوم سړي چه د قتال دوران هلته اورسيږي نو د هغه دپاره به په غنيمت کښې حصه وي، او څوک چه د انقضاء قتال نه پس راشی نو د هغه دپاره به نه وي، او د احنافو په نزد د دې مدار په احراز او قسمت باندې دي، يعنی مال غنيمت لره راټولولو سره دار الاسلام ته منتقل کول، نو کوم سړي چه د احراز نه مخکښې اورسيږي او هم دغه شان د تقسيم نه وړاندې، يعنی لا تر اوسه پورې مال غنيمت په دار الحرب کښې دي او تقسيم شوي هم نه دي نو بيا خو به د غنيمت مستحق وي اگر چه انقضاء قتال شوي وي او که پس د احراز نه ئې راوړسولو قبل الاحراز خو پس د غنيمت د تقسيم نه نو په دې دواړو صورتونو کښې به د غنيمت مستحق نه وي، د دې نه روستو حديث الباب واخلئ

[۲۷۲۳] (۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ إِلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِيلَ نَجِدُ قَدِيمَ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ وَأَصْحَابَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْبِرُونَ بَعْدَ أَنْ فَتَحَهَا وَإِنْ حُزِمَ خِيلُهَا لَيْفَ فَقَالَ أَبَانُ: أَقْسَمُ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ أَبُو

(۱) باب من لم يخمس الاسلاب من كتاب فرض الخمس

(۲) صحيح البخاري/الجهاد ۲۸ (۲۸۲۷)، والمغازي ۲۸ (۴۲۳۷)، (تحفة الأشراف: ۱۴۲۸) (صحيح)

هَرِيرَةً: فَقُلْتُ: لَا تَقْسِمُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبَانُ: أَلَيْتَ بِهَا يَا وَبَرٌ تَحْدُرُ عَلَيْنَا مِنْ رَأْسِ ضَالٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْلِسْ يَا أَبَانُ وَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

د سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه ابان بن سعید بن العاص لره نبی صلی اللہ علیہ وسلم په لښکر باندې امیر مقرر کړي وواو د مدینې نه ئې د نجد طرف ته لیږلي وونو ابان بن سعید او دده ملگري په خیبر کښې د نبی صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شول وروسته د فتح کولونه او ددوی د اسونو تانگونه د کهجورو د پوتگونه جوړ وو، ابان او وئیل ای د الله رسوله زمونږ دپاره په غنیمت کښې حصه راکړه ابوهریره وائی چه ما وئیل ای د الله رسوله چه حصه ورله ورنکړي ابان وئیل چه دو بر په شان خبرې کوې (وبر د پیشو په شان یو قسم ځناوردې) او د ضال نومي غرد سره اوس را کوز شوي ئي (دا د ابوهریره د کلي نوم وو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل ای ابان کینه اونبی صلی اللہ علیہ وسلم ابان او دهغه ملگرو ته حصه ونکړه.

مضمون حدیث

د حدیث مضمون دا دې چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابان بن سعید رضی اللہ عنہ په یوه سریه باندې امیر جوړ کړو او د مدینې منورې نه ئې نجد طرف ته اولیږلو (هم دې دوران کښې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او صحابه کرام د خیبر د فتح کولو دپاره هلته رسیدلي وو) ابان بن سعید او دهغه ملگری چه واپس شو نو نیغ خیبر ته راغلل په داسې حال کښې چه خیبر فتح شوې وو د هغې نه وروستو په روایت کښې دی: **(وان حزم خيلهم ليف)** حزم جمع د حزام یعنی کتې ده، او ليف د کهجورې د اونې پوستکې، یعنی د هغوی د اسونو کتې د کهجورو د پوستکې وې، ممکن ده چه د راوی غرض د هغوی فقر بیانول وی، او کیدې شی چه صرف د واقع بیانول وی، اوس صورت حال دا راپېښ شو چه ابان رضی اللہ عنہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته دا عرض او کړو چه یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د خیبر په غنیمت کښې زمونږ حصه هم مقرر کړئ، ابوهریره رضی اللہ عنہ کوم چه د حدیث راوی دې فرمائی چه زه هم هغه وخت دې مجلس کښې موجود اوم، نو ما رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته عرض او کړو چه یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د دې خلقو حصه مه مقرر کوئ (په دې باندې به ابان رضی اللہ عنہ ظاهره ده چه خفه شوې وی) پس ابان رضی اللہ عنہ او وې:

(الت يا وبر تحدر علينا من راس ضال) یعنی ابان رضی اللہ عنہ ابوهریره رضی اللہ عنہ ته په غصه او خفگان سره او وې چه ای مېرې ته دا خبره کوې؟ **(الت بها ای انت تقول بهذه الكلمة)** هغه ابوهریره رضی اللہ عنہ ته وېر د سپکاوی په طور وئیلې دی (وبر زمونږ د ژبې په اعتبار سره مونږ دې په دې وجه وړاندې ترجمه هم د هغې مطابق ده) کوم چه را کوز شوې دې زمونږ خواته د یو ځنگل نه، د **(ضال)** تفسیر امام بخاری په **(السر البری)** سره کړې دې یعنی ځنگلی بیر، په دې باندې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابان رضی اللہ عنہ ته او فرمائیل چه کینه ای ابان یعنی جنگ مه کوئ، وړاندې راوی فرمائی چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د دې خلقو په مال غنیمت کښې حصه مقرر نه کړه.

د حدیث توجیه د احنافو د طرف نه

دا حدیث په ظاهره کښې د جمهورو موافق او د احناف خلاف دې، ځکه چه د مال غنیمت نه اوسه پورې احراز شوې وو او نه تقسیم شوې وو، خو انقضاء قتال شوې وو، د دې جواب د

احنافو د طرف نه بعض حضراتو دا کړې دې چه کله خیبر د مسلمانانو په قبضه کښې راغلو نو گویا هغه دار الاسلام جوړ شو، لهذا احرار غنیمت بیا موندلې شو.

[۲۷۲۴] (۱) حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، فَحَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَنَسَةَ بِنَ سَعِيدٍ الْقُرَشِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ جِئْنَا فَاتَّخَذَهَا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسَهِّمَ لِي فَتَكَلَّمَ بَعْضُ وَلَدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: لَا تُسَهِّمُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقِلٍ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ: يَا عَجَبًا لَوْ بَرَّ قَدْ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدْوَرٍ مُضَالٍ يُعَذِّبُنِي يَقْتُلُ امْرَأَةً مُسْلِمَةً أَكْرَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى يَدَيَّ، وَلَمْ يَهْنِ عَلَى يَدَيْهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَؤُلَاءِ كَانُوا نَحْوَ عَشْرَةِ قَتِيلٍ مِنْهُمْ سِتَّةٌ، وَرَجَعَ مَنْ بَقِيَ.

د ابوهریره رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه مدینې ته راغلم اونبې رضی اللہ عنہ په خیبر کښې وو دفتح کولوپه وخت کښې مانبې رضی اللہ عنہ ته اووئیل چه زما دپاره هم حصه مقرر کړئ نو دسعید بن العاص په خامنو کښې یوکس ووئیل چه مونږ خودته هیڅ کله حصه نه ورکووما ووئیل همدا سرې دابن قوقل قاتل دي، سعید بن العاص وویل زه ددې وبرنه تعجب کوم چه دضال غرنه راکوزشوي دي او مادیو مسلمان په قتل باندي رتي چاته چه الله تعالی زما په لاسو عزت ورکړې دې اوزه ئې دهغه په لاسونه یم ذلیل کړي چه دکفر په حالت کښې دهغه دلاس نسه مرشوي وي. ابوداود وائی چه دوی تقریبا لس کسان وو شپږ کسان قتل کړي شول اوباقی پاتې واپس راغلل.

د دې حدیث په دویم طریق کښې مضمون د دې برعکس دې، په هغې کښې داسې دی (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِخَيْبَرَ جِئْنَا فَاتَّخَذَهَا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسَهِّمَ لِي فَتَكَلَّمَ الْخ)

شرح حدیث

سیدنا ابوهریره رضی اللہ عنہ فرمائی چه زه د اسلام د قبلولو دپاره مدینې منورې ته راغلم، هلته چه راغلم نو راته معلومه شوه چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د غزوه خیبر دپاره تشریف اورلې دې، زه هلته لارم په داسې حال کښې چه هغه خیبر فتح کړې وو، ما رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته درخواست اوکړو چه زما حصه هم مقرر کړئ نو په دې باندي ابان بن سعید رضی اللہ عنہ عرض اوکړو چه یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د ابوهریره حصه مه مقرر کوئ، ابوهریره رضی اللہ عنہ فرمائی چه د دې په جوابی کار روایی کښې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته عرض اوکړو (هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقِلٍ) چه یا رسول الله ابان خود نعمان بن قوقل صحابی رضی اللہ عنہ قاتل دې، یعنی دا ډیر غلط سرې دې (فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ) دلته په روایت کښې سعید بن العاص دې خو د سیاق تقاضه دا ده چه دلته ابان بن سعید کیدل پکار دی. چه کله ابوهریره رضی اللہ عنہ ابان ته د یو صحابی قاتل اووې او په هغه ئې د قتل الزام اولگولو نو د هغې په جواب کښې ورته ابان اووې چه تعجب دې په هغه مړه باندي کوم چه زمونږ خواته د ځنګلی بیرې نه راکوزه شوې ده چه ماته پیغورونه کوی د یو مسلمان په قتل باندي، حال دا چه الله پاک زما په لاس باندي هغه ته عزت ورکړو (چه زما د وجې نه ورته د

شهادت مرتبه ملاؤ شوه، او زه ئې د هغه په لاسونو باندې ذليل او رسوا نه کړم. د دې دواړو روايتونو په مضامين کښې چه کوم فرق دې د سوال او جواب د ترتيب په اعتبار سره د هغې جواب بعض محدثين لکه امام ذهلي رحمه الله خو داسې ورکړې دې چه اول روايت ئې راجح کړې او دويم ئې مرجوح کړې دې، او بعض جمع بين الروايتين داسې کړې ده چه کيدې شی دواړه خبرې موندلې شوې وې، د ابوهريره رضي الله عنه په طلب باندې ابان دا اووې، او د ابان په طلب باندې ابوهريره رضي الله عنه دا اووې. حديث الباب الاول اخرجه البخاري تعليقاً، والثاني اخرجه البخاري (مسند) قاله المنذري.

[۲۷۲۵] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، حَدَّثَنَا بَرِيدٌ، عَنْ أَبِي يَزِيدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَدِمْنَا فَوَافَقَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْنَا فَفَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا، جَعَفَرُ وَأَصْحَابُهُ فَأَسْهَمَ لَهُمْ مِنْهُمْ.

د ابو موسی رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه مونږ د حبشي نه راغلو او مونږ نبی صلی الله علیه و آله ته په داسې وخت کښې راغلو چه خیبر فتح شوې وو نونبې رضي الله عنه مونږ ته دخيبر د غنيمت په مال کښې حصه راکړه او که داسې ئې وئيلي دی چه مونږ ته ئې څه راکړل اوددې نه ئې د داسې کس دپاره حصه مقرر نکره کوم چه په دې وخت کښې حاضر نه وو علاوه دهغه کسانونه کوم چه دنبي صلی الله علیه و آله سره حاضر وو او په جهاد کښې شريک و البته دکشتي خلق يعنی جابر بن ابی طالب اودهغه ملگرو ته بسې حصه ورکړه.

شرح حديث

سیدنا ابو موسی اشعري رضي الله عنه د اصحاب الهجرتين نه دې، د هغه هجرت ثانيه کوم چه د حبشه نه د مدينې منورې طرف ته شوې دې د هغې حال بيان فرمائی او چونکه د حبشه او مدينې تر مينځه سمندر دې او په کشتي باندې تلل راتلل وو په دې وجه هغه او د هغه ملگرو نه په اصحاب السفينه سره هم تعبير کولې شی، نو هغه فرمائی چه کله مونږ د حبشي نه راغلو چه اول به مدينې منورې ته رارسيدلې وې، هلته رارسيدو سره معلومه شوه چه رسول الله صلی الله علیه و آله په فتح خیبر کښې مشغول دې نو دې هم د ابوهريره رضي الله عنه په شان هلته لاړو، ابو موسی رضي الله عنه فرمائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله زمونږ د ټولو ملگرو د خیبر په غنيمت کښې حصه مقرر کړه، او زمونږ نه علاوه څوک هم داسې نه وو چه هغه دې د فتح خیبر په وخت موجود نه وې او د هغه حصه ئې مقرر کړې وې، په اصحاب سفينه کښې هغه د جعفر بن ابی طالب رضي الله عنه نوم هم اخلی.

دلته سوال دا دې چه رسول الله صلی الله علیه و آله د ابان بن سعید رضي الله عنه او ابوهريره رضي الله عنه دپاره په خیبر کښې حصه مقرر نه کړه او د اصحاب سفينه دپاره ئې حصه مقرر کړه او حال دا چه د دواړو نوعيت يو دې، د دې په جواب باندې د پوهيدلو دپاره اول په دې خان پوهه کړئ چه

(۱) صحيح البخاري لغرض الخمس ۱۵ (۳۱۳۶)، والمناقب ۲۷ (۳۸۷۶)، والمغازي ۲۸ (۴۲۳۰)، سنن الترمذي للسیر ۱۰ (۱۵۵۹)، (تحفة الأشراف: ۹۰۴۹)، وقد أخرجه: صحيح مسلم للفضائل الصحابة ۴۱ (۲۵۰۲)، مسند احمد (۴/۳۹۴)، ۴۰۵، (۴۱۲) (صحيح)

ابوهریره او ابان سره چه کومه معامله رسول الله ﷺ او کره هغه د جمهورو د مسلک موافق وه او د احنافو د مسلک خلاف وه، او د اصحاب سفینه سره چه نې کومه معامله او کره خو د احنافو د مسلک خو مطابق وه خو د جمهورو د مسلک خلاف ده، زمونږ موافق په دې وجه ده چه د مال غنیمت نه خو لا تر اوسه پورې احرار شوې وو او نه هغه تقسیم شوې وو، او په دې صورت کښې زمونږ په نزد دلته اسهام وی، لهذا د رسول الله ﷺ دا معامله د اصحاب سفینه سره د احنافو د اصولو خو مطابق ده خو د جمهورو خلاف ده، خو چونکه احنافو په اولنی حدیث یعنی د ابوهریره رضی الله عنه په قصه کښې دا وئیلې دی د اشکال نه د بیج کیدو دپاره چه هلته احرار شوې وو په دې وجه رسول الله ﷺ د هغوی حصه مقرر نه کړه کما تقدم منا انفا. اوس د دې جواب په رنډا کښې د اصحاب سفینه سره د رسول الله ﷺ معامله زمونږ د مسلک خلاف کیږي، د دې توضیح د پیژندلو نه پس اوس د اصل اشکال جواب واورئ! یعنی په دواړو قصو کښې وجه د فرق، او هغه فرق علماء کرامو احتمالا دا بیان کړې دې چه ممکنه ده چه د اصحاب سفینه اسهام د غانمین په رضا باندې وی، یا د اصل غنیمت نه نه وی بلکه د خمس نه وی کوم چه د بیت المال دپاره وی، بلکه توجیه دا کړې شوې ده چه لعل اصحاب السفینه بلغوا قبل تمام الفتح. یعنی هغه وخته پورې کامل طریقې سره فتح نه وه شوې، په خلاف د ابوهریره رضی الله عنه چه د هغه د رارسیدو پورې کامله فتح شوې وه. (وهذا التوجیه الاخیر من قبل الجمهور دون الحنفیه) والحديث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی مختصرا ومطولا، قاله المنذری).

[۲۷۲۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو اسحاق الغزاري، عَنْ كَلْبِ بْنِ وَايِلٍ، عَنْ هَانِئِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَصِيْبِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ يَذْرُفُ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي حَاجَةِ اللَّهِ، وَحَاجَةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَإِنِّي أَنَا بِمِ هُفَضْرَبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمٍ، وَلَمْ يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَابَ غَيْرُهُ.

د ابن عمر رضی الله عنهما نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ د بدر په ورځ اودریدو اوونې وئیل یقینا عثمان دالله اودالله در رسول په کار پسې تلې دې اوزه دهغه دپاره بیعت کوم اونبی ﷺ دهغه دپاره حصه مقرر کړه اودهغه نه ئې علاوه دهیخ چادپاره حصه مقرر نکړه.

ابن عمر رضی الله عنهما فرمائی چه رسول الله ﷺ د بدر په ورځ باندې د تقسیم غنیمت نه مخکښې اودریدو او وې فرمائیل چه بیشکه عثمان د الله او د هغه د رسول ﷺ په کار کښې تلې دې، اوزه د هغه دپاره بیعت کوم، یعنی رسول الله ﷺ خپل یو لاس د هغه لاس اومنلو او د خپل دویم لاس سره ئې یوځانې کړو، او بیا ئې د بدر غنیمتونه تقسیم کړل او باقاعده د عثمان رضی الله عنه حصه ئې هم مقرر کړه.

سیدنا عثمان رضی الله عنه رسول الله ﷺ د خپلې زوجه محترمه سیده رقیه رضی الله عنها د خیال ساتلو دپاره په مدینه کښې پریخودلې وو، هم دا مراد دې د رسول الله ﷺ د دې قول نه چه هغه د الله او د هغه د رسول ﷺ د کار دپاره تلې دې، پس فقهاء کرامو هم د دې واقعي نه دا مسئله

مستنبط کړې ده چه که یو سړې په جهاد کښې د دې وجې نه شریک نه شی چه هغه د مسلمانانو امام د مسلمانانو په یو کار باندې مقرر کړې دې نو د هغه به په مال غنیمت کښې حصه وی.

وراندې په روایت کښې دی، راوی فرمائی چه رسول الله ﷺ د عثمان نه علاوه د بل یو سړی هم په غنیمت کښې حصه نه ده لگولې کوم چه په جنگ کښې شریک شوې نه وو، په دې باندې حضرت په بذل کښې لیکلې دی چه دا خبره راوی د خپل علم په اعتبار سره کوی گڼی بعض خلق نور هم داسې شته چه د هغوی حصه مقرر کړې شوې ده. په دې روایت باندې اشکال دا دې چه په جنگ بدر کښې د بیعت قصه کوم ځانې کښې راغلې ده، هغه خو په غزوه حدیبیه کښې راپېښه شوې وه کوم ته چه بیعة الرضوان وئیلې شی، هم په دې وجه وئیلې شوې دی چه غالباً دا د کوم راوی وهم دې. (کذا فی العون ولم يتعرض له فی البذل)

بَابُ فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْدِيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ

غلامانواو بنځوته په غنیمت کښې د حصې ورکولو بیان

د دې باب تعلق د مواضع تقیسم غنیمت سره دې، د دې کلی او جامع باب خو به وړاندې راشی، باب فی مواضع قسم الغنیمه، دا هم د دې جامع باب یوه کړۍ ده، هغه دا چه زنانه او عبد که په جهاد کښې شرکت کوی نو د هغوی دپاره به په غنیمت کښې حصه وی یا نه، د ائمه اربعه په نزد زکوره او حریت د غنیمت د حصې په شرطونو کښې دې، لهذا د دې دواړو به باقاعده حصه نه وی، خو حذوه یعنی د عطیه په طور به ورته څه معمولی څیز ورکولې شی، دې معمولی څیز ته حذوه او رضخ دواړو سره تعبیر کولې شی د زنانه او غلام دپاره د رضخ کیدل د ائمه ثلاثه په نزد دی، امام مالک د دې هم قائل دې، اصل مسئله کښې د امام اوزاعی او حسن بن صالح اختلاف دې، د اوزاعی صرف د زنانه په باره کښې او د حسن بن صالح صرف د غلام په باره کښ، دا دواړه د حصې قائل دی، خو د احنافو په نزد د عبد نه مراد عبد غیر ماذون دې د چا دپاره چه حصه نشته په خلاف د ماذون عبد... فانه فی حکم الحر فی هذه المسئلة، په ترجمه الباب کښې لفظ د «یحدیان» مضارع مجهول صیغه ده، احدى یحدى احذاء نه، چه د هغې معنی د ورکړې ده خاص کر مال غنیمت سره.

[۲۷۲۷] (١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ الْمُخْتَارِ بْنِ صَفِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمَزٍ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ كَذَا وَكَذَا مِنْ أَشْيَاءَ، وَعَنْ الْمَمْلُوكِ أَلَهُ فِي الْفَيْءِ شَيْءٌ، وَعَنْ النِّسَاءِ هَلْ كُنْ يَخْرُجْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَلْ هُنَّ نَصِيبٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْلَا أَنْ يَأْتِيَ أَحْمَقُ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ، أَمَّا الْمَمْلُوكُ فَكَانَ يُحْدِي، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَقَدْ كُنْ يَدَاوِينَ الْحَرْثَ وَيَسْقِينَ الْمَاءَ.

د یزید بن هرمز نه روایت دې چه نجده ابن عباس ته اولیکل اودهغه نه ئې ډیر معلوماتونه حاصلول غوښتل اودانې هم معلومول چه که غلام په جهاد کښې شریک شي نوهغه ته به

(١) صحیح مسلم/الجهاد ۴۸ (۱۸۱۲)، سنن الترمذی/السير ۸ (۱۵۵۶)، سنن النسائی/الفي ۱ (۱۱۳۸)، مسند احمد (۲۷۱/۲۷۴، ۲۸۰، ۳۲۰، ۳۴۴، ۳۴۹، ۳۵۲)، (تحفة الأشراف: ۶۵۵۷) (صحیح)

حصه ورکولې شی او که نه؟ او زنانه به هم د نبی ﷺ سره جهاد ته تلې ایا هغوی ته به حصه ورکولې شوه او که نه؟ نو ابن عباس او وئیل که چرې ماته دا ویره نه و چه دوی به بې وقوفي او کړي نومابه دوی ته جواب نه وو لیکلې بیا ابن عباس رضی الله عنه دوی ته جواب اولیکلو چه غلام ته په طور دانعام یوڅه ورکولې شی او زنانونو خوبه دزخمیانو علاج کړو او هغوی ته به ئې اوبه ورکولې (نجده دخوارجو دامیر نوم دي).

مضمون الحديث

نجده حروري رئيس الخوارج د ابن عباس رضی الله عنه نه څو مسائل او تپوسل چه په هغې کښې يو تپوس د مملوک په باره کښې وو چه د هغه په مال غنیمت کښې حصه شته یا نه، او بل تپوس ئې د زنانو متعلق وو چه ایا هغه به د رسول الله ﷺ په زمانه کښې د جهاد دپاره وتلې، او ایا د هغوی دپاره به باقاعده حصه وه؟ نو د دې په جواب کښې ورته ابن عباس رضی الله عنه وفرمائیل: «لولا ان ياتي احموقة ما كتبت اليه» که ماته د دې خبرې ویره نه وه چه معلومه نه ده هغه به په حماقت کښې څه اوکړی نو ما به هغه ته جواب نه وو لیکلې، په ظاهره کښې ابن عباس د هغه نجده په فاسد العقیده کیدو باندې د نفرت اظهار کوی، خو چونکه د دیني مسئلې خبره ده په دې وجه ئې مجبوراً لیکي، بهر حال هغه په جواب کښې اولیکل چه او مملوک ته د عطیه په طور څه ورکولې شی، او زنانه به هم د مجروحین د خیال ساتلو او خدمت په نیت باندې جهاد ته تللې.

د دې نه روستو روایت کښې د ابن عباس په جواب کښې د زنانو متعلق دا دی «وقد كان يرضح لهن» چه او هغوی ته به رضح ورکولې شو، د رضح ذکر په الدر المنصود جلد اول باب الغسل من الحيض کښې ضمناً د حدیث د لاندې راغلې دي، او هلته مونږ دا هم لیکلې وو چه ددې اصل محل کتاب الجهاد دي. فتذكر. والحديث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی مختصراً ومطولاً، قاله المنذرى.

[۲۷۲۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْوُهَيْبِيَّ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، وَالزُّهْرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزٍ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحُرُورِيِّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَلْ كَانَ يُضْرَبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ؟ قَالَ: فَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ قَدْ كُنَّ يَحْضُرْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا أَنْ يُضْرَبَ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَلَا وَقَدْ كَانَ يُوضَعُ لَهُنَّ.

دیزید بن هرمز نه روایت دي چه نجده ابن عباس ته اولیکل اودهغه نه ئې د زنانو په باره کښې معلومات حاصلوو چه ایا زنانه به د نبی ﷺ سره جهاد ته حاضریدلې؟ او ایا ددوی دپاره به ئې حصه مقرروله؟ ما د ابن عباس رضی الله عنه د طرف نه دا جواب اولیکو چه په دور نبوی کښې زنانه به په جهاد کښې شریکیدلې او ددوی دپاره به څه مقرره حصه نه وه بلکه په طور دانعام به ورته یوڅه ملاویدل.

[۲۷۲۹] حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ، وَغَيْرُهُ، أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَافِعُ بْنُ سَلَمَةَ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنِي حَشْرَجُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ جَدِّهِ أُمِّ أَبِيهِ، أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا فُجْنًا قَرَأْنَا فِيهِ الْقَضَبَ فَقَالَ: "مَعَ مَنْ خَرَجْتُمْ وَيَا ذِينَ مَنْ خَرَجْتُمْ؟ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجْنَا نَقْزِلُ الشَّعْرَ وَلُعَيْنُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَعَنَا دَوَاءُ الْجَرْحِ وَنَنَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِي السَّوِيقَ، فَقَالَ: قُمْنَ. حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ أَسْهَمَ لَنَا كَمَا أَسْهَمَ لِلرِّجَالِ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: يَا جَدَّةُ وَمَا كَانَ ذَلِكَ قَالَتْ: تَمَرًا".

حشرج بن زیاد دخپلې نیا (دپلار دطرفه) نه روایت کوی چه دا دنبی ﷺ سره دخیبر جهاد ته تلې وه اودا په شپږو کښې شپږمه ښځه وه ام زیاد وائی کله چه نبی ﷺ خبر شو نومونږ ئې راوغوښتلو مونږ چه لارو نو نبی ﷺ په غصه کښې وو زمونږ نه ئې تپوس اوکړو چه تاسو ه چاسره راوتلې ئې اودچاپه حکم باندې راوتلې یې؟ مونږ اووئیل ای دالله رسوله مونږ چه راوتلو مونږ ورئ ریشلې وي او مونږ دهغې په ذریعه دالله په لار کښې امداد کوو او زمونږ سره دزخمیانو دپاره دوائی ده او م ونږ مجاهدینو ته غشي ورسوو او ستوان تقسیموو، نبی ﷺ اوفرمائیل لارې شئ نوکله چه خیبر الله تعالی فتح کړو نو زمونږ دپاره ئې حصه هم مقررکړه دنارینوو دپاره ئې حصې مقررې کړې وي راوي وائی چه ما اووئیل ای نیا هغه څه شې وو (چه په غنیمت کښې درکړلې شو) هغې اووئیل کجوري.

﴿ حَدَّثَنِي حَشْرَجُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ أَبِيهِ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ الْخ ﴾ حشرج بن زیاد دخپلې نیا ام زیاد الاشجعيه نه روایت کوی، هغه وائی چه مونږ شپږ زنانه د رسول الله ﷺ سره غزوه خیبر ته لارو، هغه ته چه کله د دې خبر اوشو نو هغه مونږ پسې یو سړې راوولېږلو، چه کله مونږ د هغه خواته لارو نو مونږ اوکتل چه هغه غصه دې، هغه زمونږ نه تپوس اوکړو چه تاسو د چا سره راوتلې یئ او د چا په اجازت راوتلې یئ؟ هغه وائی چه مونږ عرض اوکړو یا رسول الله ﷺ مونږ راوتلې یو د دې دپاره چه مالوچ تقسیم کړو (الغزل بالفارسیة په معنی د رشتن، غښتل، د دې دپاره چه هغه په جهاد کښې په کار راشی، او مونږ سره دوائی ده د مجروحین دپاره، او د دې دپاره چه مونږ مجاهدینو ته غشي ورکړو، او په هغوی باندې ستوان وغیره اوځکوو، رسول الله ﷺ زمونږ جواب اوریدلو سره اوفرمائیل ښه اودریږی، تردې چه کله الله پاک په رسول الله ﷺ باندې خیبر فتح کړو ﴿ اسهم لنا كما اسهم للرجال ﴾ نو رسول الله ﷺ په غنیمت کښې زمونږ دپاره هم حصه مقرر کړه څنگه چه ئې د سړو دپاره مقرر کړې وه.

هم دا روایت د امام اوزاعی مستدل دې، جمهور فرمائی چه د دې نه مراد رضخ دې، حشرج وائی چه ما د هغې نه تپوس اوکړو چه په حصه کښې درته څه ملاؤ شو نو هغې اووې چه کهجوري. والحديث اخرجه النسائي، قاله المنذرى.

۱: (تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۱۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷۱/۸، ۳۷۱) (ضعيف)

[۲۷۳۰] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَشْرُ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ، قَالَ: شَهِدْتُ خَيْرَ مَعَ سَادَتِي فَكَلَّمُوا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي فَقُلْتُ سَيِّئًا فَإِذَا أَنَا أَجْرَةٌ فَأَخْبَرَنِي مَمْلُوكٌ فَأَمَرَنِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرْنِي الْمَتَاعِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: كَانَ حَرَمَ اللَّحْمِ عَلَى نَفْسِهِ فَسَمِيَ أَبِي اللَّحْمِ.

دعمير «دابواللحم ازاد کړې شوي غلام» نه روایت دي فرمائی چې زه دخپلو مالکانو سره دخیبر غزاته لارم هغې زما په باره کښې نبی ﷺ ته او وئیل چې دې دخان سره بوځو او که نه نبی ﷺ اجازت ورکړو اوماته یسې حکم او کړو نوماتوره غاري ته واچوله داسې توره چې په زمکه مې رابښکله نبی ﷺ ته خبر ورکړې شو چې دې خو غلام دې نونبې ﷺ ماته دانعام په طور باندي دکور دسامان نه یوڅه راکړل.

شرح حدیث

عمیر صحابی رضی الله عنه کوم چې ازاد کړې شوي غلام دي، د یو بل صحابی ه د هغه لقب ابی اللحم مشهور دي او په نوم کښې ئې اختلاف دي، عبدالله یا خلف یا الحویرث الغفاری، د ابوداود په بعض نسخو کښې دی: قال ابو عیید: کان حرم اللحم علی نفسه فسمی ابو اللحم ابو عبید قاسم بن سلام فرمائی چې هغه ته ابو اللحم په دې وجه وئیلې شی چې هغه د اسلام قبلولو نه مخکښې چې کوم څاروی د بتانو په نوم باندي ذبح کولې شو د هغې غوښه په خپل ځان باندي حرام کړې وه، یعنی د هغې نه به ئې پرهیز کولو، هغه

واښ چې زه دخپلو مالکانو سره دخیبر په غزوه کښې شریک شوم چې د هغې صورت دا شو چې زما مالکانو زما په باره کښې رسول الله ﷺ سره خبره کړې وه نو هغه زما په باره کښې اجازت ورکړو، هغه فرمائی چې ماته په غاړه کښې یوه توره واچولې شوه (لکه چې د مجاهدینو په غاړه کښې وی) نو ما هغه د ځان سره رابښکله، یعنی هغه ما سره په زمکه لگیدلې تله «د هغه دکم عمرئ اود قد د وړوکوالی دوجې نه، وړاندي فرمائی چې د تقسیم غنیمت په وخت زما باره کښې عرض اوکړې شو چې دا غلام دي، پس رسول الله ﷺ زما دپاره دکور د استعمال د معمولی سامان د ورکولو حکم او فرمائیلو یعنی کتوئ او لوبښی وغیره، الاوائی المنزلیه... د دې نه معلومه شوه چې د مملوک دپاره باقاعدہ حصه نه وی، خو دلته به یو اشکال وی چې هغه اگر چې عبد وو خو عبد ماذون للقتال وو کوم چې د احنافو په نزد په حکم د ازاد کښې دي، د دې جواب به کیدې شی چې دا وی چې دې صرف عبد نه دي بلکه صغیر هم دي لکه چې د ابوداود په بعض نسخو کښې دی. قال ابوداود: معناه انه لم یسهم له لصفه.... والحديث أخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذری.

[۲۷۳۱] (۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُوْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمِيرَ أَصْحَابِي الْمَاءِ يَوْمَ يَزِيدٍ.

۱: سنن الترمذی/السير ۹ (۱۵۵۷)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۲۷ (۲۸۵۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۸۹۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲۳/۵)، سنن الدلاوي/السير ۳۵ (۲۵۱۸) (صحیح)
۲: تهرد په ابو داود، (تحفة الأشراف: ۲۳۲۸) (صحیح)

ترجمه: د جابر نه روایت دې فرمائي چې ما به د بدر په ورځ باندې د مسلمانانو د پاره داوبونه لوبښي راډکول.

شرح حدیث

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرمائي چې زه په په جنگ بدر کښې په بوقه کښې اوبه اوړلو سره خپلو اصحابو ته ورکولې په بعض نسخو کښې دا زیادت دې «معناه لم یسهم له» د جابر د عدم اسهام وجه هم دا ده چې هغه دې وخت کښې ماشوم وو چې د هغې قرینه خپله په روایت کښې موجود ده چې ما به په بوقه کښې اوبه اچولې، د دې نه معلومه شوه چې هغه به اوبه ډکولې او اوبه رانښکلو والا بل څوک وو، د ماح یمیح میحا معنی هم دا ده چې اوبو ته کوزیدلو سره د هغې نه لوبښې ډکول، ظاهره ده چې دا کار ماشوم هم کولې شی، د بوقې د ډکیدو نه پس د هغې رانښکل دا د طاقت وړ سپړی کار دې.

خان پوهه کړئ چې ډکونکی ته مائع او رانښکونکی ته مائع وئیلې شی، فقد قال الخطابی المائع هو الذي ينزل الى اسفل البئر فيملا الدلو ويرفعها الى المائع وهو الذي ينزع الدلو. اه

باب فی المشرک یشهر له

کله چې مشرک د مسلمانانو سره په جهاد کښې شریک وي نو دده دپاره به حصه وي او که نه؟

[۲۷۳۲] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْقُضَيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: يَحْيَى إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ لَحَقَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقَاتِلَ مَعَهُ فَقَالَ: ارْجِعْ، ثُمَّ اتَّفَقَا فَقَالَ: إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ.

دام المومنين عائشه رضی اللہ عنہا نه روایت دې چې د مشرکانو نه یوکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته راغې او د نبی صلی اللہ علیہ وسلم سره یې جهاد شروع کړو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورته او فرمائیل واپس شه مونږ ته د مشرک مدد نه دې پکار.

استعانة بالمشرک کښې مذاهب ائمه

دلته دوه مسئلې دي، یو د استعانة بالمشرک کومه چې په حدیث الباب کښې ذکر ده یعنې مسلمان د خپل خان سره جهاد ته یو مشرک بوتلې شی د دې دپاره چې هلته په کار راشي؟ او بله مسئله دا ده چې هغه خان سره بوتلې شو نو د هغه دپاره به په مال غنیمت کښې حصه وي یا نه؟ دواړه مسئلې اختلافی دي، اوله مسئله کومه چې په حدیث الباب کښې هم ذکر ده «انا لا نستعين بمشرك» په دې کښې د امام احمد رحمته الله نه دوه روایتونه دي د جواز او عدم جواز، او د احنافو په نزد مطلقا جواز دې، او د شوافعو په نزد جواز بشرطین دې یو دا چې هغه د مسلمانانو په باره کښې حسن الرائي وي، دویم حاجت الی

(۱) صحیح مسلم/الجهاد ۵۱ (۱۸۱۷)، سنن الترمذی/السير ۱۰ (۱۵۵۸)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۲۷ (۲۸۳۲)، تحفة الأشراف: (۱۶۳۵۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۶۷/۱، ۱۴۸)، سنن الدارمي/السير ۵۴ (۲۵۳۸) (صحیح)

الاستعانة^(۱) یعنی یو خو دا چه په هغه مشرک کښې تعصب نه وی او هغه شری نه وی، بل دا چه واقعی د استعانت حاجت هم وی، که حاجت نه وی یا هغه متعصب وی نو بیا جائز نه ده، او د امام مالک رحمه الله په نزد د استعانت جواز په دې صورت کښې دې چه کله هغه د بوتلونکو په خادمانو کښې وی، دا مذاهب خو شو په مسئله اولی کښ، او پاتې شوه بله مسئله د حصو نو د داسې سړی دپاره حصی صرف د امام احمد په نزد دی فی الراجح عنده، په دې وجه د هغوی په نزد اسلام شرائط اسهام نه نه دې بلکه صرف دا خلور څیزونه دی بلوغ، عقل، حریه، ذکوره، کما فی الاوجز (ص ۳۹ ج ۴) او عند الجمهور ومنهم الائمة الثلاثة د هغه دپاره د غنیمت حصه نشته، او په مسئله اولی کښې د احنافو دلیل هغه دې کوم چه هم په دې کتاب کښې په باب تضمین العاریة کښې راروان دې (بذل ص ۳۰۲ ج ۴) چه رسول الله صلی الله علیه وسلم په جنگ حنین کښې استعانت فرمائیلی وو په صفوان بن امیه سره د وسلې په استعاره سره د هغه د اسلام د راوړلو نه مخکښ. وحديث الباب اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة بنحوه، قاله المنذری.

باب فی سَهْمَانِ الْخَيْلِ

په غنیمت کښې داس دپاره د حصی بیان

سهم خیل باندې خو د تولو اتفاق دې چه د اس باقاعده حصه په مال غنیمت کښې وی خو د دې مقدار کښې اختلاف دې ائمه خمسه یعنی ائمه ثلاثه او صاحبین په نزد د فرس دپاره دوه حصی دی، لهذا فرس او فارس دواړه یوځائی کیدو سره درې حصی شوې او د امام صاحب په نزد د فرس دپاره یوه حصه ده، لهذا د فارس دپاره به دوه حصی وی یو د هغه او یو د هغه داس.

[۲۷۳۳] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَشْهُمٍ سَهْمًا لَهُ، وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ.

د ابن عمر نه روایت دې فرماني چه نبی صلی الله علیه وسلم سورلی والاته درې حصی ورکړي یوه دده خپله حصه او دوه حصی داس.

«عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَشْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَشْهُمٍ سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ» دا حدیث د ائمه ثلاث او د صاحبینو دلیل دې، او د امام صاحب دلیل په راروان باب کښې راځی، چه په هغې باندې مصنف مستقل ترجمه قائم کړې ده او د دې حدیث

^(۱) فقد ترجم النووي بباب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر الالحاجة او كونه حسن الرأي في في المسلمين علي حدیث مسلم عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم - أنها قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم - قبل يذتر قلما كان بخره الوتره أدركه رجل قد كان يذكر منه جرأة وتجدد ففرح أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم - حين رأوه قلما أدركه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم - جفت لأبغتك وأصيب معك قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم - ؟ تؤمن بالله ورسوله ؟ قال لا قال ؟ فأرجع قلن استعين بمشرك ؟ الحديث أخرجه مسلم ص ۱۸ ج ۲

^(۲) : سنن ابن ماجة للجهد ۳۶ (۲۸۵۴)، (تحفة الأشراف: ۸۱۱۱)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/الجهد ۵۱ (۲۸۶۳)، المعغازي ۳۸ (۴۲۲۸)، صحيح مسلم/الجهد ۱۷ (۱۷۶۲)، سنن الترمذی/السير ۶ (۱۵۵۴)، مسند احمد (۲/۲، ۶۲، ۷۲، ۸۰، ۱۴۳، ۱۵۲)، سنن الدارمي/السير ۳۳ (۲۵۱۵) (صحيح)

جواب دا کیدی شی چه دا حدیث مجمل دی، د دې نه دا نه معلومیږی چه دا کلنی واقعہ کیدی شی چه د خیبر نه مخکښې واقعہ وی، لهذا منسوخ ده، او د امام صاحب دلیل یعنی د مجمع بن جاریه انصاری حدیث هغه د خیبر د غنیمتونو دې،

هم دغه شان په دې کښې احتمال دې چه په دې دریو کښې یو حصه په طور د تنفیل وی. او کانت القسمة اذ ذاک مفوضة الى رای الامام، والله تعالى اعلم، والحديث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه، قاله المنذری.

[۲۷۲۴] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةَ نَقَرٍ وَمَعَنَا فَرَسٌ، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةً وَأَعْطَى لِلْفَرَسِ سِتْمِينَ.

د ابو عمره پلار عبد الرحمن بن ابی عمره انصاری رضي الله عنه وائی چه مونږ څلورسړی رسول الله صلی الله علیه و آله ته راغلو او مونږ سره یو اس وو، نو هغوی صلی الله علیه و آله مونږ ته هر سړی ته یوه یوه حصه ورکړه، او اس ته ئې دوه حصې ورکړې.

[۲۷۲۵] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أُمِيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا السَّعْدِيُّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ أَبِي عُمَرَ يَمْعَنُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثَةٌ نَقَرًا دَفَكَانَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةَ أَشْهُمٍ.

دې سند سره هم ابو عمره نه ددې حدیث پشان رانقل دې خو په دې کښې دادی چه مونږ درې سړی وو او په دې کښې دا اضافه ده چه سور (اس والاته) درې حصې ملاؤ شوي

بَابُ فِيْمَنْ أُسْهِمَ لَهُ سَهْمًا

باب د کومو (علماؤ) په نزد چه اس ته یوه حصه ورکول پکار دی دهغوی دلائل

[۲۷۲۶] (۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، حَدَّثَنَا مُجِيمٌ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجِيمٍ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ بْنَ مُجِيمٍ، يَذْكُرُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمِّهِ مُجِيمِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ قَالَ: شَهِدْنَا الْحَدِيثَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إِذَا النَّاسُ يَمْزُونَ الْأَبَاعَ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ مَا لِلنَّاسِ قَالُوا: أَوْحَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوْجِفُ، فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِافًا عَلَى رَاحِلَتِهِ عِنْدَ كَرَاعِ الْغَيْمِ، فَلَمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ قَرَأَ عَلَيْهِمْ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتَحَ هُوَ، قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّهُ لَفَتَحَ فَقَسَمَتْ خَيْبَرَ عَلَى أَهْلِ الْحَدِيثِ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سِتْمِينَ وَأَعْطَى الرَّاحِلَ سَهْمًا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ أَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ وَأَرَى الْوَهْمَ فِي حَدِيثِ مُجِيمٍ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثُ مِائَةٍ فَارِسٍ، وَكَانُوا مِائَتَيْ فَارِسٍ.

د مجمع بن جاریه الانصاری رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه مونږ د صلح حدیبیه په ورځ د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شوی وو کله چه واپس کیدو نو خپل خپل اوبنان مو زړو اوزغلول، په دې وخت کښې خلکو د یو بل نه تپو سونه شروع کړل چه د منډې وهلو څه سبب

۱: تفرد به أبو داود، مسند احمد (۱۳۸/۴)، (تحفة الأشراف: ۱۲۰۷۲) (صحیح)

۲: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۲۰۷۲) (صحیح)

۳: تفرد به أبو داود، مسند احمد (۴۲۰/۳)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۱۴)، ویاتی هذا الحديث في الخراج (۳۰۱۵) (ضعیف)

دې، بیا معلومه شوه چه په نبی ﷺ وحی نازل شوې ده، او مونږ د خلقو سره په منډه ووتلو او نبی ﷺ مو په خپله اوبښه باندې سور اولیدلو د کراع الغیم (چه د مکې اومدینې په مینځ کښې یو ځانې دې) سره کله چه ورته خلق راجمع شو نو دا آیت: (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) ټې ورته اولوستلو، یوکس او وئیل ای دالله رسوله آیا دا فتح ده؟ نبی ﷺ او فرمائیل هو، زما دې قسم وی په هغه ذات دچا په لاس کښې چه د محمد ﷺ روح دې چه دا فتح ده او دغه فتح یا خو صلح حدیبیه وه دکومې په انجام کښې چه مسلمانانو ته ډیره فائده حاصله شوه یاددې فتح نه مراد فتح مکه ده یافتح خیبر مراد دي کومه چه په دې پسې متصل واقع شوي وه بیاچه کله دخیبر په جنگ کښې مسلمانانو کوم مال حاصل کړونو هغه دصلح حدیبیه په خلقو باندې وویشل شو، نبی ﷺ دامال اتلس حصې کړو اولبنکریان ټول پنځلس سوه کسان وو پدوي درې سوه دسورلو والا وو اودولس سوه پیدل تلو والا رو، نبی ﷺ دسورلو والا ته دوه دوه حصې ورکړې او پیدل کسانو ته ټې یوه یوه حصه ورکړه. ابوداؤد وائی حدیث د ابومعاویه اصح دې او عمل هم په دغې دې او دمجمع په حدیث کښې وهم دې هغه وائی چه درې سوه اسونو والا وو، حالانکه هغوی دوه سوه اسونو والا وو.

مضمون حدیث

د حدیث مضمون دا دې چه مجمع بن جاریه رضی الله عنه فرمائی چه کله مونږ د حدیبیه نه واپس کیدو نو بعض خلقو اوبښان زغلول، چه کله د هغې وجه اوتپوسلې شوه نو خلقو جواب ورکړو چه رسول الله ﷺ باندې وحی نازل شوې ده، هغه وائی چه مونږ خپلې سورلۍ اوزغلولې، چه کله مونږ هغوی ته نزدې شو نو وې کتل چه ته په خپله سورلۍ باندې هغه لره اودرولې ولار دې کراع الغیم ته نزدې، د خلقو د جمع کیدو نه پس هغه دا آیت کریمه تلاوت او فرمائیلو (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) نو په دې باندې یو سړی د هغه نه تپوس اوکړو چه یا رسول الله دا څه چه پیښ شوې دی دا فتح ده؟ هغه قسم خورلو سره او فرمائیل چه او فتح ده، یعنی د انجام او نتیجې په اعتبار سره هغه په دې وجه چه په حدیبیه کښې د لسو کالو پورې په عدم قتال باندې د ډیرو شرطونو سره معاهده شوې وه خو کفارو د څه مودې تیریدو نه پس لوظ مات کړو چه د هغې په وجه باندې ډیر زر فتح مکه ته خبره اورسیده، د دې رجل نه مراد سیدنا عمر رضی الله عنه دې، کوم چه په حدیبیه کښې کیدونکې صلح باندې راضی نه وو بلکه اصل رائي ټې د هغوی د مقابلې وه، رسول الله ﷺ د هغه جذبات خاموش کړل، چه په هغې باندې هغه خاموشه شو، خو د دې باوجود هغه ډیر متاثر او خفه وو، هم په دې وجه کله چه رسول الله ﷺ هغه ته دا آیت کریمه واورولو (إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) نو هغه د رسول الله ﷺ نه په طور د تعجب تپوس اوکړو چه ایا هم دا فتح ده؟

د مجمع بن جاریه حدیث د احنافو دلیل دي

وراندې په روایت کښې د ترجمه الباب والا مسئله ذکر شوې ده، هغه دا چه چونکه د صلح حدیبیه نه فوراً پس د فتح خیبر قصه پیښه شوې وه نو راوی د خیبر د غنیمتونو تقسیم لره په دې روایت کښې بیانوی، هغه دا چه رسول الله ﷺ د خیبر غنیمتونو لره په اهل

حديبيه باندې په اتلسو حصو کښې تقسيم کړې وو يا نې اهل حديبيه په دې وجه اووې چه په فتح خيبر کښې شرکت کونکي صحابه کرام هم هغه وو کوم چه د دې نه مخکښې په صلح حديبيه کښې شريک وو، په اتلسو حصو کښې د تقسيم کولو تفصيل راوی داسې بيانوی چه د لښکر تعداد پنځلس سوه وو چه په هغې کښې درې سوه فارس او دولس سوه راجل وو او په هغه اتلسو سهام کښې هر يو سهم په سلو حصو باندې مشتمل وو په دې صورت کښې د راجل په حصه کښې يو سهم او د فارس په حصه کښې دوه حصې راځي او که د فارس درې حصې وې کما قال الجمهور نو بيا به دا غنيمت د د اتلسو حصو په ځانې يويشت حصو باندې تقسيم کيدلې. (تاسوپرې حساب اولگوئ او اوگورئ)

د خيبر د غنيمتونو په باره کښې دوه مختلف روايتونه

وراندې به په بعض روايتونو کښې داسې هم راشي چه رسول الله ﷺ د خيبر غنيمتونه شپږ ديرش حصې کړل خو په دې کښې هيڅ د تعارض والا خبره نشته، ځکه چه چرته اتلس حصې راغلې دي هلته د راوی مراد دا دې چه د خيبر نيم غنيمتونه رسول الله ﷺ په اتلسو حصو باندې تقسيم کړل، او د اتلسو دوچند شپږ ديرش وي، لهذا حساب برابر شو، په اصل کښې هغه د خيبر د غنيمتونو نه نصف د غانمين تر مينځه تقسيم کړې وو او نيم ئې د خپل ضرورت دپاره او نواب المسلمين دپاره پريخودلې وو.

چرته چه دا راځي چه رسول الله ﷺ په شپږ ديرشو حصو باندې تقسيم کړل چه د دې نه مراد په خلقو باندې تقسيم کول مراد نه دی بلکه د حساب په اعتبار سره دی او بيا په دې شپږ ديرشو کښې نصف يعنی اتلس په خلقو باندې تقسيم کړې شو لکه چه دلته په روايت کښې دی.

د جمهورو د طرف نه د دليل حنفیه جواب

جمهور د دې جواب دا ورکوی چه دا خبره چه اصحاب حديبيه پنځلس سوه وو او په هغوی کښې درې سوه شمسواران وو، دا د تحقيق خلاف ده بلکه صحيح دا ده چه اصحاب حديبيه کل څوارلس سوه وو چه په هغوی کښې دولس سوه راجل او دوه سوه شمسواران وو او دوه سوه فارس قائم مقام د شپږ سوه راجل، دولس او شپږ اتلس وي، پس د ابوداود په بعض نسخو کښې دی چه حديث د ابو معاويه اصح دې د مجمع د حديث نه، د مجمع حديث وهم دې، فارس درې سوه نه وو بلکه دوه سوه وو، د حديث ابی معاويه نه مراد د تير باب حديث اول دې کوم چه د جمهورو موافق او د هغوی دليل دې، زه وایم چه د اصحاب حديبيه په تعداد کښې د رواياتو اختلاف دې، په بعض رواياتو کښې پنځلس سوه راغلې دي، په بعض کښې څوارلس سوه او په بعض کښې ديارلس سوه، وکل هذه الروايات فی صحيح البخاری، احنافو د مجمع بن جاريه د دې حديث په وجه باندې په دې درې واړو رواياتو کښې د پنځلس سوه روايت ته ترجيح ورکړې ده، او وجه د ترجيح ئې د مجمع بن جاريه هم هغه روايت منلې دې، جمهور فرمائي چه د مجمع بن جاريه روايت ضعيف دې، کما تقدم فی کلام المصنف، هم دغه شان بعض نورو محدثينو هم د مجمع په حديث باندې

کلام کړې دې، پس ابن القطان فرمائی چه په دې حدیث کښې یعقوب بن مجمع راوی مجهول دې، د هغه نه سوا د هغه د ځوئی نه روایت کول معلوم نه دی (گویا هغه د من لم یرو عنه الا واحد د قبیل نه دې او مجهول العین دې خو هغه د هغه د ځوئی په باره کښې اعتراف کړې دې چه هغه ثقه دې.

د جمهور د نقد جواب

په دې باندې حضرت په بذل کښې لیکي چه د ابن القطان دا خبره صحیح نه ده چه د یعقوب نه د هغه د ځوئی نه علاوه بل څوک روایت نه کوی پس حافظ لیکي: روی عنه ابنه مجمع وابن اخيه ابراهيم بن اسماعيل بن مجمع، وعبدالعزیز عید بن صهیب، و ذکره ابن حبان فی الثقات، فارتفع الجهالة وثبت التوثيق. د دې نه پس حضرت په بذل کښې د دې سند په بل راوی یعقوب ځوئی مجمع بن یعقوب باره کښې د امام شافعی کلام نقل فرمائی دې پس په خلاصه کښې دې ﴿ قال الشافعی شیخ لا يعرف ﴾ په دې باندې حضرت فرمائی: قال الحافظ روی عنه یونس بن محمد المؤدب، ويحيى بن حسان، واسماعيل بن ابی اويس والقعنبي وقتيبة ومحمد بن عيسى ابن الطباع وغيرهم" د دې نه پس حضرت فرمائی چه د چا نه روایت کونکي دومره وی هغه مجهول څنگه شو، بیا دا چه ابن معین او نسائی نه د هغه په باره کښې نقل دی چه ﴿ ليس به باس ﴾، هم دغه شان ابوحاتم هم وئيلي دي ﴿ لا باس به ﴾، ابن سعد فرمائی ﴿ كان ثقة ﴾، او د دې نه مخکښې د ابن القطان په کلام کښې تیر شوې دی چه هغه د هغه د پلار یعقوب په باره کښې خو او فرمائی چه ﴿ لا يعرف ﴾ او خپله د مجمع په باره کښې فرمائی چه ﴿ ثقة ﴾، هم دغه شان ابن الترمذی په الجوهر النقی کښې فرمائی چه د امام شافعی نه منقول دی چه د مجمع په باره کښې هغه فرمائی ﴿ شیخ لا يعرف ﴾، بیا هغه فرمائی: هذا الحديث أخرجه الحاكم في المستدرک وقال حديث كبير صحيح الاسناد، ومجمع بن يعقوب معروف، روی له ابو داود والنسائی. اه مختصرا هم دغه شان علامه ذهبی د مستدرک په تلخیص کښې د دې حدیث د تخریج نه پس فرمائی: حدیث صحیح. اه

باب فی النفل

باب: د زیاتې (غنیمت، انعام) ورکولو په بیان کښې
په غنیمت کښې چه د امام دپاره کوم انعام مقرر کړې شی نفل وئيلي شی.
د ترجمه الباب شرح:

نفل خو په اصل کښې وئيلي شی حصه زانده او انعام ته او هم د دې نه تنفیل لفظ هم دې، خو دلته د نفل نه مراد غنیمت دې لکه چه د احادیث الباب نه معلومیږي، مصنف په دې باب کښې د غنائم بدر روایات ذکر کړې دي چه د هغې پوره پوره اختیار رسول الله ﷺ ته وو لکه چه مخکښې تیر شو، او د غنائم بدر په باره کښې آیت کریمه نازل شو ﴿ یسئلونک عن الانفال ﴾ چه کله په دې آیت کریمه کښې د غنائم بدر نه په نفل سره تعبیر او کړې شو نو هم د دې په اتباع کښې مصنف د غنیمت نه په نفل سره تعبیر او کړو.

[۲۷۳۷] حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَلَهُ مِنَ النَّفْلِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَتَقَدَّمَ الْفُتَيَّانُ وَلَزِمَ الْمَشِيقَةَ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوهَا، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ قَالَ الْمَشِيقَةُ: كُنَّا رِذَّةَ الْكُفْرِ لَوْ أَنَّهُمْ مَتُّوا لَفَتْنَاهُمُ إِلَيْنَا، فَلَا تَذْهَبُوا بِالْمَغْنَمِ وَتَبْقَى، فَأَتَى الْفُتَيَّانُ وَقَالُوا: جَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا قَانِزَلُ اللَّهِ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ إِلَى قَوْلِهِ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ سُورَةُ الْأَنْفَالِ آيَةٌ رَهْ يَقُولُ فَكَانَ ذَلِكَ خَيْرًا لَهُمْ فَكَذَلِكَ أَيْضًا قَاطِبِعُونِي فَأَتَى أَعْلَمُ بِعَاقِبَةِ هَذَا مِنْكُمْ.

دا بن عباس هغه روایت دي فرمائي چه نبی ﷺ دغزوه بدر په ورځ فرمائيلى ووچه چا دا دا کارونه وکړل نو دهغه دپاره دا دا انعام دي ددې په اوریدوسره ځوانان مخکښي لارل او بوداگان دجندوسره پاتې شول اوددغه ځاي نه ونه خوزیدل هرکله چه الله تعالى مسلمانانو ته فتح نصیب کړه نو بوداگانو ووثیل مونږ خو ستاسو دپاره مددگاران اودپناه ځاي وو، که چرې تاسو شکست خوړلى وي نوموړته به راجوبت شوي وې داسې نشي کيږي چه دغنیمت مال تاسو واخلي او مونږ همداسې پاتې شو نوځوانانو ونه منله اووئي ووثیل چه نبی ﷺ دا مونږ ته راکړې دې نوپه دې وخت کښې الله تعالى دامذکوره آیت نازل کړو، يعنی تپوس کوي دوى ستانه اې محمد دانفال په باره کښې ته ورته اووايه چه انفال دالله تعالى اودهغه در رسول په اختیار کښې دي تر ټولو کارهون، پورې.

د حدیث مضمون او دهغې شرح

يعنی رسول الله ﷺ په جنگ بدر کښې اعلان اوفرمايلىو چه څوک کوم کافر لره قتل کوى د هغه ټول سامان به قاتل ته ملاويږي (دا اعلان په بعض مغازی کښې شوې دې چرته چه مصلحت گنرلې شوې وو، په دې سره مقصود تشجيع وى او ترغيب، د دې دپاره چه هر سړې ښه په همت سره جنگ اوکړي، راوى وائى چه د رسول الله ﷺ د طرف نه د دې اعلان کيدو نه پس ځوانان طبقه خو وړاندې شو د قتل دپاره او بوداگان او ضعيف قسم خلق د جهنډو په خوا کښې پاتې شو د هغوى د سنبهالولو دپاره، هغوى د هغې د خوا نه لرې نه شو، پس چه کله الله پاک مسلمانانو ته فتح ورکړه نو هغه بوداگانو دا خبره اوکړه ځوانانو ته چه مونږ ستاسو اسره او مدد کونکى وو (يعنی ستاسو شاته ولاړ وو) که تاسو ته شکست شوي وې نو تاسو به واپس زمونږ خواته راتلئ، لهذا ټول غنیمت خپله مه اخلي، ځوانانو چه دا خبره واوریده نو د ورکولو نه ئې انکار اوکړو او وې ووثیل چه دا خو د رسول الله ﷺ د طرف نه زمونږ دپاره دي، نو د دې اختلاف په موقع باندې دا آیت کریمه نازل شو (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ) الى قوله (كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ بِالْحَقِّ) د (كَمَا أَخْرَجَكَ) تفسير خپله دلته په روایت کښې موجود دي چه د هغې تشریح دا ده چه بعض صحابه کرام په شروع کښې د بدر طرف ته د جنگ دپاره تلو ته تيار نه وو او دا ئې نه خوښوله، د جنگ د تيارى نه کولو د وجې نه، بلکه دا ئې غوښتل چه د قریشو په قافلې پسې لاړشى کومه چه د شام نه راروانه وه، کومې چه د ساحل لاره اختیاره کړه او بل طرف

۱: تقدربه أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۰۸۱) (صحیح)

ته روانه شوه، خو روستو چه کله جنگ اوشو او مسلمانانو ته شانداره فتح اوشوه نو بیا هغوی ته احساس اوشو چه نه په جنگ کښې زمونږ خیر او خوبی وه کوم چه په شروع کښې هغوی ناخوبنه گنړلو، نو په دې آیت کریمه « کما اخرجک ربک » کښې هم د دې بدر د واقعی سره د مال غنیمت تقسیم او عدم تقسیم لره تشبیه ورکولې شی چه اوگورئ چه څنگه رسول الله ﷺ د غنیمت په باره کښې فیصله کوی هم هغه تاسو اختیار کړئ او په خپل حق کښې ئې غوره اوگورئ او په خپله رائي باندې اصرار مه کوئ، د انجام په اعتبار هم په دې کښې خیر دې لکه چه په بدر کښې چه کوم خیز تاسو ناخوبنه گنړلو او روستو ثابته شوه چه هغه خیز ناخوبنه کیدل نه وو پکار بلکه هم په هغې کښې خیر وو. والحدیث اخرجہ النسائی قالہ المنذری.

[۲۷۳۸] (۱) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: "مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، وَمَنْ أَسْرَأَ سِيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا"، ثُمَّ سَأَى نَحْوَهُ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَثَمَ.

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ دغزوه بدر په ورځ فرمائیلی ووچه چا کوم کافر مړ کړو نودهغه دپاره دا دا انعام دې اوچاچه قیدی راوستو نودهغه دپاره دا دا انعام دې اوباقی حدیث ئې دتیرشوی روایت په شان بیان کړو. اودخالدحدیث زیات کامل دې. د دې نه په روستو روایت کښې دی « فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِالسَّوَاءِ » یعنی رسول الله ﷺ د بدر غنیمتونه د ټولو مجاهدینو ترمینځه برابر تقسیم اوفرمائیل، یعنی د سلب نه علاوه، د سلب په باره کښې خو اعلان شوې وو چه هغه به صرف د قاتل دپاره وی، د هغه نه علاوه چه کوم باقی غنیمت وو هغه بیشکه برابر تقسیم کړې شو.

[۲۷۳۹] (۲) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ بَلَّالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا بْنِ أَبِي زَابِدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ هَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ، قَالَ: فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّوَاءِ، وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَثَمَ.

داود په خپل سندسره دا روایت بیان کړي فرمائی چه نبی ﷺ یو برابر تقسیم وکړو. اودخالد حدیث زیات کامل دې.

[۲۷۴۰] (۳) حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي الْيَوْمَ مِنَ الْعَدُوِّ وَفَهَبَ لِي هَذَا السَّيْفَ، قَالَ: "إِنَّ هَذَا السَّيْفَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ، قَدْ هَبْتُ وَأَنَا أَقُولُ يُعْطَاةُ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبَلِّ بِلَايٍ قَبِينَا أَنَا إِذْ جَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ: أَجِبْ فَعُظِنْتُ أَنَّهُ نَزَلَ فِي شَيْءٍ بَعْدَ كَلَامِي فَجِئْتُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ سَأَلْتَنِي هَذَا السَّيْفَ وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ، ثُمَّ قَرَأَ: يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ

۱: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۶۰۸۱) (صحيح)

۲: انظر حديث رقم: (۲۷۳۷)، (تحفة الأشراف: ۶۰۸۱، ۱۵۶۵۸) (صحيح)

۳: صحيح مسلم/الجهاد ۱۲ (۱۷۴۸)، سنن الترمذي/تفسير الأنفال ۹ (۳۰۷۹)، (تحفة الأشراف: ۳۹۳۰)، وقد أخرجه مسند أحمد (۱۷۸/۱، ۱۸۱، ۱۸۵) (حسن صحيح)

لِلَّهِ وَالرَّسُولِ سُورَةُ الْأَنْفَالِ آيَةٌ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قِرَاءَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ.

مصعب بن سعد دخپل پلار نه روایت کوی فرمائی چه دبدر په ورځ د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم او یوه توره مې هم راوړه، ما وویل ای د الله رسول الله تعالی نن ورځ زما سینې ته د دشمن نه شفا ورکړه داتوره ماته راکړه، نبی ﷺ او فرمائیل داتوره نه زما حق دي اونه ستا ما چه دا واوریدل نو روان شوم او په روانه مې دا وویل چه دابه نن هغه چاته ورکولې شی څوک چه به زما په شان تجربه کارنه وي ما چه وکتل نواچانک د نبی ﷺ د طرف نه په ما پسې یوکس راغې چه زه ی غوښتلم راته ئې وویل چه راشه ما دا گمان وکړو کیدشي چه زما په باره کښې به څه وحی نازل شوي وي، هرکله چه زه د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم نو وئې فرمائیل تا زمانه توره غوښتلي وه داتوره الله تعالی اوس ماته راکړه اوزه ئې تاته درکوم او بیاني دا ایت اولوستو: «يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ» تراخه پوري، ابوداود وائی چه قراء: درابن مسعود نه کښې. «يَسْأَلُونَكَ عَنِ النَّفْلِ»، راغلی دی.

مضمون حدیث

«عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ» سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه فرمائی چه په جنگ بدر کښې زه رسول الله ﷺ ته د یوې توري سره حاضر شوم او عرض مې اوکړو چه یا رسول الله ﷺ یقینا الله پاک نن زما سینه یخه کړه په دشمن باندې یعنی هغوی سره په قتال کولو باندې لهذا دا توره ماته راکړې ده دې دپاره چه بیا ئې په جهاد کښې استعمال کړم، هغه او فرمائیل: دا توره نه زما ده او نه ستا ده (اصل کښې دې وخته پورې د مال غنیمت په باره کښې هیڅ قسم حکم نه وو نازل شوې او د بدر غنیمت د ټولو نه اول غنیمت دې، د غنیمت د تقسیم د آیت نزول د دې نه روستو شوې وو، نو هغه وائی چه زه د رسول الله ﷺ په جواب اوریدلو سره خالی لاس روان شوم او دا سوچ مې کولو چه «يُغْطَاهُ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبَلِّ بِلَاكِي» چه کیدې شی دا توره به یو داسې سړی ته ورکړې شی چاته چه زما په شان مشقت او محنت نه وی برداشت کړې، زه لا روان اوم په دې سوچ کښې چه هم په دې وخت د رسول الله ﷺ قاصد ماته راورسیدو چه د رسول الله ﷺ خواته لاړ شه، هغه غوښتلي ئې، نو ما سوچ اوکړو چه زما د دې وسوسې او خیال د وجې نه چه (نا مناسبه وه) زما په باره کښې به څه نازل شوې وی، خیرزه حاضر شوم، په حاضریدو باندې رسول الله ﷺ ماته او فرمائیل چه دا توره تا زما نه غوښتلي وه، هغه وخت خونه ستا دپاره وه او نه زما دپاره، خو اوس الله پاک زما دپاره کړه لهذا دا ته یوسه، او رسول الله ﷺ دا آیت کریمه تلاوت کړو «يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ» الایة... امام ابوداود فرمائی چه د ابن مسعود رضی الله عنه قراءت «يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ» دې. والحديث اخرجه مسلم مطولا بنحوه، واخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى.

بَابُ فِي نَقْلِ السَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ

په ښکر کښې بعضو ته د انعام په طور څه اضافی مال ورکولو بیان

دا خبره یو ځل مخکښې هم راغلي ده زمونږ په کلام کښې چه ډیر کرته داسې کیږي چه کوم

يو لوڼې لښکر يو ځانې ته د جهاد دپاره ځي نو په لاره کښي د هغوی نه يو مختصر جماعت د يو کلي د فتح کولو دپاره ليرلې شي، هغه جماعت د هغه کلي او علاقې د فتح کولو نه پس بيا په لښکر کښي شريک شي، نو هغه وخت قانون دا وو چه کوم غنيمت به دې سريه حاصلولو په هغه غنيمت کښي به څه حصه ثلث يا ربع اصحاب سريه ته ورکولې شو، او باقي غنيمت به د هغه لښکر طرف ته منتقل کيدلو، او بيا به په ټول لښکر باندې تقسيم کيدلو. نو دلته دوه څيزونه شو، اول دا چه اصحاب سريه ته د نفل په طور سره ورکړې شي، او بله خبره دا چه باقي غنيمت په عسکر باندې واپس کړې شي، په دې ترجمه کښي مصنف امر اول ذکر کړې دې، او د امر ثاني ذکر د څو ابوابو نه روستو مستقل په ترجمه کښي راروان دې "باب في السرية ترد على اهل العسكر" او گوري دا هغه جزء ثاني دې، کتاب باندې داسي پوهيدلې شي او هغه داسي حل کولې شي، بغير د محنت او مشقت نه د يو کتاب حل کول هم اسان نه دي، اوس حديث الباب ته گوري.

[۲۷۴۱] حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ تَجْدَةَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْطَاقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرٌ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمُ الْمَعْنَى كُلُّهُمْ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَيْشٍ قَبِيلَ تَجْدٍ وَأَبْعَثَ سَرِيَّةً مِنَ الْجَيْشِ، فَكَانَ سَهْمَانُ الْجَيْشِ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنَقَلَ أَهْلَ السَّرِيَّةِ بَعِيرًا بَعِيرًا فَكَانَتْ سَهْمَانُهُمْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ.

دا بن عمر رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله مونږ په يو لښکر کښي د نجد طرف ته او ليرلو او دخپل لښکر نه ئي څه حصه د دشمن دمقابل دپاره اوليرله اوبيا ئي دلښکر کسانو ته دولس دولس اوبښان ورکړل اودسري والا وروکي لښکر ته ئي يويواوښ اضافي ورکړو نو دهغوی په حصه کښي ديارلس ديارلس اوبښان شول.

شرح حديث

عبد الله بن عمر رضي الله عنه فرمائي چه رسول الله صلی الله علیه و آله مونږ په يو لوڼي لښکر د نجد طرف ته، او د هغه لوڼي لښکر نه ئي مختصر جماعت ويستلو سره بل طرف ته اوليرلو، په لښکر والو کښي د هر يو په حصه کښي دولس اوبښان راغلل، او اهل سريه ته يو يو اوبښ د نفل په طور ورکړې شو، په دې وجه په اهل سريه کښي د هر يو په حصه کښي ديارلس اوبښان راغلل.

تفسيه: دا حديث په صحيح مسلم کښي هم دې د دې په شرح کښي امام نووي رحمته الله عليه فرمائي چه بعض شارحينو دا خيال کړې دې چه د ټولو غانمينو په حصه کښي مجموعي طور دولس اوبښان راغلل او دا غلطه ده ځکه چه د ابوداود په بعض رواياتو کښي تصريح ده د دې خبرې چه د جيش دهر هر سري په حصه کښي دولس دولس اوبښان راغلل او اهل سريه ته د دولسو نه علاوه مزيد يو يو اوبښ په طور د نفل هم ورکړې شو. اه کذا في البذل، حديث د ترجمه الباب مطابق دې کما هو ظاهر، خو دلته بعض څيزونه بيانول پکار دي.

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۷۶۷۹)، وقد أخرجه: صحيح البخاري لفرض الخمس ۱۵ (۴۱۳۴)، والمغازي ۵۷ (۴۳۳۸)، صحيح مسلم للجهد ۱۲ (۱۷۴۸)، موطا امام مالك للجهد ۶ (۱۴)، سنن الدارمي السير ۴۱ (۲۵۲۴) (صحیح)

د سريه ابو قتاده رضي الله عنه ذکر

اول دا چه د دې سريه نوم سريه ابو قتاده رضي الله عنه دې، او دا پنځلس يا شپاړس کسان وو، او دا واقعه د شعبان ۸ هجري د فتح مکه نه مخکې ده، د سیرت په کتابونو کې لیکلې شوې دی چه دا سريه قبيله غطفان سره د مقابلې دپاره لیږلې شوې وه، دا خلق په خضره کېني اباد وو، خضره علاقه نجد کېني ده، رسول الله ﷺ د شپاړسو ملگرو سره اولیږلو، په مقابلې کېني هغوی ته فتح اوشوه، غنیمت کېني ورته دوه سوه اوبښان او دوه زره بيزې حاصلې شوې.

يو قوی اشکال او د هغې جواب

دویم دا چه په دې هم ځان پوهه کړئ چه د سیرت په کتابونو کېني دا هم لیکلې شوې دی چه دا لوڼې لښکر په څلور زره کسانو باندې مشتمل وو، په دې باندې دا اشکال کړې شوې دې چه هر کله په حاصلیدونکي غنیمت کېني اوبښان صرف دوه سوه وو نو د پوره لښکر په حصه کېني چه څلور زره کسان وو، دولس دولس اوبښان څنگه راغلل، اشکال ظاهر دې، بیا د دې اشکال دوه جوابونه ورکړې شوې دی، یو دا چه دا مقدار د غنیمت خو هغه دې کوم چه اصحاب سريه ته حاصل شوې وو د هغوی په فتح کېني او لوڼې لښکر ته که کوم غنیمت حاصل شوې وی هغه د دې نه علاوه دې لهدا دواړه غنیمتونه یوځای کولو سره د هر یو په حصه کېني دولس دولس اوبښان راغلل، او بل جواب د دې اشکال دا دې چه کوم مصنف هم وړاندې ثابت کړې دې چه په دې حدیث کېني د جیش ذکر وهم دې، لهدا د اشکال بنیاد ختم شو، اوس وړاندې په کتاب کېني خپله راځی چه دا وهم کوم راوی ته پیدا شوې دې او څوک د دې نه محفوظ پاتې شوې دی.

[۲۷۴۲] (حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: قَالَ الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قُلْتُ: وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُرَّةٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَا تَعْدِلُ مَنْ سَمِعْتَ بِمَالِكٍ هَكَذَا أَوْ نَحْوَهُ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

ابن مبارک وټیلی دی کوم روایت چه شعيب بيان کړې دې او کوم چه ابن ابی فروه بيان کړې دې دواړه د مالک بن انس دروایت درجي ته نه شی رسیدلې. دغسې یا ددې په شان خبره هغوی او کړه، ددې نه هغوی امام مالک بن انس مراد اخستلو.

شرح الحديث:

ښه په غور سره واورئ! د اولنی حدیث په سند کېني راغلې وو (حدثنا بن مسلم) د هغه نوم ولید دې او د هغې نه روستو دوه تحویلونه وو او بیا دا وو (كلهم عن شعيب بن ابي حمزة) د (كلهم) مصداق ولید بن مسلم، مبشر او حکم بن نافع دی، دا درې واړه روایت کوی د شعيب بن ابی حمزة نه او شعيب د نافع نه.

اوس په دې دویم سند کېني ولید بن مسلم وائی چه کوم حدیث به ما د شعيب نه روایت کولو هغه ما ابن المبارک ته هم بیان کړو، او هغه ته ما دا اووې چه څنگه دا حدیث

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۷۶۷۹) (صحيح)

ماته شعیب بیان کړو د نافع نه، هم دغه شان دا حدیث ماته ابن ابی فروه هم بیان کړو. (عن نافع) او د "هم دغه شان" مطلب دې د "ذکر جیش" سره، یعنی څنگه چه د شعیب بن ابی حمزه په روایت کښې ذکر جیش دې هم دغه شان د ابن ابی فروه په روایت کښې هم ذکر جیش دې نو په دې باندې ابن المبارک او فرمائل چه د کومو دوه استاذانو ته نوم اخلي یعنی شعیب او ابن ابی فروه چه د هغوی په روایت کښې ذکر جیش دې هغه برابر نه شی کیدې د مالک بن انس، یعنی مالک بن انس د دې دواړو نه ډیر اوچت دې او د هغوی دواړو په روایت کښې د جیش ذکر نشته، لهذا د ابن مبارک د کلام خلاصه دا شوه چه په دې حدیث کښې ذکر "جیش" وهم دې.

اوس چه د دې نه پس مصنف د دې روایت څومره هم طرق ذکر کړې دی چه په هغې کښې یو طریق د مالک هم دې په دې ټولو کښې ذکر "جیش" نشته، پس د محمد بن اسحاق عن نافع په روایت کښې ذکر جیش نشته او د هغې نه روستو روایت راروان دې د امام مالک او بیا د حاء تحویل نه پس د لیث چه په هغې کښې هم ذکر جیش نشته او بیا د هغې نه روستو روایت راروان دې د عیدالله عن نافع په هغې کښې هم ذکر جیش نشته، لهذا تحقیقی جواب د دې اشکال کوم چه په شروع کښې ذکر کړې شوې دې هم دا دې چه په دې روایت کښې ذکر جیش نشته.

[۲۷۴۳] (۱) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْكَلَابِيَّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً إِلَى تَجْدٍ، فَخَرَجْتُ مَعَهَا فَأَصْبْنَا نَعْمًا كَثِيرًا فَفَنَقَلْنَا أَمِيرًا نَابِعِيًّا بَعِيرًا الْكَلْبَ الْإِنْسَانِ، ثُمَّ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَ بَيْنَنَا غَنِيمَتَنَا، فَأَصَابَ كُلَّ رَجُلٍ مِائَتَيْنِ عَشْرَ بَعِيرًا بَعْدَ الْخُمْسِ وَمَا حَاسِبْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي أَعْطَانَا صَاحِبِنَا وَلَا عَابَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا صَنَعْنَا، فَكَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِائَةُ ثَلَاثَةِ عَشْرَ بَعِيرًا بِنَفْلِهِ.

دا بن عمر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله دلسکر یوه دسته دنجد طرف ته اولیرله اوزه هم په دغه دسته کښې شامل ووم مونږ په مال غنیمت کښې ډیر مال حاصل کړو او زمونږ د دستي مشر په مونږ کښې هریوکس ته یو یو زیاتی اوبښ په انعام کښې را کړو ددې نه پس چه کله مونږ نبی صلی الله علیه و آله ته راغلو نو هغه مال غنیمت په مونږ تقسیم کړو په مونږ کښې هریوکس ته دولس دولس اوبښان اورسیدل د خمس نه علاوه او زمونږ مشر چه مونږ ته یو یو اوبښ را کړې وو نبی صلی الله علیه و آله هغه په حساب کښې شامل نکړو اونه ئې زمونږ د مشر دا عمل بد او گنډلو نو په دې شان سره په مونږ کښې د هریوکس په شمول دانعام دیارلس دیارلس اوبښان اورسیدل...

[۲۷۴۴] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ وَحْدَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ، وَيزيد بن خالد بن موهب، قالوا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ الْمَعْنِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۸۴۱۵) (صحیح)

(۲) صحیح البخاري/ الخمس ۱۵، صحیح مسلم/ الجهاد ۱۲ (۱۷۴۹)، (تحفة الأشراف: ۸۲۹۳، ۸۳۵۷)، ولف آخر چه: مسند احمد (۶۲/۲، ۱۱۲، ۱۵۶)، موطا امام مالك/ الجهاد ۶ (۱۵)، دي السیر ۴ (۲۵۲۴) (صحیح)

سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ، فَعَمُوا إِلَّا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سَهْمَانَهُمَا اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا وَنَقَلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ: فَلَمْ يُغَيِّرْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دعبدالله بن عمر رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله دفوج یوه دسته دنجد طرف ته اولیرله اوپه هغوی کنبی زه هم وم اوډیر اوبنان مو په غنیمت کنبی حاصل کړل او په مجاهدینو کنبی دهریوکس په حصه کنبی دولس دولس اوبنان اورسیدل او یو یو اوبن ئی ورته په انعام کنبی ورکړو دابن مهب په روایت کنبی دا اضافه ده چه داتقسیم نبی صلی الله علیه و آله بدل نکړو.

[۲۷۴۵] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقْتُ سَهْمَانًا اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا، وَنَقَلْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا بَعِيرًا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ، عَنْ نَافِعٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَنَقَلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دعبدالله بن عمر رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله مونږ دفوج په یوه دسته کنبی دجهاد دپاره اولیرلو او په مجاهدینو کنبی دهریوکس په حصه کنبی دولس دولس اوبنان راغلل اوبنی صلی الله علیه و آله مونږ ته یو یو اوبن په انعام کنبی راکړو، ابوداود وائی داحديث برد بن سنان دنافع نه دعبيدالله په شان نقل کړې دي او ايوب هم دنافع نه همداسې نقل کړې دي لیکن په روایت کنبی داسې دي چه مونږ ته یو یو اوبن مزید ملاو شو او په دي روایت کنبی دنبی صلی الله علیه و آله ذکر نشته.

[۲۷۴۶] حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي. وَحَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُجَّاجُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ يُنْقِلُ بَعْضُ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةَ النَّفْلِ سِوَى قَسَمِ عَامَةِ الْجَيْشِ، وَالْخُمْسُ فِي ذَلِكَ وَاجِبٌ كُلُّهُ.

دعبدالله بن عمر رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نجی صلی الله علیه و آله به دفوج دستوته زیاته حصه ورکوله اودابه صرف هغوی ته ورکولې شوه نه چه ټول لښکر ته خوالبته پنځمه حصه به ترې ویستل شوه.

[۲۷۴۷] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبٌ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ يَذْرُ فِي ثَلَاثِ مِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حَفَاةٌ فَاحْمِلُهُمُ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عَرَاةٌ فَاكْسُهُمُ، اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْهُمْ"، فَقَتَعَ اللَّهُ لَهُ يَوْمَ يَذْرُ فَأَنْقَلَبُوا حِينَ أَنْقَلَبُوا، وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِحِمْلٍ أَوْ بِمِثْلَيْنِ وَاکْتَسَوْا وَشَبِعُوا.

دعبدالله بن عمر نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله دعزوه بدر په ورځ باندي ددری سوه پنځلس کسانوسره راوونو اودادعائې اوغوښتله: "اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حَفَاةٌ فَاحْمِلُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عَرَاةٌ فَاكْسُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاشْبِعْهُمْ" اي الله دا خلق پیاده دي دوی ته سورلی ورکړی دا خلق

۱: صحيح البخاري/فرض الخمس ۱۵ (۳۱۳۵)، صحيح مسلم/للجهاد ۱۲ (۱۷۵۰)، (تحفة الأشراف: ۶۸۸۰)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۱۴۰/۲) (صحيح)
۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۸۵۹) (حسن)

بريند دي دوی ته لباس ورکړی ای الله داخل وړي دي دوی ماره کړي، بیا الله تعالی مسلمانانو ته دغزوه بدریه وو باندې کامیابی نصیب کړه اودرې واپس راغلل اوپه دوی کښې هیڅ څوک داسې نه وو چه یو یا دوه اوبښان نې نه وی راوستل او ددوی سره کپړې هم وي اودوی ماره شوي هم وو.

د اصحاب بدر تعداد

﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشَرَ﴾

د حدیث مضمون خو واضح دې چه رسول الله ﷺ د جنگ بدر دپاره صرف د درې سوه او پنځلس کسانو سره وتلې وو (۱) او هغه وخت نې د الله پاک نه دا دعاگانې اوکړې چه ای الله دا ټول خلق کوم چه ما سره روان دی خپې ابله دی یعنی پیاده دی بغیر د سورلئ نه دی، پس ته هغوی ته سورلئ ورکړه، او..... ای الله دا ټول بريند دی یعنی په پوره بدن نې کپړې نشته نو ته ورته جامې ورکړه، ای الله دا اوبې دی نو ته دوی ماره کړه (د نبی د دعا قبلیدل خو یو یقیني امر دې) پس وړاندې راوی وائی چه الله پاک د خپل رسول دپاره په دې جنگ کښې فتح ورکړه، پس کله چه دوی واپس کیدل نو داسې واپس کیدل چه چا سره یو اوبښ وو د سورلئ او چا سره دوه اوبښان وو، او هم دغه شان لباس او خوراک وغیره هرڅه، په دې روایت کښې د بدریانو صحابه کرامو تعداد خو موجود دې چه د هغوی په تعداد کښې اختلاف دې کوم چه په حاشیه کښې لیکلې شوې دې او د مشرکانو تعداد زر وو او وئیلې شوې دی چه اووه سوه او پنځوس وو چه د هغوی سره اووه سوه اوبښان وو او سل اسونه. (بذل)

د حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت

دلته سوال دا دې چه د دې حدیث د ترجمه الباب سره څه مطابقت دې او د کوم یو لښکر نه دا سریه راویستلې شوې وه، جواب دا دې چه د دې توجیه دا کیدې شی چه بدر خو مدینه ته نژدې دې زیات لرې نه دې چرته چه دا جنگ شوې وو نو په دې ځان پوهه کړئ چه مدینه منوره چرته چه ډیر صحابه کرام موجود وو هغه معسکر شو او دا درې سوه پنځلس بدریان صحابه په منزله د سریه شو، خو په دې مطابقت کښې یو کمې پاتې شو چه د ترجمه الباب نه خو دا فهمیږی چه اصحاب سریه چه کوم غنیمتونه حاصل کړی د هغې بعض حصه د نفل په طور هغوی ته ورکړې شی او باقی دې په عسکر باندې تقسیم کړې شی، دلته دا دویم څیز بیا نه موندلې شو، د دې جواب دا کیدې شی چه د بدر غنیمتونه د عام غنیمتونو د حکم نه خارج دی لکه چه د دې نه مخکښې هم تیر شوې دی.

(۱) د اهل بدر په تعداد کښې روایات مختلف دی، د مسلم په یو روایت کښې درې سوه او نولس دی، او په مسند بزار کښې درې سوه او اولس او مسند احمد او بزار او طبرانی په یو حدیث کښې درې سوه او دیارلس دی، حافظ فرمائی وهو المشهور عند اهل المغازی (بذل)

باب فِيمَنْ قَالَ الْخُمْسُ قَبْلَ النَّفْلِ

دهغه چا د قول بیان چه خمس به د تقسیم نه مخکښی وېستلی شی

په محل تنفیل کښی د ائمه گرامو مذاهب

په دې ترجمه کښی چه کومه مسئله ذکر شوې ده هغه محل تنفیل دې، یعنی امام یو غازی ته په طور د نفل د حصی نه زیاتی څه ورکړی هغه به د کوم یو مال نه ورکولې شی؟ صورت حال دا دې چه اولاً به ټول مال غنیمت جمع کولې شی او د هغې نه یو خمس جدا کولې شی او اریعه اخماس جدا کولې شی، دا چه کوم اریعه اخماس دې دا په غانمین کښی تقسیمېږی، او چه کوم خمس غنیمت دې د هغې په باره کښی د قران کریم هدایت دا دې چه هغه پنځه ځایه تقسیم کړې شی: ﴿وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ چه هر کله خمس پنځه ځایه تقسیم کړې شی نو د هر یو په حصه کښی به د دې یوې حصی نه..... د دې پنځو نه خمس الخمس راځی، اوس پوهه شی چه دا نفل به ددې مالونو نه په کوم مال کښی ورکولې شی. د امام احمد مذهب دا دې چه اریعه اخماس دې او د امام مالک په نزد په خمس سره، او د امام شافعی په نزد په خمس الخمس سره، یعنی د امام چه کومه خپله حصه ده د هغې نه، او د احنافو مذهب دا دې چه که د امام د طرف نه تنفیل قبل الاحراز وی نو بیا خو په اریعه اخماس سره، او که بعد الاحراز دې نو بیا د خمس نه. (من الاوجز)

د دې ټول تفصیل پیژندلو نه پس اوس د ترجمه الباب په الفاظو کښی غور او کړی چه په دې ترجمه کښی د چا مسلک ذکر شوې دې په ظاهره د ترجمې نه دا هم فهمېږی چه په مال غنیمت کښی د خمس د راوېستلو نه پس به نفل ورکولې شی، خمس دې اول راوېستلې شی، لهذا په ظاهره کښی مطلب دا شو چه د اریعه اخماس نه به ورکولې شی کوم چه د امام احمد مذهب دې او مصنف هم حنبلی المسلك دې، علی ما هو المشهور، د دې نه روستو حدیث الباب او گوری:

[۲۷۴۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرِ الشَّامِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُسْلَمَةَ الْفَهْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُنْفِلُ الثَّلَاثَ، بَعْدَ الْخُمْسِ".

د حبيب بن مسلمة الفهري نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ به دخمس اخستلونه پس د غنیمت د مال دریمه حصه مجاهدینو ته په انعام کښی ورکوله.

[۲۷۴۹] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجَشْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُسْلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ يُنْفِلُ الرَّبْعَ، بَعْدَ الْخُمْسِ، وَالثَّلَاثَ بَعْدَ الْخُمْسِ إِذَا قُفِّلَ".

د حبيب بن مسلمة الفهري نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ به دخمس اخستلونه پس

۱: سنن ابن ماجه/الجهاد ۳۵ (۲۸۵۱)، (تحفة الأشراف: ۳۲۹۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۵۹/۴، ۱۶۰)، سنن الدارمي/المسير ۴۳ (۲۵۲۶) (صحیح)

۲: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۳۲۹۳) (صحیح)

د غنیمت د مال څلورمه حصه او دریمه حصه، کله چه به واپس کیدل مجاهدینو ته په انعام کښې ورکوله.

شرح حدیث

د دې مضمون دا دې چه د غزوه په شروع کښې اصحاب سربیه ته رسول الله ﷺ د نفل په طور د مال غنیمت ربع ورکولو د خمس د راویستلو نه پس، او د غزوه په واپسې باندې به ئې د غنیمت ثلث ورکولو هم دغه شان یعنی بعد الخمس خلاصه دا شوه چه د تلو په وخت به ئې ربع ورکولو او په واپسې کښې ثلث، د دې وضاحت دا دې چه په جیش کښې به کومه سربیه جوړولو سره په لاره باندې لیرله نو دا د سربیه لیرل که به د تلو په وخت وی او هغه سربیه به مال غنیمت حاصل کړو نو بیا خو به په هغه غنیمت کښې هغه سربیه ته د هغې ربع ورکولې شو، او که د غزوه نه په واپسې باندې دا سربیه لیرلې شوې نو په دې صورت کښې به هغه ته د غنیمت نه ثلث ورکولې شو، د نفل مقدار کښې د دې کمی زیاتې مقصد دا دې چه د تلو په وخت خو به ټول لښکر تازه وی په دې کښې مشقت کم دې ځکه چه په دې صورت کښې ربع ورکولې شی، او په واپسې کښې چونکه ټول ستړی شوی وو نو په دې کښې محنت مشقت زیات وی چه هر سړې کور ته د رسیدو په فکر کښې وی په دې وجه په دې صورت کښې د ربع په ځانې ثلث ورکولې شی. والحديث رواه ابن ماجة، قاله المنذرى.

[۲۷۵۰] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي حَسَنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَهْبٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مَكْحُولًا، يَقُولُ: كُنْتُ عَبْدًا بِمِصْرَ لِمَرْأَةٍ مِنْ بَنِي هَذِيلٍ، فَأَعْتَقْتَنِي فَمَا خَرَجْتُ مِنْ مِصْرَ وَبِمَا عَلِمْتُ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أَرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِجَازَ فَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِمَا عَلِمْتُ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أَرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الْعِرَاقَ فَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِمَا عَلِمْتُ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أَرَى، ثُمَّ أَتَيْتُ الشَّامَ فَغَرَبْتُهَا كُلَّ ذَلِكَ أَسْأَلُ عَنِ النَّفْلِ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي فِيهِ بِشَيْءٍ حَتَّى أَتَيْتُ شَيْخًا يُقَالُ لَهُ زِيَادُ بْنُ جَارِيَةَ التَّمِيمِيُّ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي النَّفْلِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْفَهْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَفْلُ الرَّبْعِ فِي الْبُدَاةِ، وَالثَّلْثُ فِي الرَّجْعَةِ".

بووېب وئیلی دی چه دمکحول نه مې اوریدلی دی چه هغه وئیل زه په مصر کښې د بنی هذیل قبیلې د یوې ښځې غلام وم نو هغې زه ازاد کړم اوزه ترهغې د مصر نه ونه وتلم ترخوچه مې دهغه ځانې علمونه نه وو حاصل کړي اوبیا زه عراق ته راغلم اود عراق نه ترهغې پورې نه تلم ترخوچه زما د علم مطابق هلته څومره علم وو هغه مانه وو حاصل کړي بیا زه شام ته راغلم او ټول شام مې اولتولو اودهرکس نه به مې د نفل متعلق تپوس کولو، داسې مې هیڅ څوک پیدا نکړل چه د نفل متعلق راته یو حدیث بیان کړي بهر حال یوکس مې پیدا کړو چه نوم ئې زیاد بن جاریه تمیمی وو ماورته ووئیل ایاتاد نفل په باره کښې څه اوریدلی دی؟ هغه ووئیل ماد حبیب بن مسلمه الفهری نه اوریدلی دی زه د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم د غنیمت د مال څلورمه حصه ئې د جهاد په ابتداء کښې او اودریمه حصه ئې په رخصتید وکښې مجاهدینو ته ورکړه.

د مکحول شامی د تحصیل علم عجیب حال

مکحول شامی کوم چه ډیر مشهور فقیه او محدث دی، په سندونو کښې هم په کثرت سره د هغوی نوم راځی، هغه خپل څه حال بیانولو چه په شروع کښ، زه د قبيله بنو هذیل د یوې زنانه په مصر کښې غلام اوم هغې زه ازاد کړم (د الله پاک په مهربانی او کرم سره او کیدې شی چه د تحصیل علم په انتظار کښې وو لکه چه وړاندې فرمائی، چه د هغې نه معلومیږی چه دې د ازادیدو سره په تحصیل علم کښې اخته شو) فرمائی چه زه د مصر نه نه یم وتلې مگر په داسې حال کښې چه په هغې کښې څه علم وو د علماء کرامو سره مگر دا چه زه په هغې باندې حاوی شوم، یعنی د هغه ځانې د ټولو علماء کرامو نه مې علم حاصل کړو، د خپلو معلوماتو په اعتبار سره، بیا حجاز ته داخل شوم او هم دغه شان مې هلته هم اوکړل په خپل خیال او په خپل علم کښ، بیا عراق ته راغلم او هلته مې هم داسې اوکړل، بیا د هغې نه روستو ملک شام ته راغلم (هلته خو ما په خپل تحصیل کښې هیڅ کسر پرینخودولو) پس په دې کښې ما چاڼر اوکړو «غرلبها» د غربال نه اخستلې شوې دې یعنی چاڼر، د دې نه روستو وائی «کل ذلک اسال عن النفل» د هر یو عالم نه به مې دا سوال کولو «که وړوکې وو که لوڼې وو) د نفل په باره کښ، په ظاهره کښې به ئې د نفل په باره کښې دا تپوس کولو چه دا چه په بعض روایاتو کښې په نفل کښې ثلث ورکول راځی او په بعض کښې ربع ورکول راځی د دې اختلاف څه تشریح ده؟ یا کیدې شی چه د مطلق نفل په باره کښې سوال دا کوی چه په بعض روایاتو په نفل کښې ثلث ورکول راځی او په بعض کښې ربع ورکول راځی د دې اختلاف څه تشریح ده، یا کیدې شی چه د مطلق نفل په باره کښې سوال کول مراد وی چه رسول الله ﷺ به سربیه ته په نفل کښې څومره مقدار ورکولو. والله تعالی اعلم بمراده

وړاندې هغه فرمائی چه یو سړی هم زما د سوال پوره جواب رانکړو تردې چه زه د یو مشر سړی سره ملاؤ شوم چه د هغه نوم زیاد بن جاریه نو ما د هغه نه هم دا تپوس اوکړو چه تا د نفل په باره کښې څه حدیث اوریدلې دې؟ نو هغه او فرمائیل: «نَعَمْ سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفَهْرِي يَقُولُ شَهِدْتُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَفَلَ الرُّبْعَ فِي الْبَدَاةِ وَالثَّلْثَ فِي الرُّجْعَةِ» دلته راتلو سره د امام مکحول رحمه الله مراد پوره شو چه هغه شیخ د نفل په باره کښې د رسول الله ﷺ د عمل تفصیل بیان کړو، تفصیل هم هغه دې کوم چه مونږ د باب په شروع کښې بیان کړې دې. والحديث أخرجه ابن ماجة بمعناه، قاله المنذرى.

باب فِي السَّرِيَّةِ تَرَدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ

باب: دهغه فوجی دستې (دې) بیان چه هغه واپس راشی اولښکر کښې ملاؤشی

[۲۷۵۱] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ هُوَ مُحَمَّدٌ بَعْضُ هَذَا. ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ مَيْسَرَةً، حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، جَمِيعًا، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۱: تفرد به أبو داود، وأعاد بعض المؤلف في الدييات (۱۵۳۱)، (تحفة الأشراف: ۸۷۸۶، ۸۸۱۵)، وقد أخرجه: سنن ابن ماجة/الدييات ۳۱ (۲۶۸۵) (حسن صحيح)

عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعَى بِنِزْمَتِهِمْ أَذْنَاهُمْ وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدُّ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مَشِدَّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ وَمُنْتَسِرِعُهُمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا دُوْعُهُ فِي عَهْدِهِ"، وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ إِسْحَاقَ الْقَوْدَ وَالْتِكَافُؤَ.

عمرو بن شعيب دخپل پلار نه اوهغه دده دنيكه نه روايت كوي فرمائي چه نبي ﷺ فرمائيلي دي دمسلمانانو ويني دسزا متعلق يو برابردي معمولي مسلمان هم امن وركولې شي اودهغه دپاره دامن معاهده پوره كول لازمي دي همدارنگي لري اوسيدونكي مسلمان هم امن وركولې شي اكر كه دده نه قريب موجود وي او ددې دمخالفينو په مقابل كښې مسلمانان ټول يوشې دي اودچاسورلي چه قوي اوتيزرفتاري وي هغه دي يوځاني اوسي دهغو سره دچاچه سورلي كمزوري وي اوكله چه دلښكر يوه دسته دمال گټلودپاره اوويستلي شي نوباقى خلق دي هم په هغې كښې شريك كړي، اونه به شي وژلي مسلمان دكافر په بدله كښې اونه زي دچانه چه لوظ اخستلې شوې وي يعنى هغه كافر دكوم نه چه جزئيه نه اخستل كيږي ياهغه كافر كوم ته چه امان وركړې شوې وي په دارالاسلام كښې اوابن اسحاق په خپل روايت كښې قود اوتكافى لفظونه نه دي ذكر كړي.

شرح حديث

په حديث كښې شپږ اجزاء ذكر شو، د هر يو جزء په مطلب باندې ځان پوهه كړئ. ۱: د ټولو مسلمانانو وينه برابر ده، شريف او وضع، د پورته قوم او ښكته قوم هيڅ فرق نشته، د نفس بدله نفس ده كه هر څوك وي. ۲: د مسلمانانو د طرف نه په پناه او امن وركولو كښې د ادنى درجې مسلمان هم كوشش كولې شي، يعنى كه د ادنى درجې مسلمان هم يو كافر ته پناه وركړي نو بيا به دا امن هر يو مسلمان تسليموي، كه ادنى د عدد په اعتبار سره وي لكه صرف يو سړي، يا د مرتبې په لحاظ سره لكه زنانه او غلام، پس د ائمه اربعه په نزد د عبد امان معتبر دي، خو د احنافو په نزد په دې شرط چه هغه ماذون فى القتال وي، يعنى د شيخين په نزد، د امام محمد په نزد دا شرط نشته، د هغه په نزد د عبد محجور عن القتال امان هم معتبر دي هم دغه شان د د زنانه امان هم د ائمه اربعه په نزد معتبر دي، په دې كښې د سحنون مالكي او ابن ماجشون اختلاف دي، عندهما يتوقف امان المراءة على اذن الامام. خو د صبي امان د جمهورو په نزد جائز نه دي البته د امام مالك په نزد جائز دي. ۳: په مسلمانانو باندې امان وركولې شي د كمې درجې والا سړي هم، په بډل كښې ليكلې دي چه په ظاهره كښې دا جمله د جمله اولي تاكيد دي، د دې نه علاوه د دې جملې بل څه مطلب زما ذهن ته رانغلو. انتهى كلامه. زه وایم: په بعض حواشی كښې ئې د دې دویم مطلب دا ليكلې دي چه د «اقصاهم» نه مراد «ابعدهم دارا» يعنى كوم مسلمان چه د دار الحرب نه ډير لري اوسيرې هغه هم كه يو كافر حربى ته امان وركړي نو هغه امان به ټول منى يعنى كوم چه «اقر بهم دارا» دي هغه به ئې هم مني. ۴: مسلمانان د يو بل معاون دي هر يو لره د بل په حق امر كښې معاونت كول پكار دي او په دې اعانت كښې امان وركول هم داخل دي، لهذا د دې رعايت هم كول پكار دي چه د هغې حكم په دريم نمبر كښې تير شوې دي. ۵: په دوى

کښې دې قوی په ضعیف باندې غنیمت راواپس کړی، قوی او ضعیف کیدل که د خپل ذات په اعتبار سره وی چه یو بوډا او یو ځوان دې، یا د سورلۍ په اعتبار سره وی چه یوه سورلۍ ډیره قوی او بله ضعیفه او کمزورې ده، د غنیمت په استحقاق کښې به ټول برابر وی. ۶: په سریه کښې تلونکې به حاصلیدونکې غنیمت هغه لښکر ته واپس کوی کوم چه په دار الحرب کښې ناست دې، هم په دې جمله کښې د ترجمه الباب مطابقت دې، په داسې موقع باندې بین السطور لیکلې شی "فيه الترجمة" دا خو اصل مسئله ده د دې د مزید تشریح ضرورت نشته، اول ذکر شوه.

مسلمان به د ذمی په بدل کښې قصاصاً قتل

کولې شی یا نه په دې کښې مذاهب ائمه

قوله: ﴿لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بَكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ﴾ د دې جملې نه مخکښې اختلافی مسئله واورئ، دا د قصاص مسئله ده، په دې باندې د ټولو اتفاق دې چه د کافر حربی په بدله کښې به مومن نه شی قتل کولې هم دغه شان په دې باندې هم اتفاق دې چه د کافر حربی په مقابلې کښې به ذمی نه شی قتل کولې، او په دې باندې هم اتفاق دې چه د ذمی په بدله کښې به ذمی قتل کولې شی خو اختلاف په دې کښې دې چه د کافر ذمی په بدل کښې به مسلمان هم قتل کولې شی یا نه؟ نو د جمهورو په نزد به نه شی قتل کولې او د احنافو په نزد به د ذمی په بدله کښې مسلمان قتل کولې شی، د احنافو په نزد د قصاص په مسئله کښې مسلمان او ذمی دواړه برابر دی.

دا حدیث د احنافو دلیل دې او څنگه؟

د دې نه پس اوس په دې ځان پوهه کړئ د دې حدیث شرح، جمهور وائی چه په دې حدیث کښې د کافر نه مراد مطلق دې که حربی وی یا ذمی وی، که یو مسلمان یو ذمی لره قتل کړی نو د جمهورو په نزد به د هغه مسلمان نه قصاص نه شی اخستلې، په دې مسئله کښې د جمهورو په نزد ټول کافر برابر دی که هغه حربی او که ذمی وی، په ظاهره کښې د جمهورو خبره صحیح معلومیږي ځکه چه په حدیث کښې ﴿بکافر﴾ مطلق ذکر شوې دې، احنافو چه د دې کوم جواب کړې دې هغه په غور سره واورئ، هغوی داسې وائی چه په حدیث کښې د ﴿بکافر﴾ نه مراد حربی کافر دې نه مطلق کافر، چه د هغې دلیل او قرینه دا ده چه وړاندې په دې حدیث کښې راځی "ولا ذو عهد فی عهده" د دې ﴿ذو عهد﴾ عطف په مومن باندې دې، د عبارت تقدیر په داسې وی "لا یقتل مومن بکافر، ولا ذو عهد فی عهده بکافر" اوس اوگورئ چه د کافر لفظ دوه ځایه راغلې دې په معطوف کښې او په معطوف علیه کښ، په معطوف کښې د کافر نه بالاتفاق کافر حربی مراد دې ځکه چه که مطلق کافر حربی مراد کړې شی نو د دې مطلب به دا وی چه ذمی به نه د کافر حربی په مقابلې کښې قتل کولې شی نه خپله د ذمی په مقابلې کښ، حال دا چه ذمی د ذمی په مقابلې کښې بالاتفاق قتل کولې شی، نو هر کله چه دا ثابتې شوه چه په معطوف کښې د کافر نه مراد حربی دې نو هم دغه شان به په معطوف علیه کښې هم د کافر نه مراد کافر حربی وی ځکه چه نحوی

[٢٧٥٢] (١) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ، حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَغَارَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْنَةَ، عَلَى إِبْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَتَلَ رَاعِيَهَا فَخَرَجَ يَطْرُدُهَا هُوَ وَأَنَاسٌ مَعَهُ فِي خَيْلٍ، فَجَعَلَتْ وَجْهِي قِبَلَ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَا صَبَا حَاةُ، ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ فَجَعَلْتُ أُرْمِي وَأَعْقِرُهُمْ فَإِذَا رَجَعُ إِلَى فَارِسٍ، جَلَسْتُ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا جَعَلْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي، وَحَتَّى الْقَوَا أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِينَ رُفْحًا وَثَلَاثِينَ بُرْدَةً يَسْتَغْفُونَ مِنْهَا، ثُمَّ أَتَاهُمْ عُبَيْنَةُ مَدْدًا فَقَالَ: لِيَقْمُ إِلَيْهِ تَقَرُّ مِنْكُمْ، فَقَامَ إِلَيَّ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمْ قُلْتُ: أَتَعْرِفُونِي قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الْأَكُوْعِ وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيَذِرُنِي وَلَا أَطْلُبُهُ فَيَقْتُلُنِي فَمَا بَرَحْتُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُلُونَ الشَّجَرَ أُولَهُمُ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، فَبَلَغَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْنَةَ، وَتَعَطَّفَ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ فَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ، فَبَلَغَنِي أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ أَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ فَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلِيتُهُمْ عَنْهُ دُوقَرِدٍ فَإِذَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمِيسٍ مِائَةٍ فَأَعْطَانِي سَهْمَ الْفَارِسِ وَالرَّاحِلِ.

اياس بن سلمه دخپل پلار سلمه بن اكوع نه روايت كوي فرمائي چه چه عبد الرحمن بن عيينه فزاري دني عليه السلام په اوبسانوباندې حمله اوكره او لوټ ئې كړل اودهغه شپونكې ئې قتل كړواوشروع شو چه شرل ئې ده پخپله هم اودده نورو ملگروهم كوم چه په اسونوسواره وو نوماخپل مخ مدينې طرف ته مخامخ كړو اوبيا ئې درې آوازونه اوكرل چه ياصباحاه (داهغه كلمه ده كومه چه دفریاد په وخت كښې وييلې شي) اوزه په دوی پسې ور پسې شوم او په غشومي ويشتل او ور پسې روان ووم او زخمي كول به مې كله چه به كومې سورلئ والا په ماڼي راوگر جیدو نوزه به د يوې ونفي شاته پټ شوم تردې پورې چه د نبی عليه السلام خومره اوبسان وو هغه مادخان نه شاته كړی. يعنی ټول مې ترې د تختولونه ازاد كړل تردې چه ديرش نيزي اوديرش خادرونه ئې اوغورزول ددې دپاره چه سپك شو او په تيخته كښې اساني پيداشي په دې وخت كښې د عبد الرحمن پلار عيينه دچانه مدد واغستو اورا ورسیدو اووئې وييل په تاسو كښې يوڅوكسان خوپه دغه سړی پسې ورشئ يعنی سلمه بن اكوع او قتل ئې كړئ، سلمه وائی په دوی كښې څلور كسان په ما پسې راغلل او غرته راوختل كله چه دومره نژدې شول چه زما آواز ئې اوریدو ماورته اووييل ايا تاسو

ما پيژنئ؟ هغوی او وئیل ته څوک یې؟ ما او وئیل ډاکووع ځوی یم زمادي قسم وي په هغه ذات باندې چاچه محمد ته عزت ورکړې دې په تاسو کښې یوکس مانه شي نیولي اونه په تاسو کښې یوکس زمانه بچ کیدې شي او په مخه به مې د نبی ﷺ اس سوارانوته کتل نو په دې وخت کښې مادنې ﷺ اسواران اولیدل چه په ونو کښې را روان وو او په ټولو کښې مخکښې اخرم اسدي وو هغه ډاکوانو دمشر عبدالرحمن سره ملاو شو عبدالرحمن چه دې اولیدو نود دواړو ترمینځه وارونه اوشول اخرم د عبدالرحمن اس قتل کړو او عبدالرحمن اخرم قتل کړو بیا عبدالرحمن داخرم په اس باندې سور شو بیا ابوقتاده د عبدالرحمن سره مقابلو شروع کړه او وارونه شروع شول د ابوقتاده اس قتل کړې شو او ابوقتاده عبدالرحمن قتل کړو بیا ابوقتاده داخرم په اس باندې سور شو او وئې زغلوو اونبې ﷺ د پنځه سوه کسانو سره ناست وو نبی ﷺ ماته دیو سور او دیوه پیاده حصه راکړه.

د غزوة الغابة قصه

دا قصه په غزوة الغابة او غزوه ذی قرد سره مشهوره ده، غایبه د یو ځانې نوم دې د احد د طرف نه د مدینې نه یو برید یعنی یو منزل په فاصله باندې، دا په کوم کال باندې پیښه شوې وه، په دې کښې اختلاف دې، ټولو سیرت لیکونکو خو دا قبل الحديیه لیکلې ده او د امام بخاری په روایت کښې قبل خیر بثلاثة ایام دې، یعنی په ۷ هجری کښ، د دې غزوه مقصد خپله په دې روایت کښې مذکور دې، د رسول الله ﷺ شل اونې د پیو والا هلته خریدلې، د سیدنا ابوذر غفاری رضی الله عنہ څوئې د هغې نگران او شپونکي وو خپله ابوذر رضی الله عنہ او د هغه بنځه هم هلته مقیم وو، عبدالرحمن بن عیینه کوم چه کافر وو (اگر چه نوم ئې اسلامی دې) د څلویښتو شهسوارانو سره په هغه اونو باندې حمله اوکړه، شپونکې ئې قتل کړو، او هغه ټولې اونې ئې بوتلې نو رسول الله ﷺ د پنځه سوه صحابه کرامو سره د مدینې منورې نه روان شو د غایبه طرف ته او سیدنا سلمه بن الاکوع رضی الله عنہ د چا منډه چه ضرب المثل وو هغه چه دا واوریدل نو د رسول الله ﷺ نه مخکښې هغه طرف ته په منډه شو او د تلو په وخت ئې د مدینې طرف ته مخ کولو سره درې کرته اواز اوکړو «یا صباحه» دا جمله د مدد طلب کولو دپاره وی، خلقو لره د خبر کولو او متوجه کولو دپاره، هغه فرمائی چه زه ډیر په قوت سره هغوی پسې اوم د غشو په ذریعه مې د هغوی سورلئ زخمی کړې، چه کله به د هغوی نه زما طرف ته څوک متوجه شو نو زه به د اونې نه شاته شوم او په غشو به مې ویشتل او وړاندې به مې منډه کړه، تردې چه د رسول الله ﷺ چه څومره اونې وې هغه ټولې شاته پاتې شوې او زه په هغوی پسې اوم، په دې منډه کښې هغه مشرکانو د ځانه روستو تقریبا دیرش څلویښت څادرې او هم په دې مقدار کښې نیزې په لاره کښې او غورځولې د بوجه د سپکولو دپاره د دې دپاره چه منډه ورته اسانه شی، اوس یو ځانې ته رسیدو سره د عبدالرحمن پلار عیینه د دې ډاکوانو د حمایت دپاره راوتلو، دا ټول ډاکوان تر اوسه پورې بې حوصلې وو او سوچ ئې دا وو چه معلومه نه ده په مونږ پسې څومره خلق شاته راروان دی، خو د عیینه په رارسیدو باندې دا خلق برابر شو او ما هم خان برابر کړو

چه کيدې شی اوس مقابله اوشی په دې وجه یکدم یوې غونډې ته اوختلم، د غره د لاندې دا ټول مشرکان راجمع ولاړ وو او زه پورته رسیدلې اوم، نو عیینه خپلو ملگرو ته اووې چه تاسو خو کسان غونډې ته اوخیژئ، پس څلور کسانو زما طرف ته رخ اوکړو او په غونډې باندې راختل، چه کله هغوی په غونډې باندې ختلو سره ماته دومره رانزدې شو چه زما اواز ئې اوریدلې شو (هم دا ترجمه ده د فلما اسمعتهم) نو ما اوس د هغوی سره خبرې اترې شروع کړې، مقصود هغوی په خبرو کښې مشغول کول وو چه رسول الله ﷺ زما طرف ته څه مدد راولیږی څنگه چه هغوی ته مدد راورسیدو او هغوی ته ئې په تیزه اووې "اتعرفونی" ایا تاسو ما پیژنئ هم چه زه څوک یم؟ هغوی ترې تپوس اوکړو چه هم ته راته اوایه ته څوک ئې، ما اووې زه ابن الاکوع یم، قسم دې په هغه ذات چا چه محمد ﷺ ته عزت ورکړې دې په تاسو کښې یو سرې هم داسې نشته چه په منډه باندې ما راوینسی، او په تاسو کښې یو سرې هم داسې نشته چه زه ئې راوینیول غواړم او هغه زما نه لار شی، سلمه فرمائی: ما هغوی سره هم دا قسم خبرې کولې (او هغوی هم په خبرو کښې مصروف کیدو سره د پورته ختلو نه منع شو) تردې چه ما د رسول الله ﷺ شهسواران اولیدل چه د اونو په مینځ کښې په منډه منډه راروان وو په راتلونکو کښې د ټولونو نه وړاندې اخرج اسدی ﷺ وو، د دې نه پس چه د دې واقعي کومه حصه باقی پاتې شوه هغه مونږ سره په "باب الرجل یسمى دابته" د لاندې تیره شوه هغه دې هلته اوکتلې شی، د هغې نه روستو بیا په دې واقعه کښې دی (ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلِئَتْهُمْ عَنْهُ ذُو قَرْدٍ) یعنی بیا زه روغ سلامت واپس کیدو سره د رسول الله ﷺ طرف ته راروان اوم نو ما اوکتل چه رسول الله ﷺ هغه چینی ته رارسیدلې وو د کوم ځانې نه چه زه په هغه ډاکوانو پسې شوې اوم یعنی ذو قرد، رسول الله ﷺ هغه وخت د پنځو سوو صحابه کرامو سره وو پس رسول الله ﷺ یوه حصه خو ماته د شهسوار راکړه او یوه ئې راته د پیاده راکړه، راجل خو په دې وجه چه راجل خو دې وو او د فارس په طریقه د نفل.

د دې حدیث د ترجمه الباب سره مناسبت داسې کیدې شی چه د کومو پنځه سوه صحابه کرامو سره رسول الله ﷺ ذو قرد ته رسیدلې وو په مدینه منوره کښې هغه خو جیش اوگنډلې شی او سلمه بن الاکوع او د هغه ملگری اصحاب سریه، او د غنیمت د عسکر طرف ته واپس کول هم دلته بیا موندلې شو چه سلمه هغه ټول سامان راوړلو او رسول الله ﷺ ته ئې پیش کړو، او سریه ته په طور د نفل ورکړې کیدل هم دلته بیا موندلې شو، لهذا د حدیث په ترجمه الباب باندې انطباق اوشو. دا قصه په صحیح مسلم کښې د دې نه په زیات تفصیل سره ذکر شوې ده. والحديث اخرجه مسلم اتم من هذا.

بَابُ فِي النَّفْلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمٍ

په غنیمت کښې د سرو زرو او سپینو زرو نه دا نعام ورکولو بیان

د ترجمه الباب تشریح

دا ترجمه الباب دقیق دې، په دې کښې دوه اجزاء دي اول دا چه ایا د امام دپاره دا جائز دی چه هغه سره زر او سپین زر په طور د نفل یو غازی ته ورکړی؟ د جمهورو په نزد جائز دی، په دې کښې د امام اوزاعی اختلاف منقول دي، د هغه په نزد په نفل کښې سره او سپین زر نه شی ورکړې کیدې، بلکه نور سامان وسله وغیره به ورکولې شی، او د ترجمه دویم جزء دې النفل من اول مغنم، د اول مغنم په مفهوم کښې اختلاف دي، صاحب د عون المعبود د دې مصداق لیکلې دي ما يحصل ابتداء بسبب الجهاد والقتال، یعنی دار الحرب ته د داخلیدو نه مخکښې په میدان جنگ کښې د جهاد او قتال په ذریعه کوم چه د مشرکینو مال حاصل وی یعنی هم هغه کوم ته چه مال غنیمت وئیلې شی هم دغه شان هغوی لیکلې دي چه دا مقابل دي د مباحات دار الحرب یعنی په دار الحرب کښې دننه څیزونه کوم چه مسلمانانو ته حاصل شوې دي د هغې د فتح کولو نه پس، او حضرت په بذل کښې د اول مغنم معنی احتمالا دا لیکلې ده: ما يحصل من الغنمة قبل القتال اذا دخل عسكر الاسلام دار الحرب فحصلت لهم غنمة من قبل ان يقاتلوا بقوة الجيش.

یعنی د کفارو هغه مال کوم چه دار الحرب ته د داخلیدو نه پس حاصل شی بغیر د قتال نه صرف د لښکر په طاقت سره، چه د هغې حاصل په ظاهره کښې مال فئ شو، او بیا وړاندې حضرت لیکلې دي چه غالباً په دې سره د اوزاعی د قول طرف ته اشاره ده پس حافظ په فتح الباری کښې د امام اوزاعی نه نقل کړې دي چه د اول غنیمت نه دې نفل ورکړې شی او نه دې ذهب او فضه د نفل په طور ورکړې شی. وخالفه الجمهور. حضرت فرمائی ظاهره دا ده چه د مصنف میلان هم په دواړو مسئلو کښې هم دې طرف ته دي، یعنی په دواړو مسئلو کښې د عدم جواز نفل یعنی لا يجوز النفل من الذهب والفضة ولا من مال الفئ... او د صاحب عون رائی دا ده چه د اول مغنم نه مراد غنیمت دي، او د مصنف میلان د مسلک جمهور طرف ته دي په دواړو مسئلو کښ، یعنی جواز نفل، د سرو او سپینو زرو نه هم او د مال غنیمت نه هم، او زما رائی دا ده کومه چه د شارحینو رائی ده او په حدیث الباب کښې د غور کولو نه هم دا معلومیږي چه د اول مغنم نه مراد هم هغه دي چه حضرت فرمائی "ما يحصل بدون القتال" یعنی مال فئ، خو د مصنف رائی دا فهمیږي چه په نفل من الذهب والفضة کښې خو د هغوی رائی د جمهورو په شان دي، یعنی جواز، او اول مغنم یعنی مال فئ کښې عدم جواز نفل، ځکه چه دا د ټولو غانمینو حق دي، خو چه هلته هر کله قتال ته خبره رانغله نو بیا د نفل څه معنی، نفل توت شجیع علی القتال دپاره ورکولې شی، او ان شاء الله د حدیث الباب نه هم دا ثابتیږي لکه چه وړاندې به راشی.

[۲۷۵۳] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ، قَالَ: أَصَبْتُ بِأَرْضِ الرُّومِ حَرَّةً حَمْرَاءَ فِيهَا دَنَائِيرُ، فِي امْرَأَةٍ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَانِي مِنْهَا مِثْلَ مَا أُعْطِيَ رَجُلًا مِنْهُمْ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا نَقْلُ إِلَّا بَعْدَ الْخُمْسِ لَا أُعْطِيَتْكَ"، لَمْ أَخَذْ يَغْرُضَ عَلَيَّ مِنْ نَصِيبِهِ فَأَيِّتُ.

د ابو الجويرية الجریمی نه روایت دی فرمائی چه د معاویه دخلافت په زمانه کښې ما په روم کښې یو سور منگي پیدا کړو چه د دینارونو نه ډک وو او په دغه وخت کښې د نبی ﷺ په صحابه کرامو کښې د بنو سلیم قبیلې یو کس چه معن بن یزید به ورته وئیلې شو زمونږ امیر وونو ما دامنگي دغه امیر ته یو پرونو هغه په ټولو مسلمانانو تقسیم کړو اود نورو کسانو د حصو په مقدار حصه ئې ماته هم راکړه، که چرې ما د نبی ﷺ دا قول نه وی اوریدلي کوم چه هغه فرمائي وو چه انعام ورکول نشته مگر پس د خمس نه، نومابه دا تاته درکړي وي او بیاني ماته خپله حصه پیش کوله خو ما ورته انکار وکړو داخستلو نه.

مضمون حدیث

ابو الجويرية فرمائی چه ماته یو ځل د سیدنا معاویه رضی الله عنه په خلافت کښې د سور رنگ گودئ (نیزکه) په روم کښې ملاؤ شوه، چه په هغې کښې دینارونه وو، او هغه وخت زمونږ امیر یو صحابی وو د قبيله بنو سلیم چه د هغه نوم معن بن یزید رضی الله عنه وو، ما هغه گودئ راوړه او هغه ته مې پیش کړه، هغه دغه دینارونه په مسلمانانو باندې تقسیم کړل او زما حصه ئې هم د هغوی برابر اولگوله یعنی ماته ئې په طریق د نفل هیڅ زیاتی رانکړل او بیا ئې ماته د معذرت په طور اووې چه که ما د رسول الله ﷺ نه دا حدیث نه وې اوریدلي، لا نفل الا بعد الخمس... نو ما به تاته ضرور څه زیاتی درکړې وې، او بیا ئې د دې نه روستو ماته د خپلې حصې نه څه پیش کول چه دا واخله نو ما ئې د اخستلو نه انکار اوکړو، معن بن یزید په عدم جواز نفل باندې د دې حدیث نه استدلال کړې دې «لا نفل الا بعد الخمس» ځکه چه د دې حدیث نه خو دا فهمیږي چه نفل د هغه مال نه وی چه په هغې کښې خمس واجب وی، او دا چه کوم مال وو د گودئ والا په دې کښې خمس نشته ځکه چه دا خو مال فئ وو خمس خو د مال غنیمت نه اخستلې شی نه د مال فئ نه، لهذا په دې کښې به نفل هم نه وی.

د حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت

مونږ پورته لیکلې وو چه د مصنف میلان (۱) په اول مغنم والا مسئله کښې د عدم جواز نفل طرف ته دې، دا خو په ظاهره ثابته شوه او ذهب او فضا والا مسئله کښې مونږ دا وئیلې وو چه په دې کښې مصنف جواز نفل قائل وو، دا بله مسئله هم په ظاهره کښې د حدیث الباب

(۱): تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۴۸۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۷۰) (صحیح)

(۲): دا چه مونږ اوئیل چه د مصنف میلان دې طرف ته دې دا په دې وجه چه د حدیث الباب نه زمونږ په نزد هم دا ثابتیږي خو مسئله چونکه اجتهدی ده په دې وجه ضروری نه ده چه د مصنف رائي دې هم دا وی، او په ترجمه الباب کښې مصنف د خپلې رائي اظهار نه دې فرمائي (۱۲).

نه ثابتېږي ځکه چه معن بن یزید په دې مال کښې د عدم نفل په سبب منحصر کړې دې په دې خبره کښې چه دا مال فئ دې مال غنیمت نه دې، معلومه شوه چه که هم دا مال د مال غنیمت نه وي نو د دې نه به ئې په طور د نفل ورکړې وي، او د دې ذهب کیدل به مانع نه وي د نفل نه، لهذا ثابت شوه چه د ذهب او فضه نه نفل ورکړې کیدې شي، زما په نزد دا د ترجمه الباب او بیا د مصنف د دې سره غرض او بیا د حدیث الباب د دې غرض سره مطابقت دا ښه ژور بحث دې، بعض تراجم په هر کتاب کښې مشکل وي، او د بخاری د تراجمو باریکي ژور والي او غموض خو مشهوره خبره ده.

دا حدیث د دې کتاب نه علاوه په صحاح سته کښې خو بل چرته هم نشته، شیخ محمد عوامه لیکلي دی په کتاب السیر للفراری کښې هم په دې متن او سند سره.

[۲۷۵۴] (۱) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

او عاصم بن کلب په خپل سند سره د تیر شوي روایت په شان روایت بیان کړې دې.

باب فِي الْإِمَامِ يَسْتَأْذِنُ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ وَلِنَفْسِهِ

د مشرکینو نه حاصل شوي مال امیر ساتلې شي

د فئ اطلاق په غنیمت باندې هم وي، په دې ترجمه الباب کښې د فئ نه غنیمت مراد دې، یعنی په مال غنیمت کښې امام د خپل ځان دپاره د څه خاص خیز انتخاب کولې شي؟ د غنیمت د حصې نه علاوه؟ جواب دا دې چه "ليس لاحد بعده صلى الله عليه وسلم" رسول الله ﷺ ته خود دې خبرې حق وو چه هغه د مال غنیمت نه يو داسې خیز چه د هغه خوښ وي اخستلې شي چه د هغې نوم سهم صفی دې، او په دې باندې وړاندې مستقل باب هم راروان دې، خود هغه نه روستو د يو امام دپاره بالاتفاق داسې اخستل جائز نه دی.

[۲۷۵۵] (۲) حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ الْأَسَدِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمُغَنِمِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ الْبَعِيرِ، ثُمَّ قَالَ: "وَلَا يَحِلُّ لِي مِنْ غَنَائِمِكُمْ مِثْلُ هَذَا إِلَّا الْخُمْسُ وَالْخُمْسُ مُرْدُودٌ فِيكُمْ".

د عمرو بن عبس رضی الله عنه نه روایت دې فرماني چه نبی ﷺ مونږ ته مونږ را کړو په داسې حال کښې چه د غنیمت یو اوښ ته ئې مخ کړې وو یعنی دسترې په شکل هرکله چه فارغ شو نو داوښ د شانه ئې یو وینسته راوویستو او بیا ئې او فرمائیل ستاسو د غنیمت نه زما دپاره ددې وینسته په برابر شي اخستل جائز نه دی مگر علاوه د خمس نه، او خمس به هم واپس په تاسو باندې خرچ کیږي.

شرح الحديث

یعنی رسول الله ﷺ یو ځل د غنیمت په اوښانو کښې یو اوښ ستره جوړ کړو او د هغه طرف ته ئې مونږ او کړو، د مونږ نه چه فارغ شو نو د اوښ د ملا نه ئې په خپل موټي کښې وینسته نیولو سره او فرمائیل چه د خمس نه علاوه زما دپاره په مال غنیمت کښې یو موټي (خیز)

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۱۴۸۴) (صحیح)

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۷۶۹) (صحیح)

اخستل هم جائز نه دی، او هغه خمس کوم چه زه اخلم نو هغه هم په تاسو باندې خړچ کولې شی، په دې حدیث کښې د خمس نه مراد خمس الخمس دې، لکه چه مخکښې تیر شو چه په کل مال غنیمت کښې خمس ویستلو سره بیا خمس لره په پنځه حصو کښې تقسیم کولې شی چه په هغې کښې یوه حصه د رسول الله ﷺ ده، لهذا د هغه حصه خمس الخمس اوشو، خو مجازا د هغې نه په خمس سره تعبیر کولې شی.

د رسول الله ﷺ دپاره به په مال غنیمت کښې درې حصې وې

خو د دې نه پس تاسو په دې باندې ځان پوهه کړئ چه د رسول الله ﷺ دپاره به په مال غنیمت کښې درې حصې وې یوهم داکومه چه پورته ذکرشوه، دویم سهم کسهم احد الغالمن، او دریم سهم صفی کوم چه په دې ترجمه الباب کښې مذکور دې نو چه کله د رسول الله ﷺ دپاره په مال غنیمت کښې درې قسم حصې وې نو بیا په دې حدیث کښې رسول الله ﷺ صرف په یو قسم حصه باندې ولې انحصار اوفرمائیلو؟ د دې جواب حضرت په بذل کښې دا ورکړې دې چه په دې روایت کښې اختصار دې، د مسند احمد په روایت کښې په دې باندې زیادت دې «ولا نصیبی معکم» یعنی یوه هغه حصه کومه چه ستاسو ټولو دپاره وې. حضرت خو په بذل کښې هم دومره لیکلې دی، خو زما په خیال کښې لا اشکال باقی دې، هغه دا چه د رسول الله ﷺ دپاره دریمه حصه هم وه یعنی سهم صفی، د دې جواب دا کیدې شی چه د سهم صفی په باره کښې دا اختلاف دې چه هغه به د رسول الله ﷺ دپاره په هر یو غنیمت کښې وو یا صرف په دې صورت کښې چه کله رسول الله ﷺ په هغه غزوه کښې خپله شریک وې، په خلاف د غنیمت د حصې نه چه هغه ستا دپاره په هر صورت کښې وې، که رسول الله ﷺ په غزوه کښې شریک نه وې بیا هم.

والحدیث أخرجه النسائی وابن ماجه من حدیث عبادة بن الصامت بنحوه، وروی ایضا من حدیث جبر بن مطعم، والعرباض بن ساریة، قاله المنذرى.

باب فی الوفاء بالعهد

معاهده پوره کول لازمی دی

[۲۷۵۶] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لُؤَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ."

دا بن عمر رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلی دی دخیانت گردپاره به دقیامت په ورځ باندې یوه جنده اودرولې شي او اواز به اوشی چه دا د فلانی د فلانی دخوي خیانت دې. تشریح: قوله: "إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لُؤَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ." (۲)

(۱): صحيح البخاري/الجزية ۲۲ (۳۱۸۸)، والأدب ۹۹ (۶۱۷۷)، والحيل ۹ (۶۹۶۶)، والفتن ۲۱ (۷۱۱۱)، (تحفة الأشراف: ۷۲۳۲)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الجهاد ۴ (۱۷۳۶)، سنن الترمذي/السير ۲۸ (۱۵۸۱)، مسند احمد (۱۴۲/۲) وأعاده المؤلف في السنة (۴۶۵۵) (صحيح)
(۲) أي هذه الهيئة الحاصلة له مجازاة غدْرته (عون).

په جهاد کښې د مشرکانو سره چل ول او د هوکه کول خو جائز دی بلکه نافع دی، او دې ته ترغیب ورکړې شوې دي، خو که د یو مشرک سره څه معاهده اوشی نو د هغې خلاف ورزی قطعاً جائز نه ده، هغه عذر دي، او په عذر باندې په حدیث کښې سخت وعید راغلي دي، پس په حدیث الباب کښې دی چه د عذر کونکي سره به په قیامت کښې دا معامله کولې شی چه هغه په کوم ځانې کښې وی هلته به یوه جهنده قائمولې شی (جهنده به په دې وجه قائم کولې شی چه خلق د هغې طرف ته متوجه کیدو سره اوگوری چه دا سرې څوک دي) او هغه وخت به دا اعلان کولې شی چه اوگوری دې سرې ته دا د فلانی څونې دي، په فلانی وخت ئې په دنیا کښې فلانې عذر کړې وو، یعنی د هغه د عذر تشهیر کولو سره به هغه رسوا کولې شی، شارحینو په دې حدیث باندې زموږ د خیال مطابق دومره لیکلي دي، خو د حضرت ګنگوهی تقریر ترمذی، المعروف بالکوکب الدری، په هغې کښې لیکلې دي چه دا غادر به په اوږد لرګی باندې کینولې شی کوم چه به د هغه په شرمگاه کښې دننه کیږي. والله تعالی اعلم بمراد الحدیث، ویونده ما فی بعض الروایات عند استه والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی، قاله المنذری.

باب فی الإمامِ یُسْتَجَنُّ بِهِ فی العُهودِ

باب په معاهدو کښې به د امام پناه حاصلولې شی

[۲۷۵۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْوَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ بِهِ".

د ابوهریره رضی الله عنه نه روایت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلى دي يقينا امام ډال دي او جنگ کيږي په ده سره يعنى دده په مشوره باندې جنگ کيږي نودده په مشوره باندې صلح کول هم پکار دي.

شرح الحدیث

د ترجمه الباب لفظ، د لفظ حدیث نه ماخوذ دي ځکه چه په حدیث الباب کښې دي (انما الامام جنة) جنة وئيلې شی ډهال ته، ډهال ذریعه او وسیله وی د دشمن د حملې نه د بچ کیدو دپاره، ځکه چه هغه په مینځ کښې حائل شی، نو د ترجمه الباب مطلب دا شو چه د امام په ذریعه باندې پناه حاصلولې شی په معاهدو او صلحو کښ، یعنی عمومی صلح بین المسلمین والمشرکین او د قتال تعلق د امام المسلمین سره دي، ظاهره خبره ده، په حکومتونو کښې چه کومې معاهدې کيږي که هغه صلح وی یا قتال وی د دې تعلق د بادشاهانو سره وی نه د رعایا سره. (انما الامام جنة یقاتل به) رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائي چه يقينا امام د ډهال په شان دي او د رعایا په حق کښې هغه د تحفظ ذریعه وی، د دشمنانو د حملې نه او د هغوی د تکلیفونو نه د بچ کیدو دپاره، وړاندې هغه فرمائي (یقاتل به ای بامره

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۳۷۸)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للجهاد ۱۰۹ (۲۹۵۷)، صحيح مسلم للإمامة (۱۸۴۱)، سنن النسائي للبيعة ۳۰ (۴۲۰۱) (صحيح)

ورایه، یعنی د مشرکانو سره په قتال کښې هم د هغه رائي چلیږي او خلقو لره د هغه په رائي باندې تلل هم پکار دی هغه چه هر څه فیصله کوي د قتال یا صلح، رعایا لره په هغې کښې موافقت کول پکار دی..... وړاندې امام ته خپله اختیار دې چه هغه ئې د چا نه مناسب او گنډې د هغه په باره کښې دې رائي او مشوره ورکړي. والحديث اخرجه البخاري ومسلم والنسائي، قاله المنذري.

[۲۷۵۸] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِيحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بُكَيْرٍ بْنُ الْأَشَجِّ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: بَعَثَنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِيَّ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحِيسُ الْبُرْدَ، وَلَكِنْ أَرْجِعُ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَأَرْجِعْ"، قَالَ: فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ، قَالَ بُكَيْرٌ: وَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كَانَ قَبْطِيًّا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا كَانَ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا يَصْلَحُ.

دحسن بن ابی رافع نه روایت دې چه ابورافع راته خبر را کړې دې فرمائیل ئې چه قريشو زه نبی ﷺ ته ولیږلم کله چه مې نبی ﷺ اولیدو نوپه زړه کښې مې داسلام سره محبت واچولې شو ماعرض اوکړو اي دالله رسوله زه دوی ته هيڅ کله واپس نه ورځم نبی ﷺ اوفرمائیل چه زه لوظ نه ماتوم اونه سفیر لره قد کوم بلکه لاړشه که چرې په ریښتیا ستا په زړه کښې هغه څه وي کوم چه ته وائی نو بیا واپس راشه ابورافع وائی زه لاړمه او بیا نبی ﷺ ته واپس راغلم اواسلام مې قبول کړو، بکیر وائی چه حسن ماته وئیلی دی چه ابو رافع یو قبطي غلام وو. ابوداود وائی دا دهغه دور خبره ده په اوس وخت کښې داسې وئیل نه دی پکار ځکه چه دصحابي تعظیم کول ضروری دی.

مضمون حدیث

سیدنا ابو رافع رضی الله عنه د خپل اسلام قبلولو واقعه بیانوی چه زه قريشو د رسول الله ﷺ په خدمت کښې لیږلې اوم، گویا هغه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې د وafd په حیثیت کښې راغلې وو، هغه فرمائی چه کله ما د هغه د مخ مبارک زیارت اوکړو نو زما په زړه کښې فوراً د اسلام حقانیت راغلو نو ما هغه ته عرض اوکړو یا رسول الله! والله زه به اوس د کفارو طرف ته نه واپس کیږم (هغوی چه د کوم کار دپاره راغلي وو هغه ترې ټول هیر شو او په هغه باندې مئین شو) رسول الله ﷺ اوفرمائیل: گوره زه لوظ نه ماتوم (چه هر چا سره وی) او نه چه د هغوی کوم قاصد او ایلچی وی، منع کوم، هغه اوفرمائیل چه دې وخت کښې ته واپس شه، پس که د تلو نه پس ستا په زړه کښې بیا هم هغه خبره اوشوه کومه چه اوس ده نو واپس شی هغه وائی چه زه هغه وخت خو لاړم او بیا موقع کتلو سره د هغه طرف ته لاړم او اسلام ئې قبول کړو، وړاندې په روایت کښې دا دی چه ابو رافع په شروع کښې قبطي غلام وو، قبط وئیلې شی قوم فرعون ته، په بذل کښې لیکلې شوې دی چه په شروع کښې دا د حضرت عباس غلام وو هغه ازاد کړې وو (په ظاهره کښې د اسلام نه مخکښې مراد دې،

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۲۰۱۳)، وقد أخرجه: سنن النسائي / الكبرى / السیر (۸۶۷۴) (صحیح)

قال ابوداود : الخ : مصنف فرمائی چه داسې قاصد د مشرکانو طرف ته واپس کولو د هغه زماني خبره وه په دې زمانه کښې مناسب نه دی. یعنی د کفارو د طرف نه راتلونکې قاصد دار الاسلام ته د رارسیدو نه پس که اسلام قبول کړی نو بیا هغه واپس کول نه دی پکار اگر چه عام قاعده او ضابطه هم دا ده چه قاصد نه دی منع کول پکار خو دا صورت مستثنی دی، او په دې صورت کښې هغه لره واپس کول صرف د رسول الله ﷺ په زمانه کښې خو جائز وه چه د رسول الله ﷺ ذات د دې رجوع زبردست محرک وو، خو د هغه نه روستو به په دې قاعده باندې عمل نه وی.

په روایت کښې دی « لا اخیس بالعهد » دا په خاء معجمه او یاء تحتانیه سره دې، د خاص یخیس معنی د نقض ده، او د دې نه روستو چه کوم لفظ دې « لا احبس البرد » دا حبس دې په معنی د منع کولو او « البرد » جمع ده د برید، قاصد او استاذې. والحديث اخرجه النسائي، قاله المنذرى.

باب فى الإمام يكون بينه وبين العدو عهداً فيسير إليه

کله چه د مشرکانو او امام تر مینځ معاهده وی نو په دې دوران کښې امام د مشرکانو علاقې ته تلې شی

[۲۷۵۹] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ التَّمَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْقَيْصِ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ رَجُلٍ مِنْ جَمِيرٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ، وَكَانَ يَسِيرُ تَحْتَ بِلَادِهِمْ حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ أَوْ بِرَدَوْنٍ، وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرَ، فَنَظَرُوا فَإِذَا عُمَرُو بْنُ عَبْسَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا يَحْلُهَا حَتَّى يَنْقَضِيَ أَمْدُهَا أَوْ يُبَدِّلَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ"، فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.

دسليم بن عامر حمیری نه روایت دې چه د معاویه رضی الله عنه او رومیانو په مینځ کښې په دې خبره باندې معاهده شوي وه چه دیو مقرر وخت پورې به جنگ نه وی او معاویه به ددغه خلقو ښارونو ته سفر کولو کله چه د معاهدي موده پوره شوه نو بیا ئې ددغه خلقو سره جنگ شروع کړو، په دې دوران کښې په عربي یا ترکی اس باندې یوکس سور راروان وو او الله اکبر الله اکبر لوظ پوره کول پکار دې دوکه نه ده پکار دا کلمات به ئې وئیل خلقو چه ورته اوکتل نودا عمرو بن عبس وو نومعاویه ده ته یوکس ورولیرلو ددې تپوس دپاره چه مونږه کومه دوکه کړي ده، هغه او وئیل مادنې ﷺ نه اوریدلی دی چه فرمائیل ئې دچاچه دیو قوم سره معاهده وي نو تر هغې پورې دي ورسره نه نوې لوظ کوي اونه دې زور لوظ ماتوي ترڅو چه موجوده معاهده نه وی پوره شوي او یا معاهده ددواړه جانبونه فسخ کړې شي، معاویه چه دا واوریدل نو ددغه خاتې نه را واپس شو.

د حدیث مضمون

یعنی سیدنا معاویه رضی الله عنه او د روم د نصاری تر مینځه عهد وو، او هغه د هغوی د ښهر طرف ته روان وو، یعنی د لوظ د پوره کیدو نه مخکښې روان وو، په دې نیت سره چه هلته په

۱: سنن الترمذي/السير ۲۷ (۱۵۸۰)، (تحفة الأشراف: ۱۰۷۵۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۱۱۱، ۱۱۳، ۳۸۵) (ج ۱) (ج ۱)

رسیدو رسیدو به د لوظ موده پوره شی نو فوراً به حمله او کړی نو د شاته نه یو سرې راغلو په اس باندې سور (برزون وئیلې شی غیر عربی اس ته، یعنی ترکی) په دې وینا او تنبیه کولو سره، الله اکبر، معاهده پوره کړئ، غدارۍ مه کوئ، چه خلقو ورته په شا اوکتل نو معلومه شوه چه ویونکې عمرو بن عبسه دې، سیدنا معاویه رضی الله عنه هغه ته په سرې لیرلو سره معلومه کړه نو هغه د رسول الله صلی الله علیه و آله حدیث بیان کړو چه رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائیلې دی "چه د چا چه د یو قوم سره معاهده وی نو هغه د عهد غوټه اوتړی نه دې پرانیزی" مراد دا دې چه په هغه معاهده کښې دې څه فرق نه راولی، دا جمله هم په دې معنی کښې استعمالیږی، د هغې د لفظ ترجمې طرف ته دې التفات نه کوی تردې چه د معاهدې موده پوره نه شی، یا دا چه معاهده ښکاره ماته کړې شی یعنی واضح طور اوئیلې شی چه مونږ دا معاهده ختموو. (علی سواء) مطلب دا دې چه د معاهدې د باقی نه پاتې کیدو په علم کښې دواړه برابر شی، یو ته د بل رائي په ښه طریقې سره معلومه شی چه اوس د بیا دپاره معاهده نه شی پریخودلې، گویا فسخ معاهده (فرج معاویه) سیدنا معاویه رضی الله عنه په دې اوریدو سره خپل ځانې ته واپس شی.

دا خو ظاهره ده چه د سیدنا معاویه رضی الله عنه مقصود عذر او د معاهده خلاف ورزی نه وه، په موده پوره کیدو باندې به ئې په هغوی باندې حمله کوله، خو دا فی الجملة احتیاط وو، د صریح عهد خلاف خو به نه وې خو وئیلې شی چه د لازم عهد خلاف به وې، ځکه د دویم فریق په ذهن کښې دا کیدې شی چه اگر چه د عهد موده پوره شوه خو زموږ خصم به د مودې د پوره کیدو نه پس د خپل مقام نه ځی. هکذا فی البذل عن القاری، خو زموږ حضرت شیخ به په سبق کښې فرمائیل چه زما په خیال کښې خو په دې کښې نقض عهد نه وو. والحديث أخرجه الترمذی والنسائی وقال الترمذی، حسن صحيح، قاله المنذری.

بَابُ فِي الْوَفَاءِ لِلْمُعَاهِدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ

د ذمی وژل سخته ګناه ده

[۲۷۶۰] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهٍ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ".

د ابوبکر رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلې دی چاچه معاهدي والا بغیر د څه وجې نه قتل کړو نو الله تعالی به په ده باندې جنت حرام کړي.

د معاهدې نه مراد ذمی، یعنی د ذمی سره وفاداری کول، د هغه د ذمی او لوظ خلاف معامله نه کول، په حدیث الباب کښې دی: کوم سرې چه یو ذمی لره بغیر د شرعی جواز نه قتل کړی نو الله پاک د هغه په قاتل باندې جنت حراموی، د دې قسم احادیث په خپل ظاهر باندې نه وی، بلکه د اهل سنت په نزد مؤول وی، مثلاً دا چه د دخول اولی نفی ده چه د هغه دپاره ئې ابتداء د جنت دخول حرام کړې دې یا به د سزا خوړلو نه پس ځی، یا دا چه په

(۱) سنن النسائی بالقسامة ۱۰ (۴۷۵۱)، (تحفة الأشراف: ۱۱۶۹۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۵، ۳۸، ۴۶، ۵۰، ۵۱)، سنن الدارمی للسير ۶۱ (۲۵۴۶) (صحیح)

مستحل باندې محمول دي، مقصود په دې سره مبالغه ده په زجر او توبيخ كښ. والله اعلم. والحدیث اخرجہ النسائی، قاله المنذرى.

باب فی الرُّسُل

د قاصدانو بیان

د رسول نه مراد قاصد او استاذي دي، د كفارو د طرف نه راتلونكي وفد، او وئیل دا غواړي چه هغه به نه شي قتل کولي اگر چه هغه کافر دي.

[۲۷۶۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ مُسَيْلِمَةُ كَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَدْ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَشْجَعٍ يُقَالُ لَهُ: سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَعِيمٍ بْنِ مَسْعُودٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ نَعِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهَا جِئْنِ قَرَأْتُكِ ابْنِ مُسَيْلِمَةَ: "مَا تَقُولَانِ أَنْتُمَا؟" قَالَا: نَقُولُ كَمَا قَالَ، قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَهْرَبْتُ أَعْنَاقَكُمْ."

سلمه بن نعيم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ دخپل پلار نعيم نه روایت کوي فرمائي چه د نبی صلی اللہ علیہ وسلم نه مي اوریدلي دي چه دمسیلمه کذاب قاصدانو ته ئي فرمائیل کله چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم دمسیلمه خط اولوستو چه تاسوپه دي باره کښي څه وائي؟ هغوی او وئیل مسیلمه چه څه وائي هغه مونږه هم وایو (یعنی دهغه نبوت منو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل په الله قسم که چرې قاصدان وژل بده خبره نه وي نو مابه ستاسو د دواړو څټونه وهلي وو.

دا حدیث د محمد بن اسحاق روایت کونکي د هغه شاگرد سلمه دي، سلمه داسې وئیلې شي چه ابن اسحاق زما نه دا روایت یو ځل نو تعلیقا بغیر د سند نه بیان کولې شي، او یو ځل سندا یعنی سند سره، پس هغه سند دلته په کتاب کښي مذکور دي.

مضمون حدیث

د حدیث مضمون دا دي چه مسیلمه کذاب چا چه د هغه په زمانه کښي د نبوت دعوی کولې شي، هغه د خپلو دواړو قاصدانو په ذریعه یو لیک د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښي اولیرلو، د حدیث راوی نعيم بن مسعود وئیلې شي چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هغه خط واوریدلو، چه په هغې کښي ظاهره ده هغه د خپل نبوت خبره لیکلې وه، نو په دې باندې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خپله د هغه دواړو قاصدانو نه تپوس او کړو چه تاسو د هغه په باره کښي څه وایئ نو هغوی جواب ورکړو چه هغوی څه وائي هغه خبره مونږه هم کوو، یعنی د هغه تصدیق کوو، نو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل چه والله که دا خبره نه وه چه قاصدان نه شي قتل کولې نو ما به ستاسو نه ستونه وهلي وي.

دا دوه قاصدان چه د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښي راغلې وو د هغوی نوم په مسند احمد کښي ابن النواحه او ابن اثال راغلي دي، د هغې الفاظ دا دي (عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: جَاءَ ابْنُ النَّوَاحَةِ وَابْنُ أَثَالٍ رَسُولًا مُسَيْلِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا: أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللَّهِ) پوره روایت په بذل کښي ذکر شوې دي.

۱: تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۶۵۰)، وقد أخرجہ: مسند احمد (۴/۸۷) (صحیح)

[۲۷۶۲] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ، أَنَّهُ أَمَى عَبْدَ اللَّهِ، فَقَالَ: مَا بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ حِنَّةٌ، وَإِنِّي مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَنِي حَنِيفَةَ فَإِذَا هُمْ يُؤْمِنُونَ بِمُسْلِمَةٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ فَجِئَ بِهِمْ فَاسْتَأْجَبَهُمْ غَيْرَ ابْنِ النَّوَاحَةِ، قَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَوْلَا أَنَّكَ رَسُولٌ لَضَرَبْتُ عَنْقَكَ فَأَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُولٍ، فَأَمَرَ قُرْظَةَ بْنَ كَعْبٍ فَضَرَبَ عَنْقَهُ فِي السُّوقِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى ابْنِ النَّوَاحَةِ فَيَبْلُغَ بِهِ السُّوقِ".

د حارثه بن مضرب نه روایت دي فرمائي چه زه عبد الله بن مسعود ته راغلم او اومي وئيل چه په عربو کښې مې دهیچا سره دشمني نشته د بنی حنیفه د جومات سره تیریدم او هلته خلقو په مسلمیه باندې ایمان راوړو نو عبد الله ابن مسعود هغوی راوغوښتل او ورته ئې او وئیل چه تاسو د ابن نواحه نه علاوه نور ټول توبه اوباسي او ابن مسعود ورته او وئیل د نبی ﷺ نه مې اوریدلی دی چه فرمائي یسې وو که چرې ته قاصد نه وې نو مابه ستا خټ وهلې وو، او ته دنن نه پس قاصد نه ئې اوبیا ابن مسعود قرضه بن کعب ته حکم او هغه ئې په بازار کښې قتل کړو او خلقوته ئې و وئیل څوک چه ابن نواحه لیدل غواړی نو بازار ته دي لاړ شي هلته مړ پروت دي.

شرح حدیث

یو سړې راغلو چه عبد الله بن مسعود ﷺ په داسې حال کښې چه کله هغه د کوفې والی وو دا اوئیل چه اوگورئ زما او اهل عرب ترمینځه څه دشمني نشته. (یعنی کومه خبره چه زه کوم د څه دشمنئ د وجې نه بلکه صحیح خبره ده) او بیا هغه دا اوئیل چه د قبيله بنو حنیفه په مسجد کښې تیر شو نو ما اولیدل د دې مسجد والا چه د مسلمیه تصدیق ئې کولو، سیدنا عبد الله ﷺ هغه سړې لیرلو راوغوښتلو، د راتلو نه پس ئې په هغوی باندې توبه ویستله نو هغوی ټولو توبه اوکړه، سوا د ابن النواحه نه، نو په دې باندې عبد الله بن مسعود ﷺ ابن النواحه او فرمائیل چه ما د رسول الله ﷺ نه واوریدل هغه او فرمائیل چه که ته قاصد نه وې نو مابه ستا ست وهلې وې، د دې نه روستو ورته عبد الله بن مسعود ﷺ او فرمائیل چه ته اوس دي وخت کښې قاصد نه ئې، او د دې نه روستو ئې ښکاره قتل کړو، او دا اعلان ئې اوکړو چه که څوک ابن النواحه لره مقتول لیدل غواړی والحديث اخرجه النسائي.

باب فِي أَمَانِ الْمَرْأَةِ

که چرې کومه ښځه مشرکه ته پناه ورکوی نو ورکولې شي

دا مسئله د دې نه مخکښې (يسعى بذمتهم ادناهم) د لاندې تیر شوې دی چه د زنانه امان معتبر دي. عند الائمة الاربعة... د سخنون او ابن ماجشون مالکیانو په نزد د زنانه امان د امام په اذن باندې موقوف دي.

۱. تفرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۱۹۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۸۴/۱)، سنن الدارمي السیر ۶۰ (۲۵۴۵) (صحیح)

[۲۷۶۳] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عِيَّاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مَخْرَمَةَ بِنْتِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ هَانِي بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّهَا أَجَارَتْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ وَأَمَّا مَنْ أَمْنْتَ".

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه ام هاني بنت ابی طالب دفتح مکې په ورځ په مشرکانو کښې یوکس ته پناه ورکړې وه او نبی ﷺ ته راغله اوقصه ئې ورته بیان کړه نبی ﷺ اوفرمائیل یقینا مونږه پناه ورکړه چاته چه تا پناه ورکړې ده او امن ورکړو مونږه هغه چاته چاته چه تا امن ورکړې دې. دام المومنین عائشې رضی اللہ عنہا نه روایت دې فرمائی چه که چرې کوي ښځې به یو مشرک ته دمسلمانانونه پناه ورکوله نوجائز به گنرلې شوه.

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمائی چه ام هاني (د سيدنا علي رضی اللہ عنہ خور) ماته بیان کړه چه ما د فتح مکه په ورځ باندې یو مشرک ته امن ورکړې وو، د دې نه روستو د رسول الله ﷺ په خدمت کښې راغلو او د دې په ذکر کښې هغه سره اوکړو نو هغه وائی چه رسول الله ﷺ اوفرمائیل چه او چاته چه تا امان ورکړې دې مونږ هم هغوی ته امان ورکړې دې. (دا خبره ئې مکرر کړه، والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي بنحوه، قاله المنذرى.

[۲۷۶۴] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَتْ الْمَرْأَةُ لِتُخْبِرَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَيَجُوزُ.

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه ام هاني بنت ابی طالب دفتح مکې په ورځ په مشرکانو کښې یوکس ته پناه ورکړې وه او نبی ﷺ ته راغله اوقصه ئې ورته بیان کړه نبی ﷺ اوفرمائیل یقینا مونږه پناه ورکړه چاته چه تا پناه ورکړې ده او امن ورکړو مونږه هغه چاته چاته چه تا امن ورکړې دې. دام المومنین عائشې رضی اللہ عنہا نه روایت دې فرمائی چه که چرې کوي ښځې به یو مشرک ته دمسلمانانونه پناه ورکوله نوجائز به گنرلې شوه.

باب فِي صَلَاحِ الْعَدُوِّ

دشمن سره د صلح کولو بیان

د ترجمة الباب شرح او د علماء گرامو مذاهب

د جهاد او قتال بابونه شروع دی، دا د باب صلح په باره کښې دی چه د دشمن سره صلح هم کیدې شی. او اصل په دې کښې د الله پاک قول دې چه مشرکان د صلح طرف ته مائل کیږي نو هغوی سره صلح اوکړي، پس د جمهورو مسلک هم دا دې چه که امام د کفارو سره په صلح کښې مصلحت اوگنډی نو صلح کولې شی، په دې کښې د بعض صحابه گرامو او تابعینو اختلاف دې لکه ابن عباس، عطاء او مجاهد وحسن بصری وغیره، دا حضرات وائی چه دا آیت منسوخ دې د سورة توبه د آیت نه ﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۰۰۵)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/ الصلاة ۴ (۳۵۷)، والجزية ۹ (۳۱۷۱)، والأدب ۹۴ (۶۱۵۸)، صحيح مسلم/ المسالين ۱۶ (۳۳۶)، موطا امام مالك/ قصر الصلاة ۸ (۲۸)، مسند احمد (۳۴۳/۸)،

۲: دي الصلاة ۱۵۱ (۱۴۹۴) (صحيح)

۳: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۹۹۸) (صحيح)

الآخر) الآية... دې ته آيت السيف هم وئيلې شي، او جمهور دا وائي چه په دې كښي نسخ وغيره هيڅ نشته، بلكه مطلب دا دې چه كه د مقابلې طاقت نه وي او مصالحت ممكن وي نو بيا مصالحت كيدې شي گڼي اصل حكم قتال او جهاد خو دې، كه د مصالحت ضرورت وي نو هغه هم كولي شي. (ابن كثير)

[۲۷۶۵] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ مَرْجٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْحَدِيثِ فِي بَعْضِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قُلْدَ الْهَدْيِ وَأَشْعُرَةَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمَرَةِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ قَالَ: وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهَا مِنْهَا بَرَكْتُ بِهِ رَاحِلَتَهُ فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا خَلَّاتِ وَمَا ذَلِكَ لَهَا بِخَلْقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْغَيْلِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ خُطَّةً يُعْطَوْنَ بِهَا حُرْمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أُعْطِيَتْهُمْ إِيَّاهَا، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوُثِّبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحَدِيثِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ، فَجَاءَهُ بَدِيلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخَزَاعِيُّ، ثُمَّ أَنَاهُ يَعْنِي عُرْوَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يَكْلِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَا كَلِمَةً أَخَذَ بِحَيْثِيهِ وَالْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ فَأَبْرَمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ، وَعَلَيْهِ الْبَغْفَرُ، فَضَرَبَ يَدَهُ بِتَغْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ: أَخْبِرْكَ عَنْ لَحْيَتِهِ فَرَفَعَهُ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: أَيْ غَدْرُ أَوْلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرِكَ، وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَبِيبَ قَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَاسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا الْإِسْلَامُ فَقَدْ قَبِلْنَا، وَأَمَّا الْمَالُ فَإِنَّهُ مَالٌ غَدْرٌ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، وَقَصَّ الْحَبْرُ فَقَالَ سَهْمٌ، وَعَلَى: أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِصَّةِ الْكِتَابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: قَوْمُوا فَأَحْرُوا، ثُمَّ أَحْلِقُوا، ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ مَهَاجِرَاتِ الْآيَةِ، فَفَنَاهُمُ اللَّهُ أَنْ يَرُدُّوهُنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَعْنِي فَارَسُلَوُافِي طَلَبِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ ثَمَرِهِمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ حَيْدًا، فَاسْتَلَّهُ الْآخَرَ فَقَالَ: أَجَلٌ قَدْ جَرَبْتُ بِهِ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرْنِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَأَمَكْنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَ الْآخَرَ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ رَأَى هَذَا دُعْرًا فَقَالَ: قَدْ قُتِلَ وَاللَّهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ: قَدْ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتَكَ فَقَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ تَجَانَى اللَّهُ مِنْهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلَ أُمِّهِ مَسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سَيْفَ الْبَحْرِ وَنَقَلَتْ أَبُو جَنْدَلٍ، فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ."

دمسور بن مخرمه ^{رضي الله عنه} نه روايت دې فرمائي چه نبی ﷺ دصلح حدیبیه په کال ۶ په دپاسه زروکسانوسره دده د ملگرونه راووتو، هرکله چه ذي الخليفة ته راورسیدل نوخپلو قربانونه ئې امیلونه واچول اوزخمې ئې کړي اودعمرې احرامونه ئې اوتړل اوحديث ئې تراخړه بیان کړو، راوي وائي چه نبی ﷺ روان شوتردې چه هغه ډیر ته اورسیدو دکوي نه چه سرې کوزیرې اومي ته داخلیرې نو دنبی ﷺ سورلی کیسناسته خلقو ورته حل حل اړوئیل (دا هغه کلمه ده چه داوښ دپاخولو دپاره استعمالیرې) لیکن قصوي اوښه پانخیدله دوه پیري نبی ﷺ اوفرمائیل قصوي خوزد اوکړو اوداددي عادت نه دې لیکن دا هغه ذات

(۱) صحیح البخاري للحج ۱۰۶ (۱۶۹۴)، والشروط ۱۶ (۲۷۳۴)، والمغازي ۳۵ (۴۱۴۸)، ن الحج ۶۲ (۲۷۷۲)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۷۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۳/۴) (صحیح)

کينولې ده چاچه دابره هاتي (کوم چه دکعبې دورانلودپاره روان وو) ايسارکړې وو اوبيا نې اوفرمائيل زمادي قسم وي په هغه ذات باندې دچا په لاس کښې چه زماروح دې که چرې دوی زمانه دکعبې دتعظيم په باره کښې هرقسم مطالبه کوي نوزه به نې منم اوبيا نې اوبنه پاڅوله او هغه پاڅيده اونبى عليه السلام دمکې والا دلاري نه يوطرف ته شو په بل طرف ته نې مخه کړه تردې چه دخديبيه په اخرکښې چرته چه په يوه کنده کښې لرې اوبه وي هلته نې قيام اوکړو اودتولونه مخکښې ورته بدیل بن ورقاء الخزاعي راغې اودهغه نه پس عروه بن مسعود سقفي راغې اودنبى عليه السلام سره نې خبرې شروع کړي دخبرو په دوران کښې به عروه باربار دنبى عليه السلام پيري له لاس وړل اومغيره بن شعبه به دنبى عليه السلام سره نزدې ولاړ وو او په لاس کښې نې توره وه اوخود نې په سر وو دعروه لاس نې دتوري په موټي باندې دیکه کړو او وني وئيل چه دنبى عليه السلام دپيري نه دې لاس لرې کړه عروه سر پورته کړو اووئي وئيل داڅوک دې خلقو ورته اووئيل مغيره بن شعبه دې عروه اووئيل اي مکاره ايا ماستاپه خيانت کښې منډې نه دی وهلي؟ او ددې خيانت قصه داسې وه چه دجاهليت په زمانه کښې مغيره دخان سره څه کسان بوتلی وو اوبيا نې مړه کړل اودهغوی مال نې لوټ کړو اوبيا دنبى عليه السلام په خدمت کښې حاضر شو او اسلام نې قبول کړو نبي عليه السلام ورته اوفرمائيل اسلام خودي مونږ قبول کړو ليکن مونږ مال نه اخلو ځکه چه دا په خيانت گتلی شوې دې، ددې نه پس مسعر تراخړه حديث بيان کړو نبي عليه السلام اوفرمائيل دامصالحه نامه اوليکئ اوداهغه مصالحت نامه وه په کومه کښې چه نبي عليه السلام دافيصله کړې وه چه هغه دالله رسول دې اوبيا نې ټوله واقعه بيان کړه سهيل ووئيل په قريشو کښې چه څوک تاته داسلام قبلولودپاره راشي نوته به نې واپس کوي کله چه مصالحت نامه تکميل شوه نو صحابه کراموته نې اوفرمائيل پاڅئ اوخپلې قربانياني ذبح کړئ او سرونه اوخروئ، ددې نه پس دمکې مکرمي يوخوزنانه وو اسلام قبول کړو

او هجرت نې اوکړو او مسلمانانوته راغلي الله تعالى ددوی دواپسئ نه منع اوفرمائيله او ددوی مهرونه کوم چه ددوی د مشرکانو خاوندانو په ذمه باندې وو هغه نې واپس کړل بياني عليه السلام مدينې ته راغې او په قريشو کښې يوکس چه په ابوبصير مشهور وو دنبى عليه السلام په خدمت کښې حاضر شو قريشو دده دواپس راوستلو د پاره دوه کسان راوليږل نبي عليه السلام ابوبصير هغوی ته حواله کړو هغوی دواړو دخان سره روان کړو چه ذوالخليفه ته اورسيدل نو هلته کيناستل اودکجورو په خوراک مشغول شول ابوبصير په دوی دواړو کښې يوکس ته اووئيل په الله مې دي قسم وي ستاداتوره خوډيره ښکلي ده اوتوره نې دهغه د ملا نه راويستله اووئي وئيل ماپه دې توره باندې ازمينبت کړې دې ماورته اووئيل ته راوړه چه زه نې اوگورم نوهغه راته راکړه نوپه هغه خپله توره نې اووهلو تردې چه يخ شو اودويم کس اوتختيدو او واپس مدينې ته راغې اوپه منډه جومات ته داخل شونبى عليه السلام اوفرمائيل دې پريدلې دې اووئي وئيل زما ملگرې قتل کړې شو اوزه به هم قتل کړې شم نو په دې وخت کښې ابوبصير راورسيدو اووئي وئيل اي دالله رسوله تاخپل لوظ پوره کړو زه دي

مشرکانوته حواله کړم خوماته الله تعالی دهغه خلقونه نجات راکړو نبی ﷺ او فرمائیل ته خو جنگ غټو که چرې دده کوم ملګري وې ابوبصیر چه دا واوریدل نوګمان نې اوکړو چه شاید نبی ﷺ مې دوباره مشرکانوته حواله کوي نو دې اووتو اود سمندر غاړې ته لاړو، څه وخت پس ابوجندل دسهیل ځوی چاچه وصلح کړې وه مسلمان شو اودصلح نه پس نبی ﷺ ته راغې، لیکن نبی ﷺ هغه واپس کړ دکافرانود صلح موافق نو هغه هم دابوبصیر سره یوځای شو تر دې چه هلته دسمندر سره دمسلمانانو یو جماعت (ډله) جمع شوه.

د صلح حدیبیه والا حدیث شرح

په دې باب کښې مصنف د صلح حدیبیه د هغه اوږد روایت ټکړه ذکر کړې ده کومه چه په بخاری کښې مفصلاً ذکر شوې ده په دې روایت کښې د اصحاب حدیبیه تعداد د زرو نه لږ شان زیات بیان کړې دې د هغوی په تعداد کښې اختلاف روایات دې کوم چه نزدې تیر شوې دې چه دیارلس سوه وو یا څوارلس پنځلس سوه، په دې روایت کښې دا دی چه رسول الله ﷺ ذوالحلیفه ته رسیدلو سره د هدی تقلید اوکړو او د اشعار او عمرې احرام نې اوتړلو..... وساق الحدیث مصنف فرمائی چه راوی پوره حدیث بیان کړو (او زه به د هغې اختصار کولو سره بعض ځایونو نه اقتباس کوم) پس په روایت کښې دې چه روان وو تر دې چه کله په دې ثنیه باندې راوړسیدو چه د هغې نه په اهل مکه باندې انسان راکوزیږي نو هلته رسیدلو سره د هغه اوښه... کیناستله، چه د هغې ظاهري سبب هیڅ په نظر راغلو خلق هغه لږه د اوچتولو دپاره اوئیل (حل، حل) او خلقو دا هم اووي (خلات القصواء) چه د رسول الله ﷺ دا اوښه نو نن جدا اوسپیږي نو هغه او فرمائیل چه دا خبره نه ده، ډډه نه کوی او نه د هغې عادت دې. (ولکن حبسها حابس القیل) بلکه خبره دا ده چه دا د تلو نه هغه ذات منع کړې ده چا چه هاتهی منع کړې دې، (د ابرهه د حملې په وخت) یعنی الله پاک (ثم قال: والذی نفسی بیده الخ) بیا هغه لږ په اوچت اواز سره دا خبره فرمائیلې ده قسم دې په هغه ذات چه د هغه په قبضه کښې زما روح دې چه نن ورځ دا مشرکین چه د کوم څیز هم زما نه تپوس کوی، یعنی شرط لگوی په صلح کښې دننه نو زه به دا شرط منظور کړم، یعنی داسې شرط چه هغې سره د هغه غرض مسجد حرام، بیت الله شریف او د الله پاک د احکاماتو تعظیم مقصود وی... او که څوک دا شرط لگوی چه هغې سره د مسجد حرام یا بیت الله یا د الله پاک د احکاماتو بې حرمتی کیږي نو هغه به نه شی منظور کولې (د بیت الله او مسجد حرام تعظیم خو به مشرکانو هم کولو او د هغې بې حرمتی به نې نه کوله، خو د هغوی تعظیم بس د هغوی د مذهب مطابق وو، (ثم زجرها فوثبت) یعنی د رسول الله ﷺ د دې خبرې کولو نه پس چه کومه اوښې هم اوریدله، هغه نې پاسوله نو په منډه روانه شوه، تردې چه په تلو تلو کښې د حدیبیه په لرې طرف کښې کوز شو په یوه معمولی شان چینه باندې، په شروع کښې ورته بدیل بن ورقاء خزاعی د اهل مکه نه راغلو، او بیا... عروه بن مسعود، عروه چه کوم وخت د رسول الله ﷺ سره خبرې کولې نو بار بار نې د هغه گیره یعنی زه نیوله لکه چه د چاپلوسی په وخت کولې شی، دې وخت کښې مغیره بن شعبه ﷺ د

رسول الله ﷺ په خوا کښې د محافظ (بادی گارډ) په طور مسلح ولاړ وو. په لاس کښې ئې توره وه او په سر باندې ئې د اوسپنې ټوپک وه، نو کله چې به عروه د رسول الله ﷺ زني مبارکې ته لاس اوړلو نو مغیره به د هغه تورې چې کومه د هغه په لاس کښې وه په دسته باندې یعنی د قبضې په طرف د هغه لاس خپې وهل او په ژبې سره به ئې هم وئیل چې د گیرې نه لاس لرې کړه، عروه ته معلومه هم نه وه چې هغه سره دا څوک ولاړ دي، د مغیره په نعل السیف وهلو سره عروه د هغه طرف ته سر اوچت کړو ﴿فقال ای غدر او لست اسمی فی غدرتک﴾ (چې په وهلو سره ورته معلومه شوه چې دا وهلو والا خو ئې خپل وراره دي نو اوس ئې لږ د خبرو همت پیدا شو) او وې وئیل ای فسادې او غداره! ایا ماته ستا د غدارۍ سزا نه ملاوېږي؟ وړاندې راوی د دې قصې وضاحت کوي چې یو ځل مغیره په زمانه جاهلیت کښې د خپلو څو ملگرو سره روان وو، په لاره کښې مغیره خپلو ملگرو لږه په دھوکې سره قتل کړل او د هغوی مال لوټ کولو سره د رسول الله ﷺ خدمت کښې حاضر شو او په اسلام کښې داخل شو نو رسول الله ﷺ او فرمائیل چې اسلام خو دې قبول دي خو دا مال د دھوکې دي د دې مونږ ته حاجت نشته ﴿فذكر الحديث﴾ مصنف چونکه اختصار کولو او د دې نه روستو چې کوم اصل په حدیث کښې ذکر دي د هغې ذکر کول مقصود نه وو نو په دې وجه ئې اووې چې ﴿وذكر الحديث﴾ چې راوی نور هم ډیر څه ذکر کړل، الغرض مشرکانو رسول الله ﷺ او صحابه کرام مکې ته د داخلیدو او د عمرې کولو نه منع کړل، او د صلح خبره ئې د هغه مخې ته کیخودله چې راروان کال تاسو د درې ورځې د عمرې کولو دپاره تشریف راوړلې شئ، او رسول الله ﷺ هم د صلح دپاره تیار شو، او علی رضی الله عنه ته ئې د صلح نامه د لیکلو دپاره او فرمائیل، او وې فرمائیل چې په شروع کښې داسې اولیکئ ﴿هذا ما قاضی علیه محمد رسول الله وقص الخبر﴾ مصنف بیا د دې نه وړاندې ټکړه حذف کړه، الغرض کله چې صلح نامه مرتب کیده او شرطونه لیکلې کیدل نو سهیل بن عمرو پکښې دا هم لیکل او غوښتل چې ﴿انه لا یتیک نا رجل وان کان علی دینک الا ردده الینا﴾ چې د صلح په موده کښې که زمونږ یو سړې ستاسو طرف ته درشی نو اگر چې هغه ستاسو په دین باندې وی د هغه به زمونږ طرف ته واپس کول ضروري وی، په اوږد حدیث کښې دی چې په دې شرط باندې صحابه کرامو ته ډیره غصه ورغله کومه چې د مسلمانانو په حق کښې ډیره سخته وه خو د رسول الله ﷺ په وینا باندې صحابه کرام خاموش شو، بیا د فقهاء کرامو تر مینځه د دې شرط په باره کښې اختلاف دي.

چې داسې شرط که د مشرکانو د طرف نه وی نو هغه وخت ئې هم قبلول جائز دی یا نه، په ائمه کرامو کښې د امام احمد په نزد خو اوس هم جائز دی، او د امام شافعی او امام مالک په نزد د کفارو داسې شرط منظور کول په هغه صورت کښې جائز دی چې کله هغه مسلمان (چاته چې واپس کولې شی) هلته یعنی په دار الحرب کښې قبیلله او خاندان وی کوم چې د هغه حفاظت کولې شی.... گینې جائز نه دی، او د احنافو په نزد د دې شرط منظور کول اوس جائز نه دی، منسوخ دی د رسول الله ﷺ د دې روایت په وجه باندې ﴿انا برئ من مسلم

بين مشركين).... فلما فرغ من قضية الكتاب... چه كله صلح نامه تياره شوه او د احصار عن العمرة تحقق اوشو نو رسول الله ﷺ خپلو اصحابو ته او فرمائيل چه كوم هدايا تاسو سره دى هغه ذبح كړئ او حلق كولو سره حلال شئ (ثم جاء نسوة مومنات مهاجرات) په دې صلح كښې چه كوم شرطونه مقرر شوې وو په هغې كښې چونكه يو شرط دا هم وو كوم چه اوس پورته تير شو چه كه ددې ځانې نه يو سړې ستاسو طرف ته لاړ شى نو هغه به واپس كوي اكر چه اسلام كښې داخل شوې وى نو د دې شرط متعلق راوى وائى چه د صلح نامې د مرتب كيدو نه پس څه زنانه د مسلمانيدو نه پس د مكې نه هجرت كولو سره دې طرف ته راغلې نواوس دلته دا مسئله وه چه دا زنانه دې واپس كړې شى يا دې نه كړې شى په دې موقع باندې د دې آيت كريمه نزول اوشو (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ) راوى وائى چه الله پاك په دې آيت كريمه كښې مسلمانان د دې خبرې نه منع كړل چه هغه دا مهاجرات د كفارو طرف ته واپس كړي او دغه شان ورته د دې خبرې حكم او كړې شو چه په مهاجراتو كښې چه كومې د خاوندانو والا دى د هغوى مېرونه دې د هغوى اولنو خاوندانو ته واپس كړې شى اوس دا چه څوك به ئې واپس كوي كه دې مهاجرې دلته د يو مسلمان سره واده او كړو نو بيا خو دې د هغه مهاجرې دا دويم خاوند هغه مهر واپس كړي، او كه واده ته خبره نه وى رسيدلې نو بيا دې د هغې د مهر په اندازه مال د بيت المال نه د هغې اولنى خاوند ته ور كړى خو دا د مهر د رد كولو مسئله عام نه ده، هم د دې صلح حديبيه سره خاص ده. كما فى بيان القرآن.

د دې آيت كريمه د نزول په سلسله كښې د علماء كرامو دوه اقوال دى، يو دا چه دا آيت كريمه ناسخ دې د صلح په شرطونو كښې د دې خاص جزء په حق كښې گويا په صلح كښې چه كوم شرط منظور كړې شو هغه د رد الى الكفار په باره كښې عام وو د رجال او نساء دواړو په حق كښې، خو دې آيت كريمه دا شرط د زنانو په حق كښې منسوخ كړو، او د سړو په حق كښې ئې باقى اوساتلو، پس مهاجر سړو لره كوم چه د صلح نه پس د مكې نه مدينې منورې ته راغلل هغوى ته رسول الله ﷺ د واپس تلو حكم او كړو لكه چه وړاندې خپله په روايت كښې راروان دى او د بعض علماء كرامو رائي دا ده چه دا آيت كريمه ناسخ نه دې بلكه دا مفسر دې او هغه د راتلو سره دا وضاحت كړې دې چه زنانه په دې شرط كښې داخلي نه دى لهذا هغوى دې واپس نه كړې شى.

دلته دوه څيزونه د تنبيه قابل دى، د يو تعلق زمونږ د كتاب د موجوده نسخې سره دې هغه دا چه زمونږ په دې نسخه كښې داسې دى چه (ثم جاء نسوة مومنات مهاجرات الابه) هغه دا چه دا جمله د (ثم) نه تر د مهاجرات پورې يا خو د راوى الفاظ دى او د هغه قول دې نو په دې باندې د الابه ليكلو مطلب څه دې؟ الابه خو هلته ليكلي شى چرته چه آيت كريمه شروع كولو سره د باقى اختصار او كړې شى دلته خو لا د آيت لفظ شروع شوې هم نه دې، لهذا داسې به وئيلې شى چه دلته د يو راوى نه يا كاتب نه په عبارت كښې سقوط

شوي دي، لهذا پوره عبارت داسې وو (ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ مُهَاجِرَاتٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٌ) الاية په اصل کښې د مهاجرات لفظ دلته په عبارت کښې دوه ځايه راغلې وو يو د راوي په کلام کښې او بل په آيت کښې نو د کاتب نظر د اول ځايي نه دويم ځايي ته منتقل شو او هغه په اول ځايي کښې الاية اوليکلو.

بل څيز قابل تنبيه دي چه په دي آيت کریمه کښې وړاندې دا دي (ثم رجع الى المدينة) لهذا د دي روايت د سياق تقاضه دا ده چه د دي مهاجرو زنانو راتلل د رسول الله ﷺ مدينې منورې ته د رسيدو نه مخکښې په حديبيه کښې يا د مدينې په لاره کښې شوې وو، حال دا چه په واقع کښې داسې نه ده، بلکه د دي نساء مهاجراتو آمد د رسول الله ﷺ مدينې منورې ته د رسيدو نه څو ورځې پس شوې وو. کذا في البذل عن الحافظ، والله تعالى اعلم

(فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ - يَغْنِي فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ - فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ) يعنى د صلح حديبيه نه څو ورځې پس ابو بصير رضي الله عنه هجرت کولو سره مدينې منورې ته راغلو، د هغه د راتلو سره د کفارو د طرف نه دوه کسان د هغه د واپس بوتلو دپاره راغلل د هغه دوه کسانو نومونه په دي روايت کښې خو نه دي ذکر شوي، په بذل کښې دي چه د يو نوم خنيس بن جابر دي او بل سړي د هغه مولى يعنى ازاد کړې شوې غلام وو چه د هغه نوم کوثر وو، رسول الله ﷺ ابو بصير دي دواړو ته حواله کړو (هم دا شرط اصل کښې ډير سخت او په مسلمانانو باندې گران وو چه هغې سره هغوى ډير غصه وو، خو رسول الله ﷺ کوم چه د خپل امت په حق کښې د مور او پلار نه هم زيات کریم او مهربانه دي د اسلام او مسلمانانو د عمومي او اجتماعي مصلحتونو ته کتلو سره دا شرط منظور کړې وو) دي دواړو سړو لا ابو بصير رضي الله عنه د مدينې منورې نه بهر ذو الحليفه ته رسولې وو، چه د څه خوراک ځکاک په نيت سره هلته کوز شو، ابو بصير رضي الله عنه د خنيس په لاس کښې چه کومه توره وه د هغې په ليدو باندې اووې چه والله ستا دا توره خو ډيره غوره ده (کم عقل خلق په خپل تعريف باندې خوشحاليرې، پس هغه په دي اوريدلو باندې فورا هغه د تيکي نه راويستله او وې ونيل چه زما دا توره ازمينستلې شوې ده، ابو بصير ورته اووې چه ته ئې ماته د کتلو دپاره راکولې شي) (فامکنه منه) پس خنيس ابو بصير ته په هغه توره باندې قدرت ورکړو، ابو بصير دا موقع غنيمت او گټه او هغه توره ئې هم په هغه باندې استعمال کړه تردې چه هغه مړ شو، په دي صورت حال کتلو سره د خنيس ملگري يعنى کوثر د مدينې طرف ته اوختيدو او په منډه منډه مسجد نبوي ته اورسيدو، رسول الله ﷺ هغه لره لرې په راتلو سره او فرمائيل (لَقَدْ رَأَى هَذَا دُعَا) چه دي سړي څه ويړه ليدلې ده، هغه راغلو او رسول الله ﷺ ته ئې بغير د تمهيد ترلو نه په ويړه ويړه اووې چه زما ملگري قتل کړې شو او زه هم قتل کيدونکې يم، په دي کښې ابو بصير هم هلته راغلو، هغه رسول الله ﷺ ته عرض اوکړو چه الله پاک ستاسو لوظ خو پوره کړو او اوس تاسو گويا بري الذمه شوي ما لره د هغوى طرف ته په واپس کولو باندې، بيا الله پاک ماته په خپل فضل سره د مشرکانو نه خلاصې راکړو (د هغه مقصد دا وو چه رسول الله ﷺ ماته اوس په مدينه کښې د پاتې کيدو اجازت راکړي خو

چونکه رسول الله ﷺ دا د صلح خلاف گنډله او د هغه دا راښی نه وه هم په دې وجه نه د هغه په خبره اوریدو او فرمائیل **(وَبَلَّ أَنَّهُ مَسْغَرٌ خَزْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَخَذٌ)** (مسعر بضم المیم اسم فاعل هم کیدی شی او بکسر المیم اسم الهم کیدی شی، رسول الله ﷺ د ابو بصیر رضی الله عنه په باره کښی فرمائی چه د هغه دا خبره اور گرمونکې ده، یعنی که ابو بصیر واپس نه کړې شو نو مشرکانو کښی به اشتعال پیدا شی، دا خبره خو د هغه په صلح او مصلحت باندې بناء وه، او بله خبره د ابو بصیر سره د همدردی په طور نه د جملہ ارشاد او فرمائیلہ: **(لو کان له احد ارمان چه د ابو بصیر رضی الله عنه دې وخت کښی څوک ناصر او مددگار وې، راوی وائی چه کله ابو بصیر د رسول الله ﷺ دا جملہ واوریده نو هغه پوهه شو چه رسول الله ﷺ به ما واپس کوی، پس ابو بصیر رضی الله عنه د مدینې نه راوتلو او د راوتلو نه پس د سمندر په ساحل باندې اوسیدلو)** **(وینقلت ابو جندل)** د ابو بصیر نه پس ابو جندل رضی الله عنه یو صحابی اسلام قبولولو سره د اويا شهسوارانو سره د مکې نه دې طرف ته راغلل او مدینې ته د راتلو په ځانې د ابو بصیر سره دیره شو، هم دغه شان وخت په وخت خلقو د مکې نه اسلام قبولولو او هجرت کولو سره دلته د سمندر په غاړه باندې دیره کیدل او راوی وائی چه د هغوی یو برابر جماعت جوړ شو، په بذل کښی د سهیلی نه نقل دی چه هغه لیکلی دی چه د دې خلقو تعداد درې سوو ته اوسیدو، او دا خلق مدینې ته په دې وجه نه راتلل چه که هلته لاړ شو نو د صلح مطابق به واپس کولې شو دا ساحلی علاقه چرته چه دا خلق پاتې کیدل د کفار قریش د قافلو د تیریدو لاره وه، چه کله هغوی د مکې نه شام او د شام نه مکې ته د تجارت دپاره تلل، دې خلقو سره خو ظاهره ده چه د خوراک ځکاک دپاره هیڅ هم نه وو، او د مسلمانانو دپاره د کافر حربی مال حلال دې په دې وجه به هغوی دا قافلې لوټ کولې، چه کله دا صورت حال پیدا شو نو قریش مکه رسول الله ﷺ ته د الله پاک او خپلولی واسطه ورکړه چه تاسو دا هلک خپل طرف ته راوبلئ او د بیا دپاره چه څوک هم د دې ځانې نه مدینې ته ځی هغه به په امن وامن سره هلته اوسیدو هغه دې واپس نه کړې شی، پس رسول الله ﷺ ابو بصیر رضی الله عنه پسې سرې اولیږلو چه تاسو ټول دلته راشئ، پس هغوی ټول مدینې منورې ته راغلل، په یو روایت کښی دی چه رسول الله ﷺ ابو بصیر رضی الله عنه ته خپل خط اولیږلو، قاصد چه کله هغه ته خپل خط یوړلو نو هغه په خپل اخری وخت کښی وو، لیکي چه کله هغه وفات کیدو نو د رسول الله ﷺ خط د هغه په لاس کښی وو، ابو جندل رضی الله عنه ابو بصیر رضی الله عنه له هم هلته دفن کړو او د هغه قبر سره نزدې نه یو مسجد هم جوړ کړو. (بذل)

دا حدیث طویل مفصلا په بخاری کښی په کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد کښی ذکر شوی دې. والحديث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی مختصراً ومطولاً، قاله المنذرى.

[۲۷۶۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ الْمُسَوِّبِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُمْ اصْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سَنِينَ، يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَعَلَى أَنْ يَبْنِئَا عِيبَةً مَكْفُوفَةً وَأَنْ لَا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ.

د مسور بن مخرمه ^{رضي الله عنه} نه روایت دي فرمائی چې قريشو په دې خبره مصالحت کړي ووجه لس کاله به جنگ نه وي خلق به په دې موده کښې په امن وي او د ټولو زړونه به یو بل ته پاک وي اونه به پټه غلاوي اونه ښکاره.

یعنی په حدیبیه کښې چې کومه صلح شوې وه هغه د لسو کالو دپاره وه چې په راتلونکو لسو کالو دپاره به ټول خلق مسلمانان او مشرکان په امن او سکون سره اوسېږي، او داسې شوې وه چې خلق به د دې صلح په زمانه کښې د کپړو د یو محفوظ پنډوکی په شان اوسېږي، شارحین وائی چې دا کنایه ده د قلوب صافیې نه، او د دویمې جملې په مطلب کښې یو قول دي «اسلال» نه مراد ښکاره حمله کول (الغارة الشهيرة) او د «اغلال» معنی السرقة الخفيفة، خفیه طور باندې غلا او یو تفسیر داسلال سرقه ده، او د اغلال په خیانت سره کړې شوې دي او یو تفسیر د اسلال، سل السیوف او د اغلال لبس الدروع سره کړې شوې دي.

[۲۷۶۷] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: مَالَ مَكْحُولٍ، وَابْنُ أَبِي زَكْرِيَاءَ، إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَمِلْتُ مَعَهُمَا، فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ: قَالَ جُبَيْرٌ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مَخْبَرٍ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عَنِ الْهَدَنَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "سَتَصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا آمِنًا وَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ".

د حسان بن عطیه نه روایت دي فرمائی چې مکحول او ابن ابی زکریا دخالد بن معدان طرف ته روان شول اوزه هم ورسره روان شوم نوموړې ته ئې دجبیر بن نفیر نه حدیث بیان کړو چې جبیر وویل: ذی مخبر صحابی ته مې بوختی نوچه مونږ ورغلو، نو جبیر ترې تپوس وکړو دصلح متعلق هغه وویل چې دنبی ^{صلی الله علیه و آله} نه مې اوریدلې دی چې فرمائیلې ئې وو، زرده چې تاسو به درومیانوسره داسې صلح وکړئ چې امن به وي او اندیښنې به ختي شي اوبیا به تاسو او هغوی یوځانې شی او دبل دشمن سره به جنگ وکړئ.

شرح الحديث

حسان بن عطیه روایت کوی چې یو ځل مکحول شامی او ابن ابی زکریا، د خالد بن معدان خواله روان وو نو زه هم د هغه سره شوم، چې کله هلته اورسیدو نو هغه مونږ ته د جبیر دا واقعه رانقل کړه چې یو ځل جبیر مونږ ته اووې (یعنی خالد) چې مونږ سره ذی مخبر صحابی ته لاړ شی، پس مونږ هغه ته لاړو، د رسیدو نه پس جبیر د هغه صحابی ذی مخبر نه تپوس اوکړو د هدنة په باره کښې (په ظاهره کښې جبیر بن نفیر ته به د چا نه خبر ملاؤ شوې وی چې دا ذی مخبر صحابی د هدنة په باره کښې یو مرفوع حدیث بیانوی د دې دپاره د هغه خواته د براه راست اوریدلو دپاره لاړو) په دې باندې ذی مخبر ^{رضي الله عنه} او فرمائیل چې ما د رسول الله ^{صلی الله علیه و آله} نه اوریدلې دی هغه او فرمائیل «سَتَصَالِحُونَ الرُّومَ صَلَاحًا آمِنًا وَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ» رسول الله ^{صلی الله علیه و آله} صحابه کرامو ته خطاب کولو سره او فرمائیل چې تاسو یعنی

۱: سنن ابن ماجه للفتن ۳۵ (۴۰۸۹)، (تحفة الأشراف: ۳۵۴۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۹۱/۴، ۱۰۹/۵) وياتي عند المؤلف في الملاحم برقم (۴۲۹۳) (صحيح)

مسلمانان به په اخر زمانه کښې د روميانو سره صلح کوي ډير د امن والا صلح، بيا به تاسو هغوی سره يوځاني کيدو باندې د دشمن سره جنگ کوي.

دا حديث بعينه هم په دې سند او متن سره په دې باندې زيادت سره په کتاب الملاحم کښې راوړان دي، چه د هغې په اخر کښې دا هم دی چه کله مسلمانان او نصاری فتح کولو سره لوټ مار کوي نو په واپسې کښې به يو نصرانی صليب لره او چتولو سره وائی چه « غلب الصليب » په دې باندې به مسلمانانو ته غصه راشی او زبردست جنگ به شروع شی چه د هغې نوم « الملحمة الكبرى » دي.

مصنف دا حديث په باب فی صلح العدو کښې جواز صلح مع العدو باندې د دليل په حيثيت سره راوړې دي، په دې باندې طالب علمانه نقد دا کيدې شی چه دا حديث د فتن د رواياتو نه دي، او د اخبار ما سيقع د قبيل نه دي، گویا د رسول الله ﷺ د طرف نه يوه پيشن گوئی شوې ده خو داسې واقعات کوم چه په احاديثو کښې ذکر شوې دي د کومو د وقوع چه رسول الله ﷺ خبر ورکړې دي، هغه د جواز يا عدم جواز دليل نه شی جوړولي کيدې، والله تعالى اعلم. د دې جواب دا کيدې شی چه دا خو صحيح ده چه اخبار د عما سيقع والا رواياتو نه په جواز باندې استدلال صحيح نه دی، خو دلته د دې روايت نه استدلال داسې صحيح دي چه رسول الله ﷺ د دې خبرې خبر ورکوي چه په اخر زمانه کښې څه وخت دا خبره راپيښه شی چه د هغه وخت ټول مسلمانان به د نصاری سره مصالحت کوي او په بل حديث کښې ارشاد دي چه د دې امت اتفاق په ناحقه خبره باندې نه کيږي، په دې حيثيت سره دا روايت په جواز باندې دال کيدې شی هسې د نفس مصالحت جواز خو په آيت کریمه او نورو احاديثو نه ثابت دي. والحديث اخرجه ابن ماجة، قاله المنذرى.

بَابُ فِي الْعَدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غِرَّةٍ وَيُتَشَبَّهُ بِهِمْ

د دشمن سره د چل کولو نه پس د جنگ کولو بيان

يعنی دشمن لره په شک کښې اچولو سره هغوی لره د غفلت په حالت کښې ليدلو سره ناڅاپه حمله کول، مقصود د دې جواز بيانول دی، ځکه چه دا د عذر د قبيلې نه نه دي بلکه الحرب خدعة د قبيل نه دي.

[۲۷۶۸] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَغَبَ بِنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَامَ مُحَمَّدٌ بْنُ مُسْلِمَةَ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَجِبُ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأَذِنَ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ: نَعَمْ قُلْ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا الصَّدَقَةَ وَقَدْ عَنَّا قَالَ: وَأَيْضًا لَمَلَّنَهُ قَالَ: اتَّبَعْنَاهُ فَتَعَنُّ نَكَرَهُ أَنْ نَدْعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيْ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ نُسَلِّفَنَاهُ وَسَقْنَا أَوْ وَسَقَيْنَ قَالَ كَعْبٌ: أَيْ شَيْءٍ تَرَاهُنُونِي؟ قَالَ: وَمَا تُرِيدُ مِنَّا؟ قَالَ: نَسَاءُكُمْ، قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ أَلَمْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ! تَرَاهُنَّكَ نِسَاءً فَإِذَا كُنَّ ذَلِكَ عَارًا عَلَيْنَا قَالَ: فَتَرَاهُنُونِي أَوْلَادَكُمْ؟ قَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ يُسَبُّ ابْنُ أَحَدِنَا فَيَقَالُ رُهْنَتُ بَوَسْقٍ أَوْ وَسَقَيْنَ قَالُوا: تَرَاهُنَّكَ اللَّامَةَ يُرِيدُ السَّلَامَ قَالَ: نَعَمْ فَلَمَّا أَتَاهُ نَادَاهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَهُوَ

۱: صحيح البخاري للرمي ۳ (۲۵۱۰)، والجهاد ۱۵۸ (۳۰۳۱)، والمغازي ۱۵ (۴۰۳۷)، صحيح مسلم للجهاد ۴۲ (۱۸۰۱)، (تحفة الأشراف: ۲۵۲۴)، وقد أخرجه: سنن النسائي/الكبرى (۸۶۴۱) (صحيح)

مُتَطَلِّبٌ يَنْضَحُ رَأْسَهُ، فَلَمَّا أَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ وَقَدْ كَانَ جَاءَ مَعَهُ بَنَفَرٌ ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ قَدَّكَرُوا لَهُ، قَالَ: عِنْدِي فُلَانَةٌ وَهِيَ أَكْظَرُ نِسَاءِ النَّاسِ قَالَ: تَأْذُنُ لِي فَأَشْمُ قَالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَلَمَّا اسْتَمَكَّنَ مِنْهُ قَالَ: دُونَكُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ."

د جابر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل چې څوک به کعب بن اشرف مړ کړي یقیناً هغه الله او رسول ته تکلیف رسولې دې؟ نو محمد بن مسلمه پاخیدو او اوښي وئیل چې زه ای دالله رسوله، ایاته غواړی چې قتل ئې کړم؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل هو هغه او وئیل چې اجازت راته وکړه چې څه چل جوړ کړم نو ورته ورغی او ورته ئې او وئیل چې دا سړې یعنی محمد زموږ نه صدقات غواړی او مونږ د مشکلاتو سره مخامخ کوي هغه ووئیل تاسو به نور هم پریشانې شي، محمد بن مسلمه ووئیل مونږني تابع داري کړي ده اوس یې هومره نشو پرېښودلې ترڅو چې مونږ ته دده عاقبت نه وی معلوم شوي، مونږ دا اراده کړې وه چې ته مونږ ته یو وسق یادوه وسقه خوراک قرض را کړي، کعب ووئیل څه شي به راسره گانړه کړئ؟ محمد بن مسلمه ورته ووئیل ستا څه خوښ دي؟ کعب ووئیل خپلې ښځې راسره گانړه کړئ دوی ورته ووئیل سبحان الله ته خوپه عربو کښې ډیر ښکلي سړې ئې اوداسې کچه خبره کوي که چرې مونږ درسره ښځې گانړه کړو نو دا خوپه زموږ دپاره پیغور وي او شرم وي کعب ووئیل نویا راسره خپل اولاد گانړه کړئ محمد بن مسلمه ووئیل چې اولاد موکله لوي شي نو خلق به ورته پیغور ورکوي چې ته خو هغه سړې ئې چې په یو وسق باندي گانړه شوي وي مسلمانانو ورته ووئیل چې خپله اسلحه به درسره گانړه کړو کعب ووئیل تیک ده، دوی ورغلل او آواز ئې ورته وکړو کعب چې راغې نو خوشبوني لگولي وه اودسر نه ئې اوبه خڅیدلي نو محمد بن مسلمه ورسره کیناستو او درې یا څلور کسان ئې هم دخان سره بوتلی وو، دوی ورته دده د خوشبو او اوبو خڅیدو خبره ذکر کړه نو هغه ووئیل چې زما سره فلانې ښځه ده او هغه په ټولو ښځو کښې ډیره خوشبوداره گرځي محمد بن مسلمه ورته ووئیل چې اجازت وی نو سربېره دي بوئی کړم؟ هغه ووئیل تیک ده نو محمد بن مسلمه دهغه په سرلاس کینښودو، بیاني دوباره داسې وکړل چې کله ئې قابو کړو نو خپلو ملگرو ته ئې اشاره وکړه چې څه ته انتظار کوئ چنانچه دوی کعب بن اشرف ووهلو تردې چې مړ شو.

د کعب بن اشرف یهودی د قتل قصه

په دې باب کښې مصنف د کعب بن اشرف د قتل واقعه بیان کړې ده، کعب بن اشرف یو مشهور یهودی وو او شاعر قسم سړې وو، خو لوړ دنگ او د وجود نه برابر، ډیر ضرری قسم انسان وو، د رسول الله صلی الله علیه و آله بدی به ئې بیانوله، او د رسول الله صلی الله علیه و آله خلاف به ئې کفار قریش راپاسول، خپله په دې حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائی: (فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ) بهر حال د مضمون روایت داسې دې چې یوه ورځ رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل چې په تاسو کښې څوک سړې شته چې کعب بن اشرف قتل کړی؟ او داسې اراده او کړې؟ په دې باندي محمد بن مسلمه رضي الله عنه او دریدو او عرض ئې او کړو یا رسول الله صلی الله علیه و آله زه دا کار کولې شم، ایا تاسو هم دا غواړئ چې هغه دې قتل کړې شی؟ رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل او هغه عرض او کړو چې

که داسې وی نو بیا دې ماته د څه دروغو رشتیا وئیلو اجازت راکړې شی (یعنی هغه کافر لره په دې هوکه کښې د اچولو دپاره) رسول الله ﷺ او فرمائیل او اجازت دې د دې اجازت ملاویدو نه پس هغه فوراً د دې کار د کولو دپاره اودریدو، او کعب بن اشرف ته لارو، (هغه سره د دې ځانې د خبرې کولو دپاره) پس هغه ته لارو او وې وئیل «إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا الصَّدَقَةَ وَقَدْ عَنَّا» چه گوره روره دا سړې زمونږ نه (د رسول الله ﷺ طرف ته اشاره ده) نه زکاتونه غواړی او مونږ ئې په یو مشقت کښې اچولې یو، د «عنا» واحد مذکر غائب صیغه ده او نا ضمیر منصوب دې دا د عنا نه اخستلې شوې دې په معنی د مشقت، هغه ئې په اوریدلو سره اووې چه اوس خو به تاسو لا د دې نه زیات ستړی کیږئ (لا تاسو لیدلې څه دی؟) په دې باندې ورته هغه اووې چه روره داسې ده چه اوس خو مونږ په غلطی سره د هغه تابعدارۍ شروع کړې ده او مونږ دا مناسب نه گنړو چه هغه یکدم پریږدو ترڅو پورې مو چه دا نه وی لیدلې چه د دې سړی انجام به څه وی (ترقی کوی یا زوال ته رسیږی) د دې نه روستو ورته محمد بن مسلمه اووې چه دې وخت کښې خوزه تاته د یو خاص غرض دپاره راغلې یم چه ته مونږ ته یو یا دوه وسقه غله د قرض په طور راکړه (د ضرورت په وخت خپل خلق په کار راځی او هم د هغوی طرف ته رجوع کولې شی) په دې باندې ورته هغه اووې چه څه به را سره گانږه کوي، هغه ورته اووې چه ته څه غواړې، هغه ورته اووې چه خپلې زنانه راسره گانږه کړئ، هغه ورته اووې سبحان الله! تا خو ډیر عجیبه خبره اوکړه گوره ته خو ډیر ښکلې او ځانسته سړې ئې، بیا مونږ خپلې زنانه تا سره څنگه گانږه کړو، دا څیز خو به زمونږ دپاره د شرم باعث شی، هغه ورته اووې ښه خپل اولاد راسره گانږه کړه، هغه ورته او فرمائیل چه زمونږ د اولاد په حق کښې به دا څیز عیب وی خلق به هغوی سره د جهگړې په وخت هغوی ته پیغور ورکوی چه ته هم هغه سړې ئې چه د یو وسق غلې په عوض کښې گانږې کړې شوې وې، بیا ورته محمد بن مسلمه او فرمائیل چه مونږ به تا سره خپله وسله گانږه کیدو، هغه ورته اووې صحیح ده، دلته په روایت کښې اختصار دې، په ظاهره کښې دلته داسې دی چه خپل مینځ کښې ئې دا خبره اوشوه چه مونږ به د دې وسلې سره تاته د شپې په وخت راځو، پس د شپې په معین وخت کښې محمد بن مسلمه د هغه گور ته راغلو او هغه ته ئې اواز اوکړو، هغه د پورته نه راکوز شو، په بعض روایتونو کښې دی چه د هغه ښځې هغه وخت هغه ته اووې چه ماته خو د دې سړی د اواز نه د مرگ بوئی راځی، خو هغه ئې تردید اوکړو، دې وخت کښې دا کعب بن اشرف په قسم قسم خوشبویانو سره معطرو او د خپلې ښځې د خوانه راغلې وو، چه کله لاندې راکوز شو او د هغې په خوا کښې کیناستلو نو چونکه محمد بن مسلمه د ځان سره درې څلور ملگری هم راوستلې وو نو هغوی ورته د دې خوشبویي تذکره اوکړه نو هغه اووې

«عندی فلانة وهي اعطر نساء الناس» (چه زما نه به خوشبویانې ولې نه ځی، او زما په کور کښې داسې زنانه ده چه د هغې د ټولو زنانو نه زیات عطر خوښ دی، نو محمد بن مسلمه ﷺ ورته او فرمائیل اجازت دې؟ ستاسو د سر وینسته بوئی کولې شم؟ هغه ورته

اووې او اجازت دې، هغه د هغه د سر په وینستو کښې لاس داخل کړل او د هغه سر ته بڼه بوئی کړو، یو ځل د بوئی کولو نه پس ئې دوباره اووې چه د بوئی کولو اجازت دې؟ هغه اووې او ولې نه! دې ځل بیا هغه د هغه د سر په وینستو کښې لاسونه داخل کړل او دې ځل ئې هغه وینسته مضبوط په خپلو لاسونو کښې اونیول او خپلو ملگرو ته ئې اشاره اوکړه چه **(دونکم)** واخلئ اونیسئ دې! پس هغوی د هغه سټ پرې کړو.

دا واقعه د ربیع الاول ۳ هجری ده، د حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت بالکل واضح دې، دا روایت د څه زیادت سره په صحیح بخاری کښې په کتاب المغازی کښې په باب قتل کعب بن الاشرف کښې ذکر شوي دي، د بخاری په روایت کښې دا هم دی چه د محمد بن مسلمه سره د هغه خواته راتلونکو کښې د کعب بن اشرف رضاعی رور ابو نائله هم وو، چه کله کعب لاندې راکوزیدو نو د هغه ښځې اووې **(أَيُّنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ - وَقَالَ غَيْرُ غَمْرٍو قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقَطِرُ مِنْهُ الدَّمُ)** په فتح الباری کښې د بعض روایاتو نه نقل کړې شوي دي چه کله هغه لاندې کوزیدلو: **(فعلقت به امراته وقالت مكانك فوالله اني لأرى حمرة الدم مع الصوت)**

دا د کعب د قتل واقعه په کتاب الخراج کښې په باب کیف کان اخراج اليهود من المدينة کښې هم راروان دې، او د هغه طرف ته رجوع به هم کولې شی او په دې کښې داسې دی **(امر النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن معاذ ان يبعث رهطاً يقتلونه فبعث محمد بن مسلمة)** په دې دواړو روایتونو کښې چه کوم اختلاف دې د هغې توجیه په روستو راتلونکي باب کښې حضرت سهارنپوری په بذل المجهود کښې ذکر فرمایلې دي چه د هغې خلاصه دا ده چه په شروع کښې خو هم دغه شان شوې وه گومه چه دلته اولنې ځانې کښې مذکور دې بیا رسول الله ﷺ سعد بن معاذ رضی الله عنه ته هم او فرمائیل چه ته هم څو کسان د دې کار دپاره تیار کړئ، او محمد بن مسلمه ته به ئې هم فرمائیلې وې چه په دې کښې زیاته تندې مه کوه او د سعد بن معاذ په مشورې سره کار کوه، پس سیدنا سعد رضی الله عنه د محمد بن مسلمه سره څو کسان اولیرل. **والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، قاله المنذرى.**

[۲۷۶۹] **(حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزَابَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ الهَمْدَانِيُّ، عَنْ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْإِيمَانُ قَيْدُ الْفَتَكِ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ".**

ابوهريره رضی الله عنه د نبی ﷺ نه روایت نقل کوي چه فرمائیل ئې وو، ایمان دفتک خاتمه کړي ده څوک چه مومن وي فتک نه کوي (فتک په غفلت کښې څوک وژلو ته وئيلي شي. **د (فتک) معنی (القتل غدرا فی حال غفلة العدو)** یعنی ناڅاپه د یو دشمن په خلاف معاهده حمله کول، دا د مومن شان نه دې، او نه شرعا جائز دې، باب خوروان دې د قتل الکافر غرة او د هغې د ترغیب او دا حدیث په ظاهره کښې د ترجمه الباب سره مطابقت نه لری، خو د مصنف دا په دې باب کښې راوړل د ترجمه الباب د ثابتولو دپاره نه دی، بلکه

۱: تقدربه أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۳۶۱۵)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الحج ۷۶ (۳۲۷۸) (صحيح)

نښيها دي، د دې خبرې د پوهې دپاره چه قتل غره بيل خيز دې، او (فتك) يعنى قتل غدرا دا بل خيز دې، اول جائز بلكه مندوب دې، او ثانى ممنوع، په تراجم بخارى كښې هم يو خيز راځي، يعنى ذكر الاضداد، هم دغه شان دلته هم ده.

بَابُ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فِي الْمَسِيرِ په هر لور ځانې باندي د ختلو په وخت كښې د تكبير ويلي بيان

[۲۷۷۰] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ غَمْرَةٍ يَكْبِرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ وَيَقُولُ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آمِينَ تَابِعُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ".

د عبد الله بن عمر رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله كله د جهاد نه ياد حج نه ياد عمري نه واپس راتلو نو په هر لور ځانې باندي د ختلو په وخت به ئې درې ځله تكبير ونيلو اود اذكر شوي دعابه ئې هم ونيله يعنى د الله نه علاوه بل څوك حقدار د بندگي نشته او دهغه څوك شريك نشته هم دهغه بادشاهي ده اود تعريف مستحق هم هغه د هغه په هر څه باندي قادر دې اومونږ دهغه طرف ته واپس تلونكي يو توبه كونكي، عبادت گذار، اوسجده كونكي يو، دخپل معبود تعريف بيانونكي يو الله تعالى خپله وعده رښتونكي اوبښودله اودخپل بنده مدد ئې او كړو او هغه فوجونو ته شكست وركړو چه يودې.

ترجمه او حديث الباب دواړه واضح دي چه انسان له پكار دي چه د تلو په وخت كه په يو لور ځانې باندي خيژي نو تكبير يعنى الله اكبر ونيلو سره دې خيژي، او د هغې بالمقابل چه كله د پستي طرف ته ځي نو تسبيح يعنى سبحان الله ونيلو سره دې كوزيږي. والحديث اخرجه البخارى ومسلم والنسائي، قاله المنذرى.

بَابُ فِي الْإِذْنِ فِي الْقُفُولِ بَعْدَ النَّهْيِ

د ممانعت نه پس د ميدان جهاد نه د واپس راتلو د اجازت بيان

د ترجمه الباب تشریح

د ترجمه الباب مضمون دا دې، د رسول الله صلی الله علیه و آله د مجلس نه د مجلس دوران (د هغه نه اجازت اخستلو نه پس) د قفول يعنى د واپس كيدو د جواز د ممانعت نه پس، يعنى په شروع كښې دا خبره ناجائز وه چه يو سړي د رسول الله صلی الله علیه و آله د مجلس نه د اجازت اخستلو نه پس لاړ شي، روستو د الله پاك د طرف نه د دې اجازت اوشو، يعنى د رسول الله صلی الله علیه و آله نه د اجازت اخستلو نه پس هيڅ باك نشته، جائز ده، د دې ترجمه الباب د وجي نه د سورة توبه آيت (لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ، إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ)

۱: صحيح البخاري/الحج ۱۲ (۱۷۹۷)، والجهاد ۱۳۳ (۲۹۹۵)، والمغازي ۲۹ (۴۱۱۶)، صحيح مسلم/الحج ۱۵ (۱۳۴۴)، سنن الترمذي/الحج ۱۰۴ (۹۵۰)، (تحفة الأشراف: ۸۳۳۲)، وقد أخرجه: مستند احمد (۶۳/۲) (صحيح)

دا آیت کریمه منسوخ دې او ناسخ د دې دپاره دویم آیت کریمه دې کوم چه په سورة نور کښې مذکور دې یعنی ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾ دا آیت د سورة نور دې، مصنف دې آیت کریمه ته ناسخ وائی د اولنی آیت کریمه دپاره په کوم کښې چه اجازت اخستلو سره واپس کیدو ته د منافقانو فعل وئیلې شوې دې، نو هر کله چه د منافقانو فعل دې نو یقینا ناجائز شو، لهذا په اولنی آیت کریمه کښې خو گویا اجازت اخستلو سره د واپس کیدو ممانعت راغلو، او دویم آیت کریمه کوم چه په سورة نور کښې دې د هغې مضمون دا دې چه د رسول الله ﷺ د مجلس نه چه کوم خلق مومنان دی بغیر د اجازت اخستلو نه نه پاسیری، اجازت اخستلو سره پاسیری یعنی په خلاف د منافقانو چه هغه د رسول الله ﷺ د مجلس نه په پټه بغیر د اجازت نه اوځی، په دې آیت کریمه کښې د مجلس نه پاسیدلو ته د مومنانو فعل وئیلې شوې دې او بغیر د اجازت نه پاسیدلو ته د منافقانو فعل، لهذا د دې آیت کریمه نه اجازت اخستلو سره د پاسیدو جواز معلوم شو، حال دا چه د اولنی آیت کریمه نه د دې ممانعت معلومیری، او سورة نور چونکه په نزول کښې روستو دې د سورة توبه نه لهذا د سورة نور په آیت سره د سورة توبه د آیت حکم منسوخ کړی شو، کومه خبره چه په ترجمه الباب کښې مصنف رحمه الله بیان کړې ده هم هغه خبره ابن عباس رضی الله عنهما په حدیث الباب کښې د دواړو آیتونو د تفسیر د لاندې بیان کړې ده، لهذا حدیث الباب د ترجمه الباب مطابق کیدو سره د مصنف مدعی ثابت شوه، دا چه څه مونږ لیکلې دی د مصنف د ترجمې تشریح او څه چه مصنف بیانول غواړی د هغې د لاندې لیکلې دی.

[۲۷۷۱] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ سِوَةَ التَّوْبَةِ آيَةِ ٢٢ الَّتِي تَسْخَتْهَا الَّتِي فِي النُّورِ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى قَوْلِهِ غُفُورٌ رَحِيمٌ سِوَةَ آيَةِ ٢٢.

د ابن عباس رضی الله عنهما نه روایت دې چه فرمائیلى ئې دی چه دا آیت کریمه ﴿ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ الایة د سورة نور په دې آیت : ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾ تر «غفور رحیم» سره منسوخ شوې دې.

تحقیق مقام

خو حقیقت دا دې چه کوم دوه آیتونو ته ناسخ او منسوخ وئیلې شوې وو د هغه دواړو آیتونو مضمون د یو بل نه بالکل مختلف دې لهذا د نسخ هیڅ سوال نه پیدا کیږی هر یو آیت په خپل ځانې قائم او مستحکم دې ځکه چه د اولنی آیت کریمه د مضمون خلاصه او حاصل دا دې چه کوم خلق منافقان وی هغوی بعض وخت داسې کوی چه رسول الله ﷺ سره په جهاد کښې د شرکت کولو دپاره خو په شروع کښې شریک شی او بیا په لاره کښې واړه او غټ عذرونه بیانولو سره او هغه نه اجازت اخستلو سره واپس شی، په خلاف د مومنانو

۱. تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۶۲۵۷) (حسن)

چه هغوی داسې هرگز نه کوي، او دویم ایت کریمه کوم چه د سورة نور ایت دي د هغې مضمون دا دي چه کوم خالص مومنان وی هغوی اول خو پاسیږي نه، او که څوک د څه ضرورت په وجه باندې پاسیږي نو د رسول الله ﷺ نه اجازت اخستلو سره پاسی، زموږ د دي بیان نه معلومه شوه چه د دواړو آیتونو محمل جدا جدا دي د یو بل نه مختلف دي لهذا په دي دواړو آیتونو کښې نه خو ناسخ شته او نه منسوخ، خو د دي باوجود په دي کښې اختلاف دي، په بذل کښې هم حضرت د دواړو آیتونو په تفسیر کښې د مفسرینو اختلاف لیکلي دي او دا چه بعض علماء په دي کښې د نسخ قائل دي او بعض قائل نه دي.

باب فِي بَعْثَةِ الْبَشَرَاءِ

د زیري د خبر ورکولو دپاره د چا د لیږلو بیان

یعنی که یو سړی ته امیر دا حکم ورکړی چه که تاسو فلانې کار او کړئ نو ډیره ښه ده او هغه سړی د دي کار دپاره لار شی او هغې لره انجام ته اورسوی او په خپل مقصد کښې کامیابی حاصله کړی، نو دي مامور لره پکار دي چه امام لره فوری طور د خبر کولو دپاره د یو قاصد په ذریعه هغه ته د فتح او کامیابی زیري اورسوی چه امام د تکلیف او انتظار نه بچ شی.

[۲۷۷۲] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّيْبِيُّ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَبِيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تُرِي عُنَى مِنْ ذِي الْخُلَصَةِ فَأَنَّا هَا نَحْرَقُهَا، ثُمَّ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ أَمْحَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِكَفَى أَبَا رِطَاةَ.

د جریر رضی الله عنه نه روایت دي فرماني چه نبی ﷺ راته او فرمائیل چه ایا د ذی الخلصة نه مې نه پیغمه کوي؟ نو دي هلته لاړو او هغه ئې اوسوزولو او داحمس قبیلې یوکس ئې نبی ﷺ ته د زیري دپاره اولیږلو چه کنیه ئې ابوارطاة وه.

شرح حدیث

سیدنا جریر رضی الله عنه فرماني چه رسول الله ﷺ ماته یو ځل او فرمائیل چه ای جریر! ته ماته د ذی الخلصة نه ارام نه شی راکولې؟ یعنی که راکولې شي نو ضرور راکړه، په دي باندې هغه فوراً پاسیدو او هلته ئې خان اورسولو او هغه ئې سیزلو سره ختم کړو، او بیا ئې لاس په لاس د قبیلې احمس یو سړی چه د هغه کنیت ابو ارطاة وو د دي امر د زیري ورکولو دپاره د رسول الله ﷺ خدمت ته اولیږلو، یا ذی الخلصة په یمن کښې یو ځانې وو چه په هغې کښې د قبیلې دوس او خثعم وغیره بتان پراته وو، یعنی بت خانه، په نورو الفاظو باندې مندر، دا روایت په صحیح بخاری کښې په کتاب المغازی کښې په باب غزوة ذی الخلصة کښې لږ په تفصیل سره ذکر شوي دي، په هغې کښې دا دی جریر فرماني چه زه د رسول الله ﷺ د فرمان نه پس د یو نیم سل سوړو کسانو سره د دي کار دپاره وتلم، او هغه بت خانه مې ماته کړه او کوم عبادت کونکی چه په هغې کښې ناست وو هغوی مې قتل کړل، او هم دغه

(۱): صحیح البخاري/الجهاد ۱۵۴ (۳۰۲۰)، صحیح مسلم/فضائل الصحابة ۲۹ (۲۴۷۶)، (تحفة الأشراف: ۳۲۲۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۶۰/۴، ۳۶۲، ۳۶۵) (صحیح) بآتم منه.

شان په هغې کښې دا هم دی چه ذو الخلصه ته الکعبة الیمانیة او الکعبة الشامیة هم وئیلې شی. والحديث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی، وابو اریطة اسمه الحصين بن ربيعة، له صحبة، قاله المنذرى

باب فی إعطاء البشير زیرې کونکې ته د انعام ورکولویان

دا باب داسې اوگنړئ چه د مخکښې ذکر شوی باب تکمله ده یعنی کوم سرې چه زیرې راوړې نو هغه ته د انعام په طور څه ورکول پکار دی، په دې باب کښې مصنف د کعب بن مالک رضی الله عنه د قصې د روایت یو ټکړه ذکر کړې ده، چه د هغې په اخر کښې دی چه کله زما په کور کښې د بنديدو پنځوس ورځې پوره شوې او ما هغه ورځ د سحر مونځ اوکړو د خپل کور په جهت باندې نو ما د یو اواز لگونکې اواز د لرې نه واوریدو... دا ئې وئیل چه یا کعب بن مالک ابشرا چه کله هغه ماته نزدې راغلو ماته زیرې راکونکې نو هغه وخت زما په بدن باندې کپړې وې ما هغه ویستلې او هغه ته مې هبه کړې او د مسجد په طرف روان شوم، چه کله مسجد ته داخل شوم نو ما اوکتل چه رسول الله صلی الله علیه و آله ناست دې، هغه فرمائی: په حاضرینو کښې سیدنا طلحه بن عبیدالله رضی الله عنه اودریدو او په منډه منډه ماته راغلو او ما سره ئې مصافحه اوکړه او مبارکې ئې راکړه.

[۲۷۷۳] حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكِعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ وَقَصَّ ابْنُ السَّرْحِ الْحَدِيثَ، قَالَ: وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيْهَا الثَّلَاثَةِ حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَى تَسَوُّرَتِ جِدَارِ حَاطِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي، فَسَمِعْتُ عَلَيْهِ قَوْلَ اللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، ثُمَّ صَلَّيْتُ الصُّبْحَ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بَيْتُونَا، فَسَمِعْتُ صَارِخًا يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَبْشِرْ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبِي فَكَوَّمْتُهَا إِيَّاهُ فَأُطْلِقَتْ حَتَّى إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي.

دکعب بن مالک رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه کله به نبی صلی الله علیه و آله د سفر نه راغې نواول به جومات ته لاړو دوه رکعتونه مونځ به ئې اوکړو بیا به د خلقو سره کیناستو او ابن السرح حدیث تراخړه بیان کړې دې کعب وائی نبی صلی الله علیه و آله خلق منع کړي وو زمونږ درې کسانو سره د خبرو کولونه تردې چه ډیر وخت تیرشو نوزه دابوقتاده باغ ته داخل شوم هغه زمادتره ځوي وو ماورباندې سلام واچوو په الله قسم هغه دسلام جواب قدرې هم رانکړو (ځکه چه نبی صلی الله علیه و آله زمونږ سره د خبرو کولونه اودسلام د جواب ورکولونه منع فرمائیلې وه) بیا ما د خپل کور په چت باندې په پنځوسمه ورځ دنسخر مونځ اوکړو نود چا اواز مې ترغورو ونشو چه وئیل ئې ای کعب بن مالک خوشحاله شه کله چه هغه زما خواته راورسیدو نو ما هغه ته خپلې دواړه جامې وویستلې او وري کړي اوددغه ځانې نه روان شومه مسجد نبوی ته داخل شوم هلته

۱: صحیح البخاری / الجهاد ۱۹۸ (۳۰۸۸)، صحیح مسلم / المسافرین ۱۲ (۷۱۶)، سنن النسائي / المساجد ۲۸ (۷۳۲)، (تحفة الأشراف: ۱۱۱۳۲) (صحیح)

نبی ﷺ ناست وو طلحه بن عبیدالله ته چه زه اولیدلم نواودریدو راغې زما سره سې مصافحه او کړه اومه ته ئې مبارکي راکړه.

د کعب بن مالک رضی اللہ عنہ د توبې مفصل او اوږد حدیث په صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک د لاندې ذکر شوي دي، کوم چه د بخاری شریف په اتلسمه پاره کښې دي، او زموږ د سنن ابی داود هم دا اتلسمه پاره روانه ده، د خطیب بغدادی د تجزیه په اعتبار سره. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي مختصر ومطولا، قاله المنذري.

باب فِي سُجُودِ الشُّكْرِ

د شکر د سجدي بیان

[۲۷۷۴] (١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ: إِذَا جَاءَهُ أَمْرٌ سُرَّوٍ، أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلَّهِ.

ابوبکر رضی اللہ عنہ د نبی ﷺ نه روایت نقل کوي فرمائی چه کله به په نبی ﷺ خوشحالي راغله اویا به ورباندې زیري اوشونوپه سجده باندې به پریوتو دالله تعالی د شکر ادا کولو دپاره. دا باب د تیرو شوو بابونو سره مربوط دي په تیرو شوو بابونو کښې خوشخبری او په هغې باندې د انعام وغیره بیان راغلي دي هم د هغې مناسب دا باب هم دي، د حدیث الباب مضمون هم دا دي چه کله به رسول الله ﷺ ته یو زیري راتلو نو هغه به د شکر سجده کوله. په الدر المنضود جلد ثانی ابواب صلاة الکسوف په اخر کښې یو باب، باب السجود عند الايات تیر شوې دي، یعنی د حوادث په وخت الله پاک ته په سجده پریوتل، او دا موجوده باب کوم چه زموږ په وړاندې دي دا د هغه اولنی باب مقابل دي او د سجدي حکم په دواړو ځایونو کښې دي، څنگه چه د حوادثو په وخت کښې هم دغه شان د مسرت او خوشحالي په موقع باندې، د سجده شکر مسئله هم اختلافی ده چه د شوافعو، حنابله او صاحبین په نزد مستحب ده، د امام ابوحنیفه او مالک په نزد غیر مستحب ده، لکه چه هلته په اولنی ځای کښې تفصیل تیر شوې دي، د هغې طرف ته دي رجوع او کړې شی، د امام صاحب نه چه د سجده شکر کوم انکار منقول دي د هغې تشریح کښې درې اقوال دی، وئیلې شوې دی چه په دي سره مراد د هغه عدم وجوب دي، یعنی واجب نه ده، او وئیلې شوې دی چه د هغه مراد دا دي چه دا کار مشروع نه دي، او دریم قول دا دي چه د شکر د ادا کولو دپاره صرف سجده کافی نه ده، بلکه دوه رکعته دي د شکریه په نیت سره اولوستلې شی.

[۲۷۷۵] (٢) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِيمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ، عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ يَخْبُرُ بَنِي الْحَسَنِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْرَةَ أَنْزَلَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ قَدَعَا اللَّهُ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ قَرَفَهُ قَدَعَا اللَّهُ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ قَرَفَهُ

١: سنن الترمذي السير ٢٥ (١٥٧٨)، سنن ابن ماجه للإقامة ١٩٢ (١٣٩٤)، (تحفة الأشراف: ١١٦٩٨) (صحیح)

٢: تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ٣٨٧٠) (ضعيف)

يَدِيهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا ذَكَرَهُ أَحْمَدُ ثَلَاثًا، قَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِلرَّبِّ، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّ شُكْرًا لِمَا رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي الثَّلَاثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَشَعَثُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَسْقَطَهُ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ. حِينَ حَدَّثَنَا بِهِ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْهُ مُوسَى بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ.

دسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نه روایت دی فرمائی چه مونږ صلی اللہ علیہ وسلم سره اووتو چه دمکې نه مدينې ته راتلو کله چه عزورا مقام ته راوړسيدو نو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دسورلي نه راکوز شو او دواړه لاسونه ئې پورته کړل او دعائې اوکړله ديو وخت پورې دالله تعالی نه اوبيا په سجده پريوتو او اوږده سجده ئې اوکړه بيا پاڅيدو او دواړه لاسونه ئې پورته کړل او ديو ساعته پورې ئې دعا اوکړه بيا په سجده پريوتو او ددې نه پس ئې او فرمائيل مادخپل رب نه سوال اوکړو او دخپل امت دپاره مې سفارش اوکړو نوالله تعالی ماته زمادامت ددريمي حصې اجازت راکړو بيازه الله ته په سجده پريوتم دالله تعالی دشکرا داکولو دپاره چه کله مې سر پورته کړو نو دخپل امت دپاره مې دالله نه سوال اوکړو نوالله ماته زمادامت دريمه حصه راکړه بياالله ته دشکر دپاره په سجده پريوتم چه سري پورته کړو نو دامت دپاره مې دالله نه سوال اوکړو نو باقی پاتې دريمه حصه ئې هم راکړه اوبياالله ته په سجده پريوتم. ابوداود وائی اشعث بن اسحاق لره احمد بن صالح په سند کښې ساقط کړې دې کله چه ئې مونږ ته داحديث بيانولو نومونږ ته ئې دسهل بن موسی رملی نه بيان کړو.

مضمون حديث

«عن سَعْدِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرمائی چه یو ځل مونږ د مکې نه د مدينې دپاره روان شو چه کله مونږ مقام غوراء ته نزدې شو نو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د سورلي نه کوز شو بيا ئې لاس اوچت کړل او دعائې کوله بيا په سجده پريوتلو او د ډیر ساعته پورې په سجده کښې وو، دهغې نه روستو بيا او دریدو او لاس مبارک ئې اوچت کړل بيا ئې لاس اوچتولو سره ډیر ساعته پورې دعا اوکړه او بيا په سجده پريوتلو او د ډیر ساعته پورې په سجده کښې وو، بيا ئې په دريم ځل په ولاړه باندې دعا اوکړه بيا هم دغه شان په سجده پريوتلو او روستو ئې او فرمائيل چه ما د خپل رب نه سوال اوکړو او دخپل امت دپاره مې سفارش کړې وو نو الله پاک ماته دخپل امت دريمه حصه راکړه، گویا دهغوی په حق کښې زما سفارش قبول شو، په دې باندې ما سجده اوکړه دخپل رب په شکريه کښ، بيا ما سر اوچت کړو او هم هغه دعا مې اوکړه نو نو زما رب ماته زما د امت یو ثلث نور ماته راکړو، په دې باندې ما بيا خپل رب ته د شکر سجده اوکړه (تردې چه د دوه ثلث معافی اوشوه) رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی چه ما بيا دعا اوکړه نو الله پاک ماته د امت اخر ثلث هم راکړو، گویا د پوره امت دپاره د مغفرت سفارش قبول کړې شو، په دې باندې ما خپل رب ته سجده اوکړه.

حافظ ابن القيم رحمته اللہ علیہ په دې حديث باندې په خپل تعلیق کښې د مسند احمد د روایاتو نه د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سجده شکر کول په مختلف بشارات باندې نقل کړې دي، او هم

دغه شان د سيدنا علي عليه السلام سجده کول، په خوارج باندې د فتح په وخت او په مقتولينو کښې چه کله د لټون په وخت ذو النديه راوتلو، او د سنن سعيد بن منصور نه هغوی نقل کړې دی چه صديق اکبر ته چه لکه د مسليمه د هلاکيدو خبر راغلو نو هغه وخت هغه هم سجده اوکړه.

شرح السند

﴿ قال ابوداود : اشعث بن اسحاق اسقطه احمد بن صالح الخ ﴾ د مصنف د دې کلام شرح داده چه د دې حديث په سند کښې ابن عثمان او عامر بن سعد ترمينځه اشعث بن اسحاق واسطه ذکر شوې ده، د هغې په باره کښې مصنف عليه السلام دا فرمائی چه دا حديث چه کله ماته زما استاد احمد بن صالح مخامخ بيان کړې وو، هغه وخت ترې هغه دا واسطه ساقط کړې وه، خو بيا چه کله د دې نه روستو دا حديث ماته بل استاد موسی بن سهل بيان کړو د احمد بن صالح نه نقل کولو سره نو بيا پکښې هغه د اشعث بن اسحاق واسطه ذکر کړه، پس حاصل دا شو چه مصنف ته دا حديث په دوه طريقو سره رارسيدلې دې، براه راست د احمد بن صالح نه او په واسطه د موسی بن سهل، د احمد بن صالح نه په اول طريق کښې واسطه ذکر نه ده، په دويم طريق کښې ذکر ده، خو مصنف د موسی په روايت باندې اعتماد کولو سره په دې دويم طريق کښې هم واسطه ذکر کړه، گویا د مصنف رأيي دا ده چه دا واسطه کيدل پکار دی.

د دې حديث په سند کښې حافظ منذری رحمته الله علیه ليکی ﴿ وفي ۱ مسنده موسى بن يعقوب الزمعي وفيه مقال، قلت : وقال الذهبي في الميزان في ترجمته : وثقه ابن معين، وقال النسائي ليس بالقوي، وقال ابوداود هو صالح وقال ابن المديني، ضعيف منكر الحديث. ﴾

بَابُ فِي الطُّرُقِ

د شپې په وخت کښې د سفر نه کور ته دراتلوييان

طرق او طروق دواړه لغتونه دي، د دې معنی د ضرب هم راځي او هم د دې نه ﴿ مطرقة ﴾ (سټک) دې، او بله معنی نې اتيان بالليل د شپې راتلل دی، او په شپه کښې راتلونکي ته طارق ونيلې شی، چونکه د شپې راتلونکې عام طور سره طرق يعنی د دق الباب (دروازه ټکولو) محتاج وی.

[۲۷۷۶] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُخَارِبِ بْنِ دِقَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُقًا.

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله به د شپې کور ته راتلل بد گنرل.

شرح الحديث

حافظ فرمائی هم د دې حديث په دويم طريق کښې دغه شان دی: ﴿ اذا اطل احدكم الغيبة فلا

۱: صحيح البخاري للعمرة (الحج) ۱۶ (۱۸۰۱)، صحيح مسلم للإمارة ۵۶ (۷۱۵)، (تحفة الأشراف: ۲۵۷۷)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للاستئذان ۱۹ (۲۷۱۳)، مسند احمد (۲/ ۲۹۹، ۳۰۲) (صحيح)

بطرق اهلہ لیلۃ) یعنی کله چه یو سرې د اوږد غائب والی نه پس د سفر نه راوایس شی نو هغه له پکار دی چه خپلې ښځې ته دې د شپې په وخت نه راځی، د دې وجه علماء کرامو لیکلې دې چه د خاوند د خپلې ښځې نه تزین او ښه هیبت مطلوب وی، پس هم د دې په موجودگي کښې د دې اهتمام کوی او که خاوند موجود نه وی، په سفر وغیره کښې تلې وی نو هغه د دې اهتمام نه کوی، اوس چه کله د اوږد غیبت نه پس بغیر د مخکښې اطلاع کولو نه د شپې په وخت راشی نو په دې صورت کښې ظاهره ده چه که خپله ښځه په کوم حالت کښې لیدل غواړی په هغې کښې به هغه بیا نه مومی، او په دې کښې خطر ده چه دا به د نفرت سبب جوړ شی هم دغه شان د هیئت حسنه نه علاوه کیدې شی او دا هم کیدې شی چه هغه په نور څه نا مناسب حال کښې وینی، په دې صورت کښې به ناڅاپه رارسیدو سره د هغې پرده پاتې نه شی. د رسول الله ﷺ په ارشاداتو کښې د مختلف مصالح کیدل قرین قیاس دی، کومو بعض خلقو چه د رسول الله ﷺ په دې هدایت باندې عمل نه دې کړې او ناڅاپه د شپې راغلل نو هغوی د ناخوښه حالاتو سره مخ شوي دی چه د هغې بعض قصې په شروح کښې لیکلې شوي دي. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي بنحوه، قاله المنذري.

[۲۷۷۷] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ أَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ اللَّيْلِ".

د جابر بن عبدالله رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلی دی د سفر نه کور ته دراتلو په وختونو کښې ښه وخت ماښام دې.

شرح الحديث

دلته د دخول علی الاهل نه مراد صحبت دې، چه کله انسان د سفر نه وایس راغلي وی او د سفر کولونه پس د شپې خپل اهل ته راوړسیږی نو دهغه په حق کښې بهتر هم دا فرمائی چه هغه سرې دې په شروع کښې خپل ضرورت پوره کړی، ځکه چه د سفر او اوږد غیبت د وجې نه شهوت قوی کیږی نو د هغه دپاره مناسب هم دا ده چه د خپل حاجت نه دې په شروع کښې فارغ شی او خپل طبیعت دې بحال کړی، خو دا ادب او طریقه د مسافر په حق کښې ده، په عام حالاتو کښې نه ده، په عام حالاتو کښې خو د دې په خلاف د هغه دپاره د شپې اخری حصه اولی ده چه د شپې د اخری حصې پورې خوراک کول وغیره ټول د هضم کیدو نه پس او څه ارام نه پس په طبیعت کښې اعتدال پیدا کیږی.

دا چه د حدیث کومه شرح کړې شوې ده په دې صورت کښې په دې حدیث کښې او په حدیث سابق کښې هیڅ تضاد نشته، او که په دې حدیث ثانی کښې د دخول نه مراد داخلیدل مراد کړې شی نو بیا دا حدیث د اول حدیث خلاف راشی خو که په دې حدیث کښې هم اوله معنی مراد کړې شی نو بیا د دې تعارض به دا جواب وی چه دا حدیث په دې صورت باندې محمول دې چه کله د هغه کور والو ته د مخکښې نه اطلاع شوې وی، په

(۱) صحیح البخاري للنکاح ۱۲۱ (۵۲۴۴)، صحیح مسلم للجهاد ۵۶ (۷۱۵)، (تحفة الأشراف: ۲۳۴۳) (صحیح)

خلاف د حديث اول چه هغه به محمول كړې شي په هغه صورت باندې چه كله د مخكښې نه اطلاع نه وي او يو توجیه دا هم كړې شوې ده چه دا د كراهت والا حديث محمول دې په دخول فی اثناء الليل باندې، او په عدم كراهت والا حديث باندې محمول دې، دخول اول الليل باندې، والله تعالى اعلم. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي بنحوه، قاله المنذرى.

[۲۷۷۸] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: "أَمْلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعْبَةُ، وَتُسَاحِدَ الْمُغِيبَةُ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: الطَّرُوقُ بَعْدَ الْعِشَاءِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ لَا بَأْسَ بِهِ.

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه مونږ د نبی صلی الله علیه و آله سره په سفر کښې وو هر کله چه مونږ کورته د داخلید و اراده او کړه نوبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل صبر و کړئ او خبرني ولیرلو، چه ښځې خپل گډوډ و یخته گومنز کړي اوزیر ناف صفائي و کړي. ابوداود وائی زهري و نیلی دی د الطرق نه دماخوستن نه بعد وخت مراد دي، ابوداود وائی د ماښام نه پس کورته په داخلیدو کښې حرج نشته.

سیدنا جابر رضي الله عنه فرمائی چه مونږ د رسول الله صلی الله علیه و آله سره په یو سفر کښې وو، چه کله مونږ خلق واپس شو نو خپلو ازواجو ته واپس لاړو (په ظاهره باندې د سفر نه واپسې باندې د ماښام وخت کښې شوې وه) نو هغه او فرمائیل چه اوس ایسار شه د شپې به هغوی ته خو چه په دې موده کښې هلته بیر سرې خپل وینسته گومنځ کولو سره برابر کړی، د نامه نه لاندې وینسته وغیره صفا کړی، مغیبه هغه زنانه چه د هغې خاوند په سفر کښې تلې وی، د دې حدیث نه معلومه شوه چه خاوند له پکار دی چه د سفر نه په واپسې باندې د خپل اهل سره رسیدو کښې دې تندې نه کوی بلکه هغه ته دې مهلت ورکړی د راتلو د اطلاع نه پس، دومره وخت چه په هغې کښې هغه خپل هیئت برابر کړې شی،

په دې حدیث کښې «فلما ذهبنا لندخل» کښې اختصار دې، پس د بخاری په روایت کښې دی «فلما قدمنا ذهبنا لندخل» او کیدل هم دغه شان پکار دی.

په دې باب کښې مصنف درې احادیث ذکر کړې دی، اتفاق ته گوره چه مسانید د جابر نه دی، د درې واړو راوی د جابر بن عبد الله نه دي، والحديث أخرجه النسائي، وفي البخاري ومسلم بنحوه، قاله المنذرى.

.....

۱: صحيح البخاري/النكاح ۱۲۲ (۵۲۴۷)، صحيح مسلم/الإمارة ۵۶ (۷۱۵)، (تحفة الأشراف: ۱۹۴۱۸، ۲۳۲۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۹۸۳، ۳۵۵، ۳۹۶) (صحيح)

بَابُ فِي التَّلَقِّي

باب د مسافر د استقبال کولو بیان

یعنی د سفر نه د راتلونکو استقبال.

[۲۷۷۹] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيَتْهُ مَعَ الصَّبِيَّانِ عَلَى ثِيَابِ الْوَدَاعِ.

د سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نه روایت دی فرمائی چه کله نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینې ته د غزوه تبوک نه واپس راغې نو خلقو دهغه استقبال اوکړو او زه د ماشومانو سره دهغه دملاقات دپاره ثنية الوداع ته لاړم او ملاقات مې ورسره اوکړو.

شرح الحديث

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرمائی، چه کله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د تبوک نه په واپسې باندې تشریف اورلو نو صحابه کرام د هغه د استقبال دپاره ثنية الوداع ته اورسیدو، زه هم د نورو بچو سره استقبال دپاره لاړم.

سائب بن یزید صغار (کم عمره) صحابه کرامو نه دي هغه وخت د هغوی عمر تقریبا اووه کاله وو (لانه ولد فی ۲ هـ) ثنية وئیلې شی، د دواړو غرونو ترمینځه چه کومه لاره او کنده وی چه په هغې کښې لوړه ژوره وی، او د وداع معنی د رخصت کولو ده، ثنية الوداع ته ثنية الوداع په دي وجه وئیلې شی چه مدینې منورې ته تلو والو او مدینې ته داخلیدونکو لره هم د دي ځانې نه استقبال او رخصت کولې شی، بیا ځان پوهه کړه چه په مدینه منوره کښې دا دواړه ثنية جدا جدا دی یو هغه کومه چه د مکې مکرمې په لاره باندې دي او دویم د ملک شام په لاره کښ، په دي کښې اولنې د ثنیه مسجد قبا نه لږ وړاندې واقع دي، او دویم د مسجد نبوی په شمال کښې د جبل سلع سره متصل دي، او په حدیث الباب کښې چه کومه ثنية ذکر شوې دي هغه د دي نه دویمه ثنية ده ځکه چه د هغه واپسې د سفر تبوک نه کیدله، او کوم چه په سباق الخیل والا حدیث کښې د ثنية ذکر راځی د دي نه مراد هم، هم دا دویمه ثنية ده، هم په دي جانب کښې د خیل مسابقت وی. والحديث اخرجه البخاري والترمذي، قاله المنذري.

بَابُ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْفَازِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ إِذَا قَفَلَ

کله چه یو مجاهد سامان تیار کړی او پخپله نه شی تلې نوبل چاته دي سامان ورکړی

یعنی کوم سرې چه د غزوه په سفر کښې خپل ځان سره د لارې توبنه وغیره سامان د ځان سره اوړی نو په دي کښې که د ضرورت پوره کیدو نه پس څه بچ شی نو هغه سره ئې واپس رانورې بلکه هغه دي هم هلته د الله پاک دپاره خرچ کړی.

۱: صحيح البخاري/الجهاد ۱۹۶ (۳۰۸۳)، والمغازي ۸۲ (۴۴۲۶)، سنن الترمذي/الجهاد ۳۸ (۱۷۱۸)، (تحفة الأشراف: ۳۸۰۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۴۹/۳) (صحيح)

[۲۷۸۰] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَجْهَزُ بِهِ قَالَ: اذْهَبْ إِلَى فُلَانِ الْأَنْصَارِيِّ فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ جَهَّزَ قَمْرَضَ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اذْهَبْ إِلَى مَا جَهَّزَتْ بِهِ فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ: ذَلِكَ فَقَالَ: لِمَرْأَتِهِ يَا فُلَانَةُ اذْهَبِي لَهُ مَا جَهَّزْتِي بِهِ، وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللَّهِ لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيَبَارِكَ اللَّهُ فِيهِ.

دانس بن مالک رضی اللہ عنہ نه روایت دي چه د اسلم قبيلې يو ځوان د نبی صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې اوکړو چه اي دالله رسوله زما جهاد ته دتلو اراده ده او مال راسره نشته چه ځان تيار کړم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ورته او فرمائيل فلاني انصاري ته ورشه او ورته اووايه چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم درباندي سلام وائي او ورته اووايه چه دخان دپاره دي کوم سامان تيار کړې وي هغه ماته راکړه چه زه پرې دخان دپاره تيارې اوکړم نو دې لار او ورته ئې او وئيل هغه خپلې ښځې ته او وئيل اي فلاني کوم سامان چه دي زما دپاره تيار کړې دي هغه ده تبه ورکړه او دهغې نه څه شي مه پاتي کوه که چرې ته څه شي پاتي کړي نو په هغې کښې به هيڅ برکت نه وي. د قبيله اسلم يو ځوان صحابي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته عرض اوکړو چه زما اراده په جهاد کښې د تلو ده او ما سره دومره مال نشته چه هغې سره د جهاد سامان برابر کړې شم، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هغه ته او فرمائيل چه فلاني انصاري ته لار شه، هغه جهاد ته د تلو تيارې کړې وه خو بيا بيمار شو په دې وجه لانرو. (خو د جهاد سامان هغه سره محفوظ دي) او لار شه هغه ته اووايه چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تاته سلام کړې دي او دا ئې فرمائيلې دي چه څه سامان تا د جهاد دپاره برابر کړې وو هغه هر څه دې ماته راکړې دي هغه وائي چه زه هغه ته لارم او د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خبره مې هغه ته اورسوله، نو هغه انصاري صحابي فوراً د خپلې ښځې ته او وې چه څه تا د جهاد سامان زما دپاره تيار کړې وو هغه ټول هغه سړي ته حواله کړه او د هغې نه يو څيز هم مه منع کوه، پس والله که تا د هغې نه يو څيز منع کړو نو بيا په هغې کښې ستا دپاره برکت نه شي کيدې چه ته دې يو څيز د هغې نه منع کړې او په هغې کښې برکت راشي، بلکه کله به هم برکت هم نه وي. ددې حديث نه مصنف د دې صورت استنباط اوکړو چه په ترجمه الباب کښې مذکور دي. والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذرى.

بَابُ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ

څوکه چه د سفر نه واپس راشي نواول دې مونځ اوکړي

[۲۷۸۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، وَعَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِمَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا"، قَالَ الْحَسَنُ: "فِي الضُّحَى فَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَكْعَاهُ فِيهِ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ".

۱: صحيح مسلم الامارة ۳۸ (۱۸۹۴)، (تحفة الأشراف: ۳۲۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۰۷/۳) (صحيح)

۲: لفظ حديث رقم: (۲۷۷۳)، (تحفة الأشراف: ۱۱۱۳۲) (صحيح)

دکعب بن مالک نه رضی الله عنه روایت دی چې نبی صلی الله علیه و آله به د سفر نه نه راتلومگرد ورځې او حسن و نیلی دی چې د غري به راتلو کله چې به د کوم سفر نه راغې نو اول به جومات ته راغې اودوه رکعته به ئې په کښې او کړل او بیا به په کښې کیناستو.

یعنی د سفر نه په واپسې کښې انسان له پکار دی چې دوه رکعته مونځ او کړی، هم دغه شان چې کله ئې په سفر کښې د تلو اراده وی نو بیا هم دوه رکعته نفل کول سنت دی، خو دا مونځ سفر نه واپسې باندې خو په مسجد کښې اولوستلې شی، دا اولی دی، او د سفر دپاره د روانیدو په وخت د هغه مونځ په کور کښې کیدل مسنون دی، په حدیث الباب کښې صرف ترجمه الباب والا مونځ ذکر شوې دي، چې په هغې کښې دي چې د رسول الله صلی الله علیه و آله دا عادت مبارک وو چې د سفر نه په واپسې کښې په مدینه کښې په ورځ کښې وو د چاشت په وخت باندې او بیا هغه مسجد ته تشریف راوړلو سره هلته دوه رکعتونه لوستل، د مونځ نه پس بیا هم هلته مسجد کښې څه ساعت پس تشریف کیخودلو.

او د دې نه روستو حدیث کښې دی چې رسول الله صلی الله علیه و آله د خپل حج نه په واپسې باندې مدینه منوره کښې داخل شو نو اول هغه خپله سورلی د مسجد په دروازه باندې کینولو، بیا د سورلۍ نه راګوزیدو سره مسجد کښې داخل شو د هغې نه پس بیا کور ته تشریف راوړلو، نافع فرمائی چې زما استاذ او سید ابن عمر رضی الله عنه به هم داسې کول.

[۲۷۸۲] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ الْمَدِينَةَ، فَأَتَا عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ، ثُمَّ دَخَلَهُ فَرَكْعَةٍ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ"، قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذَلِكَ يَصْنَعُ.

د ابن عمر رضی الله عنه نه روایت دی فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله کله د حج نه مدینې ته راغې نو اول جومات ته راغې اود جومات په دروازه کښې ئې خپله اوښه کینوله او بیا ودر داخل شو اودوه رکعته ئې په کښې او کړل او بیا خپل کور ته روان شو نافع وئیلی دی چې ابن عمر رضی الله عنه به پخپله هم داسې کول.

باب فی کراء المقاسم

د تقسیم کونکي د معاوضې بیان

مقاسم بضم المیم یعنی قسام دی، د خلقو تر مینځه مشترک څیز جدا جدا حصو کښې تقسیم کول، او مقاسم، بفتح المیم، مقسم جمع ده چې د هغې معنی قسمت او تقسیم ده، بالفتح د لوستلو په صورت کښې مضاف محذوف وی، یعنی صاحب المقاسم په کتب لغت کښې لیکلې دی چې صاحب المقاسم نائب الامیر وی، قسام الغنائم یعنی مال غنیمت لره په مجاهدینو باندې تقسیم کولو والا، دا خو د لفظ مقاسم تحقیق شو او کراء المقاسم کوم چې په ترجمه الباب کښې دي د هغې معنی شوه اجرة القسام، یعنی تقسیم کولو والا، د تقسیم کولو اگر چې اجرت واخلی نو دا جائز ده یا ناجائز، د دې فیصله به د حدیث الباب نه وی.

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۴۱۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۲۹/۲) (حسن صحيح)

[۲۷۸۳] (۱) حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّيْسِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ، حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ، عَنْ الزَّيْتَرِيِّ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ تَوْبَانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْقَسَامَةَ، قَالَ: فَقُلْنَا: وَمَا الْقَسَامَةُ؟ قَالَ: الشَّيْءُ يُكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَجِيءُ قَيْمَتُكُمْ مِنْهُ».

د ابوسعيد خدری رضی اللہ عنہ نه روایت دې چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلې دی خبردار د تقسیم د معاوضې نه ځان وساتئ، خلقو عرض اوکړو چه ددې څه مطلب دې نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل یوشې چه د ډیرو کسانو په مینځ کښې مشترک وي او بیا هغه کم کړې شي.

شرح الحديث

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد او فرمائیلو چه بچ کیدل خپل ځان لره د تقسیم اجرت اخستلو سره، یو راوی د خپل استاذ نه تپوس اوکړو چه د قسامه نه څه مراد دې؟ هغه جواب ورکړو چه یو څیز د څو کسانو تر مینځه مشترک دی، تقسیم کونکې چه کله هغه څیز د شریکانو تر مینځه تقسیم کیدلو نو په هغې کښې کمی اوکړی، یعنی د هغې نه څه د خپل ځان دپاره راوباسی، په ظاهره مطلب دا دې چه بغیر د هغې نه اجازت اخستلو دپاره، د خپل مخوریز توب او ملکې د وجې نه لکه چه په روستو راتلونکې روایت کښې راځی.

[۲۷۸۴] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ شَرِيكَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَمْرَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، قَالَ الرَّجُلُ: يَكُونُ عَلَى الْفِتْنَاءِ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَظِّ هَذَا وَحَظِّ هَذَا.

عطاء بن یسار د نبی صلی اللہ علیہ وسلم نه د تیر روایت په شان روایت کړې دې مگرددي اضافي سره چه یو کس دخلقو په ډله باندې مقرر شي اود هر چا د حصې نه لږ لږ اخلی. یعنی یو سړې کوم چه په جماعتونو باندې حاوی دی (لکه چه ملکان خانان وی) څه د هغې د حصې نه اخلی څه د فلانی د حصې نه، د دې نه په مختصر الفاظو باندې داسې هم تعبیر کیدلې شي هغه زبردسته کتوتی که د ملک د طرف نه وی دا ملکان خلق داسې وی، د هغوی په خپل قوم باندې ډیر زور وی او په تکبر کښې د خپل قوم په مال کښې بغیر د اجازت نه تصرف کوی، هم دا دې هغه څیز کوم چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلې دې «ایاکم والقسامه» د دې قسم کتوتی په عدم جواز او حرام کیدو کښې خو هیڅ شک نشته، او په حدیث کښې د دې ممانعت هم راغلې دې خو په ترجمه الباب کښې لفظ «کراء» مذکور دې، یعنی اجرت خو به بیا په صورت مسئله کښې دا وی چه کوم سړې د یو مشترک څیز لره د شریکانو تر مینځه د حصو مطابق په دیانت سره تقسیم کړی لکه زمکو وغیره سره چه پتواریان کوی او بیا د هغه تقسیم معینه اجرت واخستلې شي په دې کښې خو هیڅ کراهت او د عدم جواز خبره نشته، پس د جمهور علماء کرامو او ائمه ثلاثه په نزد دا جائز ده، حضرت شیخ په دې مسئله کښې د امام مالک رحمته اللہ علیہ اختلاف لیکلې دې چه «انه کره اجر

۱: تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۴۲۹۶) (ضعیف)

۲: تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۰۹۲) (ضعیف)

القسم د صحيح بخارى په كتاب الاجارة كښې په ترجمة الباب كښې تعليقا داسې دى : ولم ير ابن سيرين باجر القسم باسا... او په فتح البارى كښې دى : وكره مالك اجرة القسم وقيل لما كرهها لانه كان يرزق من بيت المال فكره له ان ياخذ اجرة اخرى، و اشار سحنون الى الجواز عند فساد امور بيت المال. اه

باب فى التجارة فى الغزو په جهاد كښې د تجارت كولوبيان

[۲۷۸۵] (۱) حَدَّثَنَا الرَّيْمِيُّ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ سَلَامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ سَلَامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلْمَانَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ، قَالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنَ الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَّبِعُونَ غَنَائِمَهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ جَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ رِمْتُ رِيحًا مَا رِيحَ الْيَوْمِ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْوَادِي قَالَ: وَيَحْكُ وَمَا رِمْتَ؟ قَالَ: مَا زِلْتُ أَبِيعُ وَأَبْتَاغُ حَتَّى رِمْتُ ثَلَاثَ مِائَةِ أَوْقِيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا أَنْبُوكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ رِيحَ، قَالَ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ".

دعبيدالله بن سلام رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چې د نبی صلی الله علیه و آله په صحابه کرامو کښې یو کس راته حدیث بیان کړې دي وئیل ئې چې کله مونږه خیبر فتح کړو نوهر چا خپل خپل غنیمت واخستو چې سامانونه اوقیدیان هم په کښې وو اوخلغو په خپل مینځ کښې اخستل اوخرخول شروع کړل په دې دوران کښې یوکس راغې او عرض پیسې اوکړو چې ای دالله رسوله مانن دومره گټه کړي ده چې ددې کلي په خلقو کښې به دننه پورې هیڅا دومره گټه نه وی کړي نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل په تا افسوس دي څه دي گټلي دي ده او وئیل اخستل خرخول مې کول تردې چې درې سوه اوقی مې اوگټلي نبی صلی الله علیه و آله ورته او فرمائیل زه به درته یوکس او بنایم چې ددې نه به ئې ډیره گټه کړي وي دي وائی ما او وئیل ای دالله رسوله هغه څوک د نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل د فرض مونځ نه پس دوه رکعتونه کول.

یو صحابی فرمائی چې کله مونږه خیبر فتح کړو او په مال غنیمت کښې څه سامان یا قیدی وغیره هغوی دغه خیزونو لره په خپل مینځ کښې اخستل خرخول شروع کړل، یو سړې راغلو او رسول الله صلی الله علیه و آله ته ئې عرض اوکړو چې نن په دې تجارت کښې ماته دومره نفع حاصله شوې ده چې دومره به چاته نه وی حاصل شوې. قال : ويحک (کلمه ترحم وتوجع) هغه او فرمائیل : هلاک شې تا څه اوگټل؟ هغه عرض اوکړو ما خپل مال خرخولو او دویم ئې خرخولو هم دغه شان په واپس کیدو کښې ما سره درې سوه اوقیه سپین زر په نفع کښې حاصل شو، یعنی دولس زره درهم نو هغه او فرمائیل چې زه تاته اوایم، د دې نه غوره نفع حاصلولو والا سړې هغه عرض اوکړو څوک دي هغه؟ رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل هغه سړې کوم چې د فرض مونځ نه روستو دوه رکعتونه اوکړي

(۱): تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۶۳۲) (ضعیف)

باب فی حمل السِّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

د دشمن علاقې ته د اسلحي نقل کولوبيان

د دار الحرب طرف ته په څه طريقه وسله ليږل، يا په طريقه د بيع چه دار الحرب ته تلونکي باندې يو مسلمان وسله خرڅه کړي، "او بطريق الهبة والمبادلة" لکه چه په حديث الباب دی، د احنافو په نزد داسې کول جائز نه دی، عند الجمهور جائز دی.

[۲۷۸۶] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ رَجُلٍ مِنَ الْقُرَحَاءِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ فَرَّغَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ بِأَبْنِ قَرَيْسٍ لِي، يَقُولُ هَذَا الْقُرَحَاءُ فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِأَبْنِ الْقُرَحَاءِ لَتَتَّخِذَهُ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ أَقْبِضَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ ذُرْوَعِ بَدْرٍ فَعَلْتُ، قُلْتُ: مَا كُنْتُ أَقْبِضُهُ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ قَالَ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.

ذي الجوشن دضباب قبيلې والا په صحابه کرامو کښې ديوکس نه روايت کوي چه فرمايلي ئې وو کله چه دغزوه بدر په ورځ نبي ﷺ د مشرکينو نه فارغ شونوماورته دخپل اس يوکلن بچې بوتلوچه قرحا ورته ونيلې شي ماورته او ونيل اي دالله رسوله قرحامي درته راوستې دې ددې دپاره چه ته ئې په استعمال کښې راولي نبي ﷺ او فرمائين زماورته ضرورت نشته، که چرې ته دده په عوض کښې دغزوه بدر دغنيمت په زغروکښې کومه زغره خوښه وي نوبيا به ئې قبول کړم ما او ونيل زه نن اس هم نه شم قبلولي نبي ﷺ او فرمائيل ماته هم ددې ضرورت نشته.

شرح الحديث

ذی الجوشن رضي الله عنه د خپل اسلام قبلولو نه مخکښې واقعہ بيانوی چه زه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم د هغه د جنگ بدر نه فارغ کيدو نه پس د خپلې اسپې د يو بچي سره چه د هغې اسپې نوم قرحاء وو (فرس افرح فی جبهته بياض بقدر درهم، المؤنث قرحاء) او ما رسول الله ﷺ ته د هغه نوم اخستلو سره عرض اوکړو چه ما تاسو ته ابن القرحاء راوستلې دې چه تاسو دا خان سره اوساتئ او قبول ئې کړئ، رسول الله ﷺ او فرمائيل ماته ددې ضرورت نشته (يعنی مفت بغير د پيسو نه) پس که ته غواړې چه زه تاته د بدر د زغرو نه يوه غوره زغره درکړم او دا واخلم نو زه داسې کولې شم، په دې باندې ما اووې چه (که بدل والا خبره کوي) نو بيا زه دا (د دې اسپې بچي) د يو غلام په بدله کښې هم تاته نه شم درکولې، رسول الله ﷺ او فرمائيل بيا ماته ددې ضرورت نشته.

﴿وان شئت ان اقبضك به﴾ دا لفظ په نسخه هنديه کښې په الف سره ليکلې شوې ده، په ظاهره کښې دا لفظ د همزه په فتحې سره دې، فاض يفرض نه. ددې معنی د عوض ورکولو ده.

باب فی الإقامة بأرض الشرك

د مشرکانو په علاقه کښې د اوسیدو بیان

یعنی په دار الحرب کښې د اقامه حکم، مقصود منع بیانول دی.

[۲۷۸۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَمَّا بَعْدُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ، وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ".

د سمره بن جندب رضي الله عنه نه روایت دي فرمائي چې نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلى دى څوك چې د كوم مشرك سره تعلق وساتي او دهغه په ملگرتيا كښې پاتې شي نو دا كس هم د مشرك په شان دي.
دا روایت د سمره بن جندب د احاديث سته نه دي، كوم چې په ابوداود كښې دي، شپږم يعنى اخرى حديث دي، رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائي چې كوم مسلمان د مشرك سره يوځاني اوسيدى نو پوهه شئ چې هغه په شان دي.

شرح الحديث

د دې حديث په شرح كښې درې احتمالات دي. ۱: من جامع المشرك اى فى دار واحدة، يعنى خاص په يو كور كښې دواړه اوسيدى مسلمان هم او مشرك هم. ۲: او بلد واحد، يعنى په يو ښهر كښې مسلمان هم اوسيدى او مشرك هم، په دې دويم مطلب كښې اولنې صورت او اولنې مطلب په طريق اولى داخل دي، خو د دې عكس نه. ۳: المراد الاشتراك معه فى الرسوم والعادات والزي والهينة، يعنى كوم مسلمان چې د مشركانو ملگرتيا كوي د هغوى په رسمونو او عادتونو كښې او هم دغه شان په شكل او صورت او هيئت كښې د هغوى وضع اختيار كړى نو بيا هم مشرك دي.

دا حديث اول او ثانى د معنى په لحاظ سره خو د زجر او توبيخ د قبيل نه دي، او د دريمې معنى په اعتبار سره تقريبا په خپل ظاهر باندې دي، په دې حديث كښې د دې د بعض معانى په اعتبار سره د هجرت طرف ته اشاره ده، د كتاب الجهاد ابتداء هم د باب الهجرة نه ده، فهذا من حسن الاختتام، والله ولى المرام، وبه حسن الخاتمة على الايمان.

اخر كتاب الجهاد

وهذا اخر الجزء الرابع من "الدر المنضود على سنن ابى داود" وقد تم تسويد هذا الجزء فى المدينة المنورة على صاحبها الف الف صلاة وتحية وقد اعاننى فى تسويد هذا الجزء العزيز المحترم المولوى حبيب الله الجمارنى ثم المدنى المظاهرى تحريراً واملاءً وفى جمع المواد من شروح الحديث وكتب الفقه للاتمة الاربعة وغيرهما من كتب الرجال والسير والتاريخ بجهد بليغ واستعداد تام، فجزاه الله تعالى خيراً ورزقنى واياه لما يحبه ويرضاه.

۹ محرم الحرام ۱۴۲۲ هـ

محمد عاقل عفا الله عنه

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۶۲۱)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للسير ۴۲ (۱۶۰۵) (حسن لغيره) (المستدرک

(۱۴۱/۱-۱۴۲) (ملاحظه: الصحيحة: ۲۳۳۰)

مکتوب گرامی

مکرم ومحترم مولانا برهان الدین صاحب سنبهلی زید مجدهم
صدر شعبه تفسیر، واستاذ الحدیث، وناظم تحقیقات شرعیه دار العلوم ندوة العلماء لکهنؤ
مولانا محمد عاقل صاحب دامت برکاتکم ومدت فیوضکم

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

طبیعت مو څنگه دې؟ الله دې او کړې چه د هر طرف نه په خیر سره وی.
یو هفته اوشوه چه د محترم قیمتی علمی تحفه. (الدر المنضود څلورم جلد، ملاؤ
شوه. تاسو چه کومه درجه په هغې کښې محنت او خوله بیولې ده د دې اندازه اصل کښې
هم هغه انسان لگولې شی چا چه دې د دې کوڅې سیل کړې وی، راقم هم چونکه د دې
کوڅې ورک شوې لاروې دې (یا پاتې شوې دې) په دې وجه د دې په قدر او قیمت پیژندلو
کښې ورته څه مشکلات نه وو. بعض ځایونو کښې خو د قابو نه بهر ﴿سبحان الله، الحمد لله
او الله دره﴾ په شان دعائیه او تعریفی کلماتو صحیح محل معلوم شو. د الله پاک نه سوال
دې چه دا فیض مسلسل جاری وی.

د ﴿قال ابوداؤد﴾ کلام په سنبالولو کښې چه تاسو کوم د ژور نظر او بیدار دماغو
ثبوت ورکړې دې هغه په حقیقت کښې د کتاب د قدر او قیمت په تعین کښې معین وی او
قاری ته د ذهن سکون ورکوی. گینې په نورو اړخونو باندې خو نورو خلقو هم د تعریف نه
ډک کار کړې دې. په رومبې جلد کښې د مستحاضه په بحث (د هغې اقسامو او احکامو)
کښې چه کوم وضاحت کړې شوې دې هغه ډیر زیات مفید دې. هم په دې بحث کښې د انواع
مستحاضه بیان نمبروار ډیر زیات آسان دې.

د الله پاک نه دعا ده چه هغه دا کار مکمل کړی چه اهل علم (خاص طور سره
مدرسینو) ته زیاته آسانی ملاؤ شی. دې وخت کښې خو د څلورم جلد د وصول کولو په
اطلاع او د هغې شکریه ادا کول مقصود دی، په کتاب باندې د رائي اظهار نه، د خیر په
دعاگانو کښې د یاد ساتلو خصوصی درخواست دې. والسلام

محمد برهان الدین ۱۳۶۷/۶/۲۳هـ

احقر

اول کتاب الضحایا

د قربانی د احکامو بیان

دلته نسخې مختلف دی، په یوه نسخه کښې د ضحایا په ځانې "الاضاحی" دې. امام
بخاری رحمه الله هم د "الاضاحی" لفظ اختیار کړې دې زمونږ په نسخه کښې هم د دې سرڅی نه
پس حدیث شروع کیږی، وفي بعض النسخ كما في حاشية الهدى د باب ما جاء في ايجاب
الاضاحی زیادت دې.

مباحث سته مفیده:

دلته څو امور قابل ذکر دی:

۲: اضحیه لغة او شرعا

۱: د دې کتاب د ماقبل سره مناسبت

- ۳: اختلاف د هغوی په حکم د دې کښې
۴: په ایام اضحیه کښې اختلاف
۵: د ذبح د وخت ابتداء
۶: د مشروعیه اضحیه ابتداء.

بحث اول: (ما قبل سره مناسبت)

ددې کتاب مناسبت د کتاب الجهاد سره ښکاره دې چه په جهاد کښې د خپل نفس او مال دواړو انفاق او قربانی وی او په اضحیه کښې مال خرج کولو سره د حیوان قربانی وی. دلته د دې نه پس کتاب الصيد راځی. په بخاری کښې د دې برعکس کتاب الصيد والذبائح د کتاب الاضاحی نه مخکښې دې.

بحث ثانی: (د اضحیه لغوی تحقیق)

په بذل المجهود کښې په دې کښې څلور لغات لیکلې دي. (۱) اضحیه (بضم الهمزة) اضحیه (بکسر الهمزة) د دې جمع اضاحی ده لکه د امنیه جمع چه امانی ده، ضحیه (بالکسر) د دې جمع ضحایا راځی (کعطية وعطایا) اضحاة د دې جمع اضحی ده لکه د ارطاة جمع چه ارطی ده. اه

(وفي الدرر المختار: الاضحية لغة اسم لما يذبح ايام الاضحى، من تسمية الشيء باسم وقته آه وقال الكرمانى وهى ما يذبح يوم العيد تقربا الى الله تعالى، وسميت بذلك لانها تفعل بالضحي آه (الحل المنهم ص ۲)

د اضحیه مشروعیت د کتاب او سنت او اجماع درې واړو نه دې، اما کتاب فقوله تعالى ﴿فصل لربک وانحر﴾ قال بعض اهل التفسير: المراد به الاضحية بعد صلاة العيد، واما السنة فما روى عن انس رضي الله عنه انه صلى الله عليه وسلم ضحى بكبشين املحين الحديث متفق عليه. واجمع المسلمون على مشروعيتها (اوجز عن المغنى)

بحث ثالث: (د قربانی شرعی حکم)

د اضحیه په حکم د وجوب او د سنتیت په اعتبار سره اختلاف دې، د اکثر علماء کرامو په نزد چه په هغې کښې ائمه ثلاثه هم دی دا سنت موکده ده. د امام مالک رحمه الله مشهور قول هم دا دې (۲) او په یو روایت کښې د احنافو او امام مالک په نزد قربانی واجب ده، وحکی العینی عن الهدایة الاضحیه واجبة على کل مسلم حر مقيم موسرا اما الوجوب فقول ابی حنیفة ومحمد واحدى الروایتین عن ابی یوسف، وعنه انها سنة، علامه عینی فرمائی چه امام طحاوی رحمه الله د دې وجوب د امام ابوحنیفه رحمه الله قول گرزولی دې. او د صاحبینو قول دې چه دا سنت

(۱) وفي الاوجز ۲۱۴/۴ عن ابن عابدين فيه ثمان لغات: الاضحية بضم الهمزة وكسرهما مع تشديد الياء وتخفيفها وضحية بلا همز بفتح الضاد وكسرهما واضحاة بفتح الهمزة وكسرهما آه)

(۲) پاتې شوه ده چه موکده علي الكفاية ده يا علي العین نو د مالکیانو په نزد خو تصریح ده د سنت موکده لعینه ففي حاشية الشرح الصغير للدردير ۶۴۹/۱ قوله سن وتاكد عينا اي علي المشهور وقيل انها واجبة، وقله عينا اي علي کل واحد بعینه ممن استوفى الشروط الاتية آه او په کتابونو د شوافعو کښې ئې دا سنت علي الكفاية ليکلې ده ففي الشرح الاقناع.... والتضحية سنة موکدة في حقنا علي الكفاية ان تعدد اهل البيت فاذا فعلها واحد من اهل البيت كفي عن الجميع والا فسنة عين آه وقال الحافظ في الفتح ۱۰/۵ وهي عند الشافعية والجمهور سنة موکدة علي الكفاية. آه)

موکده دې. دلیل د وجوب په ابن ماجه کښې روایت دې من حدیث ابی هريرة رضی الله عنه مرفوعاً ﴿من كانت له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا﴾
قال العینی واخرجه الحاكم وقال صحيح الاسناد آه وسط الشيخ فی البذل..... فی مستدلات الحنفية فارجع اليه من الاوجز.

انواع اضحية:

په بذل کښې لیکلې دی چه د اضحية دوه قسمونه دی، واجب او تطوع، بیا د واجب خو قسمونه دی، یو هغه چه د هغې وجوب په غنی او فقیر دواړو باندې وی، لکه د نذر قربانی او د دې وجوب مطلقاً دې ځکه چه دا وجب د نذر د وجې نه دې چه په هغې کښې غنی او فقیر دواړه برابر دی، او یو قسم هغه دې چه واجب وی په فقیر باندې نه په غنی باندې لکه هغه څاروې کوم لره چه فقیر انسان د قربانی په نیت باندې واخلې ځکه چه هغه ځناور د اخستلو په وجه باندې متعین شو پخلاف د غنی چه که هغه یو څاروې د قربانی په نیت باندې واخلې نو په هغه باندې به د شراء د وجې د هغې قربانی واجب نه وی د هغې په پریخودلو سره دویمه کولې شی، دریم قسم هغه دې چه ما یجب علی الغنی دون الفقیر او دا په هغه صورت کښې ده چه نذر بیا موندلې شی نه شراء آه.

د اضحية دپاره غنی شرط ده ک نه؟

د دې نه پس پوهه شی چه د احنافو په نزد لکه چه پورته د هدایه نه تیره شوه د اضحية د وجوب دپاره غنی شرط ده او د جمهورو په نزد اگر چه قربانی خو سنت موکده ده واجب نه ده اوس د دې تاکد د سنیت دپاره غنی شرط ده که نه؟ نو په کتابونو د مالکیانو کښې غنی شرط کړې شوې ده او د هغوی په نزد چه کوم سرې د قوت عام مالک نه وی د هغه په حق کښې سنت نه ده، او په کتب شافعيه کښې تصریح ده چه د دې دپاره غنی شرط نه ده بس مستطیع کیدل کافی دی. په مسافر باندې اضحية شته او که نه؟ په دې باندې مستقل کلام په باب فی المسافر یضحی د لاندې را روان دې.

فانده: د باب آخری حدیث: ﴿ولکن تأخذ من شعرک وظفارك الخ﴾ د لاندې په بذل المجهود کښې لیکلې دی: ثم ظاهر الحديث وجوب الاضحية الا على العاجز ولذا قال جمع من السلف تجب على المعسر وبویده حدیث ﴿یا رسول الله ﷺ استدین واضحی قال نعم فانه دین﴾ مقضی الی آخر مافی البذل. یعنی د بعض علماء کرامو په نزد په غریب باندې هم قربانی واجب ده ځکه چه په حدیث کښې دی چه د یو سائل په سوال باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل او قرض اخستلو سره هم قربانی کوئ ځکه چه دا قرض به ادا شی. یا مطلب دا چه قربانی په انسان باندې یو قسم دین او واجب ده.

بحث رابع: د اضحیه د ورځو تعیین او تعداد

د ایام اضحیه تعیین او تعداد کښې کافی اختلاف دې کوم لره چه شیخ رحمہ اللہ په اوجز المسالک ۳/۳۰۵ کښې لیکلې دې، د دې په آخر کښې شیخ صاحب لیکي: ﴿والجملة ان فی

تعيين ايام الاضحية سبعة مذاهب الاول يوم النحر فقط وهو مذهب داؤد وابن سيرين. الثاني ثلاثة ايام وهو مذهب الائمة الثلاثة وغيرهم. الثالث اربعة ايام وهو مذهب الشافى رحمه الله وغيره. الرابع يوم النحر وستة ايام بعد وهو قول قتادة. الخامس عشرة ايام حكاها ابن التين السادس الى آخر ذى الحجة وهو مذهب ابن حزم (لرواية ابى سلمة بن عبدالرحمن وسليمان بن يسار قالوا بلغنا ان رسول الله ﷺ قال الاضحى الى هلال المحرم لمن استاذن بذلك (كذا فى المحلى) السابع يوم فى الامصار وثلاثة فى منى وهو قول سعيد بن جبير وجابر بن زيد، الى آخر ما فى الاوجز او په متن د (ابو شجاع ۲۴۳) كښې دى ووقت الذبح من وقت صلاة العيد الى غروب الشمس من آخر ايام التشريق او د هغې په حاشيه كښې دى يعنى يولسمه او دولسمه او ديارلسمه ذوالحجة روى ابن حبان عن جبير بن مطعم رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ « وكل ايام التشريق ذبح » اى وقت للذبح اهـ د دې تفصيل نه معلومه شوه چه د ائمه ثلاثه په نزد ايام اضحيه درې دى او د شوافعو په نزد څلور دى د لسمې ذوالحجې نه واخله تر د ديارلسمې د ماښام پورې.

بحث خامس: (د ذبح د وخت ابتداء)

د ذبح د وخت ابتداء د كله نه ده نو په دې باندې علماء كرامو متفق دى ان الذبح قبل صلاة العيد لا يجوز، او په دې كښې اختلاف دې چه د امام د قربانى نه مخكښې د نورو خلقو قربانى جائز ده يا نه؟ د جمهور علماء كرامو او ائمه ثلاثه په نزد جائز ده. د امام مالك په نزد د امام د ذبح نه مخكښې د چا دپاره ذبح كول جائز نه دى. او د هغوى د اختلاف سبب په دې باب كښې د راغلې مختلفو آثارو (روايتونو) دې. وذلك انه جاء فى بعضها انه صلى الله تعالى عليه وسلم امر لمن ذبح قبل الصلوة ان يعيد الذبح وفى بعضها انه امر لمن ذبح قبل ذبحه ان يعيد اخرجه مسلم الى آخر ما فى الاوجز، په دې كښې نور تفصيل باب ما يجوز فى الضحايا من السن په آخر كښې را روان دې.

بحث سادس: (قربانى د كله نه مشروع شوه؟)

د قربانى د مشروعيت ابتداء په قرآن كريم كښې ذكر شوې ده پس ارشاد دې « فلما بلغه السعى قال يا بنى اى الى اى فى المنام الى اذبحك فانظر ماذا ترى الآية » د ابراهيم عليه السلام چه ترڅو پورې اولاد نه وو شوې نو هغه الله پاک ته دعا او كړه چه « رب هب لى من لدنك من الصالحين فبشرناه بغلام حليم » د دې نه پس پورته آيت كريمه ذكر شوې دې چه كله نې هغه خوښې (اسماعيل عليه السلام) داسې عمر ته اورسيږي چه د خپل پلار سره په گرځيدو شو نو بعض مفسرينو ليكلى دى چه هغه وخت د هغوى عمر ديارلس كاله شوې وو نو ابراهيم عليه السلام دې خوښى ته وفرمائيل بچوريه زه په خوب كښې گورم چه زه تا ذبح كوم پس ته هم سوچ او كړه چه ستا څه راتې ده په دې باندې هغوى عرض او كړو چه « يا ابت افعل ما تومر » اى باباجانه د كومې خبرې چه تاسو ته حكم شوې دې هغه پوره كړئ الى آخر القصة چه په هغې كښې دا دى چه كله ابراهيم عليه السلام چاره راخكله نو د بار بار راخكلو باوجود مړئ نه پرې كيده « ونادينه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا الآية » په روايت كښې دى چه ابراهيم عليه السلام دې آسمانى آواز اوريدو سره پورته اوكتل نو

جبرائیل علیه السلام د یو ګډ سره ولاړ وو، دا جنتی ګډ ابراهیم علیه السلام ته ورکړې شو او هغه د الله پاک په حکم باندې د خپل خوی په ځانې هغه قربانی کړو. (معارف القرآن ملخصاً)

دا مضمون په سنن ابن ماجه او د مسند احمد په روایت کښې داسې ذکر شوی دی

عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول الله ﷺ ما هذه الاضاحی یا رسول الله ﷺ؟ قال سنة ابيکم ابراهیم علیه السلام قالوا فما لنا فيها یا رسول الله؟ قال بكل شعرة حسنة الحديث د رسول الله ﷺ هم دا ارشاد دي چه دا اضحیه د ابراهیم علیه السلام سنت دي د دې شروع د هغه ځانې نه شوې ده.

باب مَا جَاءَ فِي إِبْجَابِ الْأَضَاحِي

د قربانی د وجوب بیان

[۲۷۸۸] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدٌ، ح وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا يَشْرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْنٍ، عَنْ عَامِرِ أَبِي رَمْلَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمٍ، قَالَ: وَنَحْنُ وَقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً، أَتَذَرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ هَذِهِ الَّتِي يَقُولُ النَّاسُ الرَّجْبِيَّةُ؟ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَتِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ هَذَا أَخْبَرَنَا مَنْسُوخٌ.

د مخنف بن سليم نه روایت دي دي وائی او مونږ د نبی ﷺ سره په عرفات کښې ولاړ وو هغه او فرمائل ای خلکو یقینا په هر کور والاباندې په هر کال کښې یو ځل قربانی کول واجب دي او عتیره هم اوتاسو ته پته شته چه عتیره څه شې دي دا هغه شې دي کوم ته چه خلق رجه وائی. ابوداود وائی عتیره منسوخ شوي ده اودا خبر هم منسوخ دي.

(۱) ابانا مخنف بن سليم قال ونحن وقوف مع رسول الله ﷺ بعرفات قال يا ايها الناس ان على اهل كل بيت في كل عام اضحية وعتيرة الخ

مخنف بن سليم صحابی ﷺ فرمائی چه کوم وخت مونږ د رسول الله ﷺ سره په عرفات کښې وقوف کونکی وو نو هغوی او فرمائل ای خلکو په هر کور والا باندې او د هغوی په ذمه اضحیه او عتیره ده، او بیانی او فرمائی تاسو ته پته شته چه عتیره څه څیز دي؟ عتیره هم هغه ده چه هغې ته خلق رجبیه وائی.

د قربانی د وجوب دلیل:

احنافو د دې حدیث نه د قربانی په وجوب باندې استدلال کړې دي ځکه چه لفظ 'على' د الزام او وجوب دپاره راځی، او دویم څیز کوم چه په دې حدیث کښې ذکر شوی دي یعنی عتیره هغه د جمهورو په نزد د نورو احادیثو په وجه منسوخ ده لهذا د قربانی وجوب باقی پاتې شو، د عتیره تفسیر لکه چه څنگه پخپله په دې حدیث کښې ذکر شوی دي دا د هغه ذبیحې او قربانی نوم دي چه د اسلام په شروع کښې د رجب په عشره اولی کښې کیدله، په دې وجه دي ته رجبیه هم وائی.

دلته یو دریم څیز بل دي کوم چه په احادیثو کښې راغلي دي یعنی فرع، د دې ذکر

(۱) سنن الترمذي للأضاحي ۱۹ (۱۵۱۸)، سنن النسائي للفرع والعتيرة ۱ (۴۲۲۹)، سنن ابن ماجه للأضاحي ۲ (۳۱۲۵)، (نقطة الأشراف: ۱۱۲۴۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۱۵/۴، ۷۷۵) (حسن)

د کتاب الاضحیة په آخر کښې آخری باب باب فی العتيرة کښې را روان دې لهذا په دې دواړو باندې کلام انشاء الله هم په هغه ځانې کښې راشی.
والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری.

[۲۷۸۹] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقَتَبَانِيُّ، عَنْ عِيْسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَمَرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ، قَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أَضْحِيَّةً أَتَيْتُ، أَفَأَضْحِي بِهَا قَالَ: لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْفَارِكَ وَتَقْصُ شَارِبَكَ، وَتَحْلِقُ عَائَتَكَ، فَبِذَلِكَ تَمَامُ أَضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ."

د عبد الله بن عمرو بن العاص نه روایت دې چه نبی ﷺ فرمائیلى دى حکم شوې دې ماته داختر کولو په ورځ د قربانۍ باندې (۱۰ ذی الحجه) کومه چه الله تعالى ددې امت دپاره اختر گرځولي ده، چا عرض اوکړو چه اې دالله رسوله که چرې زما سره د سوالي (امانت) اوبښه ياچيلی وی اونور څه نه وی نو ایا زه په دې قرباني اوکړم؟ نبی ﷺ او فرمایل نه بلکه ته خپل ويښته کم کړه اونوکان پرې کړه اوبريت برابر کړه داستادپاره قرباني ده دالله تعالى په نزد.
(عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم قال : امرت بيوم الاضحى عيداً جعله الله لهذه الامة الخ)

شرح الحديث:

رسول الله ﷺ فرمائی چه ماته د دې خبرې حکم شوې دې چه زه يوم الاضحى لره د اختر ورځ جوړه کړم، ځکه چه الله پاک دې ورځې لره زما د امت دپاره د اختر ورځ مقرر کړې ده (او چونکه د دې ورځې په احکاماتو کښې يو حکم شرعی قربانۍ هم ده په دې وجه سائل د رسول الله ﷺ نه هغه سوال اوکړو کوم چه دلته په حدیث کښې ذکر شوې دې هغه دا دې، يو صحابی عرض اوکړو چه که ماسره د منيحه نه علاوه بل څه نه وی نو ایا زه هم د دې قرباني اوکړم؟ نو رسول الله ﷺ او فرمایل بلکه ته داسې اوکړه چه په دې ورځ کښې خپل ويښته اونو کونه او خپل بریت واره کړه او د نامه نه لاندې ويښته او خرايه، ستا پوره قرباني د الله پاک په نزد هم دغه ده.

رسول الله ﷺ گویا دا ټول امور د هغه په حق کښې د قربانۍ بدل او گزولو.
د منيحه اطلاق په هغه پي ورکونکې اوبښه يا بيزې باندې کيږي چه هغې لره د هغې مالک يو ضرورت مند انسان ته د څه مودې دپاره ورکړي چه هغه د هغې پيو نه په دغه موده کښې فائده اوچته کړي او بيا هغه څاروي خپل مالک ته واپس کړي، رسول الله ﷺ هغه صحابی لره د هغه منيحه د قربانۍ نه منع کړو، يا خو په دې وجه چه دا د هغه د ضرورت څيز وو او هغه سره دهغې نه علاوه بل دپيو ورکولو څاروي نه وو (کذا في البذل).

او یا ئې په دې وجه منع کړو لکه چه پورته ذکر شو چه د منيحه انسان پخپله مالک نه وی. هغه د بل څيز وی کوم چه به بيا واپس کولې شی. والحدیث اخرجه النسائی قال المنذری.

۱: سنن النسائی/الاضحایا ۱ (۴۳۷۰)، (تحفة الأشراف: ۸۹۰۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۶۹/۲) (حسن)

بَابُ الْأُضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيِّتِ دمري دطرف نه قرباني كول

[۲۷۹۰] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ حَنْشٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضْحِيَ عَنْهُ فَإِنَّا أُضْحِي عَنْهُ.

دحنش نه روايت دې فرمائي چه ماعلي عليه السلام اوليدو چه په دوه گدانوئي قرباني كوله ماورته او وئيل داڅه دي؟ هغه او وئيل ماته نبی صلى الله عليه وسلم وصيت كړې وو ددې خبرې چه زه دي دهغه دطرف نه قرباني او كړم، نو دايوه قرباني زه دهغه دطرف نه كوم.
«عن حنش قال رايت عليا يضحي بكبشين فقلت له ما هذا الخ»

حنش وائي چه ما علي عليه السلام اوليدو چه هغوی هميشه دوه گدان قرباني كوی نو ما د دې په باره كښې د هغوی نه تپوس او كړو چه تاسو دوه څاروی ولې قرباني كوي؟ هغوی او فرمائيل: ځكه چه ما ته رسول الله صلى الله عليه وسلم وصيت كړې دې چه زه د هغوی د طرف نه قرباني او كړم، لهذا يو قرباني زه د خپل طرف نه كوم او دويمه د رسول الله صلى الله عليه وسلم د طرف نه.
دا روايت په ترمذي كښې هم دې او د دې په اخير كښې دا زيادت دې، «فلا ادعه ابدا» چه زه دا پرېردم نه بلكه هميشه به داسې كوم.

مسئلة الباب كښې مذاهب ائمه:

امام ترمذي فرمائي د بعض اهل علم په نزد د مري د طرف نه قرباني كول جائز دي او بعض دې لره جائز نه گنړي او بيا ئې د عبدالله بن مبارك مسلك دا نقل كړې دې چه زما په نزد غوره دا ده چه د مري د طرف نه دې صدقه او كړې شي نه قرباني او كه يو انسان د مري د طرف نه قرباني او كړي نو په هغې كښې دې خپله هيڅ نه خوري بلكه ټول دې صدقه كړي آه او جمهور وائي چه:

د رسول الله صلى الله عليه وسلم د خپل ټول امت د طرف نه قرباني كول ثابت دي چه په هغې كښې احياء او اموات ټول داخل دي، او دا هم ثابت نه ده چه رسول الله صلى الله عليه وسلم به چه كومه قرباني د امت د طرف نه كوله د هغې نه به ئې خپله څه نه خورل بلكه ټول به ئې صدقه كوله او د احنافو مسلك په دې كښې هغه دې كوم چه په الكوكب الدرري كښې ذكر دې فقيه: قوله ولم ير بعضهم ان يضحي عنه، وهؤلاء حملوا هذا الحديث على الخصوصية، وعند ناله ان يضحي عن الميت غير انه ان كان بوصية من ليس له ان ياكل منه، وان لم يكن وصية منه حل له اكلها كما في اضحية نفسه من غير فضل آه..... والحديث اخرجه الترمذي، قال المنذري.

^۱ سنن ترمذي الاضاحي ۳ (۱۴۹۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۰۷۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱/ ۱۰۷، ۱۴۹، ۱۵۰) (ضعيف)

باب الرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرَةٍ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ

بیان دهغه کس خوکه چه د قربانی اراده لري چه دذي الحجي په لسو ورځو کښې به ويښته نه کمه وي

[۲۷۹۱] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ اللَّيْثِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَمْرَسَلَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ لَهُ ذَنْبٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهْلَ هَلَالٍ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرَةٍ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اِخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ، وَعَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو فِي عَمْرٍو بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ بَعْضُهُمْ: عَمْرُو أَكْثَرُهُمْ قَالَ: عَمْرُو، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ بْنِ أَكِيمَةَ اللَّيْثِيُّ الْجَنْدَعِيُّ.

دام المومنين ام سلمه رضي الله عنها نه روايت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلى دی چاچه قرباني نيولي وي دذبح کولو دپاره نوکله چه دذي الحجه مياشت راوخيږي نونه دي پرې کوي دخپلو ويښتونه اونه دنوکانونه هيڅ شی ترخوچه ئې قرباني نه وی کړي.

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه و آله من كان له ذبح يذبحه فاذا اهل هلال ذى الحجة فلا ياخذن من شعره الخ لفظ "ذبح" په کسري د ذال سره دي يعنى ذبيحه، هغه خاروي چه د هغه د ذبح کولو اراده ده لکه څنگه چه د الله پاک ارشاد دي (وفديناه بذبح عظيم) او کوم ذبح چه په فتحې سره دي هغه مصدر دي. يعنى کوم انسان چه د قرباني اراده لري نو د هغه دپاره د يکم ذوالحجة نه تر د قرباني پورې ويخته خړول او نوکونه پرې کول نه دي پکار.

مسئلة الباب كنبى مذاهب ائمة:

دا نهی ظاهر او د حنابله په نزد دا د تحریم دپاره ده، او د امام شافعي رحمته الله علیه او مالک رحمته الله علیه په نزد د کراهت دپاره ده. او د احناف په نزد خلاف اولی ده لکه په بذل المجهود کښې دی. امام ترمذی د دي حديث نه پس ليکی: والی هذا الحديث ذهب احمد واسحاق ورخص بعض اهل العلم كفى ذلك فقالوا لا باس ان ياخذ من شعره واطفاره وهو قول الشافعي واحتج بحديث عائشة رضي الله عنها (ان النبي صلی الله علیه و آله كان يبعث بالهدى من المدينة فلا يجتنب شيئا مما يجتنب من المحرم) آه... امام نووی رحمته الله علیه په دي کښې د امام شافعي رحمته الله علیه مسلک د کراهت تنزيهي ليکلي دي. غالبا د امام ترمذی مراد د لا باس نه هم دا دي يعنى جائز مع الکراهة د دي نه پس امام ترمذی رحمته الله علیه د امام شافعي رحمته الله علیه په دليل کښې د عائشي رضي الله عنها حديث پيش کړي دي، د هغې جواب په عرف الشذی کښې شاه صاحب رحمته الله علیه دا ورکړي دي چه د رسول الله صلی الله علیه و آله بعث هدي غير ذی الحجة کښې کيدلو په دي وجه به هغوی د دي نه ځان نه ساتلو، او شاه صاحب دا هم فرمائي والعرض التماكل بالحجاج يعنى په حديث الباب کښې چه د ويښتو لري کولو او د بريټو د وړولو چه کوم ممانعت دي په دي سره مقصود قرباني کونکي لره مشابعت اختيارول دي د حاجي محرم سره.

والحديث اخرجه مسلم والترمذی والنسائي، وابن ماجة بمعناه قال المنذرى.

۱: صحيح مسلم للأصاحي ۳ (۱۹۷۷)، سنن الترمذی للأصاحي ۲۴ (۱۵۲۳)، سنن النسائي للضحایا ۱ (۴۳۶۶)، سنن ابن ماجة للأصاحي ۱۱ (۳۱۴۹)، تحفة الأشراف: ۱۸۱۵۲، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۸۹/۶، ۳۰۱، ۳۱۱)، سنن الترمذی للأصاحي ۲ (۱۹۹۰) (حسن صحيح)

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الصَّحَايَا

قربانی په کوم قسم څاروی باندې بهتره ده؟

[۲۷۹۲] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي حَبِوَةُ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ فَأَتَيْتُ بِهِ فَضَعَى بِهِ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ هَلِي الْمَذْيَةَ، ثُمَّ قَالَ: اسْعِدِي بِهَا بِحَجَرٍ فَقَعَلْتُ، فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْمَعَهُ وَذَبَحَهُ، وَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ فَمَعَى بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دام المومنين عاشتته عليه السلام نه روایت دي فرمائی چه نبی عليه السلام دښکرونو والا گد او غوښتو دکوم چه سترگي سينه او خيته او پښي توري وي وبې فرمائيل چاره په کانري تيره کړي او راني وړي ماورته راوړو نبی عليه السلام واخستو اوگي ئې په زمکه ځملولو او دذبح کولو قصد ئې اوکړو او دا دعائي او فرماييله: «بسم الله اللهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمة محمد» دالله په نوم سره ذبح کوم، اي الله محمد دطرف نه اودهغه دال او اولاد او امة دطرف نه دا قبول کړي، او بياني عليه السلام دغه کی قرباني کړو.

﴿عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله ﷺ امر بكبش اقرن يطأ في سواد وينظر في سواد﴾

شرح الحديث:

يعني رسول الله ﷺ د داسې ښکلي گد د قرباني حکم ورکړو چه په هغې کښې دا صفتونه موندلې کيږي چه د ښکرو والا وي، گرځيدونکې وي په تور والي کښې يعني د هغه خپې تورې وي، او گوري په توروالي کښې يعني د هغه سترگې ښکلې تورې وي، کيڼي په تور والي کښې يعني د هغه خيته او ددې تورې وي. بيا هغوی او فرماييل اي عائشي! چاره راوړه او د هغې پلک په کانري باندې راځکلو سره تيره کړه، بيا هغوی هغه راځملولو او ذبح ئې کړو او د ذبح کولو په وخت ئې دا اوئيل ﴿بسم الله اللهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمة محمد﴾ (ﷺ)

د قرباني د څاروی د ذبح کولو په وخت دي هغه په گسه دده باندې ځملولې شي چه په هغې سره د هغه څاروی سر د ذبح کونکي طرف ته شي او هغه د هغه سر لره په گس طرف ته په زور سره په ښي لاس باندې په آسانۍ سره ذبح کړي. قاله النووي وذكر اتفاق العلماء عليه او ددې شکل به دا وي چه د اضحية سر جنوب او خپلې شمال طرف ته کيځودلې شي او په گس طرف باندې ځملولې شي چه د څاروی استقبال قبلي طرف ته شي.

په دې حديث کښې دي چه رسول الله ﷺ د يو گد قرباني د خپل طرف نه او د خپل اهل بيت بلکه د ټول امت د طرف نه اوکړه، آيا د يو بيزې قرباني د ټولو خلکو د طرف نه کيدې شي، د دې مسئلې دپاره وړاندې په کتاب کښې يو مستقل باب را روان دي باب في الشاة يضحي بها عن جماعة

۱. صحيح مسلم للأصاحي ۳ (۱۹۶۷)، (تحفة الأشراف: ۱۷۳۱۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۷۸/۱) (حسن)

د قربانی په څاروی کښې شرکت او په هغې کښې د مذاهب ائمه تفصیل او تحقیق

په دې کښې بعض علماء کرام لکه د امام مالک، احمد او اوزاعی رحمهم الله مسلک هم دا دې چې یو بیزه د پوره کور د طرف نه جائز ده اگر چه هغوی د اووه کسانو نه هم ډیر وی. او د دوه کورونو والو د طرف نه جائز نه دي اگر چه د هغوی تعداد د اووه نه کم وی، (کذا فی البدائع وغيره وسیع فی تفصیل المذاهب) د احنافو د طرف نه د دې جواب داسې ورکړې شوې دې چې دا حدیث منسوخ دې د هغه حدیث په وجه باندې کوم چې په راروان "باب البقر عن کم تجزئ" د لاندې راروان دې. او یا دې دا اوئیلې چې دا د رسول الله ﷺ په خصوصیاتو کښې دې، او دریم تاویل دا کړې شوې دې چې په دې سره مقصود مشارکه فی الثواب دې نه د ټولو د طرف نه قربانی، والله تعالی اعلم. دا آخری توجیه زیاته غوره معلومیږي.

په موطاء امام مالک کښې "الشركة فی الضحایا" د عنوان د لاندې په اوجز څلورم جلد کښې شیخ صاحب رحمهم الله د امامانو مذاهب داسې لیکلې دي د امام مالک مسلک ئې د علامه باجی مالکی نه نقل کړی دی چې د هغوی په نزد هدی واجب دې او په اضحیه کښې دا خبره جائز نه ده چې یو څاروی د قربانی د څاروی په قیمت کښې شریکیدو سره واخلی او د هغې قربانی اوکړی که هغه بقره وی یا که بدنه، او په هدی د تطوع کښې د هغوی دوه اقوال دي، قول مشهور هم هغه دې چې په دې کښې هم اشتراک جائز نه دې چې د یو انسان دپاره د قربانی څاروی وی او هغه د هغه قربانی اوکړی د خپل طرف نه او د خپل اهل و عیال د طرف نه اگر چه هغه د اووه نه زیات وی آه گویا د دې کلام حاصل دا شو چې د امام مالک رحمهم الله په نزد د قربانی څاروی که غوا وی که اوبس وی او که گډ وی د هغې قربانی صرف د یو انسان د طرف نه کیدې شی، خو که خاص د خپل اهل بیت په دې کښې نیت اوکړی نو هغه صحیح دې اگر که هغه اهل بیت د اووه نه زیات ولې نه وی، او د احنافو مسلک باجی دا بیان کړې دې چې د هغوی په نزد هدی او اضحیه هر دواړو کښې د اووه کسانو شرکت کیدې شی (ای فی البدنة والبقره) په دې شرط چې د ټولو شریکانو مقصود په دې ذبح سره قربت وی اگر چه د قربت وجود مختلف وی، لکه جزاء صید او فدیة اذی وغیره او که په دې شریکانو کښې د یو شریک مقصد قربت نه وی نو هغه قربانی به صحیح نه وی هغه فرمائی چې د امام شافعی رحمهم الله په نزد په هر صورت کښې جائز ده (که د ټولو مقصود قربت وی او که نه وی) او د دې دواړو (احنافو او شوافعو) په دې خبره اتفاق دې چې د اووه نه د زیاتو شرکت جائز نه دې، فالخلاف بیننا وینهم فی فصلین احدهما انه لا يجوز الاشتراک فی الرقة عندنا ويجوز عندهم والثانی انه يجوز عندنا (۱) ان تنحر البدنة الواحدة عن اکثر من سبعة وعندهم لا يجوز ذلك آه علامه باجی د حنابلہ مسلک نقل نه کړو، ابن قدامه د هغوی مسلک په دې کښې د احنافو او شوافعو مطابق لیکلې دې. یعنی دا چې په بدنه او بقره کښې د اووه کسانو شرکت کیدې شی، د قربت نیت کیدل د شوافعو په شان د هغوی په نزد هم ضروری نه دی او د مالکیانو

(۱) ای عند المالک لان القائل هو العلامة الباجي

په نزد خو چونکه نفس شرکت جائز نه دې په دې وجه هلته د اتحاد نیت او اختلاف نیت سوال هم نه پیدا کیږي، ابن قدامه فرمائي چه په بدنة او بقرة کښې د اووه شرکت مطلقا جائز دې برابره خبره ده که هغوی مشترک وي د یو کور نه او یا نه وي بیا وړاندې ابن قدامه کفایة عن اهل بیت واحد په مسئله کښې لیکلی دی ولا بأس ان یذبح الرجل عن اهل بیتة شاة واحدة او بقرة او بدنة نص علیه احمد وه قال مالک واللیث والاوزاعی آه

د دې نه پس تاسو خان په دې پوهه کړئ چه د شاة په باره کښې د شوافعو او حنابلة او مالکیانو د درې وارو په کتب فروع کښې دا ملاویرې «الها تجزی عن الرجل وعن اهل بیتة وان كانوا سبعة او اکثر» خود جائز کیدو مفهوم د هغوی په نزد دې چه اضحیه خوبه د ذابح د طرف نه گنرلې شی او د ثواب استحقاق به هم خاص د هغه دپاره وي خو چونکه د هغه حضراتو په نزد قربانی سنت علی الکفایة ده په دې وجه د یو سړی قربانی کول به د ټول اهل بیت د طرف نه کافی شی د څه نه چه د هغوی په کتابونو کښې په سقوط الطلب سره تعبیر کړې شوي دي یعنی د دې قربانی نه پس د کور والو نه د اضحیه شرعا مطالبه پاتې نه شوه. (۱) او حدیث الباب چه په هغې کښې دا دی چه رسول الله ﷺ د کبش واحد قربانی د خپل ټول امت د طرف نه اوکړه دا هغوی په خصوصیت باندې محمول کړې دې د حصول ثواب للامة په حق کښې. والحديث اخرجه مسلم قاله المنذرى.

[۲۷۹۳] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ سَبْعَ بَدَنَاتٍ يَوْمَ قِيَامًا، وَضَعَى بِالْمَدِينَةِ بَكْشِينَ أَقْرَبِينَ أَمْلَحِينَ.

دانس نه روایت دې چه نبی ﷺ اووه اوبسان په ولاړه په خپل لاس حلال کړي وو او په مدینه کښې ئې په دوه خړبو ښکروړو کړانو قربانی کړې وه.

﴿نحر سبع بدنات بيده قياما وضحي بالمدينة بكشين اقربين املحين﴾

شرح الحديث:

دا حدیث د بخاری په کتاب الحج کښې "باب من نحر هديه بيده" هم په دې طریق سره هم داسې روایت دې په ظاهر کښې د نحر بدن واقع د مکې مکرمې ده، او د کبشین املحین د قربانی واقع. لکه چه په روایت کښې تصریح ده د مدینې منورې ده، اوس به سوال دا وي چه په حج کښې خو رسول الله ﷺ لکه چه په روایاتو کښې تصریح ده د سلو هدایا نحر فرمائيلې وو د دې جواب کتاب الحج ته د رجوع کولو نه معلومیږي چه په دې کښې

۱، ففي شرح الاقناع من فروع الشافعية ۲۴۰ وتجزئ البدنة عن سبعة وكذا البقرة وتجزئ الشاة عن واحد فقط، فان ذبحها عنه وعن اهله او عنه واشرك غيره في ثوابها جاز آه وفي هامشه: والشاة عن واحد فقط فان قلت هذا مناف لما بعده حيث قال فان ذبحها عنه وعن اهله الخ اجيب بانه لا منافاة لان قوله عن واحد اي من حيث حصول التصحية حقيقة وما بعده الحاصل للغير انما هو سقوط الطلب عنه واما الثواب التصحية حقيقة فخاصان بالفاعل علي كل حال آه وفي الروض المربع ونيل المآرب من فروع الحنابلة: تجزئ الشاة عن واحد واهل بيته وعياله والبدنة والبقرة عن سبعة

۲، صحيح البخاري للحج ۲۴ (۱۵۴۷)، ۲۵ (۱۵۴۸)، ۲۷ (۱۵۵۱)، ۱۱۹ (۱۷۱۵)، الجهاد ۱۰۴ (۲۹۵۱)، ۱۲۶ (۲۹۸۶)، صحيح مسلم صلاة المسافرين ۱ (۶۹۰)، سنن النسائي للضحايا ۱۳ (۴۳۹۲)، وقد مضى هذا الحديث برقم (۱۷۹۶)، (تحفة الأشراف: ۹۴۷) (صحيح)

روایات مختلف دی د اووه اوسانو یو روایت پکښې هم دي، او د سبع د تخصیص یو وجه په کتاب الحج کښې دا تیره شوې ده یعنې په هغوی کښې هر یو رسول الله ﷺ ته نزدې کیده چه اوگوری په مونږ کښې د کوم یو نه شروع فرمائی. (کلهن یزدلفن الیه بایتهن پیداً) (۱) (املح) هغه څاروې چه د هغه د وینستو سپین والې د هغه په تور والی باندې غالب وی (بذل) وفي المرقات: الاملح الفعل من الملح وهو بياض يخالطه السواد وعليه اكثر اهل اللغة وقيل بياضه اكثر من سواده، وقيل هو نقى البياض آه (عون) قضیه: دا حدیث پوره په صحیح بخاری کښې موجود دي کما تقدم فالعجب من الحافظ المنذري حيث قال اخرج البخارى قصة الكبشين فقط بنحوه.

[۲۷۹۴] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ يَذْبَحُهُمَا وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتَيْهِمَا.

دانس رضي الله عنه نه روایت دي چه نبی ﷺ په دوه څربو ښکرورو گډانو قرباني کړې وه دذبح په وخت به ئې تکبير ونيولو او بسم الله به ئې ونيوله او په څټ به ئې ورله خپه ايسودلې وه.

[۲۷۹۵] (۲) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَّاهَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: "إِلَى وَجْهَتِي وَجْهَتِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمِّهِ بِأَسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ"، ثُمَّ ذَبَحَ.

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روایت دي چه نبی ﷺ د قرباني په ورځ باندې دوه ښکروور څارېه خسی گډان ذبح کړل، هرکله چه ئې قبيلي ته مخامخ کړل وئې فرمائیل یقینا زه خپل مخ د هغه ذات طرف ته متوجه کوم چاچه زمکه او اسمانونه پیدا کړی دی اوزه په دین ابراهیمي باندې قائم یم اود مشرکانونه نه یم یقینا زمامونځ زما قرباني زما ټول عبادتونه زما ټول ژوند اوزما مرگ خالص دالله تعالی دپاره دي د هغه څوک شریک نشته دي اوماته په دي خبره باندې حکم شوي دي اي الله داقرباني ستا ورکړه ده اودا صرف ستا درضا دپاره ده، د محمد دطرف نه اود هغه دامت دطرف نه دالله په نوم سره او الله دهرڅه نه ډیر لوئې دي ددي کلماتو ونيولونه پس ئې ذبح کړل.

(۳) عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال ذبح النبي صلى الله عليه وسلم يوم الذبح كبشين اقرنين املحين موجوين (وفي بعض النسخ موجبين، وفي بعضها موجبين يعنى خصى) امام خطابي رحمه الله فرمائی په دي کښې دليل دي په دي خبره باندې چه د خصی قربانی

(۱) خو په ابوداؤد کښې دا حدیث د عبد الله بن قرط رضي الله عنه په روایت سره دي ولفظه وقرب لرسول الله ﷺ بذنات خمس اوست لطفن یزدلفن الیه بایتهن پیداء الحدیث)

(۲) انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۳۶۴) (صحیح)

(۳) سنن ابن ماجه للأضاحي ۱ (۳۱۲۱)، (تحفة الأشراف: ۳۱۶۶)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للأضاحي ۲۲ (۱۵۲۱)، مسند احمد (۳۵۷۳، ۳۶۲، ۳۷۵)، سنن الدارمي للأضاحي ۱ (۱۹۸۹) (حسن)

مکروه نه ده او بعض اهل علمو د دې قربانی مکروه کړې ده (لنقص العضو) خو دا نقص عیب نه دې ځکه چه د خصاء په وجه باندې غوښه مزیداره کیږي او د هغې بدبوئی ختمیږي. او د دې نه روستو حدیث کښې چه د هغې راوی ابوسعید خدری رضی الله عنه دې په هغې کښې دی (بکبش اقرن فحیل) یعنی داسې کبش چه په جفتی کښې ډیر غوره وی، او د فحل اطلاق په مطلق نر باندې هم کیږي، په دواړو روایتونو کښې په ظاهره تعارض دې لکه چه ابن العربی داسې گنرلې ده هغه وائی په دې حدیث د ابوسعید رضی الله عنه سره د هغه روایت تردید کیږي چه په هغې کښې موجودین وارد شوې دې، حافظ فرمائی دا خبره نه ده بلکه په دې کښې احتمال د تعدد د واقعاتو دې یو ځل رسول الله صلی الله علیه و آله قربانی دخصی اوکړه او یو ځل د غیر خصی. (تحفة الاخوان)

حدیث جابر رضی الله عنه اخرجه ابن ماجه و حدیث ابی سعید اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه قاله المنذری

[۲۷۹۶] (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضْحِي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ.

د ابوسعید خدری رضی الله عنه نه روایت دې چه نبی صلی الله علیه و آله به په ښکرو والاگه باندې قربانی کوله کوم چه به توربخن ښکاریدو او په تور والی کښې به ئې خوراک کولو او په توروالی کښې به گرځیدو یعنی سترگي او پښي ئې توري وي.

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ السِّنِّ فِي الضَّحَايَا

د قربانی د څاروی دپاره څومره عمر ضروري دی؟

یعنی د کوم عمر د څاروی قربانی جائز ده.

[۲۷۹۷] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مَعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسَرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذْعَةً مِنَ الضَّأْنِ".

د جابر رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دی په قربانی کښې صرف مسنه ذبح کوئ که چرې مسنه نه ملاویري نوبیا جزعه ذبح کړئ.

(عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله لا تذبحوا الا مسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضان)

د مسنة مصداق. سره د اختلاف د ائمه:

رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائی چه قربانی دې صرف په مسنه سره اوکړې شی او د هغې نه په کم دې

(۱): سنن الترمذی/الأضاحي ۴ (۱۴۹۶)، سنن النسائي/الضحایا ۱۳ (۴۳۹۵)، سنن ابن ماجه/الأضاحي ۴ (۳۱۲۸)، (تحفة الأشراف: ۴۲۹۷) (صحیح)

(۲): صحیح مسلم/الأضاحي ۲ (۱۹۶۲)، سنن النسائي/الضحایا ۱۲ (۴۳۸۳)، سنن ابن ماجه/الأضاحي ۷ (۳۱۴۱)، (تحفة الأشراف: ۲۷۱۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳/۳۱۲، ۳۲۷) (صحیح)

نه شی کولې. په معنی د عمر والا چه هغه ته شی هم وئیلې شی، بیا په دې باندې ځان پوهول پکار دی چه مسنة د هر څاروی ځانله ځانله وی، پس مسنة الابل هغه دې چه د پنځو کالو کیدو سره په شپږم کال کښې داخل شی او مسنة البقر هغه دې چه د پوره دوه کالو کیدو سره په دریم کال کښې داخل شی او په غنم کښې که هغه گډه وی که بیزه هغه ده چه د پوره یو کال کیدو سره په دویم کال کښې داخل شی.

په دې باندې ځان پوهول پکار دی چه غنم جنس دې چه د هغې دوه قسمونه دی معز (بیزه یا چیلې) او ضان (گډان) د دې نه پس په حدیث کښې دا دی چه که یو انسان ته مسنة حاصله نه شی نو هغه جذع من الضان کولې شی. جذع په لغت کښې هغه ته وئیلې شی چه پوره د یو کال وی او شرعا چه کم از کم د شپږو میاشتو وی ما تمت له ستة اشهر کذا فی الهدایة، او بعض علماء کرامو د دې تفسیر داسې لیکلې دې «ما اتی علیه اکثر الحول» یعنی چه په هغه باندې د کال اکثره حصه تیره شوې وی، په دې حدیث کښې د جذع سره د ضان قید دې هم په دې وجه جذع من المعز (د بیزې د شپږو میاشتو بجې) په ائمه اربعه کښې د چا په نزد هم جائز نه دې. امام نووی فرمائی جذع من الضان مطلقا د ټولو علماء کرامو په نزد جائز دې سواء وجد غیره ام لا په بذل المجهود کښې لیکي چه فقهاء په جذعه کښې دا شرط لگولې دې چه داسې تندرست او څورب وی چه هغه د پوره کال په گډانو کښې پریخودلې شی نو د هغوی سره ئې فرق محسوس نه شی.

دا څه چه مونږ د مسنة د مصداق په باره کښې اولیکل په دې کښې د احنافو او حنابله مسلک خو بعینه هم دا دې خو د شوافعو او مالکیانو په دې کښې په بعض کښې اختلاف دې، پس د شوافعو په نزد مسنة الغنم که هغه معز وی او که ضان هغه دې چه پوره د دوه کالو وی، او جذع من المعز والضان هغه دې چه د یو کال وی، او د مالکیانو په نزد په مسنة البقر کښې اختلاف دې د هغوی په نزد مسنة البقر هغه دې چه د درې کالو وی، پس د شوافعو اختلاف په غنم کښې او د مالکیانو په بقر کښې شو، او د دې نه دا هم معلومه شوه چه د جذع من الضان د کوم چه په حدیث کښې اجازت ورکړې شوې دې هغه د ائمه ثلاثه په نزد خو هغه دې چه د شپږو میاشتو وی یا داسې اوایه چه د یو کال نه کم وی، او د شوافعو په نزد هغه دې چه پوره د یو کال وی، په دې هم ځان پوهول پکار دی چه جذع من الضان چه د جمهور او څلورو امامانو په نزد جائز دې او په دې کښې د سیدنا عبدالله بن عمر رضی الله عنهما او امام زهري رحمه الله اختلاف دې هغوی دا جائز نه گنړی لکه چه په شروحو کښې دی (من الاوجز والبذل)

والحدیث اخرجه مسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى.

[۲۷۹۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي عَمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طُعْمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهَنِيِّ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَأَعْطَانِي عَتُودًا جَدْعًا، فَرَجَعْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ جَدْعٌ، قَالَ: ضَعِ بِهِ، فَضَحَّيْتُ بِهِ.

دزید بن خالد جهنی رضی اللہ عنہ نے روایت دی فرمائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ صحابہ کرامو باندی د قربانی خاوی تقسیم کرل اوماتہ نی چیلی یوبچی کوم چہ یوکلن وو رانی کرو مادغہ بجی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہ واپس بوتلو او ورته می اووئیل چہ داخو جزعہ دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل پہ دی قربانی اوکرہ نوماذبح کرو او قربانی می پری اوکرہ.

(۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَأَعْطَانِي عَتُودًا جَدْعًا

شرح الحديث:

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ خپلو اصحابو کنبی د قربانی خاوی تقسیم کرل، هغوی ماته هم د بیڑی یو بجی را کرو. هغوی وائی چہ ما هغه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہ راوستلو او عرض می اوکرو چہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دا خو جدع یعنی ناقص العمر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل تہ د دی قربانی اوکرہ.

دا جدع کہ من المعزوی نو بیا خوبه د دی صحابی خصوصیت وی او د بل چا دپاره به جائز نه وی، او که (جدع من الضان) وه نو بیا په خصوصیت باندی د حمل کولو ضرورت نشته. والحديث أخرجه البخاري ومسلم من رواية عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه، قاله المنذرى.

[۲۷۹۹] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُقَالُ لَهُ مُجَاشِعٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَعَزَّتِ الْغَنَمُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا، فَنَادَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: "إِنَّ الْجَدْعَ يَوْفَى مِمَّا يَوْفَى مِنْهُ الشَّيْءُ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُودٍ.

اصم بن کلب دخیل پلارنه روایت کوی فرمائی چہ مونږه په صحابه کرامو کنبی دیوکس سره وو چہ مجاشع به ورته وئیلې شو دبنی سلیم قبیلې والا یوخل گده ان چیلی گران شول نو هغه اعلان کونکی تہ دا اعلان کولو حکم اوکرو چہ دا اعلان اوکړي چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلی وو چہ په کوم خانی کنبی مسنه کافی وي نو هلته جزعہ هم کافی ده ابوداود وائی دغه مجاشع بن مسعود وو.

(۲) عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَجُلٍ فَعَزَّتِ الْغَنَمُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْجَدْعَ يَوْفَى مِمَّا يَوْفَى مِنْهُ الشَّيْءُ

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۷۵۱)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للوكالة ۱ (۲۳۰۰)، والشركة ۱۲ (۲۵۰۰)، والأضاحي ۲، (۵۵۴۷) ۷ (۵۵۵۵)، صحيح مسلم للأضاحي ۲ (۱۹۶۵)، سنن الترمذي للأضاحي ۷ (۱۵۰۰)، سنن النسائي للأضاحي ۱۲ (۴۳۸۴)، سنن ابن ماجه للأضاحي ۷ (۳۱۳۸)، مسند احمد (۱۴۹/۴، ۱۵۲، ۱۹۴/۵)، سنن الدارمي للأضاحي ۴ (۱۹۹۶)، كلهم عن عقبة بن عامر رضي الله عنه (حسن صحيح)

(۲) سنن النسائي للأضاحي ۱۲ (۴۳۸۹)، سنن ابن ماجه للأضاحي ۷ (۳۱۴۰)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۱۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۵) (صحيح)

کلیب فرمائی چه مونږ د یو صحابی رضی الله عنه سره وو چه د هغه نوم مجاشع دې. یو کال داسې او شو چه د بیزو (چیلو) کمې پیدا شو یعنی د پوره عمر والو، نو هغه صحابی په یو سړی باندې دا اعلان او کړو چه رسول الله صلی الله علیه و آله به فرمائیل چه د گډ د شپږو میاشتو بجې هم هغه کار ورکوی چه د پوره عمر والا ورکوی. والحديث اخرجه ابن ماجة قال المنذرى.

[۲۸۰۰] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: "مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسْكَأَ فَقَدْ أَصَابَ النُّسْكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَبِتِلْكَ شَاةٌ لَحْمٌ، فَقَامَ أَبُو بَرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلِ وَشُرْبٍ، فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ شَاةٌ لَحْمٌ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ قَبْلَ تَجْزِئَتِي، قَالَ: نَعَمْ، وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ."

دبراء بن عازب نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله مونږ ته دلوی اختر په ورځ باندې پس دمانځه نه خطبه راکړه او وئې فرمائیل څوک چه زمونږ د مونځ په شان مونځ او کړي او څوک چه زمونږ د قربانۍ په شان قربانۍ او کړي نو ده قربانۍ او کړه (یعنی اجر به ورته ملاو شي او څوک چه دلوی اختر مونځ نه مخکښې قربانۍ او کړي نو داصرف غوښه ده قربانۍ نه ده نو په دې وخت کښې ابوبرده بن نیار پاخیدوار عرض ئې او کړو ای دالله رسوله په الله قسم ماخودلوی اختر دمونځ نه مخکښې قربانۍ او کړه او مادا گنډل چه دا ورځ دخوراک څښاک ده نومادتونډئ نه کار واخستو ما پخپله هم اوخوړله او پخپلې ښځې اوبچو او گاونډیانوې هم اوخوړه، نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل داخوصرف دغوښې چیلې شو بیا ابوبرده عرض او کړو ای دالله رسوله زما سره یو جزعه چیلې موجود دې کوم چه دغوښې والا دوه چیلونه بهتر دې نوایاد قربانۍ دپاره به دا کافی وي؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل لیکن دغه چیلې ستانه علاوه به دبل چادپاره کافی نه وي (دا حکم صرف ستادپاره دې).

عن البراء رضي الله عنه قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه و آله يوم النحر بعد الصلوة فقال من صلى صلاتنا ونسك نسكنا الخ

شرح الحديث:

یعنی یو ځل په لسم د ذوالحجة باندې رسول الله صلی الله علیه و آله د اختر د مانځه خطبه ورکړه چه په هغې کښې رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل چه څوک زمونږ په شان اول د اختر مونځ ادا کړی او بیا زمونږ په شان قربانۍ او کړی نو د هغه قربانۍ خو صحیح ده او کوم انسان چه د اختر د مانځه نه مخکښې قربانۍ او کړی نو د هغه دا ذبح کول به د غوښې دپاره وی نه د قربانۍ په طور په دې باندې یو صحابی ابوبرده رضی الله عنه پاسیدو او عرض ئې او کړو یا رسول الله صلی الله علیه و آله ما د اختر د مانځه نه مخکښې قربانۍ او کړه په دې باندې رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل دا گډ ستا د

۱: صحيح البخاري/العيدین ۳ (۹۵۱)، ۵ (۹۵۵)، ۸ (۹۷۵)، ۱۰ (۹۶۸)، ۱۷ (۹۷۶)، ۲۳ (۹۸۳)، الأضاحي ۱ (۵۵۴۵)
(۵۵۵۶)، ۸ (۵۵۵۷)، ۱۱ (۵۵۵۷)، ۱۲ (۵۵۶۳)، الأیمان والنذور ۱۵ (۶۶۷۳)، صحيح مسلم/الأضاحي ۱ (۱۹۶۱)، سنن
الترمذي/الأضاحي ۱۲ (۱۵۰۸)، سنن النسائي/العيدین ۸ (۱۵۶۴)، الضحايا ۱۶ (۴۴۰۰)، (تحفة الأشراف: ۱۷۶۹)، وقد
اخرجه: مستد احمد (۲۸۰/۴، ۲۹۷، ۳۰۲، ۳۰۳)، سنن الدارمي/الأضاحي ۷ (۲۰۰۵) (صحيح)

غوښې گډ دي. په دې باندې هغوی عرض او کړو چه ما سره د بيزې يو بچې دې جذع چه د دوه چيلو د غوښو نه هم غوره دي. شراحو ليکلي دي چه مراد دا دي چه د خوراک کونکو په حق کښې د هغه غوښه ډيره عمده ده يا داسې بيان کړه چونکه رسول الله ﷺ هغه صحابي ته د تيرې قربانۍ په باره کښې دا فرمايلي وو چه هغه قرباني نه ده بلکه شاة لحم دي او هم دې طرف ته اشاره کولو سره هغه صحابي ﷺ عرض او کړو چه ما سره يو بيزه ده چه اگر که وره ده خو زما د رومي قربانۍ په غوښه او خورب والی کښې دوچند ده، نو آيا د هغې قرباني به زما دپاره کافي وي؟ رسول الله ﷺ او فرمايل ستا دپاره به کافي شي او ستا نه علاوه به د بل چا دپاره کافي نه وي، په ظاهر کښې به دا جذع من المعزوي هم په دې وجه رسول الله ﷺ جواز لره د هغه سره مقيد کړو، په دې وجه دا جواز به د هغه صحابي ﷺ سره خاص وي، دا روايت په سنن ترمذي شريف کښې هم دي ولفظه: ﴿قال (اي البراء) فقام خالي فقال يا رسول الله هذا يوم اللحم فيه مكره واني عجلت نسيكني﴾ وفي اخره ﴿يا رسول الله ﷺ عندي عناق لبن هي خير من شاتي لحم﴾ د عناق لبن معنی شراح دا ليکلي ده، چه د بيزې هغه د پيو خکلو والا بچې چه لا تراوسه پورې ئې پي نه دي پريخودلي شوې، او په کوکب الدرې کښې دا دي: وئيلي شوې دي چه د عناق لبن نه مراد دا دي چه هغه د ډير ښه نسل د بيزې بچې دي چه ډير زيات پي ورکونکې ده او وئيلي شوې دي چه مراد دا دي چه ﴿انها مرباة بلبن كثير﴾ چه د هغه ښه په ډيرو پيو باندې ساتنه شوې ده چه ښه غوره او خورب شي. آه

د دې نه پس په دې باندې خان پوهه کړئ چه د ترمذي په دې روايت کښې دي چه ﴿هذا يوم اللحم فيه مكره﴾ د دې مطلب دا بيان کړې شوې دي چه نن ورځ يعنی د قربانۍ په ورځ د سحر په وخت کښې خو غوښه خوښولې شي او مرغوب وي او د ناوخته کيدو نه پس ناخوښه او غير مرغوب شي. په دې وجه ما داسې او کړل چه سحر وختي مې قرباني او کړه چه خلق دي لره په شوق او رغبت سره اوڅرې، هسې خو فی نفسه په دې کښې روايات مختلف دي، پس د مسلم په روايت کښې خو هم داسې دي، او په دويم روايت کښې دي ﴿هذا يوم اللحم فيه مكره﴾ چه د هغې معنی ده خوښه، يقال قرمت الى اللحم، وقرمته اذا اشتيته په دې صورت کښې معنی د حديث ظاهره ده چه چونکه نن ورځ د خلقو رغبت او اشتها غوښې طرف ته ډيره وي په دې وجه ما خپله قرباني زر او کړه. والله تعالى اعلم.

د قربانۍ وخت کله شروع کېږي:

د دې حديث نه معلومه شوه چه د اختر د مانځه نه مخکښې قرباني کول صحيح نه دي هم په دې وجه په دې حديث باندې امام ترمذي باب ترلې دي، "باب ما جاء في الذبح بعد الصلوة" امام ترمذي دي حديث نه پس فرمائي ﴿والعمل على هذا عند اهل العلم ان لا يضحي بالمصر حتى يصلي الامام وقد رخص قوم من اهل العلم لاهل القرى في الذبح اذا طلع الفجر وهو قول ابن المبارك﴾ د احناف مسلک د قربانۍ په وخت کښې دا دي چه د قربانۍ وخت د لسمې ذوالحجې د صبح صادق نه شروع کېږي که اهل مصر وي يا اهل قريه خو د اهل مصر په حق

کښې د جواز دپاره شرط زیاتې دې هغه دا چه د اختر د مانځه نه پس ځانې په دې باندې تقدیم جائز نه دې کذا فی البذل عن البدائع، او د شوافعو او د حنابله مسلک په دې کښې د اهل قریه او مصر دواړو په حق کښې، دا دې چه د نمر د راختلو نه پس دومره وخت تیر شي چه په هغې کښې د اختر مونځ او خطبه ادا کیدې شي، که لا تراوسه پورې د اختر مونځ ادا شوې یا نه، پس د دومره وخت تیریدل کافی دی..... کذا فی الاوجز عن کتب الفروع، دا مسئله په ابتدائی مباحثو کښې مختصراً تیره شوې ده هلته د دې ځانې حواله ورکړې شوې ده.

والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری.

[۲۸۰۱] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: صَلَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بَرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "شَأْنُكَ شَأْنُ الْحِمِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ عِنْدِي دَاجِنًا جَدَعَهُ مِنَ الْمَغْزِ، فَقَالَ: اذْبَحْهَا وَلَا تَصْلَحْ لِغَيْرِكَ."

دبراء بن عازب رضي الله عنه نه روایت فرمائی چه زما ماما چه ابوبرده به ورته وئيلي شو داختر د مونځ نه مخکښې ئې قرباني اوکره نبي عليه السلام ورته او فرمائيل چه ستا چيلې خودغوښي دپاره ذبح شو (قرباني دي اونه شوه) هغه عرض اوکړو اي دالله رسوله زما سره يوه جزعه قسم چيلې موجود دې نبي عليه السلام او فرمائيل ذبح ئې کره اوستانه علاوه دبل چادپاره صحيح نه دې.

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا

په کومو څاروو باندې قرباني کول مکروه دی؟

[۲۸۰۲] (۲) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ بْنِ قَيْزٍ، قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصَابَنِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَا مِلِّي أَقْصَرُ مِنْ أَنْ أَمْلِيهِ، فَقَالَ: أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ الْعَوْرَاءُ بَيْنَ عَوْرَتِهَا، وَالْبَرِيضَةُ بَيْنَ مَرَضَتِهَا، وَالْعَرَجَاءُ بَيْنَ ظِلْعَيْهَا، وَالْكَبِيرُ الَّتِي لَا تَنْقَى، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ، قَالَ: مَا كَرِهْتَ فَدَعُهُ، وَلَا تُحَرِّمُهُ عَلَى أَحَدٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ لَهُ مَخْرَجٌ.

دعبید بن فیروز نه روایت دې فرمائی چه دبراء بن عازب رضي الله عنه نه پوښتنه وکره چه دقرباني دپاره کوم قسم څاروی مناسب دي؟ نو براء رضي الله عنه او فرمائيل چه يوه ورځ نبي عليه السلام په مونځ کښې پاڅیدو اوزما گوتي دهغه دگوتونه وړي او حقیري دي اوزما دگوتو بندونه دهغه د بندونو حقیر او واره دي (یعنی په څلورو گوتوسره ئې اشاره اوکره او وئې فرمائيل چه څلور قسمه څاروی د قرباني لائق نه دی، یو خو هغه څاروی دي کوم چه ښکاره کانږي وي بل هغه چه مرض ئې ښکاره وي او بل هغه گود څاروي چه گودتوب ئې ښکاره وي او بل کمزوري او ځوار څاروی دی دکوم چه پوختی شمیرلي شي، ماعرض وکړو چه زما د قرباني دپاره هغه څاروی هم خوښ نه دی دکوم چه عمر کم وي، نبي عليه السلام او فرمائيل کوم چه درته

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۷۶۹) (صحيح)

(۲): سنن الترمذی للأضاحي ۵ (۱۴۹۷)، سنن النسائي للأضاحي ۴ (۴۳۷۴)، سنن ابن ماجه للأضاحي ۸ (۳۱۴۴)، (تحفة الأشراف: ۱۷۹۰)، وقد أخرجه: موطا امام مالك للأضاحي ۱ (۱)، مسند احمد (۲۸۴/۴، ۲۸۹، ۳۰۰، ۳۰۱)، سنن الدارمي للأضاحي ۳ (۱۹۹۲) (صحيح)

بدبښکاري هغه پرېږده لیکن بل څوک تري مه منع کوه.
 (سالت البراء بن عازب ما لایجوز فی الاضاحی فقال قام فینا رسول الله ﷺ الخ)
 شرح الحديث:

عبید بن فیروز رضی الله عنه د براء رضی الله عنه نه سوال اوکړو چه کوم څاروی داسې دی چه د هغې قربانی جائز نه ده نو هغوی او فرمائیل چه یو ځل رسول الله ﷺ مونږ ته اودریدو سره خطبه اوکړه (او چونکه هغوی راتلونکې مضمون د خپل لاس د گوتو مبارکو په اشارې سره بیان کړې وو او بیا د هغوی په اتباع کښې براء رضی الله عنه هم هغه شان خپلو گوتو سره اشاره اوکړه په دې وجه هغوی وړاندې فرمائی چه زما گوتې خو ډیرې وړې دی د رسول الله ﷺ د گوتو نه او زما بندونه ډیر او کمزوری دی د هغوی د بندونو نه، پس هغوی او فرمائیل چه څلور قسمه ځناور داسې دی چه د هغې قربانی جائز نه ده:

۱: یو عوراء چه د هغې عور بالکل ښکاره وی یعنی د کوم چه یو سترگه خرابه وی او په هغې ورته څه په نظر نه راځی د هغې قربانی جائز نه ده، او که هغه په دواړو سترگو باندې روند وی نو د هغه قربانی په طریق اولی جائز نه ده.

۲: هغه مریض ځناور چه د هغې مرض صفا ښکاره وی، د دې نه مراد هغه مریضه ده (التي لا تملف) چه هغې د مرض د وجې نه گیا خوړل پریخودلې وی.

۳: عرجاء چه د هغې گوډوالې ښکاره وی، (ظلع بمعنى عرج ای بین عرجها) د دې نه مراد هغه ځناور (التي لا تمشی الى المنسک) چه د مذبحه پورې تلې نه شی (۱)

۴: الکبیر یعنی بودا او ډیر عمر والا (التي لا تنقی یعنی التي لا تنقی لها) نقی په معنی د سدر یعنی د هډوکی دننه نلې یعنی داسې بودا چه د هغه په خپو کښې د نلې پورې نه وی، د دې نه پس په روایت کښې دادی چه ما براء رضی الله عنه ته عرض اوکړو چه زه د قربانی په څاروی کښې دا ښه نه گنږم چه هغه کم عمر وی، هغوی او فرمائیل چه څه ستا نه وی خوښ نو پخپله هغه پرېږده خو د نورو دپاره ئې مه ناجائز کوه. د نقص فی السن نه مراد نقص شرعی نه دې ځکه چه هغه خو د چا دپاره هم جائز نه دې بلکه د دې نه هغه نقص مراد دې چه په ظاهر کښې د کتلو په لحاظ سره او د عرف په لحاظ وی. مثلاً د یو کال بیزه دا اگر چه عرفاً د کم عمر والا ده خو شرعاً د قربانی لائق ده.

د دې نه پس ځان پوهه کړئ چه کوم څلور قسمونه په دې حدیث کښې ذکر شوي دی د هغوی قربانی د څلورو واړو امامانو په نزد نا جائز ده او په (اوجز ۲۱۶/۴) کښې دی: حکي الاجماع على ذلك ابن رشد المالكي في البداية والموفق في المعنى والشوكاني في النيل وغيرهم، وكذلك اجمعوا على ان اليسير من هذه العيوب الاربعة لا يضر والكثير يمنع، ثم اختلفوا في الحد الفاصل بين اليسير والكثير الى آخر ما في الاوجز من التفصيل في ذلك. والحديث اخرجه الترمذي والنسائي وابن ماجة قال المنذرى.

۱: د عرجاء په مصداق کښې چه د دې نه کوم قسم عرج مراد دې ډیر د ائمه کرامو ډیر اختلاف ذکره فی الاوجز ۲۱۵/۴

[۲۸۰۳] (۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ۞ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ بَنِي، حَدَّثَنَا عِيسَى، الْمَعْنَى عَنْ ثَوْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ ذُو مِصْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عَتَبَةَ بْنَ عَبْدِ السَّلَامِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ إِنِّي خَرَجْتُ الْيَمْسَ الضَّحَايَا، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرَمَاءَ فِكْرَهُنَّ، فَمَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَفَلَا جِئْتَنِي بِهَا؟ قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ تَجَمُّدُ عَنكَ، وَلَا تَجُوزُ عَنِّي، قَالَ: نَعَمْ إِنَّكَ تَشْكُ وَلَا أَشْكُ، إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَصْفَرَّةِ وَالْمُسْتَاَصِلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشِيعَةِ وَالْكَسْرَاءَ فَالْمَصْفَرَّةُ الَّتِي تُسْتَاَصِلُ أَذْنَهَا حَتَّى يَبْدُوَ بِهَا خُفٌّ، وَالْمُسْتَاَصِلَةُ الَّتِي اسْتَوْصِلَ قَرْنُهَا مِنْ أَصْلِهِ، وَالْبَخْقَاءُ الَّتِي تُبَغِّقُ عَيْنَهَا، وَالْمُشِيعَةُ الَّتِي لَا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجْفًا وَضَعْفًا، وَالْكَسْرَاءُ الْكَبِيرَةُ.

يزيد ذومصر وائی چه زه عتبه بن عبد بن سلمی ته ورغلم او ورته می اووئیل ای ابو الولید دقربانی د خاروی په لټولو یسی راوتلې هم خوداسې خاروی می پیدانکړو چه زما خوښ شي علاوه دیوه چیلی نه اودهغه هم یو غاښ مات وو او هغه هم راته مناسب ښکاره نه شو نو ستاڅه رایه ده ابو الولید ورته اووئیل ماته دې ولي نه راوستو ما ورته اووئیل سبحان الله هغه خوستادپاره درست دې لیکن زما دپاره نه دې هغه اووئیل هو، ستاشک دې اوزماشک نشته دې نبي ﷺ په کوم خاروی باندې د قربانی کولونه منع نه ده فرمائیلی علاوه دمصرفه او - مستاصله او بخقاء او مشیعه، کسراء مصرفه هغه خاروی دې دکوم نه چه غوږونه پرې شوي وي تردې چه دغوږونو سوري ئې ښکاره شوي وي او مستاصله هغه خاروی دې چه ښکرنې مات وي یاختلې وي او بخقاء هغه خاروی دې دکوم چه د یوې سترگی نظر ختم شوې وي اومشیعه هغه خاروی دې چه دخوار والی او کمزوري توب دوجې نه دنورو خاروو سره نه شی تللې بلکه وروسته پاتې کیږي او کسراء هغه خاروی دې دکوم چه لاس یا خپه ماته شوي وي ددې نه علاوه نور ټول قسمونه دخارور دقربانی دپاره درست دي نویاولي شک کوې؟ (۱) اخبرنی یزید ذو مصر قال اتیت عتبه بن عبد السملی الخ

شرح الحديث:

د یزید لقب ذومصر دې هغه وائی چه یو ځل عتبه بن عبد السملی ته لارم او ما هغوی ته اووې چه زه د قربانی د خاروی په تلاش کښې راوتلې اوم نو ما ته په هغه خارو کښې چه ما اولیدې اول خو خوښ نه شو او کوم چه می خوښ شو هغه ثرماء یعنی ساقطة الاسنان دی، په دې وجه ما هغه هم ناخوښه کړو، په دې کښې ستاسو څه رانې ده؟ هغوی جواب ورکړو چه تا هغه ماته ولې رانه وستلو (ما به په هغې قربانی کړې وي)، ما اووې سبحان الله! دا عجیبه خبره ده چه ستاسو دپاره خو دې جائز شی او زما دپاره دې ناجائز وی، هغوی اوفرمائیل دا په دې وجه چه ته شک کوئ د هغې په جواز کښې او زه شک نه کوم، د دې نه پس هغوی اوفرمائیل چه (۱) انما نهی رسول الله ﷺ عن المصفرة والمستاصلة والبخقاء والمشيعة والكسراء (۲) د دې نه پس بیا وړاندې په روایت کښې د دې صفاتو تفصیل او تشریح ذکر شوې ده هغه دا چه مصفرة نه مراد هغه خاروی دې چه د هغه غوږ بالکل د ویخ نه ویستلې شوې وی. تردې چه د غوږ سوري ئې په نظر راځی او مستاصله هغه خاروی دې چه د هغې

(۱) تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۹۷۵۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۵۸/۴) (ضعیف)

ښکر د وېخ نه مات شوې وی او بخفاء هغه څاروي دې چه د هغه د سترگې رنړا تلې وی (او سترگه ئې په خپل ځانې باندې صحیح او سالم وی، او مشیعه هغه بیزه ده چه د نورو بیزو سره په رڼه کښې نه شی تلې دضعف د وجې نه او کسراء هغه څاروي دې چه خپه ئې ماته وی.

[۲۸۰۴] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَكَانَ رَجُلٌ صِدْقٍ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَلَا نَضْحِي بَعُورَاءَ وَلَا مُقَابِلَةً وَلَا مَدَابِرَةً وَلَا خِرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ، قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي اسْحَاقَ: أَذْكَرُ عَضْبَاءَ، قَالَ، لَا قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابِلَةُ؟ قَالَ: يَقْطَعُ طَرَفَ الْأُذُنِ، قُلْتُ: فَمَا الْمَدَابِرَةُ؟ قَالَ: يَقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الْأُذُنِ، قُلْتُ: فَمَا الشَّرْقَاءُ؟ قَالَ: تُشَقُّ الْأُذُنُ، قُلْتُ: فَمَا الْخِرْقَاءُ؟ قَالَ: تُخَرَّقُ أَذُنُهَا لِلتَّمِيمَةِ.

علی رضی الله عنه نه روایت دې چه نبی ﷺ مونږ ته حکم او کړو چه د قربانی د څاروي غوږونه او سترگي ښه او گورئ چه په دې کښې داسې عیب نه وی کوم چه د قربانی دصحت سره منافي وي او په کانري څاروی باندې قرباني مه کوئ او په هغه څاروی هم قرباني مه کوئ د کوم چه غوږ دښې طرف نه یاچپ طرف نه پرې کړې شوې وي یا هغه چه په غوږ کښې ئې گول سوري وي یا په اوږدو شلیدلی وي زهیر وائی مادابواسحق نه پوښتنه او کړه چه ایا عضباء ئې هم ذکرکړو هغه او وئیل نه.

(۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَلَا نَضْحِي بَعُورَاءَ وَلَا مُقَابِلَةً وَلَا مَدَابِرَةً وَلَا خِرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ (الخ)

علی رضی الله عنه فرمائی چه رسول الله ﷺ مونږ ته حکم فرمائیلې دې چه مونږ به د قربانی د څاروی د سترگه او غوږ په غور گورو (چه هغه صحیح سالم هم دی) او بیا په دې حدیث کښې د نورو څلورو ځناورو ذکر دې چه د هغې د قربانی نه رسول الله ﷺ منع فرمائیلې ده. د هغې څلورو وارو تعلق د عیب فی الاذن سره دې پس مقابله هغه څاروي دې چه د هغه د غوږ څه حصه د مقدم اذن یعنی د مخکښې طرف نه پرې کولو سره هغه هم هلته پریخودلې شوې وی (بیله کړې شوې نه وی) او مدابره هغه څاروي دې چه د هغه د غوږ څه حصه د شاته نه پرې کړې شوې وی او هم هغه شان پریخودلې شوې وی او شرقاء هغه څاروي دې چه د هغه غوږ په اوږد والی پرې کړې شوې وی (ماخوذ من الشرق ای الشق) او خرقاء هغه څاروي دې چه د هغه په غوږ کښې غونډې سوري کړې شوې وی للسمه یعنی د علامت په طور.

په حدیث الباب کښې مذاهب ائمه:

د دې څلورو وارو قسمونو قربانی د شوافعو په نزد جائز نه ده دا نهی د هغوی په نزد د تحریم دپاره ده، او د احنافو په نزد د تنزیه دپاره. په دې وجه چه د احنافو په نزد د غوږ حکم دا دې چه که هغه نیم یا اکثر مقطوع وی نو د هغې قربانی ناجائز ده او که د نیم نه کم مقطوع وی نو جائز ده، او د مالکیانو په نزد که ثلث مقطوع وی نو جائز ده او مافوق الثلث

۱: سنن الترمذی/الأضاحی ۶ (۱۴۹۸)، سنن النسائي/الضحایا ۸ (۴۳۷۷)، ۸ (۴۳۷۸)، ۹ (۴۳۷۹)، سنن ابن ماجه/الأضاحی ۸ (۳۱۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۲۵)، وقد أخرج: مسند احمد (۸۰/۱، ۱۰۸، ۱۲۸، ۱۴۹)، سنن الدرر/الأضاحی ۳ (۱۹۹۵) (ضعیف)

جائز نه ده کما يظهر من كلام الدردير او د شوافعو په نزد په دې کښې مطلقا گنجائش نشته، پس په شرح الاقناع کښې دې ولا يجرى مقطوع بعض الاذن وان كان يسيرا وقال ابو حنيفة ان كان المقطوع دون الثلث اجزاء آه..... د مذهب حنفی په نقل کښې په دې کښې تسامح دې بلکه زمونږ په نزد مادون النصف معفو عنه دې لکه چه مخکښې تیر شو او د حنابلہ په نزد په اذن کښې دوه روایتونه دی یو د احنافو په شان چه مادون النصف معاف دې او دویم روایت د نصف دې، ففي الروض المربع ۲۲۲ ويجزى مع الكراهة ما باذنه او قرنه خرق اوشق او قطع اقل من النصف او النصف فقط على ما نص عليه فى رواية حنبل وغيره آه.

والحديث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه قاله المنذرى.

[۲۸۰۵] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدَّسْتَوَائِيُّ وَيُقَالُ لَهُ هِشَامُ بْنُ سَنَبْرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيْجِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُضْحَى بِعَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَالْقَرْنِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جُرَيْجٌ سَدُوسِيٌّ بَصْرِيٌّ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْهُ إِلَّا قَتَادَةَ.

د علی رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ منع فرمائیلی ده ددې نه چه قرباني دي او کړې شي په داسې خاړوی دکوم چه ښکر مات وي باني غوږ پرې کړې شوي وي ابوداود وائی چه جري سدوسي بصري دې دده نه صرف قتاده دحديث روايات نقل کړي دي.

«عن علي رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى ان يضحي بعضباء الاذن والقرن»

يعنى مقطوع الاذن او مكسور الاذن، وړاندې په روايت کښې دې «قلت لسعيد بن المسيب ما الاعضب قال النصف فما فوقه» په ظاهره د سعيد بن المسيب رضی الله عنه د کلام حاصل د عضب القرن سره دې نه د اعضب الاذن سره ځکه چه په اذن کښې خو تفصيل دې او مذاهب مختلف دی لکه چه اوس مخکښې تیر شو او اعضب القرن يعنى مكسور القرن مطلقا جائز دې لهذا النصف فما فوقه به هم په دې کښې جاري کيږي.

حديث على رضي الله تعالى عنه اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه قاله المنذرى

[۲۸۰۶] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: مَا الْأَعْضْبُ؟ قَالَ: النِّصْفُ فَمَا فَوْقَهُ.

قتاده رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه د سعيد بن مسيب نه مې پوښتنه او کړه چه عضباء کم قسم خاړوی ته وئيلې شي هغه او وئيل چه غوږ ئې دنيمې نه زيات پريکړې شوي وي.

(۱): سنن الترمذی للأصاحي ۹ (۱۵۰۴)، سنن النسائي للضحایا ۱۱ (۴۳۸۲)، سنن ابن ماجه للأصاحي ۸ (۳۱۴۵)، تحفة الأشراف: (۱۰۰۳۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱/۸۳، ۱۰۱، ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۵۰) (ضعيف)

(۲): تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۷۲۱) (صحيح)

باب فِي الْبَقَرِ وَالْجُزْرِ عَنْ كَمْ تَجْزَعُ؟ د غواګانو او د اوبو قرباني د څو کسانو د پاره کافي ده؟

[۲۸۰۷] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتُّهُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجُزْرَ عَنْ سَبْعَةٍ نُشْتَرِكُ فِيهَا.

جابر بن عبد الله نه روایت دي فرماني چه مونږ به کله د نبی ﷺ په زمانه کښي حج تمتع کولو نو غوا به مو د اړه کسانو د طرف نه ذبح کړه او اوبښ به مو هم داوه کسانو د طرف نه ذبح کړو، او مونږ به په دې کښي شريک وو.

«عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما قال كنا نتمتع في عهد رسول الله ﷺ نذبح البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة الخ»

د جمهور علماء کرامو مسلک هم دا دي چه که بقره وي يا اوبښ په دواړو کښي د اووه کسانو شرکت کيږي شي (۲) امام ترمذي رحمه الله د دې حديث د تخريج نه پس فرماني «هذا حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند اهل العلم ثم قال وقال اسحاق يعجز ايضال البعير عن عشرة واحتج بحديث ابن عباس رضي الله عنهما آه» د ابن عباس رضي الله عنهما حديث په ترمذي کښي د دې نه مخکښي تير شوي دي. ولفظه «کنا مع رسول الله ﷺ في سفر فحضر الاضحى فاشترکنا في البقرة سبعة وفي البعير عشرة» قال ابو عيسى حديث ابن عباس حديث حسن غريب لانعرفه الا من حديث فضل بن موسى آه..... دا حديث د ابن عباس رضي الله عنهما په ابوداؤد کښي نشته په باقي سنن ثلاثه کښي شته او حديث د جابر رضي الله عنه د بخاري نه علاوه په باقي ټولو کتب صحاح کښي موجود دي د جمهورو په نزد هم دا راجح ده او علامه شوکاني رحمه الله حديث د ابن عباس رضي الله عنهما په اضحيه باندې محمول کړي دي او حديث د جابر رضي الله عنه په هدي باندې يعنې د بدنه په قرباني کښي د لسو شرکت کيږي شي او که هغه هدي دي نو صرف د اووه کسانو شرکت کيږي شي. والحديث اخرجه مسلم والنسائي قاله المنذري

[۲۸۰۸] (۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَبِيصٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجُزْرُ عَنْ سَبْعَةٍ".

جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روایت دي فرماني چه نبی ﷺ فرمانيلى دي غوا داوه کسانو د پاره کافي ده او اوبښ هم د اړه کسانو د پاره کافي دي.

[۲۸۰۹] (۳) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزَّيْبَرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: تَحْرَثُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَذْيِ بَنِيَّةَ الْبَدَنَةِ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

(۱): صحيح مسلم الحج ۶۲ (۱۳۱۸)، سنن النسائي للضحايا ۱۵ (۴۳۹۸)، (تحفة الأشراف: ۲۴۳۵)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للحج ۶۶ (۹۰۴)، موطا امام مالك للضحايا ۵ (۹) (صحيح)

(۲) او د مالکيانو د مسلک تحقيق مخکښي ذکر شوي دي چه د هغوی په نزد شرکت في الاضحية جائز نه دي

(۳) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۲۴۷۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳/۳۱۳) (صحيح)

جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه مونږ د نبی صلی الله علیه و آله سره په حدیبیه کښې اوبښ داوه کسانو د طرف نه او غواهم داوه کسانو د طرف نه ذبح کړه.

باب فی الشاة یضحي بها عن جماعة د څو کسانو د طرف نه که قربانی کول کافی دی؟

[۲۸۱۰] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَندَرَانِيَّ، عَنْ عَمْرِو، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَضْحَى بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأَتَى بِكَيْشٍ قَدْ بَحَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، وَقَالَ: "بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي".

جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه زه د نبی صلی الله علیه و آله سره دلوي اختر په ورځ په عیدگاه کښې موجود وم نوهرکله چه ئې خطبه پوره کړه نو راکوزشو دبرخپل نه او یوگر ورته راوستلي شو نبی صلی الله علیه و آله په خپل لاس مبارک ذبح کړو او اوئي فرمائیل: "بسم الله والله أكبر هذا عني وعن من لم يضحي من أمتي" دازما د طرف نه ده اوزما په امت کښې چه چا قربانی نه وی کړي دهغه د طرف نه ده.

په مسئله الباب او حدیث الباب باندې کلام نزدې د په (باب ما يستحب من الضحايا) د لاندې تیر شوې دي.

باب الإمام يدبّر بالأضحية

دامام دپاره په عیدگاه کښې د خپلې قربانی ذبح کولو بیان

وفي الاوجز ٤ / عن المسوى الذبح في المصلى احسن اظهارا لشعار الدين آه.... د جمهور علماء کرامو په نزد خو دعام ده په دي وجه امام بخاري رحمته الله ترجمه قائم کړې ده (باب الاضحية والنحر بالمصلى) خو امام ابوداؤد په دي ترجمه کښې د امام سره دا مقید کړې دي کوم چه د امام مالک رحمته الله مسلک دي. فقی ((الابواب والتراجم ٦ / ٣٣) قال ابن بطال: «هو السنة للامام خاصة عند مالک، قال مالک انما يفعل ذلك لئلا يذبح احد قبله وليذبحوا بعده على يقين وليتعلموا منه صفة الذبح آه» زه وایم او دلته په ابتدائی مباحثو کښې هم تیره شوې ده چه د امام مالک مسلک دا دي چه د خلقو دپاره قربانی کول تر هغه وخته پورې جائز نه دی تر څو چه امام قربانی نه وی کړي.

[۲۸۱۱] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَذْبَحُ أَضْحِيَّتَهُ بِالْمُصَلَّى وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

(۱): سنن الترمذي للأضاحي ٢٢ (١٥٢١)، سنن ابن ماجه للأضاحي ١ (٣١٢١)، (تحفة الأشراف: ٣٠٩٩)، وقد أخرجه: سنن الدارمي للأضاحي ١ (١٩٨٩)، مسند احمد (٣٦٢، ٣٣٥٦) (صحيح)
(۲): سنن ابن ماجه للأضاحي ١٧ (٣١٦١)، (تحفة الأشراف: ٧٤٧٣)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/العديد ٢٢ (٩٨٢)، والأضاحي ٦ (٥٥٥٢)، سنن الترمذي/الضحايا ٩ (١٥٠٨)، سنن النسائي/العديد ٢٩ (١٥٩٠)، والأضاحي ٢ (٤٣٧١)، مسند احمد (١٥٢، ١٠٨٢) (حسن صحيح)

نافع دابن عمر رضی اللہ عنہ نه روایت کوی فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم به خپله قربانی په عیدگاه کښې دبحه کوله، او ابن عمر به هم داسې کول.

وحدیث الباب اخرجه البخاری والنسائی وابن ماجه بنحوه قاله المنذرى

باب فی حبس لحوم الأضاحی

د قربانی د غوښو د ساتلو بیان

[۲۸۱۲] (۱) حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: دَفَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ادْخِرُوا الثَّلَاثَ، وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ" قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ، قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمَلُونَ مِنْهَا الْوَدَّكَ، وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَاكَ، أَوْ كَمَا قَالِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَهَيْتَ عَنْ إِمْسَاكِ لَحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّفَاقَةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادْخِرُوا".

دام المومنين عائشة رضی اللہ عنہا نه روایت دي فرمائی چه د نبی صلی اللہ علیہ وسلم په زمانه کښې څه خلق دخنگل اوسيدونکي راغلل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمايل دقربانی دغوښي دريمه حصه اوساتی اوباقی پاتي صدقه کړی ام المومنين فرمائی ددي نه پس خلقو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته عرض اوکړو چه اي دالله رسوله مخکښي به خلقو دخپلو قربانونه فائدي اخستلي اوددي نه به ئي چربي اوبښکله اودخرمنو نه به ئي مشکونه جوړول نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمايل ستاسو څه مطلب دي هغوی عرض اوکړو اي دالله رسوله تاسو منع فرمايلي ده دقربانی دغوښي دساتلونه ددرې ورځونه زیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمايل ما ځکه منع کړې وه چه دخنگل نه څه غریبانان خلق راغلي وو دهغوی دپاره اوس دقربانی غوښه خوري اوصدقه هم ورکوي اوساتلي ئي هم شی.

د حدیث مضمون :

قوله: (سمعت عائشة رضي الله تعالى عنها تقول: دف ناس من اهل البادية حضرة الاضحى في زمان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم) مضمون د حدیث دا دي چه عائشه رضی اللہ عنہا فرمائی چه یو ځل د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په زمانه کښې د قربانی په موقعه باندي د څه کلو نه خلق مديني منوري ته راغلل، په دي باندې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خلقو ته اوفرمايل چه هغوی دي د خپلو خپلو قربانو غوښي د درې ورځو په اندازه اوساتی او باقی دي صدقه کړي چه کله په بل کال د قربانی زمانه راغله نو خلقو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته عرض اوکړو یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خلق به د خپلو قربانو نه منتفع کيدل او د هغې وازگه به ئي ويلې کولو سره بدله او د قربانی د خرمنو نه به ئي مشکونه جوړول، په دي باندې هغوی تپوس اوکړو (وما ذاک؟) نو بیا څه خبره ده (يعني تاسو ته په دي کښې څه اشکال دي؟) خلقو عرض اوکړو ځکه تاسو د لحوم الاضاحی د امساک نه منع فرمايلي

(۱) صحيح مسلم للأضاحي ۵ (۱۹۷۱)، سنن النسائي للأضاحيا ۳۶ (۴۴۳۶)، (تحفة الأشراف: ۱۶۱۶۵، ۱۷۹۰۱)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للأضاحي ۱۴ (۱۵۱۱)، سنن ابن ماجه للأضاحي ۱۶ (۳۱۶۰)، موطا امام مالك للأضاحيا ۴ (۷)، مسند احمد (۵۱/۸) (صحيح)

وه چه د درې ورځو نه زیاته اونه ساتلې شی، په دې باندې رسول الله ﷺ ارشاد او فرمائیلو (انما نهیتکم من اجل الدافۃ الی دفت علیکم) ما خو وړاندې کال د کلو نه د راتلونکو د وجې نه منع کړې وه (یعنی وقتی طور سره، نه د همیشه دپاره، لهذا د قربانی غوښه خورئ هم، صدقه کوئ ئې هم او ذخیره ئې هم پرې).

په بخاری کښې دی (باب ما یوکل من لحوم الاضاحی وما یتزود منها) قال الحافظ ای من غیر تقیید بثلاث ولا نصف ثم قال والتقیید بثلاثة ایام منسوخ واما خاص بسبب آه

مسئله الباب کښې مذاهب ائمه:

زمونږ فقهاء کرامو لیکلې دی چه افضله دا ده چه د دریمې حصې غوښې صدقه او کړې شی او دریمه حصه د خپلوانو او دوستانو د میل مستیا دپاره کیخودلې شی او یو ثلث د خان دپاره ذخیره کړی، او داسې کول صرف مستحب دی، که ټوله د خپل ضرورت دپاره کیږدي، نو هم جائز ده او په "الدر المختار" کښې دی. وندب ترک التصدق لذي عیال غیر موسع الحال توسعه علیهم او د شوافعو د کتابونو نه معلومېږي چه د قربانی د غوښې څه حصه صدقه کول واجب دی بلکه افضل دا ده یوه دوه نمړې پریخودلو سره باقی ټوله صدقه کړې شی. (من الابواب والتراجم ج ۶...) والحديث اخرجه مسلم والنسائي قال المنذرى.

[۲۸۱۳] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ، عَنْ أَبِي الْمَلِيعِ عَنْ نُبَيْشَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّا كُنَّا نَهَيِّنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أَنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوا وَادْخَرُوا وَاتَّجَرُوا، أَلَا وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبٍ وَذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ".

دنبیشته رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلى دی یقینا ماتاسو منع کړي وئ دخورلو دغوښې د قربانی نه ددرې ورځونه پس، په دې وجه چه داغوښه تاسو ټولوته اورسي اوس الله تعالی فراخي راوستلي ده نوخوړئ ئې او ذخیره کوئ ئې او ثواب اوگتئ خبردار دا ورځې دخوراک او څښاک دي اودالله تعالی د ذکر دې.

د باب په دویم حدیث کښې دی (فکلوا وادخروا واتجروا) دا لفظ د اجر نه اخستلې شوي دي چه هغه ئې باب افتعال ته بوتلې دي یعنی الائتجار یعنی اجر او ثواب حاصلول څوک دې دا په تشدید د تاء سره نه لولی (واتجروا) ځکه چه دا د تجارت نه نه دي.

والحديث اخرجه النسائي بتمامه، وابن ماجه مختصرا على الاذن في الادخار فوق ثلاث واخرج مسلم الفصل الثاني في ذكر الاكل والشرب والذكر، قاله المنذرى

.....

۱: سنن النسائي للفرع والعتيرة ۲ (۴۲۴۱)، سنن ابن ماجه للأصاحي ۱۶ (۳۱۶۰)، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۸۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۷۶، ۷۵/۵)، دي/الأصاحي ۶ (۲۰۰۱) (صحيح)

باب فی الرِّقِّ بِالذَّبِيحَةِ

د قربانی په څاروی باندې د شفت کولو بیان

[۲۸۱۴] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: خَصَلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا قَاتِلَ: غَيْرُ مُسْلِمٍ، يَقُولُ: فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُعَدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرْخَ ذَبِيحَتَهُ.

شداد بن اوس نه روایت دې فرمائی چې د نبی ﷺ نه مې دوه خصلتونه اوریدلي دي اوي خودا دې چې الله تعالی په بنده باندې احسان کول فرض کړي دي د هریوشی سره نوکله چې تاسو قتل کوئ په ښه طریقه ئې کوئ یعنی که چرې د خون په بدله کښې خون کوئ نور ئې فارغه وئ اوبل داچه که چرې کوم څاروې حلالوئ نو په ښه طریقه ئې ذبه کوئ او پکار ده چې خپله چاره تیره کړئ او ضروري ده چې حلالیدونکي څاروی ته راحت ورسوي.

(عن شداد بن اوس رضی الله تعالی عنه قال: خصلتان سمعتهما من رسول الله ﷺ ان الله كتب الاحسان على كل شيء الخ)

صحابی فرمائی چې دوه خبرې کومې چې ما د رسول الله ﷺ نه اوریدلي دي کومې چې د دې ضابطې د لاندې داخل دي چې الله پاک په انسان باندې دا خبره واجب کړې ده چې هغه دې په هر یو خیز کښې د احسان لحاظ ساتي چې هغه دې په حسن او خوبی او نرمۍ سره کوي وړاندې د دې دواړو خصلتونو بیان دې چې که تاسو یو کافر قتل کوئ هم نو په ښه طریقه سره یعنی مثله مه کوئ. او هم دغه شان کله چې یو څاروې ذبح کوئ نو هغه هم په ښه طریقه باندې ذبح کوئ، یعنی چاره ښه طریقه سره تیره کړئ او ذبیحې ته آرام ورکړئ چې د ذبح نه پس فوراً د هغې څرمنه مه اوباسئ بلکه د هغې د یخیدو انتظار اوکړئ.

والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

[۲۸۱۵] (۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلَائِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى فِتْيَانًا أَوْ غِلْمَانًا قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَقَالَ أَنَسٌ: تَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضَيَّرَ الْبَهَائِمُ.

دهشام بن زید نه روایت دې فرمائی چې زه د انس ها سره حکم بن ایوب ته ورغلم هلته مې یو څو هلکان اولیدول چې د یوې چرگي نه ئې ښه جوړه کړې وه او په غشوئې ویشته انس وه چې دا اولیدله نووئې وئیل چې نبی ﷺ د څاروو په دې شان سره د تر لونه پس دویشتلونه منع فرمائیلی ده.

(۱) : صحیح مسلم /الأضاحی ۵ (۱۹۷۵)، (تحفة الأشراف: ۲۰۷۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵/۲۷۷، ۲۸۱)، سنن الدارمي /الأضاحی ۶ (۲۰۰۳) (صحیح)

(۲) : صحیح مسلم /الصید ۱۱ (۱۹۵۵)، سنن الترمذی /الذبیات ۱۴ (۱۴۰۹)، سنن النسائی /الضحایا ۲۱ (۴۴۱۰)، ۲۶ (۴۴۱۹)، سنن ابن ماجه /الذبیات ۳ (۳۱۷۰)، (تحفة الأشراف: ۴۸۱۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵)، سنن الدارمي /الأضاحی ۱۰ (۲۰۱۳) (صحیح)

شرح الحديث:

قوله: «نهى رسول الله ﷺ ان تصبر اليهائم»

د صبر معنی د بندولو او د قید کولو ده، او مطلب دا دی چه څاروي دي د قاعدې لاندې ذبح کړې شي کومه چه د ذبح طريقه ده، او صبر بهائم دا دي چه مثلاً يو مرغی لره تړل او هغه مخې ته کینولو سره هغه په نخښه کړې شي، او د کوم څاروي سره داسې اوکړې شي هغې ته مبصوره او مجثمه هم وئيلې شي، ځکه چه دا ذبح ذبح شرعی نه ده دغه شان هغه څاروي حلال هم نه وي حرامیږي. لکه چه په کتاب الاطعمة کښې به راشي والحديث اخرجه البخاري ومسلم والنسائي وابن ماجة قاله المنذرى.

باب في المسافر يضحى

په سفر کښې د قرباني کولو بيان

د امام شافعي رحمه الله مسلك دي چه د قرباني سنت کيدل د ټولو په حق کښې دي که هغه مقيم وي او که مسافر وي، د امام مالک مسلك هم دا دي چه د ټولو په حق کښې سنت موکده دي خو د حاجيانو دپاره بمعنی فانهم لاضحية عليهم وسنتهم الهدى (۱) (الکافي لابن عبد البر ۱/۴۱۸) او د احنافو په نزد د مسافر په حق کښې قرباني واجب نه ده صرف د مقيم په حق کښې واجب ده.

[۲۸۱۶] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْحَيَّاطُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: "يَا ثَوْبَانُ أَصْلَحْ لَنَا لَحْمَ هَذِهِ الشَّاةِ"، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَطْعِمُهُ مِنْهَا حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ.

د ثوبان رضي الله عنه نه روايت دي چه نبی ﷺ د سفر په دوران کښې خپله قرباني ذبحه کړه او بيانې او فرمايل اي ثوبان زمونږ دپاره ددې چيلی غوښه صفا کړه، ثوبان عرض اوکړو چه بيا ما هغه غوښه په نبی ﷺ باندې او خوره تردې چه زمونږ سفر پوره شو او مونږ مدينې ته داخل شو.

حديث الباب کښې چه د رسول الله ﷺ د کومې قرباني ذکر دي په ظاهر کښې دا د حجة الوداع واقع ده. په بذل کښې دي «فاضحية صلى الله عليه وسلم محمولة عندنا على التطوع» والحديث اخرجه البخاري ومسلم والنسائي قاله المنذرى

باب في ذبائح أهل الكتاب

د اهل کتابو د ذبح بيان

د اهل کتاب د ذبيحو په اباحت باندې ابن قدامة په مغنی کښې د علماء کرامو اجماع نقل کړې ده، البته د اهل کتابو په ښکار کښې اختلاف دي، د اکثر علماء رائي نو په دي کښې

(۱) وفيه وقال مالك: الصدقة بثمن الضحية يعني احب الي آه
(۲) صحيح البخاري/الصيد ۲۵ (۵۵۱۳)، صحيح مسلم/الصيد ۱۲ (۱۹۵۶)، سنن النسائي/الضحايا ۴۰ (۴۴۴)، سنن ابن ماجة/اللحائج ۱۰ (۳۱۸۶)، (تحفة الأشراف: ۱۶۳۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۱۷۳، ۱۷۱، ۱۹۱) (صحيح)

اباحت دې خو د امام مالک رحمہ اللہ په دې کښې ابن قدامه اختلاف لیکلې دې ولفظه: «الا ان مالکا اباح ذبائحهم وحرم صيدهم، ولا يصح لان صيدهم من طعامهم فيدخل في عموم الآية آه (تراجم ۲۵/۶) قلت: قال الدردير: لا كافر ولو كتابيا فلا يوكل صيده ولو سمي الله عليه لان الصيد رخصة والكافر ليس من اهلها آه..... خو په کتاب الکافي دابن عبدالبر کښې دا لیکلی دی چه د امام مالک رحمہ اللہ په نزد صید د اهل کتاب مکروه دې حرام نه دې، لقول الله عزوجل: تناله ايديکم ورماحکم یعنی اهل الايمان. (وهو عند جمهور اهل العلم مثل ذبائحهم) آه.

[۲۸۱۷] (١) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمُرَوِّزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فُكِّلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَنَسِخَ وَاسْتَدْنَى مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: وَطَعَامُ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ.

دابن عباس رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی دالله تعالی داقول: «فكّلوا مما ذكر اسم الله عليه» یعنی په کومو خاروو چه دالله نوم واخستې شي هغه خورئ او په کومو چه دالله نوم نه وی اخستې شوي هغه مه خورئ دا ایت منسوخ شوې دې یعنی ددې نه داهل کتابو دذبح استثناء شوي ده او ددوی ذبح جائز ده لکه چه دالله تعالی قول دې «وطعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم».

[۲۸۱۸] (٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيَمُوجُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ سورة الأنعام آية ١٢١ يَقُولُونَ مَا ذَبَحَ اللَّهُ فَلَا تَأْكُلُوا وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ فَكُلُوا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ سورة الأنعام آية ١٢١.

دابن عباس رضي الله عنه نه دالله تعالی ددې قول: «وان الشياطين ليوحون إلى أوليائهم» په باره کښې منقول دي چه يهوديانوبه وئيل چه کوم خاروي الله تعالی ذبح کړو چه په قدرتي مرگ مړشي دغه تاسو نه خورئ او کوم چه پخپله ذبح کړئ هغه خورئ نوپه دې وخت کښې الله تعالی دا ایت نازل کړو: «ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه».

[۲۸۱۹] (٣) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَتْ الْيَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلْنَا وَلَا نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلَ اللَّهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ سورة الأنعام آية ١٢١ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

دابن عباس نه روایت دې فرمائی چه يهوديان نبی صلی الله علیه و آله ته راغلل اووئې وئيل خورو مونږه دهغه نه کوم چه مونږ پخپله ذبح کړو اونه خورو مونږ دهغه نه کوم چه الله تعالی وژلې وي نوالله تعالی دا ایت نازل کړو: «ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه» ایت تر آخره پورې.

«عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى وان الشياطين ليوحون الى اوليائهم الخ»
يعنى شياطين د كفارو په زړه کښې دا خبره اچوی چه تاسو د الله پاک ذبيحه خو نه

١: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۲۵۹) (حسن)

٢: سنن النسائي/الضحايا ٤٠ (٤٤٤٨)، سنن ابن ماجه/الذبايح ٤ (٣١٧٣)، (تحفة الأشراف: ٦١١١) (صحيح)

٣: سنن الترمذي/تفسير الأنعام ٦ (٣٠٦٩)، (تحفة الأشراف: ٥٥٦٨) (صحيح)

خوری. د الله پاک د ذبیحې نه مراد هغه څاروی دې کوم ته چې الله پاک مرگ ورکړې وی یعنی میتة. او خپله ذبیحه تاسو حلاله گنړئ او خورئ ئې یعنی دا څنگه بې انصافی ده، نو په دې باندې دا آیت کریمه نازل شو ﴿ولا تاكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه﴾ یعنی د دې جواب حاصل دا دې چې د انسان ذبیحه صرف په دې وجه حلاله نه ده چې هغه د انسان ذبیحه ده بلکه په دې حیثیت سره چې په هغې باندې د الله پاک نوم اخستلې شوې دې. په خلاف د ما ذبح الله چې په هغې باندې د الله پاک نوم نه شی اخستلې.

والحدیث اخرجه ابن ماجه قاله المنذرى

باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقِرَةِ الْأَعْرَابِ

د اهل کتاب د فخر د پاره د ذبح کړې شوی څاروی د خوراک بیان

معاقره په معنی د ذبح، خو دلته دا مصدر په معنی د مفعول دې ای ما عاقره الاعراب.

[۲۸۲۰] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ مُعَاقِرَةِ الْأَعْرَابِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي رَجَاءَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَطَرٍ، وَغُنْدَرٌ أَوْ قَفُّهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.

ابن عباس نه روایت دې فرمائی چې نبی ﷺ منع فرمائیلى ده کوم چې اهل کتاب عرب د فخر کولو د پاره ذبح کړي. ابوداود وائی چې دا روایت غندر د ابن عباس رضی الله عنه نه موقوف نقل کړې دې، او د ابوریحانه نوم عبد الله بن مطرو و.

﴿ نهی رسول الله ﷺ عن معاقره الاعراب ﴾

شرح الحديث:

یعنی رسول الله ﷺ د باندې چیانو او د جاهلانو د ذبیحې خورولو نه منع فرمائیلى ده چې د دې نه مراد هغه قربانی ده چې د فخر او ریاء په طور او د نورو د مقابلې د پاره او کړې شی، فقهاء کرامو لیکلی دی: وکذلك كل طعام صنع رياء ومفاخرة... یعنی کومه قربانی یا خوراک چې صرف د نوم او شهرت د پاره او کړې شی د هغې خوراک منع دې.

فانته: هم د دې قسم یو بل حدیث په کتاب الجنائز ﴿باب کراهية الذبح عند القبر﴾ کښې راغلې دې ﴿قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عقر في الاسلام﴾ د دې حدیث معنی بله ده لکه چې د ترجمه الباب نه معلومېږي پس هلته په متن کښې راځي ﴿كانوا يعقرون عند القبر ببقرة او بشي﴾ یعنی د جاهلیت په زمانه کښې به بعض خلقو د خپل یو سخی په قبر باندې اوبښ وغیره ذبح کولو، بعضو خو په دې خیال چې دې انسان به په خپل ژوند کښې میل مستوب کولو مونږ د دې په بدله کښې د هغه په قبر باندې د هغه د طرف نه دا ذبح کوو چې دا ځناور او مارغان او څری او بعضو به په دې خیال کول چې کوم څاروی د هغه په قبر ذبح کړې شی هغه به د قبر نه د پاسیدو په وخت د هغه سورلۍ جوړه شی، ځکه چې بعض کفار د بعث قائل وو.

۱: تقدیر په ابو داود، (تحفة الأشراف: ۵۸۱۱) (حسن صحیح)

باب فی الذبیحة بالمروءة

په سپین کانری باندې د ذبح کولو بیان

د مروءه نه مراد الحجر المحدد (یعنی تیره کانری چه د چرې په شان کار کوی او غرض د مصنف رحمته الله دا دې چه په هر تیره خیز باندې ذبح کول چه په هغې سره رگونه پرې کړې شی جائز ده، خاص د چرې کیدل دې دپاره ضروری نه دی لکه چه په حدیث کنبی دی.

[۲۸۲۱] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى، أَفَنَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةَ الْعَصَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرِنَا أَوْ أَعْمِلْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَكُلُوا مَا لَمْ يَكُنْ سِنًا أَوْ ظُفْرًا، وَسَاحِذُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ، وَتَقَدَّمْ بِهِ سُرْعَانَ مِنَ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ النَّاسِ، فَتَصَبُّوا قُدُورًا فَمَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُورِ، فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَتُ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيدًا بَعْثَرِ شَيْيَاءٍ وَنَذَّ بَعِيدًا مِنْ إِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذِهِ الْبَهَائِمَ أَوَابِدُكَ أَوَابِدُ الْوَحْشِ، فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَا فَعَلُوا بِهِ مِثْلَ هَذَا".

رافع بن خدیج نه روایت دې فرمائی چه د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کنبی حاضر شوم او عرض مې او کړو چه ای د الله رسوله مونږ صباد دشمن سره دمقابلې دپاره مخامخ کیږو اوزمونږ سره چاره چاقو نشته ایا مونږ په کانری باندې ذبح او کړو؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل په داسې خیز ذبح او کړی کوم چه وینه بهیوی اویائی داسې او فرمائیل چه په تیزی سره ذبح او کړی په کوم شی چه د الله نوم واخستې شی او علاوه د غابونو اونوکانونه اوزه تاسوته ددې وجه بیانوم چه غابن یوه وکی دې اونوک د هبشیانو چاره ده څه خلقو تیزی نه کار واخستلو په مخکنبی کیدلو کنبی او غنیمتونه ئې حاصل کړل اونبی صلی الله علیه و آله د خلقو په اخر کنبی وو دغه خلقو دیگونه نغرونه او خیزول نبی صلی الله علیه و آله ددیگونو سره تیریدو ددې داوخته کولو حکم ئې او کړو اود غنیمت مال ئې په مجاهدینو باندې تقسیم کړو اوبو اوبن ئې دلس چیلو په حساب مقرر کړو او په اوبانو کنبی یو اوبن تنبیدو اود مجاهدینو سره په دغه وخت کنبی اسونه نه وو یوکس په غشی اوویشو او الله تعالی اودروو نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل چه په دې خاروو کنبی ځنې تنبیدونکي خاروی وي لکه څنگه چه وحشی ځناور وی که چرې کوم خاروی داسې حرکت او کړي نو د هغه سره همداسې عمل او کړی.

﴿فقلت يا رسول الله! انا نلقى العدو غدا وليس معنا مدى، فقال رسول الله صلی الله علیه و آله ارن او اعجل﴾

شرح الحديث:

د ارن په ضبط کنبی سخت اختلاف دې او مختلف الاقوال دی ۱: ارن په کسري د راء سره

۱: صحيح البخاري/الشركة ۲ (۲۴۸۸)، ۱۶ (۲۵۰۷)، الجهاد ۱۹۱ (۳۰۷۵)، الذبائح ۱۵ (۵۴۹۸)، ۱۸ (۵۵۰۳)، ۲۳ (۵۵۰۹)، ۳۶ (۵۵۴۳)، ۳۷ (۵۵۴۴)، صحيح مسلم/الأصاحي ۴ (۱۹۶۸)، سنن الترمذي/الصعيد ۱۹ (۱۴۹۲)، السير ۴۰ (۱۶۰۰)، سنن النسائي/الصعيد ۱۷ (۴۳۰۲)، الضحايا ۱۵ (۴۳۹۶)، ۲۶ (۴۴۱۴، ۴۴۱۵)، سنن ابن ماجه/الذبائح ۹ (۳۱۸۳)، تحفة الأشراف: ۳۵۶۱، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۴۲، ۱۴۰/۴، ۱۶۴، ۱۶۳/۳) (صحيح)

په وزن د اطع ای اهلکها ذبحا یعنی ذبح او کړه او اوښې وژنه (یعنی په هر تیره څیز باندې) ۲
وئیلې شوې دی چه صحیح دا ده چه دا لفظ د ائرن دې من ارن یارن من باب سمع چه د هغې
معنی ده اعجل او مطلب ئې دا دې چه په هر تیره څیز سره هغه ذبح کړی او په ذبح کولو
کښې تیزی او کړی ځکه چه د اوسپنې نه علاوه د بل تیره څیز نه دا خطر ه وی چه د ټولو
رگونو د پرې کولو نه مخکښې هغه چرته مړ نه شی، په دې وجه ئې او فرمائیل چه په ذبح
کولو کښې تیزی کوه، د دې نه علاوه نور هم اقوال دی، د حدیث مضمون دا دې چه رافع بن
خدیج رضی الله عنه رسول الله صلی الله علیه و آله ته عرض او کړو چه مونږ بل صبا له جهاد ته خو (او مونږ سره اگر
چه تورې دی خو هغې لره خو په ذبح کښې استعمالول مناسب نه دی) او مونږ سره چرې
نشته که د ذبح وخت راشی نو په کوم څیز باندې ذبح او کړو؟ نو رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل
چه کومه یوه اله هم د څاروی وینه اوبهیوی په داسې حال کښې چه د وینې بیولو په وخت
په هغې باندې د الله پاک نوم اخستلې شوې وی هغه تاسو خړی بیا وړاندې رسول الله صلی الله علیه و آله
یوه استثنا او فرمائیله چه هغه وینه بیونکې څیز د غاښ او د نوک نه علاوه کیدل پکار دی
او وړاندې رسول الله صلی الله علیه و آله د دې وجه دا بیان کړه چه په غوښه د دې وجې نه نه چه هغه هډوکي
دې او د نوک په باره کښې ئې او فرمائیل چه هغه د حبشیانو چاره ده. د غاښ په باره کښې
ئې او فرمائیل چه هغه هډوکي دې د دې په شرح کښې امام نووی فرمائی چه په عظم سره
ذبح مه کوئ ځکه چه هغه به په وینې سره نجس شی او حال دا چه تاسو د تنجیس عظم نه
منع کړې شوی یئ لانه زاد اخوانکم من الجن او د نوک د منع کیدو وجه رسول الله صلی الله علیه و آله دا بیان
او فرمائیله چه دا اهل حبشه چاره ده لهذا په دې سره ذبح کولو کښې تشبه بکفار الحبشة ده.

آله ذبح څنګه پکار ده؟ په دې کښې مذاهب د ائمه

آله د ذبح څه پکار ده؟ په دې باره کښې (اوجز المسالک ج ۴...) کښې د ائمه د
مذاهبو تفصیل داسې لیکلې شوې دې: ابن رشد مالکی فرمائی چه د علماء کرامو په دې
باندې اجماع ده چه کوم څیز د حیوان وینې اوبیوی او اوداج (د مرئ رگونه) قطع کړی که
هغه اوسپنه وی یا کانږې یا بل څه او د هغې په ذریعه ذبح کول جائز دی، خو په درې
څیزونو کښې د علماء کرامو اختلاف دې، غاښ او نوک او هډوکي (یعنی د غاښ نه علاوه
بل هډوکي) بیا وړاندې لیکي چه د مالکیانو په مذهب کښې په دې کښې هیڅ اختلاف
نشته چه ذبح بالعظم جائز ده اذا انهر الدم، خو په غاښ او هډوکي کښې د مالکیانو اختلاف
دې چه په هغې کښې درې اقوال دی.

۱: المنع مطلقاً ۲: الفرق بین الانفصال والاتصال او دریم قول دا دې چه صرف کراهیت
دې نه منع، او ابن قدامه د حنابله مذهب د سن او ظفر په باره کښې صرف عدم جواز لیکلې
دې مطلقاً، که منزوع وی یا غیر منزوع، او مطلق عظم (غیر السن) په باره کښې د امام
احمد دوه اقوال لیکلې شوی دی، اباحت او عدم اباحت او هغوی اباحت ته ترجیح ورکړې
ده پس هغوی لیکي والاول اصح انشاء الله لان العظم دخل فی عموم لفظ المبیح ثم استثنی السن
والظفر خاصة فیبقى سائر العظام داخلا فیما یباح الذبح به آه او د شوافعو مسلک په شرح اقناع

وغیره کښې د دې دریو (السن والظفر ومطلق العظم) په باره کښې مطلقاً عدم جواز لیکلې شوې دې د اتصال او انفصال د فرق نه بغیر بیا وړاندې لیکي چه په دې کښې اختلاف دې چه د ذبح بالعظام نه نهی تعبدي ده لکه چه د ابن الصلاح وغیره رائي ده یا غیر تعبدي یعنی معلل والیه مال النووی یعنی تنجیس عظم چه ممنوع دې، او د احنافو مذهب لکه چه مشهور دې الفرق بین الاتصال والانفصال یعنی نوک او غابن که د بدن سره متصل وی نو ذبح ناجائز ده او که منفصل وی نو جائز ده خو داسې کول مکروه دی، په ذبیحه کښې هېڅ کراهت نشته وفي الهدایة وما رواه (الشافعی) محمول علی غیر المنزوع فان الحبشة کانوا یفعلون ذلك، ولانه الة جارحة فیحصل به ما هو المقصود وهو اخراج الدم، بخلاف غیر المنزوع لانه یقتل بالثقل فیكون فی معنی المنحنقة (ملخصاً من الاوجز ۱۷۰/۴) وړاندې حدیث کښې دی «وتقدم سرعان من الناس فتعجلوا فاصابوا من الغنائم الخ»

شرح الحدیث:

یعنی بعض جلد باز قسم خلقو په مال غنیمت کښې د تقسیم نه مخکښې بعض بیزي وغیره ذبح کولو سره د خوراک دپاره کتوي باندې کړی، رسول الله ﷺ روستو طرف ته وو چه کله د رسول الله ﷺ تیریدل په هغه کتوو باندې اوشو نو رسول الله ﷺ د هغې د اولته کولو حکم ورکړو چه څوک ئې او نه خوړلې شی.

د مال غنیمت نه انتفاع قبل التقسیم په طعام کښې جائز دې چه د هغې تفصیل د کتاب الجهاد په ابوابو کښې تیر شوې دې هغې ته دې رجوع او کړې شی.

بیا وړاندې په حدیث کښې دی «وقسم بینهم فعدل بعیرا بعشر شياه» یعنی د مال غنیمت د تقسیم په وخت هغوی یو اوبن لره د لسو بیزو برابر مقرر کړو، د دې نه بعض علماء کرامو لکه اسحاق بن راهویه وغیره په دې باندې استدلال کړې دې چه د یو اوبن قربانئ کښې د لسو کسانو شرکت کیدې شی، خو دا استدلال بس هم دومره دې، حافظ ابن حجر رحمه الله فرمائی «ولعله کانت قيمة الغنم اذ ذاک كذلك» یعنی کیدې شی په دغه زمانه کښې په بازار کښې لس بیزي د یو اوبن د قیمت برابر وی.

وړاندې په حدیث کښې دی «وند بعیر من ابل القوم ولم یکن معهم خیل فرماه رجل بسهم الخ» یعنی په دې سفر کښې دا واقعه پیښه شوه چه په اوبسانو کښې یو اوبن وړان شو او متوحش کیدو سره په تیخته شو او د قابو نه بهر شو نو یو انسان د هغه سره هغه معامله اوکړه کومه چه د ښکار سره کولې شی یعنی بسم الله لوستلو سره ئې هغه په غشی باندې ویشتلو چه په هغې باندې هغه اودریدو او په قبضه کښې راغلو، په دې موقع باندې هغوی ارشاد او فرمائیلو «ان لهذه البهائم اوابد کاواید الوحش» چه بیشکه زمونږ په دې عادت څاروو کښې بعض د وحشی ځناورو په شان متوحش شی پس که یو څاروې داسې شی نو د هغه سره داسې معامله کول جائز دی، یعنی د دې قسم څاروې د ښکار په حکم کښې کیږي او څنگه چه د ښکار کولو په شریعت کښې طریقه ده هغې لره په داسې څاروو کښې اختیار ول جائز دی. والحديث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى

[۲۸۲۲] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ بْنَ زِيَادٍ، وَحَمَّادًا حَدَّثَاهُمَا الْمَعْنَى وَاحِدٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ، أَوْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَصَدْتُ أَرْبَعِينَ قَدْ بَخَعْتُهُمَا بِمَرُوءَةٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنْهُمَا فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا.

محمد بن صفوان یا د صفوان بن محمد نه روایت دی فرمائی چه مادوه هوسی په ښکار کښې راوړلي او په تیره کانري مې حلالي کړي دښې عليه السلام نه مې تپوس او کړو ماته نې ددوی دخوراک اجازت را کړو

[۲۸۲۳] (۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةَ بَشْعَبٍ مِنْ شُعَابِ أَحَدٍ، فَأَخَذَهَا الْيَوْتُ فَلَمَّ يَحْدُ بِشَيْئَا يَنْحَرُهَا بِهِ فَأَخَذَ وَتَدَا فَوَجَّاهُ فِي لَبَتَيْهَا حَتَّى أَهْرَقَ دَمُهَا، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

عطاء بن یسار دښې حارثه دیوکس نه روایت کوی چه ما داحد دغر په درو کښې خپله اوښه خړوله هغه مړه شوه اوداسې هیڅ یوشې راته ملاو نه شو چه په هغه باندي نې ذبح کړم نو یو مښ مې راواغست او د اوښې په مرئ کښې مې اومندو تردې چه وله : تري لاره بیاد ښې عليه السلام په خدمت کن حاضر شوم او ددې خبرې خبر مې ورکړو نو هغه ددې د خورلو اجازت وکړو.

« عن رجل من بني حارثة انه يرعى لقحة بشعب من شعاب احد فاخذها الموت الخ »

یعنی یو سړی خپله اوښه د احد د غر په یو څوکه باندي خړوله هم په دې وخت کښې هغه اوښه قریب المرگ شوه هغه سړی د هغې نحر کول او غوښتل خو هیڅ یو څیز ورته ملاو نه شو د اوسپنې یو میخ کوم چه هغه د هغې په سینه کښې ښخ کړو چه په هغې سره د هغې وینه اوبهیدله او بیا راتلو سره نې رسول الله صلی الله علیه و آله ته د دې ذکر او کړو رسول الله صلی الله علیه و آله د هغې د خوراک اجازت ورکړو.

[۲۸۲۴] (۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُرَّةِ بْنِ قَطْرِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ أَحَدُنَا أَصَابَ صَيْدًا، وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ أَيْدُبُّهُ بِالْمَرُوءَةِ وَشَقَّةِ الْعَصَا، فَقَالَ: أَمْرٌ الدَّمُ بِمَا شِئْتَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

دعدي بن حاتم رضي الله عنه نه روایت دی فرمائی چه ماعرض او کړو ای دالله رسوله که چرې په مونږ کښې یوکس ښکار او کړي او چاره ورسره نه وی نوایا په کانري یا لرگي باندي ذبح کولې شی ښې عليه السلام او فرمائیل دالله تعالی نوم واخله او وینه وبویوه اګر که په هرشي باندي وي

« ايدبح بالمروءة وشقة العصا » مروءة تیره کانري او شقة العصا د یو لرگی تیره والا

تکره او حصه.

وحديث عدی بن حاتم رضی الله تعالی عنه اخرجہ النسائی وابن ماجه قاله المنذرى.

۱: سنن النسائي/الصعيد ۲۵ (۴۳۱۸)، والضحايا ۱۷ (۴۴۰۴)، سنن ابن ماجه/الصعيد ۱۷ (۳۲۴۴)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۲۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۷۱/۳) (صحيح)

۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۶۴۱)، وقد أخرجه: موطا لعام مالك/الذبايح ۲ (۳) مسند احمد (۳۷۴، ۵۳۰/۵) (صحيح)

۳: سنن النسائي/الصعيد ۲۰ (۴۳۰۹)، والضحايا ۱۸ (۴۴۰۶)، سنن ابن ماجه/الذبايح ۵ (۳۱۷۷)، (تحفة الأشراف: ۹۸۷۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۵۷۴، ۲۵۸، ۳۷۷) (صحيح)

بَاب مَا جَاءَ فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّيةِ

د رار غريدلی څاروی د ذبح کولو بیان

[۲۸۲۵] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَشْرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: يَأْرَسُولُ اللَّهِ أَمَّا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا مِنَ اللَّبَةِ أَوْ الْحَلْقِ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ طَعَنْتَ فِي فُحْدِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَا يَصْلُحُ إِلَّا فِي الْمُتَرَدِّيةِ وَالْمُتَوَحِّشِ.

بو العشاء د خپل پلار نه روایت کوی فرمائی چه ماعرض او کړو ای د الله رسوله ایازکاة (ذبح کول) د سینې او مرئ په مینځ کښې وی ایایه بل ځای کښې هم وی؟ نبی ﷺ او فرمائیل که چرې ته د څاروي ورون په نیزه اووهی نوهم کافی ده. ابوداود وائی چه دادهغه څاروی د ذبح کولو طریقه ده کوم چه دبره نه راورغړي اودهغې د ذبح کولو موقع ملا ونه شي اویاهغه څاروی کوم چه او تنبتي.

(۲) عَنْ أَبِي الْعَشْرَاءِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا مِنَ اللَّبَةِ أَوْ الْحَلْقِ الْخ

شرح الحديث:

د ابو العشاء او دهغه د پلار په نوم کښې اختلاف دې چه دهغې تفصیل په بذل المجهود کښې دې، او د ابو العشاء د خپل پلار نه په سماع کښې هم اختلاف دې، امام ترمذی د دې په پاره کښې فرمائی هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث حماد بن سلمة ولا نعرف لابي العشاء عن ابيه غير هذا الحديث واختلفوا في اسم ابي العشاء فقال بعضهم اسمه اسامة بن قهطم ويقال يسار بن بزز ويقال ابن بلز، ويقال اسمه عطارد، نسب الى جده آه..... او په مسند احمد کښې دې (الا في الحلق او اللبة) هغه صحابی د رسول الله ﷺ نه تپوس او کړو چه آیا شرعی زکوة د حلق او لبه سره خاص دې؟ (د حلق تعلق خو د ذبح سره دې او د لبه د نحر سره چه دهغې ذکر په کتاب الحج کښې تیر شوې دې، لبه د سینې پورته حصه (موضع القلادة من الصدر) او حلق خو معروف دې. نو رسول الله ﷺ ارشاد او فرمائیلو نه بلکه که د څاروی په پتون کښې هم زخم او کړې شی نو کافی ده.

خان پوهول پکار دی چه د جرح شرعی دوه قسمونه دی (۲)، یو اختیاری او دویم اضطراری، اختیاری خو هغه دې کوم چه په مانوس او مقبوض څاروو کښې وی. دا خو د حلق او لبه سره خاص دې او دویم قسم یعنی ذکاة اضطراری په متوحش او غیر مانوس (یعنی چه عادت نه وی) څاروو کښې وی یعنی په ښکار کښې د حلق او لبه سره خاص نه دې بلکه د بدن په هره حصه کښې جرح کول، دلته په حدیث کښې د سائل سوال د ذکاة اختیاری سره متعلق وو کوم چه د لبه او حلق سره خاص دې هم په دې وجه امام ابوداود رحمه الله

(۱) سنن الترمذی/الصيد ۱۳ (۱۴۸۱)، سنن النسائي/الضحایا ۲۴ (۴۴۱۳)، سنن ابن ماجه/الذبائح ۹ (۳۱۸۴)، (تحفة الأشراف: ۱۵۶۹۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۴/۴)، دي/الأصاحي ۱۲ (۲۰۱۵) (منكر)
(۲) د دې پوره تفصیل په کتاب الصيد کښې راروان دې

د دې حديث په تشریح او تاویل کښې فرمائی (قال ابو داؤد: لا يصلح هذا الا في المتردية والمتوحش) د متوحش نه مراد هغه څاروي دې چې د هغې ذکر په (وند بعير من ابل القوم) کښې تیر شو، او د مترديه نه مراد هغه عادت او مقبوض څاروي دې چې د پورته نه یو لاندې ځانې ته راوغورځېږي مثلاً په کوهی کښ، او د دې قسم څاروو حکم چې کوهی ته او غورځېږي ښکاره دې چې په هغې کښې د ذکاۃ اختیاری چې کومه طریقه ده هغه خو نه شی کیدي، نو مصنف فرمائی چې د حدیث الباب محمل هم دا د مجبوری والا شکل دې، په دې وجه که هلته هم ذکاۃ اختیاری ضروری کړې شی نو کیدي شی چې هغه څاروي د دې خبرې د نه مخکښې مړ شی، زموږ فقهاء کرامو هم د داسې مجبوری په صورت کښې د دې حل هم دا لیکلې دې امام ترمذی رحمته الله هم د دې حدیث د ذکر کولو نه پس هم دا تاویل ذکر کړې دې، هغه فرمائی چې قال یزید بن هارون هذا في الضرورة.. آه.

فانده: (خلیل احمد) سهارنپوری رحمته الله په بذل المجهود کښې د مصنف په دې تاویل باندې یو اعتراض فرمائیلي دې کوم چې په ظاهره د اصولو او قواعدو مطابق دې خو مصنف چې کومه مسئله بیانوي د هغې تصریح په هدایه کښې موجود ده، لهذا د مصنف تاویل په خپل ځانې صحیح دې^(۱) والحديث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه قاله المنذرى.

باب في المبالغة في الذبح

په ذبح کښې د کوشش کولو بیان

یعنی څاروي لره ښه طریقي سره ذبح کول ضروری دی هسې نې په معمولی غشی ویشتلو چې په هغې سره هغه څاروي په مزه مزه وینه بهیدلو سره ختم شی دا معتبر نه دی.
حقیقة الذبح

په بذل کښې د ترجمۃ الباب د لاندې لیکلې شوې دی حتی یقطع الحلقوم والمري

(۱) زما یو یادداشت کښې داسې راووتلو چې د مصنف د توجیه حاصل دا دې چې دا حدیث په ذکاۃ اضطراري باندې محمول دې نه په اختیاریه باندې، او مصنف رحمته الله د دې دوه افراد بیان کړي دی یو متوحش لکه چې مخکښې تیر شو ان لهذه البهائم اوابد کاو ابد الوحش الخ. او یو مترديه، په اول کښې خو هیڅ اشکال نشته خپله په حدیث کښې د هغې وضاحت دې خو په مترديه باندې محمول کول مفید نه دی ځکه چې مترديه په قرآن کریم کښې په میتۃ کښې شمار کړې شوې دي اگر چې د مصنف مراد دا دې چې د تردی نه پس مطلق جرح کافی ده یعنی ذکاۃ اضطراري خو په دې کښې اشکال دا دې چې که حدیث په ذکاۃ د اضطرار باندې محمول کړې شی نو بیا هم صحیح نه ده ځکه چې په دې صورت کښې به د دې مترديه د مرګ دوه اسباب جمع شی یو تردی او یو جرح، جرح خو په ذکاۃ اضطراري کښې صحیح ده خو تردی هم چونکه سبب د مرګ دې او دلته هغه موجود دې او ذکاۃ اضطرار دا دې چې که دوه اسباب جمع شی چې په هغې کښې یو سبب داسې وی چې د هغې ښکار حلال نه وی نو بیا داسې کړې شوي ښکار جائز نه دي، هم دا اشکال سهارنپوری صاحب په بذل کښې فرمائیلي دي د حضرت دا اشکال او تحقیق د اصولو او قواعدو خو مطابق معلومېږي خو د مترديه کوم شکل چې مصنف لیکلې دي د هغې په باره کښې جزئیه په هدایه رابع کښې مصرح ده او دا نې جائز لیکلې ده پس هیڅ اشکال نشته په توجیه د مصنف باندې پس تدبر او کړه او شکر او کړه. نبهني علي تلك الجزئية بعض الطلبة في اثناء الدرس جزاء الله تعالى خيرا.

والودجان یعنی کامله ذبح دا ده چه دا درې رگونه پرې کړې شي. حلقوم وائی مجری النفس ته (یعنی د ساه نالی)، او مری وئیلې شي د خوراک خځاک نالی ته، او ودجان د وینې رگونه و فی الهدایة ۵۴/۴ والعروق التي تقطع فی الذکاة اربعة الحلقوم والمری والودجان لقوله علیه السلام افری الأوداج بما شئت وهی اسم جمع واقله الثلاث فیتناول المری والودجين، بیا وړاندې په هدایه کښې په دې مسئله کښې اختلاف لیکلې دې چه د دې قطع ضروری ده یا د اکثر قطع کول کافی دی؟ په دې باندې هغوی مدلل بالتفصیل کلام فرمائیلې دې او د نورو امامانو اختلاف ئې هم لیکلې دې فارجع الیه لو شت.

[۲۸۲۶] (۱) حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ الْبَرِّيِّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عِيسَى مَوْلَى ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْبَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، زَادَ ابْنُ عِيسَى، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ، زَادَ ابْنُ عِيسَى فِي حَدِيثِهِ وَهِيَ الَّتِي تُدْبَعُ فَيَقْطَعُ الْجِلْدَ وَلَا تُقْرَى الْأَوْدَاجُ، ثُمَّ تَتْرَكَ حَتَّى تَمُوتَ.

د ابن عباس (ابن عیسی په کښې ابوهریره هم ذکر کړې دې) دواړونه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ منع فرمائیلې ده دشریطي دشیطان نه دابن عیسی په روایت کښې دشریطي داتفسیر دې چه کوم څاروې حالالبېرې دهغه څرمن پرېکړې شي اورگونه ئې پریخود شي تردې چه په ټوپونو ټوپونو وهلو مړ شي.

شرح الحديث:

قوله: ﴿ نهی رسول الله ﷺ عن شریطة الشیطان ﴾ یعنی رسول الله ﷺ د هغه ذبیحي د خوړولو نه منع فرمائیلې ده چه هغه ناقصې طریقې سره ذبح کړې شوې وی. دا لفظ اخستلې شوې دې د شرط الحجام نه حجام یعنی ښکر لگونکې چه په کوم ځانې باندې ښکر لگوی هغه مخکښې په غشی باندې زخمی کوی، لهذا مطلب دا شو چه معمولی شان قطع کول جائز نه دی، په دې سره هغه څاروې نه حالالبېرې د جاهلیت په زمانه کښې بعض خلق هم داسې کوی چه د خلق بعض حصو لره قطع کولو نه پس هغه څاروی لره هم داسې پریخوده تردې چه هغه به مړ شو. په حدیث کښې دې فعل لره د شیطان طرف ته منسوب په دې وجه کړې شوې دې چه داسې حرکت باندې انسان لره تیاروی. د دې حدیث شرح خپله په متن کښې هم موجود ده ﴿وهی التي تدبح فیقطع الجلد الخ﴾

بَاب مَا جَاءَ فِي ذِكَاةِ الْجَنِينِ

د څاروی په ځیټه کښې د بچي د ذکاة بیان

[۲۸۲۷] (۲) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ. م وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاعِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَنِينِ، فَقَالَ: "كُلُّهُ إِنْ شَقِمْ، وَقَالَ

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۱۷۳)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲۸۹/۱) (ضعيف)

(۲) سنن الترمذي/الأطعمة ۲ (۱۴۷۶)، سنن ابن ماجه/الذبايح ۱۵ (۳۱۹۹)، (تحفة الأشراف: ۳۹۸۶)، وقد أخرجه: مسند

أحمد (۵۳، ۳۹، ۳۱/۳) (صحيح)

مُسَدَّدٌ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْرُ النَّاقَةِ، وَنَذَابُ الْبَقَرَةِ وَالشَّاةُ فَتَجِدُ فِي بَطْنِهَا الْجَنِينَ أَلْقِيَهُ أَمْ نَأْكُلُهُ؟ قَالَ: كَلُّوهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمَةٍ.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه ماد نبی ﷺ نه دڅاروي په خيته کښې دې متعلق تپوس او کړو نبی ﷺ او فرمائیل خورئ ئې که ستاسو خوبښه وي دمسد به روایت کښې دي چه سعید او وئیل ماعرض او کړوای دالله رسوله که چرې مونږ اوبښ نهر کړو اوغواوگره ذبح کړو اودهغې په گیده کښې بچې بیامومو نوایا غورځوو به ئې او که خوروبه ئې؟ نبی ﷺ او فرمائیل وبې خورئ که خوبښه مووي یقینا دده دمور ذبح کیدل دده ذبح کیدل دي.

«عن ابی سعید قال سالت رسول الله ﷺ عن الجنین..... الخ فان ذکاته ذکاة امة»

د حدیث مضمون دا دې چه د رسول الله ﷺ نه سوال او کړې شو چه یا رسول الله ﷺ مونږ ډیر کرته چه کوم څاروي ذبح کوو نو د هغې د خیتې نه بچې راوځی د هغې مونږ څه او کړو هغه اوخرو یا او ئې غورځوو؟ رسول الله ﷺ او فرمائیل چه خورلې ئې شی ځکه چه د هغه د مور ذبح خپله د هغه ذبح ده، یعنی هغه بچې په ذبح کښې د مور تابع دې لهذا د هغې د مستقل ذبح کولو ضرورت نشته او دا کوم حکم چه په حدیث کښې ذکر شوې دې دا په هغه صورت کښې دې چه کله هغه بچې مړ وی، او که هغه ژوندې راوځی په هغه صورت کښې دا حکم نه دې. په دې صورت کښې به د هغه د حلالیدو دپاره بالاتفاق د هغه ذبح کول ضروری وی.

په مسئله الباب کښې اختلاف د ائمه:

د دې نه پس ځان پوهه کړئ چه په دې حدیث باندې د ائمه ثلاثه او د صاحبینو عمل دې د امام ابوحنیفه رحمته الله علیه رائي دا نه ده فقی الهدایة: ومن نحر ناقة او ذبح بقرة فوجد فی بطنها جنینا میتا لم یوکل اشعر اولم یشر، وهذا عند ابی حنیفة رحمه الله تعالى وهو قول زفر والحسن بن زیاد رحمه الله تعالى وقال ابو یوسف ومحمد رحمهما الله اذا تم خلقة اكل وهو قول الشافعی لقوله علیه السلام ذکاة الجنین ذکاة امة الی اخره وفی هامشه: وقال الامام محمد رحمه الله فی موطاه: فاما ابوحنیفه فکان یکره اكله حتی یخرج حیا فیدکی وکان یروی عن حماد عن ابراهیم انه قال لا تكون زکاة نفس ذکاة نفسین.

الجواب عن الامام ابی حنیفة رحمه الله:

د احنافو د طرف نه د دې حدیث یو جواب ورکولې شی چه په دې حدیث کښې مقصود تشبیه ده ای ذکاة الجنین کذکاة امة، او تشبیه کله د حرف تشبیه په حذف سره هم وی لکه په قول د الله پاک کښ، «وجنته عرضها السموات والارض، ای عرضها کعرض السموات والارض» او د دې تائید د دې نه هم کیږی کوم چه وئیلې شوې دی چه یو روایت په دې حدیث کښې ذکاة په نصب سره هم دې ذکاة الجنین ذکاة امة، او دا منصوب بنزع الحافض کما فی قوله تعالى وهی تمر مر السحاب.

او د امام صاحب رحمته الله علیه د طرف نه دا هم وئیلې شوې دی چه جنین میتة چه په هغې کښې د علماء کرامو اختلاف دې د دوه حالو نه خالی نه دې، یا خو به هغه د مخکښې نه د خپلې

مور په خپته کښې مېته وی نو د هغې حرمت خو ظاهر دي، او یا به د مور د ذبح نه پس په هغې باندې مرگ واقع شوي وی اختناق یعنی د ساه د اودريدو د وجې نه، لهذا په دې صورت کښې هغه منخنقه شوه، یعنی یو صورت کښې مېته او په یو صورت کښې منخنقه وکلاهما حرامان بنصر القرآن، او دا هم وئيلې شوې دی چه که د حدیث نه مقصود تشبیه نه وي بلکه بیان د حکم او نیابت وي نو بیا د دې دپاره تعبیر داسې پکار وو ﴿ ذکاة ام الجنین ذکاته ﴾ والحديث أخرجه الترمذی وابن ماجة قاله المنذری.

[۲۸۲۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ يَشِيرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْقَدَّاحُ الْمَكِّيُّ، عَنْ أَبِي الزَّيْبَرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ".

جابر بن عبدالله نه روایت دي فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلی دی دڅاروي په خپته کښې د موجود بچی د ذبح کولو په ځانې دده دمور ذبح کول کافی دي

بَاب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُذْرَى أَذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْرًا

بیان د حکم د خوراک د هغې غوښې چه معلومه نه وي د ذبح کولو په وخت پرې بسم الله وئيلې شوې ده او که نه ده؟

[۲۸۲۹] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، وَحَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، وَمُحَافِظُ الْمُعَنَّى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرَا، عَنْ حَمَّادٍ، وَمَالِكٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَوْمًا حَدِيثُو عَهْدٍ بِالْحَبَشَةِ يَأْتُونَنَا بِالْحَمَانِ لَا يُذْرَى أَذْكَرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَمْ يَذْكُرُوا أَفَنَأْكُلُ مِنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَمُوا اللَّهَ وَكُلُوا".

ام المومنین عائشې رضی الله عنها نه روایت دي فرمائی چه صحابه کرامو نبی ﷺ ته عرض او کړو چه اي دالله رسوله څه خلق اوس تازه مسلمانان شوي دي اود شرعي احکامو پوره علم ورسره نشته مونږ ته غوښه وړي راوړي مونږ ته معلومه نه ده چه هغوی د ذبحي په وخت باندې بسم الله وائی او که نه وائی ایا مونږ دغه غوښه خوړلې شو؟ نبی علیه السلام او فرمائیل تاسو دالله نوم واخلئ او خورئ ئې.

﴿ ولم يذكر ۱ عن حماد ومالك عن عائشة رضي الله تعالى عنها ﴾

شرح السند

لفظ "عن عائشة" په ترکیب کښې "لم يذكروا" مفعول به دي د مصنف په دې حدیث کښې درې استاذان دي، موسی او القعنبي دریم یوسف، لهذا مطلب دا شو مصنف فرمائی زما استاد

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۲۸۸۲)، وقد أخرجه: سنن الدارمي /الأصاحي ۱۷ (۲۰۲۲) (صحيح)
(۱) صحيح البخاري /اليوم ۵ (۲۰۵۷)، الصيد ۲۱ (۵۵۰۷)، التوحيد ۱۳ (۷۳۹۸)، (تحفة الأشراف: ۱۶۹۵۰، ۱۷۱۸۱، ۱۹۰۲۹)، وقد أخرجه: سنن النسائي /الضحايا ۳۸ (۴۴۴۱)، سنن ابن ماجة /اللبنات ۴ (۳۱۷۴)، موطا امام مالك /الأصاحي ۱ (۷)، واللبنات ۱ (۱)، سنن الدارمي /الأصاحي ۱۴ (۲۰۱۹) (صحيح)

موسی د حماد او قعنبی د خپل استاد مالک نه د دې په سند کښې لفظ 'عن عائشة' نه دې ذکر کړې، بلکه صرف دریم اسناد یعنی یوسف بن موسی دا ذکر کړې دې، لهذا د دواړو روایت مرسل شو او دا دویم موصول.

مضمون د حدیث دا دې عائشة رضی الله عنها فرمائی بعض صحابه کرامو د رسول الله صلی الله علیه و آله نه تپوس او کړو چه بعض نوی مسلمانان مونږ ته د قربانی غوښه راوړی چه د هغې په باره کښې مونږ په دې باندې نه پوهیږو چه هغوی به په دې باندې د ذبح په وخت (بسم الله) وئیلې وه یا نه نو آیا مونږ دا خوړلې شو؟ رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائیل چه (بسم الله) لولئ او خوړئ یعنی کومه چه د خوراک مسنون طریقه ده چه د (بسم الله) وئیلو سره دې خوراک او کړې شی هغه کوه، یعنی ددې نوې مسلمانانو سره د حسن ظن معامله کولو سره هغه خوراک پکار دې، او دا مطلب ئې نه دې چه (تسمية عند الاكل) د (تسمية عند الذباح) قائم مقام جوړیږی. والحديث أخرجه البخاری والنسائی وابن ماجه قاله المنذرى.

باب فی العتيرة

د عتیرې (په رجب کښې د قربانی) بیان

فرع وعتيرة کښې بحث مع مذاهب ائمة

د عتیره ذکر په کتاب الضحایا کښې د ټولو نه اول حدیث کښې تیره شوې ده، او د دې راروان باب حواله هم، عتیره د هغه قربانی نوم دې چه په ابتداء د اسلام کښې چه کله په رومبئ عشره کښې خوړلې شوه کما تقدم فی اول الكتاب، امام ابوداؤد خو دلته صرف یو باب (عتیره باندې) باندې قائم کړې دې او امام بخاری رحمه الله په عتیره او فرع دواړو باندې خائله ابواب قائم کړې دی او په دواړو کښې د ابوهریره رضی الله عنه دا مرفوع روایت (لا فرع ولا عتيرة) ذکر فرمائیلې دې په روایاتو کښې د دواړو په باره کښې اختلاف دې نفی واثباتا، پس د کتاب په شروع کښې کومه چه په حدیث کښې تیره شوې ده په دې کښې چه د عتیره کوم جواز ذکر شوې دې او دلته حدیث الباب کښې د دې نفی مذکور دې، په صحیحینو کښې خو د دواړو نفی او عدم جواز ذکر شوې دې، خو د سنن روایات په دې کښې مختلف دی، پس د عتیره په باره کښې خو اوس اختلاف تیر شوې دې او د فرع دپاره د دې باب رومبئ حدیث کښې خو د دې اثبات مذکور دې (فی کل سائمة فرع) او د باب په دویم حدیث کښې د دې نفی ده (لا فرع ولا عتيرة) هم دغه شان وړاندې په باب العقیقة کښې یو حدیث را روان دې (والفرع حق) جمهور علما، او د ائمة ثلاثة په نزد خو دا دواړه منسوخ دی خو امام شافعی رحمه الله او د بعض نورو علما، کرامو په نزد دا دواړه هم مستحب دی لکه چه امام نووی رحمه الله د امام شافعی رحمه الله نه د دې د استحباب تصریح نقل کړې ده (۱).

دا مخکښې تیره شوه چه د جمهورو عمل خو حدیث د صحیحین (لا فرع ولا عتيرة) باندې دې او هغوی دا دواړه منسوخ منی او امام شافعی رحمه الله د اثبات او د نفی په روایتونو کښې

(۱) ولي هامش البذل: وعند الحنابلة لا یسن ولا یکره والمراد بالنفي عندهم نفي السنية كما جزم في الروض المربع

دفع د تعارض داسې کړې ده چه نفی ئې محمول کړې ده په نفی د وجوب باندې او د اثبات روایت په استحباب باندې.

د فرع په تفسیر کښې اقوال:

د دې نه پس خان داسې پوهه کړئ چه د عتيرة تفسیر خو پورته ذکر شو او د فرع په تفسیر کښې اقوال مختلف دی.

۱: د یو ځناور رومبې بچې (جوتهه) کومو لره به چه مشرکین د بتانو په نوم باندې ذبح کولو د خیر او برکت دپاره. او په شروع د اسلام کښې به دا د الله پاک په نوم باندې ذبح کولې شو. دویم فرق دا وو چه مشرکانو به د هغې د پیدائش نه پس په شروع کښې ذبح کولو او په شروع د اسلام کښې د لوئیدو نه پس لکه چه وړاندې د ابوداؤد په یو روایت مرفوعه کښې د دې ذکر راروان دې.

۲: په پوره رمه کښې چه کوم څاروې رومبې بچې راوړی، اگر که هغه فی نفسه د هغې رومبې نه وی. ۳: د انسان په ملک کښې بیزه وی یا اوبښ، د سلو عدد (۱) پوره کیدو نه پس چه کوم بچې پیدا شی. پ ۴: په هر پنځوس بیزو کښې یوه بیزه لکه چه په راروان حدیث «من کل خمسين شاة شاة»

[۲۸۳۰] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَحَدَّثَنَا نَعْرَبْنُ عَلِيٌّ، عَنْ بَشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ الْمَعْنَى، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّادُ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ: قَالَ نُبَيْشَةُ نَأْدَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا نَعْتَرُ عَتِيرَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ: "اذْجَعُوا إِلَيْهِ فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَيُرْوِ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَأَطِيعُوا، قَالَ: إِنَّا كُنَّا نَقْرَعُ قَرْعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فِي كُلِّ سَابِئَةٍ قَرْعٌ تُغْدُوهُ مَا شِيتَكَ حَتَّى إِذَا اسْتَحْمَلْتَ، قَالَ نَعْرَبُ: اسْتَحْمَلْتُ لِلْحَجِيجِ ذَبَحْتُهُ فَتَصَدَّقْتُ بِحَجِيهِ، قَالَ خَالِدٌ: أَحْسَبُهُ، قَالَ عَلَى ابْنِ السَّيْلِ: فَإِنْ ذَلِكَ خَيْرٌ، قَالَ خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قَلَابَةَ كَمْ السَّابِئَةُ قَالَ: مِائَةٌ.

د ابوالمليح نه روایت دې فرمائی چه نشي به او وئیل یوکس نبی ﷺ ته اواز اوکړو چه مونږ به د جهالیت په زمانه کښې عطبره کوله نو اوس زمونږ دپاره څه حکم دې؟ نبی ﷺ او فرمائیل دالله په نوم باندې ذبح کوئ اگر چه هره یوه میاشت وي او دالله تعالی فرمانبرداری کوی او غریبانو ته خوراک ورکوی، ددې نه پس دغه کس عرض اوکړو چه مونږ به د جاهلیت په زمانه کښې فرع کوله اوس زمونږ دپاره ددې متعلق څه حکم دې؟ نبی ﷺ او فرمائیل په هریو خریدونکي څاروی کښې یوه فرع وي کوم چه ستاسو څاروې په خلقو باندې خوروي کله چه هغه څاروې دوزن داوچتولو قابل شي یا تري اوبښ جوړ شي نو هغه ذبح کړئ اود هغه غوښه مسافرو ته په صدقه کښې ورکړئ خالد او وئیل دابتهره طریقه ده ما

۱: لکه چه وړاندې د راوی په کلام کښې راروان دی وکم السائمة ۴ قال متة او هم دغه شان په کتاب الطهارة کښې باب فی الاستئثار کښې چه کوم اوږد حدیث تیر شوې دې د هغې نه هم معلومیږي وډیه قوله صلي الله عليه وسلم لا تحسبن انا من اجلك ذبحناها، لنا غنم متة لا یزید ان تزید فاذا ولد الراعي بهمة ذبحنا مکانها شاة الحدیث (۱) سنن النسائي/الفرع والعتيرة ۱ (۴۲۳۳)، سنن ابن ماجه/اللبائح ۲ (۳۱۳۷)، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۸۶)، وقد أخرجه مسند احمد (۷۶، ۷۵/۵) (صحیح)

ابوقلابه ته اووئیل چه په خومره څاروو کښې داسې کول پکار دي؟ هغه اووئیل چه په سلو کښې. (فرع د څاروي اولني بچی وي کوم چه مشرکانو بتانوته د تقرب دپاره دهغوی په نوم ذبح کرو، او عتیره، دبتانو د تقرب دپاره دهغوی په نوم باندې درجب په اولنۍ عشره کښې د څاروي ذبح کولو ته وئیلې شي، په ابتداء اسلام کښې به مسلمانانو د اعمل کولو لیکن بیا منسوخ شو).

﴿ فی کل سائمة فرع تغذوه ما شیتک حتی إذا استحمل للحجیح ذبحته فتصدقت بلحمه ﴾

د فرع په باره کښې لکه چه مخکښې تیر شو چه د جاهلیت په زمانه کښې به په رومبۍ ورځ هغه بچی ذبح کولې شو. رسول الله ﷺ په دې حدیث کښې فرمائی چه فرع خو برحق ده خو په رومبۍ ورځ باندې د ذبح کولو خبره غلطه ده بلکه تاسو له دا پکار دی چه کله هغه ستاسو خپل څاروي دې نو هغه اوپالۍ او ساتنه ئې اوکړې، چه کله هغه لوئې شي او د سورلۍ قابل شي نو بیا هغې لره د ذبح کولو نه پس د هغه غوښه صدقه کړې، او هم د دې په شان هدایت د رسول الله ﷺ نه وړاندې په یو روایت کښې راروان دې (چه د هغې حواله پورته تیره شوه) ﴿ والفرع حق وان ترکوه حتی یكون بکرا شغزبا ابن محاض او ابن لبون الخ ﴾ د دې ترجمه دا ده: او دا خبره چه تاسو دا بچی پریرېدۍ تردې چه هغه ځوان شي او بیا هغه یوې غریبې ښځې ته ورکړې یا ئې په جهاد کښې استعمال کړې نو دا غوره ده د دې خبرې نه چه ته هغې لره د پیدا کیدو نه پس فوراً ذبح کړې او د هغې غوښه د هغې په څرمن او وینستو پاتې شي او ته د خپلو پیو لوښې نسکور کړې، او ته د هغې بچی مور ته تکلیف ورکړې. د پیو د لوښې د نسکور کولو مطلب دا دې چه کله د اوښې بچی په وړوکوالۍ کښې ذبح کړې شي نو بیا اوښه بغیر د خپل بچی نه پۍ څنگه ورکولې شي.

حدیث نبیة اخرجہ النسائی وابن ماجه وحديث ابی هريرة اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی

والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى.

[۲۸۳۱] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ، أَخْبَرَنَا سَفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا فَرْعَ وَلَا عَتِيرَةَ".

د ابو هريره رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلى دی په اسلام کښې نه فرع شته اونه عتیره. د فرع او عتیره وضاحت په تیرشوي حدیث کښې مذکور دي.

[۲۸۳۲] حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: الْفَرْعُ أَوَّلُ النَّتَاجِ كَانَ يُنْتَجَبُ لَهُمْ قَيْدٌ بِحَوْثِهِ.

د سعید بن المسیب نه روایت دې فرمائی چه فرع هغه بچی ته وئیلې شي کوم چه اول پیدا شي او خلقوبه دبتانو په نوم ذبح کولو.

۱: صحيح البخاري/العقيقة ٤ (٥٤٧٣)، صحيح مسلم/الأضاحي ٦ (١٩٧٦)، سنن الترمذي/الأضاحي ١٥ (١٥١٢)، سنن النسائي/الفرع والعتيرة (٤٢٢٧)، سنن ابن ماجه/الذبايح ٢ (٣١٦٨)، (تحفة الأشراف: ١٣١٢٧)، وقد أخرجه: مسند احمد (٢٣٩/٢، ٢٥٤، ٢٨٥)، سنن الدارمي/الأضاحي ٨ (٢٠٠٧) (صحيح)
 ۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ١٧٨٣٣) (صحيح)

[۲۸۳۳] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُلِّ خَمْسِينَ شَاةً شَاةً، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ بَعْضُهُمُ الْفَرَعُ أَوَّلَ مَا تُنْتَبِغُ الْإِبِلُ كَأَنَّا يُدْبَحُونَهُ لِيَطَوَّغِيَهُمْ ثُمَّ يَأْكُلُونَهُ، وَيُلْقَى جِلْدُهُ عَلَى الشَّجَرِ وَالْعَتِيرَةُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَجَبٍ.

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله مونږ ته حکم کړي ووجه په هرو پنځوسو گډو کښې به یوه گډه اداکوو. امام ابوداود وائی چه فرع داوښ اولني بچی ته وئيلي شي کوم چه به مشرکانود خپلو بتانو په نوم ذبحه کولو او بیاباه ئې خوړلو، او خرمن به ئې ورله په یوه ونه باندې وغوړوله او عتیره درجب دمياشتي په اولنئ عشره کښې وي.

باب فی العقیقة

د عقیقې د احکامو بیان

د صحیح بخاری عنوان « کتاب العقیقة » دې کوم چه هغوی د کتاب الاطعمة نه پس مستقلا ذکر کړې دې، د باب الفرع والعتيرة نه مخکښ، او په هغې کښې امام بخاری صرف دوه ابواب قائم کړې دي. « باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه وتحنيكه » او دویم باب « امانة الاذى عن الصبي في العقیقة » چه په هغې کښې ئې دا حدیث ذکر کړې دې « مع العلام عقیقة فاهريقوا عنه دما واميطوا عنه الاذى »

د عقیقې متعلق ضروري مباحث:

عقیقة د عق نه اخستلي شوې دې چه د هغې معنی د شق او د قطع ده، د عقیقې اطلاق د مولود د سر په وینستو باندې کیږي چه هغې لږه قطع کولې شي، او په هغه ذبیحه باندې هم عقیقه په هغه امورو کښې ده کوم چه په زمانه د جاهلیت کښې هم رائج وؤ خو هغه خلقو به دا کول چه د ذبیحې وینې به ئې د مولود په سر باندې مړلې، په اسلام کښې اصل عقیقه خو باقی پریخودلې شوه خو دویم خصلت یعنی « اللطخ بالدم » نه منع او کړې شوه او د هغې په ځانې زعفران استعمال کړې شو، دا مضمون د باب په آخری حدیث کښې را روان دې.

په اوجز کښې د کتاب العقیقة په شروع کښې لس بحثونه ذکر کړې شوې دي چه د هغې ذکر مجملا په حاشیة د لامع او « الابواب والتراجم » کښې راغلې دي. بحث اول خو په لغوی تحقیق کښې دې او دویم بحث د دې په حکم کښې چه د هغې خلاصه دا ده چه عقیقه د ظاهریه په نزد واجب ده وهو رواية عن احمد والحسن، او د شوافعو او حنابلة په نزد سنت موکده ده، او د امام مالک په نزد مستحب ده کما فی الموطاء وکلام الدردير، او د احنافو په دې باره کښې درې روایات دي، اول دا چه مستحب ده وهو المعروف فی فروعهم، دویم دا چه مباح ده، او دریم دا چه انها بدعة ونسب الی الامام، وانکر الانتساب العلامة العینی، د احنافو په نزد صحیح دا ده چه عقیقة مستحب ده خو د صاحب بدائع رائي د دې خلاف ده هغوی دې ته منسوخ او مکروه وئيلي ده، په موطاء کښې امام محمد رحمته الله هم نسخ لیکلې ده خو د هغه

(۱) تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۷۸۳۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۵۸/۱، ۲۵۱) (صحیح)

محشی په دې باندې تعقب کولو سره په هغې تفصیلی کلام کړې دې او په کتابونو د شوافعو کښې دا هم دی چه عقیقه د امت په حق کښې خو مستحب ده او د رسول الله ﷺ په حق کښې واجب.

(په عقیقه کښې په غلام او وینځه کښې فرق)

یو بحث په دې مباحثو کښې دا دې چه په عقیقه کښې د هلك او جینی حکم یوشان دې او که فرق دې؟ د جمهور او ائمه ثلاث رانې دا ده. لکه چه په حدیث الباب کښې وضاحت دې چه د هلك د طرف نه شاتین او د جینی د طرف نه صرف شاة واحدة، او د امام مالک رانې دا ده چه د دواړو دپاره یوه یوه بیزه ده پس هغوی په موطاء کښې د ابن عمر رضی الله عنهما دا عمل نقل کړې دې (انه كان يعق عن ولد بشاة بشاة للذكور والاناث) او په التعليق الممجد کښې دا دی چه د جمهور مسلک یعنی عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة د رسول الله ﷺ نه په ډیرو طرقو سره ثابت دې، خو د رسول الله ﷺ په فعل کښې روایات مختلف دی یعنی د حسنین رضی الله عنهما په باره کښې دواړه قسم روایتونه دی په بعض روایاتو کښې (کشا کشا) دې او په بعض کښې (کشین کشین) پس په ترمذی کښې دی چه (عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال عقی رسول الله ﷺ بشاة الحديث) قال ابو عیسی هذا حدیث حسن غریب، وفي البذل عن الحافظ، واحتج مالک بما جاء ان النبي ﷺ عقی عن الحسن والحسين كشا كشا ولا حجة فيه فقد اخرج ابو الشيخ عن ابن عباس رضي الله عنهما بلفظ كشين كشين آه... زه وایم هم دغه شان د کشینو والا روایت د ابن عباس رضی الله عنهما په نسائی کښې هم دې او په بعض کتابونو د مالکیانو کښې لکه ارشاد السالک کښې داسې دی (العقیقة ذبح شاة) او بیا وړاندې دی (والافضل عن الذكر بشاتین) یعنی اولی د هغوی په نزد هم دا ده چه د هلك د طرف نه شاتین او کړې شی او د ابن رشد مالکی میلان هم دې طرف ته دې لکه چه په اوجز کښې دی.

(عن ام کرز الکعبية رضي الله تعالى عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول عن الغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة)

مکافئتان وعن الجارية شاة

[۲۸۳۴] (١) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ غُرَيْرٍ وَبَنَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ، قَالَ: مُكَافِئَتَانِ أَوْ مُقَارِبَتَانِ.

دام کرز الکعبية نه روایت دې فرمائی چه د نبی ﷺ نه مې اوریدلی دی چه فرمائیل فیند هلك د طرف نه به دوه گدان یوشان عمروالا ذبحه کولی شي اود جینی د طرف نه به یوگد. ابوداود وائی چه داحمد نه مې اوریدلی دی چه وئیل ئې چه دمکافئتان نه مراد دادې چه یو دبل سره مساوي وي یا ورته نزدې وي.

امام ترمذی رضی الله عنه د دې حدیث نه پس فرمائی: (هذا حدیث حسن صحیح والعمل علیه.... وروی عن النبي ﷺ ایضا انه عقی عن الحسن بن علی رضي الله عنهما بشاة) آه

١: سنن الترمذی للأصاحي ١٧ (١٥١٦)، سنن النسائي للعقیقة ٢ (٤٢٢١)، سنن ابن ماجه للالبانج ١ (٣١٦٢)، تحفة الأشراف: ١٨٣٥٢، وقد أخرجه: مسند احمد (٤٢٢، ٣٨١/٦)، سنن الدارمي للأصاحي ٩ (٢٠٠٩) (صحیح)

شرح الحديث:

يعنى د هلك د طرف نه عقیقه دوه بیزي دي او د جینى د طرف نه یوه بیزه ده د «مکافتان» په شرح کښې مختلف اقوال دي، تقریبا درې اقوال دي ۱: داسې دوه بیزي چې خپل مینځ کښې په عمر کښې برابر وی په عمر کښې (واریه لوټې نه وې) حکاه المصنف عن الامام احمد ۲: داسې دوه بیزي چې برابر وی د هغه بیزو سره کومې چې په قربانۍ کښې کولې شی یعنى د عمر په اعتبار سره د هغې نه کم نه وی، قال الزمخشري ۳: داسې دوه بیزي چې برابر وی په اعتبار د ذبح یعنى چې دواړه یو ځانې ذبح کړې شی، دا نه چې یو مثلاً سحر ذبح کړی او دویم د مانېام په وخت روى ذلک زید بن اسلم هذا ما فهمت من الشروح. والحديث أخرجه النسائي قال الشيخ محمد عوامه.

[۲۸۳۵] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَمْرِ كُرْزٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اقْرَؤُوا الطَّيْرَ عَلَى مَكَانَتِهَا، قَالَتْ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: عَنْ الْعَلَامِ شَاتَانٍ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ أَذْكُرَانَاكَنْ أَمْرَانَا."

دام کرز الکعبیه نه روایت دي فرمائی چې د نبی ﷺ نه مې اوریدلی دی چې فرمائیل ئې مرغی دخپلو جالونه مه شړئ ام کرز وائی چې ما ترې داهم واوریدل چې دهلك دطرف نه به دوه گانو اورجینئ دطرف نه په یوگر عقیقه کولي شي، او په دې کښې باک نشته چې دواړه نران وي او که ښځې.

» عن ام کرز رضی الله تعالی عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول اقروا الطير على مكاناتها « مکانات لره خو طریقو سره ضبط کړې شوې دي په فتحې د میم او کسري د کاف سره، او د دواړو فتح، په دې صورت کښې د دې معنی لیکلې دي..... بیضه، په فتح د میم او په ضم د کاف سره د دې تفسیر کړې شوې دي په اماکن سره، لهذا په رومبی صورت کښې به د حدیث معنی وی چې مارغان د هغوی په هگو باندې ناستې ته پریږدئ او برقرار ئې اوسائئ او په دویم صورت کښې مارغانو لره ناست پریږدئ د هغوی په جالو کښ، اوس دا چې په دې سره غرض د رسول الله ﷺ څه دي... فقیل الغرض المنع عن زجر الطیر وتنفیرها من اماکنها اذلیه ایداء الحيوان، یعنی هسې بغیر د څه وجې نه مارغانو لره مه پریشانه کوئ د هغوی په چیرلو باندې، وقیل الغرض المنع عن الصيد لیل لان اللیل وقت راحتها، یعنی په شپه کښې دې د مارغانو ښکار اونکړې شی، شپه دهغوی د آرام وخت دي که ښکار کول وی نو په ورځ کښې کوئ، وقیل الغرض المنع عن الطیرة یعنی د ښه او بد فال ویستلو دپاره هغوی لره د هغوی د ځانې نه مه پاسوئ، «اذ لا طیرة فی الاسلام»

«لا یضرکم اذکراناکن ام انا» یعنى په دې کښې هیڅ باک نشته که هغه نران وی او که ښځې. والحديث عزاه المزى فى التحفة الى النسائي وابن ماجة قاله الشيخ محمد عوامه.

۱: سنن النسائي/العقیقه ۳ (۲۲۲، ۲۲۳)، سنن ابن ماجة/للذبايح ۱ (۳۱۶۲)، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۴۷)، وقد أخرجه: دي/الأصاحي ۹ (۲۰۱۱) (ضعيف)

[۲۸۳۶] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدٍ، عَنْ سَيَّاحِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَمْرِ كُرْزٍ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا هُوَ الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ سُفْيَانَ وَهُمْ.

دام کرز الکعبیة نه روایت دی فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلی دی: دهلك دطرف نه به دوه گدان پوشان عمروالا ذبحه کولي شي اودجینئ دطرف نه به یوگد. ابوداود وائی چه حدیث هم دا معتمد دي اودسفیان حدیث وهم دي.

قال ابوداؤد: هذا هو الحديث وحديث سفیان وهم.... د سفیان په روایت کښې د عبیدالله نه پس د عن ابیه زیادت دي کوم چه د حماد په روایت کښې نشته، مصنف هم د دي په باره کښې فرمائی چه دا زیادت وهم دي. والحديث اخرجه الترمذی مختصرا واخرجه النسائي بتمامه ومختصرا، واخرجه ابن ماجة مختصرا، قاله المنذرى.

[۲۸۳۷] (۲) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلْ غُلَامًا رَهِينَةً بِعَقِيقَتِهِ تَذْبِیحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدْمَى"، فَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا سَأَلَ عَنِ الدِّمْرِ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ قَالَ: إِذَا ذُبِحَتِ الْعَقِيقَةُ أَخَذْتَ مِنْهَا صُوفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهَا أَوْذَاجَهَا، ثُمَّ تَوَضَّعَ عَلَى يَافُورِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَسِيلَ عَلَى رَأْسِهِ مِثْلَ الْخِيطِ، ثُمَّ يُغْسَلُ رَأْسُهُ بَعْدَ وَيُحْلَقُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهُمْ مِنْ هَمَّامٍ وَيُدْمَى، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خُولِفَ هَمَّامٌ فِي هَذَا الْكَلَامِ وَهُوَ وَهُمْ مِنْ هَمَّامٍ، وَإِنَّمَا قَالُوا: يُسَمَّى، فَقَالَ هَمَّامٌ: يُدْمَى، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ يُؤْخَذُ بِهَذَا.

دسمره ^{عليه السلام} نه روایت دی چه رسول پاک فرمائیلی دی هر یو هلك خپلې عقیقې پورې کانه کړي شوي دي دپیدائش په نومه ورځ به دهغه دطرف نه ذبحه وکړي شي اوسرېبه ئې وخړیلي شي اودماشوم سربې دڅاروي په وینه گنده کړي شي، اودقتاده نه چه به کله تپوس وکړي شوددم په باره کښې چه څنگه کول پکار دي نوهغه به ورته وئیل: دڅاروي دذبح کولو په وخت کښې دڅاروي دورئ نه لږه راواخلي اودرگونوپه وینه به خوشته کړي اودماشوم په سرباندې به ئې کیږدي تردې چه دتارپه شان وینه بهیدل دماشوم په سرباندې شروع شي نویابه ئې سرووینخل شي اوددې نه پس به اوخړیل شي. ابوداود وائی چه د یدی لفظ دهمام وهم دي په اصل کښې دا لفظ ویسمی دي همام تري یدمی جوړ کړې دي ابوداود وائی چه په دي باندې دهیچا عمل نشته.

﴿كُلْ غُلَامًا رَهِينَةً بِعَقِيقَتِهِ تَذْبِیحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدْمَى﴾

شرح الحديث:

او د ترمذی په روایت کښې داسې دی، الغلام مرتهن بعقیقه، مرتهن د اسم مفعول صیغه ده په معنی د گانه.

۱: انظر حديث رقم: (۲۸۳۴)، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۴۷) (صحيح)
 ۲: سنن الترمذی للأصاحي ۲۳ (۱۵۲۲)، سنن النسائي للعقیقة ۴ (۴۲۲۵)، سنن ابن ماجة للذبايح ۱ (۳۱۶۵)، (تحفة الأشراف: ۴۵۸۱)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للعقیقة ۲ (۵۴۷۲)، مسند احمد (۷/۵، ۸، ۱۲، ۱۷، ۱۸، ۲۲)، سنن الدارمي للأصاحي ۹ (۲۰۱۲) (صحيح)

د دې حديث په شرح كښې څو اقوال دي:

۱. عقيقه د هر نومولود دپاره لازم او ضروري ده څنگه چه د مرهون څيز د مرتهن په لاس كښې پاتې كيدل ضروري دي، تشبيه په اعتبار د لزوم ده گويا مقصود تاكيد د عقيقې دې او په ظاهره د دې نه تائيد كيږي د قول وجوب كما ذهب اليه بعضهم.

۲. ماشوم د خپلو ويښتو په تكليف كښې گانډه يعنې مقيد او بند دې ترڅو چه هغه زائل نه كړې شي (لهذا) دا گنده ويښته د هغه نه زر زائله كول پكار دي بعض خلق په دې كښې ډيره سستې او تاخير كوي مونږ د خپلو بعض استاذانو نه د دې حديث په شرح كښې واوريدل چه د ماشوم عقيقه كولو سره بغير د تاخير د هغه مصيبتونه لرې كول پكار دي.

۳. د امام احمد رحمه الله نه نقل دي چه دا حديث د شفاعت په باره كښې دې چه كه د ماشوم د طرف نه عقيقه اونكړې شي او بيا هغه په وړوكوالی كښې مړ شي نو د خپل مور پلار په باره كښې شفاعت نه كوي (۱).

دا مخكښې تيره شوه چه د عقيقې اطلاق د ماشوم د سر په ويښتو او په قرباني دواړو باندې كيږي، په دې معاني كښې هم د بعض تعلق د ويښتو سره دې اود بعضو د ذبيحي سره.

عقيقه كښې د يوم السابع قيد:

وراندې په حديث كښې دي چه دا عقيقه دې په اوومه ورځ باندې ذبح كړې شي او هم دغه شان د سر ويښته هم په دې باندې امام ترمذي رحمه الله فرمائي چه غوره خو هم دا ده چه عقيقه دې په اوومه ورځ باندې او كړې شي او كه په اوومه ورځ باندې نه شي كولې نو بيا دې په څوارلسمه ورځ باندې او كړې شي.

او كه په دې كښې هم نه شي كولې نو بيا دې په يويشتمه ورځ او كړې شي، د وخت په دې تعيين كښې د فقهاء كرامو اختلاف دې د يوم السابع قيد د مالكيانو په نزد خو معتبر او ضروري دې د هغوی په نزد عقيقه د يوم السابع نه مخكښې معتبر نه ده او نه د هغې نه روستو معتبر ده او د هغوی نه دا هم نقل دي چه كوم ماشوم د اوومې ورځ نه مخكښې مړ شي د هغه عقيقه ساقط ده او د ابن وهب رحمه الله روايت د امام مالك نه دا دې چه كه په سابغ اول كښې عقيقه اونكړې شوه نو بيا دې په سبع ثاني كښې او كړې شي او په

(۱) زما په يو يادداشت كښې د دې حديث معاني داسې ملاؤ شوي. «كل غلام متر من بعقيقته».

۱. د عقيقه نه مراد ذبيحه بيزه وغيره چه ذبح كولې شي دا كناية ده د لزوم او وجوب نه د هر ماشوم دپاره عقيقه لازم ده څنگه چه د مرهون څي زد مرتهن په لاس كښې كيدل ضروري دي ترڅو پورې چه قرض نه وي ادا شوي.

۲. هر ماشوم د شيطان د تصرفاتو سره مقيد او ترلې شوي وي ترڅو چه د هغه عقيقه اونكړې شي نو گويا عقيقه په منزله د فديې ده د هغې د وجې نه هغه ماشوم د شيطان د تصرفاتو نه خلاصي بيا مومي. ۳. هر يو ماشوم د خپل مور پلار د سفارش نه بند وي ترڅو پورې چه د هغه مور پلار د هغه د طرف نه عقيقه كولو سره د هغه حق ادا نه كړي. دا تفسير امام احمد بن حنبل رحمه الله ته منسوب دي.

۴. د عقيقې نه مراد د ماشوم د سر ويښته دي، يعنې هر ماشوم د خپل سر د گنده ويښتو سره مقيد او ترلې شوي دي ترڅو پورې چه هغه ويښته د هغه نه زائل نه كړې شي لهذا عقيقه په خپل وخت كښې كول پكار دي په دې كښې روستو والي نه دي پكار.

دریم کښې هم څه باک نشته، کذا فی الفتح وکذا فی الدسوقي.

د حنابلہ په نزد دا قید ضروری نه دې، د هغوی په نزد قبل السابع هم جائز دس (کما فی نیل المآرب) وفي الروض المربع: ولا يعتبر الاسبوع بعد ذلك فيق في ای یوم اراد او د شوافعو مذهب په شرح اقناع کښې لیکلې شوې دې ویدخل وقته من الولادة ویسن یوم السابع، ویسقط بعد اکثر مدة النفاس وفيما بينهما تردد، او د احنافو مسلک لکه څه په جنتی کالی کښې دی څه د اوومې ورځ رعایت مستحب دې، اگر څه هر څومره ورځې تیرې شي، او د هغې صورت ئې داسې لیکلې دې څه کله د ماشوم عقیقه اوکړې شي د ولادة د ورځې نه یو ورځ مخکښې اوکړې شي. مثلاً که د ماشوم د پیدائش د جمعې په ورځ وی نو څه کله هم عقیقه کوی نو د جمعې نه یو ورځ مخکښې د زیارت په ورځ دې اوکړې شي. (من هاشم البذل)

(ویدمی فکان قتادة اذا سئل عن الدم كيف يصنع به قال اذا ذبحت العقيقة الخ)

حديث العقيقة كښې د لفظ يدمی تحقيق

په دې روايت کښې لفظ د (يدمی) راغلې دې د تدمية نه، څه اخستلې شوې دې د (دم) نه يعنی وينه اومرلې شي، د قتادة رضي الله عنه نه سوال اوکړې شو څه د دې څه صورت کيدل پکار دی نو هغوی اووې څه کومه بيزه ته ذبح کړی نو د هغې لږه شان وړئ دې واخلی او هغه وړئ دې د عقیقې د مړئ په رگونو باندې اولگوی او بيا دې دغه (مالوج) وړئ د ماشوم په تالو باندې اومړی تردې څه د هغې د سر نه د وينې څاڅکی اوبهیري او بيا دې د سر د وينځلو نه روستو د هغې حلق اوکړې شي.

[۲۸۳۸] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ غُلَامٍ مَدَّ هِيْنَةً بِعَقِيْقَتِهِ ثَدْبَعٌ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَمُحَلَّقٌ وَنُسَمَّى"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَنُسَمَّى أَصَحُّ كَذَا، قَالَ سَلَامُ بْنُ أَبِي مُطْعِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، وَابْنُ دُغْفَلٍ، وَأَشْعَثُ، عَنْ الْحَسَنِ قَالَ: وَنُسَمَّى، وَرَوَاهُ أَشْعَثُ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَنُسَمَّى.

دسمرة بن جندب رضي الله عنه نه روايت دې دي څه رسول پاكا فرمايلى دی هريو هلك خپلې عقیقې پورې گانړه کړي شوي دي دپیدائش په اومه ورځ به دهغه دطرف نه ذبحه کړي شي اوسر به ئې وخريلي شي اونوم به ورباندې کيخودلې شي. ابوداود وائی څه یسمي لفظ زیات درست دې اوهمدارنگي سلام بن ابی مطیع دقتاده په واسطه اوایاس بن دغفل او اشعث دحسن نه نقل کړی دی څه وئيلي ئې دي ویسي واشعث هم دحسن نه اوهغه دنبی صلی الله علیه و آله نه ویسمی لفظ نقل کړي دي.

وراندې په کتاب کښې دی مصنف فرمائی (ویدمی) لفظ د دې په روايت کښې د همام راوی وهم دې، پس د دې نه روستو والا روايت کښې څه هغې لږه روايت کونکي سعید دې په ځانې د همام په دې کښې د (يدمی) په ځانې (یسمی) دې. امام ابوداؤد رحمه الله فرمائی څه (یسمی) لفظ اصح دې.

(۱) نظر ماقبله، (تحفة الأشراف: ۴۵۸۱) (صحیح)

(یدمی) لره د همام په وهم وئیلو باندې حافظ دا اشکال کړې دې چه دې ته وهم وئیل څنگه صحیح کیدې شی ځکه چه وړاندې په روایت کښې خو دا موجود دی، همام وائی چه کله به زمونږ د استاذ نه د دم په باره کښې سوال کولې شو چه د اڅنگه اوکړې شی، نو په دې باندې به هغوی په دغه طریقه بیان فرمائیل، دا ټول خو په ضبط د همام باندې دلالت کوی نه د هغه په وهم باندې، مگر دا چه اوئیلې شی چه په اصل حدیث کښې خو (یسمی) وو خو د هغې نه روستو قتاده د اهل جاهلیت د دم ذکر او کړلو نو بیا د همام په سوال باندې هغوی د هغې طریقه اوښودله، خو همام باندې وهم راغلو چه هغوی د (یسمی) په ځانې د (یدمی) لفظ نقل کول شروع کړل، او بعض دا توجیه کړې چه دا منسوخ دې او یو توجیه د دې دا کړې شوې ده چه د دې نه مراد (یختن) دې چه ماشوم سنت کړې شی، خو د دې ټولو خبرو باوجود شراح لیکلې دی چه بعض علماء لکه ابن عمر، عطاء او قتاده رضی الله عنہم د استحباب تدمیه قائل وو. (والحدیث رواه الترمذی والنسائی وابن ماجه)

[۲۸۳۹] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَّابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضُّبِّيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَتُهُ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى".

سلمان بن عامر رضی الله عنه نه روایت دې چه رسول پاكا فرمائیلی دی دهلك په پیدا کیدوسره عقیقه کول مسنون دي تاسود هلك د طرف نه وینه توي کړئ او گندگی لرې کړئ.

[۲۸۴۰] (۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ، عَنْ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِمَاطَةُ الْأَذَى حَلْقُ الرَّأْسِ.

د حسن رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه داماطة الاذي نه مراد سرخربل دي.

[۲۸۴۱] (۳) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا.

ابن عباس رضی الله عنہ نه روایت دې چه نبی صلی الله علیه و آله د حسن او حسین د طرف نه په یویو گوډ باندې عقیقه کړې وه.

(عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان رسول الله صلی الله علیه و آله عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا) د دې حدیث په بعض طرقو کښې (کبشین کبشین) دې لکه چه مخکښې ذکر شو. والحدیث اخرجہ النسائی، قاله العنذری.

(۱) صحیح البخاری/العقیقة ۲ (۵۴۷۱)، سنن الترمذی/الأضاحی ۱۷ (۱۵۱۵)، سنن النسائی/العقیقة ۱ (۴۲۱۹)، سنن ابن ماجه/الذبائح ۱ (۳۱۶۴)، (تحفة الأشراف: ۴۴۸۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۱۷، ۱۸، ۲۱۴)، سنن الدارمی/الأضاحی ۹ (۲۰۱۰) (صحیح)

(۲) تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۵۵۶) (صحیح)

(۳) تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۰۱۱)، وقد أخرجه: سنن النسائی/العقیقة ۳ (۴۲۲۴) (صحیح) لکن فی رواية النسائی: «کبشین کبشین»، وهو الأصح

[۲۸۴۲] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرِو، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ أَرَاهُ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ: "لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْعُقُوقَ"، كَأَنَّهُ كَرِهَ الْإِسْمَ وَقَالَ: مَنْ وَلَدَ لَهُ وَلَدًا فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً، وَسَبَّلَ عَنِ الْفَرَعِ قَالَ: وَالْفَرَعُ حَقٌّ وَأَنْ تَتْرُكَهُ حَتَّى يَكُونَ بَكَرًا شَفَرًا ابْنُ فَخَّازٍ، أَوْ ابْنُ لَبُونٍ فَتَغْطِيَهُ أَرْمَلَةٌ أَوْ تَحْمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْزَقَ لَحْمُهُ بِوَبْرَةٍ، وَتَكْفَى إِنْ أَعَاكَ وَتَوَلَّاهُ نَاقَتَكَ.

عمرو بن شعيب دخپل پلار نه اوهغه غالباً دده دنيکه نه روايت کوي فرمائي چه دني عليه السلام نه دعقيقي په باره کښې تپوس وکړي شونو اوښي فرمائيل: دالله تعالی عقوق خوښ نه وي، زما خيال دې چه دانوم ئې خوښ نه شو اوبيا ئې اوفرمائيل دچاچه بچې پيدا شي اوهغه دخپل بچې دطرف نه قرباني کول غواړي نودهک دطرف نه دې دوه چيلی ذبح کړي اودجينی دطرف نه دې يوه چيلی ذبح کړي بيا ترې دفرع متعلق تپوس اوکړې شو نووښي فرمائيل فرع حق ده که چرې تاسو داپريږدئ تردې چه هغه اوښ ديوکال شي ياد دوو کالوشي اوبيا دغه اوښ غريبانانو اوکوندو ته ورکړئ پاتې دجهاد دپاره صدقه کړئ نوهغه ددې نه بهترده چه تاسو دده دپيدائش نه پس دې ذبح کړئ اودده غوښه دده په وړې پورې انختلي وي (يعنی کمه وي اوخپل لوښي اولته کړئ اودده مورليونئ کړئ.

» عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَبَّلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْعُقُوقَ «

شرح الحديث:

يعنی د رسول الله ﷺ نه د عقيقي په باره کښې تپوس اوکړې شو نو هغوی اوفرمائيل الله پاک عقوق لره نه خوښوي، عقيقه او عقوق دواړه د يو اصل طرف ته راجع دي يعنی عق چه دهغې معنی د عق او د شق دي او هم د دې نه اخستلې شوې دې عقوق الوالدين، وړاندې په روايت کښې دي د راوی کلام چه کيدې شی ستاسو دا نوم خوښ نه وي، د راوی دا خيال صحيح دې ځکه چه هم په هغه حديث کښې د دې نه پس رسول الله ﷺ د عقيقي حکم فرمائي خو د عقيقي په لفظ سره نه بلکه په لفظ د نسک سره، لهذا په دې کښې اشاره شوه دې طرف ته چه د عقيقي په ځانې دې نسيکه يا يو بل لفظ سره تعبير اوکړې شی. کوم خلق چه د عقيقي د استحباب قائل نه دي بلکه دا مکروه گنړی هغوی د دې روايت نه هم استدلال کړې دې خو دا استدلال ضعيف دي، بيا وړاندې په حديث کښې د فرع په باره کښې سوال او جواب دې چه د هغې شرح په «باب العتيرة» کښې تيره شوې ده، په هغې کښې يو لفظ «شغريا» دې د دې په باره کښې د شارحانو تحقيق دا دې چه دا لفظ مصحف دې او صحيح زخزبا دې اي غليظا قويا، هم دغه شان په دې کښې يو لفظ دا دې «وتوله نافتك» دا توله د وله نه ماخوځ دې وهو ذهاب العقل لاجل فقدان الولد... يعنی د بچي د مړ کيدو د وجې نه د هغه د مورليونئ کيدل.

والحديث اخرجه النسائي قاله المنذرى.

۱: سنن النسائي للعقيقة ۱ (۴۲۱۷)، (تحفة الأشراف: ۱۹۱۶۹، ۸۷۰۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۸۲/۲، ۱۸۳، ۱۹۴) (حسن)

[۲۸۴۳] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلَدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَنَخْلِقُ رَأْسَهُ وَنَلَطُخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

د عبد الله بن بريده رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه دابو بريده نه مي اوریدلی دی چه وئیل ني کله چه به دجاهليت په زمانه کښې په مونږ کښې ديوکس خوښي اوشو نوچيلی به ني ذبح کړله او د ماشوم سر به ني ددي په وينه باندې ګنده کړو خوهرکله چه الله تعالی اسلام راوستلو نومونږ به چيلی حلال کړو اود ماشوم سر به مو وخرلو او زعفران به مو پرې ولګول **﴿ سمعت ابي بريدة يقول كنا في الجاهلية اذا ولد لاحدنا غلام الخ ﴾**

بريدة رضي الله عنه په ترکیب کښې بدل واقع شوې دي د **﴿ ابي ﴾** نه يعنی عبد الله بن بريده فرمائی چه ما د خپل والد صاحب بريده نه واوریدل د دي روایت مضمون په شروع کښې تیر شو.

کتاب الصيد

د ښکار د احکامو بيان

کذا في بعض النسخ او مونږ سره چه کومه نسخه هندیه ده په هغې کښې دي **﴿ آخر الاضاحي، اول الصيد ﴾**

باب في اتخاذ الكلب للصيد وغيره

د ښکار وغیره دپاره د سپي ساتلو بيان

﴿ من اتخذ كلبا الا كلب ماشية او صيد او زرع انتقص من اجره كل يوم قيراط ﴾

[۲۸۴۴] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلُّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ".

دابو هريره رضي الله عنه نه روایت دي چه نبي صلي الله عليه وسلم فرمائیلى دی څوك چه سپي وساتي علاوه دهغه سپي نه چه دڅاروو دنگهباني دپاره وي يادښکار دپاره يادز مېداري دپاره وي، نودده داجرته به هره ورځ ديو قيراط په مقدار باندې اجر کمولي شي.

د حديث نه معلومه شوه چه د ښکار دپاره سپي پالل او بيا د هغې په ذريعه ښکار کول جائز دی. د ترجمه الباب نه د مصنف غرض هم دا دي، مسئله اجماعی ده خپله په قرآن کریم کښې موجود ده، **﴿ يسئلونک ماذا احل لهم قل احل لكم الطيبات وما علمتم من الجوارح مکلبين آلاية ﴾** په دي حديث کښې دا دی چه څوک د امور ثلاثه مذکوره فی الحديث نه علاوه په بل غرض سره سپي اوساتي نو هره ورځ به د هغه د ثواب نه يو قيراط کمولي شي.

۱: تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۶۶) (حسن صحیح)

۲: صحیح مسلم بالمساقاة ۱۰ (۱۵۷۵)، سنن الترمذي بالصید ۴ (۱۴۹۰)، سنن النسائي بالصید ۱۴ (۱۲۹۴)، (تحفة الأشراف: ۱۵۲۷۱، ۱۵۳۹۰)، وقد أخرجه: صحیح البخاري بالحرف ۳ (۲۳۲۳)، وبدء الخلق ۱۷ (۳۳۲۴)، سنن ابن ماجه بالصید ۲ (۳۲۰۴)، مسند احمد (۲/۲۶۷، ۳۴۵) (صحیح) وليس عند (خ) «أوصيد» إلا معلقاً

د قيراط او قيراطان د اختلاف توجیه:

په دې روايت كښې قيراط په صيغه د مفرد دې، او د دې حديث په دويم طريق كښې يعنې (من طريق الزهري عن سعيد بن المسيب) چه د مسلم په روايت كښې دې په هغې كښې د قيراط په ځانې قيراطان دې، په دې باره كښې په بدل كښې داسې دې واختلفوا في اختلاف الروايتين في القيراطين والقيراط فليل الحكم للزائد لكونه حفظ مالم يحفظه الآخر.... يعنې د زيادت والا روايت راجح دې. يا دې داسې اوښلې شي چه په شروع كښې رسول الله ﷺ د يو قيراط په باره كښې او فرمايل وعيد لره د سپكولو دپاره بيا نې د نفرت د موكد كولو دپاره دوه قيراط او فرمايل خو يو رواي صرف د يو قيراط والا روايت واوريدلو او دويم راوي د قيراطين والا لفظ واوريدو، فكل روى بما سمع (۳) كلاب مختلف وي قليل الضرر او كثير الضرر، په اول كښې د يو قيراط نقصان او په دويم كښې د دوه قيراطو نقصان ۴ د قيراطان والا روايت په مدينه طيبه باندې محمول دې او د قيراط والا روايت په غير مدينه باندې وغير ذلك من التوجيهات.

والحديث اخرجه مسلم والترمذى والنسائى قاله المنذرى.

[۲۸۴۵] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْلَا أَنَّ الْكَلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَأَقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَيْهَمَ".

د عبدالله بن مغفل رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه نبی ﷺ فرمايلی دی که چرې داسې نه و چه سپي هم يو مخلوق دې يعنې دوی هم دالله په عالم كښې يو عالم دې نو مابه خامخا ددوی دقتل كولو حكم كړې وو اوس تاسوپه سپو كښې خالص تور رنگ والاسپي وژنئ.

(عن عبدالله بن مغفل رضي الله عنه.... لولا ان الكلاب امة من الامم لامرت بقتلها الخ)

شرح الحديث:

په شروع كښې رسول الله ﷺ د سپو په باره كښې شدت اختيار او فرمايلو او د ټولو د قتل كولو حكم ئې وركړو پس د دې نه روستو رواياتو كښې راځي جابر رضي الله عنه فرمائي تر دې چه كه د باندو نه راتلونكو زنانو سره به هم سپي وو نو مونږ به هغه هم قتل كولې بيا روستو د رسول الله ﷺ په حكم كښې بدلون راغلو او د مخكښې حكم نه ئې منع او فرمايله او دا ئې او فرمايل چه سپي هم د مخلوقاتو يو نوع ده نو اول خود مخلوق پوره نوع قتلول د انسان د وس خبره نه ده، او دويم دا چه د الله پاك د هر مخلوق په پيدا كولو كښې مصلحت وي په دې وجه هم ټولو لره قتل كولو مناسب نه دی خو په دې كښې چه كوم يو ډير زيات شرير او خبيث وي يعنې كلب اسود هغه قتل كوي امام نووي رحمه الله فرمائي چه د كلب عقور په قتل باندې د

(۱) خو دا جواب به هله صحيح وي چه د حديث راوي بيل بيل وي نو چه كله صحابي يو دې بيا به دا جواب صحيح نه وي او دا هم ده چه د سپي په سلسله كښې رومي خو تشديد زيات كړې شوي وو روستو آسان كړې شوي وو)

(۲) سنن الترمذي/المصيد ۳ (۱۴۸۶)، سنن النسائي/المصيد ۱۰ (۱۳۸۵)، سنن ابن ماجه/المصيد ۲ (۳۲۰۵)، (تحفة الأشراف: ۹۶۴۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۸۶، ۸۵/۴، ۵۴/۵، ۵۶، ۵۷)، دي/المصيد ۲ (۲۰۴۹) (صحيح)

تولو علماء کرامو اتفاق دې خو چه کوم سپې بې ضرره وی د هغې په قتل کښې اختلاف دې
د امام الحرمین رائې دا ده چه د شریعت استقرار د قتل په منسوخ کیدو باندې شوې دې
اوس د هیڅ یو سپې قتل جائز نه دې تر دې چه د اسود بهیم قتل هم جائز نه دې خو په دې
رائې باندې ملا علی قاری ته انشراح نشته هغوی فرمائی چه دا دلیل ته محتاج دې. (بذل)
والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجة قاله المنذری.

[۲۸۴۶] (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّىٰ إِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَقْدُمُ مِنَ الْبَادِيَةِ يَعْنِي بِالْكَلْبِ فَتَقْتُلُهُ، ثُمَّ تَهَانَا عَنْ قَتْلِهَا، وَقَالَ: "عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ".

د جابر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله حکم کړې وو دوژلو د سپو باندې تردې پورې
چه پوښځې به د څنگل نه ځان سره سپې راوستو نومونږ به سپې وژلو بیانیې صلی الله علیه و آله د سپو
دوژلو نه منع او فرمائیلې او وئې فرمائیل چه صرف تک تور سپې وژئ.

بَابُ فِي الصَّيْدِ

د ښکار کولو بیان

صید کله د مصید په معنی استعمالیږي او کله په معنی مصدری کښ، دلته هم دا
مراد دې، یعنی کلب معلم او د غشي لینده وغیره په ذریعه د ښکار کولو په بیان کښ.
د ذکاة دوه قسمونه اختیاری او اضطراری:

په دې ځان پوهول پکار دی چه د ذکاة شرعا دوه قسمونه دی اختیاری او اضطراری.
اختیاری د حیوان مقبوض او مانوس دپاره وی، او اضطراری د غیر مقبوض او غیر
مانوس څاروی دپاره لکه ښکار، او لکه چه د دې نه مخکښې هم تیره شوه چه ذکاة
اختیاری خو خاص دې د لبه او حلق سره او ذکاة اضطراری نوم دې د مطلق جرح دپاره که
هغه په هر ځانې کښې وی د بدن نه او د جرح نه مراد د وینې بهیدل دی.

د دې تمهید نه پس اوس په دې باندې ځان پوهه کړئ چه ذکاة اضطراری چه په
کومو آلاتو باندې کیږي هغه درې دی. الحيوان الجارح، المحدد یعنی هر تیره څیز لکه
غشي، المثل كالحجر والخشب، په دې کښې چه کوم رومبی دوه څیزونه دی په هغې
باندې د څلور وارو امامانو په نزد ښکار کول جائز دی او دریم څیز..... یعنی مثل د دې
په ذریعه ښکار کول د ائمه اربعه او جمهورو په نزد جائز نه دی، خو د بعض علماء شام لکه
مکحول او اوزاعی رضي الله عنه په نزد جائز دی، هم په دې وجه د هغوی په نزد صید معراض او هم
دغه شان صید بندقه (یعنی د ټوپک ښکار) جائز دې. (سبل السلام)

بیا د دې نه پس ځان پوهول غواړي چه که ذکاة اضطراری د حیوان جارح په ذریعه
وی نو په هغې کښې شرط دا دې چه هغه جارح معلم وی، او دا امر متفق علیه دې الله پاک
فرمائی: ﴿وما علمتم من الجوارح مكلين﴾ او علامت د تعلیم په سپې کښې د دوه خبرو بیا

مونډل دی اول «امساک علی صاحبه» یعنی عدم الاکل چه هغه سپې د ښکار نه هیڅ او نه خوری او دویم خیز دا دې چه کله د ښکار طرف ته هغه پریخودلې شی نو فوراً هغه طرف ته لاړ شی، او کله چه راوغوښتلې شی او منع کړې شی نو منع شی دا د درې امامانو مسلک دې او د امام مالک په نزد د تعلیم کلب دپاره امساک علی صاحبه ضروری نه دې، صرف د امر ثانی بیا مونډل کافی دی، او علامت د تعلیم د طیر په شان د بازی وغیره کښې دا دې چه کله هم هغه راوبللې شی نو فوراً راشی، او دلته امساک بالاتفاق ضروری نه دې. (بذل)
د ذکاة اضطراری شرطونه بالتفصیل په (بذل) کښې ذکر دی هلته دې اوکتلې شی.

په تسمیة عند الذبح وعند الارسال کښې اختلاف دأئمة:

او په دې هم ځان پوهه کول پکار دی چه دا ارسال کلب د ښکار په وخت او هم داسې غشې چلول په منزله د چرې چلولو دی د ذبح په وخت کښې په دې وجه ارسال او رمی سهم په وخت تسمیة ضروری ده لکه چه په احادیث الباب کښې مصرح ده، (وفی الهدایة ۴ / ۱۶۸) واذا ارسل کلبه المعلم او بازیه و ذکر اسم الله تعالی عند ارساله فاخذ الصيد وجرحه فما حل اكله لما روينا من حدیث عدی رضی الله عنه ولان الکلب او البازی آله والذبح لا يحصل بمجرد الآلة الا بالاستعمال، وذلك فیهما بالارسال فنزل (الارسال) منزلة الرمی وامرار السکین فلا بد من التسمیة عنده ولو ترکه ناسیا حل ایضا آه د نورو امامانو په دې کښې اختلاف هم دې او هغه دا دې لکه چه د (بذل) په حاشیه باندې دی واختلف نقلة المذاهب فیہ، والصحیح من مذاهبهم ان ترک التسمیة عمدا لا يجوز عندنا وعند مالک ويجوز ان کان ترک سهوا فالتسمیة شرط عند الذکر وعند الشافعی يجوز مطلقا فی السهو والعمد فهی سنة عنده واما احمد فانه فرق بین الصيد والذیحة ففی الذیحة هو معنا و فی الصيد لا يجوز مطلقا (من الاوجز)

[۲۸۴۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَيَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَيُتَمَسِّكُ عَلَيَّ أَفَأَكُلُ، قَالَ: "إِذَا أُرْسِلَتْ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ، قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَنْ، قَالَ: وَإِنْ قَتَلَنْ مَا لَمْ يَشْرُكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا، قُلْتُ: أُرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَأَصِيبُ أَفَأَكُلُ، قَالَ: إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَصَابَ فَخَرَّقْ فُكُلٌ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرَضٍ فَلَا تَأْكُلْ."

دعدي بن حاتم رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه دښې عليه السلام نه مې تپوس اوکړو ماووئیل زه په ښکار پسې داسې سپې لېږم چه تعلیم ورته ورکړې شوې وي هغه په خوله کښې نیولې وي اوماته ئې راوړي ایازه داخوړلې شم نبی عليه السلام ورته اوفرمائیل کله چه ته تعلیم یافته سپې اولیږي اودالله نوم یاد کړي نوخوره هر هغه شی چه هغه ئې تاته راوړي ماووئیل که هغه ئې

۱. صحیح البخاري للوضوء ۲۳ (۱۷۵)، والبیوع ۳ (۲۰۵۴)، والصيد ۱ (۵۴۷۵)، ۲ (۵۴۷۶)، ۳ (۵۴۷۷)، ۷ (۵۴۸۳)، ۹ (۵۴۸۴)، ۱۰ (۵۴۸۵)، صحیح مسلم للصيد ۱ (۱۹۲۹)، سنن الترمذي للصيد ۱ (۱۴۶۵)، ۳ (۱۴۶۷)، ۴ (۱۴۶۸)، ۵ (۱۴۷۹)، ۶ (۱۴۷۰)، ۷ (۱۴۷۱)، سنن النسائي للصيد ۱ (۴۲۷۴)، ۲ (۴۲۷۵)، ۳ (۴۲۷۰)، ۸ (۴۲۸۵)، ۲۱ (۴۳۱۷)، سنن ابن ماجه للصيد ۳ (۳۲۰۸)، ۵ (۳۲۱۲)، ۶ (۳۲۱۳)، ۷ (۳۲۱۵)، (تحفة الأشراف: ۲۰۴۵، ۹۸۵۵، ۹۸۷۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰)، سنن الدارمي للصيد ۱ (۲۰۴۵) (صحیح)

مړ کړې وي نووې فرمائیل اگر که مړ کړې وي ترخوچه غیر بنسکاري سپې ورسره شریک شوې نه وي، عدي وائی چه ماییاتپوس او کړو زه په غشي باندې بنسکارولم نوایا داحلال دې نبی ﷺ او فرمائیل کله چه ته په غشي بنسکار اولي اودالله نوم دي پرې یاد کړې وي او په هغې اولرې اوشلیدلی وي او په تیرو لگیدلې وي نو هغه خوره او که په تیرونه وي لگیدلې نومه ئې خوره.

«عن عدي بن حاتم رضي الله تعالى عنه قال سالت النبي ﷺ فكل مما امسكن عليك»

د تعلیم کلب په باره کښې د جمهورو او امام مالک ﷺ د لیل:

دا حدیث د ائمه ثلاثه دلیل دي چه د کلب معلم په ذریعه بنسکار کولو کښې عدم اکل ضروری دي، او دا روایت د مالکیانو خلاف دي د امام مالک ﷺ استدلال د راروان حدیث نه دي چه د ابو ثعلبة الخشني ﷺ دي چه په هغې کښې داسې دي «اذا ارسلت کلبک و ذکرک اسم الله تعالى فكل وان اكل منه» امام نووی ﷺ په شرح د مسلم کښې فرمائی چه جمهور علماء کرامو د عدي بن حاتم ﷺ حدیث مقدم ساتلې دي د ابو ثعلبة ﷺ په حدیث باندې، ځکه چه د عدي ﷺ د دي نه اصح دي (متفق علیه) او بعض علماء کرامو د ابو ثعلبة ﷺ د حدیث داسې تاویل کړې دي چه دلته د خوراک نه مراد عین د بنسکار په وخت د هغه سپې خوراک مراد نه دي بلکه مراد دا دي چه په شروع کښې هغه سپې هغه بنسکار لره د وژلو نه فارغ شو او بیا ئې چه روستو هغه بنسکار هلته بیاموندو نو هغه وخت ئې د هغې نه خوراک شروع کړو، پس د هغه دا خوراک بد نه دي.

«قلت ارمی بالمعراض فاصيب افاكل» الخ... د معراض په تفسیر کښې اختلاف دي، ابن التین فرمائی یعنی هغه عصا چه د هغې په سوکه کښې تیره خیز لگیدلې وی اوسپنه وغیره، او امام نووی ﷺ فرمائی هغه یو دروند لرگې وی، یا همساء چه د هغې په سوکه باندې تیره خیز لگیدلې وی، او کله ساده وی بغیر د تیره سوکې نه، زه وائم چه د دي مثال په نیزه «سوکې والا همسا» سره هم ورکولې شی هغه هم یو همسا وی چه د هغې په سوکه باندې تیره اوسپنه لگیدلې وی، بهر حال په حدیث کښې دا دی چه که په معراض سره بنسکار او کړې شی نو که بنسکاره لره د هغې تیره ځانې لگیدو سره زخمی شی او په هغې کښې نفوذ او کړی نو بیا هغه بنسکار حلال دي هغه خورلې کیدې شی، او که هغه معراض په پلن والی په هغه بنسکار باندې لگیدلې دي نو حرام دي، د هغې خوراک جائز نه دي، ځکه چه په دي صورت کښې به هغه وقید وی، الله پاک فرمائی «والمحنقة والموقودة والمتردية» او موقود هغه بنسکار ته وئیلې شی چه په مثقل او بغیر سوکه (پس خیز) باندې اووژلې شی.

د ټوپک بنسکار او په هغې کښې اختلاف:

جمهور د صید بالندقه په حرمت باندې د دي حدیث نه استدلال کړې دي او په دي کښې د اوزاعی او مکحول وغیره اختلاف دي لکه چه مخکښې تیر شو. لهذا دا حدیث د هغوی خلاف دي.

هغه: دا عدي بن حاتم ﷺ د حدیث راوی د مشهور سخی حاتم طائی خوئي دي، دا په

معمرينو کښې دې، د هغوی په باره کښې لیکلې شوې دي چه هغوی د یو سل او اتیا کالو عمر بیا موندلې دې، هغوی د خپل خان په باره کښې فرمائی چه د کله نه زه په اسلام کښې داخل شوې یم د هغه وخت نه اوسه پورې د یو مونځ اقامت هم نه دې شوې مگر دا چه زه به هغه وخت په اودس کښې اوم (تهذيب التهذيب)

والحدیث أخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجه وقاله المنذری

[۲۸۴۸] (۱) حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، عَنْ يَيَانَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: إِنَّا نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ، فَقَالَ لِي: "إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمَعْلَمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ، وَإِنْ قَتَلَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ."

د عدي بن حاتم نه روایت دې فرمائی چه د نبی ﷺ نه مې تپوس او کړوچه مونږ په دې سپوږمکي ښکار کوو ماته ئې او فرمائیل کله چه خپل پوهه کړې شوې سېې اولیري اود الله نوم ورباندې واخلي نوڅه چه درته هغه ساتلي راوړي نوخوره ئې اگرکه مړ وي مگر ترخوچه سېې پخپله نه وی خوړلې او که چرې سېې ترې خوړلې وي نو بیا ئې مه خوره ځکه چه په دې کښې دا احتمال دې چه دا ښکار به دي سېې دخپل خان دپاره کړې وي

(عن عامر عن عدي بن حاتم رضي الله تعالى عنه قال : سألت رسول الله ﷺ الخ)

د صحيح مسلم د یو حدیث د جملې تشریح

د عدي بن حاتم رضی الله عنه دا حدیث کوم لره چه د هغه نه روایت کونکي عامر شعبي دې په ډیرو طرقو سره په صحيح مسلم او نسائی کښې هم دې او په دې روایاتو کښې صحيح مسلم او نسائی کښې یو روایت داسې دې: (حدثنا الشعبي قال سمعت عدي بن حاتم وكان لنا جارا و دخيلا و ربطا بالنهرين..... انه سال النبي ﷺ الحديث) په دې کښې د جار او د دخيل معنى خو ښکاره دى جار گاونډى او دخيل هغه انسان چه د چا سره خصوص تعلق ساتى او د هغه په امورو کښې د دې معاون او مشير وى، خو د ربط په باره کښې امام نووى داسې ليکلى دى: (والربط ههنا بمعنى المرباط وهو الملازم والرباط الملازمة، قالوا والمراد هنا ربط نفسه على العباداة وعن الدنيا) آه او قاضى عياض رحمه الله په خپله شرح کښې د ربط صرف رومبى معنى ليکلى ده او هم په هغې ئې اکتفاء کړې ده. پس په هغې کښې دى (والربط هنا المرباط الملازم من الرباط) آه په ظاهر کښې امام نووى رحمه الله هم دا معنى اختيار کړې ده پس هغوى رومبى دې معنى لره ليکلو سره نورې معنى چه ليکلى دى هغه ئې (قالوا) سره ليکلى دى يعنى د بعضو شارحانورائې دا ده، مرابط وائى په سرحد باندې څو کى کونکى ته لکه چه په کتابونو د احاديثو کښې دى او مشهوره ده، او نورې معنى کوم چه امام نووى رحمه الله ليکلى دى د هغې حاصل. يعنى هغه انسان چه زاهد او منقطع عن الدنيا وى، او هر وخت په عبادت کښې

۱: صحيح البخاري/الصعيد ۷ (۵۴۸۳)، ۱۰ (۵۴۸۷)، صحيح مسلم/الصعيد ۱ (۱۹۲۹)، سنن ابن ماجه/الصعيد ۳ (۳۲۰۸)، تحفة الأشراف: ۹۸۵۵، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۵۸/۴، ۳۷۷) (صحيح)

مشغول اوسېږي، خو د دې معنی د دخیل سره هیڅ جوړ نه پاتې کېږي. او د دې زیبطا بالنهرین تعلق، والله اعلم.... په ظاهره د سمعت نه دې یعنی شعبی رحمه الله فرماني چه ما دا حدیث د عدی بن اتم نه چه زمونږ ګاونډی او دخیل وو هغه وخت واوریدو چه کله هغه په مقام د نهرین باندې مرابط وو. (۱) یعنی څوکی ئې کوله او کیدې شی چه مطلق د هغوی صفت بیانول مقصود وی د جار او دخیل په شان، او نهرین ظاهره هم دا ده چه دا د یو ځانې نوم دې چه د هغې وضاحت خو تر اوسه پورې یو ځانې کښې هم نه دې ملاؤ شوې خو په معجم البلدان کښې د تهران نوم راغلې دې چه د هغې په باره کښې هغوی لیکي ﴿من قرى اليمن من ناحية ذمار﴾ آه کیدې شی چه په روایت کښې د نهرین نه مراد هم دا وی والله اعلم

[۲۸۴۹] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَوَجَدْتَهُ مِنَ الْغَدَى، وَلَمْ تَجِدْهُ فِي مَاءٍ وَلَا فِيهِ أَثَرُ غَيْرِ سَهْمِكَ فَكُلْ، وَإِذَا اخْتَلَطَ بِكَلَابِكَ كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ لَا تَدْرِي لَعَلَّهُ قَتَلَهُ الَّذِي لَيْسَ مِنْهَا".

د عدی بن حاتم رحمه الله نه روایت دې فرماني چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلي دی کله چه خپل غشی اولي اودالله نوم واخلي اوبنکار صبا پیدا کړي او په اوبو کښې نه وی پریوتلې اودغشي نه علاوه دبل زخم نښه هم په کښې نه وی نو هغه خوره خو کله چه ستادسپي سره بل سپي په کښې شریک شوې وي نوته هغه مه خوره ځکه چه تاته پته نشته کیدې شي چه دابنکار دغه بل سپي وژلی وي.

﴿اذا رميت سهمك وذكرت اسم الله فوجدته من الغدو لم تجده في ماء ولا فيه اثر غير سهمك فكل﴾

بنکار که د غشی د لګیدو نه پس غائب شی نو څه حکم دې:

یعنی که یو انسان په بنکار باندې غشی اوچلوی او بنکار په هغې باندې او هم لګی خو هغه وخت بنکار د نظر نه غائب شی، بیا په بله ورځ هغه یو ځانې کښې مړ ملاؤ شی په دې شرط چه په اوبو کښې نه وی، او دویم شرط دا چه په هغه کښې ستاد غشی نه علاوه دبل غشی اثر نه وی نو هغه خورلې شي.

په دې حدیث کښې دوه شرطونه ذکر کړې شوې دی یو دا چه هغه بنکار اوبو ته او نه غورځیږي دا اوبو ته غورځیدل کله مضر دی؟ په دې کښې د امامانو اختلاف دي، د احنافو او حنابلو په نزد هر صورت کښې مضر دې برابره خبره ده که هغه جراحت چه کوم بنکار ته رسیدلې دې د هلاکت سبب وی او که نه وی په دې شرط چه هغه اوبو په دومره مقدار کښې وی چه د بنکار دپاره قاتلې وی، د امام احمد رحمه الله مشهور روایت هم دا دې او

(۱) لکه چه د امام ابوداؤد په روایت کښې دی عن ابي سالم الجیشاني عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما يذكر ذلك وهو معه مرابط الحصن باب اليون. دلته هم دا دی چه ابوسالم جیشانی دا حدیث د عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما نه هغه وخت واوریدو چه کله هغه د هغوی سره په حصن باب اليون کښې څوکی کوله.

(کتاب الطهارة باب ما ينهي عنه ان يستنجي به)

(۱) انظر حديث رقم: (۲۸۴۷)، (تحفة الأشراف: ۹۸۶۲) (صحيح)

دویم روایت د امام احمد نه دا دې چه که جراحت سبب د هلاکت وی نو بیا وقوع فی الماء مضر نه دې، هم دا قول دې د امام شافعی او د امام مالک رحمهما (اوجز) او دویم شرط کوم چه په دې حدیث کښې ذکر شوی دې چه په هغې کښې ستا د غشی نه علاوه د بل د غشی اثر نه وی دا شرط متفق علیه بین الاثمة الاربعة دې لکه دا خبره ښکاره ده د شارحینو د کلام او د کتب الفروع نه، د ښکار د غیبت والا مسئله کښې یو دا هم اختلاف دې چه څومره غیبت مغتفر دې ددې وجې نه امام بخاری رحمه باب ترلې دې «باب الصيد اذا غاب عنه یومین او ثلاثة» په دې کښې د امام مالک رحمه مسلک لکه چه په موطا او مدونه کښې دی هغوی فرمائی چه کله د ښکاری نه د هغه ښکار غائب شی د مجروح کیدو نه پس، د هغې نه پس هغه بیا ملاؤ شی او په هغې کښې د هغه د ښکاری سپی یا د غشی اثر موجود وی نو هغه خورلې شی ما لم یت یعنی ترڅو چه شپه نه وی تیره شوې، او که شپه تیره شو نو د هغې خوراک جائز نه دې او دویم روایت د هغوی نه دا دې چه که هغه ښکار د غشی دې نو خورلې کیدې شی او که د سپی خورلې شوې ښکار دې نو د هغې خوراک جائز نه دې. آه او امام نووی په شرح د مسلم کښې فرمائی چه دا حدیث دلیل دې چه کله ښکاری د زخمی کیدو نه پس غائب شی او بیا د هغې نه روستو ملاؤ شی په دې شرط چه په هغې کښې د هغه د غشی نه علاوه بل څه اثر نه وی نو حلال دې د امام شافعی رحمه په یو قول کښ، او د امام مالک رحمه په نزد هم، او د امام شافعی رحمه قول ثانی دا دې چه حرام دې «وهو الاصح عند اصحابنا» او دریم قول دا دې چه د سپی په ښکار کښې ناجائز دې او د غشی په ښکار کښې جائز دی. بښا هغوی فرمائی یعنی مطلقا حل اقوی او اقرب الی الاحادیث الصحیحة دې، او د امام احمد رحمه قول مشهور دې د ښکار د غائب کیدو په صورت کښې صرف حلت دې او دویم روایت د هغوی نه دا دې «ان غاب نهارا فلا یاس به وان غاب لیلا لم یاکله»، او دریم د هغوی نه دا دې «ان غاب مدة طويلة لم یبح وان کانت یسيرة ابیح، قیل له ان غاب یوما؟ قال یوم کثیر» او د موفق د کلام نه معلومیږي چه غیبت د صید په مسئله کښې د امام احمد رحمه په نزد اقتفاء او طلب شرط نه دې، او د مالکیانو په نزد په دې کښې دواړه روایتونه معلومیږي (فنی الاوجز ۱۸۲/۴) نقلا عن الباجی: قال القاضي ابوالحسن اذا کان مجدا فی الطلب حتی وجده علی هذه الحالة فانه یجوز اكله وان تشاغل عنه ثم وجده ميتا فانه لا یجوز اكله، وفيه بعد اسطر: وحکی القاضي ابومحمد عن مالک فی الصيد بالکلب انه یوکل وان بات عنه سوء کان صاحبه یطلبه او لا یطلبه اه (اوجز تراجم البخاری) او د احنافو او شوافعو په نزد هم اقتفاء شرط ده لکه چه حافظ ابن حجر رحمه په فتح الباری کښې وئیلې دی او هم دغه شان په فروعو د احنافو کښې هم دی، دا اقتفاء او طلب گویا دریم شرط شو چه د هغې ذکر په راروان حدیث کښې راځي «احدنا یرمی فی الصيد فیقتفی اثره الیومین والثلاثة الخ» یعنی د ښکار د غائب کیدو نه پس د هغې د حلال والی دپاره د دې اقتفاء هم ضروری ده، یعنی ښکاری د هغه ښکار په لتون او طلب کښې اولگی، د هغې نه دې فارغه نه کینی، او دا د اقتفاء او طلب شرط د احنافو او شوافعو د دواړو په نزد دې، د حنابلة په نزد نه دې «وعن المالکة روایتان کما تقدم قریبا»

[۲۸۵۰] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَاهِدَةَ، أَخْبَرَنِي عَاصِمُ الْأَخْوَلُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا وَقَعَتْ رَمِيَّتُكَ فِي مَاءٍ فَغَرِقْ فَمَاتَ فَلَا تَأْكُلْ".

د عدي بن حاتم رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی کله چه تاسو یو خاروې په غشی اولی او هغه خاروې په اوبو کښې ډوب شی او مړشی نودغه ښکار مه خوری.

[۲۸۵۱] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَمِيرٍ، حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَلِمْتُ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ لَمْ أُرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتُ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ، قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ قَالَ: "إِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَأَتَمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ الْبَازُ: إِذَا أَكَلَ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَالْكَلْبُ إِذَا أَكَلَ كُرَةً، وَإِنْ شَرِبَ الدَّمَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

د عدي بن حاتم رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی کله چه تاسو کوم سپي يا باز ته د ښکار کولو طريقه او ښايی اوبیا د الله نوم واخلی او په ښکار پسې نې اوشړی نوتاسودغه ښکار خوړلې شی کوم چه نې ستاسو دپاره نیولی وي اوساتلې نې وي، عدي عرض اوکړو که چېرې دغه ښکار نې مړکړې وي؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل اگرکه مړ کړې وي لیکن چه ددغه ښکار نه نې خوړلې نه وی گویا کښې د ښکار نې ستاسو دپاره نیولی دي.

[۲۸۵۲] (۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يُسْرَيْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَيْدِ الْكَلْبِ: "إِذَا أُرْسَلَتْ كَلْبُكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ وَكُلَّ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ يَدَاكَ".

د ابو ثعلبة الخشنی رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی په باره د ښکار د سپي کښې چه کله تاسو د الله نوم واخلی او په ښکار پسې خپل سپي اوشړی نوتاسودغه ښکار خوړلې شی اگر که دغه سپي ددغه ښکار نه پخپله هم خوړلې وي او همدارنگي دغه خاروې هم خوړلې شي کوم چه ستاسو په غشي باندي لږیدلې وي خو په دې شرط چه دغشي دویشتلو سره مو بسم الله وئيلي وي.

﴿ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخ ﴾

اوسه پورې د عدي بن حاتم رضي الله عنه د روایاتو سلسله روانه وه او دا روايت د ابو ثعلبه الخشنی رضي الله عنه دې کوم چه د مالکیانو دليل دې د تعليم کلب په مسئله کښې لکه چه په اول د کتاب کښې وو او د جمهورو استدلال د عدي بن حاتم رضي الله عنه حديث نه دې کوم چه د دې نه زیات صحیح دې ځکه چه هغه په بخاری او مسلم کښې دې

﴿ وَكُلَّ مَا رَدَّتْ إِلَيْكَ يَدَاكَ ﴾ اوخړه ته هغه خیز کوم چه واپس کړی تاته ستا لاس، د دې نه مراد د ښکار غشي دې کوم انسان په خپل لاس سره چلوی.

۱: صحيح البخاري/الذبايح ۸ (۵۴۸۴)، صحيح مسلم/الصعيد ۱ (۱۹۲۹)، سنن الترمذي/الصعيد ۳ (۱۴۶۹)، سنن ابن ماجه/الصعيد ۶ (۳۲۱۳)، (تحفة الأشراف: ۹۸۶۲) (صحيح)

۲: سنن الترمذي/الصعيد ۳ (۱۴۶۷)، (تحفة الأشراف: ۹۸۶۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۲۵۷، ۳۷۹) (صحيح)

۳: تفرد به أبو داود، وانظر ما يأتي برقم: (۲۸۵۵)، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۷۸) (منكر)

[۲۸۵۳] (۱) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ بْنِ خُلَيْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدُنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ، ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ أَيَاكُلُ، قَالَ: "نَعْمَ إِنْ شَاءَ، أَوْ قَالَ: يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ".

د عدی بن حاتم و نه روایت دې فرمائی چه د نبی ﷺ په خدمت کښې مې عرض اوکړو چه ای د الله رسوله په کوم کښې چه یو کس ښکار اوولي اودوه یادرې ورځې پسې گرځي اوبیا ئې مې پیدا کړي اوغشې په کښې پروت وي ایا خورلې ئې شي نبی ﷺ اوفرمائیل هو که چرې دده خوښه وي.

«عن عدی بن حاتم رضی الله تعالی عنه انه قال یا رسول الله ﷺ احدا یرمی الصید فیقتفی اثر الیومین والثلاثة الخ» داقتفاء مسئله پورته ذکرشوه والحديث اخرجه البخاری معلقا.

[۲۸۵۴] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِعْرَاضِ فَقَالَ: "إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فُكِّلَ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلُ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ، قُلْتُ: أُرْسِلُ كُلِّي، قَالَ: إِذَا سَمَيْتَ فُكِّلَ وَلَا فَلَا تَأْكُلُ، وَإِنْ أَكَلَّ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلُ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ لِنَفْسِهِ، فَقَالَ: أُرْسِلُ كُلِّي فَأَجِدُ عَلَيْهِ كَلْبًا آخَرَ، فَقَالَ: لَا تَأْكُلُ لِأَنَّكَ إِنَّمَا سَمَيْتَ عَلَى كُلِّكَ".

د عدی بن حاتم رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه د نبی ﷺ نه مې تپوس اوکړو په باره دهغه غشي کښې کوم چه دیر والا نه وی نووئې فرمائیل کله چه ښکارته په تیره طرف سره رسیدلې وي نوخوره ئې اوکه چرې په پلنو رسیدلې وي نومه ئې خوره ځکه چه داموقوضه ده ماورته اووئیل زه خپل سپې په ښکار پسې شرم راته ئې اوفرمائیل که بسم الله دي وئیلی وي نوخوره ئې اوکه نه دې وي وئیلی نه مه ئې خوره اوکه چرې سپې ترې خورلې وي نوته ئې مه خوره ځکه چه دا دخپل ځان دپاره نیولې دې ده ورته اووئیل زه په ښکار پسې خپل سپې اوشرم اوبل سپې ورسره هم بیامومم نوراته ئې اورفرمائیل مه ئې خوره ځکه چه تابسم الله په خپل سپې باندي وئیلی ده.

[۲۸۵۵] (۳) حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَبِيبَةَ بْنِ شَرِينٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو ذَرِيْسٍ الْخَوْلَانِيُّ عَابِدُ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصِيدُ بِكُلِّي الْمَعْلَمَ وَبِكُلِّي الَّذِي لَيْسَ بِمَعْلَمٍ، قَالَ: "مَا صِدَّتْ بِكُلِّكَ الْمَعْلَمُ فَأَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ، وَكُلْ وَمَا أَصِدَّتْ بِكُلِّكَ الَّذِي لَيْسَ بِمَعْلَمٍ فَأَذْكُرْكَ ذَكَاتَهُ فُكِّلَ".

د ابو ثعلبة الخشني رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه ماعرض اوکړو ای د الله رسوله زه په خپل پوهه شوي سپې باندي ښکارکوم او په هغه سپې باندي چه نه وی پوهه شوې راته ئې

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۸۵۹)، وقد أخرجه: صحيح البخاري / الصيد ۸ (۵۴۸۵) (تعليقاً) (صحيح)
 ۲: صحيح البخاري / الوضوء ۳۳ (۱۷۵)، البيوع ۳ (۲۰۵۴)، الصيد ۲ (۵۴۷۶)، صحيح مسلم / الصيد ۱۹ (۱۹۲۹)، سنن النسائي / الصيد ۷ (۴۲۷۷)، (تحفة الأشراف: ۹۸۶۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۸۰/۴)، دي / الصيد ۱ (۲۰۴۵) (صحيح)
 ۳: صحيح البخاري / الصيد ۴ (۵۴۷۸)، ۱۰ (۵۴۸۸)، ۱۴ (۵۴۹۶)، صحيح مسلم / الصيد ۱ (۱۹۳۰)، سنن الترمذي / السير ۱۱ (۱۵۶۰)، سنن النسائي / الصيد ۴ (۴۲۷۱) سنن ابن ماجه / الصيد ۳ (۳۲۰۷)، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۷۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۹۳/۴)، ۱۹۴، ۱۹۵، سنن الدارمي / السير ۵۶ (۲۵۴۱) (صحيح)

او فرمائیل کله چه ته ښکار کوي په پوهه شوي سپي باندې نودالله نوم واخله او خوره ئې اوکله چه ته ښکار کوي په هغه سپي باندې چه پوهه شوې نه وی او ښکار دي ژوندې پیدا کړو نو ذبح ئې کړه او خوره ئې اوکله مور وي تو مه ئې خوره.

﴿ سمعت ابا ثعلبة الخشني رضي الله عنه يقول وما اصدت بكلبك الذي ليس بمعلم فادرکت ذكاته فكل ﴾

یعنی د کلب معلم ښکار خو جائز دي، او کله چه ښکار د کلب غیر معلم په ذریعه کولې شی نو په دې کښې دوه صورتونه دی که دا هغه سپي اوژلو نو بیا خو حرام دي او که او ئې نه وژلو تردې چه ښکاری هغه نیولو سره ذبح کړو نو بیا هغه جائز دي.

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائي قاله المنذرى، وقال الشيخ محمد عوامه: عزاه المزى الى الجماعة وهو عند ابن ماجة بزيادة، واما الترمذی فرواه بمثل اسناد المصنف اهـ

د دې نه په روستو روایت کښې را روان دی ﴿ فكل ذكيا وغير ذكي ﴾ یعنی په مذبوح او غیر مذبوح دواړو صورتونو کښې جائز دي، کوم ښکار چه د غشي یا د معلم سپي په وجه باندې مړ شی او د هغه د ذبح وخت رانشی هغه خو شو غیر ذکی، او کوم چه د غشي وغیره په ذریعه مړ نه وی بلکه هغه ژوندې دي تردې چه ښکاری هغه ته اورسیدو نو بیا د هغه دپاره ذبح کول ضروری دی هم دا مراد دي د ذکی نه.

[۲۸۵۶] (١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ. ۛ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ الزُّبَيْدِيِّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ سَيْفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِيُّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ وَكَلْبُكَ زَادَ عَنْ ابْنِ حَرْبٍ الْمُعْلَمُ وَذَكَ فَكُلْ ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ."

د ابو ثعلبه خشنې نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله راته او فرمائیل اي ابو ثعلبه کوم ځناور چه ته په خپل غشي اولي هغه خوره اوياني پوهه شوې سپي ښکار کړي، دابن حرب په روایت کښې دا اضافه ده چه هغه سپي پوهه کړې شوې وي او هغه ځناور خورلې شي کوم چه ستاپه لاس باندې او ويشتلی شي برابره خبره ده چه ته دغه ذبح کړي او که ذبح ئې نه کړي اود ذبح کولونه مخکښې مړشي

[۲۸۵۷] (٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمَعْلَمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا يُقَالُ لَهُ أَبُو ثَعْلَبَةَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً فَأُفْتِنِي فِي صَيْدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ كَانَ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكَ عَلَيْكَ، قَالَ: ذَكِيًّا أَوْ غَيْرَ ذَكِيٍّ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ، قَالَ: وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتِنِي فِي قَوْسِي، قَالَ: كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ، قَالَ: ذَكِيًّا أَوْ غَيْرَ ذَكِيٍّ، قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَنِّي، قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَنْكَ مَا لَمْ يَصِلْ أَوْ تَجِدَ فِيهِ أَثْرًا غَيْرَ سَهْمِيكَ، قَالَ: أَفْتِنِي فِي آيَةِ الْمَجُوسِ إِنْ اضْطَرُّرْنَا إِلَيْهَا، قَالَ: اغْسِلْهَا وَكُلْ فِيهَا."

١. تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۷۷)، وقد أخرجه: صحيح مسلم / الصيد ۱ (۱۹۳۱)، سنن الترمذي / الصيد ۱۶ (۱۴۴۶) (صحيح)

٢. تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۶۷۱)، وقد أخرجه: سنن النسائي / الصيد ۱۶ (۴۳۰۱)، مسند أحمد (۱۸۴/۲) (حسن)

عمرو بن شعيب د خپل پلار نه او هغه دده دنيکه نه روايت کوي چه دا ابو ثعلبه په نوم باندې يو باندې چې وويل اي دالله رسوله زما سره سپي دي پوهه کړې شوي فتوي راکړه مالره په ښکار ددي کښې نبی ﷺ او فرمايل که چرې ستاسره پوهه کړې شوي سپي وي نو خوره هغه څه کوم چه دوی ستادپاره ساتلي وي ابو ثعلبه وويل چه ذبح شوي وي او که نه وی ذبح شوي دواړه نبی ﷺ او فرمايل هو ابو ثعلبه او وويل که چرې خوړلې ئې ترينه وي نبی ﷺ او فرمايل اگر که ترينه ئې خوړلې وي بيا ئې عرض او کړو اي دالله رسوله فتوي راکړه ماته په باره دښکار دليندي زما کښې نبی ﷺ او فرمايل کوم چه ستادپاره ستا دغشولینده او گتې هغه خوره برابره خبره ده چه ته ئې ذبح کړي او که ذبح ئې نه کړی هغه او وويل که چرې دښکار په غشي اولگي او دنظر نه غائب شي نبی ﷺ او فرمايل اگر که دنظر نه غائب هم وي ترخوچه وړک شوې نه وی او ترخوچه ستاد غشي نه علاوه بل زخم په کښې بيانه وموي ثعلبه او وويل فتوي راکړه ماته په باره دلونښو د مجوسيانو کښې که چرې زه ورته مجبوره کړې شم نبی ﷺ او فرمايل وي سپي وينزه او خوراک په کښې کوه.

(وان تغيب عنک مالم یصل او تجد فيه اثر غير سهمک)

شرح الحديث او د لحم منتن حکم:

يعنی د ښکار د غائب کيدو په صورت کښې هغې لره تر هغه وخته پورې خوړل جائز دی چه کله په هغې کښې دوه شرطونه بيا موندلې شي. يو دا چه هغه ځناور خراب شوې نه وی او دويم دا چه د هغه غشي نه علاوه د بل غشي اثر پکښې نه وی. (ما لم یصل) په فتح د ياء او کسري د صاد سره دې او تشديد لام وئيلې شي (صل اللحم صلولا اذا اتن) يعنی چه کله په هغه غوبڼه کښې بدبوئی راتلل شروع شي، او د مسلم په حديث کښې (ما لم یتن) دې (۱) د احنافو او شوافعو په نزد دا قيد دپاره د استحباب دې، د هغوی په نزد د لحم منتن خوراک مکروه تنزيهي ده، او د مالکيانو په نزد حرام ده، د شوافعو استدلال د حديث العنبر نه دې کوم چه صحابه کرامو ﷺ د نيمې مياشت نه زيات خوړلې وو، او په دومره موده کښې په غوبڼه کښې بدبوئی پيدا نه شي دا ډيره گرانه ده، خو حافظ فرمائي (يحتمل انهم ملحوه وقددوه) چه ممکنه ده صحابه کرامو هغه ټکري ټکري کولو سره په هغې باندې مالگه مړلې وی (هاتش البذل)

وفي الشمايل الترمذی فی باب تواضع رسول الله ﷺ من حديث انس بن مالك ﷺ كان رسول الله ﷺ يدعى الى خبز الشعير والاهالة السخنة وكذا اخرج البخاری فی البيوع والرهن، ولفظه فی البيوع فی باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة عن انس ﷺ انه منى الى النبي ﷺ بخبز شعير واهالة سخة الحديث..... په دې حديث کښې د رسول الله ﷺ د زړې بوئی والا وازگې خوړلو ذکر دې. حديث الباب د ابو ثعلبه ﷺ دا حديث وړاندې هم را روان دې هلته په بذل کښې ليکلې شوې دی. قال القاری قال علماؤنا: وهذا على طريق الاستحباب والا فالنتن لا اثر له فی الحرمة.

(۱) بلکه خپله په ابوداؤد کښې هم په کتاب الصيد کښې بالکل په آخری حديث کښې هم دغه شان دی (ما لم یتن)

قال ابن الملك وقد روى انه عليه الصلوة والسلام اكل متغير الريح الى آخره.
د مشرکانو د لوښو استعمال کله جائز دي؟

قوله: قال: افتنى فى آنية المجوس اذا اضطررنا اليها قال اعسلها وكل فيها:

د رسول الله ﷺ نه د مجوسيانو د لوښو په باره کښې تپوس او کړې شو چه آيا د مجبورې په وخت هغه استعمالولې شو؟ هغوی اوفرمائيل چه د غسل نه پس هغه استعمالولې شو، د دې نه معلومه شوه چه د مشرکانو د لوښو استعمال پس د وينځلو نه د اضطرار په وخت جائز دي، او دا هم چه بغير د مجبورې نه پس د غسل نه هم د دې استعمال مکروه دي حال دا چه د فقهاء کرامو د کلام نه معلومېږي چه د مشرکانو د لوښو استعمال پس د وينځلو ه مطلقا بغير د کراهت نه جائز دي، جواب د دې دا دي چه دلته په حديث کښې د مجوسو لوښو نه هغه لوښي مراد دي چه په هغې کښې د خنزير غوښه پخوی يا کوم چه د شرابو په څکلو کښې استعمالوی لکه چه د هغې تصريح د ابوداؤد په بعض روايتونو کښې ده او د فقهاء کرامو کلام د مطلق لوښو سره متعلق دي يعنی د هغه لوښو سره کوم چه هغوی په نجاستونو کښې نه شی استعمالولې (بذل) په دې سلسله کښې روايات په ابوداؤد او ترمذی وغيره کښې دوه قسمه دي بعض مطلق دي لکه حديث الباب، او بعض مقيد دي لکه چه حضرت په بذل کښې ليکلی دي. د حضرات مراد دا دي چه په روايت مطلقه کښې اختصار دي هغه هم په مقیده باندې محمول دي.

باب فِي صَيْدٍ قُطِعَ مِنْهُ قِطْعَةٌ

د ژوندی څاروی دیواندام پریکړی کولویان

[۲۸۵۸] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي وَقِيدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ".

د ابو واقد الليثي نه روايت دي فرمائي چه نبي عليه السلام فرمائيلى دي هغه اندام چه پريکړې شي. د څاروي نه او هغه ژوندي وي دا مرداره ده.
(ما قطع من البهيمه وهى حية فهى ميتة)

يعنى چه د ژوندی ماکول ځناور يو اندام پرې کړې شی نو هغه حکم دي په حرام د ميتة کښې دي، دا روايت په ترمذی کښې هم دي د ابوداؤد د روايت نه اوږد، په هغې کښې دا دي چه کله رسول الله ﷺ هجرت کولو سره مدينې طيبې ته تشریف يوړو نو هلته هغوی او کتل چه څه خلق د اوښانو قوبوبه، او هم دغه شان د گدانو لمونه پرې کوی نو په دې باندې رسول الله ﷺ هغه اوفرمائيل کوم چه دلته په دې حديث کښې ذکر شوي دي.
په فقهاء کرامو د نافجة المسک په باره کښې تصريح کړې ده چه هغه هم طاهر دي د

مشک په شان او ماکول دي لهذا د مسئله الباب نه به د هغې استثناء کولې شی (۱)
والحدیث أخرجه الترمذی اتم منه، وأخرجه ابن ماجه من حدیث عبدالله بن عمرو رضی الله عنه قاله المنذری.

باب فی اتباع الصید د ښکار کولو نه کسب جوړول

[۲۸۵۹] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ مَرَّةً سُفْيَانُ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَكَنَ
الْبَادِيَةَ جَفَاءً، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفْلًا، وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتِنًا."

ابن عباس نه د نبی عليه السلام نه روایت کوي څوک چه په ځنگلو کښې اوسيري دهغه زړه به سخت وي او څوک چه په ښکار پسې هروخت ور پسې وي نو دې به په غفلت کښې پريوخي او څوک چه بادشاهانو ته تگ راتگ کوي نو هغه به په کوم مصيبت کښې اخته کيږي.

قوله: (من السكن البادية جفاء ومن اتبع الصيد غفل الخ) يعنى په ځنگل کښې اوسيدونکى سخت مزاج کيږي، د خلقو سره د اوسيدو دکمى د وجې نه، ځکه چه څوک د خلقو سره يوځاني اوسيري نو هغه د نورو تکليفونه او د مشقونو برداشت کولو عادى شي، او په دې وجه هم چه داسې خلق د حکومت او د هغې انتظام نه لري وي.

او څوک چه په ښکار پسې لگيدلې وي، مراد توغل دې چه هم دې لره خپله مشغله جوړه کړي نو د هغه ژوند به په غفلت کښې تير شي او د مانځه او اذان ورته هيڅ خبر نه وي. او کوم خلق چه امراء او بادشاهانو له ځي هغوى د دين او دنيا د دواړو په اعتبار سره په فتنه کښې مبتلا کيږي. (بذل) والحدیث أخرجه الترمذی والنسائي مرفوعا قاله المنذری.

[۲۸۶۰] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكِيمِ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى مُسَدَّدٍ، قَالَ: "وَمَنْ لَزِمَ السُّلْطَانَ افْتِنَ زَادًا، وَمَا زَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا زَادَ مِنَ اللَّهِ بَعْدًا."

دابوهريره من نه د تير شوى روایت په شان روایت منقول دي مگر ددې اضافي سره څوک چه د بادشاه سره ډير تگ راتگ ساتي نو په فتنه کښې به پريوخي او هيڅ يو بنده داسې نشته چه بادشاه ته نې ځان نژدې کړي وي مگر د الله نه به نې ځان جدا کړي وي.

[۲۸۶۱] (۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْحِطَّاطُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَذْرِكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَمَّيْتَهُ فِيهِ فَكُلْهُ مَا لَمْ يَنْتِنَ."

(۱) ففي نور الايضاح في بيان الدباغة رنداجة المسك طاهرة كالمسك واكله حلال آه،

(۲) سنن الترمذی /الافتن ۶۹ (۲۲۵۶)، سنن النسائي /الصعيد ۲۴ (۴۳۱۴)، (تحفة الأشراف: ۶۵۳۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۵۷/۱) (صحيح)

(۳) نفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۴۹۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۱/۲، ۴۴۰) (ضعيف)

(۱) صحيح مسلم /الصعيد ۲ (۱۹۳۱)، سنن النسائي /الصعيد ۲۰ (۴۳۰۸)، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۶۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۹۴/۴) (صحيح)

ابوتعلبه خشنی رضی اللہ عنہ د نبی صلی اللہ علیہ وسلم نه روایت کوی چه فرمائیلی ئې دي کله چه ښکار په غشي اوولې او درې ورځې پس ئې بیاموي اوستاغشي په کښې موجودرې نوخوره ئې ترخوچه بدبویه شوې نه وي.

« عن ابی ثعلبة الخشنی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رمیت الصيد فادرکته بعد ثلاث لیل وسهمک فيه فکل مالم یتن »:

دا حدیث په مصری نسخو کښې نشته او کیدل هم نه دی پکار، د مضمون په لحاظ سره دا حدیث مکرر دي، رومبی ځاني په دي کښې د « ما لم یتن » په ځاني « مالم یصل » لفظ راغلي دي.

کتاب الوصایا

د وصیت د احکامو بیان

وصایا جمع ده د وصية لکه هدايا جمع ده د هدية، د وصية استعمال په معنی مصدری یعنی ایصاء او مایوصی به یعنی د هغه څیز د وصیت په ځاني په دواړو کښې وی، د وصية تعریف شرعا داسې کړې شوې دي هو عهد خاص مضاف الی ما بعد الموت.... یعنی هغه معامله چه د هغې تعلق د مابعد الموت سره وی، او د وصیت استعمال په معنی د نصیحت یعنی امر بالمعروف او نهی عن المنکر باندې هم کیږي. (من البذل)

باب مَا جَاءَ فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ

د وصیت د تاکید کولو بیان

زمونږ په دي نسخه کښې « یا امر » په صیغه د معروف دي، او په بعضو کښې « یومر » دي وهو الاصح ځکه چه د معروف صورت کښې د هغه دپاره فاعل مقدر مثل راځي مثلاً الشرع یا السلام.

[۲۸۶۲] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يُعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا حَقَّ امْرَأُ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ بَيْنَتَيْنِ إِلَّا وَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ.

دا بن عمر رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلی دی دمسلمان دشان سره دانه ښاني چه دده سره دي داسې يوش وي کوم چه دوصیت قابل وي اودکوم دپاره چه وصیت کول ضروري وي اودې دوه شپې داسې تيري کړي چه ددغه شي متعلق وصیت دده سره لیکلې موجود نه وي.

« عن عبيد الله بن عمر رضی اللہ عنہ عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه يبيت بئنتين الاوصية مكتوبة عنده »

۱: صحيح مسلم للوصايا ۱ (۱۶۲۷)، تحفة الأشراف: ۷۹۴۴، ۸۱۷۶، وقد أخرجه: صحيح البخاري للوصايا ۱ (۲۷۳۸)، سنن الترمذي للجنائز ۵ (۹۷۴)، والوصايا ۳ (۲۱۱۹)، سنن النسائي للوصايا ۱ (۳۶۴۵)، سنن ابن ماجه للوصايا ۲ (۲۶۹۹)، موطا امام مالك للوصايا ۱ (۱)، مسند احمد (۴/۲، ۱۰، ۳۴، ۵۰، ۵۷، ۸۰، ۱۱۳)، سنن الدارمي للوصايا ۱ (۳۲۱۹) (صحيح)

شرح الحديث وحکم الوصية :

(يوصى فيه) په تركيب كښي د (شي) صفت دي، او دا (بيت ليلتين) د ((حق)) خبر دي، يعنې چه د كوم مسلمان يو داسې خيز وي چه قابل وصيت وي نو د هغه دپاره لائقه نه ده دا خبره چه دوه شپي تيري كړي خو په دې حال كښي چه د هغه وصيت د هغه سره ليكلي وي، او په يو روايت كښي ليله او ليلتين دي او د مسلم او د نسائي په روايت كښي بيت ثلاث ليال دي، وهذا يدل على انه للتقريب لا للتحديد اي ولو زمانا قليلا (بذل).

وصيت ظاهريه او بعض علماء كرامو لكه زهري او عطاء او ابن جرير او د امام شافعي رحمهم الله په قول قديم كښي مطلقا اي في كل حال واجب دي او د جمهور په نزد كه ذمه ديون (قرضونه) يا حقوق العباد وي په هغې باندي وصيت واجب دي خو د هغې ليكل او په هغې كښي تعجيل كول دا مستحب دي، علامه شامي رحمهم الله ليكلي دي چه د وصيت خلور قسمونه دي، واجب كالوصية برد الودائع الديون المجهولة، ومستحبة كالوصية للكفارات وفدية الصلوة ونحوها، ومباحة كالوصية للاغنياء من الاجانب والاقارب، ومكروهة كالوصية لاهل الفسوق والمعاصي وفي الهداية القياس يابى جواز الوصية لانه تملك مضاف الى حال زوال ملكية الا انا استحسانه لحاجة الناس اليها الى اخره آه من التراجع).

والحديث اخرجه البخارى ومسلم والترمذى والنسائى وابن ماجة قاله المنذرى.

[۲۸۶۳] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَحَمَّادُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

ام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله نه دینار پرینودلي دي اونه درهم اونه اوبس اونه گد (په میراث كښي) اونه ئې په څه شي باندي وصيت كړې دي.
(عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت ما ترك رسول الله صلی الله علیه و آله دينارا ولا درهما ولا بعيرا ولا شاة ولا اوصى بشي)

شرح الحديث

او رسول الله صلی الله علیه و آله د هيڅ خيز وصيت نه دي كړې، يعنې د مال يا د خلافت په باره كښي، خو د كتاب الله په باره كښي او د خپل اهل بيت په باره كښي او د اخراج اليهود من جزيرة العرب وغيره ددې امورو رسول الله صلی الله علیه و آله يقينا وصيت فرمائي دي (كما في الاحاديث الصحيحة) د دراهم او دنانير په باره كښي په بذل كښي د سيرت حلييه نه نقل كړي دي چه رسول الله

(يعنې چونكه د وصيت تعلق د مابعد الموت سره دي او د مرگ نه پس انسان كښي د هيڅ فعل هم كه هغه تملك وي او يا بل څه صلاحيت باقى نه پاتې كيږي لهذا د وصيت جواز خلاف قياس دي خو استحسانا او ضرورة هغه جائز كيږي، او هغه ضرورت دا دي چه انسان په خپل ژوند باندي مغرور وي او كارونه روستو كوي د ژوند په غرور كښي چه د هغې نه ډير واجب الاداء خيزونه په ذمه پاتې شي پناځپه د مرگ د راتلو د وجي نه خو د هغې د مخ نيوي دپاره شريعت دا صورت راويستلي دي)
: صحيح مسلم ۱۶۳۵، سنن النسائي ۱۶۵۱، سنن ابن ماجة ۲۶۹۵، (تحفة الأشراف: ۱۷۱۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۱/۸) (صحيح)

سره د وفات نه مخکښې شپږ یا اووه دیناره وو هغوی هغه په خپل لاس باندې عائشي رضی الله عنها ته ورکړل چه صدقه کړې شی، او په روایت کښې دی چه رسول الله صلی الله علیه و آله هغوی ته اوفرمائیل دا علی رضی الله عنه ته اولیره چه هغه صدقه کړی، په دې حدیث کښې د بعیره او شاة هم نفی ده، د دې په باره کښې ملا علی قاری رحمته الله علیه فرمائی چه بعض اهل سیر چه لیکلې دی چه د هغوی په ملک کښې ډیر اوسنان وو، او شل اوسناني پي ورکونکي وې د مدینې طیبې په طرفونو کښ، او اووه بیزې وې وغیره وغیره. د اهل سیر دا روایت د دې صحیح حدیث معارض نه شی کیدې فلا تعتبر او وړاندې فرمائی که صحیح هم اومنلې شی نو هغه به په دې باندې محمول کولې شی چه هغه اوسنان د صدقې وو کوم چه رسول الله صلی الله علیه و آله د اهل صفه او غریبو صحابه کرامو رضی الله عنهم دپاره پریخودلې وو، او د دې نه علاوه چه د هغوی کومې بعض زمکې وې په خیبر او فدک کښې پس هغه خو رسول الله صلی الله علیه و آله په خپل ژوند کښې د مسلمانانو د ضروریاتو دپاره صدقه او وقف کړې وو. لکه چه د صحیحینو کښې حدیث دې «ان رسول الله صلی الله علیه و آله قال لا یقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عاملی فهو صدقة» وفی روایة..... «لا نورث ما ترکنا صدقة» آه (من البذل) یعنی د هغه زمکو په باره کښې خو چونکه هغوی په خپل ژوند کښې فیصله فرمائیلې وه، لهذا دې ته به وصیت نه شی وئیلې کیدې. (۱) والحديث اخرجه مسلم والنسائی وابن ماجة، قاله المنذرى.

باب مَا جَاءَ فِيهِ لَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ

باب د ناجانز وصیت بیان

یعنی مړ کیدونکي په خپل مال کښې خومره وصیت کولې شی.

[۲۸۶۴] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَضَ مَرَضًا، قَالَ ابْنُ أَبِي خَلْفٍ بِمَكَّةَ، ثُمَّ اتَّفَقَا أَشْفَى فِيهِ فَعَادَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ بَرْتَنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِالثَّلْثَيْنِ؟" قَالَ: لَا، قَالَ: فَبِالشَّطْرِ قَالَ: لَا، قَالَ: فَبِالثُّلُثِ قَالَ: الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَتْرَكَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعُهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أَجَرْتَ بِهَا حَتَّى اللَّقْمَةُ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي أَمْرَاتِكَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُخَلِّفُ عَنْ هِجْرَتِي؟ قَالَ: إِنَّكَ إِنْ تُخَلِّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا تَرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ لَا تَزِدْ أَدْبَهُ إِلَّا رِفْعَةً وَدَرَجَةً لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلِّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَضُرَّكَ آخَرُونَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَمِضْ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لَكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْتَنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

(۱) لهذا اوس به دا اشکال نه واقع کیری چه رسول الله صلی الله علیه و آله د زمکو په باره خو وصیت فرمائیلې دې، بیا په دې حدیث کښې د وصیت نفی کړې شوي ده.

(۲) صحیح البخاري/الجانز ۳۶ (۱۲۹۵)، الوصایا ۲ (۲۷۴۲)، ۳ (۲۷۴۴)، مناقب الأنصار ۴۹ (۳۹۳۶)، المغازی ۷۷ (۴۳۹۵)، النفقات ۱ (۵۳۵۴)، المرضي ۱۳ (۵۶۵۹)، ۱۶ (۵۶۶۸)، الدعوات ۴۳ (۶۲۷۳)، الفرائض ۶ (۶۷۳۳)، صحیح مسلم/الوصایا ۲ (۱۶۲۸)، سنن الترمذي/الجانز ۶ (۹۷۵)، الوصایا ۱ (۲۱۱۷)، سنن النسائي/الوصایا ۳ (۳۶۲۸)، سنن ابن ماجة/الوصایا ۵ (۲۷۰۸)، (تحفة الأشراف: ۳۸۹۰)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الوصایا ۳ (۴)، مسند احمد (۱۶۷۱)، ۱۷۲، ۱۷۶، ۱۷۹، دي/الوصایا ۷ (۳۲۳۸) (صحیح)

عامر بن سعد نه دخپل پلار سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه نه روایت کوی فرمائی چه هغه یوخل ډیر سخت بیمار وو او نبی صلی الله علیه و آله ټپ دعیادت دپاره راغې عرض ټپ اوکړو چه ای دالله رسوله زه یو دولت مند سړې یم اود یوې لور نه علاوه بل وارث مې نشته ایازه دخپل مال په درې حصو کښې دوه حصې صدقه کړم؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل نه بیا ټپ عرض اوکړو ایانیم صدقه کړم؟ نبی صلی الله علیه و آله اه فرمائیل نه، په دریم خل ټپ عرض اوکړو چه دریمه حصه صدقه کړم؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل چه دریمه حصه صدقه کړه او په صدقه ورکولو کښې دمال دریمه حصه کافی ده، که چرې ته خپل وارثان دولت مند پریږدي داددې نه غوره دي چه ته ټپ فقیران پریږدي اوبیاد خلقونه سوالونه کوي، او هر هغه شی چه ته دالله درضا دپاره خرچ کوي تاته خامخا دهغې اجر ملاویږي تردې پورې چه ته دخپلې ښځې په خوله کښې نورې ورکوي نوددی به هم درته اجر ملاویږي سعد رضی الله عنه عرض اوکړو چه زه به دهجرت نه روسته پاتې شم نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل که چرې دهجرت نه روسته پاتې شي (نوڅه خبره ده) الله درضا دپاره نیک عمل به وکړي اوستا مرتبه به نوره هم لوړه شي او کیدې شي چه ژوندی پاتې شي تردې پورې ستاپه وجه به خلقو ته فائده ورسېږي اوڅه نور خلق به ستاپه وجه باندې نقصاني شي ددې نه پس نبی صلی الله علیه و آله دا دعاوغوښتله ای الله زما دملگرو هجرت مکمل کړي اودوی ددې هجرت نه واپس نکړي، لیکن بې وسه او مجبوره سعد بن خوله دې اورسول الله ورباندې ماتم کوي، ځکه چه هغه په مکه کښې وفات شوې وو.

(عن عامر بن سعد عن ابيه رضی الله عنه قال مرض مرضا اشفى فيه الخ)

شرح الحديث:

عامر دخپل پلار سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه په باره کښې فرمائی چه یوخل هغه سخت بیمار شو داسې چه مرگ ته نژدې شو، رسول الله صلی الله علیه و آله هغوی ته د بیمار پرسئ نه پس تشریف راوړو نو زما پلار عرض اوکړو یا رسول الله صلی الله علیه و آله ما سره مال ډیر زیات دې او زما ددې مال وارث هیڅ څوک نشته سوا زما د لور نه، نو آیا زه په دې صورت کښې دخپل مال دوه ثلثه صدقه کولې شم؟ هغوی او فرمائیل نه بیا هغوی د نیم په باره کښې تپوس اوکړو نور رسول الله صلی الله علیه و آله ددې نه منع او فرمائیل، او بیا ټپ د یو ثلث په باره کښې اجازت او فرمائیلو. او وې فرمائیل چه ته خپل وارثان مالدار پریږدي دا ډیره غوره ده ددې نه چه ته هغوی غریبانان پریږدي چه (بیا) خلقو ته د سوال دپاره لاسونه نیسی، په دې حدیث کښې دی چه زما هیڅوک وارث نشته سوا د یوې لور نه، شراح فرمائی چه مراد دا دې چه د لور نه علاوه په ذوی الفروضو کښې زما هیڅوک وارث نشته، او مطلق نفی مراد نه ده ځکه چه د ذوی الفروض نه علاوه نور ورثاء عصبه د هغوی سره وو لکه چه خپله په دې حدیث کښې دی (ان ترک ورثک اغنیاء.... قلت یا رسول الله! اتخلف عن هجرتی قال انک ان تخلف بعدی فتعمل عملا ترید به وجه الله الخ)

د وصیت د مسئلې نه پس هغوی رسول الله صلی الله علیه و آله ته عرض اوکړو چه زه دخپل هجرت نه روستو پاتې کولې شمن، ددې مطلب دا دې چه چونکه دې په مهاجرینو کښې دې او په

مکه مکرمه کښې سخت بیمار شوې وو د حجة الوداع (۱) په موقع باندې هغوی ته د خپل مرگ خطر پيدا شوه په مکه مکرمه کښې یعنی غیر مهاجر کښې (۲) او د خپل هجرت د باطل کیدو ویره ورسره پيدا شوه په دې باندې رسول الله ﷺ هغوی ته تسلی ورکړه هغه دا چه انشاء الله داسې به نه کیږي بلکه ته به زمانه روستو ډیره موده ژوندې ئې او د اعمالو په ذریعه به ستا درجات اوچت شی، او بعض اقوام یعنی مسلمین به ستا نه فائده اخلي، او بعض نور یعنی مشرکان به ستا نه ضرر بیا مومی، او رسول الله ﷺ دا دعا هم او فرمائیلې (اللهم امض لاصحابی هجرتهم ولا تردهم علی اعقابهم) شرح لیکلی دی چه د رسول الله ﷺ پېشنگوئی الله پاک پوره او فرمائیلې، او دا صحابی د دې مرض نه روغ شو او تر ډیرې مودې ژوندې پاتې شو الله پاک د هغوی په لاسونو باندې عراق وغیره فتح کړو او د عراق گورنر جوړ شو او د رسول الله ﷺ نه پس تقریبا څلویښت کاله ژوندې وو حتی مات خمین علی المشهور وقيل غير ذلك.

تفیه: د سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه دا واقعه کومه چه مونږ مخکښې لیکلې ده د حجة الوداع ده لکه چه د صحیحینو په بعض روایتونو کښې د دې تصریح ده او د ترمذی په روایت کښې دې ته د عام الفتح واقعه وئیلې شوې ده، زمونږ د عربی په حاشیه کښې دا تیر شوې دی چه د حدیث حفاظو دې ته وهم وئیلې دې او د حافظ رائي د جمع بین الروایتین ده یعنی د تعدد واقعه، خو امام طحاوی رحمه الله د دې دوه روایتونو اختلاف لره په مشکل الاثار کښې باقاعده د دې دپاره مستقل باب ترلو سره بیان کړې دې او بیا ئې د یو روایت مفصله په ذریعه چه ډیر زیات واضح دې د عام الفتح واقعه کیدو ته ترجیح ورکړې ده گویا د هغوی تحقیق د اکثر محدثینو د رائي خلاف دې روستو حافظ هم د دې روایت مفصله د وجې نه خپله رائي بدله کړې ده خو هغوی په خائي د ترجیح ورکولو تعدد د واقعي لره اختیار کړې دې نو اوس گویا په دې کښې درې رائي شوې د اکثر محدثینو کوم چه حافظ رحمه الله په اتفاق حفاظ سره تعبیر فرمائی، او دویم د امام طحاوی او دریم د حافظ ابن حجر، والله تعالی اعلم بالصواب.

(لكن البانس سعد بن خولة يرثي له رسول الله ﷺ ان مات بمكة)

شرح الحديث:

رسول الله ﷺ فرمائی چه د افسوس لائق حال خو د سعد بن خوله دې یا قابل رحم خو سعد بن خوله دې وړاندې روای د دې وضاحت کولو سره وائی چه رسول الله ﷺ رحم کوی په سعد بن خوله باندې دې ځکه چه د هغه مرگ په مکه مکرمه کښې شوې وو. د سعد بن خوله رحمه الله په باره کښې اختلاف دې د بعضو رائي دا ده چه هغوی د مکې مکرمې نه هجرت

(۱) او د ترمذی په روایت کښې عام الفتح دې کوم چه د ابن عیینه راوی وهم دې قال الحافظ وانفقوا علی انه وهم فيه ابن عینه من اصحاب الزهري ثم قال ويمكن الجمع بين الروایتین بان يكون ذلك وقع له مرتين مرة عام الفتح ومرة عام حجة الوداع ففي الاولی لم یکن له وارث من الاولاد اصلا وفي الثانية كانت لبتة فقط د دې په باره کښې نور وضاحت په شرح کښې را روان دې،

(۲) مهاجر هغه خائي او مقام چرته چه انسان هجرت کولو سره لاړ شی لکه چه د مهاجرین مکه مهاجر مدینه طیبه وه)

هم نه وو کړې تر دې چه هغوی هم هلته وفات شو، او د اکثر وراثتي دا ده چه هغوی هجرت خو کړې وو خو وفات د هغوی د حجة الوداع په موقع په مکه مکرمة کښې اوشو. یعنی بغیر د مهاجر نه بل ځانې کښې «بائس من اصابه بؤس ای ضرر» یعنی نقصان اوچتونکې، شراح لیکلی دی چه په دې کښې صلاحیت د مذمت هم دې او د ترحم هم، لهذا رومېې صورت په عدم الهجرة کښې د رسول الله ﷺ دا فرمان په طریقه د مذمت دې، او په دویم صورت کښې په طریقه د ترحم، دا بیرثی د ورث نه ماخوځ دې

چه د هغې استعمال په میت کښې کیږي، یعنی د مړی د محاسنو ذکر. (تحفة)
د علماء کرامو په دې کښې اختلاف دې که د مهاجر مرگ په مکه کښې واقع شی نو بعض وائی چه که داسې د هغه په اختیار باندې شوې وی نو د هغه د هجرت اجر ضبط کیږي گینې نه (وقیل یحبط مطلقاً) د وصیت متعلق بعض ضروری مسائل مونږ په حاشیه کښې لیکلی دی هغه دې اوکتلی شی^۱، والحديث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى.

۱. د وصیت متعلق بعض ضروری مسائل او د ائمة اختلاف : د حدیث الباب نه معلومیږي چه د انسان دپاره زیات نه زیات د یو ثلث د غیر وارث دپاره جائز دې، د امام بخاری ترجمه ده «باب الوصية بالثلث» په دې باندې حافظ لیکلی دی په دې باندې د علماء کرامو اجماع ده چه د ثلث نه په زیات باندې وصیت ممنوع دې (بیا مړې د دوه حالو نه خالی نه دې یا به د هغه وارثان وی یا به نه وی، په شق ثانی کښې خو هیڅ اختلاف نشته چه د داسې انسان دپاره د ثلث نه زیات وصیت جائز نه دې، او که شق اول دې یعنی د مړی ورثاء دی نو هغه وخت هم د ثلث نه زیات کښې وصیت لره جمهور علماء کرام ناجائز وائی خو احناف او اسحاق او احمد رحمهم په یو روایت کښې دې ته جائز وئیلې دې آه یعنی په دې شرط چه د وارثانو د طرف نه د دې خبرې اجازت وی پس په هدایة کښې دی: ثم نصح للاجنبي في الثلث من غير اجازة الورثة ولا تجوز بما زاد علي الثلث الا ان تجيزها الورثة بعد موته وهم كيار لان الامتناع لحقهم وهم اسقطوه، ولا معتبر باجارتهم في حال حياته آه او په دې باندې هم خان پوهول پکار دی د وصیت للوارث مسئله هم مختلف فیه ده د ظواهر و په نزد دا حکم مطلقاً دې لحدیث لاوصية لوارث اخرجه ابو داؤد والترمذی وغیرهما او د جمهور و په نزد وصية لبعض الورثة جواز موقوف دې د باقی وارثانو په اجازت باندې که باقی وارثان د موصی د مرگ نه روستو هغه ته اجازت ورکړی نو بیا وصية معتبر او جائز دې لروایة الدارقطني لاوصية لوارث الا ان يشاء الورثة، قال الحافظ ورجاله ثقات الا انه معلول (ترجم بخاری) او په عینی کښې دی قال المنذري انما يبطل الوصية للوارث في قول اكثر اهل العلم من اجل حقوق سائر الورثة فاذا اجازوها جازت كما اذا اجازوا الزيادة علي الثلث، وذهب بعضهم الي انها لا تجوز وان اجازوها، لان المنع لحق الشرع وهذا قول اهل الظاهر (عمدة القاري ۲۷۱/۱۱) وفي الهداية: ولا تجوز لوارثه الا ان يجيزها الورثة لان الامتناع لحقهم فتجوزها باجارتهم ولو اجاز بعض ورد بعض تجوز علي المجيز بقدر حصته لولا بته عليه (آه ملخصاً ملقطاً) او په دې باندې هم خان پوهول پکار دی چه که یو انسان په مرض الوفات کښې خپل یو وارث ته یو څیز فی الحال هبه کړی نو هغه د وصیت په حکم کښې دې وفي الهداية والهيبة من المريض (مرض الموت) للوارث في هذا نظير الوصية لانها وصية حكماً. او په حدیث کښې دی «والثلث كبير» هم د دې وجې نه علماء کرامو فرمائیلې دی چه وصیت که د ثلث نه کم وی نو دا غوره ده ففی الهداية ويستحب ان يوصي الانسان بدون الثلث سواء كانت الورثة اغنياء او فقراء لان في النقيض صلة القريب بترك ماله عليهم بخلاف استكمال الثلث لانه استيفاء تمام حقه فلا صلة ولا مئة، بیا دا چه د مادون الثلث وصیت کول اولی دی یا که د هغې ترک اولی دې؟ په دې کښې دوه قوله دی یو دا چه که وارثان فقراء وی په دې صورت کښې د وصیت ترک اولی دې او که هغوی اغنياء وی نو وصیت کول اولی دی، او دویم قول دا دې چه موصی ته اختیار دې چه کوم شق غواړی اختیار دې کړی ځکه چه په هر شق کښې من وجه فضيلت دې آه مختصراً من الهداية

باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ

په وصیت سره نورو خلقوته د نقصان ورکولو د کراهت بیان

د اضرار نه مراد وارثان دي، يعنی خلاف قاعده وصیت کولو سره وارثانو ته ضرر او تکلیف ورکول.

[۲۸۶۵] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ تَأْمَلُ الْبَقَاءَ وَتُخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تَهْمَلُ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْخُلُقُومَ" قُلْتَ لِغُلَّانٍ كَذَا وَلِغُلَّانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِغُلَّانٍ.

د ابوهريره رضي الله عنه نه روايت دي. فرمائي چه يو سړی د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې عرض او کړي اي د الله رسول له کومه صدقه غوره وي؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل کومه صدقه چه ته دروغ والي په حالت کښې او کړي او په دغه وخت کښې ستاد ژوند نه اميد وي او د غريب کيدلو د سره انديخنه وي داسې نه چه ته منتظر ئې د داسې وخت چه کله روح ستامري ته راشي او بيا ووايي چه فلاني ته دومره ورکړئ او فلاني ته دومره ورکړئ ځکه چه دغه مال په دغه وخت کښې ئې د دې نه هم، د بل چا حق جوړ شوي دي.

(يا رسول الله اي الصدقة افضل؟ قال ان تصدق وانت صحيح الخ)

د رسول الله صلی الله علیه و آله نه تپوس او کړې شو د افضل الصدقة په باره کښې نو رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائيل چه د ټول نه غوره صدقه هغه ده کومه چه په دې حال کښې او کړې شي چه انسان صحت مند وي، او هغه کښې د مال حرص او مينه هم وي د صحت او طاقت د وجې نه کافي مودې پورې ئې د خپل ژوندې پاتې کيدو توقع وي، او د فقر نه ويرېږي نو کومه صدقه چه په داسې حال کښې او کړې شي هغه به د ټولو نه افضل وي (۲) لهذا هم په دې حالت کښې انسان لره صدقه کول پکار دي، او بيا وړاندې د دې د ضد نه رسول الله صلی الله علیه و آله منع فرمائي چه تاخير مه کوه او مهلت مه ورکوه خپل نفس لره د صدقه کولو نه تر دې چه روح حلق ته راورسي نو ته وائي (د وصيت په طور، چه فلاني ته دې دومره ورکړې شي او فلاني ته دې دومره ورکړې شي حال دا چه هغه د بل فلاني شوي دي يعنی وارث.

والحديث اخرجه البخاري ومسلم قاله المنذرى

[۲۸۶۶] (۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذُلَيْبٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ عِنْدَ مَوْتِهِ".

(۱) صحيح البخاري للزكاة ۱۱ (۱۴۱۹)، والوصايا ۷ (۲۷۴۸)، صحيح مسلم للزكاة ۳۱ (۱۰۳۲)، سنن النسائي للزكاة ۶۰ (۲۵۴۳)، للوصايا ۱ (۳۶۴۱)، (تحفة الأشراف: ۱۴۹۰)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲/۲۳۱، ۲۵۰، ۴۱۵، ۴۴۷) (صحيح).
(۲) ځکه چه د دې حالاتو تقاضه دا ده چه صدقه اونکړې شي خو هغه انسان د خپل نفس د مخالفت کولو سره صدقه کوي.
(۳) تهره په ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۷۱) (ضعيف).

د ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نه روایت دی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلى دی که چرې څوک په خپل ژوند کښې یو درهم صدقه کړې نو هغه ددې نه بهتر دې چه د ژوند نه پس سل درهمه صدقه کړې.

[۲۸۶۷] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا نَعْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَدَّادِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنَا يَشْرَبُ بْنُ حَوْشَبٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَحْضُرُهَا الْمَوْتُ فَيُضَارَانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ هُمَا النَّارُ"، قَالَ: وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَاهُنَا مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ يُوحَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍ حَتَّىٰ بَلَغَ ذَلِكَ الْقَوْزُ الْعَظِيمُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَعْنِي الْأَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنَا نَعْرُ بْنُ عَلِيٍّ.

د ابوهريره و نه روایت دی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلى دی چه یو انسان سرې وي او که ښځه د شپيته کالو پورې د الله عبادت او کړي او بيا دهغه د مرگ وخت راشي او ددې نه پس داسې وصيت او کړي چه خلقو ته نقصان رسيږي دهغې په وجه نو د داسې کس دپاره دوزخ واجب دې شهر بن اوشب وائی ابوهريره رضی اللہ عنہ زما په وړاندې دا ايت کریمه : تلاوت کړو «من بعد وصية يوصي بها أو دين غير مضار» ابو داود وائی يعنى اشعث بن جابر دنضر بن علي نيکه.

﴿ ان الرجل ليعمل والمرأة بطاعة الله ستين سنة ثم يحضرهما الموت فيضاران في الوصية فتجب لهما النار ﴾ : رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی: بيشكه بعض سرې او بعض ښځې داسې دی چه تر شپيتو کالو پورې د الله پاک په اطاعت او بندگي ژوند تيروي، بيا چه کله د مرگ وخت راشي نو د وصيت په باره کښې وارثانو ته نقصان رسوي او د جهنم مستحق شي.

مصنف په دې باب کښې بعض احاديث د تصدق ذکر کړې دی ځکه چه تصدق د مرگ په وخت د وصيت په حکم کښې وي او څنگه وصيت د ثلث نه د زيات دپاره جائز نه دی هم دغه شان تصدق هم جائز نه دی او که تصدق وارثانو ته د نقصان رسولو دپاره وي نو مطلقاً جائز نه دی که هغه ثلث وي او که د ثلث نه کم وي. (بذل)

والحديث أخرجه الترمذي وابن ماجه قاله المنذرى.

باب مَا جَاءَ فِي الدَّخُولِ فِي الْوَصَايَا

د وصی جوړېدو او ذمه دارۍ قبلولو بيان

يعنى د چا وصى جوړېدو سره د وصيتونو په مسائلو کښې داخلېدل او په ذمه داريانو کښې پريوتل.

[۲۸۶۸] (۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُفَرَّجُ، حَدَّثَنَا سَوِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ الْجَنْشَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ إِيَّاكَ هَوِيًّا وَإِيَّيَّ أَجِبْ لَكَ مَا أَجِبَ لِنَفْسِي، فَلَا تَأْمُرَنَّ عَلَى الثَّنِينَ وَلَا تَوَلِّينَ مَالَ يَتِيمٍ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَقَرَّرَ بِهِ أَهْلُ مِصْرَ.

۱: سنن الترمذي للوصايا ۲ (۲۱۱۷)، سنن ابن ماجه للوصايا ۳ (۲۷۰۴)، (تحفة الأشراف: ۱۳۴۹۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷۸/۲) (ضعيف)
 ۲: صحيح مسلم للإمامة ۴ (۱۸۲۵)، سنن النسائي للوصايا ۹ (۳۶۹۷)، (تحفة الأشراف: ۱۱۹۱۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۸۰/۵) (صحيح)

د ابوذر نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ راته او فرمائیل ای ابوذره کمزورې راته ښکاري اوزه ستا دپاره خوښه وم هغه څه کوم چه دخان دپاره خوښوم یوداچه په دوه کسانو باندي مشر کیره مه اودیتیم دمال ذمه وارمه جوړیږه. ابو داود وائی صرف مصریانو دا روایت نقل کړې دې.

شرح الحديث:

قوله: «يا اباذر اني اراك ضعيفا واني احب لك ما احب لنفسى فلا تاملن علي اثنين ولا تولين مال يتيماً» ابوذر غفاري رضی اللہ عنہ فرمائی چه يو ځل رسول الله ﷺ ماته دا نصيحت او فرمائيلو چه اي ابوذر! زه تا کمزورې وينم يعنى د امارت مصالح او د هغې د ذمه داريانو په پوره کولو کښ، لهذا چرته په دوه کسانو باندي هم امير جوړ نه شي. (پاتې له په ډيرو باندي) او چرته هم د يو يتيم د مال متولى جوړ نه شي.

په دې باندي يو اشکال راځي چه تاسو خو او فرمائيل چه «ما احب لك ما احب لنفسى» حال دا چه رسول الله ﷺ خو امير الامراء او ولي الاولياء وو، د دې ظاهر جواب دا دې چه د رسول الله ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ لره د امارت او تولية د قبول والى نه منع فرمائيل يو علت سره معلل دې يعنى د هغه ضعف او هغه علت په هغوى کښې مفقود دې، او بيا د رسول الله ﷺ امارت او تولية وغيره د هغوى خپله اختيار کړې شوې لږ دې هغه خو د الله پاک د طرف نه ورکړه ده.

والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى

بَاب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

دمور او پلار او د نورو خپلوانو دپاره د وصيت د منسوخ كيدو بيان

[۲۸۶۹] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ وَقِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، إِنْ تَرَكَ غَيْرُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ آيَةً ٢٨، فَكَانَتْ الْوَصِيَّةُ كَذَلِكَ حَتَّى تُسَخَّتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه ددې ایت کریمه: «إِنْ تَرَكَ غَيْرُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ» حکم په ابتداء اسلام کښې وو چه دمور او پلار او دنورو وارثانو دپاره به وصیت کیدې شي ددې نه پس دا ایت د میراث په ایت سره منسوخ شو.

د ایت په شروع کښې د میراث د نزول نه مخکښې د وصیت للوالدين والاقربین حکم وو قیل وجوبا وقیل استحبابا... قال الله تعالى «يا ايها الذين امنوا اذا جاء احدكم الموت ان ترک خيرا الوصية للوالدين والاقربین بالمعروف الایة» بیا د ایت میراث د نزول سره دا حکم منسوخ شو. هم دا مضمون د ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکورہ فی الباب کښې دې.

۱. تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۶۲۶۰)، وقد أخرجه: سنن الدارمي للوصايا ۲۸ (۳۳۰۶) (حسن صحيح)

باب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ

د وارث دپاره د وصيت كولو بيان

[۲۸۷۰] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِلْوَارِثِ".

د ابوامامه رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې د نبی صلی الله علیه و آله نه مې اوریدلی دی چې فرماییل ئې د الله تعالی هریو حقدار ته دهغه حق ورکړې دې اود وارث دپاره وصیت نشته.

﴿ سمعت ابا امامة رضى الله تعالى عنه يقول سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله يقول الخ ﴾

د وصیت متعلق بعض ضروری مسائل سره د اختلاف ائمه د وړاندې باب نه مخکې باب کښې تیر شوې دی چې په هغې کښې مسئله الباب هم ده.

والحديث أخرجه الترمذی وابن ماجه قاله المنذرى

باب مُخَالَطَةِ الْيَتِيمِ فِي الطَّعَامِ

د یتیم د خوراک سره د خپل خوراک د شریکولو بیان

[۲۸۷۱] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ سُورَةَ الْأَنْعَامِ آيَةً ٥٢ وَإِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا سُورَةُ النِّسَاءِ آيَةً ١٠، الْآيَةُ، أَنْ يَطْلُقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَّابِهِ مِنْ شَرَّابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضُلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيُحْبِسُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ آيَةً ٢٢، فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ وَشَرَّابَهُمْ بِشَرَّابِهِ.

د ابن عباس رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې كله الله تعالى دا ایت : «ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتي هي احسن» نازل كړو اودویم دا ایت چې خوك دیتیمانو مال په ظلم سره خوري نو پخپلو خیتو کښې اور اچوي اونزدې ده چې داخلې دوزخ ته لاړ شي، نودكومو خلقو سره چې یتیمانان اوسیدل هغوی ددوی خوراک دخپل خوراک نه جدا کړو نوچه كله به دیتیم مال دخورلونه پاتې شو نو هغه به ساتلې شو تردې پورې چې پخپله به ئې اوخورو یا دا چې بوئی به ئې اوکړو دا کار خلقوته گران شو هغوی د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شول اوعرض ئې اوکړو: «ويسألونك عن اليتامى قل إصلاح لهم خير وإن تخالطوهم فإخوانكم» نازل شو، ددې نه پس خلقو ددوی سره شریک خوراک خښاک شروع کړو.

﴿ عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال لما انزل الله عزوجل ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي احسن وان الذين ياكلون اموال اليتامى ظلما الآية الخ ﴾

د حديث مضمون واضح دې چې په شروع کښې داسې وه چې د کومو خلقو په ذمه

۱: سنن الترمذی/الوصایا ۵ (۲۱۲۰)، سنن ابن ماجه/الوصایا ۶ (۲۷۱۳)، (تحفة الأشراف: ۱۸۸۲)، وقد أخرجه: مسند

احمد (۲۶۷/۵)، ویاتی هذا الحديث برقم: ۳۵۶۵ (حسن صحيح)

۲: سنن النسائي/الوصایا ۱۰ (۳۶۹۹)، (تحفة الأشراف: ۵۵۶۹) (حسن)

دارئ کښې به یتیمانو ماشومانو پرورش موندلو او د هغوی د مالونو متولی وو نو هغوی به د هغه یتیمو ماشومانو خوراک د خپل خوراک سره شرکت کښې تیارولو چه په هغې کښې د یتامی فائده وه نو هر کله چه دا دواړه آیتونه کوم چه په روایت کښې دی نازل شونو هغه اولیاء احتیاطا داسې او کړل چه د هغه یتیمانو د خوراک ځکاګ انتظام ئې مستقل بیل شروع کړو، د خلط بین الطعامین نه د بچ کیدو دپاره، ئې چه کله ځانله خوراک شروع کړو نو اوس به اکثر په هغه خوراک کښې بچ کیدله نو یا خو به هغه بچ کیدونکې خوراک هغه یتیمانو خوړلو او یا به خرابیدو، دا صورت حال په هغوی باندې گران شو او رسول الله ﷺ ته ئې د دې ذکر او کړو په دې باندې دویم آیت کریمه نازل شو کوم چه په حدیث کښې ذکر کړې شوې دې، په دې باندې حسب سابق هغه صحابه کرامو ﷺ د خوراک په باره کښې عمل شروع کړو. (والحدیث اخرجہ النسائی، قاله المنذری)

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ

د یتیم د پرورش کونکي دپاره د یتیم د مال نه څومره خوړل جائز دی؟

ولی الیتیم یعنی وصی او متولی، حاصل ترجمه ئې دا ده چه آیا د یتیم متولی د مال یتیم د نگرانئ او د خدمت اجرت او وظیفه اخستلې شی که نه؟

[۲۸۷۲] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَعْنَى الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ عِوَالِي يَتِيمٌ، قَالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَادِرٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ».

عمرو بن شعيب دخپل پلار نه او هغه دده دنيکه نه روايت کوي چه يو سړې نبی ﷺ ته راغې او عرض ئې او کړو چه زه فقيريم زما سره هيڅ نشته ليکن زما سره يو یتيم دې راوي وائی نبی ﷺ او فرمائيل ددې یتيم د مال نه خوره خوفصول خرچي مه کوه او د ضرورت مطابق او بغير ددي ويرې نه چه دې به لوي شي او بغير ددي ارادي نه چه مال دهغه نه وتروړلې شي. (قال: فکل من مال یتیمک غیر مسرف ولا مبادر ولا متأثل)

شرح الحديث:

په ترجمه الباب والا مسئله کښې رسول الله ﷺ يو سړی او فرمائيل چه او په دې صورت کښې د یتيم د مال نه حق الخدمت اخستلې شی په دې حال کښې چه اسراف کونکې نه وی او نه تیزی کونکې وی او نه سرمایه جمع کونکې وی.

دا اشاره ده د دې آیت کریمه د مضمون طرف ته، (ولا تاكلوها اسرافا وبدارا ان یکبروا) د "بدارا" مطلب چه د هغې نه منع کولې شی دا دې چه هغه د یتيم متولی زر زر د یتيم مال خرچ کړی د یتيم د بالغ کیدو نه مخکښ، ځکه چه د هغه د بالغ کیدو نه پس خو تولیة ختمیږی، "متأثل" ای غیر متخل منه اصل مال، دا د ائله نه دې، ائله الشئ اصله یعنی داسې نه دی کیدل پکار چه د یتيم مال لره د خپل ځان دپاره ذخیره او راس المال جوړ کړې شی.

(۱) سنن النسائي الوصايا ۱۰ (۳۶۹۸)، سنن ابن ماجه الوصايا ۹ (۲۷۱۸)، (تحفة الأشراف: ۸۶۸۱)، وقد أخرجته: مسند أحمد (۲۱۶، ۱۸۶۲) (حسن صحيح)

چه صرف حق الخدمت واخستلې شی او په شرح کښې د دې تفسیر داسې کړې شوې دې چه هغه متولی د یتیم په مال کښې تجارت اوکړی او د هغه د راس المال نه ئې اوگتې او د یتیم د بالغ کیدو نه پس ربح خپله ساتلو سره صرف راس المال ورکړی. (والحدیث اخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى)

باب مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ الْيَتِيمُ

د یتیم توب د عمر د حد بیان

[۲۸۷۳] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدِينِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَالِدٍ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ رُقَيْشٍ، أَنَّهُ سَمِعَ شُوحَا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَمِنْ خَالِهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَحْمَدَ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتِمُّ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتٍ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ.

علي بن ابی حمزه د نبی ﷺ نه روایت کوی چه د نبی ﷺ نه مې یاد کړي ووجه فرمائيلي ئې وو نشته یتیم توب پس د احتلام نه اونه خاموشی شته پوره ورځ ترشپې پوري. (لا يتم بعد احتلام، ولا صمات يوم الى الليل)

علي بن ابی حمزه فرمائی چه ماته د رسول الله ﷺ دا حدیث ښه یاد دې چه د هغې ترجمه دا ده چه د احتلام نه پس یتیم، یتیم نه پاتې کیږي بلکه په هغه باندې د بالغین احکام جاری کیږي، او گویا د ولی تولیت د هغه نه لرې شی، هغه خپله د خان او د خپل مال ذمه دار وی. او دویم خبره کومه چه ماته د رسول الله ﷺ نه محفوظ ده؟ دا ده چه د سحر نه ماښام پوري خاموش پاتې کیدل یعنی صوم سکوت دا په سلام کښې نشته (لانه من عبادة الجاهلية) بلکه د اسلام تعلیم خودا دې چه ذکر الله او کلمه الخیر په ژبي سره اوئيلي شی.

باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ

د یتیم د مال په خوړلو باندې د وعید بیان

په حدیث الباب کښې ناحق د یتیم مال خوراک لره په اووه کبائر چه هلاکونکی دی شمار کړې شوي دی.

[۲۸۷۴] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرٍ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُفَوِّقَاتِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشُّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَدْ كُنْتَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغَيْثِ سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطْعِمٍ.

د ابوهريره د نبی ﷺ نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائيلي دی خان بچ وساتئ دا وه هلاکونکو گناهونونه عرض اوکړې شو چه هغه کوم گناهونه دی وئې فرمائيل شريك

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۶۰) (صحیح)

(۲): صحيح البخاري/الروايات ۲۳ (۲۷۶۶)، والطب ۴۸ (۵۷۶۴)، والحدود ۴۴ (۶۸۵۷)، صحيح مسلم/الإيمان ۳۸ (۸۹)،

سنن النسائي/الروايات ۱۱ (۳۷۰۱)، (تحفة الأشراف: ۱۲۹۱۵) (صحیح)

جوړول دالله تعالى سره، اوسحرکول، اووژل دهغه نفس دي کوم چه الله تعالى حرام کړي دي مگر په حق، اوخوړل دسود دي، اوخوړل دمال دیتیم، او په جهاد کښي د کافرو د مقابلي نه تستیدل او تهمت وئیل په پاکو او نیکو ښځو باندې چه ناخبره وي او مومناني وي.

شرح الحديث:

﴿ اجتنبوا السبع الموبقات الخ ﴾ تولى يوم الزحف، د زحف نه مراد قتال او جنگ، يعنى د جنگ نه تيخته کول. ﴿ وقذف المحصنات الغافلات ﴾ يعنى په پاکدامنو او ناخبره (ساده) زنانو باندې د زنا تهمت لگول، او په روستو روايت کښي داسې دى يا رسول الله ﷺ ما الکبائر؟ قال هن تسع فذكر معناه ﴿ وعقوق الوالدين المسلمين، واستحلال البيت الحرام قبلتكم احياء وامواتا ﴾ په دې حديث کښي د کبائرو تعداد رسول الله ﷺ نهه خودلې دي، د تيرو اووه نه علاوه د دوه نورو اضافه ده، عقوق الوالدين، او د کعبه الله استحلال يعنى د حرمت سپکاوي، کوم خيزونه چه په هغې کښي حرام کړي شوي دي د هغې نه نه بنديدل، وړاندې په روايت کښي دى چه هغه کعبه کومه چه ستاسو قبله ده د ژوندو دپاره هم او د مړو دپاره هم، پس په ژوند کښي انسان هغې طرف ته مخ کولو سره مونځ کوي، او د مرگ نه پس د مړي مخ لره هغې طرف ته متوجه کوي.

په گناهونو کښي د صغائرو او کبائرو بحث:

په دې حديث کښي يو خو دا خبره معلومه شوه د گناهونو تقسيم، يعنى بعض گناهونه د شارع په نزد صغيره دي او بعض کبيره دي، دويم خيز د هغې تعداد، د جمهورو علماء کرامو رائي خو دا ده چه گناه په دوه قسمه ده صغائر او کبائر، او بعض علماء کرام د دې تقسيم قائل نه دي، هغوى وائي چه د الله رب العالمين احکم الحاکمين هره يوه نافرمانی کبيره گناه ده، خو د قرآن کریم او احاديثو د ظاهر نه د جمهورو د مسلک تائيد کيږي، او په حد د کبيره يعنى د دې په تعريف کښي د علماء کرامو اقوال مختلف دي، فقيل الکبيره هي الموجبة للحد، وقيل ما يلحق الوعيد بصاحبه بنص الكتاب او سنة، يعنى د کومې گناه په باره کښي چه په قرآن او حديث کښي څه وعيد راغلي وي، وقيل كل ذنب ادخل صاحبه النار وغير ذلك الى آخر ما فى البذل.

دويم خيز په حديث کښي تعداد د کبائرو دي، په رومبي حديث کښي اووه او په دويم حديث کښي نهه بيان کړي شوي دي د دې نه علاوه هم په احاديثو کښي نور کبائر ذکر کړي شوي دي پس ابن عباس رضی الله عنه فرمائي ﴿ كل ما نهى الله تعالى عنه فهو كبيرة ﴾ او د هغوى نه تپوس او کړي شوي وو چه آيا کبائر نهه دي نو هغوى او فرمايل هي الى سبعين يعنى د هغې تعداد اويا ته رسيږي او په يو روايت کښي د هغوى نه د اووه سوه لفظ دي.

علماء کرامو د کبائرو په نوم باندې مستقل تصنيفات هم کړي دي لکه الکبائر د امام ذهبي رحمه الله، الصغائر والكبائر لابن نجيم، الزواجر لابن حجر الهيتمي، الکبائر لابن عبد الوهاب (حديث ابوهريره رضى الله تعالى عنه اخرجه البخارى ومسلم والنسائي وحديث عمير رضى الله تعالى عنه اخرجه النسائي قاله المنذرى)

[۲۸۷۵] (۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَوْزْجَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانٍ، حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكِبَابُ؟ فَقَالَ: "هُنَّ تِسْعٌ"، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ زَادَ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمِينَ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قَبْلَكُمْ أَحْيَاءَ وَأَمْوَاتًا.

عبيد بن عمير دخپل پلار عميرنه کوم چه صحابي دې روايت کوي يو کس د نبی ﷺ نه پوښتنه او کړه چه اي د الله رسوله لوڼي گناهونه کوم کوم دي؟ نبی ﷺ او فرمايل هغه نښه دي او د تير شوي حديث په شان روايت ئې بيان کړو مگر د دې اضافي سره چه نافرمانی کول د مور او پلار چه مسلمانان وي او دکعبې دعزت خيال نه ساتل کوم چه دعزت والا کور دې او په مرگ او ژوند کښې ستاسو قبله ده.

بَاب مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكُفْنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ

د کفن کپړه د مړي په مال کښې داخل ده

او په بعض نسخو کښې «من راس المال» يعنی د مړي د کفن تعلق د پوره مال سره دې، که پوره ترکه په دې کښې خرچ شی نو خرچ دې شی، لهذا کفن به مقدم وی په وصيت او ميراث په ټولو باندې، هم په دې سره د دې باب مناسبت هم د کتاب الوصية سره ظاهر شو.

[۲۸۷۶] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَلَمْ تَكُنْ لَهُ إِلَّا امْرَأَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رَجُلًا، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الرَّذْخِ".

د خباب نه روايت دې فرمائي چه مصعب بن عميره داحد په ورځ باندي شهيد شوي وو اوديوڅادر نه علاوه ورسره هيڅ نه وو كله چه به مونږ دده سر پټولو نو خپي به ئې ښکاره شوي او چه خپي به موپټي کړي نوسر به ئې ښکاره شونږي ﷺ چه دا اوليدل نووڼي فرمائيل چه سر ئې پټ کړئ او په خپو باندي ئې سرگړې واچوئ.

«عن خباب رضي الله تعالى عنه قال: مصعب بن عمير قتل يوم احد ولم يكن له الامرة الخ»

د «قال» فاعل ضمير مرفوع دې کوم چه خباب ته راجع دې، او مصعب په تركيب کښې مبتداء او قتل د دې خبر دې، خباب ﷺ فرمائي چه مصعب بن عمير ﷺ په احد کښې په دې حال کښې شهيد کړي شو چه هغوی سره سوا د يو ورئ د څادر نه علاوه هيڅ هم نه وو، او هغه هم داسي وو چه که مونږ د هغوی سر پټولو نو د هغوی خپي ښکاره کيدې، او که خپي مو ورله پټولې نو سر ئې ښکاره کيدو، رسول الله ﷺ او فرمائيل چه دا د سر طرف ته کړئ، او په خپو ورته د سرگړې پانږې واچوئ.

(والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي، قاله المنذري)

۱: سنن النسائي للمحاربة ۳ (۱۷/۴۰) (وعنده: ۴۴: ۴۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۸۹۵) (حسن)
 ۲: صحيح البخاري للجائز ۲۷ (۱۲۷۶)، مناقب الأنصار ۴۵ (۳۸۹۷)، المغازي ۱۷ (۴۰۴۵)، ۲۶ (۴۰۸۲)، الرقاق ۷ (۶۴۳۲)، ۱۶ (۶۴۴۸)، صحيح مسلم للجائز ۱۳ (۹۴۰)، سنن الترمذي للمناقب ۵۴ (۳۸۵۳)، سنن النسائي للجائز ۴۰ (۱۹۰۴)، (تحفة الأشراف: ۳۵۱۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۰۹/۵، ۱۱۲، ۳۹۵/۶) (صحيح)

باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهَبُ لَمْ يُوصَى لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثَهَا

که چېرې یو څیز هبه کړی او بیا ورته د میراث یا د وصیت په ذریعه باندې ملاوښی

[۲۸۷۷] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بَرِيدَةَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: "كُنْتُ تُصَدِّقْتُ عَلَى أُمِّي بَوْلِيدَةً وَإِنَّمَا مَاتَتْ وَتَرَكْتُ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ، قَالَ: قَدْ وَجِبَ أَجْرُكِ وَرَجَعْتَ إِلَيْكَ فِي الْمِيرَاثِ، قَالَتْ: وَإِنَّمَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفِيْجُزُّ أَوْ يَقْضَى عَنْهَا أَنْ أُحْجَّ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ."

د بريدۀ رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چې يوه ښځه د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضره شوه او ونيې ونييل ماخپلې مور ته يوه وينځه هبه کړې وه او هغه وفات شوه او دغه وينځه تري پاتې شوه نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل ستادپاره اجر واجب شو او وينځه درته هم واپس شوه په ميراث کښې هغې او ونييل مورچه مې مړه کيده نو د يوې مياشتې د روژو قضائې په ذمه باندې وه نو ايازه دهغې د طرف نه قضائې روژې او نيسم نو ونيې فرمائيل ضرور ئې ونيسه، عرض ئې او کړو زما مور حج هم نه وو کړې نو ايازه دهغې د طرف نه حج کولې شم؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائيل هو (دهغې د طرف نه حج وکړه).

شرح الحديث:

قوله: (عن عبد الله بن بريدة عن أبيه رضي الله عنه ان امرأة اتت رسول الله صلی الله علیه و آله وقالت كنت تصدقت على امي بوليدة الخ): يعنى يو زنانه د رسول الله صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضره شوه او هغه عرض او کړو چې زما د مور انتقال شوې دې او ما هغې ته په ژوند باندې يو وينځه هبه کړې وه او اوس هغې هغه وينځه په ميراث کښې پريخودله، يعنى آيا هغه زه اخستلې شم؟ نو رسول الله صلی الله علیه و آله اجازت ورکړو او وې فرمائيل ستا اجر په خپل ځانې قائم دې او هغه تا ته په ميراث کښې واپس شوه. د جمهورو مسلک دا دې چې صدقه کړې شوې مال که د ميراث په طور راشي نو هغې لره اخستل جائز دى، د بعض علماء کرامو په دې کښې اختلاف دې هغوى وائي چې د هغې د اخستلو نه پس صدقه کول ضرورى دى. (بذل)

بيا هم هغه زنانه دا سوال هم او کړو چې زما د مور په ذمه د يوې مياشتې روژې هم دى نو آيا دا كافى ده چې د هغوى د طرف نه روژه او نيسم؟ هغوى او فرمائيل: او..... او بيا هم دا سوال د حج په باره کښې وړاندې ذکر دې.

دا مسئله چې په عباداتو کښې نيابت جارى کيدې شى يا نه بالتفصيل کتاب الصوم او حج کښې تيره شوې ده. (والحديث اخرجه مسلم والترمذى والنسائى وابن ماجة قاله المنذرى)

باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ

د کوم څيز د وقف کولو بيان

ذکر د وقف کښې د معنفينو طرز عمل:

دا باب د وقف سره متعلق دې کوم چې مصنف د کتاب الوصية په ضمن کښې راوړې دې.

امام بخاری رحمہ اللہ هم داسې کړې دی، او امام ترمذی رحمہ اللہ د وقف باب د ابواب الاحکام په ضمن کښې اخستلې دي، او امام نسائي مستقل کتاب (کتاب الاحباس) په عنوان قائمولو باندې د هغې د لاندې ډیر ابواب ذکر کړې دي او د هغې نه روستو نې متصل کتاب الوصایا ذکر کړې دي.

د وقف په حقیقت کښې د امام صاحب رحمہ اللہ او د جمهورو اختلاف:

د دې نه پس په دې باندې خان پوهول پکار دی چه د وقف حقیقت کښې د امام صاحب رحمہ اللہ او د صاحبینو رحمہم اللہ اختلاف دي، او کوم مسلک چه د صاحبینو دي هم هغه د ائمه ثلاثه دي. د وقف لغوی معنی د حبس ده او شرعا د دې تعریف داسې دي: (حبس العين علی ملک الواقف والتصدق بالمنفعة) یعنی اصل خیز لره په خپل ملکیت باندې باقی ساتلو سره د هغې منافع صدقه کول، په یو کس باندې یا په یو جماعت باندې، که هغه فقراء وی یا اغنیاء، دا تعریف د امام ابوحنیفه رحمہ اللہ په نزد دي او د صاحبینو په نزد د دې تعریف دا دي: حبس العين علی ملک الله تعالی والتصدق بمنفعتها..... یعنی د یو انسان خپل یو خیز لره د الله پاک ملکیت منلو سره د هغې د منفعت صدقه کول، د امام صاحب رحمہ اللہ په نزد د واقف ملکیت وقف کړې شوي خیز باقی پاتې کیږي او د صاحبینو په نزد هغه خیز د مالک د ملکیت نه خارج شي، او بله دا چه وقف د امام صاحب په نزد جائز دي لازم نه دي په مثل د عاریه دي. د واقف په حیات کښې هغه خیز د هغه په ملک کښې وی او د هغه د وفات نه پس ملک د ورثه شي بحيث بیاع و یوهب، وکذا جاز رجوع الواقف عن الوقف فی حیاته مع الکراهة... او د صاحبینو په نزد د واقف د پاره ابطال د وقف جائز نه دي بلکه هغه لازمیری، هم دغه شان په دې کښې میراث هم نه جاری کیږي وعليه الفتوى (الدر المختار) د جمهور علماء کرامو او ائمه ثلاث مسلک هم دا دي.

[۲۸۷۸] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، رَوَاهُ مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، رَوَاهُ مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَرِينٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ: "إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا، فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يَبَاغُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرَّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَزَادَ عَنْ بَشِيرٍ، وَالضَّيْفِ لَمْ أَتَّفَقُوا إِلَّا جَنَاءَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مَتَمَوْلٍ فِيهِ"، زَادَ عَنْ بَشِيرٍ قَالَ: وَقَالَ مُحَمَّدٌ: غَيْرَ مَتَأْتِلٍ مَالًا.

د عمر رضي الله عنه نه روایت دي فرماني چه عمر رضي الله عنه ته په خیبر کښې زمکه ملاوشي وه هغه د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شو او عرض نې او کړوای د الله رسوله ماته یوه زمکه ملاوشي ده چه دهغې نه ښه مال چري ماته نه دي ملاوشي په دې باره کښې ستاسو څه رای ده؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل که چري خوښه دي وي نو ددي اصل پرېږده او ددي نفع صدقه

(۱): صحيح البخاري للشروط ۱۹ (۲۷۳۷)، والوصايا ۲۲ (۲۷۶۴)، ۲۸ (۲۷۷۲)، ۳۲ (۲۷۷۷)، صحيح مسلم للوصايا ۴ (۱۶۳۲)، سنن الترمذي للأحكام ۳۶ (۱۳۷۵)، سنن النسائي للإحباس ۱ (۳۶۲۹)، سنن ابن ماجه للصداقات ۴ (۲۳۹۶)، (تحفة الأشراف: ۷۷۴۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵۵/۲) (۱۲۵) (صحيح)

کړه عمر رضي الله عنه په دې باندې عمل او کړو چه اصل زمکه به نه خرڅولې شي اونه به هبه کولې شي اونه به په وراثت کښې تقسيمولې شي اوددې نه به فقيران اومسکينان فائده حاصله وي اوهمدارنگي غلامان او مجاهدين مسافر اوميلمانه به ددې نه فائدي اخلي اوڅوک چه دوقف خيز اختيارمندوي نو هغه دي دي لره په مناسب طريقې سره استعمالوي اوپه خپلو غريبانانو ملگرو دي اوخوړوي داسې چه ددې نه مال جمع کونکي نه وي.

﴿عن ابن عمر رضي الله عنه قال اصاب عمر رضي الله عنه ارضا بخير فاتي النبي صلى الله عليه وسلم الخ﴾

مضمون د حديث (وقف د عمر):

مصنف په دې باب کښې دوه احاديث ذکر کړې دي د دواړو تعلق د عمر رضي الله عنه د وقف سره دې چا چه په خپلو دواړو زمکو ثمنغ او صرمة ابن الاكوع د رسول الله صلى الله عليه وسلم د مشورې نه پس وقف کړې وې. په دې دواړو کښې رومي حديث خولې مختصر دې او په دويم مفصل چه په هغې کښې پوره وقف نامه يعنې کتاب الوقف ذکر دې، په رومي حديث کښې مضمون دا دې: عمر رضي الله عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم ته عرض اوکړو چه ما يو داسې زمکه حاصله کړې ده چه د هغې نه زيات نفيس مال ماته کله هم نه دې حاصل شوي، نو زه په دې څه اوکړم او څنگه ئې صدقه کړم په دې کښې ستاسو څه حکم دې؟ رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرماييل چه که ته غواړې نو اصل زمکه اوساته او د هغې منافع صدقه کړه، پس عمر رضي الله عنه د رسول الله صلى الله عليه وسلم د فرمان مطابق د هغې تصدق اوکړو په دې شرط سره ﴿لا يباع اصلها ولا يوهب ولا يورث﴾ چه اصل زمکه به نه خرڅولې شي او نه به په ميراث کښې ورکولې شي، وړاندې د موقوف عليهم بيان دې ﴿للفقراء والقريبى والرقاب فى سبيل الله﴾ د قريبي نه مراد يا خود واقف خپلوان دي، او کيدې شي چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم خپلوان مراد وي او د رقاب نه مراد فک رقاب يعنې د غلامانو آزادول وي او د مکاتيبينو قرض ادا کول دي. ﴿لا جناح على من وليها ان ياكل منها بالمعروف﴾ يعنې دمتولی د وقف دپاره دا جائز دې چه د دې نه په معتاد او معروفې طريقې نه منتفع شي او پخپل دوست باندې هم اوخړوي، خو دا دې نه وي چه په هغې کښې د خپل ځان دپاره کيخودلو سره جمع کړي، گويا صرف د عادت مطابق د اتفاق اجازت دې دجمع نه. ﴿غير متائل مالا﴾ متائل د ائله ه اخستلې شوې دې ائله اصلې خيز ته وئيلې شي قال امرئ القيس ﴿وقد يدرك المجد المولل امثالى﴾ يعنې د وقف مال لره دې راس المال نه جوړوي.

د دې روايت نه په ظاهره دا نه معلومېږي چه په دې وقف کښې دا معلومېږي چه په دې وقف کښې دا شرطونه ﴿لا يباع ولا يوهب﴾ وغيره د عمر رضي الله عنه د طرف نه وو، او د بخاري د بعض روايتونو نه معلومېږي چه د دې شرطونو هدايت خپله رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر رضي الله عنه ته کړې وو، د حافظ د کلام نه معلومېږي چه د دې شرطونو مرفوعا ثابت کيدل زيات صحيح دي ځکه چه د رفع والا روايت اتم او زيات واضح دې او صاحب تخفة الاخوذى ۵۲۲/۴ د روايتينو تعارض ليکلو نه پس دا توجيه کړې ده چه په دې دواړو کښې جمع په دې طريقه باندې ممکنه ده چه په کوم روايت کښې دا شرطونه د عمر طرف ته منسوب دي هغه روايتونه روستو دي اول خپله رسول الله صلى الله عليه وسلم د هغه شرطونو هدايت فرمايلې وو بيا عمر رضي الله عنه د رسول

الله ﷻ د حکم په تعميل کښې هغه شرطونه اولیکل.
دا دې او نه وئیلې شی چه دا حدیث د وقف په سلسله کښې د جمهورو او د صاحبینو موافق دې ځکه چه په دې کښې د « لا بیع ولا یوهب ولا یورث » وضاحت دې جمهور علماء کرام هم د وقف په باره کښې هم دا وائی او دا په دې وجه چه دا حدیث په دې خبره باندې دال نه دې چه دا امور د وقف په حقیقت کښې داخل دی. هذا ما یخطر ببالی فلیستل... والله تعالی اعلم. (والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة قاله المنذری)

[۲۸۷۹] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ صَدَقَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: نَسَخَهَا إِلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا مَا كَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ عُمَرُ فِي ثَمَغٍ فَقَصَّ مِنْ خَبْرِهِ نَحْوَ حَدِيثِ نَافِعٍ قَالَ: غَيْرُ مَتَأْتِلٍ مَا لَا فَمَاعًا عَنْهُ مِنْ ثَمَرِهِ فَهُوَ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ، قَالَ: وَسَأَقِ الْقِصَّةَ قَالَ: وَإِنْ شَاءَ وَلِيٌّ ثَمَغٍ اشْتَرَى مِنْ ثَمَرِهِ رَقِيقًا لِعَمَلِهِ وَكَتَبَ مُعَيَّقِيبَ وَشَهِدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ عَبْدُ اللَّهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ، أَنْ ثَمَغًا، وَصَرْمَةً بَنَ الْأَكْوَعِ، وَالْعَبْدَ الَّذِي فِيهِ، وَالْمِائَةَ سَكْمِ الثِّيِّ بِخَيْرٍ، وَرَقِيقَهُ الَّذِي فِيهِ، وَالْمِائَةَ الَّتِي أَطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَادِي تَلِيهِ حَفْصَةُ مَا عَاشَتْ، ثُمَّ يَلِيهِ ذُو الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا أَنْ لَا يَبَاعَ وَلَا يُشْتَرَى بِنَفَقَةٍ حَيْثُ رَأَى مِنَ السَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ وَذَوِي الْقُرْبَى وَلَا حَرَجَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ أَكَلَتْ أَوْ اشْتَرَى رَقِيقًا مِنْهُ.

دیحی بن سعیدنه روایت دې وائی چه عبد الحمید بن عبد الله بن عمر بن الخطاب زما دپاره لیکلې وو «بسم الله الرحمن الرحيم» دا هغه کتاب دې کوم چه عبد الله بن عمر رضی الله عنہ لیکلې وو دسمع په باره کښې سمع دهغه مال یا باغ نوم دې کوم چه عمر رضی الله عنہ په مدینه کښې یابه خیبر کښې وقف کړې دې اوبیا ئې حدیث بیان کړو دپورتنی روایت په شان یعنی مال جمع کولو والا به نه وی او کومه میوه چه ددې نه راپریوځي نو هغه دفقیرانو دپاره ده اود سوال کونکو دپاره اودنه سوال کونکو دپاره، اوددې نه پس ئې قصه بیان کړه که چرې دسمع متولي او غواری نو هغه ددې دمیو و دقیمت په بدل کښې غلام اغستلی شي (دباغ دخدمت دپاره) معیقیب لیکل او کړل عبد الله بن ارقم شهادت او کړو، چه دا دهغه وصیت تحریر دې کوم چه دالله دبنده عمر وو که چرې ماته څه حادثه

پېښه شي نو ثمع او صرمه بن اکوع او هلته چه کوم غلامان دي اوسل حصې دي په دغه علاقه کښې کوم چه خیبر ته نزد پروت دې دغه ټول ماته نبی صلی الله علیه و آله راکړي وو ددې ټولو متولي بن حفصه پاتې شي ترڅو چه ژوندې وي ددې نه پس چه څوک په دوی کښې صاحب الراي وي هغه به متولي وي په دې شرط چه دامال به نه شی خرڅولې اونه اخستلې او چرته چه مناسب ښکاره شي نو سوال کونکو او محرومو او ریشته دارو باندې دي ئې خرڅ کړي او څوک چه دوقف مال متولي وي نو ددې دپاره هیڅ قسم خرج نشته چه ددې نه خورال او کړي یا تري چاله ورکړی یا ددې دامدن نه ددې وقف مال حفاظت او کړي او دخدمت دپاره غلام وغیره واخلي.

(۱) تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۵۸۹) (صحیح)

«عن يحيى بن سعيد عن صدقة عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال نسخها عبد الحميد ابن عبد الله بن عبد الله بن عمر بن الخطاب بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما كتب عبد الله عمر في ثمغ، فقصر من خبره نحو حديث نافع قال غير متائل ما لافما عفا عنه من ثمره فهو للسائل والمحروم»

د کتاب الوقف شرح:

يحيى بن سعيد روايت كوي د عمر رضي الله عنه د وقف په باره كښې چه هغه وقف نامه ئې ماته ليكلې راكړه يعنې د هغې نقل د عبد الله بن عمر رضي الله عنه نمسې عبد الحميد، وړاندې د هغه كتاب الوقف (وقف نامې) عبارت دې. په دې عبارت كښې عمر، عبد الله نه بدل واقع شوې دې. ترجمه به دا وي دا هغه خيز دې كوم لله چه د الله بنده عمر ليكي د ثمغ په باره كښ، وړاندې مصنف د حوالي په طور وائي چه بيا يحيى بن سعيد رضي الله عنه وړاندې د وقف په سلسله كښې هم دغه شان ذكر كړل لكه چه د دې نه مخكښې د نافع په روايت كښې راغلې وو او د يحيى په روايت كښې غير متائل مالا دې، بيا په دې روايت كښې كوم چه د تير شوي روايت نه زيات دې لره روايت كوي او هغه دا دې چه هغه هم په دې ذكر كړې شوې مصارفو كښې د خرج كولو نه پس بچ شي نو د هغې په ميوو كښې خو د سائل او محروم ټولو دپاره دې. (قال وساق القصة) يعنې راوي نور هم څه بيان كړل، دغه شان هلته وائي چرته چه اختصار كول مقصود وي لكه چه الی اخره وئيلې شي وړاندې دا دې چه كه د ثمغ متولى غواړي نو د هغه زمكې په امدنئ كښې د زمكې د خدمت او كار دپاره غلام اخستلې شي. (وكتب معقيب وشهد عبدالله بن الارقم) يعنې دې وقف نامې لره ليكونكې معقيب دې رضي الله عنه گواه عبدالله بن الارقم دې، د ليك په آخر كښې لكه چه څنگه كاتب خپل نوم ليكي دا هم هغه دې، معقيب د عمر رضي الله عنه خزانچي او منشي وو.

«بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما اوصى به عبدالله عمر امير المؤمنين ان حدث به حدث ان ثمغا وصرمة بن الاكوع الخ»: په ظاهره (۱) دا د وقف نامې اصل او مسلسل عبارت دې، پورته چونكه مصنف د وقف نامې عبارت شروع كولو سره اختلاف د رواياتو بيانولو هلته پوره عبارت نه شورا تلې په دې وجه دلته هغه پوره عبارت نقل دې (هذا ما فهمت والله تعالى اعلم) صرمة ابن الاكوع هم د ثمغ په شان د زمكې نوم دې. (۲)

«والمائة التي اطعمه محمد صلى الله عليه وسلم بالوادي» يعنې او هغه سل حصې (هغه هم په وقف كښې شاملو) كومي چه ماته يعنې عمر رضي الله عنه ته رسول الله صلى الله عليه وسلم راكړې وې په وادي كښ، د وادي نه مراد وادي القراي ده كومه چه د مدينې او د تبوك تر مينځه ده.

«تليه حفصة ما عاشت» يعنې د هغه وقف توليت به زما د لور حفصة رضي الله عنها دپاره وي ترڅو چه هغه ژوندئ وي بيا د هغې په خاندان كښې چه څوك د رائي خاوند وي.

(۱) د دې د ليكلو ضرورت په دې وجه راپېښ شو چه دلته په عبارت كښې په ظاهره تكرار محسوسېږي.

(۲) او صرمة بن قيس د ابو انصاري صحابي رضي الله عنه نوم دې كوم چه د كتاب الصوم په شروع كښې تير شوي دي، او د دې نه مخكښې ابواب الاذان (احيلت الصلاة ثلاثة احوال) د لاندې فتذكر.

باب مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ

د مړي د طرف نه د ایصال ثواب د پاره د صدقې ورکولو بیان

[۲۸۸۰] (۱) حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَدِّنُ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرَاهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ أَشْيَاءٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ".

ابوهريره رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چې نبی عليه السلام فرمائيلى دى كله چه يو انسان مړ شي نودده عمل منقطع كيږي ليكن درې عملونه داسي دي دكومو چه اجر نه منقطع كيږي يو صدقه جاريه ده اودويم هغه علم دي دكوم نه چه خلق فائده واخلي اوبل نيك اولاد كوم چه دمور او پلار دپاره دعا غواړي.

شرح الحديث:

قوله: (إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ أَشْيَاءٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ): يعنى د انسان په مرگ باندې د هغه ټول عملونه منقطع شي هم دغه شان د ثواب سلسله ئې هم منقطع شي په انقطاع د عمل سره، خو په هغې كښې رسول الله عليه السلام د درې عملونو استثناء اوفرماييله چه هتله به سلسله د ثواب په انقطاع د عمل سره نه منقطع كيږي. ۱: صدقه جاريه يعنى داسې صدقه چه د هغې نفع په خلقو كښې جاري وي لكه اوقاف. ۲: داسې علم چه د هغې نه خلق فائده اخلي لكه تعليم او تصنيف، قال التاج السبكي التصنيف اقوى من التعليم لطول بقائه. ۳: نيك ولد كوم چه د خپل پلار دپاره دعا كوي، د صالح نه مراد مومن دي كما قال ابن حجر مكى، زمونږ يو استاد به فرمايل مولانا امير احمد كاندهلوى رحمته الله چه د (يدعو له) قيد احترازي نه دي اتفاقي دي ځكه چه د انسان مومن اولاد د هغه دپاره هسې هم صدقه وي كه دعا كوي او كه نه كوي.

مصنف رحمته الله ترجمه قائم كړه صدقه عن الميت، په دې كښې د ايصال ثواب برانې موتي مسئله ده (۲) په دې باندې كلام په كتاب الزكوة باب فى فضل سقى الماء كښې تير شوي دي، په دې مسئله باندې دلته په بذل كښې هم تفصيلي كلام كړې شوي دي كه څوك كتل غواړي او دې گوري. (والحديث اخرجه مسلم والترمذى والنسائى قاله المنذرى)

باب مَا جَاءَ فِي مَاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ، يُتَصَدَّقُ عَنْهُ

بيان دهغه كس چه بغير وصيت نه وفات شي دهغه د طرف نه صدقه څوكول څنګه دي؟

[۲۸۸۱] (۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: "يَا

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۴۰۲۶)، وقد أخرجه: صحيح مسلم للوصايا ۳ (۱۶۳۱)، سنن الترمذي للأحكام ۳۱ (۱۳۷۶)، سنن النسائي للوصايا ۸ (۳۸۱)، مسند احمد (۳۱۷۲، ۳۵۰، ۳۷۲) (صحيح)

(۲) دردير ۱۰/۲ الشرح الكبير ج ۱ (۴۲۳/۱)

(۳): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۸۸۳)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للوصايا ۱۴ (۲۹۶۰)، صحيح مسلم للزكاة ۱۵ (۱۰۰۴)، الوصية ۲ (۱۶۳۰)، سنن النسائي للوصايا ۷ (۳۶۷۹)، سنن ابن ماجه للوصايا ۸ (۲۷۱۷)، موطا امام

رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي افْتَلَتَتْ نَفْسَهَا وَلَوْلَا ذَلِكَ لَتَصَدَّقْتُ وَأَعْطَيْتُ أَفِيْزُهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ فَتَصَدَّقْ عَنْهَا".

دام المومنين عائشي رضي الله عنها نه روايت دي چه يوې زبانه دنبي عليه السلام په خدمت كښې عرض او كړو زما مور په ناخاپي مرگ باندې مړه شوه كه چرې ناخاپه نه وې مړه شوي نو د الله په لار كښې به په څه وركړې وو ايا زه دهغې د طرف نه صدقه او كړم او هغې ته به اجر ملا وشي؟ نبي عليه السلام او فرمائيل هو، ته دهغې د طرف نه صدقه كوه.

[۲۸۸۲] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تَوَقَّيْتُ أَفِيْزُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنْ لِيْ مَخْرَفًا وَإِلَى الشَّهْدِكِ أُمِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

د ابن عباس رضي الله عنهما نه مروي دي چه يو كس دنبي عليه السلام په خدمت كښې حاضر شو او عرض ئې او كړو چه اې د الله رسوله زما مور وفات شوي ده كه چرې زه دهغې د طرف نه صدقه او كړم نو ايا هني ته به ثواب اورسيږي؟ نبي عليه السلام او فرمائيل ضرور يعنې د صدقې ثواب ورته رسيږي دي بس عرض او كړو چه زما سره يو باغ دي اوزه تاگواه كوم چه دغه باغ ما دخپلې مور د طرف نه صدقه كړو.

ترجمه او حديث الباب ظاهر دي چه تشرېح ته نه دي محتاج.
(حديث عائشة رضي الله عنها اخرجه النسائي وابن ماجة، وحديث ابن عباس رضي الله عنهما اخرجه البخاري والترمذي والنسائي، قاله المنذري)

باب مَا جَاءَ فِي وَصِيَّةِ الْحَرَبِيِّ يُسْلِمُ وَلِيَّهُ أَيْلُزْمُهُ أَنْ يُنْفِذَهَا

مسلمان دي د مړ كافر وصيت نه پوره كوي

يعنې كه يو كافر يو وصيت كولو سره مړ شي او حال دا چه د هغه وارث مسلمان شي نو آيا په دي صورت كښې به دي مسلمان وارث باندې دا لازم دي چه د دي كافر پلار وصيت پوره كړي.

د دي سوال جواب دا دي چه په هغه باندې د وصيت پوره كول لازم نه دي لكه چه د حديث الباب نه په فهم كښې راځي حديث الباب دا دي.

[۲۸۸۳] (۱) حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَرْزُبٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ عَمْرُو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ الْعَاصَ بْنَ أَبِي أَوْسَى أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنَهُ هِشَامَ خُمْسِينَ رَقَبَةً، فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرُو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخُمْسِينَ الْبَاقِيَةَ، فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي أَوْسَى يُعْتِقُ مِائَةَ رَقَبَةٍ، وَإِنْ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خُمْسِينَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خُمْسُونَ رَقَبَةً، أَفَأَعْتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ

مالك للأقضية ٤١ (٥٣)، مسند احمد (٥١/٦) (صحيح)

١: صحيح البخاري للوصايا ٢٠ (٢٧٧٠)، سنن الترمذي للزكاة ٣٣ (٦٦٩)، سنن النسائي للوصايا ٨ (٣٨٥)، تحفة الأشراف: (٦١٦٣)، وقد أخرجه: مسند احمد (٣٧٠/١) (صحيح)

٢: تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ٨٦٧٩)، وقد أخرجه: مسند احمد (١٨١/٢) (حسن)

تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ حُجِّتُمْ عَنْهُ، بَلَّغَهُ ذَلِكَ.

عمرو بن شعیب دخپل پلار نه اوهغه دده دنيکه نه روايت کوي فرمائي چه عاص بن وائل وصيت کړې وو چه زما دطرف نه به سل غلامان ازاد کړي نودده ځوي هشام پنځوس غلامان ازاد کړل دده بل ځوي عمرو غوښتل چه داباقي پاتې پنځوس دې ازاد کړي. نووې وئيل يوځل به دنبي ﷺ نه تپوس کوم دنبي ﷺ په خدمت کښې حاضر شو اوعرض ئې اوکړو اې دالله رسوله زما پلار دسلو غلامانو په ازادولو باندې وصيت کړې وو هشام دهغه دطرف نه پنځوس ازاد کړل او پنځوس پرې باقي دي ايا داباقي پاتې پنځوس زه ازاد کړم؟ نبي ﷺ اوفرمايل که چرې ستاسو پلار مسلمان وې نو تاسو به دهغه دطرف نه غلامان ازاد کړې وې يا خيرات به موکړې وې اويا به مو دهغه دطرف نه حج کړې وې نوبيا ورته اجر ملاويدو.

(ان العاص بن وائل اوصى ان يعتق عنه مئة رقبة فاعتق ابنه هشام خمسين رقبة الخ)

يعنى عاص بن وائل چه کافر وو هغه اسلام قبول نه کړو اگر چه هغه د اسلام زمانه موندلې ده، هغه دا وصيت اوکړو چه دهغه د طرف نه سل غلامان ازاد کړې شي، نو دهغه يو ځوي هشام بن العاص رضی الله عنه خو پنځوس غلامان ازاد کړل او دهغه دويم ځوي عمرو بن العاص هم اراده اوکړه د باقي پنځوسو د آزادولو، نو هغه سوچ اوکړو چه اول دې د رسول الله ﷺ نه تپوس اوکړې شي، پس د رسول الله ﷺ په خدمت کښې راتلو سره هغوى تپوس اوکړو او دهغوى په خدمت کښې ئې دخپل پلار د وصيت ذکر اوکړو او دا چه زما ورور خو پنځوس د هغه د طرف نه ازاد کړل نو آيا باقي پنځوس زه دهغه د طرف نه ازاد کړم، رسول الله ﷺ اوفرمايل که ستا پلار مسلمان وې او بيا تاسو دهغه د طرف نه غلام ازاد کړې وې يا صدقه کړې وې يا مو دهغه د طرف نه حج کړې وې نو بيا خو به دهغې ثواب هغه ته ملاويدو (خو په موجوده صورت کښې ازادول بيکاره دي،) (اوگوري اسلام څومره لوڼې نعمت دې چه دهغې د وجې نه د مرگ نه پس هم مړى ته فوائد رسولي کيدې شي.) فالحمد لله الذى هدانا للاسلام

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غَرْمًا وَهُوَ يَرْفُقُ بِالْوَارِثِ

څوک چه د قرض د بوج سره مړ شي او مال ترې پاتې شوي وي

نود قرض دارو نه به د وارث دپاره مهلت اخستلې شي

يعنى که يو انسان په داسې حال کښې مړ شي چه دهغه په ذمه باندې قرض وي او هغه دومره مال پريخودلو سره هم مړى شي چه په هغې سره قرض ادا کيدې شو نو دهغه د قرض غوښتونکو نه دې مهلت طلب کړې شي او د وارث سره دې د نرمي معامله اوکړې شي. دا ترجمه خو يا په طريقه د استفهام ده، په تقدير د همزه استفهام او احتمال په دې کښې د

(مشکوٰة شريف د نصف اول دا آخرى حديث دې چه دهغې نسبت په هغې کښې صرف ابوداؤد ته دي)

خبر هم دي (بذل)

[۲۸۸۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ شُعَيْبَ بْنَ إِسْحَاقَ حَدَّثَهُمْ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ تُوْفِيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسَقَّارَ جُلٍّ مِنْ يَهُودٍ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ، فَأَتَى فَوَلَّمَهُ جَابِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ ثَغْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ فَأَتَى عَلَيْهِ، وَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْظُرَهُ فَأَتَى، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

جابر بن عبدالله نه روایت دي فرمائی چه زما پلار وفات شو او دیرش وسقه قرض نی پریخودلی وو چه دیویهودی وو جابر ددغه یهودی نه مهلت او غوښتو نو هغه انکار او کړو جابر نی علی السلام ته او وئیل چه دی یهودی ته زما دپاره سفارش او کړه نوبی عليه السلام راغی او دیویهودی سره نی خبره کوله په دی باغ کښی چه خومره کجوری دی دادخپل قرض په بدل کښی واخله ده بیا هم انکار او کړو بیانی عليه السلام یهودی ته او وئیل چه جابر ته مهلت ورکړه ده بیا هم انکار او کړو راوی ددی نه پس پوره حدیث بیان کړو.

«عن جابر بن عبد الله انه اخبره ان اباة توفى وترك عليه ثلاثين وسقا لرجل من يهود الخ»

د حدیث دین جابر رضی الله عنه شرح:

دی حدیث ته دین جابر رضی الله عنه وائی، د هغوی د قرض قصه په روایتونو کښی مشهوره ده په بخاری کښی دا حدیث په ډیرو ځایونو کښی دی، په کتاب البیوع، کتاب الصلح، کتاب الاستقراض، کتاب الهبة، کتاب الوصایا، علامات النبوة او الضیافة وغیره، کښی هم دغه شان په نسائی کښی هم بالتفصیل په ډیرو طرقو سره راغلی دی، چه د هغی خلاصه دا ده چه د جابر رضی الله عنه پلار عبدالله بن عمرو بن حرام رضی الله عنه د احد په جنگ کښی شهید شوې وو او د هغوی په ذمه لکه چه د ابوداؤد په دی روایت کښی دی د یو یهودی دیرش وسقه کجوری وې. حضرت په بذل کښی لیکلی دی چه د بخاری وغیره د روایت نه معلومیری چه د هغوی قرض غوښتونکی ډیر وو لهذا د ابوداؤد د روایت مطلب به دا اخستلی شی چه په هغه غرماء کښی دیرش وسقه کجوری صرف د یو قرض غوښتونکی وې او د نورو قرض غوښتونکو چه کوم په ده باندې قرضونه وو هغه ددی نه علاوه وو غرض دا چه جابر رضی الله عنه اول خو د خپل پلار د قرض غوښتونکو سره د قرض د معاف کولو خبره او کړه چه دا قرض پریخودلی شی، چه کله هغوی دا او نه منله نو بیا هغوی استنظار یعنی مهلت طلب کړو، چه کله هغوی د دی نه هم انکار او کړو نو بیا د رسول الله صلی الله علیه و آله په خدمت کښی حاضر شو او هغوی ته ئې عرض او کړو چه تاسو لږ سفارش او کړئ رسول الله صلی الله علیه و آله هغه قرض غوښتونکو ته د هغوی دپاره سفارش او کړو، هغوی بیا هم او نه منله، جابر رضی الله عنه فرمائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله ماته او فرمائیل لاړ شه باغ ته او کجوری راوشوکوه او هر قسم کجوری ځانله ځانله جمع کړه. یعنی هغه دی گډې وډې نه کړې شی او کله چه ته دا ټول کار او کړې نو بیا

(۱) صحیح البخاری/البیوع ۵۱ (۲۱۲۷)، الاستقراض ۸ (۲۳۹۵)، ۹ (۲۳۹۶)، ۱۸ (۲۴۰۵)، الهبة ۲۱ (۲۶۰۱)، الصلح ۱۳ (۲۷۰۹)، الوصایا ۳۶ (۲۷۸۱)، المناقب ۲۵ (۳۵۸۰)، المغازی ۱۸ (۴۰۵۳)، سنن النسائی/الوصایا ۴ (۳۶۷۰)، سنن ابن ماجه/المصلقات ۲۰ (۲۴۳۴)، (تحفة الأشراف: ۳۱۲۶) (صحیح)

ماته خبر را کړه، جابر رضی الله عنه فرمائی چه ما هم داسې او کړل او د کهجورو ډیری لگولو نه پس مې رسول الله صلی الله علیه و آله ته خبر ورکړو، رسول الله صلی الله علیه و آله تشریف راوړو او په هغې ډیرو کښې په یو ډیری باندې کیناستلو او وې فرمائیل چه دې خلقو ته په ناپ ناپ سره کهجورې ورکول شروع کړه. هغه فرمائی ما هم هغه شان او کړل او رسول الله صلی الله علیه و آله د برکت دعاء فرمائیل تردې چه د ټولو حق پورا ادا شو او زما د کهجورو حال دا وو چه گویا د هغې نه بالکل څه هم نه دی اخستلې شوې، په یو روایت کښې دی چه مونږ دا گنډله چه زمونږ د باغ په څو کاله فصلونو باندې به دا قرض ادا شی، خو هغه د یو کال په فصل باندې ادا شو، او په روایت کښې دی چه زمونږ دوه باغونه وو یو وړوکې او یو لوڼې، او دا ټول قرض په یو وړوکې باغ باندې ادا شو. (حتی وینا جمیع حقہ من اصغر الحقیقتین) او په یو روایت کښې دا هم دی چه کله د ټولو حقوق ادا شو نو رسول الله صلی الله علیه و آله جابر رضی الله عنه ته او فرمائیل چه لاړ شی ابوبکر او عمر رضی الله عنہما ته هم د دې خبر ورکړه، هغوی فرمائی چه ما هغوی ته هم د دې خبر ورکړو هغوی دواړو او فرمائیل چه مونږ د مخکښې نه پوهه وو چه هرکله رسول الله صلی الله علیه و آله پخپله باغ ته تشریف اوړی نو بیا به هم داسې کیږي، دا د رسول الله صلی الله علیه و آله ښکاره معجزه وه هم په دې وجه امام بخاری رحمہ اللہ دا په علامات النبوة کښې هم ذکر کړې ده. صلی الله تعالی علی سیدنا محمد واله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا.

(والحدیث اخرجه البخاری والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری. وفي البذل والحدیث بتمامه مذکور فی البخاری ومسلم وغيرهما آه قلت لم اجدہ فی صحیح مسلم ولعله سبق قلم، والصواب بدله والنسائی فلیحرر)

کتاب الفرائض

د الله تعالی د مقرر کړې شوو حصو (میراث) بیان

باب مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ

د علم میراث د زده کولو د فضیلت بیان

[۲۸۸۵] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ وَمَا يَسُوِي ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلُ آيَةِ مُحْكَمَةٍ، أَوْ سُنَّةُ قَائِمَةٍ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ".

عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلې دي: د دین ضروري علم د درې څیزونو دي او ددې نه علاوه ضروري نه دی یو آیات محکمات دي کوم چه منسوخ نه وي، او بل صحیح حدیث او بل د علم فرائض مسائل د کوم په ذریعه چه د ترکي صحیح تقسیم کیدي شي.

(العلم ثلاثة وما سوى ذلك فهو فضل آية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة)

شرح الحديث:

يعني علوم شرعيه معتبره درې دي. او د هغې نه علاوه چه کوم دی هغه د ضرورت نه زیاتي

(۱) سنن ابن ماجه للمقدمه ۸ (۵۴)، (تحفة الأشراف: ۸۸۷۶) (ضعیف)

او غیر ضروری دی وړاندې د هغه دریو بیان دي. ۱: آیات محکمه: یعنی غیر منسوخه یا صریحه چه د تاویل احتمال نه لری. ۲: احادیث صحیحه ثابته ۳: فریضه عادله د فریضه نه مراد خو هغه احکام او اصول دی چه د هغې نه تقسیم بین الورثة په عدل سره یعنی پوره پوره کیدې شی او دا خبره د علم الفرائض نه حاصلیږی او دویم احتمال دا دي چه د دي نه مراد مطلق هغه فرائض او احکام دی چه په هغې باندې عمل واجب دي، او د عادله نه مراد مساویه، یعنی هغه احکام مستنبطه چه مساوی او موافق وی «ما یوخذ من الکتاب والسنة» والله تعالی اعلم، فیه اشاره الی الاجماع والقیاس، لهذا په دي حدیث کښې د خلورو وارو ادله شرعیه کتاب وسنة وجماع وقیاس ذکر راغلو (۱) د دي حدیث په شرح کښې دا دواړه احتمالات د بذل او فتح الودود په حوالې سره لیکلې شوي دي، امام ترمذی د کتاب الفرائض په شروع کښې د «باب فی تعلیم الفرائض» د لاندې دا حدیث ذکر کړې دي «عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فاني مقبوض وفي هامشه عن مجمع البحار قيل اي علم الميراث ولا دليل عليه والظاهر ما فرض الله تعالى ويمكن ان يراد سننا صادرة منه مشتملة على الاوامر والنواهي، اي تعلموا الكتاب والسنة»

باب فی الکلالة

د کلاله بیان

کلاله د جمهورو په نزد هغه مړې دي چه هغه پلار او بچي پریخودلو سره مړ نه شی یعنی د هغه نه پلار وی او نه خوښي، او په دي کښې دا هم وئیلې شوې دي هغه وارثان چه په هغوی کښې د مړې پلار او خوښي نه وی، دا دواړه خو تقریبا یو دي، وقیل من لا والد له فقط وهو قول عمر رضی الله عنه او من له ا ولد ل فقط.

[۲۸۸۶] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدَرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: مَرَّضْتُ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، هُوَ أَبُو بَكْرٍ مَا شَيْئِينَ وَقَدْ أَعْمَى عَلَى فَلَمْ أَكَلِمَهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَبَّهُ عَلَى فَاغْتَسْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي وَلِي أَخَوَاتٌ؟ قَالَ: "فَزَلْتُ آيَةَ الْمَوَارِيثِ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ سُورَةُ النِّسَاءِ آيَةُ ۷." الکلاله سورة النساء آية ۷.

۱: زما تقرير د ابوداؤد په يو کاپي کښې داسي ملاؤ شو: علوم شرعيه معتبره درې دي: ۱: آیات صریحه محکمه. ۲: احادیث صحیحه ثابته ۳: هغه احکام او فرائض کوم چه د قسمین اولین نه ماخوذ او مستنبط وی. (اشاره الی القیاس والاجماع) العادله یعنی برابر یعنی دا احکام او فرائض مستنبط په معتبر کیدو او واجب العمل کیدو کښې برابر دي د قسمین اولین، خو د مصنف مراد دا معنی نه ده بلکه دویمه معنه ئې مراد ده هغه دا چه د فریضه عادله نه مراد هغه احکام او اصول دي چه د هغې نه عدل بین الورثة فی الحصص المعینه حاصل شی، او دا خبره د علم الفرائض نه حاصلیږی. وهذا المعنی هم المطابق لفرض المصنف لمعنی والعدالة علی الاول العادلة ای المستویة فی الحجة وعلی الثاني بمعنی العادلة فی القسمة

۲: صحیح البخاري/تفسیر النساء ۲۷ (۴۶۰۵)، المرضي ۵ (۵۶۵۱)، الفرائض ۱۳ (۶۷۴۳)، صحیح مسلم للفرائض ۲ (۱۶۱۶)، سنن الترمذی للفرائض ۷ (۲۰۹۷)، سنن ابن ماجه للفرائض ۵ (۲۷۲۸)، تحفة الأشراف: ۳۰۲۸، وقد أخرجه: سنن الدارمي للطهارة ۵۶ (۷۶۰) (صحیح)

د جابر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه زه یوخل سخت بیمار شوم نونبی عليه السلام په خپله او ابوبکرهم ورسره اوزمادعیادت دپاره پیدل راغلل ماورسره دبی هوشی په وجه خبرې ونکړي نبي عليه السلام اودس وکړو او په ماني اوبه وارولي نو زه په هوش کښې شوم اوعرض مې وکړو چه اي دالله رسوله زه دخپل مال سره څه وکړم اوزماخویندې هم شته؟ نو په دې وخت کښې د میراث آیت نازل شو: «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ».

﴿انه سمع جابرا رضی الله تعالی عنه یقول مرضت فأتانی رسول الله ﷺ یارسول الله ﷺ کیف اصنع فی مالی ولی اخوات قال فنزلت ایه المیراث﴾

په وصیت کښې د حدیث جابر رضي الله عنه مضمون:

په دې باب کښې مصنف رحمته الله علیه د جابر رضي الله عنه حدیث ذکر کړو چه په هغې کښې هغوی دا فرمائی چه یوخل زه بیمار شوم نو رسول الله ﷺ زما تپوس ته راغلو نو زه هغه وخت بیهوشه اوم د رسول الله ﷺ سره مې خبرې اونکړې شوې، رسول الله ﷺ اودس اوفرمانیلو او د اودس نه پیچ شوې اوبه یا غساله، (وبالاخیر جزم الحافظ فی الفتح کما فی هامش البذل) نې په ما باندې چرکاؤ کړې چه هغې سره زه په هوش کښې راغلم. هغه وخت ما هغوی ته عرض اوکړو چه یا رسول الله ﷺ زه په خپل مال کښې څه اوکړم؟ (یعنی که وصیت کول غواړم نو کولې شم) او زما په وارثانو کښې صرف زما خویندې دی، هغوی فرمائی چه په دې باندې آیت میراث نازل شو (د آیت دمیراث مصداق وړاندې مذکور دې) «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» او په بعض روایاتو کښې داسې دی: «فنزلت یوصیکم الله فی اولادکم» او امام بخاری رحمته الله علیه هم دې طرف ته اشاره فرمایلې ده چه د آیت المیراث نه مراد «یوصیکم الله» دې.

د جابر رضي الله عنه په باره کښې د کوم ایت نزول اوشو؟

بیا په دې باندې ځان پوهول پکار دی چه په دې باره کښې روایات مختلف دي چه د جابر رضي الله عنه په قصه کښې په دې دوه آیتونو کښې د کوم آیت کریمه نزول شوې دې. آیا هغه «یوصیکم الله فی اولادکم» دې کوم چه د سورة النساء په شروع کښې ذکر شوې دې او ډیر مفصل دې د تول وارثانو حصې په هغې کښې بیان کړې شوې دی. او د هغې په آخر کښې مجملا د کلاله ذکر هم دې، «وان کان رجل یورث کلاله او امرأة» او یا د دې مصداق «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» دې کوم چه د سورة النساء په آخر کښې ذکر شوې دې چه په هغې کښې د کلاله د حکم بیان واضحه ذکر کړې شوې دې چه هغې ته آیه الصیف هم وئیلې شی پس د بعض روایتونو نه معلومیږي چه د دې مصداق اول سورة والا آیت دې او د بعض نه معلومیږي چه د دې مصداق د سورة آخری آیت دې، خو د جابر رضي الله عنه د حال مناسب چونکه هغه کلاله و و قول ثاني دې، حافظ رحمته الله علیه فرمائی چه ابن العربی په دې سلسله کښې خپل شک ښکاره کولو سره آیت میراث ته ترجیح ورکړې ده یعنې «یوصیکم الله» بیا وړاندې حافظ خپله رائي لیکلې ده چه اولی دا ده چه داسې اوئیلې شی چه د جابر رضي الله عنه په قصه کښې د آیه الصیف نزول اوشو «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» او هم دغه شان

آية الميراث د (يوصيكم الله) آخری ټکړه چه په هغې کښې د کلاله ذکر مجملا دي دا دواړه خو د جابر رضي الله عنه په قصه کښې نازل شو او د آيت ميراث د شروع حصه دا د سعد بن الربيع د دوه خامنو په قصه کښې نازل شوه (من البذل) زه وایم د سعد بن الربيع متعلق آيت په را روان باب کښې راځي چه په هغې کښې داسې دي «عن جابر رضي الله عنه قال خرجنا مع رسول الله ﷺ جنا امرأة من الانصار فجاءت المرأة بائنتين فقلت يا رسول الله ﷺ هاتان بنتا ثابت بن قيس (قال ابو داود : اخطاء بشر فيه انما هما ابنتا سعد بن الربيع) وافي اخره وقال نزلت سورة النساء يوصيكم الله في اولادكم الآية (الحديث) (والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى)

باب مَنْ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ^(۱)

بیان دهغه چا چه صرف خوندې نې وي او خامن نې نه وي

په دې باب کښې مصنف رحمه الله د جابر رضي الله عنه حدیث ذکر کړو، ځکه چه په جابر رضي الله عنه باندې دا روایت صادق راځي «ليس له ولد وله اخوات» او «من ليس له ولد» هم دا کلاله دي (په یو قول باندې) لهذا رومې باب او دا باب دواړه د کلاله سره متعلق دي، فالفرق بين الترجمتين بقوله ههنا وله اخوات، وهذا ليس بملحوظ في الترجمة السابقة.

[۲۸۸۷] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الدَّسْتَوَائِي، عَنْ أَبِي الزَّيْنِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سِتْرٌ أَخَوَاتٍ فَدَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَقَّهَ فِي وَجْهِ فَأَقْبَحْتُ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَوْصِي لِأَخَوَاتِي بِالثَّلْثِ، قَالَ: أَحْسِنُ، قُلْتُ الشُّطْرُ، قَالَ: أَحْسِنُ، ثُمَّ غَرَجَ وَتَرَكَنِي فَقَالَ: يَا جَابِرُ لَا أَرَاكَ مَبْتَأَمِينَ وَجَعَكَ هَذَا، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ قَبْلَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ فَجَعَلَ لَهُنَّ الثَّلَاثِينَ، قَالَ: فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ: أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ سُورَةُ النِّسَاءِ آيَةُ ۱۷۶.

د جابر رضي الله عنه نه روایت دي فرمائي چه زه مريض شوم اوزما سره اوه خویندې وي نونې عليه السلام زما خواته راغي اوزما مخ ته نې پوکې او کړو نو زه په هوش کښې شوم ما او وئیل اي دالله رسوله ايادخپلوخویندودپاره دخپل مال په دريمه حصه باندې وصيت اونکرم؟ راته نې اوفرمائیل نيکي کوه ماو وئیل ايا په نيم مال باندې وصيت اونکرم نبی ﷺ اوفرمائیل نيکي کوه بيانيبی عليه السلام روان شو اوزه نې پريخودم اوونې فرمائیل اي جابره زما دخیال نې

(۱) تنبيه: مونږ د دې او د تير شوی باب ترمينځه د تکرار نه د بچ کيدو دپاره فرق اگر چه ښکاره کړو خو دا باب په بعض نسخو کښې بالکل شته دي نه، بلکه د تير شوی باب د لاتدي څلور احاديث ذکر کړي شوي دي. ۱: حدثنا احمد بن حنبل ۲: حدثنا عثمان بن ابي شيبة ۳: مسلم بن ابراهيم ۴: حدثنا منصور بن ابي مزاحم... کومې زمونږ د دې ترجمه ثانيه د لاتدي راوان دي، او څلور واړه روايات د ترجمه الباب مطابق دي. دويم اختلاف د نسخو دلته دا دي چه زمونږ په نسخه کښې د ترجمه ثانيه د لاتدي چه کوم دريم حديث دي حدثنا موسى بن اسمعيل او څلورم حدثنا مسدد او پنځم حدثنا ابن السرح، په بعض نسخو کښې دا حديث په راتلونکي باب يعنی «باب ما جاء في ميراث الصلب» د لاتدي ذکر کړي شوي دي او کيدل هم داسي پکار دي چه ددې درې واړه روايتونو زمونږ د ترجمه الباب «من كان ليس له ولد وله اخوات» سره هيڅ مناسبت نشته بلکه د هغې منافي دي.

(۲) نقله ده ليو دلود، (تحفة الأشراف: ۲۹۷۷)، وقد أخرجه: سنن النسائي / الكبرى (۶۳۲۵)، مسند احمد (۳۷۲/۳) (صحیح)

چه ته ددی بیماری نه نه مري او الله تعالى خپل کلام نازل کړې دې اوستاد خویندو حصه نه
 بنودلي ده ددې دپاره نه په درې حصو کښې دوه مقرر کړې دي راوي وائی چه جابره به وئیل
 دا ایت کریمه: «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» زما په باره کښې نازل شوې دې.
 (عن جابر رضي الله عنه قالت اشكت وعند سبع اخوات الا اوصي لاهواتي بالثلثين؟
 قال احسن قلت الشطر؟ قال احسن)

شرح الحديث:

د حديث د ظاهري الفاظو نه معلومېږي چه جابر رضي الله عنه د رسول الله ﷺ نه تپوس او کړو چه آيا
 زه د خپلو خویندو دپاره د دوو ثلثو وصيت او کړم؟ په دې رسول الله ﷺ او فرمائيل چه نه
 بلکه د خپلو خویندو سره احسان او کړه. هغوی عرض او کړو چه د نصف وصيت او کړم؟
 رسول الله ﷺ بيا هم هغه شان او فرمائيل احسن په دې حديث باندې په بادی الرأی
 کښې دوه اعتراضات کېږي اول دا چه د اخواتو دپاره وصيت چرته جائز دې هغوی خو
 وارثانې دي او د وارث دپاره وصيت نشته، دويم دا چه هغوی خو د ثلثينو د وصيت
 اجازت غوښتلو. رسول الله ﷺ او فرمائيل «احسن الى الاخوات» په دې باندې هغوی د
 نصف د وصيت اجازت طلب کړو، په دې کښې احسان الى الاخوات کوم څانې دې په دې
 کښې خو نور هم نقصان موندلې کېږي، د دې اشکال جواب دا دې چه اگر چه په باب د
 وصيت کښې لام په موصی له باندې داخلېږي خو دلته په «لاخوانی» کښې لام د صلی نه
 دې او په موصی له باندې نه دې داخل بلکه دا لام اجلیه دې یعنی «لاجل اخواني»، او
 مطلب دا دې چه زه چه تاسو نه د وصيت اجازت طلب کوم هغه د اخوات د موجود کیدو د
 وجې نه دې چونکه زما په وارثانو کښې زما خویندې موجود دي نو آيا د دوی په موجودگي
 کښې د ثلثين وصيت کولې شم، «فزال الاشکال بحذافيره کذا سمعنا من الاساتذه» بيا په
 وړاندې روايت کښې دی: چه رسول الله ﷺ جابر رضي الله عنه ته او فرمائيل زما دا خيال دې چه ته به
 په دې مرض کښې نه وفات کېږي.

نبيه: د جابر رضي الله عنه کلاله کيدل او بيا د محدثينو د هغوی روايت لره په باب الکلاله
 کښې ذکر کول د هغوی د هغه موجوده حالت په اعتبار سره دې کوم چه د سوال په وخت وو
 گینې چه روستو کله هغوی د دې مرض نه روغ شو نو واده نهې او کړو او اولاد نهې اوشو او
 تر دېرې زمانې پورې ژوندې وو تردې چه په ۷۳ هجري کښې وفات شو هغه وخت د هغوی
 عمر څلور نوی (۹۴) کلونه وو وهو آخر من مات بالمدينة من الصحابة (کذا فی التهذيب) والحديث
 أخرجه النسائي، قاله المنذري.

[۲۸۸۸] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَخْرَأَنِي
 نَزَلَتْ فِي الْكَلَالَةِ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ سُوْرَةُ النِّسَاءِ آيَةُ ۱۷.

دبراء بن عازب نه روايت دې د کلاله په باره کښې چه کوم اخري ایت نازل شوې دې هغه

(۱) صحيح البخاري/المغازي ۶۶ (۴۳۶)، والتفسير ۲۷ (۶۰۵)، ۳ (۶۵۶)، والفرانض ۱۴ (۶۷۴)، صحيح مسلم/الفرانض
 ۳ (۱۶۱۸)، (تحفة الأشراف: ۱۸۷۰)، وقد أخرجه: سنن الترمذي/تفسير سورة النساء ۲۷ (۴۳۶) (صحيح)

دادې: «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ»

«عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه قال: اخر آيت نزلت في الكلاله الخ»
نزلت..... د آيت صفت دې، يعنى آخرى آيت كريمه كوم چه د كلاله په باره كښې نازل شو هغه «يَسْتَفْتُونَكَ خ» دې، هم دې آيت كريمه ته آية الصيف ونيلې شى او كوم چه د سورة النساء په شروع كښې دې هغې ته آيت الشتاء ونيلې شى.
والحديث أخرجه البخارى ومسلم والنسائى قاله المنذرى

[۲۸۹۳] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنِي أَبُو حَسَّانٍ، عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، وَرَثَ أَخْتًا وَابْنَةً فَجَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا النِّصْفَ، وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَنَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ.

داسودبن يزيد رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه معاذبن - جيله خور اولورته ميراث په دې طريقه تقسيم كړو چه نيم مال ئې لور ته ملاؤ شو او نيم ئې خور ته، خكه چه خور د لور سره عصبه جوړيږي، (او هغه په يمن كښې وو، او د الله نبي صلی الله علیه و آله دغه وخت ژوندې وو.

[۲۸۹۱] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جِئْنَا امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْأَسْوَاقِ فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ بِابْنَتَيْنِ هَاتَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَاتَانِ ابْنَتَا ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ اسْتَفَاءَ عَنْهُمَا مَا لَهُمَا وَمِيرَاثُهُمَا كُلَّهُ فَلَمْ يَدَعْ لِهَاتَا مَالًا إِلَّا أَخَذَهُ، فَمَا تَرَى يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَوْلَ اللَّهِ لَا تَنْكَحَانِ أَبَدًا إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَقْضِي اللَّهُ فِي ذَلِكَ قَالَ: وَنَزَلَتْ سُورَةُ النَّسَاءِ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ سُورَةُ النَّسَاءِ آيَةُ الْإِيْمَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُوا إِلَى الْمَرْأَةِ وَصَاحِبِهَا، فَقَالَ: لِعَظْمَتَا الثَّلَاثِينَ، وَأَعْطَاهُمَا الثَّمَنَ، وَمَا بَقِيَ فَلَكَ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ بِشْرُ فِيهِ إِمَامُهُمَا ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ.

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه يوخل مونږد نبي صلی الله علیه و آله په ملگرتيا كښې روان وو تردې چه په اسواق مقام كښې د يوې ښځې سره ملا وشوهغې خپلې دوه لونړه راوستي او عرض ئې وكړو چه اې دالله رسوله داد ثابت بن قيس لونړه دې كوم چه ستاسره په غزوه احد كښې شهيد شوي وو ددوى تره ددوى نه ټول مال اور اسباب اوتروړل او دوى ته ئې هيڅ پرې نخودل اوس ستاسويدي باره كښې څه راي ده؟ په الله قسم ددوى ودونه هم نه شى. كيدي ترخوچه ددوى سره مال نه وى نبي عليه - السلام اوفرمايل چه الله تعالى به ددې فيصله او كړي ددې نه پس دا ايت كريمه: «يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ» نازل شو، نبي صلی الله علیه و آله دابښځه او ددې ليور راوغوښتونې عليه السلام ددغه جينكوتره ته اورفرمايل چه دوى ته په تركه كښې دوه ثلثه وركړه او مورته ئې اتمه حصه وركړه او كوم چه پاتې شي هغه ته واخله، ابوداود وائى چه دبشرنه په روايت كښې غلطې شوي ده په اصل كښې دغه جينكى دسعد بن ربيع لونړه وي او ثابت بن قيس په غرزوه يمامه كښې شهيد شوې وو.

۱: صحيح البخاري للفرائض ۶، ۱۲ (۶۷۳۴)، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۰۷)، وقد أخرجه: سنن اللؤلؤي للفرائض ۴ (۲۹۲۱) (صحيح)

۲: سنن الترمذي للفرائض ۳ (۲۰۹۲)، سنن ابن ماجه للفرائض ۲ (۲۷۲۰)، (تحفة الأشراف: ۲۳۶۵)، وقد أخرجه: مسند

احمد (۳۵۲/۳) (حسن)

(فجاءت المرأة بابتين لها فقالت يا رسول الله ﷺ)

د دې روايت ذکر مونږ سره په شروع کښې راغلې دې، مضمون د حديث دا دې چه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې د سعد بن الربيع بې بې خپلې دوه لونږه پيش کړې او عرض ئې اوکړو چه دا دواړه د سعد بن الربيع لونږه دي چه هغه تاسو ﷺ سره په جنگ احد کښې وو او شهيد شوې وو، ددوی دواړو تره ددوی ټول مال او ميراث په قبضه کښې واخستلو، اوس څه اوکړې شې، بغير د مال نه به د دوی نکاح څنگه کولې شې رسول الله ﷺ د هغه زنانه خبره اوریدو سره او فرمائيل چه الله پاک به د دې په باره کښې څه فيصله او فرمائي. په دې باندې بيا د ميراث آيت (يوصيكم الله في اولادکم) نازل شو، د دې آيت کریمه د نزول نه پس رسول الله ﷺ هغه زنانه لره او د هغې صاحب معامله راوغوښتل، او د هغوی د راتلونو نه پس هغوی د هغه جينکو تره ته او فرمائيل چه دوه ثلث د ميراث دې دواړو ته ورکړه او ثمن د هغوی مور ته، چه څه پاتې شې هغه ستا دی. والحديث أخرجه الترمذی. قاله المنذری.

[۲۸۹۲] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أُمَّرَأَةً سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ سَعْدًا هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَتَيْنِ وَسَاقَ نَحْوَهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا هُوَ أَصَحُّ.

د جابر بن عبد الله نه روايت دې فرمائي چه د سعد بن ربيع بنخه د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضره شوه او عرض ئې وکړو اي د الله رسوله سعد وفات شوي دي او دوه لونږه ئې پاتې شوي دي، اوباقی حديث ئې د تير حديث په شان بيان کړو. ابوداود وائی دا روايت کامل اودرست دې.

[۲۸۸۹] (۲) حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، عَنْ أَبِي اسْتَحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَسْتَفْتُونَكَ فِي الْكَلَالَةِ، فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قَالَ: "تَجْرِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ"، فَقُلْتُ لِأَبِي اسْتَحَاقَ: هُوَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَدْعُ وَلَدًا وَلَا وَلَدًا، قَالَ: كَذَلِكَ ظَنُّوا أَنَّهُ كَذَلِكَ.

د براء بن عازب رضی الله عنه نه روايت دې فرمائي تونک يوکس د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې اوکړو اي د الله رسوله په «يستفتونك في الكلالة» کښې د کلاله نه څه مراد دي؟ نبی ﷺ او فرمائيل ستا د پاره هغه ايت کافی دي کوم چه گرمئ کښې نازل شوې دي يعنی د سورة نساء ابتدائي ايت، راوي وائی ما ابواسحق ته او وئيل ايا کلاله هغه دي د چا د مرگ نه پس چه نه پلار وي اونه خوي نوونې فرمائيل هو، د خلقو هم داسې گمان دي چه هغه د غسې وه.

قوله: (حدثنا منصور بن أبي مزاحم.... عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال جاء رجل الى النبي ﷺ الخ): خطابي فرمائي چه الله پاک د کلاله په باره کښې دوه آيتونه نازل کړل يو د يخنئ په زمانه کښې او دا هغه ايت کریمه دي کوم چه د سورة النساء په شروع کښې دي چه په هغې کښې

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۲۳۶۵) (حسن).

(۲): صحيح مسلم/الفرائض ۲ عن عمر (۱۶۱۷)، سنن الترمذي/تفسير سورة النساء ۲۷ (۳۰۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۹۰۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۹۳/۴، ۲۹۵، ۳۰۱) (صحيح).

اجمال او ابهام دې بیا ئې دویم ایت کریمه نازل او فرمائیلو د گرمی په زمانه کښې او دا هغه دې چه د سورة النساء په آخر کښې دې چه په هغې کښې تفصیل او وضاحت دې په دې وجه رسول الله ﷺ دې سائل ته هم د دې آیه الصیف حواله ورکړه چه هغه اولوله ستا دپاره به کافی شی.

باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ

باب: د صلبی (حقیقی) اولاد د میراث بیان

[۲۸۹۰] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي قَبِيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرْحَبِيلٍ الْأَوْدِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَسَلَّمَ أَنْ بَيْنَ رِبْعَةٍ فَسَأَلَهَا، عَنْ ابْنَةِ وَأَبْنَةِ ابْنِ، وَأَخْتِ لِأَبٍ وَأُمٍّ، فَقَالَا لِابْنَتِهِ النِّصْفَ، وَلِلْأَخْتِ مِنَ الْأَبِ، وَالْأُمِّ النِّصْفَ، وَلِمِ يَوْثَا ابْنَةِ الْإِبْنِ شَيْئًا، وَأَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ فَإِنَّهُ سَيِّئًا بَعَثَا فَاتَاهُ الرَّجُلُ فَسَأَلَهُ وَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِمَا، فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتَ إِذَا وَمَا أَنَا وَلَكِنِّي سَأَفْضِي فِيهَا بِقَضَاءِ مِنَ الْمُهْتَدِينَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنَتِهِ النِّصْفَ، وَلِلْأَبْنَةِ الْإِبْنِ سَهْمَهُ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ، وَمَا يَقِي لِلْأَخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ.

دهزیل بن شرحبیل اودی نه روایت دې فرمائی چه یوکس ابوموسی اشعری او سلمان بن ربیعہ ته راغې اوتپوس ئې اوکړو په باره د یوې لور ابوی موسی اودخورزی نو دوی دواړو ورته اووئیل چه دلوردپاره نیم مال دې اودخور دپاره نیم دې اودنوسئ هیخ میراث نشته او ورته ئې اووئیل ابن مسعود ته هم ورشه هغه به درته هم داسې فتوی درکوي نوهغه سرې ابن مسعودیه ته ورغې هغه ورته اووئیل که چرې زه درته هم داسې جواب درکرم نوگمراه به شم اوپه هدایت به قائم پاتې نه شم لیکن ددې مسئلې متعلق به زه تاته هغه فتوی درکوم کوم چه نبی ﷺ فرمائیلی دی اوهغه داده چه دلور دپاره نیم اودنوسئ دپاره شپږمه حصه دثلاثینوپه مقدارباندې اوکوم چه پاتې شي هغه دحقیقی حورحصه ده ابوموسی وه چه دا واوریدل نووئې فرمائیل ترخوچه دغه عالم په تاسو کښې موجود وي نو زموږ نه دمستلوتپوس مه کوئ بلکه ددوی په فتوی باندې عمل کوئ.

مضمون الحديث:

یو سرې ابو موسی اشعری ﷺ ته کوم چه هغه وخت د عثمان رضی الله عنه د طرف نه د کوفې امیر وو او د سلمان ربیعہ سره (چه د کوفې قاضی وو) راغلو او هغه د دې دواړو د فرائضو دا مسئله اوتپوسله چه یو سرې وفات شو او هغه یوه لور او یو نمسئ او یو حقیقی خور پریخودله دې دواړو دا فیصله اوفرمائیله چه نیم میراث د لور دپاره دې « لقله تعالی ان كانت واحدة فلها النصف » او نیمه د خور دپاره او نمسئ ته ئې هیخ هم ورنکړل او هغه دواړو هغه سائل ته دا هم اوفرمائیل چه ابن مسعود رضی الله عنه ته هم لار شه هغه به هم د دې مسئلې موافقت فرمائی، دا سائل د هغوی خدمت ته راغلو او د هغوی دواړو فیصله ئې ورته واوروله، هغوی اوفرمائیل « لقله ضللت اذا ما انا من المهتدين » چه که زه فیصله

۱: صحیح البخاری للفرائض ۸ (۶۷۳۶)، سنن الترمذی للفرائض ۴ (۲۰۹۳)، سنن ابن ماجه للفرائض ۲ (۲۷۲۱)، (تحفه الأکبر المجلد ۹، ۹۵۹۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۸۹/۱، ۴۲۸، ۴۴۰، ۴۶۳)، سنن الدارمی للفرائض ۷ (۲۹۳۲) (صحیح)

او کړم نو زه به د نیغې لارې نه گمراه شم، او بیا هغوی فیصله دا اوکړه چه نیمه د لور دپاره ده او شپږمه حصه د نمسې دپاره (تکملة للثلثین) اوباقی یعنی ثلث د خور دپاره.

د (تکملة للثلثین) مطلب باندې سراجی لوستونکی (طالبان) پوهیږی چه د هغې حاصل دا دي چه په قرآن کریم کښې تصریح ده د دې خبرې چه که لور یوه وی نو د هغې دپاره نیم دي او که د یوې نه زیاتې وی نو بیا د هغوی حصه دوه ثلثه ده (لقوله تعالی فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترک) دلته چونکه بنت یوه وه د کتاب الله د تصریح مطابق نصف خود هغې شو او چونکه بنت الابن هم بنت ده خو لږه بعیده په دې وجه بنت ته د نصف ورکولو نه پس په ثلثین کښې چه کوم سدس باقی پاتې شوي وو هغه د دویمې درجې بنت ته ورکړې شو چه د مجموعه بنات حصه پوره دوه ثلثه شی او د دواړو آیتونوپه مضمون باندې عمل راشی هم دامطلب دي د (تکملة للثلثین). والحديث اخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجة بنحوه، قاله المنذری.

باب فی الجدة

باب د نیا (دمور مور، یا د پلار مور) د میراث بیان

د جد نه مراد دلته د پلار مور او د مور مور دواړه مراد دی ځکه چه دواړه ذوی الفروض دی او د دواړو حصه هم یوه ده یعنی سدس، یعنی که په دواړو کښې یوه وی نو ځانله به شپږمه حصه اخلی او که دواړه وی نو په شپږمه حصه کښې به دواړه شریکې وی لکه چه په حدیث الباب کښې دی.

[۲۸۹۴] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَرِشَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ ذُوَيْبٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ: مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءٌ، وَمَا عَلِمْتُ لَكَ فِي سُنَّةِ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَرَجَعَنِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ النَّاسَ، فَقَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ فَقَالَ: مِثْلُ مَا قَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْقَذَهُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ: مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى شَيْءٌ، وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكَ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَاخِ، وَلَكِنْ هُوَ ذَلِكَ السُّدُسُ فَإِنْ اجْتَمَعْنَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَإِنَّمَا عَمِلْتُ بِهِ فَبُهِلْتُ.

قبيصه بن ذويب وائی چه د مری نیا (دمور مور) ابوبکر صدیق رضی الله عنه ته په میراث کښې دخپلې حصې معلومات دپاره راغله، نو هغوی او وئیل د الله تعالی په کتاب (قرآن پاک) کښې ستا هیڅ حصه نشته، او ماته د نبی کریم صلی الله علیه و آله په سنت کښې هم ستا دپاره راته څه معلوم نه دی، ته لاره شه زه به دخلقو نه تپوس کولو سره معلومه کړم تاته به او وائم، بیا هغوی دخلقو نه تپوس او کړو نو مغیره بن شعبه رضی الله عنه او وئیل چه زه د رسول الله صلی الله علیه و آله سره ووم، هغوی صلی الله علیه و آله هغې ته شپږمه حصه ورکړې وه، په دې باندې ابوبکر رضی الله عنه او وئیل: آیا تاسره بل هم څوک شته (چه هغه ددې معاملې نه خبروی؟) نو محمد بن سلمه رضی الله عنه پاسیدو او

(۱) سنن الترمذی / الفرائض ۱۰ (۲۱۰۱)، سنن ابن ماجة / الفرائض ۴ (۲۷۲۴)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۳۲، ۱۱۵۲۲)، وقد أخرجه: موطا امام مالك / الفرائض ۸ (۴)، مسند احمد (۲۲۵/۴) (ضعيف)

هغوی هم دغه خبره او کړه کومه چه مغیره رضی الله عنه کړې وه، نو ابوبکر رضی الله عنه دهغې دپاره دا خبره نافذ کړه، بیا د عمر رضی الله عنه په خلافت کښې نیا (د پلار مور) عمر رضی الله عنه ته راغله خپل میراث ئې غوښتلو، عمر رضی الله عنه او وئیل: د الله په کتاب (قرآن) کښې ستا د حصې ذکر نشته او مخکښې (د رسول الله صلی الله علیه و آله) او ابوبکر رضی الله عنه په زمانه کښې، چه کوم حکم شوې دې هغه د نیا (د مور مور) په معامله کښې شوې دې، زه دخپل طرفه په فرائضو (دمیراث په حصو) کښې څه نه شم زیاتولی، لیکن هم هغه شپږمه حصه ته هم واخله، که نیا (د مور مور) ئې هم وی نو تاسو دواړه (شپږمه حصه) تقسیم کړئ، او کومه یوه چه په تاسو کښې یواځې وی (یعنی صرف د مور مور وی یا صرف د پلار مور وی) نو هغې دپاره هم دغه شپږمه حصه ده.

توضیح الحديث

په دې ځان پوهول پکار دی چه ذوی الفروض یعنی هغه وارثان چه د هغوی حصې متعین دی هغوی دوه قسمونه دی اکثر خو هغه دی چه د هغوی د حصې وضاحت په کتاب الله کښې دې او بعض داسې دی چه د هغوی فرض او حصه د کتاب الله نه ده ثابت بلکه په حدیث کښې ده پس جده که ام الاب وی او که ام الام هم په دې دویم قسم کښې دی، پس په حدیث الباب کښې دی چه د یو مړی نیا د صدیق اکبر رضی الله عنه په خدمت کښې حاضره شوه د خپل میراث د طلب کولو دپاره، نو هغوی او فرمائیل «ما لک فی کتاب الله شی» یعنی په کتاب الله کښې ستا دپاره هیڅ حصه نه ده ذکر شوې او د یو حدیث نه هم ستا حصه ثابت ده که نه، دا زما په علم کښې نشته، خوزه به د دې په باره کښې د خلقو نه معلومات او کړم، د هغوی په سوال کولو باندې مغیره بن شعبه رضی الله عنه عرض او کړو چه زما مخکښې رسول الله صلی الله علیه و آله نیا ته شپږمه حصه ورکړې ده، او محمد بن مسلمه رضی الله عنه هم د هغوی تائید او فرمائیلو د دې دواړو صحابه کرامو په روایت باندې ابوبکر صدیق رضی الله عنه د دې حصې نفاذ او فرمائیلو بیا وړاندې په روایت کښې دی چه بیا د عمر رضی الله عنه په زمانه کښې هم د دې مړی آخری جده راغله او خپل میراث ئې طلب کړو نو هغوی او فرمائیل چه د جده صرف یو سدس دې که هغه ځانله وی نو ځانله دې واخلي، او که دوه وی (ام الاب او ام الام) نو هغه به پکښې مشترک وی.

د جده اطلاق چونکه په دواړو نیاگانو باندې کیږی او دواړو حکم هم یو دې په دې وجه دا به وئیلې شی چه که صدیق اکبر رضی الله عنه ته راتلونکې د دې مړی ام الاب وه نو فاروق اعظم رضی الله عنه ته راتلونکې به د هغه ام الام وی، او کیدې شی چه د دې عکس وی. والله تعالی اعلم. والحديث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى

[۲۸۹۵] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَبُو الْيُنَيْبِ الْعَتَكِيُّ، عَنْ ابْنِ بَرْنَدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهَا أُمٌّ".

دبریده څوي دخپل پلار نه روایت کوی چه نبی صلی الله علیه و آله دنیا دپاره شپږمه حصه مقرر کړې ده

خو کله چه ددې دپاسه مور نه وي.

باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْحَدِّ

د نیکه د میراث بیان

د جد نه مراد ابوالاب چه په ذوی الفروض کښې دې خو بالسنة نه بالکتاب، او د جد نه مراد ابوالام نه شی کیدی چه هغه ته جد فاسد وئیلې شی خکه چه هغه په ذوی الارحام کښې دې چه د هغه په وارث جوړیدو کښې اختلاف دې او د هغه باب وړاندې را روان دې، د نیکه میراث د نیا په شان سدس دې.

[۲۸۹۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَجُلًا أَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنَّ ابْنِ ابْنِي مَاتَ فَمَالِي مِنْ مِيرَاثِهِ، فَقَالَ: لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاَهُ، فَقَالَ: لَكَ سُدُسٌ آخَرُ فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاَهُ، فَقَالَ: إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ طُعْمَةٌ، قَالَ قَتَادَةُ: فَلَا يَذْرُونَ مَعَ أَبِي شَيْءٍ وَرَثَهُ قَالَ قَتَادَةُ: أَقَلَّ شَيْءٍ وَوَرِثَ الْحَدِّ السُّدُسُ".

د عمران بن حصین رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه یو سړې د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې اوکړو چه زما نمسې وفات شوې دې ایاز مادپاره دهغه په مال کښې څه حصه شته نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل ستاد پاره شپږمه حصه ده، هرکله چه روان شو نو واپس ئې راوغوښتو ورته ئې او فرمائیل ستاد پاره بل ثلث هم دې، هرکله چه دې بیاروان شو نو واپس ئې راوغوښتو ورته ئې او فرمائیل ستاد پاره بل ثلث تحفه ده قتاده وائی پته نه لگي چه په څه وجه ئې نیکه ته شپږمه حصه ورکړې ده قتاده وائی چه دنیکه په میراث کښې کم از کم شپږمه حصه ده.

«عن عمران بن حصين رضی الله عنه ان رجلا اتى النبي صلی الله علیه و آله الخ»

مضمون الحديث:

یو سړې د رسول الله صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شو، یعنی د مړ کیدونکی نیکه، هغه عرض اوکړو چه زما نمسې مړ شوې دې ما ته به د هغه څومره میراث ملاویرې، رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل سدس، چه کله هغه روان شو نو رسول الله صلی الله علیه و آله هغه راطلب کړو او وې فرمائیل ستا دپاره یو سدس بل دې، بیا چه کله هغه روان شو نو رسول الله صلی الله علیه و آله هغوی ته آواز اوکړو او وې فرمائیل چه دا دویم سدس ستا د معین حصې نه زیات دې د نیکه اصل حصه یعنی فرض خو سدس دې، او دلته سدس آخر چه کوم هغه ته ملاؤ شو هغه د تعصیب په طور باندې دې چه د هغې به په ظاهره شکل داسې وی چه مړ کیدونکی خپل نیکه پریخودلو او لوړو لره، د بنتین فرض دوه ثلثه دې نو باقی په یو ثلث کښې نصف یعنی سدس دا د نیکه حصه وه هغه رسول الله صلی الله علیه و آله هغه ته ورکړه، او بیا چه کوم سدس بیچ شو هغه هم رسول الله صلی الله علیه و آله هغه ته ورکړه، او په شروع کښې ورته پوره ثلث څکه ورنکړه چه هغه ته معلومه وی چه زما اصل فرض یو سدس دې.

(۱) سنن الترمذی للفرانض ۹ (۲۰۹۹)، (تحفة الأشراف: ۱۰۸۰۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۲۸۴، ۴۳۶) (ضعيف)

والحديث اخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى.

[۲۸۹۷] (۱) حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ: "أَيْكُمْ يَعْلَمُ مَا وَرَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدَّ، فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ: أَنَا وَرَثَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّدُسُ قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: لَا أَذْرِي، قَالَ: لَا ذَرَيْتَ فَمَا تُغْنِي إِذَا؟".

د عمر رضي الله عنه نه روایت دې چې وني فرمائيل په تاسو کښې چاته معلومه ده چې نبی صلی الله علیه و آله نیکه ته خومره میراث ورکړې دې نو معقل بن یسار رضي الله عنه او وئیل ماته، نبی صلی الله علیه و آله ورته شپږمه حصه ورکړې وه عمر رضي الله عنه ورته او وئیل دکوم وارث سره؟ معقل او وئیل پته نشته، عمر رضي الله عنه او وئیل چې ته په څه پوهیږي او ددې پوهیدلو څه فائده ده؟

«عن الحسن ان عمر رضي الله عنه قال ایکم يعلم ما ورث رسول الله صلی الله علیه و آله الجد الخ»

مضمون الحديث:

عمر رضي الله عنه یو ځل د حاضرین مجلس نه تپوس او کړو چې په تاسو کښې چاته دا معلومه ده چې رسول الله صلی الله علیه و آله د نیکه په میراث کښې خومره حصه مقرر کړه، په دې باندې معقل بن یسار رضي الله عنه عرض او کړو چې ماته معلومه ده چې رسول الله صلی الله علیه و آله د نیکه حصه سدس لگولې ده، عمر رضي الله عنه تپوس او کړو چې رسول الله صلی الله علیه و آله نیکه ته سدس د کومو وارثانو په موجودگي کښې ورکړو؟ په دې باندې معقل رضي الله عنه او وې چې دا خو ماته نه ده معلومه، عمر رضي الله عنه او فرمائیل بیا تاته د دې هیڅ علم نشته، صرف دومره معلومول چې شپږمه ئې ورکړه دا مفیده نه ده، او دا په دې وجه چې په میراث کښې ذوی الفروض ته د اصل حصې نه علاوه په بعض صورتونو کښې د عصبه کیدو په حیثیت سره څه زیاتې هم ملاویږي لکه چې اوس پورته حدیث کښې تیر شو، نو ترڅو چې د ټولو وارثانو علم نه وي تر هغه وخته پورې خبره نه شي منقح کیدې. په دې ځان پوهول پکار دی چې په میراث الجد کښې یعنی د هغې په مقدار کښې د صحابه کرام رضي الله عنهم اختلاف پاتې شوی دې، خپله د عمر رضي الله عنه نه هم په دې کښې مختلفي فیصلې نقل کړې شوې دي، په ابوداؤد کښې د کتاب الاشربة په شروع کښې د عمر رضي الله عنه دا حدیث را روان دې، «ثلاث وددت ان النبی صلی الله علیه و آله لم یفارقنا حتی یعهد الینا فیهن عهدا ننهی الیه الجد والکلاله وابواب من ابواب الربا» (ینظر البذل ۳۹/۴)

والحديث اخرجه النسائی، وابن ماجة بنحوه، قاله المنذرى.

باب فی میراث العصبه

د عصباتود میراث بیان

ځان پوهول پکار دی چې د وراثت په اعتبار سره د وارثانو ترمینځه ترتیب داسې دې، اول ذوی الفروض، بیا العصبات النسبیه، بیا العصبات السببیه، یعنی مولی العتاقة ځکه چې د وی عصبیت دنسب دوجې نه ده بلکې دیوبل سبب د وجې نه دې یعنی عتاق ثم ذوی الارحام.

(۱) سنن النسائی / الکبری (۱۲۳۵)، سنن ابن ماجة / الفرائض ۲ (۲۷۲۳)، (تحفة الأشراف: ۱۱۴۶۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷/۵) (صحیح)

عصبه هغه رشته دارو ته وائی چه د هغوی حصه ترلې شوې او متعین نه وی. (که وی نو هغوی ته ذوی الفروض وائی بلکه ذوی الفرض ته د ورکړې نه پس چه څه بهی شی هغه دې هغوی ته ورکړې شی.

[۲۸۹۸] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَخَلْدُ بْنُ خَالِدٍ، وَهَذَا حَدِيثُ مُحَمَّدٍ، وَهُوَ الْأَشْبَعُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَقْسَمُ الْمَالُ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأُولَى ذَكَرْ".

د ابن عباس رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی مال په ذوی الفروض باندې تقسیم کړی د الله د کتاب مطابق، بیا چه ددې نه څه پاتې شي نو هغه چاته ئې ورکړی څوک چه مړي ته په رشته کښې ډیر نزدې وي.

﴿عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله أقسم المال بين أهل الفرائض على كتاب الله، فما تركت الفرائض فلا ولي ذكر﴾ (۲)

یعنی میراث دې اول په ذوی الفروض کښې تقسیم کړې شی د کتاب الله مطابق، پس ذوی الفروض ته د هغوی د حصو ورکولو نه پس چه څه پاتې شي هغه د مړي د نزدې رشته دارو دپاره دی، د دې نه مراد عصبه بنفسه دی کوم چه مروی وی، او د اولی معنی د اقرب ده چه اخستلې شوې دې د ﴿ولی﴾ نه په معنی د قرب لکه چه د الله پاک قول دې ﴿ان اولی الناس بابرهیم للذین اتبعوه﴾ وقوله علیه السلام ان اولی الناس بی يوم القيامة اکثرهم علی صلوۃ..... یعنی د اولی نه مراد احق او ارجح نه دې، ځکه چه مونږ ته څه معلومه ده چه احق او ارجح څوک دې، او اقرب د نسب په لحاظ څوک دې دا هر څوک پیژنی. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة بنحوه، قاله المنذرى

باب فی میراث ذوی الارحام د ذوی الارحامو د میراث بیان

د ذوی الارحام تعریف دا لیکلې شوې دې چه د سړی هغه خپلوان چه د ذوی الفروض او عصبات نه علاوه دی.

ترجمة الباب والا مسئله کښې د ائمه اختلاف او دلیل:

خان پوهول پکار دی چه د ذوی الارحام په توريث کښې اختلاف دې د صحابه کرامو رضی الله عنهم او تابعینو هم دغه شان د فقهاء کرامو ترمنځه هم، په امامانو کښې احناف او حنابله قائل دی، او شوافع او مالکیان قائل نه دی، وفي البذل ﴿اما من نفی توريثهم استدل بایات الموارث

۱: صحيح البخاري/الفرائض ۵ (۶۷۳۲)، صحيح مسلم/الفرائض ۱ (۱۶۱۵)، سنن الترمذي/الفرائض ۸ (۲۰۹۸)، سنن ابن ماجة/الفرائض ۱۰ (۲۷۴۰)، (تحفة الأشراف: ۵۷۰۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۹۲/۱، ۳۱۳، ۳۲۵)، سنن الدارمي/الفرائض ۲۸ (۳۰۳۰) (صحيح)

۲: اي الاقرب في النسب الي المورث دون الاعد فان استورا اشتركوا واقرب العصبات البنون ثم بنوهم وان سفلوا، ثم الاب ثم الجد لبروالاب وان علوا، قال الخطابي اقرب العصبه الي الميت كالالاخ والعم فان الاخ اقرب من العم، وكالعم وابن العم، فالاول اقرب من الثاني اهـ (عون المعبود)

بأن الله سبحانه لم يذكر لذوى الارحام شيئا وما كان ربك نسيا وايضا توريتهم زيادة على كتاب الله وذلك لا يثبت بحبر الواحد والقياس، الى آخر ما قال) يعنى په آيتونو د ميراث كښې د ذوى الارحام هيڅ ذكر نشته، لهذا په خبر واحد يا قياس سره په كتاب الله باندې زيادت جائز نه دې، ومن قال بتوريتهم استدل بقوله تعالى واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتاب الله، وهذا اثبات الاستحقاق بالوصف العام، وقال النبى ﷺ الخال وارث من لا وارث له، وفى روايته الخال وارث من لا وارث له، يرثه ويعقل عنه الى آخر ما بسط فى البذل.

[۲۸۹۹] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوَازِمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُحَيْ، عَنْ الْبُقْدَامِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيَأْتِ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورِثْهُ وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ أَعْقِلَ لَهُ وَارِثُهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَعْقِلَ عَنْهُ وَارِثُهُ".

دمقدم نه روايت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلى دى: څوك چه قرض يابچي يابښخه پريږدي نوزه دهغې ذمه واريې او يائي داسې ووئيل چه ددې ذمه وار الله اودهغه رسول دي، او څوك چه مال په ميراث كښې پريږدي نوهغه دده دوار ثانودي او وارث دهغه چايم چاچه مال نه وي پريښي، زه دهغه نه ديت ادا كوم او تركه ئې وصول كوم، اوماما دهغه چا وارث دي دچاچه بل وارث نه وي ديت به هم دهغه دطرفه وركوي او ميراث به ئې هم وړي.

﴿ قال رسول الله ﷺ من ترك كالا فالى، ومن ترك مالا فلورثه وانا وارث من لا وارث له اعقل له وارثه والخال وارث من لا وارث له يعقل عنه ويرثه ﴾

شرح الحديث:

كَلَّ ووئيلې شى ثقل او بوجه ته او دلته مراد د دې نه عيال او قرض دې، يعنى كوم انسان چه نابالغ ماشوم پريخودلو سره مې شى يا قرض نو د هغه ذمه دارى په ما باندې ده، او څوك چه مال پريخودلو سره مې شى نو هغه د وارثانو دپاره دې، او د كوم انسان چه څوك وارث نه وي د هغه وارث به زه يم پس د هغه د طرف نه به زه ديت ادا كوم او د هغه د مال وارث به زه يم، يعنى كه هغه څه مال پريخودلو سره مې شى او د هغه څوك وارثان نه وي نو زه به د هغه د مال وارث يم. يعنى د بيت المال دپاره، دا وراثت د رسول الله ﷺ د انتظام او د بيت المال په اعتبار سره دې. او دا چه كوم حديث دې چه ماما وارث دې د هغه چاچه د چا څوك وارث نه وي ديت به ادا كوي هغه ماما د خپل خورنى د طرف نه او د هغه وارث به وي، د دې جملې نه د احنافو او حنابله تائيد كيږي، خال (ماما)، او خاله او عمه دا ټول ذوى الارحام دي او دا چه فرمائى چه ماما به ديت ادا كوي د خورنى د طرف نه، يعنى كه د يو سړى خورنى باندې جنايت وي او د هغه څوك عصبه نه وي نو د هغه د طرف نه به ديت د هغه ماما ادا كوي، څنگه چه عصبه ديت ادا كوي، زه وايم: او دغه شان په حديث كښې راځي ﴿ابن اخوت القوم منهم﴾ لهذا ماما گان خورئينه به د يو بل وارثان وي، خو هغه حضرات چه د

۱: منن ابن ماجه للفرائض ۹ (۲۷۳۸)، والديات ۷ (۲۶۳۴)، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۶۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۳۳، ۱۳۱/۸) (حسن صحيح)

توریت ذوی الارحام قائل نه دی هغوی دا حدیث په وراثت باندې نه محمول کوی بلکه دا هغوی په حمایت او اعانت باندې محمول کوی، یعنی که د یو سړی خورنې په حق باندې وی نو د هغه ماما له پکار دی چه د هغه امداد او کړی، یعنی اعانت او نصرت د ذوی الفروض او عصبات سره خاص نه دي بلکه د ذوی الارحام هم کول پکار دی. (والله تعالى اعلم) والحديث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى

[۲۹۰۰] (حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ بُدَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهُوزَنِيِّ، عَنِ ابْنِ الْقَدَامِ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيعَةً فَأَلَى، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ أَرِثُ مَالَهُ وَأَقْرَبُ عَائَتَهُ، وَالتَّحَالُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ يَرِثُ مَالَهُ وَيَقْرَبُ عَائَتَهُ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، رَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ عَائِدٍ، عَنِ ابْنِ الْقَدَامِ، وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنِ الْقَدَامِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَقُولُ الضُّبَيْعَةُ مَعْنَاهُ عِيَالٌ.

دمقدام بن ابی کرب الکندی نه روایت دي فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلى دی زه په هر یو مسلمان باندې دهغه د ذات نه زیات مهربان یم نوڅوک چه قرضه پریرېدي یا بنځه ماشومان پریرېدي او مړشي نو دهغه د بچو او بنځې پرورش اود قرض زه ذمه واریم او څوک چه مال اودولت پریرېدي هغه دهغه د وار ثانودپاره دي اود چا په بل سرفرست نه وی نوزه دهغه کفیل او محافظ یم اودده د مال وارث یم او ماما دهغه چا وارث دي د چا چه بل وارث نه وی هغه به دده میراث حاصله وي اودده دیت به ادا کوي ابوداود وائی چه د ضیعه معنی اهل و عیال ده او وائی داروایت زیبدي هم نقل کړې دي دراشد بن سعد نه او هغه دابن عائذه او هغه دمقدام نه.

د رسول الله ﷺ د امت سره ډیر زیات محبت:

قوله: (أنا أولى بكل مؤمن من نفسه) رسول الله ﷺ فرمائی چه زه هر مسلمان ته د هغه د ذات نه هم زیات نزدې یم، یعنی د انسان د مرگ نه پس د هغه د امورو داسې ذمه داری اخلم او د هغه داسې نصرت کونکې یم چه که هغه مړې ژوندې کیدې نو هغه به خپله هم د خپل ځان دومره انتظام او انصرام نه کولې څومره چه د هغه د طرف نه کونکې یم، ډیره عجیبه خبره ده د رسول الله ﷺ د خپل امت د هر فرد سره دومره قوی او ژور تعلق دي چه انسان خپله د خپلو امورو خیال دومره نه شی ساتلې څومره چه هغوی ساتلې شی، د رسول الله ﷺ د امت سره د محبت احادیث خو ډیر زیات دی لکه چه په کتاب الحج کښې تیر شوی دی چه رسول الله ﷺ د حجة الوداع په خطباتو کښې بار بار وفرمائیل (خذوا عني مناسككم لعلی لا اراکم بعد عامی هذا) او په یو حدیث کښې دی (وددت انی رایت اخوانی) چه زما زړه غواړی چه خپل رونه وینم، صحابه کرامو ﷺ عرض او کړو چه آیا مونږ ستاسو رونه نه یو، په دي باندې هغوی وفرمائیل چه تاسو خو زما ملگری یئ او هر وخت ما سره پاتې کیدونکې یئ، زما مراد خو د اخوان نه هغه امتیان دی کوم چه به زما نه روستو راځی او پیدا کیرې

۱. نظر ماقبله، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۶۹) (حسن صحیح)

به، ﴿صلى الله عليه وآله وسلم وجزاه الله عنا ما هو اهله﴾

وراندې په حديث كښې د ﴿ضيعة﴾ لفظ دې هم د دې نه مراد عيال يعنې واره ماشومان او زنانه دي ځكه كه د هغوى خبر وانخستلې شى نو هغه زر ضائع كيږي هم په دې وجه دې ته ضيعة وئيلې شى.

﴿وانا مولى من لا مولى له ارث ماله وافك عانه﴾

د مولى نه مراد وارث دې لكه چه په مخكښې حديث كښې تير شو ﴿ارث ماله﴾ اى لاجل بيت المال ﴿وافك عانه﴾ هغه د قيد نه خلاصوم د ﴿عان﴾ معنى قيد، په دې وجه قيدي ته عانى وئيلې شى لكه چه د كتاب الجنائز په يو حديث كښې راځي، ﴿اطعموا الجائع وعودوا المريض وفكوا العانى، قال سفيان والعانى الاسير﴾ او دلته د قيد نه مراد ﴿ما يلزمه من الحقوق مثل الدين والدية﴾ ځكه چه دا څيزونه داسې دي چه انسان په هغې كښې مقيد او اينختلى وي، او په يو روايت كښې چه مخكښې راوان دې په هغې كښې د ﴿عنى﴾ لفظ دې ﴿افك غنيه﴾. والحديث اخرجه النسائي وابن ماجة كما فى التحفة، قاله الشيخ محمد عوامه.

[۲۹۰۱] (١) حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَتِيْقٍ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْقَدَامِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أَنَا وَارِثٌ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ أَفْكَ عَانِيَهُ وَارِثٌ مَالُهُ وَأَنْحَالُ وَارِثٌ، مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَفْكَ عَانِيَهُ وَيَرِثُ مَالَهُ".

يحي بن مقدام دخپل پلار نه روايت كوي او هغه دده دنيكه نه فرمائي چه دښى عليه السلام نه مې اوريدلى دى چه فرمائيل ئې زه وارث يم دهغه چا دچاچه څوك وارث نه وي اوزه به دهغه دطرف نه ديت ادا كوم اوزه دهغه دمال وارث يم اومامادهغه چاوارث دې دچاچه بل وارث نه وي او هغه به دده نه ديت اداكوي اوميراث به ئې وړي.

[۲۹۰۲] (٢) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، رَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ سُفْيَانَ ثَمَجِييَعًا، عَنْ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ مَوْلَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدْعُ وَلَدًا وَلَا خَمِيمًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرَبَتِهِ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سُفْيَانَ أَثَرٌ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ أَرْضِهِ، قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَأَعْطُوهُ مِيرَاثَهُ".

دام المومنين عائشې عليها السلام نه روايت دې فرمائي چه دښى عليه السلام يو ازاد كړې شوې غلام مې شو او څه شې ئې په ميراث كښې پريځي وو اونه ئې څوى وو اونه ئې څوك دوست روښى عليه السلام اوفرمائيل دده ميراث دده دكلي يو سړى ته وركړئ. ابوداود وائى حديث دسفيان ډيركامل دې اودمسدد په روايت كښې دا اضافه ده چه نبى عليه السلام اوفرمائيل ايادلته دده دعلاقي څوك شته دې؟ خلقو اووئيل هو، نووئې فرمائيل دده ميراث ورته وركړئ.

(١): تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۷۶) (حسن صحيح)

(٢): سنن الترمذي للفرائض ۱۳ (۲۱۰۵)، سنن ابن ماجة للفرائض ۷ (۲۷۳۳)، (تحفة الأشراف: ۱۶۳۸۱)، وقد أخرجه مسند احمد (۱۸۱، ۱۷۴، ۱۳۷/۶) (صحيح)

(عن عائشة رضي الله عنها ان مولى للنبي ﷺ مات وترك شيئا ولم يدع ولدا ولا حميما)

يعني د رسول الله ﷺ د يو آزاد كړې شوې غلام انتقال اوشو او هغه څه ميراث هم پريخودلو خو هغه خپل څوك اولاد او رشته دار نه وو پريخودلې، نو رسول الله ﷺ اوفرمائيل چه دهغه ميراث دي د هغه په كلي والو كښې چاته وركړې شي.

الكلام على الحديث من حيث الفقه :

د رسول الله ﷺ د دې مړي ميراث لره يو كلي والا ته وركول دا من حيث الاستحقاق نه وو بلكه من حيث المصروف وو، ځكه چه دا قسم ميراث (چه د هغه هيڅوك وارث نه وي) په بيت المال كښې داخلېږي، او د بيت المال مال په عامو خلقو باندې او په ضرورت مندو باندې خرج كيږي د دې وجې رسول الله ﷺ درومبې نه داسې انسان ته وركړو.

ايا رسول الله ﷺ د چا وارث كيدو؟

د دې نه پس په دې باندې ځان پوهول پكار دي چه دا توجيه په هغه صورت كښې ده چه كله دا اومنلې شي چه هر كله د رسول الله ﷺ څوك وارث نه كيږي، رسول الله ﷺ خپله هم د چا وارث نه كيږي لكه چه د بعض علماء كرامو رائي ده، خو كه دويم قول واخستلې شي كوم چه بعض نورو علماء كرامو اختيار كړې دي او زمونږ حضرت گنگوهي هم چه اكر كه د رسول الله ﷺ څوك وارث نه كيږي خو خپله به رسول الله ﷺ د نورو وارث كيدو نو په دې صورت كښې به دا وئيلې شي دا د رسول الله ﷺ وركول (من حيث التبرع) او تصدق وو د خپل طرف نه ځكه چه دا د هغوي خپل حق وو، كه رسول الله ﷺ غوښتله نو خپله ئې هم اخستلې شو، حضرت گنگوهي فرمائي هغه چه په بعض رواياتو كښې (لا نورث) سره (لا نورث) هم دي دا زيادت غلط دي، ثابت نه دي، كما في البذل والحديث اخرجه الترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري.

[۲۹۰۳] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ جَبْرِيلَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ: أَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: "إِنْ عِنْدِي مِيرَاثٌ رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ وَلَسْتُ أَجِدُ أَزْدِيًّا أَذْفَعُهُ إِلَيْهِ قَالَ: أَذْهَبُ قَالَتْ مَسْ أَزْدِيًّا حَوْلًا، قَالَ: فَأَتَاهُ بَعْدَ الْحَوْلِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَجِدْ أَزْدِيًّا أَذْفَعُهُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ أَوَّلَ خَزَاعِي تَلْقَاهُ فَأَذْفَعُهُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: عَلَى الرَّجُلِ، فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: انْظُرْ كَبُرَ خَزَاعَةٌ فَأَذْفَعُهُ إِلَيْهِ".

عبد الله بن بريده دخپل پلارته روايت كوي فرمائي چه نبی ﷺ ته يو كس راغي او عرض ئې او كړو چه زما سره ديو كس ميراث دي داز قبيلې والا، او ماته داز قبيلې والا څوك نه ملاويږي چه دده ميراث ورته وركړم نبی ﷺ ورته اوفرمائيل لار شه څوك ازبې ولته وه اكر كه يو كال وي. دې وائي كال چه تير شونې ﷺ ته ورغلم او اوي وئيل اي د الله رسوله څوك ازدي مې پيدانكړو چه دده ميراث ورته وركړم نبی ﷺ اوفرمائيل لار شه او اوگوره كله چه اولني خزاغي درسره ملاو شي نو هغه ته ئې وركړه هر كه چه دي روان شو نبی ﷺ اوفرمائيل داسرې راوگرځوي دي چه كله راواپس شونې ﷺ ورته اوفرمائيل دبنی خزاغه كوم مشر ته ئې وركړه.

شرح الحديث:

قوله: «عن عبدالله بن بريدة عن ابيه قال اتى رسول الله ﷺ رجل فقال ان عندى ميراث رجل من الازدولست اجد ازديا ادفعه اليه الخ»: يو سرې د رسول الله ﷺ په خدمت كښې د قبيله ازديو سرې حاضر شو چه ماسره د يو سرې ميراث دې خو ماته هېڅ ازدي سرې نه ملاويږي چاته چه زه دا مال وركړم، رسول الله ﷺ او فرمايل او يو ازدي (۱) لره تريو كاله پورې اولتوه، د يو كال نه پس هغه سرې راغلو چه هېڅوك ازدي ملاؤ نه شو، رسول الله ﷺ او فرمايل «فانطلق فانظر اول خزاعي تلقاه فادفعه اليه، فلما ولي قال على الرجل فلما جاءه قال انظر كبر خزاعة فادفعه اليه» يعنى چه كله هغه ته هېڅوك ازدي ملاؤ نه شو نو هغوى او فرمايل چه ښه لاړ شه

يو خزاعى اولتوه چه تاته ملاؤ شى پس هغه ته دا وركړه، اول په معنى د اقرب، يعنى كوم انسان چه د قبيله خزاعه د مورث اعلى سره زيات نژدې وى هغه ته دا مال وركړه، بيا چه كله هغه روان شو نو رسول الله ﷺ او فرمايل هغه سرې راوغواړئ چه كله هغه راغلو نو رسول الله ﷺ او فرمايل «انظر كبر خزاعة» د رسول الله ﷺ داسې فرمايل د تفسير په طور دى، يعنى اول د خزاعى تفسير او د هغې مراد رسول الله ﷺ په دې لفظ سره بيان كړو، كبر يعنى اكبر (۲) د اكبر نه مراد هم هغه اقرب دې، دلته سوال دا دې چه ازدي چه د يمن په قبائلو كښې يوه قبيله ده د هغه ميراث يو خزاعى سرې ته ولې وركولې شى د دې جواب شراح دا وركړې دې چه قبيله خزاعه هم په اصل كښې د ازدي نه ده يعنى د شروع په اعتبار سره چه كله دا ټول خلق په يمن كښې وو. بيا چه كله دا خلق د يمن نه وتلو سره مكې مكرمې ته راغلل نو هلته راتلو سره هغوى د بنوهاشم سره مخالفت او كړو نو د هغوى نوم خزاعه شو، ففى القاموس الخزع القطع والخزاعة القطعة تقطع من الشئ حى من الازد سموا بذلك لانهم تخزعوا عن قومهم واقاموا بمكة.... الحمد لله د حديث مطلب واضح شو. والحديث اخرجه النسائي مسندا ومرسلا، قاله المنذرى.

[۲۹۰۴] (۱) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَسْوَدَ الْعَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ جَبْرِيلَ بْنِ أَخْمَرَ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ ابْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خَزَاعَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيرَاثِهِ، فَقَالَ: أَلَمْ يَسْأَلْهُ وَارِثًا، أَوْ ذَارِجًا فَلَمْ يَجِدْ وَالَّهُ وَارِثًا وَلَا ذَارِجًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَعْطُوهُ الْكَبِيرَ مِنْ خَزَاعَةَ"، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: قَدْ سَمِعْتُهُ مَرَّةً يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: انْظُرُوا الْكَبِيرَ رَجُلًا مِنْ خَزَاعَةَ.

عبدالله بن بريدة رضي الله عنه دخپل پلار نه روايت كوي فرمايى چه يو خزاعى مړ شو او ميراث يې نبى صلی الله علیه و آله ته راوړې شونږى عليه السلام او فرمايل دده وارث يا څوك رشته دارئې اولتوي نو دوى

(۱) زما په يو كاپي كښې داسې ملاؤ شوه «ينظر البذل فيه كلام الشيخ الجنجومي..... او حاصل د دې دا دې چه د كومې تركي څوك وارث نه وى هغه په حكم د لقطې كښې وى او د لقطې حكم چونكه د تصدق دې نو دا هم په طور د تصدق وه، او د اكبر خزاعه تخصيص په دې وجه دې چه هغه په نسبت د بل زيات اقرب دې»

(۲) كما في حديث القسامة كبر الكبير

(۳) انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۹۵۵) (ضعيف)

نې نه وارث پیدا کړو اونه رشته دار، نبی ﷺ او فرمائیل دخزاعه کوم مشرته نې ورکړی.

[۲۹۰۵] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ لَهُ أَحَدٌ؟" قَالُوا: لَا إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيرَاثَهُ لَهُ.

د ابن عباس نه روایت دې فرمائی چه یوکس مړ شو او دیو غلام نه نې علاوه څوک وارث نه ورکوم چه نې ازاد کړي وو، نبی ﷺ او فرمائیل ایا څوک نې شته؟ نو دوی وویل نه مګر یو ازاد کړي شوي غلام نې شته، نو نبی ﷺ دهغه مالک دي غلام نه حواله کړو.

(عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان رجلا مات ولم يدع وارثا الا غلاما له كان اعتقه الخ) یعنی یو سړې وفات شو او هغه خپل څوک وارث پرینخودلو خو خپل ازاد کړې شوې غلام پریخودلو، رسول الله ﷺ ته د دې خبر ملاؤ شو نو رسول الله ﷺ د هغه سړی میراث هم هغه ازاد کړې شوې غلام ته ورکړو.

که د یو سړی ازاد کړې شوې غلام مړ شی او د هغه څوک وارث نه وی سوا د هغه د آقا او سید نه نو د هغه د میراث به د هغه آقا مالک وی چه هغې ته ولاء وائی او دا مسئله اجماعی ده، لحديث الولاء لمن اعتق او دلته په دې حدیث کښې دا صورت نه دې بلکه د دې برعکس دې یعنی د آقا میراث د هغه ازاد کړې شوی غلام ته ورکړې شو، دا په څلورو امامانو کښې د چا مذهب هم نه دې سوا د شریح او طاؤس نه ﷺ، او دې دواړو هم د دې حدیث نه استدلال کړې دې او جمهور چه د دې قائل نه دی بلکه دا وائی چه ولاء منحصر ده د معتق په حق کښې د صحیح حدیث په بنیاد باندې هغوی د حدیث الباب تاویل کوی چه د رسول الله ﷺ دا د میراث ورکول من حیث الاستحقاق نه وو بلکه من حیث التصديق والمصرف وو، لکه چه په حدیث کښې تیر شو یعنی د ازدی په حدیث کښې، والله تعالى اعلم

(والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری)

باب میراث ابن الملاعنة

دلغان هکړې شوې ښځې د ځوی د میراث بیان

په باب اللعان کښې دا مسئله تیره شوې ده چه د لغان نه پس چه د ملاعنه نه کوم ماشوم پیدا شی د هغه نسب د هغه د مور یعنی ملاعنة نه خو ثابتیږي او د پلار نه نه ثابتیږي هم په دې وجه د مور او ځوی ترمنځه خو میراث جاری کیږي خو د هغه هلک او د هغه د پلار یعنی ملاعن ترمنځه نه جاری کیږي، او دا مسئله اجماعی ده.

۱: سنن الترمذی للفرائض ۱۴ (۲۱۰۶)، سنن ابن ماجه للفرائض ۱۱ (۲۷۴۱)، (تحفة الأشراف: ۶۳۲۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲۱/۱، ۳۵۸) (ضعیف)

[۲۹۰۶] (۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ رُوَيْبَةَ التَّغْلِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّضْرِيِّ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَمِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمَرْأَةُ تَحْرُزُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَا عَتَتْ عَنْهُ".

وايله بن اسقع د نبی ﷺ نه روایت کوی چه فرمائیلي ئې ووبښخه ددرې کسانو وراثت حاصلولي شي يودخپل ازاد کړي شوي غلام اودموندلې شوي هلك اودخپل هغه ماشوم د کوم په وجه چه لعان شوي وي.

(المراة تحرز ثلاث موارث عتيقها ولقيطها وولدها الذي لا عنت عليه)

الكلام على الحديث من حيث الفقه :

يعني زنانه درې قسمه ميراث حاصلوی يو د خپل آزاد کړې شوې غلام دويم د خپل لقيط يعني که يو زنانه يو ورک شوې ماشوم بيا مومي او هغه لوڼې کړې او د هغه پالنه اوکړې او هغه لوڼې شي نو د هغه دمال به هغه زنانه مالکه وي، او دريم ميراث په حديث کښې هم هغه دې چه په ترجمه الباب کښې ذکر دې.

د دې حديث رومې جزء او آخری جزء دا خو متفق عليه دی او مينخ والا جزء يعني د ميراث د لقيط والا مسئله دا صرف د اسحاق بن راهويه مذهب دې. د جمهور علماء کرامو په نزد چه په هغوی کښې خلور امامان هم دی د لقيط ميراث د بيت المال دپاره دې، مگر دا چه ملتقط فقير وی نو بيا په حيثيت د مصرف دا هغه ته هم ملاویدې شي. د دې حديث جواب د جمهورو په نزد يو خو دا دې چه د دې نه مراد استحقاق نه دې بلکه مقصود بيان د مصرف او تصدق دې او دويم جواب دا دې چه (ان هذا الحديث غير ثابت كما في شرح السنة^(۱)) والحديث أخرجه الترمذي والنسائي وابن ماجة، قاله المنذري.

[۲۹۰۷] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، وَمُوسَى بْنُ عَامِرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ، قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِيرَاثَ ابْنِ الْمَلَاعِنَةِ لِأُمِّهِ وَلِوَرَثَتِهَا مِنْ بَعْدِهَا".

دمکحول نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ دملاعني دخوی ميراث دده مور ته ورکړې وو اوددې نه پس ئې وارثانوته ورکړې دې.

[۲۹۰۸] (۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، أَخْبَرَنِي عَيْسَى أَبُو مُحَمَّدٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

عمرو بن شعيب د خپل پلار نه او هغه دده دنيکه نه ددې روایت په شان روایت بيان کړې دې.

^(۱) : سنن الترمذي للفرائض ۲۳ (۲۱۱۵)، سنن ابن ماجة للفرائض ۱۲ (۲۷۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۴۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۹۰/۳، ۱۰۶۷۴) (ضعيف)

^(۲) قال الخطاب في المعالم هذا الحديث غير ثابت عند اهل النقل واذا لم يثبت الحديث لم يلزم القول به، وكان ما ذهب اليه عامة العلماء اولي اهرزاد عليه المنذري قال البيهقي لم يثبت البخاري ولا مسلم هذا الحديث لجهالة بعض رواة آه

^(۳) : تفرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۷۷۱)، وقد أخرجه: سنن الدارمي للفرائض ۲۴ (۳۰۱۰) (صحيح)

^(۴) : تفرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۷۷۱) (صحيح)

بَابُ هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ

بابه آیا یو مسلمان د کوم مشرک وارث جوړیدی شی؟

[۲۹۰۹] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ".

اسامه بن زید در رسول پاک قا نه روایت کوی چه فرمائیلی ئې وو میراث نه شی ورلې مسلمان د کافرنه اونه کافر د مسلمان نه.

په حدیث الباب کښې د دې نفی ده پس د جمهور علماء کرامو او ائمه اربعه په دې باندې اتفاق دي او اتفاق د جانبینو نه دې چه د یو بل نه وارث کیږی، بعض صحابه کرام او تابعین رضی الله عنہم لکه معاذ بن جبل رضی الله عنہ او سعید بن المسیب رضی الله عنہ وغیره فرمائی چه کافر خو د مسلمان وارث نه وی خو د دې عکس یعنی مسلمان د کافر وارث وی ﴿لحدیث الاسلام یزید ولا ینقص، ولحدیث الاسلام یعلو ولا یعلی کما سیاتی فی آخر الباب﴾

د مرتد د وراثت مسئله:

دلته یو مسئله بله ده هغه دا چه د مرتد حکم څه دې هغه به د خپلو مسلمانانو رشته دارو وارث وی او که نه؟ نو په دې باندې خو اجماع ده چه مرتد نه وارث کیږی خو د دې عکس یعنی د مرتد د مړ کیدو نه پس د هغه مسلمان رشته دار به د هغه وارث وی یا نه؟ د امام مالک رضی الله عنہ او شافعی رضی الله عنہ په نزد نه وارث کیږی، او د احنافو مذهب دا دې چه مرتد کوم مال حاصل کړې وی د خپل ردت په حالت کښې هغه خو د بیت المال دپاره دې او کوم مال چه هغه حاصل کړې وی د ارتداد نه مخکښ، د اسلام په حالت کښې په هغې کښې به وراثت جاری کیږی، امام ترمذی رضی الله عنہ هم دا مسئله هم د دې حدیث په ضمن کښې بیان کړې ده.

(والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری)

[۲۹۱۰] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَزُولُ غَدَا فِي حَبِيئِهِ؟ قَالَ: وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلَ مَزْلًا؟ ثُمَّ قَالَ: نَمُنُّ نَأْزِلُونَ خَيْفَ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِي الْمُحَصَّبَ، وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يَأْكُلُوا حَوْثَهُمْ وَلَا يَأْبُوهُمْ وَلَا يَتَّوَّهُوهُمْ"، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

داسامه بن زید نه روایت دې فرمائی چه ماعرض او کړو ای د الله رسوله صبابه ته چرته تشریف فرمایې؟ وبې فرمائیل ایا عقیل زمونږ دپاره په مکه کښې کور پریځي دې اوبیا ئې او فرمائیل مونږ به دبنو کنانه په خیف کښې یو چرته چه قریشو په کفراو شرک باندې قسم خوړلې وو یعنی په محصب کښې به قیام کوو ځکه چه دبنو کنانه قبیلې خلکو د قریشونه اقراراغستی وو چه هغوی به دقریشوسره نه نکاح کوي اونه به ورسره اخستل

۱: صحیح البخاری/المغازي ۴۸ (۴۲۸۳)، الفرائض ۲۶ (۶۷۶۴)، صحیح مسلم/الفرائض (۱۶۱۴)، سنن الترمذی/الفرائض ۱۵ (۲۱۰۷)، سنن ابن ماجه/الفرائض ۶ (۲۷۳۰)، (تحفة الأشراف: ۱۱۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۰۰/۵، ۲۰۱، ۲۰۸، ۲۰۹) (صحیح)
۲: لفظ حدیث رقم: (۲۰۱۰) (تحفة الأشراف: ۱۱۴) (صحیح)

خرخول کوي اونه به ورته دخان سره پناه ورکوي، زهري وئيلي دی خيف کلي ته وئيلي شي.
شرح الحديث:

قوله: «عن اسامة بن زيد رضي الله تعالى عنهما قال قلت يا رسول الله ﷺ اين تنزل غدا في حجة قال وهل ترك لنا عقيل منزلا الخ» د دې حديث پوره شرح په كتاب الحج كښې تيره شوې ده او هلته دا هم تير شوی دی چه دا حديث په كتاب الفرائض كښې هم را روان دي او د دې وجه هم تيره شوې ده، د خلاصې په طور خان پوهه كړي چه د كوم منزل چه رسول الله ﷺ ذكر فرمائي د دې نه مراد د رسول الله ﷺ جدې مكان دي كوم لره چه عبدالمطلب كله چه هغه بوډا شو په خپل ژوند كښې د خپلو خامنو ترمينځه تقسيم كړې وو چه په هغې كښې د رسول الله ﷺ پلار عبدالله هم وو بيا په آخير كښې هغه كور د ابوطالب په قبضه كښې وو، رسول الله ﷺ او علي ﷺ دا دواړه خو هجرت كولو سره رومي مدينې طيبې ته راغلي وو، او د ابوطالب د وفات په وخت علي او جعفر ﷺ دواړو اسلام راوړې وو. هغه دواړه خو د هغه كور څكه وراثان نه شو، او د ابوطالب يو دريم څوڼي په جنگ بدر كښې ورك شوې وو، او عقيل ﷺ د ابوطالب د مرگه پورې اسلام نه وو راوړې په دې وجه هغه ځانله د دې وارث شو(۱) خو هغوی دا كور وئيلي شوی دی چه خرڅ كړې وو هم د دې وجې نه رسول الله ﷺ فرمائي چه عقيل زمونږ دپاره كور چرته پريخودلې دي. يعنې كه هغه خرڅ كړې نه وې نو بيا د مني نه روانيدو باندې مكې مكرمې ته رسيدو سره به مونږ په هغې كښې قيام كړې وي، په دې وجه د رسول الله ﷺ رائي دا شوه چه د مني نه وتلو سره په محصب كښې شپه تيره كړې شي، بيا سحر د هغه ځانې نه مكې ته روانيدو سره د سحر مونځ او طواف وداع كولو نه پس مدينې ته لاړ شي، په دې صورت كښې به د قيام مكه ضرورت نه راځي او نه به قيام گاه ته ضرورت راځي. (والحديث اخرجه البخاري ومسلم والنسائي وابن ماجة، قاله المنذرى)

[۲۹۱۱] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيبِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَيْئًا".

عمرو بن شعيب د خپل پلار نه او هغه دده دنيكه عمرو بن العاص رضی الله عنه نه روايت كوي فرمائي چه نبی ﷺ فرمائيلى وو چه ددوه جدا جدا دينونو والا ديوبل نه ميراث نه شي وړلې.
(قال رسول الله ﷺ لا يتوارث اهل ملتين شئ)

حديث الباب كښې مذاهب دائمة:

د توارث دپاره د وارث او مورث ترمينځه اتحاد دملت بالاتفاق شرط دي، په دې حديث كښې هم دا مسئله ذكر شوې ده خو د دې باوجود د دې مسئله په تفصيل كښې اختلاف دي د احنافو او شوافعو مسلك خو دا دي چه «الكفر ملة واحدة» كه هغه كتابي وي يا مشرك يهودي وي او كه نصراني د دې دواړو په نزد دا ټول يو دي، لهذا د يو بل وارثان به وي،

(۱) هم د دې نه د ترجمه الباب سره مناسبت ښكاره كيږي.

(۲) تقدريه أبو داود، (تحفة الأشراف: ۸۶۶)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للفرائض ۱۶ (۲۱۰۹)، سنن ابن ماجة للفرائض ۶ (۲۷۳۲)، مسند احمد (۱۷۸/۲، ۱۹۵) (حسن صحيح)

اصل تقابل د اسلام او د کفر ترمینځه دي، هلته اختلاف د ملت دي او د مالکیانو او حنابلې په نزد ادیان سماویه لکه یهودیت او نصرانیت دا په خپل مینځ کښې مختلف دي لهدا په هغوی کښې به یو د بل وارث نه وي، او د ادیان غیر سماویه په باره کښې امام مالک رحمه الله خو دا فرمائی چې د شرک انواع ټول ملت واحده دي، او امام احمد رحمه الله فرمائی مختلف انواع شرک مختلف ملل دي مثلاً بت پرست او آتش پرست دا ځانله ځانله دي لهدا توارث به نه وي او د امام مالک په نزد به توارث وي. (من هاشم الکوکب ۴۰/۲) والحديث أخرجه النسائي وابن ماجة، قاله المنذري

[۲۹۱۲] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَكِيمٍ الْوَاسِطِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرْدَةَ، أَنَّ أَخَوَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ يَهُودِيٍّ، وَمُسْلِمٌ قَوْرَثُ الْمُسْلِمِ مِنْهُمَا، وَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ، أَمْعَاذًا حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْإِسْلَامُ يُزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ قَوْرَثُ الْمُسْلِمِ".

دبریده رحمه الله نه روایت دي فرمائی چې يحيي بن يعمر ته دوه روڼو جگړه راوړله په دي دواړو کښې يو مسلمان وو او بل يهودي وو هغه مسلمان ته ديهودي ميراث ورکړو اووني فرمائل ماته ابوالاسود حديث بيان کړې دي او هغه ديوکس نه اوریدلی دي او هغه دمعاذ بن جبل رحمه الله نه اوریدلی دي او هغه دنبی صلی الله علیه و آله نه اوریدلي دي چې فرمائل نې په مسلمانانو کښې زیاتوالی راځي او کموالی نه راځي اوبیا نې مسلمان ته ديهودي ميراث ورکړو.

(ان معاذًا قال سمعت رسول الله يقول الاسلام يزيد ولا ينقص)

د معاذ رحمه الله مسلک او دا حديث او په دي باندې کلام اوس نزدې تیر شوې دي، جمهور علماء وائی چې دا حديث او هم دغه شان، (الاسلام يعلو ولا يعلى عليه) د دي تعلق د اسلام د عزت او غلبې سره دي، ميراث سره د دي هيڅ تعلق نشته.

[۲۹۱۳] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، أَنَّ مُعَاذًا أَمِيَّ مِيرَاثٍ يَهُودِيٍّ وَأَمْرُهُ مُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

د ابوالاسود نه روایت دي چې معاذ رحمه الله ته د يو يهودي ميراث راوړلې شو اودورانت مطعي مسلمان وو او ددي نه پس نې هغه حديث بيان کړو کوم چې بره ذکرشو.

بَابُ فِي مَنْ أَسْلَمَ عَلَى مِيرَاثٍ

که چرې د ميراث د تقسيم نه مخکې کوم وارث اسلام قبول کړی

شرح الترجمة:

يعنی کوم انسان چې د ميراث د تقسيم په موقع باندې اسلام راوړی، يعنی د مورث د مرګ نه پس.

^۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۱۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵/۲۳۰، ۲۳۱) (ضعيف)

^۲: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۱۸) (ضعيف)

خان پوهول پکار دی چه دا مسئله اوس تیره شوه چه د تورات دپاره اتحاد د ملت شرط دي د اختلاف ملت په وخت میراث نه جاری کیږي په دي سلسله کښي خان پوهول پکار دي چه اتحاد ملت هغه مفید او معتبر دي کوم چه د مورث د مرگ په وخت وي، که روستو اتحاد بیا موندلې شي نو هغه مفید او معتبر نه دي. هم دغه شان اختلاف ملت هغه مضر دي چه د مورث د مرگ په وخت وي او که د اختلاف تحقق د مورث د مرگ نه پس وي نو هغه مضر نه دي، اوس په هر يو باندي په مثال سره خان پوهه کړي د اول صورت مثال به دا وي چه د يو مسلمان وفات اوشو او حال دا چه د هغه يو خوښي مسلمان وو او يو کافر، د پلار د وفات نه پس د میراث د تقسیم نه مخکښي هغه کافر خوي هم اسلام قبول کړو نو دلته دا اسلام راوړونکي خوښي به وارث نه وي، چه د مخکښي نه مسلمان دي صرف هم هغه به وارث وي، او د دويم صورت مثال دا دي د يو کافر انتقال اوشو او حال دا چه د هغه يو خوښي مسلمان وو او يو کافر، د میراث د تقسیم نه مخکښي هغه کافر خوښي هم اسلام راوړي دي، اوس به دا اسلام قبلونکي وارث وي، او څوک چه د مخکښي نه مسلمان وو د هغه د وراثت خو بالکل سوال نه پيدا کيږي.

[۲۹۱۴] (۱) حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ قِسْمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ لَهُ، وَكُلُّ قِسْمٍ أُدْرِكُهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلَى قِسْمِ الْإِسْلَامِ".

د ابن عباس رضي الله عنه نه روایت دي چه نبي کریم صلی الله علیه و آله وسلم فرمائيلى دي د جاهليت په زمانه کښي چه به کوم تقسیم کيدو نو په اسلام کښي به هم ترکه په هم دغه حالت باندي قائم وي اود اسلام نه پس به هم ترکه د اسلام د ضابطي مطابق تقسیميږي.

﴿عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال النبي صلی الله علیه و آله وسلم كل قسم قسم في الجاهلية فهو على ما قسم، وكل قسم ادركه الاسلام فانه على قسم الاسلام﴾

يعنی د کوم میراث تقسیم چه د اسلام نه مخکښي د جاهليت په زمانه کښي شوې دي هغه به هم هغه شان باقی ساتلې شي، په هغې کښي به مداخلت نه شي کولې او کوم تقسیم چه د يو ميراث وغيره په اسلام کښي د داخلیدو نه پس اوشي هغه به د اسلامي قانون مطابق کولې شي او هغه اسلامي قانون هم هغه دي چه کوم پورته ذکر شو چه د اتحاد د ملت په صورت کښي توارث وي د اختلاف د ملت په صورت کښي نه. والحديث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى.

باب فی الولاء

د آزاد کړې شوی غلام د ترکي بيان

د ولاء قسمونه سره د اختلاف د علماء کرامو:

دلته مصنف رحمه الله د ولاء په سلسله کښي دوه بابونه ذکر کړي دي يو دا او دويم د دي نه پس ﴿باب فی الرجل یسلم علی یدی الرجل﴾ د دي نه پس يو دريم باب د دوه بابونو د فصل سره را

روان دې **(باب نسخ میراث العقد بمیراث الرحم)** د دې درې وارو بابونو تعلق د ولاء سره دې ځکه چې د ولاء درې قسمونه دي، ولاء العتاقه، ولاء الاسلام، ولاء الموالاة، په رومبي باب کښې رومبي قسم ذکر کړې شوي دي او په دویم باب کښې قسم ثانی او په دریم باب کښې قسم ثالث، قسم اول یعنی ولاء العتق دا خو بالاتفاق معتبر او ثابت دي، او قسم ثانی یعنی ولاء الاسلام دا د جمهور علماء کرامو چې په هغوی کښې څلور امامان هم دي په نزد معتبر نه دي، د بعض نور علماء کرامو لکه ابراهیم نخعی رحمہ اللہ، سعید بن المسیب په نزد معتبر دي، او دریم قسم ولاء الموالاة دا د احناف په نزد معتبر دي، د جمهور په نزد د ولاء دا قسم منسوخ دي.

[۲۹۱۵] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: قُرِعَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا حَاضِرٌ، قَالَ مَالِكٌ: عَرَضَ عَلَيَّ نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تَعْتِقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِّعُكَهَا عَلَى أَنْ وَلَّاءَهَا لَنَا، فَذَكَرْتُ عَائِشَةَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ".

دا بن عمر نه روایت دي فرمائي چې ام المومنين عائشي رضی اللہ عنہا غوښتل چې يوه وينځه واخلي او ازاده شي کړي نو دوينځي مالکانو او وئيل مونږ به درباندي وينځه په دې شرط خرڅه کړو چې ددې دولا حق به مونږ ته حاصل وي ام المومنين نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته ددې ذکر او کړو نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائيل دوينځي داخستلو اراده مه بدلوه ځکه چې دوينځي دولا حق هغه چاته حاصل وي چې څوک شي ازاده کړي.

د بريرة رضی اللہ عنہا د شراء والا حديث باندې کلام :

قوله: **(عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان عائشة رضی اللہ عنہا ارادت ان تشتري جارية تعتقها فقال اهلها نبيعها على ان ولأءها لنا الخ)** : د عائشي رضی اللہ عنہا دا حديث د شراء بريرة په سلسله کښې وړاندې په کتاب العتق کښې **(باب بيع المكاتب اذا فسخت المكاتبه)** د لاندې تفصيل سره راروان دي په دې باندې به کلام هم هلته راشي انشاء الله تعالى په دې حديث کښې دي **(الولاء لمن اعتق)** چې مسئله اجماعی ده او مطلب شي دا دي چې که د يو سړی آزاد کړې شوي غلام مړ شي او هغه خپل څوک وارث پرې نږدې نو بيا په دې صورت کښې د هغه د ميراث مستحق به د هغه آزاد کړې وي غلام وي په دې واقع کښې يو مشهور اشکال دا کولې شي چې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عائشي رضی اللہ عنہا ته اجازت ولې ورکړو په شراء د بريرة رضی اللہ عنہا کښې د ولاء شرط چې هغه به د بائع دپاره وي لگول ځکه چې دا شرط بالا جماع جائز دي؟ جواب دا دي چې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم داسې زجرا او فرمائيل يعني د دې شرط اجازت د دې د باقی پريخودلو دپاره رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نه وو ورکړې بلکه د دې ابطال مقصود وو دې وجې نه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د دې نه پس خطبه ورکړې وه چې په خلقو باندې څه چل شوي دي چې په بيع کښې د ولاء شرط لگوي، د خلقو شرط لگول باطل دي **(وان كان مائة شرط، شرط الله احق)** دا زيادت په روايت مفصله

۱: صحيح البخاري للبيوع ۷۳ (۲۱۶۹)، والمكاتب ۲ (۲۵۶۲)، والفرافض ۱۹ (۶۷۵۲)، صحيح مسلم للعتق ۲ (۱۵۰۴)، سنن النسائي للبيوع ۷۶ (۴۶۴۸)، (تحفة الأشراف: ۸۳۳۴)، وقد أخرجه: موطا امام مالك للعتق ۱۰ (۱۸)، مسند احمد (۱۵۶، ۱۵۳، ۱۱۳، ۲۸۷/۲) (صحيح)

کښي دي، دلته روايت مختصر دي.

[۲۹۱۶] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ بْنُ الْجَزَّارِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ وَلِيَ النِّعْمَةَ".

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دي فرماني چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلي دی دولا حق به هغه چاته ورکولې شی څوک چه قیمت خرید اداکړي او په غلام باندې احسان او کړي يعنی ازاد ئي کړي.

[۲۹۱۷] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رِثَابَ بْنَ حَذِيفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غُلَمَةٍ، فَمَاتَتْ أُمُّهُمُ فَوَرَّثُوَهَا رِبَاعَهَا، وَوَلَاءَ مَوَالِيَهَا، وَكَانَ عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ عَصْبَةً بَنِيهَا فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ فَمَاتُوا، فَقَدَّمَ عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ وَمَاتَ مَوْلَى لَهُا وَتَرَكَ مَالًا لَهُ فَخَاصَمَهُ إِخْوَتُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوْ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصْبَتِهِ مَنْ كَانَ"، قَالَ: فَكُتِبَ لَهُ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرَجُلٌ آخَرٌ، فَلَمَّا اسْتَخْلَفَ عَبْدُ الْمَلِكِ اخْتَصَمُوا إِلَى هِشَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، أَوْ إِلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ هِشَامٍ فَرَفَعَهُمْ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ، فَقَالَ: هَذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي مَا كُنْتُ أَرَاهُ، قَالَ: فَقَضَى لَنَا بِكِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَخُنَّ فِيهِ إِلَى السَّاعَةِ.

عمرو بن شعيب دخپل پلار نه او هغه دده دنيکه نه روايت کوي چه رثاب بن خذيفه د يوې ښځې سره نکاح او کړه او درې هلکان ئي پيدا شو او مور ئي مړه شوه نو ددي ځامن دخپلې مور د کورونو او ددي د آزادو کړو غلامانو د ولاء وارثان شول او عمرو بن العاص نه ددي د ځامنو عصبه وو يعنی وارث وو ددي نه پس عمرو بن العاص نه ددي ځامن شام ته اوليرل او هغوی هلته مړه شول عمرو بن العاص راغې او په دې دوران کښي دهغې ښځې يو ازاد کړي شوې غلام مړ شو او مال ئي پاتي شو نو ددي ښځې ورور ددي د ځامنو د پاره عمر فاروق رضي الله عنه ته جگړه يوړله عمر فاروق رضي الله عنه او وئيل نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلي دی کله چه اولاد يا پلار ميراث پرېږدي نو هغه به دهغه وارثانوته ورکولې شی او بيا عمر فاروق په دې سلسله کښي يوه فيصله اوليکله او په دې باندې ئي عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه اوزيد بن ثابت رضي الله عنه اود يوبل سړی گواهی ئي پرې اوليکله، کله چه عبدالملک بن مروان خليفه شو نو بيا دغه خلقو جگړه اوکړه، دې خلقو خپله مقدمه هشام بن اسماعيل يا اسماعيل بن هشام ته يوړله، هغوی دا مقدمه عبدالملک ته اوليرله، عبدالملک او وئيل: دا فيصله خو داسې معلومېږي لکه چه دا ما ليدلې وی، راوی وانی بيا عبدالملک د عمر بن خطاب رضي الله عنه د فيصلې مطابق فيصله ورکړه او ولاء تر اوسه پورې مونږ سره دی.

والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي، قاله المنذرى وأخرجه الترمذى ايضا فى آخر كتاب الوصايا مفصلا وفى بيع الولاء وهبة مختصرا.

(۱) صحيح البخاري للفرائض ۲۰ (۶۷۶۰)، سنن النسائي/الطلاق ۳۰ (۳۴۷۹)، (تحفة الأشراف: ۱۷۴۳۲، ۱۵۹۹۱)، وقد أخرجه: صحيح مسلم للعتق ۲۰ (۱۵۰۴)، سنن الترمذى للبيع ۲۳ (۲۱۲۶)، مسند احمد (۱۸۹، ۱۸۶، ۱۷۰/۸)، (صحيح) (۲)، سنن ابن ماجه للفرائض ۷ (۲۷۳۲)، (تحفة الأشراف: ۱۰۵۸۱، ۱۸۵۹۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷/۱) (حسن)

شرح الحديث والكلام عليه باليسط:

قوله: (عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رباب بن حذيفة تزوج امرأة فولدت له ثلاثة غلمة فماتت امهم فورثوها رباعها وولاء موالها) دا حديث د توريث الولاء په سلسله كښې دې، د دې مضمون دا دې چې يو سړی چې د هغه نوم رباب بن حذيفة دې هغه يوې زنانه سره واده او كړو چې د هغې نوم ام وائل بنت معمر دې، د هغه د هغې زنانه نه درې ځامن پيدا شو څو ورځې پس د هغوی د مور انتقال او شو او هغه هلکان د خپلې مور د رباع يعنی كورونو او جائداد وغيره او د هغې د موالی د ولاء وارثان شو (دې ځانې پورې خو په دې روايت باندې هيڅ اشكال نشته، مسئله صفا ده اوس وړاندې واورئ) وړاندې په روايت كښې دا دی چې عمرو بن العاص رضي الله عنه د دې هلکانو عصبه وو (په روايت كښې د رشتې هيڅ تعين نشته ممكنه ده چې عم يا ابن العم وي) نو دې عمرو بن العاص رضي الله عنه دا هلکان خپل ځان سره په سفر باندې شام ته بوتلل، هلته په دغه زمانه كښې طاعون خور شوې وو يعنی طاعون عمواس، كوم چې په تاريخ كښې مشهور دې او د عمر رضي الله عنه په زمانه كښې وو، دا درې واړه هلکان هم په دې طاعون كښې ختم شو، عمرو بن العاص رضي الله عنه چې كله د سفر نه را واپس شو نو په واپسې باندې هغوی ته معلومه شوه چې د هغه زنانه يعنی ام وائل يو مولى يعنی آزاد كړې شوې غلام بل مړ دې او هغه مال هم پريخودلې دې، اوس په هغه ولاء كښې د ام وائل د روڼو او د عمرو بن العاص رضي الله عنه اختلاف پيدا شو، يعنی عمرو بن العاص رضي الله عنه مدعى وو چې دا ولاء ماته ملاویدل پكار دی او د ام وائل روڼو وئيل چې د دې مستحقين مونږ يو څكه چې مونږ د دې زنانه عصبه يو چې د چا د غلام دا ولاء ده، او د عمرو بن العاص رضي الله عنه وينا دا وه چې زه د دې زنانه د ځامنو عصبه يم كه هغه ځامن ژوندی وي نو د دې به هغوی وارثان وي نو اوس چونكه هغوی نشته نو د هغه ځامنو د عصبه كيدو په حيثيت سره زما وارث كيدل پكار دی، چونكه دا واقعه د عمر رضي الله عنه د خلاف د زمانې ده په دې وجه دا مقدمه هلته پيش شوه، عمر رضي الله عنه د مسئلې په صورت باندې د پوهيدو نه پس دا وفرمائيل (قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احرز الولد او الوالد فهو لعصبته من كان) يعنی د مړې ځونې يا پلار چې څه هم په تركه كښې حاصل كړې هغه به د هغه نه پس د هغه د عصبه دپاره وي كه هغه عصبه هر څوك وي، دلته د دې حديث په رنډا كښې د عصبه الولد مصداق عمرو بن العاص رضي الله عنه جوړيدو پس عمر رضي الله عنه د عمرو بن العاص رضي الله عنه په حق كښې فيصله وفرمائيله او خپله فيصله ئې اوليكله چې په هغې كښې د دوه كسانو يعنی عبدالرحمن بن عوف او زيد بن ثابت رضي الله عنه او د يو دريم كس شهادت هم وو.

(فلما استخلف عبدالملك اختصموا الى هشام بن اسماعيل فرقه الى عبدالملك)

چونكه اخوة المرأة ته د عمر رضي الله عنه په فيصله باندې تسلى نه وه شوې اگر چې خاموش شوې وو په دې وجه كله چې د عبدالملك بن مروان زمانه راغله نو هغه وخت د مدينې طبيبي امير هشام بن اسماعيل وو لهذا دې اخوة المرأة دا خپله معامله هغه ته يوره، هشام بن اسماعيل دا قضيه د عبدالملك مخې ته پيش كړه، عبدالملك په دې فيصله باندې د

خان پوهولو نه پس دا اووي: «هذا من القضاء الذي ما كنت اراه» په بذل کښې دا ليکلي دي چه په دې لفظ ما کښې دوه احتمالات دي يو دا چه زانده وي او يا نافيه، د زانده کيدو په صورت کښې خو به ئې مطلب دا وي چه زما رائي هم د عمر رضي الله عنه د هم دهغه فيصلې مطابق ده او د نافيه کيدو په صورت کښې به ئې مطلب دا وي چه عبدالملک دا وائي چه په دې فيصله کښې اگر چه زما رائي دا نه ده خو چونکه د عمر فاورق رضي الله عنه کړې شوې فيصله ده په دې وجه زه هم دا برقرار ساتم.

«فتحن فيه الى الساعة» د نحن مصداق د عمرو بن العاص رضي الله عنه اولاد چه مونږ تر نن ورځې پورې په دې فيصله باندې يو، دا روايت په تفصيل سره په سنن ابن ماجة کښې دې لکه چه په بذل کښې دا نقل کړې شوې د هغې په کتلو باندې هم دا معلومېږي چه عبدالملک د عمر رضي الله عنه د فيصلې موافقت او فرمائيلو، لهذا په «ما كنت اراه» کښې ما نافيه نه ده بلکه موصوله يا زانده ده.

د دې نه پس خان پوهه کړې چه دلته په روايت کښې دي «فقدم عمرو بن العاص رضي الله عنه ومات مولى لها» دا جمله «ومات مولى لها» تاويل ته محتاج ده «اي وقد مات مولى لها» (۱) او دا جمله حاليه ده، يعنى عمرو بن العاص رضي الله عنه چه کله د ملک شام نه واپس راغلو نو دلته راتلو سره ورته معلومه شوه چه د هغې زنانه يو غلام مړ شوې دې يعنى د هغه هلکانو په ژوند کښ، او دا مطلب ئې نه دې چه د عمرو بن العاص رضي الله عنه د راتلو نه پس د هغه زنانه د يو ازاد کړې شوى غلام وفات او شو، او دا تاويل په دې وجه ضرورى دې چه د عمر رضي الله عنه کوم استدلال چه په دې مقام باندې د «ما احرز الولد» نه دې هغه صحيح شى او په دې واقعي باندې منطبق شى ځکه چه ظاهره ده احراز ولد به هم د هغه په حيات کښې وي نه پس د وفات نه، دا اشکال او جواب د ابوداؤد په دې روايت باندې په «تذكرة الرشيد» کښې ذکر شوې دې، حضرت گنگوهى رحمه الله نه دا سوال يو عالم کړې وو حضرت د دې جواب دا ارشاد او فرمائيلو کوم چه پورته ذکر شو.

د دې نه پس خان پوهه کړې چه د عمر رضي الله عنه د دې فيصلې حاصل توريث الولاء دې يعنى دا چه که په ولا، کښې هم ميراث جارى کيږي څنگه چه په نورو امورو کښې جارى کيږي خو جمهور علماء کرام چه په کښې څلور امامان هم دي د دې قائل نه دي نعم فى رواية عن احمد وكذا روى عن علي دون الخلفاء الثلاثة، لکه چه د ابوداؤد په يو نسخه کښې دي کومه چه د بذل المجهود په حاشية باندې دي. د هغه نسخې عبارت دا دي: الناس يتهمون عمرو بن شعيب فى هذا الحديث، قال ابوداؤد: وروى عن ابى بكر وعمر وعثمان خلاف هذا الحديث الا انه روى عن علي بن ابى طالب بمثل هذا، د جمهور علماء کرامو استدلال د دې حديث نه دې، «الولاء لحمه كلحمه النسب لا يباع ولا يورث» يعنى ولا، خو يو قسم نسب دې او د نسب بيع يا توريث لږ وي بلکه د جمهورو مسلک دا دې چه ولا، د مولى دپاره وي او

(۱) كما في قوله تعالى جاؤكم حصرت صدورهم اي وقد حصرت صدورهم

که هغه نه وی نو بیا اقرب العصبه الی المولی پشان دي، د نورو مالونو دپاره په دې کښې باقاعده میراث نه جاری کیږي چه په ټولو وارثانو کښې تقسیم شی، د امام ابو داؤد رحمته الله علیه د جواب حاصل کوم چه مونږ د حاشیې نه نقل کړې دي. دا دې چه دا حدیث ضعیف دي بلکه ثابت نه دي ځکه چه دا د عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده په سند سره دي چه په هغې باندې کلام مشهور دي، او دویم په دې وجه هم چه دا د یو بل مشهور او صحیح حدیث خلاف دي یعنی «الولاء لمن اعتق» خو د حضرت گنگوهی رحمته الله علیه په بعض تقاریرو کښې دا دی چه د عمر رضی الله عنه په حدیث کښې چه دا ذکر کړې شوې دی «ما احرز الولد» نو د احراز تعلق خو د ترکې سره وی د ولاء سره د هغې تعلق نه شی کیدي «اذ هو لحمه کلحمة النسب فلا يمكن احرازه مثل النسب» او وراثت جاری کیږي په مال کښې نه په نسب کښ، لهذا دا به وئیلې شی چه د عمر رضی الله عنه د فیصلې تعلق د رباع وغیره مالونو سره دي د ولاء سره نه دي آه..... قلت لكن فيه ما فيه.... دا حدیث ماته په سبق کښې ډیر گران معلوم شو الحمد لله چه حل شو. والحديث اخرجه النسائي وابن ماجه، واخرجه النسائي ايضا مرسلًا، قاله المنذري.

باب فِي الرَّجُلِ يُسَلِّمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ

بابه څوک چه د بل مسلمان په لاس مسلمان شی نو هغه به دده وارث وی

[۲۹۱۸] (١) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ ابْنُ حَمَزَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَوْهَبٍ، يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ قَبِيصَةَ بِنْتُ دُؤَيْبٍ، قَالَتْ هَشَامٌ، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: يَأْرُسُ اللَّهُ، وَقَالَ يَزِيدُ: إِنَّ تَمِيمًا قَالَ: يَأْرُسُ اللَّهُ مَا السَّنَةُ فِي الرَّجُلِ يُسَلِّمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: "هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ".

تمیم داری رضی الله عنه وائی چه ما عرض او کړو، ای دالله رسوله صلی الله علیه و آله د هغه سړی باره کښې د شریعت څه حکم دي چا چه د یو مسلمان سړی په لاس باندې ایمان راوړلې وی؟ نبی کریم صلی الله علیه و آله او فرمائیل: دغه سړی د نورو په نسبت د هغه مرگ او ژوند ته زیات نزدې دي (که د هغه بل څوک وارث نه وی نو هم دي به ئې وارث وی).

(ان تمیما رضی الله تعالی عنه قال یا رسول الله صلی الله علیه و آله ما السنة فی الرجل یسلم علی یدی الرجل؟ قال هو اولی الناس بمحیاه ومماته)

شرح الحديث والكلام عليه من حيث الفقه :

یعنی د رسول الله صلی الله علیه و آله نه تپوس او کړې شو چه د شریعت فیصله د هغه انسان په باره کښې څه ده چه د یو مسلمان په لاس باندې اسلام قبول کړی؟ (ښکاره خبره ده چه د هغه لوڼې احسان دي په دې نوي مسلمان شوی باندې پس وړاندې فرمائی چه) هغه یعنی د کوم سړی په لاس باندې چه اسلام راوړې شو په ټولو خلقو کښې زیات مستحق دي د دې نوي مسلمان شوی په ژوند کښې هم او د هغه د مر کیدو نه پس هم، چه هر کله په ټولو انسانانو

(١) سنن الترمذي/الفرائض ۲۰ (۲۱۱۲)، سنن ابن ماجه/الفرائض ۱۸ (۲۷۵۲)، (تحفة الأشراف: ۲۰۵۲)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۱۰۳، ۱۰۲/۴)، سنن الدارمي/الفرائض ۳۴ (۳۰۷۶) (حسن صحيح)

کښې د ټولو نه زیات هم هغه اولی او احق دې د هغه نوی مسلمان شوی نو د هغه ولاء به هم د هغه دپاره وی لکه د آزاد کړې شوی غلام ولاء چه د معتق دپاره وی.

دا حدیث چه کوم علماء کرام د ولاء الاسلام قائل دی د هغوی دلیل دې لکه عمر بن عبدالعزیز رضی الله عنه او سعید بن المسیب رضی الله عنه وغیره کما تقدم فی مبدء الباب او د جمهورو استدلال د مشهور حدیث «الولاء لمن اعتق» نه دې چه متفق علیه دې ځکه چه په هغه حدیث کښې په حصر سره بیان کړې شوې ده د ولاء د معتق دپاره کیدل، معلومه شوه د ولاء سبب صرف عتق دې اسلام یا بل څه نه دی، او د حدیث الباب جواب دا دې چه هغه ضعیف دی، امام ترمذی رحمه الله هم په دې باندې کلام کړې دې او نورو محدثینو هم، په دې کښې یو روای عبدالعزیز بن عمر دې هغه ضعیف دې دغه شان ابن وهب راوی غیر معروف دې، په خلاف د جمهور علماء کرامو د دلیل چه هغه متفق علیه حدیث دې، او دویم جواب د دې حدیث دا ورکړې شوې دې چه دا منسوخ دې، کیدې شی چه په شروع د اسلام کښې رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائیلي وی، ځکه چه په ابتداء د اسلام کښې د اسلام او نصرت په بنیاد باندې توارث کیدلو کوم چه روستو منسوخ شو، بعض شارحانو د احنافو مذهب هم د دې حدیث موافق لیکلې دې چه احناف هم د ولاء الاسلام قائل دی، خو دا نقل مطلقاً صحیح نه دې خو که د اسلام سره موالاته او محالفه هم مقترن شی نو امر اخر دې په دې صورت کښې به زموږ په نزد معتبر دا وی او په دې صورت کښې د هغه دپاره ولاء وی، ځکه چه احناف د ولاء الموالاته قائل دی چه د هغې جمهور قائل نه دی کما تقدم من قبل ذلك..... ښه ځان پوهه کړئ کذا قال الشيخ فی البذل. والحديث أخرجه الترمذی والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى

باب فی بیع الولاء

باب: د ولاء (میراث) خرڅولو بیان

[۲۹۱۹] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ".

عبدالله بن عمر رضی الله عنه وائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله د ولاء خرڅولو او ددې د هبه کولو نه منع فرمائیلي ده.

قوله: نهی رسول الله صلی الله علیه و آله عن بيع الولاء وعن هبته :

شرح الحديث:

په زمانه د جاهلیت کښې به عربو د ولاء بیع کوله او د هغې به ئې اجرت اخستلو، اسلام چه راغلو نو د دې نه ئې منع او کره ځکه چه ولاء څه مال نه دې چه د هغې بیع او کړې شی بلکه دا د حقوقو نه یو حق دې فلا یرد علیه البیع (بذل) یعنی ولاء د استحقاق ارث نوم دې یعنی د

۱. صحیح البخاری / العتق ۱۰ (۲۵۳۵)، الفرائض ۲۱ (۲۷۵۶)، صحیح مسلم / العتق ۳ (۱۵۰۶)، سنن الترمذی / البیوع ۲۰ (۱۳۳۶)، الولاء ۱ (۲۱۲۶)، سنن النسائي / البیوع ۸۵ (۴۶۶۳)، (تحفة الأشراف: ۷۱۸۹)، وقد أخرجه: موطا امام مالك للعتق والولاء ۱۰ (۲۰)، سنن ابن ماجه / الفرائض ۱۵ (۲۷۴۷) مسند احمد (۱۰۷، ۷۹، ۹۲)، سنن الدارمي / البیوع ۳۶ (۳۶۱۴) (صحیح)

معتق (آزاد کړې شوې غلام) د میراث استحقاق کوم چه معتق ته حاصل وی د عتق په وجه، عتق یو احسان عظیم دی د مولی د طرف نه په خپل غلام باندې نو د دې په صله کښې شریعت معتق لره د معتق د میراث حق ورکړو چه د هغه د مرگ نه پس هغه د هغه مالک ته ملاؤ شی، لکه چه نسب سبب د استحقاق وی پس څنگه چه د نسب نه حق د میراث حاصلیږي هم دغه شان د عتق نه د میراث حق حاصلیږي چه د هغې نه په ولاء سره تعبیر کولې شی او ښکاره خبره ده بیع او هبه وغیره کیږي د جواهر و نه د معانی او اعراضو، اصل معنی خو د ولاء هم دا ده، هسې د دې اطلاق او استعمال په میراث المعتق باندې کیږي. والله تعالی اعلم وهذا غاية تسهيل لهذا المقام والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة، قاله المنذرى.

باب فی المولود یستهل ثم يموت

که چرې یو ماشوم ژوندی پیدا شی او د چغې نه پس مړ شی؟

[۲۹۲۰] (جَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا اسْتَهَلَ الْمَوْلُودُ وَرِثَ".

د ابو هريره رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی ماشوم چه کله د پيدا کيدونه پس آواز او کړي نو ده لره وارث گرځولې شي.

(عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلی الله علیه و آله قال إذا استهل المولود ورث)

د استهلال اصل معنی خو د میاشت لیدو ده (رویه هلال) د دې نه پس د دې استعمال او شو په رفع الصوت یعنی چغه وهلو کښ، په دې مناسبت سره چه په رومبئ شپه باندې د میاشت په لیدو باندې خلق شور کوی چه میاشت اولیدی شوه، بیا د دې نه پس د دې استعمال د ژوند آثار او د ماشوم په ژړا کښې شروع شو هم دا دلته په حدیث کښې مراد دي.

حديث الباب کښې اختلاف دائمة :

او د حدیث مطلب دا دي چه د ماشوم د پيدا کيدو نه پس که په هغه کښې د ژوند آثار بیا موندلې شو او په دې دوران کښې څوک نزدې خپلوان مړ شو نو مولود به د هغه وارث وی او که بیا نه موندلې شی نو نه به وی، د احنافو او شوافعو په نزد خو هم دغه شان ده چه صرف د ژوند د آثارو موجود کيدل کافی دی، وقال مالک رحمته الله واحمد رحمته الله بشرط الرضاع کذا فی هامش البذل عن الشعرانی.

دلته یوه بله مسئله ده او هغه ده د (صلوة علی الطفل) کومه چه په کتاب الجنائز کښې را روانه ده هغه دا چه په ماشوم باندې د مونځ کولو دپاره هم د ژوند آثار بیا موندل ضروری دی یا نه؟ دا مسئله مختلف فیه ده، د ائمه ثلاثه او جمهور په نزد خو هلته هم استهلال شرط دي، د امام احمد رحمته الله په دې کښې اختلاف دي د هغوی په نزد شرط نه دي، دلیل به د مسئلې په خپل مقام کښې راشی، دلته تبعاً راغلو.

باب نَسَخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ بِمِيرَاثِ الرَّحِمِ

په رسته داري د وارث كيدو په بنا د اقرار په ذريعه وارث كيدل منسوخ شول

[۲۹۲۱] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَأَتَوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ، كَانَ الرَّجُلُ يُحَالِفُ الرَّجُلَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نَسَبٌ فَيَرِثُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، فَنَسَخَ ذَلِكَ الْأَنْفَالُ فَقَالَ تَعَالَى: وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ آيَةُ ۵۷.

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه د الله تعالی دا قول: «والذين عقدت أيمانكم فأتوهم نصيبهم» په تیره زمانه کښي به خلقو یو بل ته قسم وکړو او ددوی په مینځ کښي به رسته داري نه وه او یو به د بل وارث جوړ شو نو دا حکم د سورة انفال په دې ایت: «وأولو الأرحام بعضهم أولى ببعض» باندې منسوخ شو.

[۲۹۲۲] (۲) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ، حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَأَتَوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ، قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ تَوَرَّثُوا الْأَنْصَارَ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي أَخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ، قَالَ نَسَخْتُهَا وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَأَتَوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ آيَةُ ۳۳، مِنَ النَّصْرِ وَالنَّصِيْحَةِ وَالرِّفَادَةِ وَيُوصِي لَهُ وَقَدْ ذَهَبَ الْهِيَارُ.

د ابن عباس نه د الله پاک ددې قول: «والذين عقدت أيمانكم فأتوهم نصيبهم» متعلق منقول دي چه كله مهاجرين مديني ته راغلل نو انصار به ددوی وارثان كيدل اودوی به دانصارو وارثان كيدل علاوه درسته داري په وجه دهغه اخوت كوم چه نبی ﷺ په دوی كښي قائم كړي وو هر كله چه دا ای ۳۳ نازل شو «ولكل جعلنا موالى مما ترك» نازل نو پورتنی ایت منسوخ شو.

شرح الحديث وایضاح المسئلة :

دا د ولاء د سلسلې دریم باب دې چه د هغې ذکر په شروع کښي راغلې دې، د عقد نه مراد عقد بالموالاة چه هغې ته ولاء الموالاة هم وئیلې شی، د مصنف رحمته الله علیه دا ترجمه د ائمه ثلاثه د مسلک مطابق ده کوم چه دا وائی چه د عقد موالاة په ذریعه استحقات د ارث اوس پاتې نه شو بلکه منسوخ شوې دې د میراث د رحم په ذریعه، د رحم نه مراد رسته دار او خپلوان دی، یعنی د خپلوانو میراث د عقد موالاة میراث منسوخ کړو د ناسخ او منسوخ دواړو بیان په حدیث الباب کښي ذکر شوې دې، پس رومبي آیت کریمه «والذين عاقدت أيمانكم» کښي د میراث موالاة ثبوت دې لکه چه ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمائی چه په شروع کښي به داسې کيدل چه یو سړی د یو پردتی سره مخالفت یعنی د دوستی عهد او کړو بغیر د نسبی تعلق نه او بیا به د هغه عقد د وجې به هغوی د یو بل وارثان وو لکه چه د مهاجرینو او انصارو

۱: تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۲۶۱) (حسن صحیح)

۲: صحیح البخاري، الکفالة ۲ (۲۲۹۲)، تفسیر سورة النساء ۷ (۲۲۹۲)، القرائض ۱۶ (۶۷۴۷)، (تحفة الأشراف: ۵۵۲۳) (صحیح)

ترمینه داسې شوې وو، ابن عباس رضی الله عنه فرمائی چې دې آیت لره د سورة الانفال د آیت کریمه ﴿والوا الارحام بعضهم اولى ببعض﴾ سره منسوخ کړې شو او د ابن عباس رضی الله عنه د دې نه روستو راتلونکې روایت کښې بعینه هم دا مضمون دې چې کله مهاجرین مدینه طیبې ته اورسیدل نو هغوی به د انصارو وارثان جوړیدل نه د هغوی خپلوان یعنی د انصارو وارثان به مهاجرین وو د خپلوانو په ځانې د خپلوانو د وارث کیدو، ﴿فلما نزلت هذه الاية... ولكل جعلنا موالى مما ترک.... قال نسختها﴾ یعنی چې کله دا دویم آیت کریمه ﴿ولكل جعلنا موالى مما ترک﴾ نازل شو نو هغه رومبې آیت کریمه منسوخ شو، په دې عبارت کښې د نسخت فاعل دا آیت ثانیه یعنی ﴿ولكل جعلنا موالى﴾ دې او ضمیر منصوب راجع دې آیت اولی ته، ﴿والذین عاقدت ایمانکم﴾ طرف ته، او دا جمله هم دلته پوره شوه د ناسخ او منسوخ دواړو بیان راغلو، بیا د دې نه روستو په دویم ځل چې کوم آیت او عبارت راځي، ﴿والذین عاقدت ایمانکم فاتوهم نصیبهم﴾ من النصر والنصيحة الخ..... د دې نه مقصود د ابن عباس رضی الله عنه دا بیان کول دی چې د دې آیت منسوخ کیدو نه پس اوس د دې آیت کریمه مفهوم چې په هغې باندې عمل کیدل پکار دی هغه صرف نصر او نصیحت باقی پاتې شو ﴿وقد ذهب الميراث﴾ یعنی د میراث په باره کښې دا آیت کریمه نه دې منسوخ شوې صرف د میراث په اعتبار سره منسوخ شوې دې د دې آیت د داسې وضاحت کولو ضرورت مونږ ته ځکه راغلو چې په بادى الرأى کښې عبارت داسې دې. ﴿نسختها والذین عقدت ایمانکم﴾ یعنی په ظاهره دا معلومیږي چې د نسخت فاعل ﴿والذین عاقدت ایمانکم﴾ دې او ﴿ها﴾ ضمیر ﴿ولكل جعلنا﴾ طرف ته واپس کیږي، په دې صورت کښې مطلب بالکل برعکس کیږي، ښه ځان پوهه کړئ، د محنت او د غور کولو ضرورت دې بغیر د هغې نه هیڅ نه حاصلیږي، دا د ابن عباس رضی الله عنه روایت او څه چې هغوی د نسخ په باره کښې فرمایلي دی د ائمه ثلاثه موافق دی او د هغوی رائي هم دا ده. د دې خلاف احناف چې د میراث العقد قائل دی هغوی وائی ﴿والذین عقدت ایمانکم﴾ د دې آیت کریمه دپاره دویم آیت ﴿والوا الارحام بعضهم اولى ببعض﴾ ناسخ نه دې بلکه دواړه آیتونه معمول بها دی فرق دا دې چې په شروع کښې به په عقد موالاة باندې میراث جاری کیده او خپلوانو لره به وارث نه شو جوړولې، بیا روستو چې کله دا آیت نازل شو نو د هغې مطلب هغوی دا اخلی چې اقارب په توریث کښې مقدم وی په عقد موالاة باندې یعنی د هغوی په موجودگي کښې به مولى الموالاة وارث نه وی، او که په ذوی الارحام کښې څوک نه وی نو هغه وخت به مولى الموالاة وارث وی، د ذوی الارحام نه مراد اقارب او رسته دار دی.

هكذا ينبغي ان يفهم بهذا المقام فانه من مزال الاقدام.....

والحديث اخرجه البخاري والنسائي، قاله المنذرى

[۲۹۲۳] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْمَعْنَى، قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصِينِ، قَالَ: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أُمِّ سَعْدِ بِنْتِ الرَّبِيعِ، وَكَانَتْ يَتِيمَةً فِي حِجْرِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَرَأْتُ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانَكُمْ، فَقَالَتْ: لَا تَقْرَأُ. وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانَكُمْ. وَلَكِنَّ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانَكُمْ سُورَةُ النَّسَاءِ آيَةُ ۳۲، أَيْمَانُ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ، وَإِنِّي عَبْدُ الرَّحْمَنِ حِينَ آتَى الْإِسْلَامَ، فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ الْأَيُّورُثَةَ، فَلَمَّا أَسْلَمَ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُؤْتِيَهُ نَصِيبَهُ، زَادَ عَبْدُ الْعَزِيزِ قَوْلَهُ أَسْلَمَ حَتَّى حُمِلَ عَلَى الْإِسْلَامِ بِالسَّيْفِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ عَقَدَتْ جَعَلَهُ جَلْفًا، وَمَنْ قَالَ عَاقَدَتْ جَعَلَهُ خَالِفًا، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ طَلْحَةَ عَاقَدَتْ.

دابوداود بن حصین نه روایت دی وائی چه مابه ام سعد بنت ربیع ته قران کریم لوستلو او هغه یتیمه وه دابوبکر په نگرانی کښې وه نومادا ایت کریمه «والذین عقدت ایمانکم» ولوستلو نوهغې او وئیل دا آیت کریمه مه لوله ځکه چه دادحکم په اعتبار سره منسوخ شوې دی دا ایت کریمه دابوبکر دخوی عبد الرحمن په باره کښې نازل شوې وو کله چه هغه داسلام قبلولونه انکار کړې وو نو ابوبکر رضی الله عنه قسم کړې وو چه زه به عبد الرحمن خپل وارث نه جوړوم کله چه هغه اسلام قبول کړو نوهغه ورته د حصې ورکولو حکم اوکړو، د عبد العزيز په روایت کښې دا اضافه ده چه عبد الرحمن دتوري په زور مسلمان شوې وو.

مضمون الحديث:

قوله: «عن داود بن الحصين قال كنت اقرء على ام سعد بنت الربيع وكانت يتيمه في حجر ابي بكر رضي الله عنه الخ»: داود بن الحصين وائی چه مابه د ام سعد رضي الله عنها سره قرآن لوستلو او د هغې نه به مې زده کولو او دا ام سعد رضي الله عنها د ابوبکر صدیق رضي الله عنه کره لویه شوې وه، چونکه دا یتیمه شوې وه په دې وجه ئې هم هلته پالنه بیا موندله، نو یوه ورځ چه کله ما د هغوی خوا کښې قراءت کولو نو ما دا آیت کریمه داسې ولوستلو «والذین عاقدت ایمانکم» (د باب مفاعله نه، نو هغې زه اوتوکلم چه داسې مه لوله بلکه «والذین عقدت ایمانکم» اولوله (یعنی د مجرد نه) او د دې وجه ئې دا بیان کړه چه ماته معلومه ده چه دا آیت کریمه د ابوبکر صدیق رضي الله عنه او د هغوی د خوی عبد الرحمن رضي الله عنه په باره کښې نازل شوې دې چه کله په شروع کښې عبد الرحمن د اسلام راوړلو نه انکار اوکړو نو ابوبکر صدیق رضي الله عنه د هغوی نه ناراضه کیدو سره قسم خوړلې وو چه زه به تا نه وارث کوم، یعنی ته به په مونږ کښې د چا وارث هم نه ئې چه هر کله ته اسلام نه قبلوئ. هغه وائی چه کله عبد الرحمن رضي الله عنه اسلام قبول کړو نو رسول الله صلی الله علیه و آله ابوبکر صدیق رضي الله عنه ته حکم ورکړو چه هغه ته د هغه حصه ورکړه او وراثت ئې جوړ کړه. ام سعد رضي الله عنها دا وئیل غواړی چه په دې آیت کریمه کښې د عقد نه مراد حلف دې او قسم کونکې ځانله ابوبکر صدیق رضي الله عنه وو نو د هغه دپاره لفظ عقدت مناسب دې نه «عاقدت» ځکه چه باب مفاعله خو شرکت او تعدد لره غواړی.

دا د ام سعد رضي الله عنها خبره په یو لحاظ سره خو په خپل ځانې باندې صحیح ده خو «عاقدت» خو مستقل یو قراءت دې کیدې شی چه هغوی ته د دې علم نه وی وړاندې په روایت کښې دی

راوی وائی «فما اسلم حتى حمل على الاسلام بالسيف» راوی د عبدالرحمن رضی اللہ عنہ د اسلام حال بیانوی چه هغوی په شروع کښې خو اسلام نه وو قبول کړې په شروع کښې خو د مسلمانانو دشمن وو، د مسلمانانو خلاف ئې توره اوچته کړې وه (ځکه چه دې په جنگ بدر کښې د مشرکانو سره راغلې وو) «ثم هداه الله تعالى فاسلم قبيل الفتح» بیا الله پاک هغه ته د اسلام هدایت او کړو د فتح مکه نه مخکښ.

[۲۹۲۴] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا سُورَةَ الْأَنْفَالِ آيَةً ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَمُوجُوا سُورَةَ الْأَنْفَالِ آيَةً ۚ فَكَانَ الْأَعْرَابِيُّ لَا يَرِثُ الْمُهَاجِرُ، وَلَا يَرِثُهُ الْمُهَاجِرُ فَتَسَخَّرَهَا فَقَالَ: وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ سُورَةُ الْأَنْفَالِ آيَةً ۵۵.

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې چه دالله تعالی مخکښ حکم داوو: «والذين آمنوا وهاجروا»، «والذين آمنوا ولم يهاجروا» کله چه ددې نه پس دا ایت نازل شو: «وأولو الأرحام بعضهم أولى ببعض» نواولنې آیت منسوخ شو.

«عن ابن عباس رضی اللہ عنہ..... فكانت الاعرابي لا يرث المهاجر ولا يرثه المهاجر الخ»

اعرابی وائی غیر مهاجر ته یعنی کوم سړې چه اسلام قبلولو سره په خپل کلی کښې پاتې شی او هجرت اونکړی یعنی په شروع کښې د وراثت مدار په نسب باندې نه وو بلکه په هجرت او نصرت باندې وو په دې وجه مهاجر د انصاری او انصاری به د مهاجر بغیر د نسب نه وارث وو، او مهاجر به د غیر مهاجر سره د نسب نه وارث نه وو.

باب فِي الْحَلْفِ

په څه خبره د قسم کولو بیان

دا حلف په کسري دحاء او سکون دلام سره دې په معنی د مخالفت، پس په قاموس کښې دی، «والحلف بالكسر العهد بين القوم ام» او کوم حلف چه د قسم په معنی کښې دې هغه په قاموس کښې په درې طریقو سره لیکلې شوې دې حلف، حلف او حلف.

[۲۹۲۵] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، وَابْنُ مُكَيْمٍ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَكْرِيَّا، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً".

دزبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلی دی چه په اسلام کښې د کفر دزمانې قول لره اعتبارنشته او هریو قسم چه د جاهلیت په زمانه کښې شوې وي اسلام هغې لره نه زیاتوي مگر سختوالي.

شرح الحديث

قوله: «قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا حلف في الاسلام» د جاهلیت په زمانه کښې قتال او ظلمونو

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۲۶۲) (حسن صحيح)
(۲): صحيح مسلم للمصنفات الصحابة ۵۰ (۲۵۳۰)، (تحفة الأشراف: ۳۱۸۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۸۳/۴) (صحيح)

باندې به خپل مینځ کښې قومونو معاهده کوله نو ښکاره خبره ده چه په اسلام کښې د دې گنجائش چرته دې، رسول الله ﷺ هم دا خبره فرمائی: ﴿ لا حلف فی الاسلام وایما حلف کان فی الجاهلیة لم یزده الاسلام الاشدّة ﴾ په زمانه د جاهلیت کښې به کله په خیر او امور حقه باندې هم کیدو. په دې جمله کښې رسول الله ﷺ هم د هغې په باره کښې فرمائی چه داسې حلف اسلام نه دې مات کړې بلکه نور ئې هم مضبوط کړې دې کوم معنی چه د حلف موند په دویمه جمله کښې اخستلې ده که دا معنی په رومېن جمله کښې هم واخستلې شی نو دا هم کیدې شی او په دې صورت کښې به مطلب دا وی چه په اسلام کښې په امور حقه او خیر باندې مخالفت ته حاجت نشته بلکه اخوت اسلامی بذات خود کافی دې په امور خیر باندې د تعاون دپاره کذا قالوا، والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذرى

[۲۹۲۶] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَخْوَلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَالَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ"، فَقَالَ: حَالَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

دانس بن مالک بڼه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ زمونږ په کور کښې دانصارو اود مهاجرینو په مینځ کښې ورور ولي قائم کړه په دې وخت کښې اووئیلې شول ایانې ﷺ نه دی فرمائیلې چه داسلام په زمانه کښې دجاهلیت قول لره اعتبار نشته هغه اووئیل نبی ﷺ زمونږ په کور کښې دمهاجرینو اودانصارو په مینځ کښې ورورولي قائم کړې وه دوه ځله یا درې ځله.

باب فی المرأة تریث من دية زوجها

ښځه د خاوند په دیت کښې حصه اخستلې شی

[۲۹۲۷] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: الدِّیَّةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِیَّةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى قَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَوْثَرَ امْرَأَةً أَشِيمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِیَّةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، وَقَالَ فِيهِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْلَمَهُ عَلَى الْأَعْرَابِ.

دسعید نه روایت دې چه عمر رضی الله عنه به فرمائیل دیت دخاندان دخلغو دپاره وي اوښځه د خپل خاوند په دیت کښې وارثه نه شی جوړیدن تردې چه ضحاک بن سفیان دده نه نقل کړی دی چه نبی ﷺ ماته لیکلي وو چه زه داشیم ضبابي ښځې لره دهغې. د خاوند په دیت کښې وارثه مقرر کړم کله چه عمر رضی الله عنه دا خبره واوریده نو خپله رائي بدل کړه. احمد بن صالح

(۱): صحيح البخاري/الكفالة ۲ (۲۲۹۴)، والأدب ۶۷ (۶۰۸۳)، والاعتصام ۱۶ (۷۳۴۰)، صحيح مسلم/المنازل الصحابة ۵۰ (۲۵۲۹)، (تحفة الأشراف: ۹۳۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۱۱/۳، ۱۴۵، ۲۸۱) (صحيح)

(۲): معن الترمذي/الديات ۱۹ (۱۴۱۵)، سنن ابن ماجه/الديات ۱۲ (۲۶۴۲)، (تحفة الأشراف: ۴۹۷۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۵۲/۳) (صحيح)

وئيلي دی چه دا حديث عبد الرزاق دمعمرنه نقل کړې دې او هغه دزهري نه او هغه دسعيدنه.
 (عن سعيد قال كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول: الدية للعاقلة ولا توث المرأة من دية زوجها شيئا)
 يعني په شروع کښې د عمر رضي الله عنه دا رائي وه چه د مقتول ديت به د عصبه المقتول دپاره وي،
 او ښځه به د خپل خاوند د ديت وارثه نه وي، تردې چه د عمر رضي الله عنه ته ضحاک بن سفيان رضي الله عنه
 دا بيان نقل کړو چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم ليکل ماته راغلي وو «ورث امرأه اشيم الضبابي من دية زوجها»
 يعني اشيم ضبابي چه کله قتل شوې وو نو رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحاک ته اوليکل چه د
 هغه په ديت کښې د هغه ښځه وارثه کړه، نو په دې باندې عمر رضي الله عنه د خپلې مخکښې رائي نه
 رجوع اوکړه.

دا ضحاک بن سفيان رضي الله عنه هغه صحابي دې کوم چه رسول الله صلى الله عليه وسلم د خپل قوم په
 صدقاتو وصول کولو باندې عامل مقرر کړي وو. په دې مسئله کښې چه کومه رائي د
 عمر رضي الله عنه وه وئيلي شوې دي چه هغه د علي رضي الله عنه هم وه، خو د عمر رضي الله عنه رجوع ثابته شوه د
 جمهورو مسلک طرف ته د ضحاک بن سفيان رضي الله عنه د روايت د وجې نه.

ددية په باره کښې په شروع کښې د عمر رضي الله عنه رائي او بيا د هغې نه رجوع:

خان پوهول پکار دی چه د ديت مسئله او قاعده د جمهورو په نزد دا ده چه هغه واجب خو
 وی په عاقله يعني عصبه القاتل باندې او ملاويږي د مقتول وارثانو ته، په دې کښې د
 عمر رضي الله عنه رائي د جمهور خلاف وه هغه دا چه ديت واجب هم په عاقله باندې وی او ملاويږي
 هم عاقله ته، خو چونکه د هغوی مسلک دا وو هم د دې په وجه هغوی د خاوند په ديت
 کښې د ښځې د حصې قائل نه وو ځکه چه زوجه په عاقله کښې نه دې، خو چه کله هغه ته د
 ضحاک بن سفيان روايت اورسيدو نو هغوی د خپلې رائي نه رجوع اوکړه. دلته دا سوال
 واردیږي چه د عمر رضي الله عنه رائي دا ولې وه چه په ديت کښې وراثت نه جاري کیږي او هغه
 وارثانو ته نه ملاويږي بلکه صرف عاقله ته ملاويدل پکار دی؟

د دې وجه لکه چه شارحانو ليکلي دي علی ظاهر القياس دا ده چه وراثت جاري
 کیږي په هغه مال کښې چه د مړي ملکيت وی (لکه چه عام مالونه وی د ديت نه علاوه) او د
 ديت وجوب او ثبوت چونکه وی د مقتول نه پس او په ميت کښې د مالک کيدو صلاحيت
 نشته په دې وجه د دې تقاضه دا ده چه په ديت کښې وراثت هم نه دی کيدل پکار، پس دا
 صرف عاقله ته ملاويدل پکار دی د تحمل ديت د وجې نه، يعني چونکه صرف عاقله د
 قاتل د طرف نه د مقتول د ديت متحمل وی د دې تحمل د وجې نه ملاويدل هم صرف عاقله
 ته پکار دی، لهذا نه ښځې ته ملاويدل پکار دی نه د هغې نه علاوه نورو وارثانو ته، خو
 بيا چه کله عمر رضي الله عنه ته د ضحاک بن سفيان رضي الله عنه په واسطې سره د رسول الله صلى الله عليه وسلم د فيصلې علم
 اوشو چه هغوی په ديت کښې د ښځې حصه مقرر کړې ده نو په دې باندې هغوی خپله رائي
 او قياس ترک کولو سره رجوع اوکړه.

والحديث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى

تنبیه: د ضحاک بن سفيان رضي الله عنه دا روايت د عمر رضي الله عنه د رائي ديت زوج په سلسله کښې

زمونږ د سنن په روایاتو کښې په ابوداؤد او ترمذی کښې صرف دومره دې چه د هغې نه په بادئ الرئی سره دا فهمیری چه د عمر رضی الله عنه رانې صرف د زوجې سره متعلق دې حال دا چه داسې نه ده بلکه د عمر رضی الله عنه رانې د دیت په باره کښې مطلقاً دا وو چه هغه للعاقلة دې للورثة نه دې په خلاف د جمهور علماء کرامو چه د هغوی رانې دا ده چه دیت واجب خو وی په عاقله باندې او په وراثت کښې مستحق وی د هغه وارثان نو گویا د عمر رضی الله عنه اختلاف د جمهورو سره په اصل مسئله کښې دې پس په نصب الراية ۳۵۲/۴ کښې دی هم د دې سلسلې دروایاتو د لاندې علامه زیلعی رحمته الله علیه د سنن والا روایاتو د تخریج نه پس د مصنف عبدالرزاق نه دا روایت نقل کړې دې «ورواه عبدالرزاق فی مصنفه اخبرنا معمر عن الزهري عن ابيه عن ابن المسيب ان عمر بن الخطاب قال : ما اری الدية الا للعصبة لانهم يعقلون عنه، فهل سمع احد منكم من رسول الله ﷺ فی ذلك شيئاً؟ فقال الضحاك بن سفيان الكلابي وكان عليه السلام استعمله على الاعراب... كتب الى رسول الله ﷺ ان اورث امراء اشيم الضبابي من دية زوجها، فاخذ به عمر ام» او همدغه شان په موطاء د امام محمد کښې «باب الرجل يرث من دية امرأة والمراة يرث من دية زوجها» کښې روایت داسې دې «ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه نشد الناس بمنى : من كان عنده علم فی الدية ان يخبرني به فقام الضحاك بن سفيان فقال كتب الخ» او دا چه په دې روایاتو کښې د زوجې تخصیص دې د هغې منشاء هم د بعض روایتونو نه معلومیری، هغه چه یوې زنانه د عمر رضی الله عنه نه په منی کښې د خپل ځان دپاره په دیت زوج کښې د حصې مطالبه کړې وه، پس په التعليق المحجد کښې دی «عن سعيد قال جاءت امرأة الى عمر تساله ان يورثها من دية زوجها فقال ما اعلم لك شيئاً فنشد الناس الحديث» بیا د دې نه پس هم په دې حاشیه کښې هغه روایت ذکر شوې دې کوم چه په شروع کښې مونږ د نصب الراية نه نقل کړو. «نهني على هذا التفصيل وان اختلاف عمر ليس فی هذه الجزئية فقط فی اصل المسئلة عزيزي المولوي حبيب الله المظاهري الجمارني ثم المدني جزاه الله تعالى خيرا.

اخر کتاب الفرائض

د مسائل ميراث تفصيل يو مستقل فن دې کوم چه د دې فن په کتابونو کښې مسطور او مذکور دي، خو د دې فن چه کوم بنياد دې يعنی د قرآن کریم آيتونه د ميراث زړه مې او غوښتل چه کم از کم په دغه آيتونو کښې د ذکر کړې شوې وارثانو حصې خو مونږ په دې خپل کتاب کښې ذکر کړو چه په بنيادی علم کښې د راتلونو نه پس لوستونکو ته د نور تفصيلاتو د معلومولو شوق پيدا شی، او دغه شان په حديث شريف «تعلموا الفرائض وعلموها الناس فانها نصف العلم» باندې د عمل توفيق هم آسان شی. بنده دا خدمت د خپلې مدرسې بعض فاضلانو ته اوسپارلو ماشاء الله هغوی دا په ډیر ښکلی انداز سره ليکلي راوړو کوم چه په حاشیه کښې ليکلي شوې دي. (۱)

۱، د وراثت په سلسله کښې د زړې زمانې نه په معاشره کښې موجود ظلمونو په وجه باندې الله پاک په قرآن کریم کښې دا مسئله ډیر په اهمیت او تفصيل سره بیان او فرمائيله.....

۶۱... پس د سورة النساء په آيت ۱۱، ۱۲ او ۱۳ كښې د دې مسئلې بنيادى تفصيلات ډير په وضاحت سره موجود دي، مناسب معلومېږي چه د كتب تفسير او فقه په رنړا كښې د مختصر تشرېحاتو سره په دغه آيتونو كښې ذكر كړې شوې حصو لره او د هغې مستحقينو لره دلته په ترتيب سره ذكر كړې شي. ذكر كړې شوې آيتونو كښې د ټولو نه مخكښې حكم دا دې چه د ټول مال نه اول د هغوى قرض ادا كړې شي او د هغې نه بچ شوى مال نه د مال د دريمې حصې د وصيت تنفيذ او كړې شي. پس په آيت كريمه ۱۱ او ۱۲ دواړو كښې څه حصې او د هغې د مستحقينو د ذكر كولو نه پس ارشاد دې «من بعد وصية يوصي بها او دين» چه دا ټول تقسيم د ميراث به د دين د ادا كولو او د تنفيذ د وصيت نه پس وي. بيا په دې آيتونو كښې ټولې شپږ حصې بيان كړې شوې دي: نصف (د پوره حصې نيمه) ربع (څلورمه حصه) ثمن (اتمه حصه) ثلثان (دوه دريمې حصې) ثلث (دريمه حصه) سدس (شپږمه حصه) او د هغې مستحقين اووه دي: ۱: اولاد (چه په هغې كښې مذكر او مونث ټول فروع داخل دي يعنې خامن، لونه، نسمي، نسمي دغه شان لاندې نسل، خو واضحه دې وي چه د پورته فرع په موجودگي كښې به لاندې فرع محروم وي، لكه د خامنو او لونيرو په موجودگي كښې به نسمي او نسمي محروم وي) ۲: پلار (او د هغه د نه كيدو په وخت نيكه، دغه شان پورته نيكونه) ۳: مور (او د دې د نه كيدو په وخت دواړه نياگانې چه په يو درجه كښې دي هم دغه شان پورته نياگانې) خو په هغې كښې چه كومه اقرب الى الميت وي هغه به د ابعد الى الميت دپاره حاجب وي) ۴: خاوند، ۵: ښځه، ۶: اخیافى (په مور كښې شريك) رونه خویندې ۷: حقیقی (په مور پلار كښې شريك) او ۷ علایى (صرف په پلار كښې شريك رونه خویندې). ذكر كړې شوې حصې او د هغې د مستحقينو تفصيل د قرآن تصريح مطابق داسې دي.

اولاد: د دوى د وراثت څلور صورتونه دي: ۱: چه مذكر او مونث دواړه وي نو د دې صورت دپاره حكم دې: «يوصيكم الله في اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين» چه مذكر ته به دوه حصې او مونث ته يوه حصه ملاوېږي. ۲: چه صرف يو مونث وي نو «وان كانت واحدة فلها النصف» په بناء باندې به د نصف ترکه مستحق وي، ۳: كه مونث اولاد د دوه يا د دوه نه زائد وي نو «فان كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك» د وجې نه به د دويمې حصې مال مستحق وي، (واضحه دې وي چه دلته عبارة النص اگر چه د دوه نه زياتو دپاره وي خو اقتضاء النص او د احاديثو په رنړا كښې هم دا حصه ثابتېږي، تفسير ابن كثير وغيره كښې د دې تفصيل موجود دې) ۴: څلورم صورت دا دې چه وارث صرف مذكر اولاد وي (يو يا زيات) هغه د عصبه كيدو په وجه د ذوى الفروض نه د بچ شوى ټول مال مستحق وي (كتب تفسير وسراجي) ۴: پلار: د هغه د وارث كيدو درې صورتونه كيدې شي. ۱: كه د هغه سره د مړي څوك اولاد مذكر هم وي (كه مونث وي او كه نه وي) نو په دې صورت كښې «ولابويه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد» په وجه باندې هغه د ټول مال د شپږمې حصې مالک وي. ۲: اول د مذكر نه كيدو په صورت كښې چه كله اولاد مونث وي (يو يا ډير) پلار به د فرض په طور د سدس او په طور د عصبه د ټول مال مستحق وي. ۳: چه د مړي هيڅ قسم اولاد نه وي نو د ذوى الفروض نه بچ شوي مال به ټول پلار ته ملاوېږي د تعصيب په وجه باندې د دې دواړو صورتونو حكم په كتب تفسير او كتب فقه كښې اوگورئ. ۴: مور: ۱: د مړي اولاد (مذكر او مونث) د هر يو كيدو سره به د سدس مستحق وي ارشاد دې «ولابويه لكل واحد منهما السدس» ۲: مړي په خویندو رونیو كښې د دوه يا د دوه نه زياتو سره وي نو بيا به هم هغې ته سدس ملاوېږي «فان كان له اخوة فلامه السدس» ۳: چه نه د مړي څوك اولاد وي نه په رونیو خویندو كښې د دوو نصاب وي نو «فان يكن له ولد ورثة ابواه فلامه الثلث» د حكم مطابق به ورته ثلث ورکولې شي. بيا په دې ثلث كښې لږ اختلاف دې چه په كو

صورت کښې به د کل مال دریمه حصه ورکولې شی او کله به د ثلث ما بقی مستحق وی.
 ۴: **خاوند** : ۱: که د ښځې نه هر قسمه اولاد پاتې شوې دې که د دې خاوند نه وی او که د بل نه وی نو
 «فان کان لهن ولد فلکم الربع مما ترکن» په وجه باندې به خاوند ته د مال څلورمه حصه ورکولې شی. ۲: او
 د اولاد نه کیدو په صورت کښې به خاوند ته نیم مال ملاوېږي لقوله تعالی «ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان
 لم یکن لهن ولد»

۵: **نخه** : ۱: که د ښځې سره د مړ شوی خاوند څوک اولاد هم وی نو «فان کان له ولد فلهن الثمن» مطابق به
 ښځې ته د ټول مال اتمه حصه ملاوېږي.
 ۲: او که اولاد نه وی نو د هغې په حصه کښې به څلورمه حصه راځي، «ولهن الربع مما ترکن ان لم یکن
 لکم ولد»

تنبیه: که د مړي څوک اولاد نه وی (او د هغه په حقیقي او علایي او اخیافي روڼو خویندو کښې څوک
 وی) نو داسې مړي ته کلاله وائی د «ان امرو هلك ليس له ولد» نه هم دا مراد دې.
حقیقي و علایي روڼه خویندې: ۱: که مړې (کلاله) مذکر وی او د هغه حقیقي او علایي صرف یوه خور
 وی نو هغې ته به د ټول مال نیمه حصه ملاوېږي. «وله اخت فلها النصف ما ترک» ۲: که دوه یا د دوو نه
 زیاتې خویندې وی نو په دریو کښې د دوه حصو د مال مستحق کیدو سره به په هغې کښې برابر
 شریکي وی. «فان کانت اثنتین فلهن ثلثا ما ترک».

واضحې دې وی چې دلته عبارت النص اگر چه د دوو دپاره دې خو د اقتضاء النص په رنډا کښې قیاسا
 علی الاولاد الاثنا او په طریق اولویت د دوو نه زیاتو دپاره هم دا حکم دې. (اوگوره کتب تفسیر او
 فقه) ۳: که مړې مونث دې او وارثان هم صرف روڼه دې (که یو وی یا زیات) هغوی به د عصبه په طور
 د کل مال مستحق وی. «وهو یرثها ان لم یکن لها ولد» ۴: او که رور خور دواړه دې نو ټول به عصبه
 جوړېږي. او روڼه به د دوو دوو او خویندې د یو یو حصې مستحق وی. ارشاد دې «وان کتوا اخوة
 رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین»

تنبیه: د علایي او حقیقي روڼو خویندو حکم په تقسیم د میراث کښې یو دې، خو حقیقي روڼه د
 علایي روڼو خویندو دپاره حاجب دی هم دغه شان حقیقي خور هم چه هغه د مړي د زنانه اولاد د
 وجې نه عصبه وی او د یوې حقیقي خور په موجودگي کښې به علایي خویندو ته سدس ملاوېږي.
 «تکملة للثلثین»

۷: **اخیافي رور خور**: ۱: په مور کښې شریک رور خور کښې که څوک یواځې وی نو هغه ته به سدس
 ملاوېږي «وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس» ۲: او که د یو نه زیات وی که صرف روڼه وی یا
 صرف خویندې یا گډوډ نو د هغه دپاره به ثلث مال وی چه په هغې کښې به هغوی برابر شریک وی.
 «فان کانوا اکثر من ذلک لهم شریکاء فی الثلث»

تنبیه: ۱: دلته په آیت کریمه کښې «وله اخ او اخت» نه اخیافي روڼه خویندې مراد دی لکه چه د بعض
 صحابه کرامو په قراءت کښې د «من ام» زیادت راغلې دې، او د دې هم دا تفسیر د
 ابوبکر صدیق رضی الله عنه روایت کړې شوې دې. (ابن کثیر)

۲: اخیافي روڼه خویندې په حصو کښې برابر شریک وی د «لهم شریکاء فی الثلث» د اطلاق د وجې نه
 لهذا د «للدکر مثل حظ الانثیین» کلیه به په دوی باندې نه جاری کیږي. (اوگوره کتب تفسیر او سراجي وغیره)
 ۳: حقیقي او علایي روڼه خویندې هم دغه شان د مړي اصول مذکر او فروع مطلق دا ټول د اخیافي
 روڼو خویندو دپاره حاجب دی. **خاتمه**: د میراث حصې او د هغې د مستحقینو دا یو اجمالي بیان دی، کوم چه د
 قرآن کریم عبارت النص لره مخکې ښی کیخودلو سره پیش کړې شو. ظاهره ده چه کله د شریعت اصولو څلور دي (چه د
 هغې نه د ثابت شوي احکامو د مجموعې نوم فقه دی) نو د هغې یوې مسئلې پوره وضاحت د دې څلورو اصولو د
 مراجعت نه بغیر نه شي کیدي لهذا د میراث د مسئلې د نور وضاحت او تفصیل دپاره د دې فن مستقل کتابونو (مثلا
 سراجي وغیره) ته مراجعت ضروري دي.

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب الخراج والفی والإمارة

د محصول، غنیمت او حکومت کولو بیان

د دې کتاب مناسبت په ماقبل کښې د کتاب الجهاد^۱ نه ظاهر دې ځکه چه د جهاد په ذریعه چه کومې زمکې فتح کولې شې بعض خو په هغې کښې خراجی وی او بعض عشری وی په دې وجه ضرورت راغلو د خراج او د عشر وغیره د احکاماتو بیانولو، او چونکه د دې ټولو څیزونو د انتظام او انصرام د پاره د امیر ضرورت وی، په دې وجه مصنف رحمته الله علیه امارت هم په ترجمه الباب کښې واخستلو، او د فئ نه مراد د مصنف صرف د فئ (مسائل) نه دی بلکه غنیمت هم په دې کښې شامل دې ځکه چه مصنف په دې کتاب کښې غنیمت او د خمس د غنیمت مصارف بیان کړی او هم دغه شان ئې د خراج سره جزیه هم بیان کړې ده.

د کتاب الخراج موضوع او حاصل:

خان پوهول پکار دی چه خراج کوم چه د زمکې د ټیکس نوم دې او په جزیه باندې خان داسې پوهه کړئ د نفس د ټیکس نوم دې کوم چه د هغه کفارو (ذمیانو) نه اخستلې شې چه زمونږ په ملک دارالاسلام کښې اوسیدې، دا ټول څیزونه د ملک دننه گټې دی نو په کتاب الخراج کښې هم دا احکام بیانولې شې، مثلاً جزیه به د چا چا نه اخستلې شې او په څومره مقدار کښې به اخستلې شې او د کومې زمکې نه به خراج اخستلې شې، او د کومې نه به عشر اخستلې شې او بیا د دې ټولو څیزونو د وصول کولو نه پس به د دې ټولو گټو مصارف څه وی کوم مال به چرته او په کوم ضرورت کښې خرچ کولې شې، گویا د کتاب الخراج د موضوع حاصل دا دې چه هغه د اسلام د نظام اقتصادی یو حصه او شعبه ده او په دې موضوع باندې علماء کرامو مستقل تصنیفات لیکلی دی، مثلاً کتاب الخراج للامام ابو یوسف رحمته الله علیه، الخراج لیحي بن ادم، الاموال لابی عیید القاسم بن سلام، کتاب الاموال لزنجویه وغیرها، او زمونږ د زمانې مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوهاروی ناظم جمیعة العلماء هند چه یو جید عالم او د ډیرو تصانیفو مصنف دې هغوی هم په دې موضوع باندې یو کتاب لیکلې دې چه د هغې نوم د اسلام اقتصادی نظام دې پس مولانا صاحب په دې خپل تصنیف کښې د پورته ذکر کړې شوې قدیم تصنیفاتو نه خپل کتاب ته ترتیب ورکړې دې پس په هغې کښې ځانې په ځانې د دې کتابونو حواله ده او د هغې اقتباسات لیکلې شوې دی، هم دغه شان د مولانا سید مناظر احسن گیلانی کتاب اسلامی معاشیات هم په دې موضوع باندې دې، لهذا د ابوداؤد په دې کتاب الخراج باندې په ښه طریقه د پوهیدو دپاره د حدیث طالبانو لره د اردو د هغه تصانیفو مطالعه کول پکار دی چه سبب د بصیرت دې. والله تعالی الموفق

^۱ او د کتاب الجهاد نه پس متصلاً چه کوم ابواب او کتابونه تیر شو اضحیه، صید، وصیه، فرائض دا ټول هم د جهاد سره مربوط دی په لړشان سوچ کولو سره ربط فهمیږي.

باب مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ

د عوام کوم حقوق د حکومت په ذمه لازم دی؟

[۲۹۲۸] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْأَكْلُكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُمْ مَسْئُولُونَ عَنْهُ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ".

د عبد الله بن عمر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلي دي خبردار په تاسو کښې هریو دخپل رعیت محافظ دي اود هریو نه به د قیامت په ورځ دخپل رعیت په باره کښې تپوس کیږي، نو څوک چې په خلقو باندې امیر وي هغه ددوی محافظ دي او ددوی په باره کښې به په قیامت کښې دده نه تپوس کیږي او هر سرې دخپل کور په کسانو باندې مشر دي او ددوی په باره کښې به ترې تپوس کیږي او ښځه د خاوند د اولاد محافظه ده او ددوی په برد کښې به ددې نه تپوس کیږي او نوکر دخپل مالک محافظ دي په قیامت کښې به ددنه تپوس کیږي او په تاسو کښې هریو ننگاح بان دي اود قیامت په ورځ به دهرکس نه دهغه درعیت په باره کښې تپوس کولی شي.

په دې باب کښې مصنف رحمه الله دا مشهور حدیث «الاکلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتة» ذکر فرمائیلي دي، دا حدیث ډیر زیات اهم دي هر مشر لره د خپلو ماتحتو سره په معامله کښې دې خبرې ته خیال پکار دي، که هغه د پوره ملک ذمه دار وي یا د یوې ادارې یا د یوې محکمې یا دخپل کور د ټولو دپاره. والله تعالی الموفق

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری.

باب مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْإِمَارَةِ

د امارت د طلب کولو د معانعت بیان

[۲۹۲۹] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَمَنْصُورٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِذَا أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلْتَ فِيهَا إِلَى نَفْسِكَ وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا".

د عبد الرحمن بن سمره رضي الله عنه نه روایت دې چې نبی صلی الله علیه و آله راته اوفرمايل اي عبد الرحمن بن سمره حکومت او امارت مه غواړه که چرې تاته حکومت او امارت په طلب کولو سره درکړې

۱: صحيح البخاري الجمعة ۱۱ (۸۹۳)، والاستقراض ۲۰ (۲۴۰۹)، والعنق ۱۷ (۲۵۵۴)، والوصايا ۹ (۲۷۵۱)، والنكاح ۸۱ (۵۲۰۰)، والأحكام ۱ (۷۱۳۸)، (تحفة الأشراف: ۷۲۳۱)، وقد أخرجه: صحيح مسلم للإمارة ۵ (۱۸۲۹)، سنن الترمذي للجهد ۲۷ (۱۵۰۷)، مسند أحمد (۵/۲، ۵۴، ۱۱۱، ۱۲۱) (صحيح)

۲: صحيح البخاري للإيمان والندور ۱ (۶۶۲۲)، وكفارات الإيمان ۱۰ (۶۷۲۲)، والأحكام ۵ (۷۱۴۶)، صحيح مسلم للإيمان ۳ (۱۶۵۲)، سنن الترمذي للندور ۵ (۱۵۲۹)، سنن النسائي لأداب القضاة ۵ (۵۳۸۶)، (تحفة الأشراف: ۹۶۹۵)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۵/۶۱، ۶۲، ۶۳)، سنن الدارمي للندور والإيمان ۹ (۲۳۹۱)، ويأتي هذا الحديث برقم (۳۳۷۷، ۳۳۷۸) (صحيح)

شي نوته به خپل نفس ته حواله کړې شي (يعنی مدد الفی به درسره شامل نه وي) او که چرې تاته بغیر د طلب کولونه حکومت او سپارلې شي نو په دې باره کښې به ستامدد کيږي (دالله د طرف نه).

دا امارت په کسري د همزه سره دې، او کوم امارت چه په فتحې سره دې د هغې معنی د علامت ده، په حديث الباب کښې د طلب امارت نه منع کړې شوې ده، او رسول الله ﷺ او فرماييل چه کومه عهده او امارت په طلب کولو سره حاصله شي په هغې کښې د انسان د الله پاک د طرف نه امداد نه وي. ځکه چه طلب کول مقتضي دی د هغه د خپل نفس په اعتماد باندې، د الله پاک نصرت وي په اظهار د احتياج او افتقار باندې.

والحديث اخرجه البخارى ومسلم والترمذى والنسائى مختصرا و مطولا بنحوه. قاله المنذرى

[۲۹۳۰] (۱) حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ يَشْرِ بْنِ قُرَّةٍ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهُدَا أَحَدَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: جُنَّا لِنَسْتَعِينَ بِنَا عَلَى عَمَلِكَ، وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهِ، فَقَالَ: إِنْ أَخَوْنَكُمْ عِنْدَنَا مِنْ طَلْبِهِ، فَاغْتَدِرْ أَبُو مُوسَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: لَمْ أَعْلَمْ لِمَا جَاءَ إِلَهُ فَلَمْ نَسْتَعِنْ بِهِمَا عَلَى شَيْءٍ حَتَّى مَاتَ.

دابوموسی اشعری رحمته الله نه روایت دې فرمائی چه زه ددوه کسانو سره دن نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شوم نو پوکس په دوی کښې تشهد اولوستلو دې. وائی چه مونږ نبی صلی الله علیه و آله ته ددې دپاره ورغلي وو چه مونږ ته دحکومت عهدې حواله کړي اوددې نه پس دویم کس هم دابی اووئیل نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیله په تاسو ټولو کښې زمونږ په نزد باندې لوڼې خیانت گر هغه څوک دې څوک چه د حکومت کولو حواش لری ابوموسی نبی صلی الله علیه و آله ته معذرت اوکړو چه ماته پته نه وه چه دوی دواړه دڅه دپاره راځي اوکه نه نو زه به ددوی سره یوځای نه وم راغلي ددې نه پس به نبی صلی الله علیه و آله ددوی نه په څه کار کښې امداد نه غوښتو تردې چه نبی صلی الله علیه و آله وفات شو.

قوله: (عن ابی موسی رضی الله تعالی عنه قال انطلقت مع رجلین الی النبی صلی الله علیه و آله): د دې روایت مضمون او حواله مونږ سره په کتاب الطهارت (باب کیف یستاک) په ضمن کښې تیره شوې ده هغه دې اوکتلې شي په دې حدیث کښې یو لفظ دې (فقال ان اخونکم عندنا من طلبه) اخون د خیانت نه اسم تفضیل دې یعنی عهده دعمل لره طلب کونکي په تاسو کښې د ټولو نه لوڼې ځانن دې. والحديث اخرجه البخارى ومسلم. قاله المنذرى زاد الشيخ محمد عوامه النسائى ايضا.

باب فی الضَّریُّوْلی

دړوند مشرئ (امارت) کولوبیان

یعنی روند انسان لره دمسلمانانو په امورو کښې په یو کار باندې والی یا ذمه دار جوړول.

[۲۹۳۱] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبُخَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ.

(۱) سنن النسائي لأداب القضاة ۴ (۵۳۸۴)، (تحفة الأشراف: ۹۰۷۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/ ۳۹۳، ۴۱۱) (منكر)

(۲) انظر حديث رقم: (۵۹۵)، (تحفة الأشراف: ۱۳۲۱) (صحيح)

دانس عليه السلام نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله دوه پیري ابن ام مکتون په مدینه کښې خلیفه مقرر کړې وو.

«عن انس رضي الله عنه ان النبي صلی الله علیه و آله استخلف ابن ام مکتوم رضي الله عنه علی المدينة مرتین»

ابن ام مکتوم رضي الله عنه لره رسول الله صلی الله علیه و آله په مدینه طیبه باندې خپل خلیفه جوړ کړو دوه کرته، خطابي فرمائی چه دا ولایت ولایت عامه نه وو، په احکاماتو او قضایا باندې، بلکه صرف دمانځه په باره کښې وو (۱) اودا درسول الله صلی الله علیه و آله د جانب نه دهغوی اکرام وو د دې خاص واقعي په بناء باندې چه په هغې باندې رسول الله صلی الله علیه و آله ته د هغوی په باره کښې خبردارې ورکړې شوې وو «عس وتولی ان جاءه الاعمی» حافظ رحمه الله فرمائی چه د رسول الله صلی الله علیه و آله معمول په غزو اتوکښې دتشریف اورلو په وخت هغوی لره دخپل نائب جوړولو وود مانځه په امامت کښ. او دا استخلاف د هغوی په حق کښې دیارلس کرته راغلې، د هغه ټولو غزو اتو نومونه په بذل کښې ذکر شوې دي، د دې نه پس حافظ لیکي چه په دې روایت کښې چه استخلاف مرتین ذکر شوې دي هغه راوی د خپل علم په اعتبار سره وئیلې دی.

باب فی اتخاذ الوزير

د وزیرانو د مقرر کولو بیان

یعنی د خلیفه دپاره یو وزیر هم پکار دی او هغه څنگه پکار دی هغه وړاندې په حدیث کښې را روان دی. وزیر... د وزر نه اخستلې شوې دې چه د هغې معنی د ثقل او بوجه ده وزیر هغه انسان ته وئیلې شی چه د امیر بوجه اوچتوی او کومې ذمه داری چه امیر اوچتې کړې دی هغه سره په بوجه اوچتولو کښې هغه هم شریک وی، فقی المجمع «الوزير من یوازل الامیر فیحمل عنه ما حملة من الاثقال، الی اخر ما فی البذل»

[۲۹۳۲] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ الْمَرْزِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ غَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا صِدْقًا إِنْ نَسِيَ ذِكْرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا سَوِيًّا إِنْ نَسِيَ لَمْ يَذْكُرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعْنَهُ".

دام المومنین عائشي رضي الله عنها نه روایت دې. فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی کله چه الله تعالی په یو امیر (حکمران) باندې دخیر اراده اوکړي نورینستوني وزیر ورله ورکړی که چرې دده نه هیریزې نو هغه ئې ورته رایادوی اوکه چرې د یوه خبره یاده کړي نو هغه ئې امداد کوي اوکله چه الله تعالی په کوم امیر باندې ددې برعکس اراده اوکړي نویوبد وزیر ورله ورکړی کله چه ددنه هیرشي نو هغه ئې ورته نه رایادوی اوکله چه دې دخه خبرې ذکر اوکړي نو هغه ئې مدد ته کوي.

په دې باب کښې مصنف رحمه الله دعائشي رضي الله عنها حدیث ذکر کړې دې چه دهغې مضمون واضح دې.

(۱) او هغه ځکه چه امارت عامه او امامت کبری دپاره کمال خلقت شرط دې، فقی هلمش البذل: قال المؤلف (فی شرائط الامارة) يشترط كمال الخلقة فيكون متكلماً بصيراً وقال بعض اصحاب الشافعي يجوز ان يكون اعمى لان شجب عليه السلام كان اعمى الخ.... وفي الهداية يشترط فيه شرائط الشهادة وقال في باب الشهادة لا تقبل شهادة الاعمى (أما

۲) تهرده به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۷۷۸)، وقد أخرجه: سنن النسائي للبيهقي ۳۳ (۴۲۰۹)، مسند احمد (۷۰/۸) (صحیح)

باب فی العِرافَةِ

د عرافت بیان

عرافه وائی عمل العریف ته، عریف یعنی ملک و غیره د قوم ذمه دار، عرافت ملکي.

[۲۹۳۳] (۱) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْقِدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْقِدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ عَلَى مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قَالَ: "لَهُ أَفْلَحَتْ يَأْقَدِيمُ إِنْ مِتُّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيفًا".

دمقدام بن معدیکرب نه روایت دی فرمائی چه نبی ﷺ دده په ولي وار اوکړو اوبیا ئې ورته اوفرماييل اي قدیمه تا نجات حاصل کړو خوچه ته مړ شي په داسې حال کښې چه نه امیر ئې اونه کاتب ئې اونه عریف ئې (عریف هغه چاته وئيلې شي چه درعیت په احوالوباندې بادشاه خبروي).

﴿ اَفْلَحَتْ يَا قَدِيمُ إِنْ مِتُّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيفًا ﴾

قدیم مصغر دي د مقدم په حذف د زوائدو سره، مطلب ئې ظاهر دي.

[۲۹۳۴] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى مَنْهَلٍ مِنَ الْمَنَاهِلِ، فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْإِسْلَامُ جَعَلَ صَاحِبُ الْمَاءِ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا، فَاسْلَمُوا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ، وَبَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا مِنْهُمْ، فَأَرْسَلَ ابْنَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ أَبِي يُقَرِّئُكَ السَّلَامَ، وَإِنَّهُ جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا، فَاسْلَمُوا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا مِنْهُمْ، أَفَبِهِمْ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَإِنْ قَالَ لَكَ: نَعَمْ أَوْلَا، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ، فَأَنَاءَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي يُقَرِّئُكَ السَّلَامَ، فَقَالَ: "وَعَلَيْكَ وَعَلَى أَيْتِكَ السَّلَامُ، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا فَاسْلَمُوا وَحَسَنَ إِسْلَامَهُمْ، ثُمَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا مِنْهُمْ أَفَبِهِمْ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَقَالَ: إِنَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُسْلِمَهَا هُمْ فَلْيُسْلِمَهَا، وَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا فَبِهِمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ أَسْلَمُوا فَلَهُمْ إِسْلَامُهُمْ وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا قُوتِلُوا عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَا بَدْلَ لِلنَّاسِ مِنْ الْعُرَافَةِ، وَلَكِنَّ الْعُرَافَةَ فِي النَّارِ".

غالب القطان دیوکس نه اوهغه دده دپلار نه اوهغه دده دنيکه نه روایت کوی چه په عربو کښې څه خلق د یوې چينې په غاړه اوسيدل کله چه دوی ته د مذهب اسلام اطلاع ملا وشوه نو د چيني مالک خپل قوم ته په دې شرط باندې سل اوبښان ورکړل چه دوی به اسلام قبلوي چنانچه هغوی مسلمانان شول اودې کس هغه اوبښان په دې خلقو باندې تقسيم کړل بيا ددې نه پس ده اوبښان واپس کول او غوښتل نوددي دپاره پر خپل خوي د نبی ﷺ دربار ته اوليرو ده ورته او وئيل چه لار شه اونبې ﷺ ته زما سلام اورسوه او ورته اووايه چه ماخپل قوم ته سل اوبښان په دې وجه ورکړی دی چه دوی اسلام قبول کړي، چنانچه هغوی اسلام قبول کړې دې اوزما پلار ورباندې اوبښان تقسيم کړل اوس زما پلار غواړی چه د قوم نه اوبښان واپس واخلي نوایا ددې اوبښانو حقدار اوس زما پلاردې اوکه داخل دی؟ نوکه

۱: تفرد به أبوداود، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۶۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۳۳/۴) (ضعيف)

۲: تفرد به أبوداود، (تحفة الأشراف: ۱۵۷۱۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۱۷۵) (ضعيف)

چرې هودرته او وائی او که نه ته ورته او وایه زما پلار بودا او ضعیف دې او هغه ددې چینی مشردې زما دا خواهش دې چه دهغه نه پس ماد هغه په ځانې باندې عریف مقرر کړئ بهر حال هغه هلك د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې او کړو اي دالله رسوله زما پلار په تاباندې سلام وئیلې دې نبی ﷺ او فرمائیل په تا اوستا په پلار دې سلام وي اوبیا ئې عرض او کړو اي دالله رسوله زما پلار خپل قوم ته په دې شرط باندې سل اوبښان ورکول مقرر کړي وو چه هغوی به اسلام قبلوي هغوی په صحیح طریقي سره اسلام قبول کړو اوس زما پلار غواړی چه اوبښان ددوی نه واپس واخلي نو دا راته اوایه چه داوښانو حقدار زما پلار دې او که دوی دي؟ نبی ﷺ او فرمائیل که چرې ستا پلار او غواړی چه اوبښان دوی ته ورکړی نو ورکولې شی او که چرې واپس کول غواړی نو حقدار دې او کومو خلقو چه اسلام قبول کړې دې هغوی به پخپله د اسلام نه نفع حاصله وي او که چرې دوی اسلام نه قبلوي نو د اسلام دپاره به ددوی سره جنگ کولې شي، بیادي هلك عرض او کړو چه اي دالله رسوله زما پلار یو کمزوري اوبودا سرې دې او هغه ددې چینی عریف دې دهغه دا خواهش دې چه دهغه دوفات نه پس د عرافت منسب تا سوماته حواله کړئ نبی ﷺ او فرمائیل چه عرافت یو ضروري شي دې خلقولره ددې نه بغیر څه چاره نشته لیکن عریفان به دوزخ ته داخلېږي.

﴿ عن رجل عن ابيه عن جده انهم كانوا على منهل من المناهل فلما بلغهم الاسلام جعل صاحب الماء لقومه مئة من الابل على ان يسلموا فاسلموا الخ ﴾

د دې حدیث راوی صحابی او د دې نه لاندې راوی دواړه درې واړه مجهول دي.

مضمون د حدیث:

د حدیث مضمون دا دې چه یو نامعلوم الاسم صحابی وائی چه مونږ او زمونږ قوم په یو چینه باندې آباد وو د هغه ځانې ملک د خپل قوم سره یو وعده او کړه چه که تاسو اسلام راوړو نو تاسو ته به سل اوبښان درکړم. په دې باندې هغه ټولو اسلام راوړو او هغه ملک سل اوبښان هم په هغوی باندې تقسیم کړل، خو بیا روستو د هغه رانې په خپله هبه کښې د رجوع کولو شوه، نو د رجوع کولو نه مخکښې ئې د رسول الله ﷺ په خدمت کښې خپل څوئې اولیږلو، او هغه څوی ته ئې دا خبره او کړه چه د رسول الله ﷺ خدمت کښې حاضریدو سره اوائی چه زما پلار تاسو ته سلام عرض کړې دې او بیا ورته د دې واقعي ذکر او کړه د قوم د اسلام راوړلو او په هغوی باندې د اوبښانو د تقسیمولو، او دا تپوس ترې او کړه چه اوس مې د پلار رانې په هغې کښې د رجوع ده نو آیا د هغه دپاره د رجوع کولو حق دې؟ او وې وئیل چه د دې جواب هغوی هر څه چه درکړی او یا نه. د هغې د اوریدو نه پس ترې نه دا تپوس او کړه چه زما پلار اوس بودا شوې دې او هغه د هغه چینی والو عریف دې، نو هغه تاسو ته درخواست کوی چه تاسو ما د خپل پلار په ځانې باندې عریف کړئ، پس د هغه څوئې د دې ټولو خبرو سره د رسول الله ﷺ خدمت ته راوړسیدلو، او اول ئې د خپل پلار سلام اورسولو رسول الله ﷺ او فرمائیل ﴿وعلیک وعلى ابیک السلام﴾

د رجوع فی الهبة د جواز دلیل :

د دې نه پس د قوم د اسلام راوړلو او هغوی ته د سلو اوښانو ورکولو او بیا یې په هبه کښې د رجوع کولو ټوله خبره رسول الله ﷺ ته عرض کړه، رسول الله ﷺ او فرمائیل چه که هغه اوښان هغوی ته ورکول غواړي نو وردې کړي، او که رجوع کول غواړي نو اوډې کړي بیا که هغوی په اسلام باندې باقی پاتې کیږي نو صحیح ده د هغوی اسلام دې هغوی ته مبارک وي او که د اسلام نه واپس شي نو د هغوی سره دې قتال او کړې شي، د دې نه پس هغه د عرافت په باره کښې تپوس او کړو، په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل عرافت حق دې، څه ناجائز کار نه دې بلکه د خلقو دپاره د عرفاء کیدل ضروري هم دی، ﴿لكن العرفاء في النار﴾ خو دا عریف خلق به اور ته ځي.

د رسول الله ﷺ د فرمان مقصد دا دې چه دا ملکان خلق چه وی هغوی په خپله ملکي کښې په عامو خلقو باندې ظلم کوي.

والحديث سكت عليه المنذرى، وعزاه المزي الى النسائي وفيه طرف يسير منه وهو عند المصنف ايضا (۵۱۸۹) قاله الشيخ محمد عوامه.

باب فی اتخاذ الکاتب

د منشی یا سیکرټري یا کاتب ساتلو بیان

د کتاب الخراج سرځنی کښې چونکه د فئ او د امارت ذکر هم دې په دې وجه ډیر څیزونه د امارت متعلق بیانېږي، په دې باب کښې دا بیانوی چه د امیر دپاره د یو کاتب او منشی ضرورت هم دې دا هم ساتل پکار دی.

[۲۹۳۵] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ، قَالَ: السَّجَلُ كَاتِبُ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

د ابن عباس رضی الله عنه روایت دې فرمائی چه د نبی ﷺ د کاتب نوم سجل وو.

﴿عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : السجل كاتب كان للنبي ﷺ﴾

په قرآن کریم کښې چه راځي ﴿يوم نطوى السماء كطي السجل للكتب﴾ په دې باره کښې ابن عباس رضی الله عنه فرمائی چه په دې آیت کریمه کښې د سجل نه مراد هغه سړې دې چه د رسول الله ﷺ کاتب وو، په دې صورت کښې به د آیت کریمه مطلب دا وی چه مونږ به د قیامت په ورځ آسمانونه داسې راټول کړو لکه څنگه چه سجل یعنی کاتب د لیکلو د فارغ کیدو نه پس ټولو منتشر اوراقو لره په یو ځای باندې راټولولو نه پس کیږي، د سجل په تفسیر کښې دوه اقوال دی، وئیلې شي دا د یو ملانک نوم دې وقیل اسم الصحيفة او په دې صورت کښې به مطلب دا وی چه څنگه په لوئی رجستر کښې اوراق راټولولې شي هم دغه شان به مونږ آسمانونه هم راټول کړو، په دې اقوالو کښې آخری قول ته اصح وئیلې شوي دي.

۱: تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۵۳۶۵) (ضعیف)

د رسول الله ﷺ د کاتبین اسماء :

دلته په (بذل الجهد) کښې د رسول الله ﷺ د کاتبین تعین او د هغوی نومونه لیکلې شوي دي، شل نومونه په هغې کښې ذکر دي.

بَابُ فِي السَّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ

د زکات وصول کولو د فضیلت بیان

یعنی صدقات او هم دغه شان خراج وغیره وصول کولو دپاره د مستقل سړي ضرورت دي لهذا د امیر په فرائضو کښې د عاملینو مقرر کول هم دي، په حدیث الباب کښې د دیانت دار عامل فضیلت او د هغې ثواب ذکر شوي دي.

[۲۹۳۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسْبَاطِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ".

د رافع بن خديج رضی الله عنه نه روایت دي فرمائي چې د نبی ﷺ نه مې اوریدلی دی چې فرمائیل ئې د حق سره د زکات وصول کونکې داسې دي لکه څوک چې دالله په لار کښې جهاد کوي او ترڅوچه هغه خپل کور ته نه وي واپس شوې.

﴿العامل على الصدقة بالحق كالغازي في سبيل الله حتى يرجع الى بيته﴾ یعنی هغه عاملینو ته هم هغه شان ثواب ملاوېږي څنگه چې مجاهدینو ته په سفر د جهاد کښې ملاوېږي، کور ته د واپس کیدو پورې، قلت ومثله سفراء المدارس في هذا الزمان، په دې شرط چې په پوره دیانت دارئ او محنت سره کار اوکړي ﴿والاعمال بالنيات﴾

والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذری

[۲۹۳۷] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّقِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ".

د عقبه بن عامر رضی الله عنه نه روایت دي فرمائي چې د نبی ﷺ نه مې اوریدلی دی چې فرمائیل ئې ئې وو چې صاحب مکس (چونگی تیکس وصول کونکې) به جنت ته داخل نکړې شي ځکه چې دوی اکثر ظلم کوي.

شرح الحديث:

قوله: ﴿لا يدخل الجنة صاحب مكس﴾: (مکس) یعنی تیکس او صاحب مکس ته ماکس وائی. وهو العشار یعنی په چنګی باندي کیناستلو والا کوم چې مال اخستلو سره د تیریدونکو نه

(۱): سنن الترمذی للزکاة ۱۸ (۶۴۵)، سنن ابن ماجه للزکاة ۱۴ (۱۸۰۹)، (تحفة الأشراف: ۳۵۸۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۱۴۳، ۳/۱۴۲) (صحیح)

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۹۳۵، ۱۹۲۸۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۱۴۳، ۱۵۰)، سنن الدارمي للزکاة ۲۸ (۱۷۰۸) (ضعیف)

ټيکس وصولوی، په ظاهره د دې حديث نه د هغه ټيکسونو ذکر دې چه خلاف شرع طبقه باندې حکومتونه د رعایا نه وصولوی، او کوم خلق چه په دې باندې مقرر کولې شي هم هغوی صاحب مکس دی نو هرکله چه صاحب مکس گناهگار دې نو هغه امير د چا په حکم باندې چه هغه ټيکس وصولوی په طريق اولی گناهگار دې، او عشر وغيره چه د شرعی قاعدې مطابق وصولوی هغه د دې نه مراد نه دې، د هغې فضيلت خو پورته حديث کښې تير شوي دې چه هغه په منزله د غازی دې. (بذل)

[۲۹۳۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَطَّانُ، عَنْ ابْنِ مَعْرَاءَ، عَنْ ابْنِ اسْحَاقَ، قَالَ: الَّذِي يَعْشُرُ النَّاسَ يَعْنِي صَاحِبَ الْمَكْسِ.

د ابن اسحق نه روایت دې فرمائی چه د صاحب مکس - نه مراد هغه کس دې څوک چه عشر وصول کوي.

بَابُ فِي الْخَلِيفَةِ يَسْتَخْلِفُ

آيا خليفه دخان په ځانې بل څوک مقرر کولې شي؟

[۲۹۳۹] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ، وَاسْلَمَهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: إِنِّي إِنْ لَمْ أَسْتَخْلَفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْتَخْلَفْ وَإِنْ أَسْتَخْلَفْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَدْ اسْتَخْلَفَ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَا يَعْدِلُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا وَأَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلَفٍ.

د ابن عمر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه کله عمر رضي الله عنه زخمي کړي شونو خلقو ورته وويل چه دخان په ځانې څوک خليفه مقرر کړي، عمر او فرمائيل: که چرې زه څوک خليفه مقرر نکړم نوڅه باک نشته ځکه چه نبی صلی الله علیه وسلم هم څوک خليفه نه وومقرر کړي او که څوک خليفه مقرر کړم نوهم څه باک نشته ځکه چه ابوبکر خليفه مقرر کړي وو، ابن عمر وويل په الله قسم عمرهم دنبي صلی الله علیه وسلم او د ابوبکر نه علاوه دبل چاذکر ونکړونوماته معلومه شوه چه د د نبی صلی الله علیه وسلم سره هيڅوک نه برابروي او چاله خليفه هم نه مقرروي.

شرح الحديث:

قوله: (عن ابن عمر رضي الله عنه) قال قال عمر رضي الله عنه اني ان لا استخلف فان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم يستخلف وان استخلف فان ابابكر قد استخلف: ابن عمر رضي الله عنه فرمائی چه زما والد صاحب عمر رضي الله عنه او فرمائيل په خپل مرض الوفات کښ. که زه څوک خليفه جوړ نه کړم (نو بيا هم صحيح ده)، ځکه چه رسول الله صلی الله علیه وسلم څوک هم خپل خليفه نه وو جوړ کړې او که زه څوک خليفه جوړ کړم (نو بيا هم صحيح ده)، ځکه چه ابوبکر صدیق رضي الله عنه خليفه جوړ کړې وو، وړاندې دا دی، ابن عمر رضي الله عنه فرمائی چه د هغوی په دې يوه جمله باندې زه پوهه شوم چه هغوی به د رسول الله صلی الله علیه وسلم طرز عمل د ابوبکر صدیق رضي الله عنه د عمل برابر نه ږدي بلکه هغوی به يقينا د رسول

(۱): تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۹۹۳۵، ۱۹۲۸۶) (حسن)
(۲): صحيح مسلم للإمامة ۲ (۱۸۲۳)، سنن الترمذي للفتن ۴۸ (۲۲۲۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۵۲۱)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للأحكام ۵۱ (۷۲۱۸)، مسند احمد (۴۳/۱) (صحيح)

الله ﷺ عمل ته ترجیح ورکوي. دا روایت دلته مختصر دې په صحیح مسلم کښې مفصل دې هغې ته دې رجوع او کړې شي، هلته دا هم دی چه خلقو هغوی ته عرض او کړو چه څوک خلیفه کړئ نو هغوی او فرمائیل «أَتَحْمِلُ أَمْرَكُمْ حَيًّا وَمَيِّتًا» چه ستاسو بوجه به په ژوند هم او چتوم او د مرگ نه پس هم، «لَوَدِدْتُ أَنْ حَظِيَ مِنْهَا الْكَفَافُ لَا عَلَى وَلَا لِي» زه خو دا غواړم چه زما حصه په دې خلافت کښې برابر سر برابر شي، چه نه ماته په دې څه ملاؤ شي یعنی اجر او ثواب او نه پرې زما مواخذه او کړې شي یعنی که د الله پاک په نزد معامله برابر ختم شي نو زه دا غنیمت گنم، الله اکبر آ څه حال دې د دې ویرې او د دې اخلاص، ورسره امید او رجاء د بخښنې هم ده «الایمان بین الخوف والرجاء». د دې حدیث په شرح کښې امام نووی رحمته الله علیه لیکلې دی چه د مسلمانانو په دې باندې اجماع ده چه په خلیفه باندې نه په خپل ژوند کښې استخلاف واجب دي او نه ترک د استخلاف دواړه صورتونه د هغه دپاره جائز دي او بیا وړاندې لیکي چه د علماء کرامو هم په دې باندې اجماع ده چه د خلافت انعقاد د خلیفه اول په استخلاف باندې هم کیږي او که هغه استخلاف نه کوي نو بیا د حل او عقد د خاوندانو په اختیار سره د هغه استخلاف هم کیږي، او د دې په جواز باندې هم اجماع ده چه خلیفه اول د خلافت امر لره یو جماعت ته حواله کړي، کما فعل عمر بالسنة (۱) او هغوی دا هم لیکي چه دا حدیث دلیل دي په دې خبره باندې چه رسول الله ﷺ د یو خلیفه په خلافت باندې تصریح نه ده فرمائیلي او دا د ټول اهل سنت اجماعی مسئله ده، قاضی عیاض رحمته الله علیه فرمائي چه هم د دې اجماع بعض خلقو مخالفت کړې دي، پس بکر بن اخت عبدالواحد دعوی کړې ده د ابوبکر رضی الله عنه په تنصيص باندې، او ابن الراوندي د عباس رضی الله عنه په تنصيص باندې، او شیعه گان او روافض وائي د علی رضی الله عنه په باره، (وهذه دعاوی باطله جسارة علی الافتراء الی آخر ما ذکر مسلم ۱۲۰/۲) والحديث اخرجه مسلم والترمذي، قاله المنذري.

باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

د بیعت بیان

[۲۹۴۰] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نُبَايِعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَيَلْقِنُنَا فِيهَا اسْتَطَعْتُ.

(۱) عمر فاروق رضی الله عنه د خپل شهادت په موقع باندې د ابولؤلؤ مجوسی د حملې نه پس د وفات نه مخکښې د خلافت مسئله په شپږو صحابه کرامو رضی الله عنهم باندې پریخودلي وه. عثمان او علی، عبدالرحمن بن عوف، طلحه بن عبیدالله، زبیر بن العوام، سعد بن ابی وقاص رضی الله عنهم چه دوی خپل مینځه کښې په مشوره سره چه څوک مناسب گنري هغه دې خلیفه کړي، پس د مشورې په وخت دا اوشوه چه په هغوی کښې پنځو کسانو عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه فیصله کونکې مقرر کړو چه هغه به خپله رائي سره چاله غواړي خلیفه کړي هغوی د عثمان رضی الله عنه انتخاب او فرمائیلو، د صحابه کرامو رضی الله عنهم په موجودگي کښې او د عمر رضی الله عنه د وفات نه درې ورځې پس د خلقو بیعت اوشو. (نبراس شرح عقائد)

(۲) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۷۱۹۳)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للأحكام ۴۳ (۷۲۰۲)، صحيح مسلم للإمارة ۲۲ (۱۸۶۷)، سنن الترمذي للسیر ۳۴ (۱۵۹۳)، سنن النسائي للبيعة ۲۴ (۴۱۹۲)، موطا امام مالك للبيعة ۱ (۱)، مسند احمد (۱۳۹، ۱۰۱، ۸۱، ۶۲/۳) (صحیح)

د ابن عمر رضي الله عنهما نه روایت دې فرمائی چې مونږ به د نبی صلی الله علیه و آله سره بیعت کولو په غوږ ایخودلو اوتابعداري کولو باندې اونبی صلی الله علیه و آله به مونږ ته تعلیم را کولو چه دا جمله هم ورسره وایئ ترڅومره چه زمونږ طاقت وي.

[۲۹۴۱] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَتْهُ عَنْ بَيْعَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ، قَالَتْ: مَا مَسَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا فَاذًا أَخَذَ عَلَيْهَا فَأَعْطَتْهُ، قَالَ: "أَذْهَبِي فَقَدْ بَايَعْتِكِ".

د عروة ابن الزبير رضي الله عنهما نه روایت دې فرمائی چې ام المومنین عائشة رضي الله عنها راته د زنانو سره د نبی صلی الله علیه و آله د بیعت کولو خبر را کړې دې فرمایل ئې چې هیڅکله نبی صلی الله علیه و آله د کوي زنانه د لاس سره د بیعت په وخت کښې خپل لاس نه دې لگولي، البته د زنانو ونه به ئې اقرار اخستو، کله چه به ئې اقرار وکړونو ورته به ئې اوفرمايل چه زه اوس لاره شه مادر سره بیعت وکړو. قوله: (۱) قالت ما مس النبي صلی الله علیه و آله بيده امرأة قط الا ان ياخذ عليها فاذا عليها اعطته قال اذهبي فقد بايعتك. عائشة رضي الله عنها فرمائی د بیعة النساء په باره کښې چه رسول الله صلی الله علیه و آله د بیعت په وخت په خپل لاس مبارک سره یو زنانه هم ده نه مسح کړې. پس هغوی به په ژبې سره عهد اخستلو، د ژبې عهد لره به چه کله هغې قبول کړو نو رسول الله صلی الله علیه و آله به هغې ته اوفرمايل اوس لاره شه ما تا سره بیعت اوکړو.

والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي، قاله المنذري

[۲۹۴۲] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ".

زهیر بن معبد دخپل نیکه عبد الله بن هشام (د چا چه د نبی صلی الله علیه و آله سره ملاقات شوي نه روایت کوي فرمائی چه ده لره خپلې مور زینب بنت حمید نبی صلی الله علیه و آله ته وړي وو، هغې عرض وکړو چه اې د الله رسوله دده سره بیعت وکړه نبی صلی الله علیه و آله اوفرمايل داخوماشوم دې اوپه سر ئې ورله لاس رابښکل.

قوله: (۲) حدثنا ابو عقيل زهرة بن معبد عن جده عبد الله بن هشام الخ: مضمون د حديث دا دې چه عبد الله بن هشام چا چه د رسول الله صلی الله علیه و آله زمانه موندلې وه هغوی په خپل وړو کوالی کښې د هغوی مور د رسول الله صلی الله علیه و آله په خدمت کښې راوستلو، او وې وئيل يا رسول الله صلی الله علیه و آله دې بیعت کړئ، رسول الله صلی الله علیه و آله اوفرمايل (هو صغير فمسح راسه) یعنی رسول الله صلی الله علیه و آله د هغه د

۱: صحيح مسلم للإمامة ۲۱ (۱۸۶۶)، سنن الترمذي/تفسير القرآن ۶۰ (۳۳۰۶) (تحفة الأشراف: ۱۶۶۰)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/تفسير سورة الممتحنة ۲ (۴۸۹۱)، والطلاق ۲۰ (۵۲۸۸)، والأحكام ۴۹ (۷۲۱۴)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۴۲ (۲۸۷۵)، مسند احمد (۱۱۴/۶) (صحيح) ۲: صحيح البخاري/الشركة ۱۳ (۲۵۰۱)، والأحكام ۴۶ (۷۲۱۰)، (تحفة الأشراف: ۹۶۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۳۳/۴) (صحيح)

بیعت نه عذر او فرمائیلو چه دا لا ماشوم دي، خو خپل لاس مبارک ئې د هغه په سر باندې راښکلو.

بیعت چونکه یو قسم معاهده ده چه د باب د تکلیف نه دي او نابالغ غیر مکلف وی په دي وجه رسول الله ﷺ ورسره بیعت اونکړو، والحديث اخرجه البخاری، قاله المنذري

باب فی أرزاق العمال

د عامر نود اخراجاتو بیان

ارزاق یعنی وظائف چه عمالو ته د بیت المال نه ورکولې شی.

[۲۹۴۳] (۱) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ أَبُو طَالِبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اسْتَعْمَلَنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا نَأْتَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ".

عبد الله بن بریده دخپل پلار نه روایت کوی او هغه د نبی ﷺ نه روایت کوی چه فرمائیلي ئې وو: خوک چه مونږ په څه کار باندې عامل مقرر کړو مونږ نو هغه ته وظيفه هم ورکونو که چرې عامل د دې نه څه اوساتي نو داغلا او خیانت دي.

﴿ من استعملناه على عمل فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا نَأْتَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ ﴾

رسول الله ﷺ فرمائی چه کوم انسان مونږ عامل جوړ کړو نو د هغه چه کومه تنخواه او وظيفه مونږ مقرر کړو نو د هغه دپاره حلال ده (خو) که د هغې نه زیاته هغه اخلی نو هغه به غلول او خیانت شمیرلي کیږي.

[۲۹۴۴] (۲) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَعْتُ أَمْرِي بِعَمَالَةٍ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ، قَالَ: خَدَمًا أُعْطِيتَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمِلَنِي.

د ابن ساعدي نه روایت دي فرمائی چه عمر رضی الله عنه زه په زکات باندې عامل مقرر کړم یعنی د زکات د وصول کولو دپاره کله چه زه د دې کار نه فارغ شوم نو هغه ماته د اجرت را کولو دپاره حکم او کړو ماورته او وئیل دا کار ماصرف د الله درضا دپاره کړې دي عمر رضی الله عنه راته او وئیل څه چه درته درکولې شی هغه واخله زه هم د نبی ﷺ په زمانه کښې په زکات عامل مقرر شوي وم اونبې ﷺ ماته د دې مزدوري - را کړه.

[۲۹۴۵] (۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ الْمُسْتَوْدِدِ بْنِ شَدَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَخَذَ غَيْرَ ذَلِكَ فَهُوَ غَالٍ أَوْ سَارِقٌ".

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۵۷) (صحیح)

۲: صحيح البخاري للزكاة ۵۱ (۱۴۷۳)، والأحكام ۱۷ (۷۱۶۳)، صحيح مسلم للزكاة ۳۷ (۱۰۴۵)، سنن النسائي للزكاة ۹۴ (۳۱۰۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۴۸۷)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۱۷/۱، ۵۲، ۴۰)، سنن الدارمي للزكاة ۱۹ (۱۶۸۹) (صحیح)

۳: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۶۰)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲۲۹/۴) (صحیح)

د مستورد بن شداد نه روایت دې فرمائی چې د نبی کریم انه مې اوریدلی دی چې فرمائیل
نې څوک چې زمونږه عامل وي نو د یوې بشخې دپاره دي زمونږه نه خرجه اخلي که چېرې دده
سره خدمت گارنه وي نو یو خدمت گار دي وساتي او که چېرې دده داوسیدلو دپاره کورنه وی
نویو کور دي داوسیدو دپاره واخلې مستورد وائی ابوبکر رضی الله عنه او وئیل ماته خبر را کړې
شوي دې چې نه فرمائیلې دی څوک چې ددې څیزونونه علاوه دبل څیز دپاره خرجه
واخلي نو هغه خیانت گر او غل دې (یعنی دمسلمانانو مال عبث خرچ کوي).
(من كان لنا عاملا فليكتب زوجة)

کوم انسان چې مونږ عامل جوړ کړ نو هغه له پکار دی چې واده او کړی یعنی د بیت المال په
خرجه باندې او هم دغه شان که هغه سره خادم نه وی نو یو خادم دې د بیت المال نه حاصل
کړی، او که د اوسیدو دپاره نې کورنه وی نو د یو کور انتظام دې او کړی.

باب فی هدايا العمال

د عاملانو د هدني اخستلو بیان

یعنی عمال چې کله صدقات وصولولو دپاره لارښی او د صدقاتو نه علاوه هغوی ته د جرتو
نه څه هدیه کښې څه ملاؤشی نو د هغې څه حکم دي، د ابن عبدالبر په التمهید کښې دی
چې هدایا د عمالو د جمهورو په نزد په حکم د فئ کښې دی. پس هغې لره په بیت المال
کښې داخلول پکار دی، په خلاف د رسول الله صلی الله علیه و آله چې د هغوی په خدمت کښې یوه هدیه
پیش کړې شی نو هغه به د هغوی دپاره وی. (هامش البذل) وهكذا فی السیر الکبیر
تنبيه: بعینه هم دا ترجمه الباب (باب فی هدایا العمال) وړاندې په کتاب القضاء کښې هم را
روان دي هلته مصنف یو بل حدیث ذکر کړې دي.

[۲۹۴۶] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ، لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي
حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللَّتْبِيَةِ، قَالَ ابْنُ السَّرْحِ، ابْنُ
الْأَتْبِيَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ فَقَالَ: هَذَا الْكُمُ وَهَذَا أَهْدِي لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ
وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبَعْتُهُ فَيَقْبَلُ هَذَا الْكُمُ وَهَذَا أَهْدِي لِي، أَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ
فَيَنْظُرُ أَيْ هَدَى لَهُ أَمْ لَا؟ لَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا فَلَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً فَلَهَا
خَوَارٌ، أَوْ شَاةً تَبْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا غَفْرَةً يُطْبِئُهُ، ثُمَّ قَالَ: "اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ".

د ابو حمید ساعدي رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله یو ایزدي عامل مقرر کړو چې ابن
اللتبیه ورته وئیلې شول او ابن صرح وئیلې دی ابن اللتبیه دزکات وصول کولو دپاره
نو کله چې د خپل کارنه راغې وې رئیل داستاسو مال دې اوداماته هدیه شوې دې نو نبی صلی الله علیه و آله
پاڅیدو او په ممبراودریدو دالله حمد او ثنائې او وئیلو او وئې فرمائیل چې د عامل دپاره
دامناسب نه دی چې دې مونږ اولیږو اوزکات راوړي اوداسې وائی چې دا مال ستاسو دپاره

(۱): صحيح البخاري/الزكاة ۶۷ (۱۵۰۰)، الهبة ۱۷ (۲۵۹۷)، الأيمان والنذور ۳ (۶۶۳۶)، الحيل ۱۵ (۶۹۷۹)، الأحكام ۲۴ (۷۱۷۲)، صحيح مسلم للإمامة ۷ (۱۸۳۲)، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۹۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۲۳/۵)، سنن
الدارمي/الزكاة ۳۱ (۱۷۱۱) (صحيح)

دې اودانور ماته هديه شوي دي كه چېرې دې دخپل مور او پلار په كور كښې ناست وي نوآياده ته هديه ملاويږي او كه نه، په تاسو كښې چه څوك ددې نه څه شي واخلي نو هغه به د قيامت په ورځ باندې راوړي كه چېرې اوښ وي نو اوازونه به كوي او كه غواوي نو هم اوازونه به كوي او كه گد وي نو هم اوازونه به كوي بيانيې عليه السلام خپل لاسونه ډير اوچت كړل اووئې فرمائيل اي الله ايا ما دين ورسوو يعنى لكه څنگه چه تاوئيلى دى يقينا ما دين ورسوو اي الله يقينا ما دين ورسوو.

شرح الحديث:

قوله: «عن ابى حميد الساعدي رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم استعمل رجلا من الازد يقال له ابن اللثية قال ابن السرح ابن الاتية على الصدقة الخ»: د دې رجل ازدی عامل نوم عبدالله دې، دلته ئې نسبت د مور طرف ته دې، بنو لتب يوه قبيله ده د هغه د مور نوم نه دې معلوم كړې، رسول الله صلى الله عليه وسلم هغه لره د هغوى په صدقاتو باندې عامل مقرر كړو، يو ځل هغه صدقات راوړل، او وي وئيل چه دا مال خو د صدقې دې او دا مال ماته په هديه كښې ملاؤ شوې دې، د رسول الله صلى الله عليه وسلم چونكه عادت شريفه په دې موقع باندې د عام نصيحت فرمائيلو وو بغير د تخصيص نه په دې وجه هغوى منبر ته تشریف يوړو او د الله پاك د حمد او ثناء نه پس ئې دا خبردارې او فرمائيلو چه بعض عاملان داسې دى چه مونږ هغوى ليرو او هغوى واپس راځي او وائى چه دا مال خو د صدقې دې او دا مال زما دپاره هديه دې، وړاندې رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرمائيل چه دا سړې د خپلې مور يا پلار په كور كښې ولې نه كيناستلو چه هغه ته هديه وركولې كيده او كه نه؟ بيا چه وړاندې رسول الله صلى الله عليه وسلم څه او فرمائيل د هغې حاصل دا دې چه داسې مال مال د غلول دې. او د غلول په باره كښې چه كوم وعيد راغلې دې هغه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيان او فرمائيلو، هغه دا چه كه په مال د غلول كښې اوښ وي نو په ميدان حشر كښې به هغه اوښ د هغه په شا باندې سور او آواز كونكى راځي، او كه هغه مال غلول غوا وي نو بيا به هم دغه شان راځي. هم دغه شان بيزه... الى اخر الحديث.

د عمالو د هدايا په باره كښې شراح ليكلې دي چه هغه حرام دى او رشوت دې، او د نورو هدايا په شان نه دى، ځكه چه عاملينو ته چه كوم خلق هدايا پيش كوي د هغوى غرض فاسدوى چه هغوى په زكوة وصولولو كښې تخفيف او كړى او پوره واجب حق د هغه نه وانخلي.

كوم خيز چه د امر محظور ذريعه جوړه شي هغه هم محظور دې:

او شارحينو دا هم ليكلې دى چه د دې حديث نه دا هم معلوميږي چه كوم خيز ذريعه جوړه شي د يو امر محظور و ممنوع دپاره نو هغه ذريعه به هم ممنوع او محظور وي، ځكه چه رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمائى چه د دې قسم عامل ته پكار دى چه هغه دې خپل كور كښې كينى او اودې گورى هغه ته هديه ملاويږي يا نه، ښكاره خبره ده چه نه به ملاويږي، نو د دې نه معلومه شوه چه هغه ته كومه هديه ملاويږي هغه هم هغه ده يعنى عدم استيفاء حق واجب يعنى پوره زكوة نه وصول كول، نو دا هديه ذريعه جوړيږي د عدم استيفاء د زكوة دپاره چه هغه يو امر محظور دې، والحديث اخرجه البخارى ومسلم، قاله المنذرى

باب فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ

د زکات د مال نه د غلا کولو بیان

[۲۹۴۷] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعِيًا، ثُمَّ قَالَ: "انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُودٍ وَلَا الْفَيْئَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيءُ عَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرَيْنِ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَّتَهُ، قَالَ: إِذَا لَا أَنْطَلِقُ، قَالَ: إِذَا لَا أَكْرِهُكَ."

د ابومسعود انصاري رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله زه عامل مقرر کړم اوبیا ئې اوفرماښل ای ابومسعوده لار شه خوداسې نه چې د قیامت په ورځ دي اووینم چې په خپله کښې دي د زکات اوبښ راوړې وي او آوازونه کوي ابومسعود اووښل که چېرې داسې وی نوزه نه ځم نبی صلی الله علیه و آله اوفرماښل په تاباندې زور نه کوو چې خامخالار شه مگر که ستا په خپل نفس باندې یقین وي ټولار شه او که نه وی نو نه تلل ستا دپاره بهتر دي.

(عن ابی مسعود الانصاری رضي الله عنه قال بعث النبي صلی الله علیه و آله ساعيا الخ)

هم د غلول فی الصدقة په باره کښې دا حدیث دي او په دي باندې وعید دي، چې د هغې مضمون پورته تیر شو.

باب فِي مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحُجْبَةِ عَنْهُ

په امام باندې د قوم څه څه حقونه دي او ددي د تکميل بیان

يعنی په امام باندې چې د رعایا کوم حق واجب دي د هغوی خبر اخستل او ضروریات پوره کول وغیره.

[۲۹۴۸] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا مَرْيَمَ الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: مَا أُنْعَمْنَا بِكَ أَبَا قُلَانٍ، وَهِيَ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ، فَقُلْتُ حَدِيثًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ وَلَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَأَحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَتِهِمْ وَفَقَرَهُمْ أَحْتَجَبَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَتِهِ وَفَقَرَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ."

د ابومریم ازدي نه روایت دي فرمائی چې زه معاویه بن ابی سفیان رضي الله عنه ته لارم هغه اووښل ډیرښه کار دي او کړو چې دلته راغلي ماووښل یو حدیث مې اوریدلي دي کوم چې تاته بیانوم ماد نبی صلی الله علیه و آله نه اوریدلي وو چې فرماښل ئې چاته چې د مسلمانانو کوم کار اوسپارلې شي اوبیا هغه سرې دخلقو ضرورتونه نه پوره کوي ترڅو چې دغه خلق ضرورت مند بافقیران وي نوالله تعالی تردغه وخته پورې ددغه کس ضرورتونه نه پوره کوي معاویه چې دا واوریدل نومعاویه یوکس نره دخلقو د ضرورتونو د پوره کولو دپاره مقرر کړو.

مضمون حدیث

قوله: (ان ابا مریم الازدی اخبره قال دخلت على معاوية رضي الله عنه قال انعمنا بك الخ)

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۹۸۹) (حسن)

۲: سنن الترمذي/الأحكام ۶ (۱۳۳۳)، (تحفة الأشراف: ۱۲۱۷۳) (صحيح)

ابو مریم ازدي عليه السلام فرمائي چه زه يو ځل سيدنا معاوية عليه السلام ته لارم نو هغوی زما په ليدو سره د خوشحالي اظهار او کړو او د عرب خلقو د عادت مطابق ئې «ما انعمنا بک» دا جمله استعمال کړه، دا صيغه د تعجب ده يعنی ستا زمونږ طرف ته راتلل د الله پاک څومره لوڼې انعام دې. هغوی او فرمايل چه ما د رسول الله عليه السلام نه يو حديث اوريدلي وو هغه تاسو ته اوروم، هغه دا چه رسول الله عليه السلام او فرمايل چه کوم انسان الله پاک د مسلمانانو په کارونو کښې د يو کار ذمه دار مقرر کړی او بيا هغه د خلقو د ضرورت په وخت د خلقو مخې ته نه راځي په پرده کښې ناست وی نو د داسې انسان سره الله پاک هم داسې معامله فرمائي چه د هغه د حاجت او د ضرورت په وخت کښې په پرده کښې شی. وړاندې په روايت کښې دې چه «فجعل رجلا على حوائج الناس» معاوية عليه السلام د دې حديث په اوريدو باندې يو سړي مقرر کړو د خلقو په حاجت باندې، يعنی چه د هغوی حاجتونه او مطالبات هغوی ته اورسوي. دا د معاوية عليه السلام کمال اتباع او انقياد دې چه په رعایا کښې يو سړي د هغوی د تنبيه دپاره يو حديث واورولو نو د هغې په اوريدو سره ئې فورا د هغې مطابق عمل شروع کړو بغير د څه قسم ناخوښې او تندي تريو کولو نه، آخر خليفه وو امير وو، د معاوية عليه السلام داسې نور هم واقعات په کتب حديث کښې کوم چه د هغوی په کمال حلم باندې دلالت کوي او د هغوی حلم مشهور هم دې. والحديث أخرجه الترمذی، قاله المنذری

[۲۹۴۹] (۱) حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَوْتِيَكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمَنَّاكُمْ بِهِ إِلَّا خَازِنٌ أَضْمُ حَيْثُ أَمَرْتُ".

د ابو هريره عليه السلام نه روايت دې فرمائي چه نبی عليه السلام فرمايلي دي چه تاسو ته دخپل طرف نه نه څه درکوم اونه څه منع کوم زه د الله تعالی خزانچي یم چرته چه ماته حکم کيږي هلته خراج کوم.

[۲۹۵۰] (۲) حَدَّثَنَا النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ، قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْفَيْءِ، فَقَالَ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهَذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ، وَمَا أَحَدٌ مِنَّا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَنَا عَلَى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلَّ الرَّجُلُ وَقَدَّمَهُ وَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهُ وَالرَّجُلُ وَعِيَالُهُ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهُ.

د مالک بن اوس بن الحدثان نه روايت دې چه عمر فاروق عليه السلام يوه ورځ د مال ئې ذکر او کړو اوو ئې فرمايل چه زه ستاسونه زيات ددې مال ئې حقدار نه یم اونه په مونږ کښې يو کس د بل کس نه ددې مال ئې زيات حقدار دې مگر د الله تعالی کتاب اود نبی عليه السلام د تقسيم په طريقي سره ئې مونږ په خپلو خپلو درجو باندې قائم يو څوک چه د اسلام په اعتبار سره قدیم ئې يا بهادر وي يا بال بچه داروي يا ضرورت مند وي نو هغه به ددې حقدار وي.

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۴۷۹۲)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/للمرض الخامس ۷ (۳۱۱۷)، مسند احمد (۲/ ۳۱۸، ۴۸۲) (صحيح)

(۲) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۶۳۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۲/۱) (حسن)

(عن مالک بن اوس بن الحدثان قال ذکر عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه یوما الفی فقال ما انا باحق بهذا الفی منکم وما احد منا احق به من احد الا انا علی منازلنا من کتاب الله عزوجل وقسم رسوله فالرجل وقدمه والرجل وبلاؤه وعیاله والرجل وحاجته)

د مال فئ په باره کښې د عمر رضی الله عنه د اثر تشریح :

یعنی یو ورځ عمر رضی الله عنه د خلقو مخکښې د مال فئ ذکر او کړو او دا ئې او فرمائیل چه د دې مال فئ زه ستاسو نه زیات مستحق نه یم، بلکه څوک هم زموږ نه زیات د دې مستحق نه دي. (۱) بلکه دا مال مشترک دې ټول په دې کښې برابر شریک دی، بیا ئې وړاندې او فرمائیل چه اگر که په نفس استحقاق کښې ټول شریک دی خو د مرتبو د فرق لحاظ ساتلو سره د کتاب الله مطابق او د رسول الله صلی الله علیه و آله د تقسیم عمل په رڼا کښ، بیا وړاندې د دې وضاحت دې فرمائی چه یو سړې دې او د هغه عیال او اولاد یعنی یو سړې د عیال خاوند دې او دویم د عیال خاوند نه دې او یو سړې دې او د هغه حاجت، یعنی یو سړې واقعی حاجت مند دې او د دویم سړې داسې څه حاجت نشته الحاصل د دې ټولو څیزونو رعایت کول هم ضروری دی.

مال فئ او غنیمت کښې فرق او د هر یو حکم او مصرف :

د عمر رضی الله عنه په دې حدیث کښې د مال فئ حکم ذکر شوې دې مال فئ هغه مال دې چه بغیر د قتال نه حاصل شی لکه هغه اراضی کوم چه مسلمانانو د مشرکانو نه د هغوی په شړلو باندې خالی کړې وی بغیر د قتال نه، لکه د بنو نضیر زمکه او فدک هم دغه شان هم دغه شان د هر یو مقام او ښهر د فتح کولو نه پس چه د هغه ښهر نه کوم څیزونه حاصلېږي لکه جزیه وغیره او معاون دا ټول مال فئ دي، د مال غنیمت حکم خو په قرآن کریم کښې منصوص دي چه د هغې دې تخمیس او کړې شی، یعنی یو خمس خو دې ځانله کړې شی او باقی اربعة اخماس دې په غانمینو کښې تقسیم کړې شی. بیا د دې خمس په باره کښې دا دی چه دا دې پنځه ځایه تقسیم کړې شی لکه چه په دې آیت کریمه کښې ذکر شوې دی (واعلموا انما غنمتم من شی فان الله خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل) د دې په شروع کښې د الله پاک نوم خو د برکت دپاره دې وړاندې باقی پنځه پاتې شو نو گویا دا خمس په پنځه ځایونو کښې تقسیمولې شی، په دې صورت کښې د هر یو په حصه کښې خمس الخمس راځي وړاندې یو مستقل باب را روان دي، (باب بیان مواضع قسم الخمس) وړاندې به د دې نور تفصیل انشاء الله راشی، دلته خو تبعاً د فئ د تقابل د وجې نه بیان کړې شوې ده. د فئ په باره کښې چه کومه رائي د عمر رضی الله عنه ذکر شوې ده هم هغه د جمهور علماء کرامو او

(۱) د ارض مفتوحه په باره کښې د عمر رضی الله عنه رائي: هم دغه شان د ارض مفتوحه په باره کښې د عمر رضی الله عنه رائي دا وه چه دا دې تقسیم نه کړې شی چه د ټولو مسلمانانو د ضرورتونو دپاره دا محفوظ اوساتلې شی چه ټول خلق ترې نه منتفع شی کښې د تقسیم په صورت کښې خو به په دې کښې د اشخاصو ملکیت شی. پس د هغوی دا حدیث وړاندې را روان دي باب (ما جاء فی حکم ارض خیبر) په آخری حدیث کښې هم دا دی، (لولا اخر المسلمین ما فتحت قریة الا قسمتها کما قسم رسول الله صلی الله علیه و آله خیبر)

ائمه ثلاثه راڼې ده په دې کښې د امام شافعي رحمته الله اختلاف دې، د هغوی په نزد چه کوم حکم د غنیمت دې هم هغه د فئ دې یعنی د مال فئ دې تخمیس او کړې شی بیا دې هغه خمس په مصارف خمس کښې صرف کړې شی، او باقی اربعة اخماس دې په مقاتلینو باندې تقسیم کړې شی، پس په شرح اقناع کښې دې (یکم خمس الفئ فیصرف الخمس مصارف الخمس، ویصرف اربعة اخماسه علی المقاتلة ای المرتزة للقتال خلافا للائمة الثلاثة اذ قالوا لا یخمس الفئ بل جمیعہ لمصالح المسلمین) (۱)

دا اختلافی مسئله په کتاب الجهاد کښې باب دعاء المشرکین کښې د حدیث د لاندې داسې تیره شوي ده چه د شوافعو په نزد په بیت المال کښې مال په دوه قسمه وي، د هر قسم مصرف ځانله ځانله دې:

۱: د زکوة او صدقاتو مال، دا د عامة المسلمین چه غازیان نه وي دپاره دې.

(۱) د فئ د حکم په باره کښې نور تحقیق: وفي الجوهر النقي ۲۹۱/۶ ذکر النووي ان جماعة العلماء سوي الشافعي قالوا لا خمس في الفئ وقال ابن المنذر لا نعلم احدا قبل الشافعي قال بالخمس في الفئ، وقال ابو عمر في التمهيد وهو قول ضعيف لا وجه له من جهة النظر الصحيح ولا الاثر، وفي العالم للخطابي كان رأي عمر في الفئ ان لا یخمس لكن يكون لجماعة المسلمین لمصالحهم، واليه ذهب عامة اهل الفتوي غير الشافعي فان كان یری ان یخمس الخ وفي قواعد ابن رشد قال قوم الفئ یصرف الجميع المسلمین الفقیر والغنی ویعطي الامام منه المقاتلة والولاء والحکام وینفق منه في النواصب التي تنوب المسلمین کبناء القناطر واصلاح المساجد، ولا خمس في شیء منه وبه قال الجمهور، وهو الثابت عن ابی بکر وعمر رضی الله عنهما ولم یقل احد بتخمیس الفئ قبل الشافعي وانما حملة علی ذلك انه رأى الفئ قسم في الآية علی عدد الاصناف الذي قسم عليهم (الخمس) فاعتقد ان فيه (الفئ) الخمس لانه ظن ان هذه القسمة مختصة بالخمس وليس ذلك باظهار بل الظاهر ان هذه القسمة تخص جميع الفئ لا جزء منه، وفي التجريد للقدوري ما ملخصه قال اصحابنا الفئ کل مال وصل الينا من المشرکین بلا قتال کالاراضي التي اجلوا عنها وهو الخراج والعشر والجزية تصرف الي مصالح المسلمین وقال الشافعي اربعة اخماسه للنبي صلی الله علیه وسلم وخمسه یقسم كما یقسم خمس الغنیمة، الي آخر ما ذکر من الدلیل للحنفية، او په بیان القرآن کښې دې چه کوم مال د اهل حرب نه بغير د قتال نه حاصل شوي وي هغه فئ دې کذا في الهدایة اموال بنو نضیر هم د دې قبیلې نه دي او فدک او نصف خیبر هم، په مال فئ کښې د امام صاحب په نزد خمس نشته، او د دې مالونو حکم دا دې چه رسول الله صلی الله علیه وسلم لکه د روایاتو د الفاظو نه معلوم یری د دې مالک وو او په دې کښې چه کوم مصارف رسول الله صلی الله علیه وسلم ته بیان کړي شو وجوبا او ندبا هغه داسې دي لکه چه د مالونو په مالکانو باندې صدقه وي، خو دا اموال مملوکه د هغوی نه پس د میراث محل نه و بلکه وقف وو او دا خصوصیت وو د رسول الله صلی الله علیه وسلم رواه الشيخان، پس رسول الله صلی الله علیه وسلم د بنو نضیر د مالونو اکثر حصه مهاجرینو او انصارو کښې بعضو ته تقسیم کړه، رواه البيهقي، او په باقی کښې به خپل اهل و عیال ته د ټول کال د خرچې ورکولو نه پس چه څه بچ شو هغه به ئې په جهادی سامان او د اسلحې په اخستلو باندې خرچ کوله اخرجه الشيخان وغيرهما، او د خیبر د گټې نه به ئې د فقراء مهاجرینو او د فدک د مسافرو امداد کولو اخرجه ابو داؤد وابن مردويه، او د رسول الله صلی الله علیه وسلم د ژوند نه روستو د دې مصارف صرف مصالح عامه دي مثل سد سفور و بناء قناطر وجسور او قضاة و عمال و علماء المسلمین و رزاق مقاتلین و ذراري مقاتلین کذا في الهدایة او په دې مصالحو کښې مصارف خمس د غنیمت یتامی و مساکین، او ابن السبیل هم په کښې داخل دي وفيه بعد ذلك: او دا ذکر کړې شوي تقرير (کوم چه مونږ مختصر کړو) د احنافو په مسلک باندې دې او د امام شافعي رحمته الله په نزد په فئ کښې هم خمس دې او څلور به اخماس په مصارف مذکوره کښې صرف کيږي آه... مختصرا خو د هغې پوره عبارت چه پوره په یو صفحه کښې دې د د طالبانو او مدرسینو دپاره قابل مطالعه او په دې مقام باندې د پوهیدو دپاره ډیر زیات مفید دي

۲: مال فی دا صرف د غازیانو او مجاهدینو دپاره وی، صرح به النووی وقال ایضا: ولم یفرق بینهما ابوحنيفة ومالك.

مصنف له پکار وو چه د عمر رضی الله عنه حدیث ئې په را روان باب کښې ذکر کړې وې چه په هغې کښې هم دا مسئله ذکر ده د تقسیم فی، خو زما په ذهن کښې دا خبره ده چه مصنف ډیره کرته داسې کوی چه د مخکښې باب په آخر کښې داسې حدیث راوړی چه د راتلونکې باب سره مناسب وی په منزله د تمهید والله اعلم.

باب فی قسَمِ الْفَقْرِ

د مال فی د تقسیم بیان

[۲۹۵۱] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ: عَطَاءُ الْمُحَرَّرِينَ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا جَاءَهُ شَيْءٌ بَدَأَ بِالْمُحَرَّرِينَ.

دزید بن اسلم به روایت دي فرمائی چه عبد الله بن عمر رضی الله عنه معاویه رضی الله عنه ته ورغې معاویه ورته وویل که څه ضرورت دي وي نو اووايه ابن عمر ورته وویل چه دازاد کړې شور غلامانو حصه ادا کړه یقینا ما نبی صلی الله علیه وسلم لیدلي وو چه کله به ورته مال ئې راغې نو اول به ئې دهغې نه دازادو غلامانو حصه اوښکله.

مضمون الحديث :

قوله: «ان عبد الله بن عمر رضی الله عنه دخل على معاوية رضی الله عنه فقال حاجتك يا ابا عبد الرحمن؟ فقال عطاء المحررين الخ»: ابن عمر رضی الله عنه معاویه رضی الله عنه ته لاړو هغوی ترې نه تپوس اوکړو چه څه حاجت دي، څنگه راغلې ئې؟ هغوی او فرمائیل د محررينو دپاره مي حصه راوړې ده، ځکه چه ما رسول الله صلی الله علیه وسلم لیدلي دي چه کله به هغوی ته دچرته نه مال راغلو نو دهغې د تقسیم شروع به ئې د محررينو نه کوله، د محررين په مصداق کښې درې قول، په بذل کښې لیکلې شوي دي ۱: معتقين یعنی آزاد کړې شوي غلام (ځکه چه د دي ضرورت ښکاره دي اوس خو آزاد شوي دي د ژوند تیرولو دپاره د روزگار بندوبست سمدستی څنگه کیدي شي. ۲: مکاتبین: چه هغه خپل بدل د کتابت ادا کړې شي ۳: عبادت گزار د الله پاک بندگان چه د دي ته شوي وي.

د حدیث مناسبت د ترجمه الباب نه ښکاره دي ځکه چه اول «ما جاء شی» د دي نه صرف مال فی مراد دي.

[۲۹۵۲] (۲) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَلْبٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِيَّارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنِيَ بِغُلْبِيَّةٍ فِيهَا عَرَزٌ فَكَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۷۲۹) (حسن)

۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۳۵۹)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۱۵۶۷۱، ۱۵۹، ۲۳۸) (صحيح)

دام المومنین عائشة رضي الله عنها نه روايت دي فرمائي چه نبي صلي الله عليه وسلم ته دغمو يوه بوجي راوړل شوه نو هغه په اصيلو او وينځو باندې تقسيم كړي ام المومنين وائي چه زما والد صاحب به هم غلام او ازاد ته حصه ور كوله.

«عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلي الله عليه وسلم اتى بظية فيها خرز فقسهما للحره والامة» يعنى هغوى ته يو تيلئ راغله چه په هغې كښې هيري او ملغلرې وې نو رسول الله صلي الله عليه وسلم هغه په زنانو كښې په ازادو او وينزو ټولو كښې تقسيم كړه، وړاندې عائشة رضي الله عنها فرمائي چه هم دغه شان به زما پلار هم په ازاد او غلام ټولو كښې تقسيمولو، يعنى مال فئ لره، او د عائشې رضي الله عنها په روايت مرفوعه كښې حرة او امة د تخصيص خرز په لحاظ سره دي چه هغه هم د هغوى د كار خيزونه وى.

[۲۹۵۳] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُسَقَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَغِيرَةِ جَمِيعًا، عَنْصَفُوانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ إِذَا آتَاهُ الْفَيْ قَسَمَهُ فِي يَوْمِهِ، فَأَعْطَى الْأَهْلَ حَظَّيْنِ وَأَعْطَى الْعَزَبَ حَظًّا"، زَادَ ابْنُ الْمُسَقَّى: قَدْ عِينَا وَكُنْتُ أَدْعِي قَبْلَ عَمَّارٍ قَدْ عَيْتُ فَأَعْطَانِي حَظَّيْنِ وَكَانَ لِي أَهْلٌ، ثُمَّ دَعَى بَعْدِي عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأَعْطَى لَهُ حَظًّا وَاحِدًا.

دعوف بن مالك رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه كله به نبي صلي الله عليه وسلم ته مال ئي راغې نو په همدغه ورځ به ئې تقسيم كړو، او متاهل (بال بچه دار) ته به ئې دوه حصي ور كولي او مجرد ته به ئې يوه حصه ور كوله. دابن المصفي په روايت كښې ورسره دا اضافه ده چه دوى راوبلل شول اوزه دعمار نه مخكښې را اوبللي شوم اوماته دوه حصي راكړې شوې اوزه شادي شده وم، بيازمانه پس عمار بن ياسر را اوبللي شو او يوه حصه ورته ور كړې شوه.

«عن عوف بن مالك رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلي الله عليه وسلم كان اذا آتاه الفى قسمه فى يومه فاعطى الاهل حظين واعطى العزب حظا»

يعنى چه كله به رسول الله صلي الله عليه وسلم ته مال فئ راتلو نو هغه ورځ به رسول الله صلي الله عليه وسلم د هغې تقسيم كولو، د بې واده كړى دپاره يو حصه، او واده كړى ته به ئې دوچند ور كولو.

باب فى أرزاق الدُّرَّةِ

د مسلمانانو اولاد ته د حصي ور كولو بيان

[۲۹۵۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلَا هِلَهَ وَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاعًا قَالِي وَعَلَى".

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبي صلي الله عليه وسلم به فرمايل چه زه په مومنانو باندې

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۹۰۴)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲۹، ۲۵/۶) (صحيح)

۲: سنن ابن ماجه/المقدمة ۷ (۴۵)، والصدقات ۱۳ (۲۴۱۶)، (تحفة الأشراف: ۲۶۰۵)، وقد أخرجه: صحيح مسلم الجمعة ۱۳ (۸۶۷)، سنن النسائي/العيدين ۲۱ (۱۵۷۹)، والجائز ۶۷ (۱۹۶۴)، مسند أحمد (۳۷۱/۳) (صحيح)

دهغوی نه زیات مهربان یم که چرې دچانه مال پاتې شي نو هغه دده داهل اوبال بچ حق دې او که چرې څوک په خپله ذمه قرض یا بال بچ پریرېدي نو دهغې زه ذمه واریم.
د ذریت نه مراد یتیم او نابالغ ماشومان، مطلب دا دې که هغه فقیر وی نو د هغه نفقه به د بیت المال نه وی، د حدیث الباب مضمون رومبی تیر شوې دې، د خطابي عليه السلام په شرح کښې دې چه زنانه هم په دې حکم کښې دی یعنی کونډې او ضرورت مند.
والحدیث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى

[۲۹۵۵] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيُنَا" .

د ابوهريره رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی عليه السلام فرمائیلى دی که چرې دچانه مال پاتې شي نو هغه دده دوارثانو حق دې او که چرې څوک تاوان پریرېدي نو دهغې زه ذمه واریم.

[۲۹۵۶] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: "أَنَا أَوَّلُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَأَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ دِينًا فَأَلَى وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ" .

د جابر بن عبد الله نه روایت دې فرمائی چه نبی عليه السلام به فرمایل: چه زه په هر مومن باندې دهغه نه زیات مهربان یم که چرې هر یو مومن مړ شي او قرض پزیرېدي نو دهغې زه ذمه واریم او که چرې څوک مال پریرېدي نو هغه دده دوارثانو حق دې،
احادیث الباب کتاب الفرائض کښې تیر شوې دې، نو وضاحت ته ئې حاجت نشته.

بَابُ مَتَى يُقْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتِلَةِ

د کوم عمر والا سړی دپاره به حصه مقررولی شي؟

شرح الحديث :

(المقاتلة) په کسري د تاء سره او صیغه د مونث په اعتبار د جماعت سره، د دې نه مراد مقاتلین او غازیان دی، او دا د ذریت مقابل دی کوم چه په باب سابق کښې تیر شوې دې، فرض وائی هغه مقرر حصې ته کوم چه د بیت المال نه مجاهدینو ته ملاویرې او په جهاد کښې هغه انسان تلې شي چه بالغ وی، نو د ترجمه الباب حاصل دا شو چه انسان لره په مقاتلین کښې شمیرلو سره کله یعنی په کوم عمر کښې به د هغه حصه مقرر کولې شي؟ او جواب ئې دا دې چه کله هغه بالغ شي، او د بلوغ نه مخکښې نه خو هغه د مقاتلینو په فهرست کښې راتلې شي او نه به هغه ته د مقاتلینو حصه ملاویرې.

(۱): صحيح البخاري / الاستقراض ۱۱ (۲۳۹۸)، الفرائض ۲۵ (۶۷۱۳)، صحيح مسلم للفرائض ۴ (۱۶۱۹)، (تحفة الأشراف: ۱۳۴۱)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للجناز ۶۹ (۲۰۱۹)، سنن النسائي للجناز ۶۷ (۱۹۶۵)، سنن ابن ماجه للصدقات ۱۳ (۲۴۱۶) مسند احمد (۲/ ۲۹۰، ۴۵۳، ۴۵۵) (صحيح)
(۲): تفرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۱۵۹) (صحيح)

[۲۹۵۷] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَرَضَهُ يَوْمَ أَحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعٍ عَشْرَةَ، فَلَمْ يُجْزَ وَغَرَضَهُ يَوْمَ الْخُنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَهُ.

د ابن عمر رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائي چه دا حد په ورځ زه نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته پیش کړې شوم اوزه دڅوارلسو کالووم نوزه ئې دجهاد دپاره قبول نکړم کله چه د خندق په ورځ باندي ورته پیش کړې شوم نو د پنځلسو کالو ووم نویا ئې دجهاد دپاره قبول کړم.

په دي باب کښې مصنف د ابن عمر رضی اللہ عنہما واقعه ذکر کړې دي چه د هغه کور والو د جنگ احد په موقع باندي د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې پیش کړو یعنی په جهاد کښې د شرکت دپاره په داسې حال کښې چه هغه د پوره څوارلس کالو وو نو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ورنکړو، او بیا په بل کال چه کله د غزوه خندق په موقع باندي چه کله په هغوی باندي پیش کړو نو هغه وخت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هغه ته اجازت ورکړو چه هغه د پنځلسو کالو شوې وو. د ائمه ثلاثه او صاحبینو مسلک هم دا دي چه حد د بلوغ پنځلس کاله دي.

وعند الامام ابی حنیفة خمس عشرة سنة للأنثى، ولثمانية عشر للذكر، وفي (البذل) هذا اذا لم يحتلم واما اذا احتلم قبل ذلك حکم ببلوغه من الاحتلام آه

والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة، قاله المنذرى

باب في كراهية الافتراض في آخر الزمان

په آخری دور کښې د حصې د وصول کولو د کراهیت بیان

افتراض یعنی اخذ القرض والحصته، یعنی د بیت المال نه د غازی خپله حصه او وظیفه اخستل، د فرض معنی حصه ورکول اود افتراض معنی حصه اخستل، مثل الکيل والاکیال.

[۲۹۵۸] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْخَوَّارِيِّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ مُطِيرٍ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرَى، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي مُطِيرٌ، أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالسُّوْدَاءِ إِذَا بِرَجُلٍ، قَدْ جَاءَ كَأَنَّهُ يَطْلُبُ دَوَاءً وَحُضْضًا، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوُدَاعِ وَهُوَ يَعْطِ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ وَنَهَاهُمْ؟ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا الْعَطَاءَ، مَا كَانَ عَطَاءً فَإِذَا تَجَافَيْتُمْ قُرَيْشَ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِينِ أَحَدِكُمْ قَدْعُوهُ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَرَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ مُطِيرٍ.

سليم بن ابی مطير دخپل پلار ابو مطير نه روایت کوي فرمائي چه ابو مطير حج ته روان شو کله چه سویداء مقام ته ورسیدو نویوکس دسترگو ددوائی دغوښتلو دپاره راغې اوونې ونیل مادهغه کس نه اوریدلي دي چاچه د نبی صلی اللہ علیہ وسلم نه په حجة الوداع کښې اوریدلي وو چه خلکو ته ئې دښه کارونو حکم کولو اود بدو کارونو نه ئې منع کول اودائې ورته هم اوفرمائیل آي خلکو دوخت دحاکم تحفه قبلوي ترڅوچه دشریعت مطابق وي خو کله چه د

(۱): صحيح البخاري/الشهادات ۱۸ (۲۶۶۴)، والمغازي ۲۹ (۴۰۹۷)، سنن النسائي/الطلاق ۲۰ (۳۴۶۱)، (تحفة الأشراف: ۷۸۳۳، ۸۱۱۵، ۸۱۵۳)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الإمارة ۲۳ (۱۸۶۴)، سنن الترمذي/الأحكام ۲۴ (۱۳۱۶)، والجهاد ۳۱ (۱۷۱۱)، سنن ابن ماجة/الحدود ۴ (۲۵۴۳)، مسند احمد (۱۷/۲) وباتي هذا الحديث في الحدود (۴۴۰۶) (صحيح)

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۵۴۶) (ضعيف)

قریشو په مینځ کښې دیوبل سره په حکومت باندې جنگ کول شروع شي اوتحفي دقرض بدل جوړ شي نوددي داخستونه انکار اوکړئ. ابوداؤد وائی چه داروايت محمد بن یسار بن سلیم بن مطیر په واسطه دابن مبارک سره هم نقل کړې دې.

شرح الحديث :

قوله: «حدثني أبي مطير أنه خرج حاجا حتى إذا كان بالسويداء إذا أنا برجل قد جاء كانه يطلب دواء لو حضضا». سليمان بن مطير وائی چه ماته بیان کړې دې زما پلار مطیر چه هغوی حج دپاره روان وو، چه کله مقام سویداء ته اورسیدل نو مطیر وائی چه ما سره یو سرې ملاؤ شو چه هغه یو دوائی لټوله، یا ئې دا اوئیل حضض ئې لټولو، دا هم د یوئ دوائی نوم دې چه هغې ته رسوت (ترخه دواء) وائی، عطاریان ئې پیژنی، مطیر وائی چه هغه سړی ماته یو حدیث واورولو کوم چه هغوی ته د رسول الله ﷺ نه بالواسطه رسیدلې وو، هغه دا چه رسول الله ﷺ خلقو ته وعظ او نصیحت فرمائیلو په حجة الوداع کښ، په دې کښې رسول الله ﷺ دا هم وفرمائیل «ياايها الناس خذوا العطاء ماكان عطاء فاذا تجا حفت قریش علی الملک وکان عن دین احدکم، فدعوه» یعنی رسول الله ﷺ وفرمائیل چه عطاء اخلي ترخو چه هغه عطاء عطاء ده، د دې نه مراد هغه وظیفه ده چه د بیت المال نه غازیانو او مجاهدینو ته ملاویرې، پس هر کله چه قریش په حکومت او بادشاهت باندې جهگړې شروع کړې او هغه ورکړه د قرض په مقابل او بدله کښې شی نو بیا هغه پرېږده، او د دې نه په وړاندې روایت کښې دې «وعاد العطاء رشا فدعوه» (۱) یعنی چه کله وظیفه پاتې نه شی بلکه رشوت جوړ شی نو بیا هغه پرېږدئ، یعنی چه کله حکومت فوج لره په باطل او د ظلم په حمایت کښې استعمال کړی حق او ناحق ته او نه کتلې شی نو د هغه وخت د وظیفې نوعیت به د رشوت شی او رشوت اخستل جائز نه دی.

[۲۹۵۹] (۱) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ مَطِيرٍ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرَى، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَامَرَ النَّاسِ وَنَهَاهُمْ، ثُمَّ قَالَ: "اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتَ قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: إِذَا تَجَا حَفَّتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْمَلِكِ فِيمَا بَيْنَهَا وَعَادَ الْعَطَاءُ أَوْ كَانَ رِشَاءً فَدَعُوهُ"، فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا ذُو الزَّوَادِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سليمان بن ابی مطیر دخپل پلار ابو مطیر نه روایت کوی فرمائی چه هغه دیوکس نه اوریدلی دی او هغه دښې ﷺ نه په حجة الوداع کښې اوریدلي وو چه خلقوته ئې دښه کارونو حکم کوو اودبدو کارونونه ئې منع کول اوددې نه پس ئې وفرمائیل ای الله ایاماستا پیغام اورسوو؟ خلقو عرض اوکړوهو ضرور، بیانی ﷺ وفرمائیل کله چه په قریشو کښې په حکومت باندې جنگ شروع شي اودهدي نه رشوت جوړ شي اودمستحق په ځانې باندې غیر مستحق ته ملاویري نو تاسو هدی اخستل پرېږدئ خلقو اووئیل داسې به څوک وي؟ نو اووئیلې شول چه ذوالزوآند له صاحب رسول صلي الله عليه وسلم.

(۱) رشا جمع رشوة والرشوة ما يعطى لاحقاق باطل او ابطال حق

(۲) تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۳۵۴۶) (ضعیف)

بَابُ فِي تَذْوِينِ الْعَطَاءِ

په شاهي دفتر کښي د مستحقينو د نومونو ليکلو بيان

يعني د مجاهدينو د نومونو د ليکلو دپاره ديوان مرتب کول يعني رجستر.
 قبل اول من دون الديوان عمر، يعني د ټولو نه اول دا کار عمر عليه السلام او کړو، ديوان په
 معني د رجستر چه د هغې جمع دواوین راځي. د مجاهدین (فوج) نومونه باقاعده په رجستر
 ليکلي شي بيا هم د هغې مطابق هغوی ته وظيفه ورکولې شي، او بله دا چه د هغوی بدلي
 هم کيږي کال په کال لکه چه په حديث کښي دي.

[۲۹۶۰] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ جِيْشًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا بِأَرْضِ فَارِسَ مَعَ أَمِيرِهِمْ، وَكَانَ عُمَرُ يَعْقُبُ الْجِيْشَ فِي كُلِّ عَامٍ فَشَغِلَ عَنْهُمْ عُمَرُ، فَلَمَّا مَرَّ الْأَجَلَ قَفَلَ أَهْلُ ذَلِكَ الثَّغَرِ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ وَتَوَاعَدُوا أَنَّهُمْ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا عُمَرُ إِنَّكَ غَفَلْتَ عَنَّا وَتَرَكْتَ فِينَا الَّذِي أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِعْقَابِ بَعْضِ الْغَزَاةِ بَعْضًا.

د عبد الله بن كعب بن مالك انصاري نه روايت دي فرمائي چه دانصارو يولښكر دخپل
 امير سره په فارس علاقه كښي وو، او عمر به هر كال لښكرونه بدلول نويو ځل ددوي نه عمر
 مشغول كړي شو په نورو امورو كښي كله چه نيته تيره شوه نودغه لښكروالا واپس
 راغلل نو عمر عليه السلام ورسره سختې وكړله اردوي ئي او يړول اوحال دادې چه دوي د نبي عليه السلام
 صحابه كرام وو، دوي عرض وكړو چه اي عمر ته خوزمونږ نه غافله شوي ئي او هغه طريقه
 دي پريخودلې ده كومه چه به نبي عليه السلام كوله چه په يو لښكر پسې به ئي بل لښكر ليرې لوددي
 دپاره مخكښي كسان راشي اودمه وكړي.

﴿ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ جِيْشًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا بِأَرْضِ فَارِسَ مَعَ أَمِيرِهِمْ وَكَانَ عُمَرُ يَعْقُبُ الْجِيْشَ فِي كُلِّ عَامٍ فَشَغِلَ عَنْهُمْ عُمَرُ فَلَمَّا مَرَّ الْأَجَلَ قَفَلَ أَهْلُ ذَلِكَ الثَّغَرِ الْفَرَاخِ ﴾
 مضمون حديث:

يعني د انصارو يو لښكر د خپل امير سره د فارس زمكې ته د جهاد دپاره تلې وو. د جنگ
 سلسله چونكه مسلسل وه په دې وجه به عمر عليه السلام هر كال لښكرې بدلولې، يعني د كال په
 پورا كيدو باندې دويم لښكر او نه ليرلې شو. چه كله د هغه لښكر موده پوره شوه نو د هغه
 د هغه ځانې راغلل، چه كله عمر عليه السلام هغوی اوليدل نو هغوی ته غصه شو او سخت الفاظ ئي
 ورته استعمال كړل، راوی وائي ﴿ وهم اصحاب رسول الله ﷺ ﴾ يعني هغوی آخر د اوچتي
 درجي صحابه كرام عليه السلام وو. چه كله هغوی ډير زيات اورتلو نو هغه حضراتو اووې (په همت
 كولو سره) ﴿ يا عمر انك غفلت عنا ﴾ اي عمر اوگورئ غفلت او هيره ستاسو د طرف نه
 شوې ده. تاسو هغه څيز چه د هغې رسول الله عليه السلام حكم كړې دې يعني متبادل فوج روانول
 تاسو داسې ولې اونكړل.

دلته ټوكلو والا رټلو والا او رټلو اوریدو والا ټول داخلص والا وو. د هر یو په بل باندې اطمینان او اعتماد وو، دې جماعت ته معلومه وه چه د عمر رضی الله عنه شان (انه كان وقفا عند كتاب الله تعالى) چه هغوی به د حق خبرې مخکښې فورا سر ښکته کولو هم دغه شان د هغه حضراتو د جواب همت پیدا شو، پس هم داسې اوشوه چه په عمر رضی الله عنه باندې د هغوی خبره بالکل بده او نه لگیده، رضی الله تعالی عنهم ورزقنا شیئا من الباعهم.

مناسبة الحديث للترجمة :

دلته دا سوال واردیږي چه د دې حدیث د ترجمه الباب سره څه تعلق دي، په ظاهر کښې خو هیڅ نه دي، باقی دا وئیلې کیدې شي چه ممکنه ده چه د عمر رضی الله عنه په اعقاب جیش کښې چه کوم روستو والې او کرو هغه کیدې شي هم په دې وجه اوشو چه هغوی د دیوان په تیارولو کښې مشغول وو. کذا فی البذل عن فتح الودود للعلامة السندی یا داسې اوایی چه په وخت چه کوم اعقاب جیش او نه شو په دې کښې هم د دې دخل وو چه تر اوسه پورې داسې دیوان نه وو تیار شوي چه په هغې کښې به د لښکرو نومونه وې په دې وجه د متبادل جماعت په لیرلو کښې هیره اوشوه او بیا د دې واقعي په پیښیدو باندې هغه مرتب کړي شو.

[۲۹۶۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَائِدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا فِيمَا حَدَّثَهُ ابْنُ لُعَيْدٍ بِنِ عَبْدِ الْكِنْدِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَتَبَ إِنْ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفِيءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَأَاهُ الْمُؤْمِنُونَ عَدْلًا مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللَّهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ فَرَضَ الْأَعْطِيَّةَ، وَعَقَدَ لِأَهْلِ الْأَدْيَانِ ذِمَّةً بِمَا فَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحِزْبَةِ لَمْ يَضَرْبْ فِيهَا بِخَمْسٍ وَلَا مَغْنَمٍ.

دعدي بن حاتم هدیوځوي نه روایت دي فرمائی چه عمر بن عبد العزيز یو خط اولیکلو چه څوک دامعلومول غواړي چه مال ئې دي چرته خرچ کړي شي نوددي جواب دادې لکه څنگه عمر فاروق رضی الله عنه د مال ئې دخرچ کولو حکم کړې وو او مومنانودا عدل اوگندلو په وجه ددې دقول دښی رضی الله عنه چه الله تعالی حق لره دعمر په ژبه اوزره کښې اچولې دي، عمر رضی الله عنه بخششونه مقررکړل اودجزیه په بدل کښې ئې د ټولو مذاهبدو خلقو ذمه واري واخستله اونه ئې ددي نه خمس واخستواونه ئې دغنیمت په شان اوگنرلو.

(ان عمر بن عبدالعزيز كتب ان من سال عن مواضع الفيء فهو ما حكم فيه عمر بن الخطاب رضی الله عنه فراه المومنون عدلا موافقا لقول النبي صلی الله علیه وسلم جعل الله الحق على لسان عمر وقلبه فرض الاعطية وعقد لاهل الاديان ذمة بما فرض عليهم من الجزية لم يضرب فيها بخمس ولا مغنم) (۲)

شرح الحديث :

يعني عمر بن عبد العزيز عمر ثانی رضی الله عنه د خپلو عمال په نوم باندې دا مضمون اولیږو چه کوم انسان ستا نه تپوس اوکړي دتقسیم فئ په باره کښې (چه هغه چا چا ته ورکولې شي) نو تاسو هغوی ته جواب ورکوي چه مواضع فئ هم هغه دي د کومو چه عمر بن الخطاب رضی الله عنه فیصله فرمائیلې ده او ټولو مسلمانانو هغه تسلیم کړه او هغه ئې د رسول الله صلی الله علیه وسلم ددې قول

(۱) تفرد به ابو داود (ضعيف الاستاد)

(۲) د مغنم نه مراد مال فئ دي

مطابق بیا موندله ﴿جعل الله الحق على لسان عمر وقلبه﴾ (د دې نه پس د عمر رضي الله عنه طرز عمل ذکر شوي دي) هغوی د لښکرو وظيفې مقرر کړې او د اهل اديان يعنې اهل کتاب دپاره ئې د عهد او امان معامله او کړه د جزئې په بدل کښ، هغوی په دې جزیه کښې (او هم دغه شان په نور اموال فئ کښې) خمس نه دې مقرر کړې، د عدم تخميس مطلب هم دا دي چه هغوی مال فئ په بيت المال کښې پریخودلو د عام مسلمانانو د مصالحو دپاره، او هم دا عمر ثاني عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه اختيار کړه. په دې کښې د امام شافعي رحمه الله اختلاف پورته تیر شوي دي چه هغوی په مال فئ کښې د تخميس او په غازيانو کښې د تقسيم قائل دي.

[۲۹۶۲] (١) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ."

د ابو ذر رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه د نبی کریم صلی الله علیه و آله نه مې اوریدلی دی چه فرمائیل ئې الله تعالی د عمر فاروق په ژبه باندې حق جاری کړې دي نو دې چه څه وائی حق وائی.

باب فِي صَفَايَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَمْوَالِ

دهغو مالونو بيان کوم چه به نبی علیه السلام

د غنيمت د مال نه د ځان دپاره منتخب کول

دا باب ډیر زیات اوږد دي او وضاحت ته هم محتاج دي زما په نزد ډیر گران دي.

د ترجمة الباب تشریح او غرض د مصنف رحمه الله:

صفایا د صفی جمع ده، د څو بابونو نه روستو یو باب را روان دي، ﴿ما جاء في سهم الصفی﴾ خو هغه دي تکرار اونه گنرلې شی دواړه صفی ځانله ځانله دي، دلته خو د صفایا نه مراد مطلق اموال مراد دي ځکه چه د رسول الله صلی الله علیه و آله په زمانه کښې چه به کوم مال فئ حاصلیدو هغه د قرآن کریم د تصریح مطابق خپله د رسول الله صلی الله علیه و آله دپاره وو. (٢) ﴿وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء﴾ په دې وجه دلته صفایا د جمع صيغه استعمال کړې شوه او د هغې اضافت رسول الله صلی الله علیه و آله ته او کړې شو.

په تیر باب کښې د مال فئ چه کوم حکم بیان شوي دي هغه د رسول الله صلی الله علیه و آله د زمانې نه پس دپاره دي، اوس چه هر کله دا خبره ده چه د رسول الله صلی الله علیه و آله د زمانې مال فئ خالص د هغوی ملک وه په هغې کښې د رسول الله صلی الله علیه و آله اختیار وو چه چرته ئې غواړی خرچ کولې ئې شی، نو اوس دا سوال پیدا کیدو چه دا قسم صفایا يعنې خالص مالونه د رسول الله صلی الله علیه و آله دپاره کړې شوي دي، او بله دا چه رسول الله صلی الله علیه و آله به په خپل ژوند کښې په هغه مالونو کښې چه څنگه تصرف کولو چرته او څنگه به ئې چه غوښتل خرچ کولې ئې شو او دا چه په دې کښې د بعد الوفات دپاره رسول الله صلی الله علیه و آله فیصله او فرمائيله دا حاصل دي د ترجمة الباب چه د هغې تفصيل وړاندې را روان دي.

(١) سنن ابن ماجه للمقلمة ١١ (١٠٨)، (تحفة الأشراف: ١١٩٧٣)، وقد أخرجه: مسند احمد (١٤٥/٥، ١٦٥، ١٧٧) (صحیح)
(٢) د دې تشریح او تفصيل وړاندې په کتاب کښې را روان دي.

د رسول الله ﷺ د پاره به په غنیمت کښې درې حصې وې :

او هغه سهم صفی چه د هغې ذکر په وړاندې باب کښې را روان دې هغه بیل خیز دې ځکه چه مشهوره ده چه د رسول الله ﷺ د پاره درې حصې وې. ۱: سهم کسهم احد الغانمین ۲: خمس الخمس یعنی خمس مال غنیمت لره چونکه په پنځو ځایونو کښې تقسیمولې شی په دې کښې یوه حصه د رسول الله ﷺ ده چه خمس الخمس ده. ۳: سهم صفی... صفی په معنی د منتخب او غوره یعنی رسول الله ﷺ ته د دې خبرې حق وو چه هغه په مال غنیمت کښې یو خیز کوم چه هغوی خوښ گنړی که سورلئ وی، که وینزه وی یا که وسله وی اخستلې شی. په دې درې حصو کښې خو د رومبی دوو په باره کښې په روایتونو کښې تصریح او د علماء کرامو اتفاق دې چه هغه د هغوی د پاره په هر حال کښې وې که هغوی په هغه غزوه کښې شریک شوې وو او که نه وو (شهد القتال او لم يشهد) او په دریم قسم کښې روایات مختلف دی، په دې راتلونکې باب په یو روایت کښې خو تصریح ده چه سهم صفی شرکت فی الغزوة په صورت کښې دهغوی د پاره وو هم داسې نه، او هم د هغه باب د آخری روایت نه معلومېږي چه مطلقا وو. د گنگوهی رحمته الله علیه رانې هم دا ده چه هغه هم د رسول الله ﷺ د پاره مطلقا وه، خو سهارنپوری په بذل کښې فرمائیلي دي چه (لم اجد التصريح في كتب الفقه بذلك)

د رسول الله ﷺ د صفایا مصداق او تعیین :

اوس د موجوده باب په باره کښې یعنی صفایا په سلسله کښې واورئ، دا صفایا څه وه، د دې تفصیل په دې پوره باب کښې چه ښه کافی اوږد دې د مختلفو روایاتو په ضمن کښې خور دې، پس وړاندې په یو روایت کښې داسې راځی چه (كانت لرسول الله ﷺ ثلاث صفایا بنو النضير وخيبر وفدک الى اخر الحديث) خو صرف په دې دریو کښې انحصار نه دې بلکه د دې نه علاوه هم دی، د دې باب د ټولو روایتونو او د شارحینو د کلام نه چه د رسول الله ﷺ د صفایا کوم تفصیل په فهم کښې راځی هغه لاندې لیکلې شی.

۱: هبه کړې شوې باغونه یعنی هغه څو باغونه کوم چه بعض یهودو د اسلام قبلولو نه پس رسول الله ﷺ ته هبه کړې وو په طریقه د وصیت، او هم دغه شان بعض زمکې کومې چه بعض انصارو رسول الله ﷺ ته هبه کړې وې.

۲: نیمه زمکه د فدک چه کله د خیبر د یهودو سره جنگ شروع وو او مسلمانانو هغه فتح کولو نو هغه وخت د فدک یهودو د رسول الله ﷺ سره د فدک د زمکې په نیم امدن باندې صلح کړې وه رسول الله ﷺ دا صلح قبول کړې وه او هلته د قتال وغیره ضرورت نه وو راغلې په دې وجه دا د فدک نیمه زمکه مال فنی شوه او مال فنی به وو هم د رسول الله ﷺ ملک لکه چه مخکښې تیر شو، زمونږ د اردو په کتابونو کښې دا د فدک د باغ په نوم مشهور دي.

۳: د خیبر نیمه زمکه، رسول الله ﷺ د خیبر زمکه فتح کولو سره نیمه زمکه خو د غانمینو ترمینځه تقسیم فرمائیلي وه او نیمه ئې باقی پریخودلې وه (۱)

(۱) دا مسئله چه د ارض مفتوحه تقسیم ضروری دي یا غیر ضروری مختلف فیه ده د امامانو ترمینځه چه وړاندې به راشی)

۴ د بنو نضیر زمکه بنو نضیر د یهودو یوه مشهوره قبيله وه چه مدینې ته نزدې متصلا د دوه میلو په فاصله باندې یوه باندې کښې آباده وه، رسول الله ﷺ د صحابه کرامو ﷺ سره هلته د قتال دپاره تشریف یووړو، د معمولی جنگ نه پس هغوی د خپلو ځانونو پچ کولو دپاره په قلعه کښې بند شو هلته د مسلمانانو محاصره وه، «ثم لزلو علی الجلاء» یعنی په دې شرط باندې هغوی لاندې راکوز شو چه مونږ به دا کلي پرېږدو او لار به شو او د هغوی سره دا فیصله شوې وه چه هغوی په خپل منقوله مالونو کښې چه څومره اوږې شې اوږلې شې سوا د وسلې نه نو چونکه د بنو نضیر د زمکې په فتح کولو کښې هم باقاعده د آسونو زغلولو حاجت نه وو راغلي مدینې ته بالکل د نزدې کیدو د وجې نه دا هم مال فئ شو نو دا د بنو نضیر زمکه د رسول الله ﷺ ملک شو، او بعض نور اموال منقوله هغوی د خپل ځان سره یونړلې شو هغه رسول الله ﷺ په مسلمانانو باندې تقسیم کړل.

۵: ثلث ارض وادی القری، چونکه د وادی القری یهودو سره په ثلث ارض باندې رسول الله ﷺ مصالحت اوکړو، لهذا د فدک د زمکې په شان دا هم مال فئ شو.

۶: خمس غنائم خیبر: یعنی نصف خیبر کوم چه رسول الله ﷺ تقسیم کړلو د هغې خمس (بذل المجهود عی القاضی عیاض) دا دی د رسول الله ﷺ هغه صفایا او املاک چه په هغې باندې مصنف ترجمه قائم کړې ده.

د هغه صفایا د مصارفو بیان په ژوند د رسول الله ﷺ او پس د وفات نه:

د مصنف رحمه الله غرض د ترجمې نه یو خو دا دې چه د هغه صفایا تعین اوشی، دویم دا چه رسول الله ﷺ به د هغه صفایا سره په ژوند کښې څه معامله کوله، او د وفات نه روستونې څه فیصله فرمائیلې وه، نو د احادیث الباب نه معلومېږي چه «کان رسول الله ﷺ یصرفها علی ازواجه وعلی المسلمین عامة ای فی حیاته، وجعلها صدقة بعد وفاته حیث قال ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عاملی فهو صدقة» وفي رواية کما فی الصحيحین «ان رسول الله ﷺ قال لا یقسم ورثتی دینارا، وفي رواية لا نورث ما ترکنا صدقة» یعنی رسول الله ﷺ هغه ټول مالونه او هغه زمکې او د هغې آمدننې خو په خپل حیات مبارک کښې د مسلمانانو په مصالحو او په اسونو جهاد وغیره کښې او د ازواج مطهرات په نفقاتو کښې خرچ کولې، او د خپل وفات نه پس ئې هم د دې مصرفونو دپاره وقف کړې او د دې زمکو نه رسول الله ﷺ خپل جاگیر او داسې ذاتی مال چه په هغې کښې د رسول الله ﷺ په طور د میراث تقسیم جاری شې داسې اونه کرزولې وقف فیصله ئې افرمائيله.

د رسول الله ﷺ د بغض وارثانو میراث طلب کول:

خو د دې باوجود د رسول الله ﷺ بعض وارثانو د خلیفه اول نه د میراث مطالبه اوکړه، په هغې کښې بعض علی او عباس رضی الله عنهما دی. د عباس رضی الله عنه مطالبه په حیثیت د عصبه کیدو او د علی رضی الله عنه مطالبه د خپلې زوجې د رسول الله ﷺ د لور فاطمه رضی الله عنها د طرف نه وه. د دې دواړو د میراث د طلب کولو روایات هم دې باب کښې را روان دی بلکه د باب په رومبې حدیث کښې دی چه ښه کافی او تفصیلی دي.

وراندې يو روايت دا هم را روان دي چه ازواج مطهرات هم په ميراث كښې د خپلې حصې د مطالبې اراده كړې وه او عثمان رضي الله عنه د صديق اكبر رضي الله عنه په خدمت كښې ليدل غوښتل خو چه كله عانشې رضي الله عنه ته ددې خبرې معلومات او شو نو هغوى د رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث وريادولو سره هغوى ددې مطالبې نه منع كړل او هغوى دا خبره تسليم كړله. رضى الله تعالى عنهم

[۲۹۶۳] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أُوَيْسٍ بْنِ الْحَدَّثَانِ، قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّهَارِ فُجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفَضِّيًا إِلَى رِمَالِهِ، فَقَالَ جِئْتُكَ عَلَيْهِ: يَا مَالِكُ إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلَ أَنْبَاءٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فَأَقْسِمُ فِيهِمْ، قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ غَيْرِي بِذَلِكَ فَقَالَ: خُذْهُ فَجَاءَهُ يَرْفًا فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفًا فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا يَعْنِي عَلِيًّا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَجَلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرْحَمَهُمَا، قَالَ مَالِكُ بْنُ أُوَيْسٍ: خَيْلٌ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدْ مَا أَوْلَيْكَ النَّفَرُ لَذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ: أَتَيْدُكُمْ أَقْبَلَ عَلَى أَوْلَيْكَ الرَّهْطِ، فَقَالَ: أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً"، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ، وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً"، فَقَالَا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَخَاصِيءٍ لَمْ يُخَصَّ بِهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سورة الحشر آية ٥، وَكَانَ اللَّهُ أَفَاءَ عَلَى رَسُولِهِ بِنِي النَّضِيرِ قَوْلُ اللَّهِ مَا اسْتَأْثَرَ مِنْهَا عَلَيْكُمْ وَلَا أَخَذَهَا مِنْكُمْ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةً سَنَةً أَوْ نَفَقَةً وَنَفَقَةً أَهْلِهِ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أَسْوَةَ الْبَالِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَوْلَيْكَ الرَّهْطِ فَقَالَ: "أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟" قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَنْتَ وَهَذَا الْيَأْسِيُّ بِكَ تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً". وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ. قَوْلِيهَا أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا تَوَفَّى أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِي أَبِي بَكْرٍ قَوْلِيهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ إِلَيْهَا فَجِئْتُ أَنْتَ وَهَذَا وَأَنْتُمْ جَمِيعٌ وَأَمْرُكُمْ وَاحِدٌ فَسَأَلْتُمْنِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَذْفَعَهَا إِلَيْكُمْ عَلَى أَنْ عَلَيْكُمْ عَهْدُ اللَّهِ أَنْ تَلِيَاَهَا بِالَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِيهَا فَأَخَذْتُهَا مِنْ يَدِي عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ جِئْتُُمْنِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمْ بِغَيْرِ ذَلِكَ وَاللَّهُ لَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِغَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُ عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِمَّا سَأَلَهُ أَنْ يَكُونَ بَصِيرَةً بَيْنَهُمَا يَصْغِيانِ لَا أَنَّهُمَا جِهْلَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً" فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَوْقِعْ عَلَيْهِ اسْمَ الْقَسْرِ أَدْعُهُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ.

(۱): صحيح البخاري/الجهاد ۸۰ (۲۹۰۴)، فرض الخمس ۱ (۳۰۹۴)، المغازي ۱۴ (۴۰۳۳)، تفسير القرآن ۳ (۴۸۸۰)،
الفتاوى ۳ (۵۳۵۸)، الفرائض ۳ (۶۷۲۸)، الاعتصام ۵ (۷۳۰۵)، صحيح مسلم/الجهاد ۵ (۱۷۵۷)، سنن الترمذي للسيرة ۴۴
(۱۶۱۰)، الجهاد ۳۹ (۱۷۱۹)، (تحفة الأشراف: ۱۰۶۳۲، ۱۰۶۳۳)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲۵/۱) (صحيح)

د مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه عمر رضی اللہ عنہ د ورځې په مینځ کښې په ما پسې څوک راوړلو نوزه دهغه په خدمت کښې حاضر شوم او ما اولیدو چه دبستري نه بغير په یو تخت باندې ناست وو زه چه کله نژدې ورورسیدم اوزه ئې اولیدلم نوماته ئې او فرمائیل ستاد قوم څه کسان ماته راغلي وو او مادهغوی دپاره دڅه ورکړی حکم کړې دي ته دا په هغوی باندې تقسیم کړه ماعرض اوکړو څومره ښه خبره به و چه داکا ردي بل چاته حواله کړې وې عمر رضی اللہ عنہ او فرمائیل کوم مال چه مایه دغه خلقو باندې د تقسیمولو دپاره مقرر کړې دي هغه واخله، په دې وخت کښې پرفاء (څوک چه د عمر رضی اللہ عنہ څو کیدار او ازاد کړې شوې غلام وو) راغې اوونې وئیل چه عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن العوام، اوسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم، په دروازه کښې ناست دي که اجازت وي نو دوی به دننه راشي عمر رضی اللہ عنہ او وئیل دننه ئې راپریږده چه راشي کله چه راغلل نو پرفاء ورسره هم راغې او عرض ئې اوکړو ای امیرالمومنین عباس او علي رضی اللہ عنهما هم راغلي دي او راتلل غواړی هغه او فرمائیل هغوی هم راپریږده چه راشي کله چه راغلل نو عباس رضی اللہ عنہ او وئیل ای امیرالمومنین زما اودده (علي) په مینځ کښې فیصله اوکړه، په دې وخت کښې نورو خلقو هم آوازونه اوکړل ای امیرالمومنین ددوی په مینځ کښې فیصله اوکړه او ارام ورته اورسوه، مالک بن اوسه وائی ماته داسې یاد دي چه علي او عباس دغه نور کسان عمر رضی اللہ عنہ ته ددې فیصلي دپاره رالیزلي وو عمر رضی اللہ عنہ او فرمائیل صبر اوکړئ اوبیادي نورو صحابه کراموته متوجه شو اوونې وئیل: تاسوته په هغه الله باندې قسم درکوم دچاپه حکم چه زمکه او اسمان قائم دي ایا تاسو ته معلومه ده چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلی وو چه مونږ (انبياء) میراث نه پریږدو مونږ چه څه پریږدو هغه صدقه وي هلته چه کوم صحابه کرام موجود وو هغوی او وئیل یقینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم داسې فرمائیلی وو، بیاعمر د علي او عباس طرف ته متوجه شو اوونې فرمائیل: تاسوته په هغه الله باندې قسم درکوم دچاپه حکم چه زمکه او اسمان قائم دي، ایا تاسو ته معلومه ده چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلی وو چه مونږ (انبياء) میراث نه پریږدو مونږ چه څه پریږدو هغه صدقه وي هغوی او وئیل هو، عمر رضی اللہ عنہ او وئیل الله تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته داسې خصوصیت ورکړې وو کوم چه ئې بل چاته نه وو ورکړې الله تعالی فرمائیلی دي: «وما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير» یعنی الله تعالی چه خپل رسول ته ددې خلقونه څه مال ورکړې وو تاسوپه هغې پسې خپل اسونه او اوښان نه وو زغلولي لیکن الله تعالی چه خپل رسولان په چا باندې غالب کوي نو غالب ئې کړي او الله تعالی په هرڅه باندې قادر دي او الله تعالی خپل رسول ته د بنو نظیر مال ورکړو په الله مې دي قسم وي نبی صلی اللہ علیہ وسلم هغه مال دخپل ځان دپاره نه وو ساتلې مگر ددینه ئې دخپل ځان دپاره دیو کال خرچه اخستلي وه او کوم چه راته پاتې شوې وو په هغې کښې ئې ټول خلق برابر شریک گرځولي وو ددې نه پس عمر صحابه کراموته متوجه شو اوونې فرمائیل: تاسوته په هغه الله باندې قسم درکوم دچاپه

حکم چه زمکه او اسمان قائم دي، ايا تاسوپه دې باندې خبر ئې اوکه نه؟ صحابه کرامو او وئیل مونږ خبریو بیا عمر علي او عباس ته متوجه شو او وئې وئیل تاسوته په هغه الله باندې قسم درکوم دچاپه حکم چه زمکه او اسمان قائم دي، ايا تاسو په دې باندې خبری؟ هغوی او وئیل هو یقینا مونږ خبریو کله چه نبی ﷺ وفات شو نو صدیق اکبره او فرمائیل چه زه د نبی ﷺ د مالونو متولي یم نو تاسو (علي او عباس) ابوبکر صدیق ته ورغلی او دخپل وراره او دخپل صحر دمیراث غوښتو دپاره ابوبکر او فرمائیل چه نبی ﷺ فرمائیلی وو زمونږ څوک وارث نه وی او مونږ چه څه پریردو هغه صدقه وي او الله تعالی ته ددې علم دې چه ابوبکر رضی الله عنه ریښتونې او د هدایت او د حق دلاري تابع وو او بیا ابوبکر ددې مال متولي پاتې شو کله چه ابوبکر وفات شو نو ما او وئیل چه زه د نبی ﷺ او د ابوبکر متولي یم بیا زه ددې مالونو تردې وخته پورې متولي پاتې شوم ترڅو چه الله تعالی ته منظور وه، نویاته اې عباس اودا صاحب یعنی علي راغلی او تاسو متحد وي او ستاسو مقصد هم یورو تاسو د واروماته او وئیل چه دغه مال مونږ ته حواله کړه ما او وئیل که چرې ستاسو زړه غواړی نوزه به ئې درته حواله کړم مگر په دې شرط سره چه تاسوته په الله تعالی قسم درکوم چه تاسوبه په دې مال کښې داسې تصرف کوئ لکه څنگه چه نبی ﷺ کولونو تاسو دغه مال زمانه به دی شرط باندې. واخستو نو اوس تاسو ماته راغلی چه زه ستاسوپه مینځ کښې ددې طریقې نه علاوه په بله طریقې فیصله او کړم، په الله مې دې قسم وي چه زه به هیڅ کله ددې طریقې نه علاوه په بله طریقې فیصله او نکړم البته که چرې ستاسونه ددې مالونو اهتمام او انتظام اونه شي نو درنه به ئې واپس کړم. ابوداود وائی چه دوی وارو ددې خبرې متعلق درخواست کړې وو چه ددې مالونو انتظام دي په مونږ باندې تقسیم کړې شي دا غرض ئې نه وو چه دادي مونږ ته راکړې شي نو په دې خبره باندې عمر رضی الله عنه او فرمائیل چه زه په دې باندې د تقسیم نوم نه ېدم بلکه په مخکني حالت باندې به وي.

(عن مالک بن اوس بن الحدثان قال ارسل الی عمرو حین تعالی النهار فجنه فوجدته جالسا علی سریر مفضیا الی رماله (۱) فقیل حسن دخلت علیه یا مال انه قد دف اهل ابیات من قومک) د عمر رضی الله عنه او د حدیث د تصام د علی او عباس رضی الله عنهما په باره کښې او د هغې تفصیلی وضاحت مالک بن اوس رضی الله عنه فرمائی چه عمر رضی الله عنه زما د رابللو دپاره یو قاصد راولیږلو د نمر د راختلو په وخت، زه د هغوی په خدمت کښې حاضر شوم نو ما هغوی په داسې حال کښې بیا مو حین چه یو تخت چه په هغې باندې تات خور شوې وو په هغې باندې ناست وو، رمال الحصیر وائی د کهجوري د تات پتو ته، د دې حاصل دا دې چه هغوی په خالص تات باندې ناست وو او په هغې باندې بل څه خادر وغیره خور نه وو، عمر رضی الله عنه ما ته کتلو سره او فرمائیل چه ما ته د دې دپاره راغلو بښتلې ئې چه ستاسو د قوم څه کورنئ راغلي دیو زه

(۱) د عمر رضی الله عنه بدن رسیدونکی وو رمال حصیر ته یعنی بدن ئې لگیدلې وو، رمال سره، د رمال اضافت د تله په ظاهر د کتې طرف ته دې چه د ادنی ملا بست د وجې نه دې ځکه رمال د سریر نه وی بلکه د حصیر وی خو چونکه حصیر په تخت باندې خور شوې وو په دې وجه د دې اضافت د سریر طرف ته کړې شوې دې، هذا ما خطر بیالی والله تعالی اعلم

هغوی باندې ستا په ذریعه څه تقسیمول غواړم، ما هغوی ته عذر او کړو خو هغوی قبول نه کړو بلکه ما ته یې د تقسیم دپاره راکړل، د مصنف د ترجمې په لحاظ سره دا دومره مضمون ضمني او غیر مقصود دي، د مصنف اصل خبره اوس شروع کیږي.

﴿ فجاءه یرفاه فقال یا امیر المومنین هل لك فی عثمان بن عفان وعبدالرحمن بن عوف والزبیر بن العوام؟ قال نعم ﴾

یرفاه د عمر رضی الله عنه د حاجب نوم دي، مالک بن اوس د حدیث راوی دا فرماني چه زما په موجودگي کښې د عمر رضی الله عنه دربان راغلو او عرض یې اوکړو او د دې ذکر کړې شوې څلورو وارو صحابه کرامو رضی الله عنهم نومونه اخستلو سره یې دا او فرمانيل چه دا حضرات ولاړ دي د راتلو اجازت غواړي. عمر رضی الله عنه اجازت ورکړو او هغوی دننه داخل شو، لږ وخت پس یرفاه دوباره راغلو او وې وئیل یا امیر المومنین ﴿ هل لك فی العباس وعلی ﴾ یعنی عباس او علی رضی الله عنهما ولاړ دي او اجازت غواړي پس هغوی ته هم اجازت ورکړې شو. او دننه داخل شو عباس رضی الله عنه عرض اوکړو چه زما او د دۀ تر مینه فیصله اوکړي.

د عباس رضی الله عنه د علی رضی الله عنه په باره کښې سخت الفاظ او د هغې توجیه :

د ابوداؤد په روایت کښې صرف ﴿ بین هذا ﴾ دي. (۱) او د مسلم په روایت کښې دي ﴿ بیني و بین هذا الاثم الکاذب الغاد ﴾ مراد علی رضی الله عنه دي لکه چه په حدیث کښې تصریح ده هم دغه شان هم په دې حدیث کښې وړاندې تلو سره د عمر رضی الله عنه په کلام کښې راځي ﴿ فقال ابوبکر قال رسول الله ﷺ لا نورث ما ترکنا صدقة ﴾ د دې نه پس په ابوداؤد کښې خو دا دي ﴿ والله يعلم انه صادق بار راشد تابع للحق ﴾ او په مسلم کښې د دې نه مخکښې دا جمله ده کومه چه مصنف حذف کړې ده ﴿ فرایتماه کاذبا آثما خائفا ﴾ په دې باره کښې زما په یو کابې کښې په دې باندې داسې اشکال او جواب لیکلي شوې دي، چه عباس رضی الله عنه د علی رضی الله عنه په باره کښې دا او فرمانيل چه دې کاذب دي ځان دې غادر دي، هم دغه شان د عمر رضی الله عنه په

(۱) د مصنف یو عادت شریفه د کمال ادب : د مصنف عادت دا دي چه کله په یو حدیث کښې د یو سړي دپاره څه سخت وعید یا سخت لفظ راشي نو مصنف رضی الله عنه هغه د ادب د وجې نه حذف کوي، او کله هغې طرف ته اجمالی اشاره هم کوي لکه چه په کتاب الجنائز کښې مصنف داسې اوکړل لکه چه په باب التعزیه کښې یو حدیث دي چه په هغې کښې دي یو صحابي فرماني چه مویې د رسول الله ﷺ سره د مړي د دفن کولو نه پس د قبرستان ته واپس کیدو رسول الله (ص) چه کله خپلې دروازي ته اورسیدلو نو اودریده، او وې کتل چه د وړاندې نه یو زنانه راروانه ده. راوی وانی چه زمونږ خیال دي رسول الله (ص) دا پیژندلې وه. چه کله هغه نژدې راغله نو معلومه شوه چه هغه د رسول الله ﷺ لور فاطمه رضی الله عنها ده، رسول الله ﷺ د هغې نه معلومات اوکړو چه ته د کوم ځانې نه راغلي؟ نو هغې عرض اوکړو چه دلته په گاوند کښې چه کوم مړي شوې وو هلته تلې اوم د تعزیت دپاره، رسول الله ﷺ تپوس اوکړو چه ته هغوی سره قبرستان ته خو نه وې تلې، هغې عرض اوکړو نه! معاذ الله نو رسول الله ﷺ او فرمانيل ﴿ لو بلغت معهم الکدي فذكر تشديدا في ذلك ﴾ دلته هم مصنف رضی الله عنه داسې کار کړي دي حال دا چه د نساني په روایت کښې داسې دي ﴿ فقال لها لو بلغت معهما ما رایت الجنة حتی یراهما جدایک ﴾ یعنی که ته د هغوی سره قبرستان ته تلې وې نو ته هغه وخته پورې به جنت ته نه شوې تلې تر څو چه ستا د پلار نیکه جنت ته وې لیدلې.

کلام کښې دی چه تاسو دواړو ابوبکر خائن غادر او کاذب او گنړلو اوس په دې روایت کښې اشکال ښکاره دې چه یو صحابی دې د بل صحابی په باره کښې داسې سخت الفاظ او بدگمانی او کړی. امام نووی رحمہ اللہ ۹۰/۲ باندې د مازری نه نقل کوی چه بعض علماء کرامو خو دا د راویانو وهم طرف ته منسوب کړې دې او دا ئې د خپل کتاب نه حذف کړې هم دې. خو که تسلیم کړې شی نو د اول جواب دا دې چه عباس رضی اللہ عنہ د علی رضی اللہ عنہ مشر وو په منزله د پلار او ډیر کرته چه یو مشر خپل کشر ته خبردارې ورکوی نو هغه ته بعض داسې خبرې هم اوکړې چه د هغې په باره کښې هغه پخپله هم پوهیږي چه هغه په هغه کښې نشته، (وذلك علی جهة الادلال) او یا دا اوئیلې شی چه مطلب دا دې چه ای علی خه چه تاسو کوئ که دا ټول هر خه تاسو په هغه صورت کښې کړې وی چه ستاسو په ذهن کښې هم هغه هر خه وې خه چه زما په ذهن کښې دی او ستاسو رائې د هغې مال په باره کښې هم هغه وې کومه چه زما ده او بیا تاسو هغه خه کړې وې کوم چه اوس کوئ نو یقینا خائن او کاذب او غادر به وې، او وړاندې د عمر رضی اللہ عنہ په کلام کښې چه راغلی دی د هغې توجیه دا ده چه د عمر رضی اللہ عنہ مقصد دا دې چه ستاسو د دواړو د ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نه داسې سوال کول او د خپل حق داسې مطالبه کول او ستاسو د هغه نه خفه کیدل د دې ټولو مقتضی خو داده چه هغه ستاسو په نزد داسې او داسې دې والله تعالی اعلم (هكذا فی البذل والحل المفهم) (فقال بعضهم اجل یا امیر المومنین) په دې باندې بعض خلکو د چا ذکر چه مخکښې تیر شوې دې اوئیل جی ای امیر المومنین ضرور فیصله اوکړئ. (قال مالک بن اوس الخ) چه کله هغه حاضرینو د هغوی دواړو تائید اوکړو نو په دې باندې مالک بن اوس رضی اللہ عنہ وائی چه زما په ذهن کښې دا خبره راغله چه دا جماعت هم دې دواړو د خپل راتلو نه مخکښې دربار عمری ته رالیږلې وو (د سفارش په طور) (فقال عمر اتندا ثم اقبل علی اولئک الیهط فقال انشدکم بالله الذی باذنه تقوم السماء والارض) اوس عمر رضی اللہ عنہ د فیصلې کولو دپاره تیاریدو سره د حاضرینو طرف ته متوجه شو او هغه دواړو ته ئې خطاب کولو سره افرمائیل چه گورئ تندې مه کوئ اطمینان ساتئ. او هغه جماعت ته ئې خطاب کولو سره افرمائیل چه زه تاسو ته په الله پاک باندې قسم درکوم د چا په حکم چه زمکه او آسمان قائم دی، آیا تاسو ته د دې خبرې علم دې چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په خپل ژوند کښې دا فرمائیلې وو (لا نورث، ما ترکنا صدقة) چه زمونږ (د انبیاء کرامو علیہم السلام) هېڅ څوک وارث نه وی مونږ چه خه هم پریږدو هغه صدقه وی، په دې باندې هغوی ټولو د دې خبرې تصدیق اوکړو، بیا امیر المومنین رضی اللہ عنہ علی او عباس رضی اللہ عنہ ته متوجه شو او هغوی ته ئې هم دغه شان د الله پاک قسم ورکړلو او د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د حدیث په باره کښې ئې هم دا سوال اوکړو (فقلا نعم) هغوی هم د دې حدیث د پیژندگلو اعتراف اوکړو.

(قال فان الله خص رسوله صلی اللہ علیہ وسلم) د عمر رضی اللہ عنہ د طرف نه دا بیان دې د هغه خیز په باره کښې کوم چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صدقه کولو سره پریخودلو. او په دې موقع باندې هغوی د

بنو نضیر د مالونو ذکر او فرمائیلو (۱)

﴿فوالله ما استأثر بها عليكم ولا أخذها دونكم﴾ یعنی رسول الله ﷺ د بنو نضیر په دې زمکه نه خو ستاسو نه علاوه بل چا ته ترجیح ورکړه او نه ئې تاسو پریخودلئ او پخپله ئې واخستله، کوم چه وړاندې په روایت کښې ذکر شوې دی، ﴿وكان رسول الله ﷺ يأخذ منها نفقة سنة الخ﴾ یعنی رسول الله ﷺ به د دې مال نه د خپل خان او د ازواج مطهرات د یو کال نفقه اخستله ﴿ويجعل ما بقى اسوة المال﴾ او د دې نفقې نه علاوه به ئې ټول د مال غنیمت برابر کړو یعنی د خمس غنیمت برابر، په اعتبار د صرف چه څنگه خمس غنیمت لره په کراع او مصالحو د مسلمانانو او وسله کښې خرچ کولو، هم دغه شان به ئې دا مال فی هم خرچ کولو.

﴿ثم اقبل على اولئك الرهط..... ثم اقبل على العباس وعلى﴾ یعنی عمر رضی الله عنه د رسول الله ﷺ د طرز عمل د بیانولو نه پس اول د صحابه کرامو رضی الله عنهم د جماعت نه او په دویم ځل هغوی دواړو نه د دې خپل بیان تصدیق طلب کړو هغوی ټولو د عمر رضی الله عنه تصدیق او تائید او کړو چه هلته واقعی د رسول الله ﷺ طرز عمل د دې مال فی سره وو. ﴿فلما توفي رسول الله ﷺ قال ابوبكر انا ولي رسول الله ﷺ﴾ اوس د دې ځانې نه عمر رضی الله عنه په هغه دواړو حضراتو باندې حجت قائموی چه گورئ تاسو هر څه پیژندلو باوجود هم خلیفه اول ته د میراث طلب کولو دپاره راغلئ، عباس رضی الله عنه خپل میراث (د عصبه کیدو د وجې نه) او علی رضی الله عنه د فاطمې رضی الله عنها په میراث پسې، په دې باندې هغوی تاسو ته د رسول الله ﷺ پورته ذکر کړې شوې ﴿لأنور، ما تركنا صدقة﴾ تاسو ته دریاد کړو ﴿والله يعلم انه صادق بار راشد تابع للحق﴾ دلته د دې مقابل محذوف دې چه د هغې ذکر مخکښې شوې دې ﴿فوليها ابوبكر﴾ پس د بنو نضیر ددې زمکې ابوبکر رضی الله عنه متولی پاتې شوې وو یعنی هغوی نه هغه زمکه تاسو ته د میراث په طور درکړه او نه په طریقه د تولیت. ﴿فلما توفي ابوبكر﴾ بیا چه کله د ابوبکر صدیق رضی الله عنه وفات اوشو او زه د هغه په ځانې راغلم او څه زمانه زما د خلافت تیره شوه پس هغه وخت تاسو او دا دواړه ما ته راغلئ وئ، هغه وخت تاسو دواړه خپل مینځ کښې متفق وئ او راغلئ او زما نه مو د دې زمکې غوښتنه او کړه. دلته د دې تصریح نشته چه دا سوال او مطالبه په کوم لحاظ سره وه، ایا په طور د میراث یا په طریقه د تولیت؟ خو وړاندې د عمر رضی الله عنه په کلام کښې په طریقه د تولیت تصریح راروانه ده، ﴿فقلت ان شئتما ان ارفعها اليكما على ان عليكما عهد الله ان تليها بالذي كان رسول الله ﷺ يليها﴾ یعنی ما تاسو ته هغه وخت وئیلې وو چه که تاسو غواړئ چه تاسو ته هغه زمکه په دې عهد سره درکړم چه تاسو به د هغې ولایت او انتظام هم هغه شان کوئ څنگه به چه رسول الله ﷺ کولو نو درکولې

(۱) د عمر رضی الله عنه د دې کلام نه دا خبره مستفاد کیږي چه آیت کریمه ﴿وما افاء الله علي رسول الله ﷺ من شيء فماله﴾ علیه من خيل الخ ﴿کښې د بنو نضیر د زمکې چه مال فی وو ذکر دې، په دې باندې یو اشکال هم دې چه وړاندې راځي

﴿اي انه لم يجعل هذا الفى وهو مال بني النضير ملكا لنفسه خاصة بل بعد اخذه حسب الحاجة يصرفه في مصالح المسلمين﴾

شم، پس تاسو زما نه هغه زمکه په هغه عهد باندې اخستلې وه یعنې په مشترک تولیت باندې بغیر د تقسیم نه. (ثم جنتمانی لاقضی بینکما بغیر ذلک،) اوس په دویم ځل ماته راغلی یی چه د رومبئ فیصلې خلاف فیصله او کړم، یعنې چه د مشترک تولیت په ځانې د هر یو تولیت ځانله ځانله شی، (والله لا اقضی بینکما بغیر ذلک) یعنې قسم په الله چه زه به اوس د خپلې رومبئ فیصلې خلاف هیڅ فیصله نه کوم تر قیامت پورې، خو که تاسو د دې قسم تولیت نه عاجزی نو بیا دا زمکه ما ته راواپس کړئ

وړاندې په روایت کښې دی (قال ابو داؤد ان لا یوقع علیه اسم قسم) مصنف رحمته الله فرماني چه د عمر رضی الله عنه دا منشاء وه چه دلته د تقسیم نوم هم رانسی، یعنې هغه په طریقه د تولیت ولې نه وې چه د تطاول زمان نه پس او د خبرې د زړیدو نه پس به خلق دا اوگنړی چه دا د میراث مال دې خصوصاً چه کله د میراث په تقسیم کښې هم د لور او د تره ترمینځه هم نیم نیم دې.

د طلب میراث په سلسله کښې بعض اشکال او جواب :

خان پوهول پکار دی چه په توضیح او تنقیح کښې دوه سوالونه دی، اول دا چه د دې دواړو رسول الله صلی الله علیه و آله د حدیث کیدو باوجود د صدیق اکبر رضی الله عنه نه د میراث مطالبه ولې اوکړه؟ جواب د دې دا ورکړې شوې دې چه ممکنه ده د دې دواړو په علم کښې دا حدیث نه وی راغلی، او دا هم ممکنه ده چه د اوریدو باوجود د هول شوې وی () خو کله چه صدیق اکبر رضی الله عنه هغوی دواړو ته دا حدیث واورولو نو هغوی خبر شو او بیا خاموش شو، اوس به دویم اشکال دا وی چه کله ورته حدیث مستحضر شو نو د عمر فاروق رضی الله عنه نه ئې د هغوی په خلافت کښې دوباره مطالبه ولې اوکړه؟ د دې جواب اول خو دا دې چه د عمر رضی الله عنه نه د دې دواړو حضراتو مطالبه د میراث نه وه بلکه د تولیت وه او قرینه په دې باندې دا ده چه که مطالبه د میراث وې نو علی رضی الله عنه کم از کم د خپل خلاف په زمانه کښې خو په دې باندې قادر وو چه هغې ته ئې میراث وئیلې وې او تقسیم کړې ئې وې، خو هغوی داسې اونکرل حال دا چه په نور بعض مسائلو کښې چه په هغې کښې د رائي اختلاف وو په هغې کښې علی رضی الله عنه په خپله رائي باندې قائم وو لکه د متعة الحج په مسئله کښې چه عمر او عثمان رضی الله عنهما وغیره به د دې نه منع فرمائیلې خو د علی رضی الله عنه رائي د جواز وه هغوی په دې مسئله کښې په خپله رائي باندې قائم وو او د عمر رضی الله عنه وغیره ئې په دې باب کښې هیڅ پرواه اونکره لهذا هیڅ د اشکال خبره نه ده او که دا اومنلې شی چه عمر رضی الله عنه ته د میراث د طلب دپاره راغلی وو نو د هغې منشاء د گنگوهي رضی الله عنه په تقریر (الکوکب الدرۍ ۴۲۳) کښې دا لیکلې شوې دې چه اصل کښې خبره دا ده چه د دې حضراتو په ذهن کښې د دې حدیث (لا نورث، ما ترکنا صدقة) محمل عام نه وو بلکه هغوی دا حدیث صرف په منقولاتو باندې محمول کولو د هغوی په نزد غیر منقولات یعنې اراضی د دې حدیث په مفهوم کښې داخل نه وو، هم په دې وجه دا

۱، کذا قال الشراح، خو په حدیث الباب کښې تصریح ده چه د حضرت عمر (رض) په سوال باندې دې دواړو حضراتو بلکه ټولو حاضرینو د دې حدیث په علم کښې د کیدو اقرار کړې دې: فلاولي فی الجواب ما سألني من تقریر الشيخ الکنکوهي رحمه الله تعالى.

حضرات په دې توقع باندې چه ممکنه ده چه د عمر فاروق رضی الله عنه به زمونږ د رائې سره اتفاق راشي چه دا حدیث عام نه دي بلکه خاص دي هغوی ته د میراث د طلب دپاره راغلل خود عمر رضی الله عنه د هغوی د دې رائې سره هم اتفاق رانغلو.

والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی مطولا ومختصرا، قاله المنذری

[۲۹۶۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: وَهَمَّا يَعْنِي عَلِيًّا، وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُوقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ قَسِيمٍ.

د مالک بن اوس رضی الله عنه نه ددې واقعي په سلسله کښې روایت منقول دي فرمائی چه دوی دواړو یعنی عباس او علي رضی الله عنهما فیصله طلب کوله په باره دهغه مال کښې کوم چه الله تعالی د مال ئې په حیثیت سره د بنونضیر د مالونونه خپل رسول ته ورکړی وو. ابوداود وائی چه عمر رضی الله عنه داغوښتل چه د تقسیم نوم په دې باندې کینه خودلی شی.

[۲۹۶۵] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، الْمَعْنَى أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ غُرَيْبٍ دِينَارٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَثَانِ، عَنْ عُمرَ، قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصًا يَنْفِقُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: يَنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ قُوتَ سَنَةٍ فَمَا بَقِيَ جَعَلَ فِي الْكِرَاعِ وَعُدَّةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: فِي الْكِرَاعِ وَالسَّلَاحِ.

مالک بن اوسه د عمر رضی الله عنه نه روایت کوی فرمائی چه د بنونظیر مال داسې دي کوم چه الله تعالی خپل نبی ته ورکړې وو او ددې د حاصلولو دپاره مسلمانانو خپل اسونه او خپل ځانونه، نه وو زغلولي نو دغه مال د نبی صلی الله علیه و آله دپاره مخصوص شو دابه نبی صلی الله علیه و آله په خپله کورنۍ باندې صرف کولو او ابن عبده وئیلی دي چه نبی صلی الله علیه و آله به دخپل کور والاو دپاره ددې نه دیو کال خرجه اخستله اوباقی پاتې به ئې د څاروو په خریداری باندې اود جهاد په تیاري باندې خرچ کول ابن عبده وائی چه باقی پاتې به ئې په څاروو او اصلحوباندې خرچ کول.

«عن مالک بن اوس الحدیثان عن عمر رضی الله عنه قال کانت اموال بنی النضیر مما افاء الله علی رسولہ مما لم یوجف المسلمون لیه بخیل ولا رکاب»

سیدنا عمر رضی الله عنه فرمائی چه د بنو نضیر زمکه او د هغوی مالونه د دې آیت کریمه مصداق دی «وما افاء الله علی رسولہ منهم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب» یعنی د بنو نضیر زمکه داسې ده چه د هغې په حصول او فتح کولو کښې مسلمانانو ته د آسونو زغلولو ضرورت نه دي راغلي لهذا دا مال فیئ شو کوم چه د رسول الله صلی الله علیه و آله دپاره خالص وو چه د هغې نه به رسول الله صلی الله علیه و آله په خپلو بیبیانو باندې خرجه کوله د ټول کال، او څه چه به باقی بچ کیدل هغه به ئې په کراع یعنی د جهادی سامانونو په تیاري باندې خرچ کوله.

(۱): لنظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۰۶۳۲، ۱۰۶۳۳) (صحیح)

(۲): لنظر حدیث رقم: (۲۹۶۳)، (تحفة الأشراف: ۱۰۶۳۱) (صحیح)

د بنو النضير د زمکې په مال فې کيدو کښې اختلاف :

خان پوهه کړې چې په اموالو د بنو نضير په فې کښې کيدو په کتب تفسير وغيره کښې اعتراض کړې شوي دي هغه دا چې د بنو نضير د زمکې د فتح کولو دپاره د قتل او قتال او محاصرې وغيره ټولو خيزونو ضرورت راغلي دي په دې باندې هغوی د هغه ځانې نه په تلو باندې صلح او کره لهذا دا مالونه خو د غنيمت د قبيلې نه شو نه د مال فې، په دې وجه د بعض مفسرينو رائي خو دا ده چې د پورته ذکر کړې شوي آيت کریمه نزول د بنو النضير د زمکې په باره کښې نه دي ځکه چې هلته خو اسونه زغلولي شوي دي، بلکه د دې مصداق د فدک زمکه ده () هلته د دې خيزونو واقعي څه ضرورت نه دي راغلي، او د بعضو رائي دا دي چې د دې مصداق د بنو النضير زمکه ده، ځکه چې هلته د پيرې منډې ترې او قتل و قتال حاجت نه وو راغلي او نه ورپسې د زيات مزل ضرورت راغلو ځکه چې دا خلق د مدينې طبيې نه دوه ميله لرې آباد وو صحابه کرام عليهم السلام هلته پيدل رسيدلي وو بغير د سورلو نه، او د رسول الله صلی الله علیه و آله نه علاوه هيڅوک سور نه وو. په دې وجه دا د هغه مالونو شمېر کړې شو کوم چې بغير د قتال نه حاصل کړې شوي وي (من البذل ۱۴۳)

والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي، قاله المنذري

[۲۹۶۶] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ سِوَةَ الْحِشْرِ آيَةً، قَالَ الزُّهْرِيُّ، قَالَ عُمَرُ: هَذِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةٌ قَرَى عُرَيْنَةَ فَذَكَ وَكَذَا وَكَذَا مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلرَّسُولِ وَلِلَّذِي الْقُرَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ سِوَةَ الْحِشْرِ آيَةً، وَلِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالَّذِينَ تَبَوَّعُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ فَاسْتَوْعَبْتَ هَذِهِ آيَةُ النَّاسِ، فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِيهَا حَقٌّ، قَالَ أَيُّوبُ، أَوْ قَالَ حَظٌّ: إِلَّا بَعْضُ مَنْ تَمْلِكُونَ مِنْ أَرْقَابِكُمْ.

د زهري نه روايت دي چې عمر رضي الله عنه فرمايلي دي الله تعالى فرمايلي دي، الله تعالى چې کوم مال نبی صلی الله علیه و آله ته ورکړي وو په دې پسې تاسو خپل اوښان او اسونه نه دي زغلولي، په دې ايت کریمه سره د نبی صلی الله علیه و آله دپاره د عرينه څه کي د نبی صلی الله علیه و آله دپاره خاص شوي دي لکه د فدک باغونه وغيره، او په نورو اياتونو کښې لکه: «ما افاء الله على رسوله من اهل القرى فلله وللرسول ولذي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل»، او همدارنگي «للفقراء الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم»، او همدارنگي «والذين تبوءوا الدار والايمان من قبلهم»، او همدارنگي «والذين جاءوا من بعدهم»، دا ايت ټولو مسلمانانو ته شامل دي کومو چې ددې نه مخکښې ايمان راوړي او کوم چې ددې نه پس ايمان راوړي اوس هيڅ يو مسلمان داسې باقی پاتې نه شو دچا چې په مال کې کښې حق نه وي علاوه د غلامانو او وينځونه.

(۱) پس د هغې موافق يو حديث وړاندې راوان دي

(۲) تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۶۳۸) (صحیح)

«عن الزهري قال قال عمر رضي الله عنه وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه من خيل ولا ركاب قال الزهري قال عمر رضي الله عنه هذه لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة قري عرينة ^(۱) وفدك وكذا وكذا.... ما افاء الله من اهل القري فله وللرسول»

شرح الحديث :

عمر رضي الله عنه دلته دوه آيتونه ذکر فرمايلي دي د رومي آيت كريمه شروع د «وما افاء الله» نه ده د حرف عطف سره او د دويم آيت كريمه ابتداء «وما افاء الله على رسوله» نه ده بغير د حرف عطف نه، او په دې دويم آيت كښې په خاني د «منهم» «من اهل القري» دې عمر رضي الله عنه د رومي آيت كريمه په باره كښې فرمائي چه په دې آيت كريمه كښې د هغه مال فئ ذكر دي كوم چه خالص د رسول الله صلى الله عليه وسلم په باره كښې وو، او د هغې مصداق هغوی هغه مقاماتو لره بيان كړو قري عرينه او فدك، او د هغې نه علاوه ئې اموالو ته هم اشاره او كړه، په كذا وكذا سره اشاره د بنو النضير مالونو ته ده لكه چه د دې نه پورته حديث كښې ذكر شوي دي او د عمر رضي الله عنه نه روايت دي او د دويم كذا نه نيم خيبر ته هم اشاره كيدي شي چه رسول الله صلى الله عليه وسلم نه وو تقسيم فرمايلي حكه چه هغه په صلح باندې فتح شوي وو لكه چه وئيلي شوي دي؟ د دې نه پس عمر رضي الله عنه د دويم آيت كريمه په باره كښې فرمائي چه په هغې كښې د رسول ذكر دي او ذوی القربى، يتامى او مساكين او ابن السبيل او فقراء مهاجرين او انصار او د هغې نه روستو د راتلونكو، چه دي آيت كريمه د ټولو مسلمانانو استيعاب او احاطه او كړه، او اوس په مسلمانانو كښې هيڅ يو فرد بشر باقى پاتې نه شو چه د هغه په دې مال فئ كښې حق نه وي سوا د غلامانو نه (ځكه چه په غلام كښې د مالك جوړيدو صلاحيت نه وي هغه خو خپله د نورو مملوك وي په ابوداؤد كښې خو دا اثر د عمر هم دومره دي او په سنن نسائي كښې د دې نه پس دا زيادت دي، «ولئن عشت ان شاء الله لياتين على كل مسلم حقه او قال حظه» عمر رضي الله عنه فرمائي چه كه زه ژوندي پاتې شوم نو هر مسلمان ته به د هغه حق ضرور رسيږي.

په بادي الرائي (په ظاهر) كښې د دې حديث نه دا معلومېږي چه په رومي آيت كريمه كښې صرف د دې مال فئ ذكر دي چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم سره خاص وو او د هغوی ملك وو، او په نورو آيتونو كښې د هغه اموال فئ ذكر دي د رسول الله صلى الله عليه وسلم او باقى مصارف

^(۱) دا لفظ زمونږ په هندي نسخه كښې داسې دي عرينه بالنون بعد اليه التحتانية تصغير عرينه، او په نسخه د عون المعبود كښې هم داسې دي او سارح دي لره هم داسې ضبط كړي هم دي او بيا ئې وړاندې ليكلي دي موضع به قري كانه بنواحي الشام يعنى څه علاقه ده چه په هغې كښې ډير كلي دي كيدي شي چه د شام په طرفونو كښې وي او د ابوداؤد په اكثر مصرى نسخو كښې دي قري عرينه او صرف په يوه نسخه كښې هلته عرينه دي، شيخ محمد عوامه دا اختلاف ښه په تفصيل سره ليكلي دي او وائي چه په نسائي سنن كېرى او صغرى دي دواړو كښې هم عرينه دي. د نورو ډيرو تفسيرى كتابونو حواله ئې هم وركړې ده چه په هغې كښې په بعضو كښې عرينه دي او بعضو كښې عرينه او د دې كولو نومونه ئې دا نقل كړي دي الصغراء والينبوع ووادي القري أم ملخصا مونږ سره چه كومه د نسائي نسخه ده په هغې كښې څنگه چه شيخ محمد عوامه ليكلي دي قري عرينه دي او د هغې په حاشيې باندې د نسخه علامت لگولو سره عرينه ليكلي شوي دي.

سبعه مذکوره فی الایة ترمینځه مشترک دی، حال دا چه داسې نه ده ځکه چه کوم مال فی د رسول الله ﷺ په حیات کښې حاصلېږي هغه به هم د هغوی ملک وی او د هغې تقسیم به د رسول الله ﷺ رائي ته سپارلې شوي وی چه د مالک په طور هغه چرته غواړي او خصوصاً په هغه مصارفو کښې کوم چه په آیت کریمه کښې ذکر شوي دی تقسیم او فرمائي، د هر هغه مال فی هم دا حکم دي کوم چه د رسول الله ﷺ په حیات کښې حاصل شي، او د هېڅ مال فی په باره کښې به دا وئیل صحیح نه وی چه فلاني د هغوی ملک خاص دي او فلاني ستاسو او ستاسو په غیر کښې مشترک دي، بیا آیتونو کښې دوه قسمونه کولو سره ولې بیان کړي شوي دي د دي جواب ذهن ته دا راځي چه په رومبي آیت کریمه کښې د هغه اموال فی ذکر دي کوم چه د نزول آیت په وخت حاصل شوي وو، او په دویم آیت کریمه کښې دا بیان کړي شوي ده چه د دي اموال فی نه علاوه هم د هغې نه پس چه حاصلېږي د هغې هم دا حکم دي هغه د رسول الله ﷺ په ملک کښې دی هغوی چه په خپله خوښه څنگه غواړي په دغه مصارف مذکوره کښې مالکانه تصرف او اختیار سره تقسیمولې شي. (مستفاد من بیان القرآن للشيخ التهانوي)

فانده: په دي حديث عمر رضي الله عنه کښې، د قري عرينه ذکر راغلو او په بعض نسخو کښې قري عربيه دي په دي باره کښې دي تفصيل په حاشيه کښې او کتلې شي، دلته يو لفظ بل دي (وادی القري) هغه هم په ابوداؤد کښې په څو مقاماتو کښې راغلي دي مثلاً کتاب الجهاد باب فی تعظيم الغلول وفيه (قال فوجه رسول الله ﷺ نحو وادی القري الخ) هم دغه شان وړاندې په کتاب الخراج کښې په باب (اخراج اليهود من جزيرة العرب) کښې دي (قال مالک: عمر اجلى اهل نجران ولم يجلوها من تيماء لانها ليست من بلاد العرب، فاما الوادی فاني اری انما لم يجل من فيها من اليهود انهم لم يروها من ارض العرب) په بذل کښې د دي وادی شرح په وادی القري سره کړې ده، هم دغه شان د باب احياء الموات د يو اوږد حديث په آخر کښې (فلما اتينا وادی القري قال للمرأة كم كان في حديثك الحديث) او مونږ سره چه دلته په حاشيه کښې چه کوم تحقيق ذکر شوي دي په هغې کښې د قري عرينه په مصاديقو کښې وادی القري هم ذکر شوي ده، وقد ذكرت هذا المزيد فائدة الطلاب.

[۲۹۶۷] (۱) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ كُلِّهِمْ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّاثَانِ، قَالَ: كَانَ فِيمَا احْتَجَر بِهِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ صَفَائَا بَنُو النَّضِيرِ وَخَيْبَرُ وَقَدْكَ، فَأَمَّا بَنُو النَّضِيرِ فَكَانَتْ حُبْسًا لِنَوَائِيهِ، وَأَمَّا وَقَدْكَ فَكَانَتْ حُبْسًا لِأَبْنَاءِ السَّبِيلِ، وَأَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَا هَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ: جُزْأَيْنِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَجُزْأً ثَلَاثَةً لَأَهْلِهِ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ أَهْلِهِ جَعَلَهُ بَيْنَ فَقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ.

د مالک بن اوس بن حدشان رضي الله عنه نه روایت دي فرمائي عمر رضي الله عنه چه د کومي خبرې استدلال

کړې وو هغه داده چه د نبی ﷺ دپاره درې صفایا وې بنونضیر، فذک، خیبر، یعنی کوم مال چه به ددې خلقو دزمکونه حاصلیدو هغه د نبی ﷺ د ضرورتونو دپاره مقرر کړې شوې وو مثلاً دمیلمنو د میزبانۍ دپاره او د مجاهدینو داصلحي دپاره او ددې دسورلۍ دپاره وغیره او کوم مال چه دفذک نه حاصلیدو هغه د ضرورت مندو او مسافرو خلقو دپاره وو اگرچه ددې مسافرینو په وطن کښې مالونه وو او نبی ﷺ دخیبر مالونه درې حصې کړې وو دوه حصې ئې دمسلمانانو دپاره مقرر کړې وې او یوه حصه ئې دخان اودخیلو بچو اودبښخو داخراجاتو دپاره او کوم چه به دهغوی دخرج نه زیاتي شو هغه به ئې په غریبانانو او هجرت کړنکو باندې خرج کولو.

﴿ عن مالک بن اوس بن الحدثان قال کان فیما احتج به عمر انه قال کانت لرسول ﷺ ثلاث صفایا بنو النضیر وخیبر وفذک، فاما بنو النضیر الخ ﴾

دا هم د مالک بن اوس روایت دې اصل کښې د باب په شروع کښې د عباس او علی رضی الله عنهما د منازعت والا اوږد روایت تیر شوې دې د هغې راوی هم مالک بن اوس دې، د دې نه پس هم د مالک بن اوس خو روایتونه تیر شوې دي، اوس دا هم د هغوی روایت دې دې نه معلومېږي چه مصنف رحمته الله علیه ته دا حدیث په ډیر سندونو او طرقو سره را رسېدلی دې، او په دې روایاتو کښې کمې زیاتې دې هم په دې وجه امام ابوداؤد رحمته الله علیه دا روایت په مختلفو طرقو سره راوړی دې دپاره چه کوم زیادات دی هغه مخې ته راشی.

شرح الحدیث:

د دې روایت مضمون دا دې چه د عباس او علی رضی الله عنهما خپل مینځ کښې د اختلاف په سلسله کښې عمر رضی الله عنه چه تقریر او استدلال د هغوی مخکښې فرمایلي وو، په هغې کښې دا هم وه چه د رسول الله ﷺ دپاره درې صفایا وو فلانې او فلانې، او بیا د هر یو باره کښې د رسول الله ﷺ طرز عمل چه هغه به ئې چرته خرج کولو، د هر یو تعین بالتفصیل هغوی بیان کړو، او په ظاهر کښې غرض د عمر رضی الله عنه د دې ټولو نه دا دې چه رسول الله ﷺ به د دې خپلو صفایا او اموال خالصه نه صرف په اندازه د ضرورت اخستلو، دخپل ضرورت او دبیبیانو د ضرورت، باقی به ئې په کراع او وسلې او د مسلمانانو په مصلحتونو کښې خرج کولو، او رسول الله ﷺ د هغه خیزونو نه خپل ملک او جاگیر نه وو جوړ کړې، یعنی داسې ملک او جاگیر چه په هغې کښې میراث جاری شی، دا خو شو د رسول الله ﷺ طرز عمل، او قولا رسول الله ﷺ داسې تصریح او کړه ﴿ ما ترک بعد نفقة لسانی ومونة عاملی فهو صدقة ﴾ والله تعالی اعلم بالصواب

[۲۹۶۸] (۱) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ قَامِلَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

۱: صحيح البخاري/الخمسة ۱ (۳۰۹۲)، فضائل الصحابة ۱۲ (۳۷۱۱)، والمغازي ۱۴ (۴۰۳۵)، ۳۸ (۴۲۴۱)، والفرغ ۲ (۶۷۲۵)، صحيح مسلم/الجهاد ۱۶ (۱۷۵۹)، سنن النسائي/القي ۱ (۴۱۴۶)، (تحفة الأشراف: ۶۶۳۰)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۱/۴، ۶، ۹، ۱۰، ۱۴۵/۱، ۲۶۲) (صحيح)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَقَدْكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ ثَمَسٍ خَبِيرٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً"، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَإِلَى اللَّهِ لَا أُغْتَرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا عَمَلَنَ فِيهَا يَمَّا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَذْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مِنْهَا شَيْئًا.

دام المومنين عائشي رضي الله عنها نه روايت دي فرماني چه فاطمة بنت رسول الله ابوبكر ته يو كس اوليرلو ددي دپاره چه دخپل ميراث حصه تري او غواړي كومه چه ددي دنبي عليه السلام په تركه كښي كيدله كوم چه ورته الله تعالى په مدينه اوفدك كښي وركړي وواو كوم چه دخيبر د خمس نه باقى پاتي شوي وو په هغې كښي، ابوبكر رضي الله عنه او فرمائيل يقينا نبى عليه السلام فرمائيلي وو زمونږ څوك وارث نه وي كوم چه مونږ يې پريږدو هغه صدقه وي او يقيناد محمد خاندان به ددي مال نه بقدر ضرورت خوري، او په الله قسم زه دنبي عليه السلام دصدقي حالت بدليدو ته نه پريږدم په هم هغه حال به وي په كوم حال چه دنبي عليه السلام په زمانه كښي وه. اوزه به هغه كار كوم، كوم چه نبى عليه السلام كړي وو، بهر حال ابوبكر رضي الله عنه انكار وكړو چه فاطمة رضي الله عنها ته ددي نه څه وركړي

(عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها اخبرته ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسلت الى ابى

بكر الصديق رضي الله عنه تساله ميراثها الخ)

شرح الحديث.

په دي روايت كښي دا دي چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم لور فاطمه رضي الله عنها صديق اكبر رضي الله عنه ته د خپل ميراث د طلب كولو دپاره څوك قاصد اوليرلو. په ظاهر كښي به دا قاصد د هغې خاوند علي رضي الله عنه وي، لكه چه د مخكښي روايت نه معلوميري د هغه مال فتي په باره كښي كوم چه د هغوي په مدينه طيبه ك شدي يعنى د بنو نضير زمكه او د فدك زمكه او د خيبر د غنيمتونو د خمس نه، يعنى كومه نيمه حصه د خيبر چه رسول الله صلى الله عليه وسلم د مسلمانانو تر مينځه تقسيم كړې وه په هغه مال غنيمت كښي د رسول الله صلى الله عليه وسلم حصه خمس المخس وه، د هغې ميراث، بيا وړاندې په حديث كښي د صديق اكبر جواب ذكر كړې شوې دي چه د هغې خلاصه دا ده چه هغوي فاطمه رضي الله عنها ته د ميراث وركولو نه انكار او فرمائيلو.

[۲۹۶۹] (۱) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحَمَصِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَتْ: وَقَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ جِئْتُ بِذَلِكَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَقَدْكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ ثَمَسٍ خَبِيرٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً"، وَإِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ يَعْنِي مَالِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكُلِ.

دام المومنين عائشي رضي الله عنها نه همدا روايت منقول دي مگر يدي كښي دا اضافه ده فرماني چه فاطمة بنت رسول الله و دنبي عليه السلام دصدقي هغه مال غوښتلو كوم چه په مدينه اوفدك كښي

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۶۶۳۰) (صحيح)

وو او کوم چه دخيبرد خمس نه باقی پاتې شوي وو: ام المومنين فرمائی ابو بکر رضي الله عنه او فرمائيل يقينا نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلي وو زمونږ څوک وارث نه وی کوم چه مونږ شي پريږدو هغه صدقه وي او يقيناً د محمد خاندان به د دې مال نه (يعنی د الله د مال نه) بقدر ضرورت خوري.

[۲۹۷۰] (۱) حَدَّثَنَا حُجْرُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَأَيُّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيْهَا ذَلِكَ، وَقَالَ: لَسْتُ بِأَرْكَاشِيْنَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ، إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَرِغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَعَلَبَهُ عَلَى عَلَيْهَا وَأَمَّا خَيْرُ وَفَدِكَ فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّكَ لِحَقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِيهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ، قَالَ: فُهِمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ.

د عروۀ بن الزبير رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه ام المومنين عائشې رضي الله عنها راته خبر راکړې دې په دې حديث چه فرمائيل شي او په دې کښې دا اضافه ده ابو بکر رضي الله عنه انکار وکړو چه فاطمة رضي الله عنها ته د دې نه څه ورکړی او وي وئيل چه د دې صدقې متعلق د نبی کریم صلي الله عليه وسلم څه معمول روزه دهغې پريخودونکی نه يم يقيناً زه ويرېږم که چرې دهغه د عمل نه څه شي پريږدم هسې نه چه گمراه نشم، او هر چه د نبی صلی الله علیه و آله مال ووپه مدينه کښې نو هغه خو عمر ورکړی دی علي - او عباس رضي الله عنهما ته او علي پرې غالب شوي وو، او هر چه دخيبر اوفدک مال دي هغه عمر بند کړې دې او وئيلي شي دي چه دا د نبی صلی الله علیه و آله صدقې دي دهغه په امورو باندې به خرچ کيږي د دې اختيار به دهغه چاسره وي څوک د نبی صلی الله علیه و آله د امورو متولي وي يعنی خليفه وي راوي وائی بيا دغه مالونه په همدغه حال باندې پاتې شول.

د عائشې رضي الله عنها حديث په طريق عروۀ رضي الله عنه دې، دا مصنف رحمته الله عليه وړاندې هم په دوه طريقو سره ذکر کړې دې د دې په يو طريق کښې وړاندې دا راځي ﴿فاما صدقته بالمدينة فدفعها عمر الى علي وعباس فعليه علي عليها﴾

د علي او عباس رضي الله عنهما تر مينځه په توليت کښې د اختلاف منشاء:

يعنی په مدينه طيبه کښې چه د رسول الله صلی الله علیه و آله کومه وقف کړې شوې زمکه وه يعنی د بنو نضير زمکه هغه عمر رضي الله عنه په طريقه د توليت علي او عباس رضي الله عنهما دواړو ته حواله کړه خو د علي رضي الله عنه د هغه زمکې په توليت باندې غلبه پاتې شوه يعنی د هغې په انتظام او انصرام کښې ئې ښه حصه واخستله، گویا علي رضي الله عنه په وړاندې روان وو د هغې په انتظاماتو کښ، ما د حضرت شيخ زکريا صاحب رحمته الله عليه نه په سبق کښې دلته اوريدلې وو چه اصل کښې د علي رضي الله عنه په مزاج کښې ډير زيات سخاوت وو، هغوی به د دې گټه ښه خيرات کوله، واخله روره او واخله روره، هر ځانې، او د عباس رضي الله عنه په طبيعت کښې دا خبره نه وه هغوی ډير په احتياط خرچ کول غوښتل، خو په دې معامله کښې د هغوی خبره او نه منلې شوه، هم په دې وجه په دواړو کښې اختلاف ته خبره اورسيدله چه هغې لږه اخستلو سره هغوی د فاروق اعظم رضي الله عنه په خدمت کښې حاضر شو د توليت د تقسيم دپاره لکه چه تفصيلاً مخکښې تير

شود باب په رومبی حدیث کښ، وړاندې په روایت کښې دی «واما خیر وفدک فامسکها عمر الخ» یعنی د هغوی دواړو په تولیت کښې صرف د بنو نضیر زمکه راغلي وه او د خیر او فدک زمکه عمر رضی الله عنه د خپل انتظام د لاندې اوساتله د هغوی په تولیت کښې ئې ورنکړه.

[۲۹۷۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فِي قَوْلِهِ: «فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ سِوَةِ الْحِشْرَاءِ»، قَالَ: «صَالِحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ فِدْكَ وَقُرَى قَدْ سَمَّاها لَا أَحْفَظُهَا وَهُوَ مُحَاصِرٌ قَوْمًا آخَرِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ بِالصَّلَاحِ قَالَ: «فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ سِوَةِ الْحِشْرَاءِ»، يَقُولُ: «بَغِيرِ قِتَالٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ بَنُو النَّضِيرِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصًا لَمْ يَفْتَحُوهَا عَنْوَةً افْتَتَحُوهَا عَلَى صُلْحٍ، فَكَسَمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ لَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا رَجُلَيْنِ كَانَتْ بِهِمَا حَاجَةٌ».

دزهري نه روایت دې فرمائی چه د الله تعالى داقول: «فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب» نبي صلی الله علیه و آله صلحه کړې وه داهل فدک اودنورو کلووالاسره دکومونومونه چه ئې اخستلي وو اوماته یاد نه دی، اونورخلق ئې محاصره کړې وو اوهغوی ورته مال راولیرلودصلح دپاره بغیردجنگ نه، راوي وائی چه دبنونضیر مال هم دنبي صلی الله علیه و آله په اختیار کښې ووځکه چه هغه بغیردجنگ نه حاصل شوي وو او نبي صلی الله علیه و آله په مهاجرینوباندې تقسیم کړو اوانصاروته ئې ترې هیڅ ورنکړل علاوه ددوه کسانونه چه حاجت مند وو.

(۲) قال صالح النبي صلی الله علیه و آله اهل فدک وقرى.... قد سماها لا احفظها، وهو محاصر قوما اخرين فارسلوا اليه بالصلح

د قری نه مراد هم هغه قری عربینه ده، راوی وائی چه د دې قری نوم ماته یاد نه دې. د روایت مضمون دا دې چه رسول الله صلی الله علیه و آله د اهل فدک سره مصالحت په داسې وخت کښې اوفرمائیلو چه کله هغوی د یو بل قوم یعنی اهل خیر محاصره کړې وه نو هم په دې دوران کښې اهل فدک هغوی ته د صلح پیغام راولیږو، پس هغوی دا صلح قبوله کړه، یعنی کوم وخت چه هغوی د خیر په جنگ کښې مشغول وو او لا تر دغه وخته پورې فدک طرف ته رسول الله صلی الله علیه و آله رخ نه وو فرمائیلې خو الله پاک په هغوی باندې داسې هیبت او رعب راوستلو چه هغوی په خپله د مصالحت پیشکش اوکړو او ویره سره ئې هم هلته د دې کار دپاره یو سړې اولیرلو. په دې وجه د فدک زمکې ته مال فئ وئیلې شی. (۳) قال فما اوجفتم عليه من خيل ولا ركاب يقول بغیر قتال

د سورة حشر د ایت نزول د ارض فدک په باره کښې :

د زهري رضی الله عنه د دې اثر د سیاق نه دا فهمیږي چه دا آیت کریمه د فدک په باره کښې دې نه د بنو نضیر د زمکې په باره کښ، پس د بعض مفسرینو رائي هم دا ده ځکه چه هغوی وائی چه د بنو نضیر په فتح کولو کښې خو جنگ ته خبره رسیدلې وه او په دې باندې مخکښې خبره تیره شوه، خو د دې نه پس امام زهري رضی الله عنه د بنو نضیر د زمکې په باره کښې هم دا فرمائی چه دا هم صلحا فتح کړې شوې وه اوس د دې دواړو خبرو د یو ځای کولو نه دا نتیجه راووتله چه د دې آیتونو نزول خو د فدک په باره کښې شوې وو خو حال د بنو نضیر هم دا دې.

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۳۷۹) (صحیح الإسناد)

وراندې د بنو نضير د مالونو په باره کښې دا دی چه هغه رسول الله ﷺ په مهاجرينو باندې تقسيم او فرمائيلو. انصارو ته رسول الله ﷺ د هغې نه هيڅ هم ورنکړل سوا د دوه کسانو نه چه حاجت مند وو، د دې په باره کښې دلته په بذل کښې ليکلې شوې دی (لم اقف علی تسميتها) خو وړاندې (باب فی خبر بنی نضير) کښې د هغه انصارو تسميه په بذل کښې حضرت د تفسیر کبير نه نقل فرمائيلې ده او هلته درې نومونه ذکر کړې شوې دي ابودجانه رضي الله عنه، سهل بن حنيف، الحارث بن الصمة.

[۲۹۷۲] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: جَمَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتَخْلَفَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فِدْكَ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ وَيَزُوجُ مِنْهَا أَيْمَهُمْ، وَإِنَّ فَاطِمَةَ سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَى فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانَ، ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ عُمَرُ: يَعْنِي ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَرَأْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ لَيْسَ لِي بِحَقِّ وَأَنَا أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلِيَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْخِلَافَةَ وَغَلَّتْهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ، وَتَوَفَّى وَغَلَّتْهُ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ وَوَبَقِيَ لَكَانَ أَقْلٌ.

د مغیره نه روایت دي فرمائي چه کله عمر بن عبد العزيز رحمه الله عليه خليفه شو نو د مروان خامن ئې راجمع کړل او وئې وئيل چه د فدک مال د نبی ﷺ په اختیار او تصرف کښې وود هغې نه به ئې په اهل و عيال او غريبانو مسکینانو خرچ کولو او د دې نه به ئې د بنو هاشم په ماشومانو احسان کولو او د غیر شادي شده ښځو په نکاح گانو باندې به ئې ترې خرچ کولو، فاطمه رضي الله عنها د نبی ﷺ نه د فدک مال د خان دپاره غوښتلي ووليکن ورئې نکړ او بيا د نبی ﷺ به ټول ژوند مبارک کښې په همدې حال باندې ووتردې چه نبی ﷺ وفات شو او ابو بکر خليفه شونودده هم د فدک متعلق هغه طريقه کار وو کوم چه د نبی ﷺ روتردې چه ابو بکر رضي الله عنه هم وفات شو او عمر رضي الله عنه خليفه شو، کله چه عمر خليفه شو نو دده هم دا طرز عمل ووتردې چه عمر هم وفات شو، بيا چه کله مروان حکمران شو نو دا مال ئې دخپل خان او دخپل جماعت جاگير جوړ کړو بيا د فدک مال د عمر بن عبد العزيز په تصرف کښې راغې او اوئې وئيل چه د دې مال متعلق مادا سلافو دا عمل ليدلي دي چه دا نبی ﷺ فاطمې ته هم نه وو ورکړی نو دا زما دپاره هم مناسب نه دی زه تاسو په دې باندې گواه کوم چه دا مال ما په هغه حال پريخودو په کوم حال کښې چه د نبی ﷺ په زمانه کښې وويعی وقف ئې کړو.

(عن المغيرة رضي الله عنه قال جمع عمر بن عبد العزيز بن مروان حين استخلف فقال ان رسول الله ﷺ

د عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه کمال انصاف :

د روایت مضمون دا دي چه عمر بن عبد العزيز بن مروان بن الحکم چه کله خليفه کړې شونو هغوی د خپل خاندان خلق راجمع کړل او يو تقرير ئې او فرمائيلو چه په هغې کښې ئې دا

بیان کړه چه د فدک زمکه د رسول الله ﷺ دپاره وه چه د هغې گټه به رسول الله ﷺ د بنو هاشم په ماشومانو باندې خرچ کوله او د کونډو په ودونو کښ..... او د رسول الله ﷺ لور فاطمې ؓ دا فدک د رسول الله ﷺ نه غوښتلې وو هغوی انکار کړې وو، تردې چه رسول الله ﷺ په خپل ژوند کښې د دې نه هم دغه شان خرچه کوله بیا د هغوی نه روستو چه کله ابوبکر صدیق ؓ خلیفه شو نو هغوی هم په دې کښې هم هغه طرز عمل اوساتلو کوم چه د رسول الله ﷺ وو او د هغوی نه روستو بیا هم هغه شان عمر ؓ هم، بیا چه کله زمونږ نیکه یعنی مروان خلیفه جوړ شو نو هغوی په دې باندې مالکانه قبضه او کړله. (۱) بیا اوس منتقل کیدو کیدو سره دا د عمر بن عبدالعزیز ؓ دپاره شوه. په دې باندې هغوی فرمائی چه ما دا سوچ او کړو چه کوم خیز رسول الله ﷺ خپلې لور ته ورنکړو نو زه د هغې حقدار څنگه کیدې شم، گورئ! زه تاسو ټول گواهان جوړوم چه زه دا د فدک باغ په خپل زور حالت باندې واپس کوم چه د رسول الله ﷺ په زمانه کښې وو. د عمر بن عبدالعزیز ؓ عدل او انصاف زهد او تورع خشیت او انابت الله پاک ته کول ضرب المثل دې، چه د هغې واقعات د تاریخ په کتابونو کښې معروف دی. خاص د هغوی په سیرت باندې هم کتابونه لیکلې شوې دی ابن عبدالحکم کوم چه د امام مالک بغیر د واسطې نه شاگرد دې هغوی هم د هغوی په ژوند باندې کتاب لیکلې دې کوم چه د اردو ترجمې سره شائع کیږي (۲) هم دغه شان امام ابن الجوزي ؓ هم په مناقب د عمر بن عبدالعزیز ؓ کښې لیکلی دی، امام احمد بن حنبل ؓ فرمائی چه:

چه کله ته او گورئ چه یو انسان د عمر بن عبدالعزیز ؓ سره مینه کوی د هغه د محاسنو ذکر او د هغې د اشاعت اهتمام کوی نو د هغه نتیجه انشاء الله تعالی صرف خیر دې. د ابوداؤد په بعضو نسخو کښې دی چه دلته یو عبارت دې چه د بذل المجهود په حاشیه باندې د نسخې علامت جوړولو سره لیکلې شوې دې.

(قال ابوداؤد ولی عمر بن عبدالعزیز الخلافة وغلته اربعون الف دينار، وتوفی وغلته اربع مائة دينار ولو بقی لکان اقل) یعنی د عمر بن عبدالعزیز ؓ د کال ټوله آمدنی څلویښت زره

(۱) د خطابي په شرح معالم السنن کښې دی (انما اقطعها مروان في ايام حياة عثمان بن عفان ؓ) یعنی مروان د فدک اقطاع د خپل خان دپاره د عثمان ؓ په زمانه کښې کړې وه او دا هم د هغه ټولو اعتراضاتو نه دی کوم چه په هغوی باندې کړې شوې دی. بیا وړاندې هغوی د دې د عثمان ؓ د طرف نه تاویل او توجیه کړې ده هغه دا چه د دې مقصد کیدې شی د رسول الله ﷺ دا حدیث وی کوم چه هغوی ته رسیدلې وی (اذا اطعم الله نبيا طعمة لمي للذي يقوم من بعده) یعنی کله چه الله پاک یو نبی ته څه خاص مال ورکړی نو هغه د هغه نبی نه پس د هغه چا دې کوم چه د هغه قائم مقام جوړ شی. او چونکه رسول الله ﷺ به د فدک د زمکې نه په خپل خان باندې هم خرچه کوله اوس چه کله د رسول الله ﷺ نه پس د قائم مقام کیدو حد عثمان ؓ ته راوړسیدلو نو د فدک په دې زمکه کښې د هغوی هم استحقاق اوشو هغوی د دې نه په خپل خان باندې هم خرچ کولې شو خو چونکه هغوی د خپلې ذاتي مالدارۍ د وجې نه مستغنی وو په دې وجه هغوی دا گټه د خپلو خپلوانو دپاره روا او گټلې.

(۲) مکتبه خلیله سهارنپور شائع کړې دې

دیناره وو (۱) او د خلیفه کیدو نه پس هغه آمدنی په کمیدو کمیدو خلور سوو دینارو ته راغلي وه، او که له نور ژوندې وې نو د دې نه به هم کمه پاتې شوې وې.

[۲۹۷۳] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ، قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا الْيَابِي بِكَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فِيهِ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ".

د ابو الطفيل نه روایت دې فرمائی چې فاطمة رضی الله عنها ابوبکر ته راغله او د نبی صلی الله علیه و آله په مال کښې ئې دخپل میراث حق غوښتو ابوبکر رضی الله عنه ورته او وئیل چې د نبی صلی الله علیه و آله نه مې اوریدلی دی چې فرمائیل في: کله چې الله تعالی کوم نبی ته څه قسم دمعاش ذریعه ورکړی نو هغه به دهغه دوفات نه پس دهغه چا په اختیار کښې وي څوک چې دهغه قائم مقام جوړشي.

﴿جاءت فاطمة الى ابى بكر رضی الله عنه تطلب ميراثها من النبي صلی الله علیه و آله قال فقال ابوبكر الخ﴾

يعنى سيده فاطمة رضی الله عنها صديق اكبر رضی الله عنه ته راغله د ميراث اخستلو دپاره نو هغوى او فرمائيل چې ما د رسول الله صلی الله علیه و آله نه واوريډل هغوى فرمائی چې الله پاک کله يو نبی لره د يو خيز مالک جوړ کړی نو بيا هغه د هغه دپاره شی کوم چې د هغه نبی پس د هغه قائم مقام وي، يعنى په اعتبار د انتظام او توليت (بذل) په دې روایت کښې د فاطمې رضی الله عنها د صديق اکبر رضی الله عنه نه د ميراث د طلب کولو ذکر دي.

د فاطمې رضی الله عنها د صديق اکبر رضی الله عنه نه خفه کيدل او خبرې پريخودل او د هغې توجیه

دلته د ابوداود په روایت کښې خو صرف د صديق اکبر رضی الله عنه جواب ذکر کړې شوې دې چې هغوى ورته حديث واوړولو او د ورکړې نه ئې انکار او کړو او د دې نه پس هيڅ هم نشته، او په صحيح بخارى کتاب الجهاد ﴿باب فرض الخمس ۴۳۵﴾ کښې د دې خبرې زیادت دې چې ﴿فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه و آله فهجرت ابا بكر فلم تزل مهاجرة حتى توفيت الحديث﴾ يعنى فاطمې رضی الله عنها د صديق اکبر رضی الله عنه په دې جواب باندې ناراضه شوه او د صديق اکبر رضی الله عنه سره ئې ترک کلام او کړو د ژوند د آخرى لمحاتو پورې، د فاطمې رضی الله عنها په دې طرز باندې د مسلمان سره هجران کول مشهور اشکال دي چې د مسلمان هجران حرام دي. په دې باندې لامع کښې او د لامع حاشیه کښې حضرت شيخ رحمه الله تفصیلى کلام کړې دي او بيا په آخر کښې حضرت شيخ رحمه الله خپله رائي هم ليکلې ده: د حديث شراح د دې اشکال مختلف جوابونه ورکړې دي، بعض شراح بنيادی طور د هجران مسلم جواب دا ورکړې دي چې هجران مسلم کوم چې حرام دي هغه خو دا دي چې ﴿ان يلتقيا فلا يسلم احدهما على صاحبه﴾ چې اتفاقا چرته دا دواړه په يو لار باندې تيريزی نو يو بل ته کتلو سره مخونه واړوی او د سلام او کلام نه اعراض او کړی او صرف د ملاقات پريخودل، يعنى قصدا د ملاقات دپاره

(۱) عمر بن عبدالعزیز رضی الله عنه د مدينې منورې گورنر پاتې شوې دي او د هغوى پلار د مصر گورنر وو او نور جائدونه به ئې هم وو. په دې وجه دا څه بعيد نه ده.

(۲) تهرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۶۵۹۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱/۴، ۶، ۹) (حسن)

نه تلل او هغه پریخودل دا ممنوع نه دی، او دلته د دې دواړو ترمینځه دا ثابت نه دی چه په څه موقع باندې دوی دواړه جمع شوې وی او بیا فاطمې رضی الله عنها د صدیق اکبر رضی الله عنه ترک د سلام و کلام او اعراض کړې وی، او پاتې شوه مسئله د ملاقات پریخودلو نو د هغې منشاء غضب او ناراضتیا نه ده بلکه د دې منشاء انقباض طبعی دې دا جواب علامه عینی د بخاری د مشهور شارح مهلب نه نقل کړې دې، دا جواب خوشو د ترک کلام او د هجران، پاتې شوه خبره د هغې د غصې کومه چه د بخاری په روایت کښې مصرح ده د هغې منشاء دا ده چه د هغوی په نزد د ابوبکر صدیق رضی الله عنه استدلال صحیح نه وو ځکه چه د فاطمې رضی الله عنها په نزد حدیث موؤل وو او هغه په دې باره کښې د تخصیص قائل وه او ابوبکر صدیق رضی الله عنه قائل بالعموم وو، د عموم او خصوص نه مراد هم فرق او عدم فرق د منقولاتو او غیر منقولاتو دې کوم چه وړاندې عمر رضی الله عنه د حدیث په شرح کښې تیر شو. او دویم جواب د دې دا ورکړې شوې دې چه د فاطمې رضی الله عنها د هجران نه مراد کوم چه د بخاری روایت دې — ترک کلام فی المال والمیراث دې لکه چه د عمر بن شبه په روایت کښې دی په طریق د معمر رضی الله عنه « فلم تکلمه فی ذلک المال » حافظ فرمائی چه هم دغه شان امام ترمذی رحمته الله د خپلو بعضو مشائخو نه نقل کړی دی، په دې جواب باندې د بعضو شراحو اشکال دې چه په روایت کښې د غضبت تصریح ده چه د هغې نه معلومیږي چه ترک کلام مطلقا وو خو دا اشکال قوی نه دې ځکه چه مونږ دا وایو چه د غصې د وجې نه ئې خو دوباره د میراث سوال نه دې کړې چه ښه مه راکوه مونږ به هم بیا وړاندې چرته سوال نه کوو. او یو جواب دا ورکړې شوې دې چه دا غضب او ترک کلام وختی طور وو روستو صلح شوي وه، لکه چه بیهقي روایت کړې دې په طریق د شعبی رحمته الله چه صدیق اکبر رضی الله عنه د فاطمې رضی الله عنها د پوښتنې دپاره د هغوی دروازې ته اورسیدو په دې باندې علی رضی الله عنه فاطمې رضی الله عنها ته اووې چه « هذا ابوبکر یستاذن علیک » چه دا ابوبکر رضی الله عنه د دننه راتلو اجازت غواړی، په دې باندې هغې اووې چه ستاسو په نزد دا مناسب ده چه زه هغوی ته د دننه راتلو اجازت ورکړم، علی رضی الله عنه د دې جواب په اثبات کښې ورکړو پس فاطمې رضی الله عنها اجازت ورکړو « فدخل علیها فترضاها حتی رضیت » چه ابوبکر صدیق رضی الله عنه هغې ته ورغلو او هغه ئې رضا کړه او پوځلا ئې کړه. « قال الحافظ وهو وان کان مرسلًا فاسناده الی الشعبی صحیح وبه یزول الاشکال فی تمادی فاطمة رضی الله عنها علی هجر ابی بکر رضی الله عنه » د دې ټولو نه پس په حاشیه د لامع باندې شیخ خپله رائې دا بیان کړې ده چه که دا پورته ذکر کړې شوي توجیهات نظر انداز هم کړې شی او دا اومنلې شی چه د فاطمې رضی الله عنها خفگان او ترک د سلام کلام د میراث د وجې نه وو نو بیا هم څه اشکال نشته بلکه دا د فاطمې رضی الله عنها تصلب فی الدین دې او د هغې حق شرعی چه د هغې په نزد شرعا واجب او ثابت دې د هغې مطالبه وه او دا خبره د صحابه کرامو رضی الله عنهم د احوالو نه معلوم او معروف ده چه هغوی د دین په معامله کښې ډیر مضبوط او کلک وو، او هغوی به په دې کښې د لومة لائم هیڅ پرواه نه کوله، چونکه د فاطمې رضی الله عنها په ذهن کښې دا خبره وه چه حدیث ارث عام نه دې لهذا په میراث کښې حق شرعی ثابت دې په دې وجه هغوی د خپل

شرعی حق په طلب کښې اصرار کونکې شوه او د صدیق اکبر عليه السلام په نه ورکولو باندې ناراضه شوه، پس د هغې دا ناراضگي الله مه کړه د څه حرص او طلب دنیا په لحاظ نه وه، د هغې زهد او قناعت او اعراض عن الدنيا خو اظهر من الشمس دې بلکه د هغې دا ناراضگي د صدیق اکبر عليه السلام د حق شرعی په انکار باندې وه. والله تعالى اعلم بالصواب

[۲۹۷۴] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَقْتَسِمُوا رِثَتِي دِينَارًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُؤْنَةُ عَامِلِي يَعْنِي أَكْرَةَ الْأَرْضِ.

ابو هريره د نبی عليه السلام نه روایت نقل کوي چه فرمائي لي شي وو زما د تري نه به يو دينار هم نه شي تقسيمولي زما ترکه کومه چه زما دببيانو داخراجاتو او د عاملانود مزدوري نه زياته شي هغه صدقه ده.

«عن ابی هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال لا يقتسم ورثتي ديناراً، ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة»: رسول الله ﷺ فرمائي چه زما وارثان دې زما مال دميراث په طور نه اخلي، ځكه چه زه څه پريږدم هغه پس د ازواجو د نفقې نه او پس د مؤنة د عامل نه ټول صدقه دې. د عامل په تفسير كښې اختلاف دې، فقيل المراد به الخليفة، وقيل العامل على الصدقة، او خادمه عليه السلام والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي، قاله المنذري

[۲۹۷۵] (۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْة، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ حَدِيثًا مِنْ رَجُلٍ عَجَبَنِي، فَقُلْتُ: أَكْتَبُهُ لِي فَأَتَى بِهِ مَكْتُوبًا مَذْبُورًا، دَخَلَ الْعَبَّاسُ، وَعَلَى عَلِيٍّ عُمَرُ، وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَسَعْدٌ، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ عُمَرُ: لَطْلَحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَسَعْدٌ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ صَدَقَةٌ إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ أَهْلُهُ وَكَسَاهُمْ إِنْ لَا ثَوْرُثُ؟" قَالُوا: بَلَى قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفِقُ مِنْ مَالِهِ عَلَى أَهْلِهِ وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ ثُمَّ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ سَنَتَيْنِ فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أُوَيْسٍ.

د ابو البختري نه روایت دې فرمائي چه ديو سړي نه مې يو عجيب حديث واوريډو ورته مې ووييل چه ليكلي شي راته راكړه نو هغه راته په خوشخطي سره ليكلي راوړو چه عباس او علي عليهما السلام عمر ته راغلل او دهغه سره طلحه، زبير، و عبد الرحمن، او سعد رضي الله عنهم موجود وو او ددوی دواړو په مينځ كښې اختلاف وونو عمر رضي الله عنه طلحه، زبير، او عبد الرحمن، و سعد رضي الله عنهم ته ووييل ايا تاسو ته معلومه نده چه نبی عليه السلام فرمائي لي وو زما ټول مال صدقه ده؟ علاوه دهغه نه كوم چه زما په اهل عيال باندې خرچ كيږي هغوی ووييل ولي نه اي امير المومنين مونږ ته معلومه ده چه فرمائي لي شي وو عمر رضي الله عنه ووييل چه نبی عليه السلام به ددې مال نه په خپل اهل عيال

(۱) صحيح البخاري/الوصايا ۳۲ (۳۰۹۶)، فرض الخمس ۳ (۲۷۷۶)، الفرائض ۳ (۶۷۲۹)، صحيح مسلم/الجهاد ۱۶ (۱۷۶۰)، (تحفة الأشراف: ۱۳۸۰۵)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الكلام ۱۲ (۲۸)، مسند احمد (۳۷۷۲) (صحيح)

(۲) تقرده به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۶۴۹، ۳۹۵۲) (صحيح)

خرج کولو اوچه کوم به زیاتي شو هغه به ئې صدقه کولو، بیا ددې نه پس نبی ﷺ وفات اود دوه کالو دپاره ابوبکر رضی الله عنه ددې مال مثولي جوړ شو هغه به هم داسې کول څنگه چه نبی ﷺ کړي وواو بیاني دمالک بن اوسه دحدیث څه حصه ذکر کړله

(عن البختری قال سمعت حدیثا من رجل فاعجبني فقلت اکتبه لی، فاتی به مکتوبا مذبرا) ابوالبختری وائی چه ما دیو سری یو حدیث واوریدو نو زما هغه ډیر زیات خوښ شو په دې وجه ما هغه ته اووې چه دا حدیث ما اولیکه، پس هغه حدیث لیکلې راوړو ډیر غوره، وړاندې په روایت کښې د هغه حدیث بیان دې دا هم هغه د علی او د عباس رضی الله عنهما د اختلاف حدیث دې — کوم چه دلته د باب په شروع کښې تفصیلی تیر شوې دې، او بیا روستو په مختلفو روایاتو کښې د هغې قطعات تیر شوې دی، چه د هغې راوی مالک بن اوس بن الحدثان دې، په دې روایت کښې د رجل مبهم نه هم دا مراد دې.

[۲۹۷۶] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلَنَّهُ ثَمَنَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ هُنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ".

د ام المومنین عائشة رضی الله عنها نه روایت دې فرمائی چه کله نبی ﷺ وفات شونود نبی ﷺ ازواج مطهراتو او غوښتل چه عثمان رضی الله عنه ابوبکر الصديق ته اولیري چه ددوی دپاره ترې دنبی ﷺ په مال کښې اتمه حصه راوړي نوپه دې وخت کښې ورته ام المومنین عائشې رضی الله عنها او فرمائیل ایا تاسوته نده معلومه چه نبی ﷺ فرمائیلی وو: زمونږ څوک وارث نشته او څه چه مونږ پرېږدو هغه صدقه ده.

(عن عائشة رضی الله عنها قالت ان ازواج النبی ﷺ حين توفي الخ)

د دې روایت مضمون دلته بالکل د باب په شروع کښې تیر شوې دې چه د رسول الله ﷺ ازواج مطهرات هم د صديق اکبر رضی الله عنه د خپل میراث د طلب کولو اراده کړې وه د عائشې رضی الله عنها په حدیث وریادولو باندې هغوی خپله اراده ملتوی کړې وه. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي، قاله المنذري

[۲۹۷۷] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَزَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قُلْتُ: أَلَا تَتَّقِينَ اللَّهَ أَلَمْ تَسْمَعَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا تُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ"، وَأَمَّا هَذَا الْمَالُ لِأَلِ مُحَمَّدٍ لَنَا بَيْتُهُمْ وَلَصِيفُهُمْ فَأَدَامَتْ فُؤَادِي مَنْ وَلِيَ الْأُمُورَ مِنْ بَعْدِي.

اوهمدارنگي داروایت ابن شهاب زهري نه په بل سند سره هم دتیرروایت په شان منقول دې مگرددي اضافي سره چه عائشه رضی الله عنها وائی ما امهات المومنین ته ووئیل ایا تاسودالله تعالی نه نه ویریرئ، او ایا تاسوته نده معلومه چه نبی ﷺ فرمائیلی وو: زمونږ څوک وارث

۱: صحيح البخاري/المغازي ۱۴ (۴۰۳۴)، الفرائض ۳ (۶۷۳۰)، صحيح مسلم/الجهاد ۱۶ (۱۷۵۸)، موطا امام مالك/الكلام ۱۲ (۲۷)، (تحفة الأشراف: ۱۶۵۹۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵/۶، ۳۶۲) (صحيح)
۲: تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۴۰۷)، وقد أخرجه: سنن الترمذي/الشمائل (۴۰۲)، مسند احمد (۱۴۵/۶) (حسن)

نشته او څه چه مونږ پرېږدو هغه صدقه ده. الحمد لله تعالى چه (باب في صفايا رسول ﷺ) چه دا يو اوږد او اهم باب وو. د هغې د احاديثو شرح او بحث پوره شو.

باب في بيان مواضع قسم الخمس وسهم ذي القرني

نبي عليه السلام به خمس چرته او په كومو مورسته دارانو تقسيمولو؟

د تير شوي باب او د هغې د احاديثو تعلق خو د مال في سره وو. په دې باب كښې د خمس غنيمت حكم او دا چه هغه به اوس په كومو كومو مصارفو كښې تقسيمولې شي. د تقسيم غنيمت په باره كښې اية كريمه :

د مال غنيمت د تقسيم طريقه خپله په قرآن كريم كښې منصوص او مصرح ده. (واعلموا انما غنمتم من شئ فان الله خمسہ وللرسول ولذی القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل) يعنى اول د دې ټول مال غنيمت تخميس او كړې شي يعنى د هغې دې برابر پنځه حصې كړې شي او بيا دې يوه حصه په هغه مواقعو كښې كوم چه په دې آيت كريمه كښې ذكر كړې شوې دى په هغوى كښې دې تقسيم كړې شي. او باقى اربعة اخماس دې ښكاره ده چه په مجاهدينو تقسيم كړې شي، په دې آيت كريمه كښې د تقسيم خمس شپږ ځايونو ذكر شوې دى. چه هغې كښې د ټولو نه اول د الله پاك نوم دې، په دې باره كښې د جمهورو رائي دا ده چه هر څه خو د الله پاك دى، د الله پاك نوم دلته د برکت دپاره ذكر شوې دې. امام نسائي رحمه الله په خپل سنن صغرى كښې د دې پوره آيت كريمه د ذكر كولو نه پس چه خپله د دې آيت كومه تشرېح په خپل كلام سره كړې ده، كافى مفصل كلام دې هغوى د الله پاك د نوم د ذكر كولو هم دا وجه بيان كړې ده او يوه خبره ئې بله ليكلې ده (ولعله انما استفتح الكلام فى الفى والخمس بذكر نفسه لانها اشرف الكسب ولم ينسب الصدقة الى نفسه عزوجل لانها اوساخ الناس) يعنى الله پاك د صدقې مصارف چه چرته بيان كړې دى هلته ئې په شروع كښې خپل نوم نه دې ذكر كړې بلكه داسې ئې فرمايلې دى (انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها الخ) په خلاف د غنيمت كښې چه هغه د اشرف المكاسب نه دې. (۱)

(۱) د اشرف المكاسب بحث : په دې سلسله كښې امام بخارى رحمه الله هم په كتاب البيوع كښې يو باب قائم فرمايلې دې. (باب كسب الرجل وعمله بيده) (واخرج فيه عن المقدم عن النبي ﷺ قال ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يده وان نبي الله داؤد كان ياكل من عمل يديه، وايضا اخرج حديث عائشة رضي الله عنها قالت لما استخلف ابوبكر الصديق رضي الله عنه قال لقد علم قومي ان حرفة لم تكن تعجز عن مؤنة اهلي وشغلت بامر المسلمين لسباكل آل ابي بكر من هذا المال ويحترف للمسلمين فيه (البخاري ۲۷۸/۱) وفي (الابواب والتراجم ۲۳۴/۲) عن الحافظ قد اختلف العلماء في الفضل المكاسب، قال الماوردي : اصول المكاسب الزراعة والتجارة والصناعة، والاشبه بمذهب الشافعي ان اطيها التجارة قال والارجح عندي ان اطيها الزراعة لانها اقرب الي التوكل، وتعقيه النووي بحديث المقدم، وان الصواب ان اطي الكسب ما كان بعمل اليد، قال فان كان زراعا فهو اطي المكاسب لما يشتمل عليه من كونه عمل اليد ولما فيه من التوكل الي آخر ما قال. قال الحافظ : وفوق ذلك من عمل اليد ما يكتسب من اموال الكفار بالجهاد وهو مكسب النبي ﷺ واصحابه وهو اشرف المكاسب لما فيه من اعلاء كلمة الله تعالى، خذلان كلمة اعدائه، والنفع الاخروي، قال ومن لم يعمل بيده فالزراعة في حقه الفضل. الي آخر ما في الابواب والتراجم من اقوال الشراح في ذلك وفيه قلت وظاهر الترجمة الاشارة الي ترجيح الحرفة وله صرح العيني والقسطلاني. الي آخر ما فيه فارجع اليه لو شئت التفصيل (۲)

په دې وجه ئې د دې شروع د خپل نوم نه اوکړه، او صدقات چونکه اوساخ الناس دې هلته الله پاک خپل نوم نه دې ذکر کړې او بيا وړاندې هغوی د بعض علماء کرامو دا مذهب نقل کړې دې چه د هغوی رائي دا ده چه د غنيمت په مال کښې دې د الله پاک په نوم هم ويستلې شی او بيا دې هغه په خانه کعبه باندې خرچ کړې شی، الی آخر ما ذکر او د دې بعض نه مراد ابو العالیه دې.

د ترجمه الباب والا مسئله کښې مذاهب د امامانو :

د دې نه پس تاسو د ترجمه الباب سره متعلق د خلاصې په طور خان په دې باندې پوهه کړئ هغه دا چه د غنيمت د خمس په باره کښې په امامانو کښې د امام مالک رحمته الله علیه رائي دا ده چه د دې تقسيم د امام په رائي باندې دې ټول مصارف ذکر کړې شوي په آيت کښې خرچ کول ضروري نه دی خو د ذوی القربى هغه حصه به ضرور لگولې شی، او د شوافعو او د حنابله مسلک دا دې چه خمس د غنيمت به د رسول الله ﷺ د وفات نه پس هم پنځه خايه تقسيم کولې شی، پس د رسول الله ﷺ حصه به هم ويستلې شی کومه چه به امام المسلمین هلته خرچ کوی کوم خائي چه به خپله رسول الله ﷺ خرچ کوله، په مصالح مسلمین کښ، او باقی خلور حصې به هغوی ته ورکولې شی کوم چه په آيت کریمه کښې ذکر کړې شوي دی، او د احنافو مسلک په دې کښې دا دې چه د رسول الله ﷺ حصه د هغوی د وفات نه پس ساقط شوه، هم دغه شان د سهم ذوی القربى په باره کښې هم د دې رائي دا دې چه هغوی ته به د فقر د وجې نه ورکولې شو، لهذا فقراء او ذوی القربى ته به ورکولې شی اغنياء ته نه، لهذا باقی درې چه کومې پاتې شوي (يتامی، مساکين، ابن السبل) هم په دوی کښې به دا تقسيم کولې شی، او هغوی درې واړو ته هم د هغوی په نزد د مستحق کیدو په حیثیت سره نه بلکه د مصرف کیدو په حیثیت سره ورکولې شی، حتی لو صرف الی صنف واحد منهم جاز، امام نسائي رحمته الله علیه هم د سهم ذوی القربى په باره کښې خپله رائي هم د الیکلې ده کومه چه د احنافو ده، پس هغوی فرمائي ﴿وقد قيل انه للفقر منهم دون الفنى کاليتامی وابن السبل وهو اشبه القولین بالصواب عندی، والله اعلم آه﴾

او په دې باندې هم خان پوهول پکار دی چه د خمس په تقسيم کښې د ذوی القربى په مصداق کښې د بنو هاشم سره بنو المطلب هم داخل دی لکه چه حديث الباب کښې د دې ذکر را روان دې خو د زکوة په مسئله کښې د بنو هاشم سره د بنو المطلب داخلیدل مختلف فيه دی وقد مر فی کتاب الزکوة.

[۲۹۷۸] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَنِي جَبْرِ بْنُ مُطْعِمٍ، أَنَّهُ جَاءَهُ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَكْلُمَانِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمُسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ، وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتَهُمْ مِنْكَ وَاجِدَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

(۱) صحيح البخاري للخمس ۱۷ (۳۱۴۰)، المناقب ۲ (۳۵۰۲)، المغازي ۳۹ (۴۲۲۹)، سنن النسائي للفيء (۴۱۴۱)، سنن ابن ماجه للجهد ۴۶ (۲۸۸۱)، (تحفة الأشراف: ۳۱۸۵)، وقد أخرجه: مسند محمد (۸۱/۴، ۸۳، ۸۵) (صحيح)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ"، قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِنَبِيِّ عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِنَبِيِّ نُوْفَلٍ مِنْ ذَلِكَ الْخَمْسِ كَمَا قَسَمَ لِنَبِيِّ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخَمْسَ نَحْوَ قَسَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطَى قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ، قَالَ: وَكَانَ عُثْمَانُ الْخَطَّابُ يُعْطِيهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ.

د جبير بن مطعم نه روايت دې فرمائی چې زه او عثمان بن عفانه د نبی ﷺ په خدمت کښې ددې خمس متعلق دگفتگو دپاره حاضر شو کوم چې نبی ﷺ په بنو هاشم او بنو عبد المطلب باندې تقسیم کړي ووما عرض وکړو چې اې دالله رسوله زمونږ ورونږو بنو عبد المطلب ته دې حصه ورکړه او مونږ ته دې هېڅ رانکړل او زمونږ اودهغوی درسره یو برابر رسته ده نبی ﷺ اوفر مائیل بنو عبد المطلب او بنو هاشم یو شې دې جبير وائی چې نبی ﷺ بنو عبد شمس او بنی نوفل ته ددې خمس نه څه نه وو ورکړی لکه څنگه چې نبی بنو عبد المطلب او بنو هاشم ته ورکړی وو، ددې نه بعد ابوبکر الصديق نه به هم په دې طریقه باندې د نبی ﷺ د تقسیم په شان تقسیم کولو، لیکن هغه به د نبی ﷺ رسته دارونه دومره څه نه ورکول لکه څنگه چې څومره به ورته نبی ﷺ ورکول، جبيره وائی چې عمر رضی الله عنه به ورته ددې خمس نه ورکول اودهغه نه پس عثمان به ورته هم ورکول.

«اخرنی جبير بن مطعم انه جاء هو وعثمان بن عفان رضی الله عنهما یکلما رسول الله ﷺ فی ما قسم من الخمس بين بنی هاشم وبنی المطلب الخ»

مضمون الحديث:

د حديث په مضمون باندې د پوهیدو نه مخکښې تاسو ځان پوهه کړئ چې رسول الله ﷺ خمس د ذوی القربی لره د بنو هاشم او بنو المطلب ترمنځه تقسیم فرمائیلې وو، په دې باندې جبير بن مطعم رضی الله عنه چې نوفلی وو د نوفل بن عبد مناف په اولاد کښې دې، او عثمان رضی الله عنه چې عبشمی دې چې د عبد شمس بن عبد مناف په اولاد کښې دې، دا دواړه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شواو دا عرض ئې اوکړو چې تاسو زمونږ د رور بنو المطلب دپاره په خمس کښې حصه لگولې ده او مونږ دواړو ته مو هېڅ رانه کړل حال دا چې خپلولی د بنو المطلب چې تاسو سره ده هم هغه بنو نوفل او بنو عبد شمس هم ده (۱) رسول الله ﷺ اوفر مائیل «انما بنو هاشم وبنو المطلب شی واحد» په دې روايت کښې خو صرف هم دا دی او وړاندې دا راځی چې رسول الله ﷺ اوفر مائیل چې بنو هاشم او بنو المطلب همیشه په جاهلیت کښې هم او په اسلام کښې هم یو ځانې پاتې شوې دی «وانما نحن وهم شی واحد وشبک بین اصابعه» یعنی هغوی په خپلو گوتو کښې گوتې داخولو سره اوفر مائیل چې دا دواړه قبیلې همیشه داسې پاتې شوې دی، د رسول الله ﷺ د دې جواب حاصل دا شو چې دا خو صحیح ده

۱، د رسول الله ﷺ د څلورم نیکه عبد مناف څلور ځامن وو، هاشم، مطلب، نوفل، عبد شمس، لهذا دا څلور خاندانونه شو، بنو هاشم چې په هغې کښې رسول الله ﷺ دې، بنو المطلب، بنو نوفل، بنو عبد شمس. د جبير سلسله نسب ددې جبير بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف، د عثمان رضی الله عنه دې، عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیه بن عبد شمس بن عبد مناف.

چه د خپلولی په اعتبار سره څلور واړه خاندانونه برابر دی، خو بنو المطلب ته چه څه ورکړي شوي دي هغه صرف د خپلولی په وجه باندې نه دي بلکه د قرابت مع النصر والاعانة په وجه باندې، کوم چه په بنو المطلب کښې موندلې شي، باقی دواو کښې مفقود دي.

وراندې په روایت کښې دي ﴿وكان ابوبكر يقسم الخمس نحو قسم رسول الله ﷺ غير انه لم يكن يعطى قربي رسول الله ﷺ ما كان النبي ﷺ يعطيهم قال فكان عمر بن الخطاب يعطيهم منه وعثمان بعده﴾ يعني ابوبکر رضی اللہ عنہ هم د خمس هم داسې تقسیم فرمائیلو څنگه چه رسول الله ﷺ تقسیمولو، بس فرق دا وو چه رسول الله ﷺ خو به ذوی القربی ته د هغوی حصه ورکوله، خو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ به نه ورکوله، هم دغه شان به عمر او عثمان رضی اللہ عنہم د رسول الله ﷺ په شان ورکړه کوله.

د صدیق اکبر رضی اللہ عنہ د دې عمل نه د احنافو د ذوی القربی د مسئلې تائید کيږي چه د هغوی مستقل حصه نه وه بلکه د حاجت اوفر په وخت کښې (بذل) کښې لیکلې دي چه غالباً د صدیق اکبر رضی اللہ عنہ هغوی ته نه ورکول هم په دې وجه وو چه هغوی د ابوبکر رضی اللہ عنہ په زمانه کښې مالدار وو، او هغوی غیر ذوی القربی لره احوج او کنړل د هغوی نه په دې وجه ئې هغوی له ورکړه والحديث اخرجه البخاري والنسائي وابن ماجة مختصرا، قاله المنذرى

[۲۹۷۹] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَسَمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي تَوْفَلٍ مِنَ الْخُمْسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمْسَ نَحْوَ قِسْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَ يُعْطِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ عُمَرُ يُعْطِيهِمْ وَمَنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنْهُمْ.

دجبير بن مطعم رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائي چه نبی ﷺ بنو عبد شمس او بنی نوفل ته ددې خمس نه هيڅ نه وو ورکړی لکه څنگه چه ئې بنو عبد المطلب او بنو هاشم ته ورکړی وو، جبیره وائی چه ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ به هم په دې طريقه باندې د بنی ﷺ د تقسیم په شان تقسیم کولو، لیکن هغه به د بنی ﷺ رشته داروته پداسې شان څه نه ورکول لکه څنگه چه به ورته نبی ﷺ ورکول، او عمر رضی اللہ عنہ به ورته ددې خمس نه ورکول اوچاچه دده نه پس خلافت کړي دي هغوی به ورته هم ورکول.

[۲۹۸۰] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَ ذِي الْقُرْبَى فِي بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكَ بَنِي تَوْفَلٍ وَبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا تُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِلْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعْتَ اللَّهُ بِهِ مِنْهُمْ، فَمَا بَالُ إِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ أُعْطِيَهُمْ وَتَرَكْنَا وَقَرَابَتُنَا وَاجِدَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّا وَبَنُو الْمُطَّلِبِ لَا نُفْتَرِقُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْ عَوَاجِدَ وَشَبَكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ".

(۱) انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۳۱۸۵) (صحيح)

د جبير بن مطعم رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چې كله د غزوہ خیبر نه فراغت حاصل شونونښي عليه السلام د ذوي القربي حصه په بنی هاشم او بنو عبد المطلب باندې تقسيم كړه او بنی نوفل او بنی عبد شمس ئې پريخودل نوزه او عثمان خه د بنی عليه السلام په خدمت كښې حاضر شو او عرض مو وكړو چې اې د الله رسوله دا هغه بنو هاشم دي د چاد فضيلت نه چې مونږ انكار نه كوو په وجه د دې چې الله تعالى ته د دوی نه پيدا كړي ئې ليكن د بنو عبد المطلب په باره كښې ستاڅه راي ده؟ چې هغوی ته دې حصه ور كړه او مونږ ته دې رانكړه حالانكه زمونږ اود هغوی در سره يوشان رشته ده؟ بنی عليه السلام او فرمائيل مونږ او بنو عبد المطلب هيڅ كله نه يوجد اشوي نه په جاهليت كښې اونه په اسلام كښې او مونږ او هغوی يو شي يو او ديولاس گوتي ئې د بل لاس په گوتو كښې تنويستلی.

[۲۹۸۱] (۱) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ السَّيِّدِي ذِي الْقُرْنَى، قَالَ: هُمُ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

د سدي نه روايت دي چې فرمائيل ئې په قران كريم كښې د ذوي القربي نه مراد بنی عبد المطلب دي.

«عن السدي في ذوى القربى قال هم بنو عبد المطلب»: حضرت په بډل كښې ليكلي دي چې ټولو مطبوعه او قلمی نسخو كښې داسې دي، خو نسخه مصريه كښې د دې په ځانې بنو مطلب دي، كه بنو المطلب وى (۱) په دې صورت كښې به مطلب دا وى چې د بنو هاشم سره په دې كښې صرف بنو المطلب شامل دي يعنى بنو نوفل او بنو عبد الشمس د ذوى القربى په مصداق كښې داخل نه دي، او كه دلته په روايت كښې بنو عبد المطلب دې نو چونكه هغه خو په بنو هاشم كښې هم اخص دي پاتې لا دا چې بنو المطلب ته شامل وى، په دې وجه داسې به ونيلى شي چې د دې تفسير نه مقصود حصر نه دي.

[۲۹۸۲] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ هُرْمَزٍ، أَنَّ نَجْدَةَ الْحُرَوْرِيَّ. حِينَ حَجَّ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ مَقَامِ ذِي الْقُرْنَى، وَيَقُولُ: لِمَنْ تَرَاهُ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِقُرْنَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَهُ هُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَ عَمْرُ عَرَضَ عَلَيْنَا مِنْ ذَلِكَ عَرَضًا رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّكَ قَرَدْنَا عَلَيْهِ وَأَبِينَا أَنْ نَقْبَلَهُ..

د يزيد بن هرمز نه روايت دي فرمائي كله چې د ابن الزبير د شهادت په وخت كښې نجدة الحروري د خوارجو مشر حج كولو نو د ذوى القربى د معلومولو دپاره ئې ابن عباس ته يوكس ورو ليرلو او وئې ونييل چې ستا په خيال د دې به څوك مراد دي كوم چې په دې آيت كريمه واعلموا انما غنمتم كښې ذكر دي؟ ابن عباس رضي الله عنه او فرمائيل د دې نه د بنی عليه السلام رشته دار مراد

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۴۳۸) (ضعيف)

(۲) بنو المطلب او بنو عبد المطلب تر منيڅه فرق ښكاره ده چې عبد المطلب د هاشم خوئې دي او المطلب د هاشم رور دي

(۳) صحيح مسلم الجهاد ۴۸ (۱۸۱۲)، سنن الترمذي السير ۸ (۱۵۵۶)، سنن النسائي الاقيمه (۴۱۳۸)، (تحفة الأشراف: ۶۵۵۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۹۴، ۲۹۸، ۳۰۸، ۳۲۰، ۳۴۴، ۳۴۹، ۳۵۲) (صحيح)

دي، او عمر هډوی ته ددرې حصه پيش کړې وه او دهغې نه ئې څه حصه مونږ ته هم پيش کړې وه لیکن مونږ هغه کمه وگنډله او ورته وروايس کړه او دهغې د بلولونه مو انکار وکړو.

(أخبرنا يزيد بن هرمز ان نجدة الحروري حين حج في فتنة ابن الزبير ارسل الى ابن عباس عليه السلام يساله عن سهم ذي القربى ويقول لمن تراه؟)

مضمون د حديث :

حروري يعنی خارجی او دا نجدة رئيس الخوارج وو. د عبدالله بن زبير عليه السلام د قتال په کال کښې چه کله هغه حج او کړو نو ابن عباس عليه السلام ته ئې يو قاصد اوليرلو او د سهم ذوی القربى په باره کښې ترې نه تپوس او کړو چه چاته ملاویدل پکار دی ستاسو رائي څه ده؟ ابن عباس عليه السلام فرمائي چه د رسول الله صلی الله علیه و آله د خپلوانو دپاره لکه څنگه چه به خپله رسول الله صلی الله علیه و آله د هغوی حصه لگوله. وړاندې ابن عباس عليه السلام فرمائي چه يو ځل عمر رضي الله عنه هم په دې حصه کښې مونږ ته هم پيش کړې وه خو مونږ هغې لره د خپل حق نه کم گنړلو سره رد کړې وه.

په دې روايت سره يو حيثيت سره د احنافو تائيد کيږي د سهم ذوی القربى په سلسله کښې هغه دا چه د هغه حق او حصه د حاجت په وخت او په اندازه د حاجت ده نو عمر رضي الله عنه په اندازه د حاجت پيش فرمائي و. او د ابن عباس عليه السلام د طرز عمل نه د شوافعو او حنابله د مسلک تائيد کيږي چه د هغوی په نزد د هغوی حصه مطلقا په هر صورت کښې واجب ده دا د قتال ابن الزبير واقع او د دې بيان په کتاب الحج کښې تير شوې دي.

والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى

[۲۹۸۳] (حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: وَلَإِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُمُسَ الْخُمْسِ فَوَضَعْتُهُ مَوَاضِعَهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَيَاةَ أَبِي بَكْرٍ، وَحَيَاةَ عُمَرَ فَأَتَيْتُ بِمَالٍ قَدَعَانِي، فَقَالَ: خُذْهُ فَقُلْتُ: لَا أَرِيدُهُ قَالَ: خُذْهُ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ، قُلْتُ قَدْ اسْتَفْنَيْتُ عَنْهُ فَجَعَلَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ..)

د علي رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله ماته د خمس پنځمه حصه را کړه نومابه هغه په خپلو امورو او ضرورياتو کښې خرچ کوله ترڅو چه نبی صلی الله علیه و آله او ابوبکر او عمر رضي الله عنهم ژوندي وو، بيا چه کله يو ځل عمر رضي الله عنه ته ډير مال راغې نوزه ي را اوغوښتل او راته ئې اووئيل چه دا مال ته واخله ماورته ووئيل چه زه دا نه اخلم هغه راته اووئيل چه واخله ته ددې حقدار ئې ماعرض وکړو چه ماته ددې ضرورت نشته بيا هغه عمر رضي الله عنه په بيت المال کښې جمع کړو.

د علي رضي الله عنه توليه په خمس الخمس کښې :

(عن عبدالرحمن بن ابي ليلي قال سمعت عليا رضي الله عنه يقول ولاني رسول الله صلی الله علیه و آله خمس الخمس فوضعت مَوَاضِعَهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه و آله وَحَيَاةَ أَبِي بَكْرٍ وَحَيَاةَ عُمَرَ الخ) : په دې حديث کښې چه په خمس غنيمت کښې چه کومه حصه د ذوی القربى ده خمس الخمس، رسول الله صلی الله علیه و آله هغه د علي رضي الله عنه په توليه کښې ورکړې وو يعنی ذوی القربى کښې د تقسيمولو دپاره، ستاسو په

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۲۴) (ضعيف الإسناد)

ژوند کښې هم داسې وه، او د ابوبکر او عمر رضی الله عنهما په ژوند کښې هم، یعنی هغوی دواړو هم په خپله زمانه د خلافت کښې د علی په تولیة کښې هغه ته ورکړې وو. پس علی رضی الله عنه فرمائی چه ما دا تقسیموله. د رسول الله صلی الله علیه و آله په حیات کښې هم او د شیخینو په حیات کښې هم، وړاندې هغه فرمائی چه یو ځل عمر رضی الله عنه زه راوغوښتلم او ماته ئې او فرمائیل واخله خپله حصه، ما اووې چه زما اراده نه ده د اخستلو، هغوی دوباره اووې په دې ما باندې ما عرض اوکړو چه دې کال مونږ ته د دې نه استغناء حاصله ده، پس هغوی هغه بیا په بیت المال کښې داخل کړو د دې نه هم د احنافو د مسلک تائید کيږي چه اوگورئ علی رضی الله عنه د عدم حاجت په وخت دا نه وو اخستلې

تنبیه : د علی رضی الله عنه د دې روایت نه هم معلومیږي چه علی رضی الله عنه ته د دې ذوی القربی د حصې تولیت د رسول الله صلی الله علیه و آله او د شیخینو رضی الله عنهم د طرف نه ملاؤ شوې وو. او د دې نه مخکښې د جبیر بن مطعم رضی الله عنه په دواړو روایتونو کښې دا تیر شوی دی چه صدیق اکبر رضی الله عنه د خپل خلافت په زمانه کښې ذوی القربی ته د هغوی حصه په خمس کښې ورنکړه، فالحديثان متعارضان _____ شیخ ابن الهمام رحمته الله د دې تعارض جواب د حافظ منذری رحمته الله نه دا نقل کړې دې (الصحيح حديث جبیر وحديث علی لا یصح) پس صحیح دا ده چه د رسول الله صلی الله علیه و آله او عمر فاروق او عثمان رضی الله عنهما د طرف خو علی رضی الله عنه متولی جوړ کړې شوې وو د صدیق اکبر رضی الله عنه د طرف نه وو جوړ کړې شوې. (بذل)

د دې نه روستو روایت کښې هم داسې راروان دی دې ته به هم داسې ونیلې شی، او په دې کښې به دا هم راځي چه (حتى اذا كانت اخر سنة من سنی عمر فانه اتاه مال کثیر فعزل حفنا ثم ارسل الى فقلت : بنا عنه العام غنی، وبالمسلمين اليه حاجة) دا مضمون د دې نه په مخکښې روایت کښې تیر شوې دي.

[۲۹۸۴] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ مُعْمَرٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْبَرِيدِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: اجْمَعْتُ أَنَا، وَالْعَبَّاسُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤَلِّمَنِي حَقَّنَا مِنْ هَذَا الْخُمُسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَأَقِيمَهُ حَيَاتِكَ كُنْ لِإِبْنِ زَعْنَى أَحَدُ بَعْدَكَ فَا فَعَلْ، قَالَ: فَفَعَلَ ذَلِكَ قَالَ: فَقَسَمْتُه حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِإِبْنِهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى إِذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ مِنْ سِنِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غَنَى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ فَارْزُدْهُمْ عَلَيْهِمْ فَرَزَدَهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ لَمْ يَزِدْ غَنَى إِلَيْهِ أَحَدٌ بَعْدَ عُمَرَ، فَلَقِيتُ الْعَبَّاسَ بَعْدَ مَا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ حَرَمْتَنَا الْعِدَّةَ شَيْئًا لَا يَرُدُّ عَلَيْنَا أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا ذَاهِيًا.

د علی رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه زه او عباس او فاطمه او زید بن حارثه رضی الله عنهم یو ځل د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې جمع شو ما عرض وکړو چه ای د الله رسوله د قران کریم مطابق چه زموږ په خمس کښې کوم حق دي هغه مونږ ته په خپل ژوند کښې راکړه ددې دپاره چه ستانه پس

څوک پرې راسره جگړه ونکړي چنانچه نبی ﷺ همدا سې وکړل نو تر څوچه نبی ﷺ ژوندې وو مابه داتقسيموو، دهغه نه پس بيا ابوبکرهم زه ددې اختيارمند کړي وم تر دې چه د عمر ددور خلافت آخری کال راغې نو ډېر مال ورته راغې په هغې کښې نې زموږ حصه مقرر کړه اوزه نې طلب کم ماعرض وکړو سرکال مونږ ته دمال ضرورت نشته نورو مسلمانانو ته ددې ضرورت دي نو عمر دغنيمت په نور مال کښې شامل کړو بيا د عمر نه پس زه هيچا ددي مال دپاره نه يم راغوبستلي نو کله چه زه د عمر نه راووتلم نو عباس رضي الله عنه نه سره مې ملاقات اوشوهغه وويل اي عليه دنن نه پس تامر نرله ديوشی نه محروم کړوددي نه پس به هيڅکله دا حصه مونږ ته ملاو نه شی، او عباس ډير ذکي او دانشمند سړې وو

په وړاندې روايت کښې دا دی ﴿ثم لم يدعني اليه احد بعد عمر، فلقيت العباس بعد ما خرجت من عند عمر : فقال يا علي : حرمتنا الغداة شيئا لا يرد علينا ابدا، وكان رجلا داهيا﴾

سيدنا علي رضي الله عنه فرمائی چه زما د يو ځل رد کولو نه پس چا هم زه د هغې طرف ته نه يم بللې، د عمر رضي الله عنه نه پس، وړاندې دا هم دی چه کله زه د عمر رضي الله عنه د مجلس نه راووتلم نو زما ملاقات د عباس رضي الله عنه سره اوشو نو هغوی ماته اوفرمايل اي علي! نن تا مونږ د خپلې حصې نه محروم کړو، اوس به کله هم مونږ ته نه ملاويږي، علي رضي الله عنه فرمائی چه حقيقت دا وو چه عباس رضي الله عنه ډير فهم او تجربه کار انسان وو.

[۲۹۸۵] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ تَوْفَلٍ الْهَاشِمِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ، وَعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَا: لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اثْنَتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَوْلَاهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السِّنِّ مَا تَرَى وَأَحْبَبْنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ، وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُهُمْ وَلَيْسَ عِنْدَ آبَائِنَا مَا يُصَدِّقَانِ عَنَّا فَاسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ فَلَنُؤَدِّيَ إِلَيْكَ مَا يُؤَدِّي الْعَمَالُ وَلَنُصِيبَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ مَرْفِقٍ، قَالَ: فَأَيُّ عَلِيٍّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَالَ لَنَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا وَاللَّهِ لَا نُسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ"، فَقَالَ لَهُ رَبِيعَةُ: هَذَا مِنْ أَمْرِكَ قَدْ نِلْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَحْضَرَكَ عَلَيْهِ، فَأَلْقَى عَلَى رِذَاءَةٍ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَنَا أَبُو حَسَنِ الْقَرْمُوذِيِّ لَا أَرِيهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَا كَمَا بِجَوَابِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ ثُمَّ أَمْرُغْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ إِلَى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ ثُمَّ أَمْرُغْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ إِلَى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقَعْنَا بِالْبَابِ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بَأُذُنِي وَأُذُنَ الْفَضْلِ، ثُمَّ قَالَ: "أَخْرَجَا مَا تُعْبِرَانِ"، ثُمَّ دَخَلَ فَأَذِنَ لِي وَلِلْفَضْلِ فَدَخَلْنَا فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ قَلِيلًا، ثُمَّ كَلِمَتُهُ أَوْ كَلِمَةُ الْفَضْلِ قَدْ شَكَّ فِي ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: كَلِمَةُ بِالْأَمْرِ الَّذِي أَمَرْنَا بِهِ أَبَوَانَا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً وَدَفَعَ بَصَرَهُ قَبْلَ سَقْفِ الْبَيْتِ حَتَّى طَالَ عَلَيْنَا أَنَّهُ لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا شَيْئًا حَتَّى رَأَيْنَا زَيْنَبَ تَلْعَمُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ بِيَدِهَا تَرِيدُ أَنْ لَا تَعْجَلَا وَإِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِنَا ثُمَّ خَفَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، فَقَالَ لَنَا: "إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَةُ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّمَا لَا تُحِيلُ يُحْمَدُ وَلَا لِأَلِ مُحَمَّدٍ اذْعُوا لِي تَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ، قَدْ عَيَّرَ لِي تَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ: يَا تَوْفَلُ أَكْبَرُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

(۱) صحيح مسلم للركاة ۵۱ (۱۰۷۲)، سنن النسائي للركاة ۹۵ (۲۶۱۰)، (تحفة الأشراف: ۹۷۳۷)، وقد أخرجه: مسند أحمد

(۱۶۷۶) (صحيح)

فَأَتَكَحْنِي نَوَقْلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا لِي فَمَحْمِيَةَ بَنِ جَزْءٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زَيْنَبٍ، كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَحْمَاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَحْمِيَةَ: أَنْتِ كَرَّمَ اللَّهُ فَضْلَهُ فَأَتَكَحْنَهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ فَأَصْدِيقِي عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا، لَمْ يُسَمِّهِ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ.

عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث دخیل پلار ربیعہ بن حارث او عباس بن عبد المطلب دخیل پلار عبد المطلب بن ربیعہ او فضل بن عباس نه روایت کوی فرمائی چه دوی دواړو مونږ ته او وئیل چه د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شئ او عرض وکړئ چه ای د الله رسوله دا وخت زمونږه دواړه گولودې او ته ددې نه واقف ئی چه مونږ دواړه لائق یو او مونږ غواړو چه نکاح وکړو او ای د الله رسوله ته په ټولو خلقو کښې زیات نیکی کونکې ئې او صلح رحمي پالونکې ئې زمونږ د مور او پلار سره د مهادا کولو طاقت نشته ته مونږ لره په صدقه باندې عاملین مقرر کړه خومره مال چه تاته نور عاملان راوړي دومره به مونږ هم راوړو او مونږ ته به هم منافع حاصلیږي، عبد المطلب وائی مونږ په دې گفتگو کښې مصروف وو کتل مو چه علي کرم الله وجهه راغې او وئې وئیل په الله مې دي قسم وي په تاسو کښې هیڅوک نبی ﷺ د صدقې عامل نه جوړوي ربیعہ چه دا واوریدل نو وئې وئیل چه ته خود حسد دوجې نه داسې وائی ته د نبی ﷺ زوم ئې مونږ خو په تاباندې حسد نه دې کړې علی رضی الله عنه دا خبره واوریده نو خادر ئې وغوړوو او ځملاستو او وئې فرمائیل زه ابو الحسن یم په پوهه کښې د هر چانه زیات یم په الله مې دي قسم وي تر هغه وخته به ددې ځانې نه ونه خوزم ترخوچه ستاسو ځامن ددې کار نه نا امیده رانشی د کوم کا ردپاره ئې چه تاسو نبی ﷺ ته لیږئ عبد المطلب وائی زه او فضل بن عباس رضی الله عنه دواړه لاړو کله چه مونږ ورسیدو نو د ماسپڅین د مونځ دپاره تکبیر اوشو مونږ د نبی ﷺ سره یو ځانې مونځ ادا کړو، زه او فضل په جلتئ سره د نبی ﷺ د کور طرف ته روان شو هغه ورځ نبی ﷺ د زینب بنت جحش په کور کښې تیروله مونږه دکمري د دروازي سره اودریدو تردې چه نبی ﷺ راغې د شفقت دوجې نه ئې زما او د فضل غوږونه اونیول او وئې فرمائیل ستاسو په زړه کښې چه څه دي هغه او وائی او ددې نه پس کور ته داخل شو او مونږ ته ئې هم داخل کیدو اجازت راکړو مونږ هم ورداخل شو مونږ په خپل مینځ کښې یوبل ته وئیل خوما دخبرې شروع او کړه (معاوي شک دې چه دا خبره عبد المطلب وکړه او که فضل) او هم هغه خبره مې وکړه کومه چه مونږ ته زمونږ مور او پلار کړې وه نبی ﷺ چه دا واوریدل نویوشیبه خاموش پاتې شو او نظر ئې پورته کړو دچت طرف ته ئې کتل تردې چه مونږ گمان او کړو چه گني مونږ ته جواب نه راکوي نو مونږ د زینب طرف ته وکتل چه د پردې د شاته طرف نه ئې مونږ ته اشارې کولې چه تیزی مه کوئ نبی ﷺ ستاسو د مطلب په فکر کښې دې ددې نه پس نبی ﷺ خپل سر مبارک ښکته کړو او وئې فرمائیل صدقه خو یو خبرې دې اود محمد اودده دخاندان دپاره جائز نه ده تاسو نو قل بن حارث راوغواړئ چنانچه هغه راوغوښتلې شو نبی ﷺ ورته او فرمائیل ته خپله لور عبد المطلب ته په نکاح ورکړه نو نوفل ماته په نکاح راکړه، اوبیا ئې

محمته بن جزء راوغوښتو او دې دزبيد قبيلې والاو وڅوك چه نبی ﷺ د خمس دوصول كولو دپاره عامل مقرر كړې وو نبی ﷺ ورته او فرمائيل خپله لور فضل ته په نكاح وركړه چناچه هغه زمونږ نكاحونه او كړل ددې نه پس نبی ﷺ او فرمائيل پاڅي او ددوی دواړو دطرف نه د خمس په مال كښې دومره دميره مهرور كړئ، ابن شهاب وائي چه عبدالله بن حارث ماته دمهر مقدار نه دې بيان كړي چه څومره وو،

(اخرنی عبدالله بن الحارث بن نوفل الهاشمی ان عبدالمطلب بن ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب اخبره ان اباہ ربيعة بن الحارث وعباس بن عبدالمطلب قالا لعبدالمطلب بن ربيعة وللفضل بن عباس اثنا رسول الله ﷺ فقولا يا رسول الله ﷺ قد بلغنا من السن ما ترى واحببنا ان نتزوج الخ)

په حديث كښې د ودونو د مسائلو متعلق يو ښكلي واقعہ :

دا حديث اوږد دې چه د هغې مضمون دا دې چه د ربيعة بن الحارث ځوڼی عبدالمطلب وائي چه ماته زما پلار ربيعه، او فضل بن عباس رضی الله عنهما ته د هغه پلار عباس رضی الله عنهما اووې چه لاړ شی رسول الله ﷺ ته او هغوی ته عرض او كړئ چه يا رسول الله ﷺ مونږ دواړه چه كوم عمر ته رسيدلي يو هغه تاسو ويني (يعنی د واده قابل شوی يو) اوس مونږ واده كول غواړو، او تاسو په خلقو كښې د ټولو نه زيات احسان او صله رحمی كونكى يئ، او زمونږ د دواړو پلارانو سره دومره مال نشته چه هغوی زمونږ د طرف نه د مهر انتظام او كړې شی لهذا تاسو مونږ دواړه د صدقاتو په وصول كولو باندي عامل مقرر كړئ څنگه چه د زكوة د مال عاملان مالونه راوړلو سره تاسو ته رارسوی مونږ به ئې هم رارسوو او څه چه زمونږ حق وی هغه به مونږ ته ملاويږي. يعنی د عامل تنخواه او وظيفه، دا ربيعه چه د هغه ځوڼی عبدالمطلب دې د رسول الله ﷺ د تره ځوڼی دې او د عباس رضی الله عنهما د رسول الله ﷺ تره كيدل خو مشهور دی، نو گويا دا عبدالمطلب د رسول الله ﷺ د تره د ځوڼی ځوڼی شو او فضل رضی الله عنهما ئې د تره ځوڼی. دا قصه هم د دې دواړو سره متعلق ده، وړاندي په روايت كښې دی عبدالمطلب وائي چه په كوم مجلس كښې زمونږ دا خبرې او مشوره كيده هلته علی بن ابی طالب رضی الله عنهما اتفاقاً راورسیدو (چه كله د هغوی په علم كښې هغه خبره راغله كومه چه په مجلس كښې شروع وه) نو په دې باندي هغوی او فرمائيل چه قسم په الله چه رسول الله ﷺ به په تاسو كښې يو هم په صدقه باندي عامل نه كړی په دې باندي د عبدالمطلب پلار ربيعه اووې چه تاته چه د رسول الله ﷺ څوم توب ملاؤ شوې دې نو مونږ خو تاسره كله هم په دې كښې حسد نه دې كړې (مطلب دا چه بيا ته ولې زمونږ په دې مشوره باندي پریشانه كيږې او سوزي) (فالقی علی رداءه ثم اضطلع عليه فقال انا ابو حسن القرم) يعنی علی رضی الله عنهما ته ربيعه په جمله اوریدو باندي غصه ورغله او خپل كوم څادر ئې چه پسر كړې هغه ئې خور كړو او په هغې باندي سملاستو او د سملاستو په وخت ئې او فرمائيل (څه زه هم چرته نه ځم).

زه هم د خپل نوم ابو حسن بهادر یم، والله زه به د دې ځانې نه نه څوزم چه ترڅو پورې ستاسو د دواړو ځامنو د رسول الله ﷺ جواب نه وی راوړې (حور په معنی د جواب) عبدالمطلب وائي چه زه او فضل رضی الله عنهما دواړه د مشورې مطابق د رسول الله ﷺ خدمت ته

لارو، چه كله مونږ هلته اورسیدو نو د ماسپڅین جماعت ولاړ وو، مونږ د خلقو سره مونږ اوکړو، د مونږ نه چه فارغ شو نو زه او فضل دواړه د حجرې دروازې طرف ته لاړو، هغه ورځ د زینب رضی الله عنها نمبر وو په دې وجه هغوی هلته وو غرض دا چه مونږ د رسول الله ﷺ نه مخکښي د دروازې سره اودریدلي وو، لږ ساعت پس رسول الله ﷺ تشریف راوړو، او په مونږ دواړو کښي ئې د هریو غوږ اونیولو او وې فرمائیل چه د خپل زړه خبره اوکړئ چه څه ده؟ (مونږ خاموش وو) بیا رسول الله ﷺ دننه تشریف یووړو او دننه رسیدو سره ئې مونږ ته هم د دننه راتلو اجازت راکړو، مونږ دننه لاړو، مونږ دواړو کښي هریو بل ته وې چه رسول الله ﷺ ته خبره عرض کړه، غرض دا چه په مونږ دواړو کښي یو کس د روای په تعین کښي شک راځي. د رسول الله ﷺ مخې ته هم هغه خبره کیخودله د کومې چه زمونږ پلارانو حکم کړې وو، رسول الله ﷺ زمونږ خبره اوریدو سره خاموش شو او خپلې سترگې مبارکې ئې جهت طرف ته اوچتې کړې وې (لکه چه بعض وخت انسان په سوچ کښي کوی) چه په هغې کښي ډیر وخت تیر شو، مونږ دا اوگنږله چه کیدې شی هیڅ جواب رانشی (مونږ لږ ناامیده سو) تردې چه سیده زینب رضی الله عنها مونږ اولیده چه مونږ ته مخامخ د پردې نه شاته وه هغوی په خپل لاس سره اشاره اوکړه چه د هغې مفهوم دا وو چه تندي مه کوئ رسول الله ﷺ ستاسو د مسئلې د حل په باره کښي سوچ کوی، بیا ډیر ساعت پس رسول الله ﷺ خپل سر مبارک د پورته نه ښکته کړو او وې فرمائیل گورئ دا د صدقې مال د خلقو خیري دی دا د محمد ﷺ او آل محمد ﷺ دپاره حلال نه دي (بیا رسول الله ﷺ چه د هغوی د مسئلې کوم حل راویستلې وو هغه ئې هغوی ته بیان او فرمائیلو) او وې فرمائیل چه ته نوفل بن الحارث راوبله، پس نوفل ته رسول الله ﷺ او فرمائیل چه د عبدالمطلب نکاح اوکړه. نوفل زما نکاح اوکړه. او وې فرمائیل راوغوړئ ماته محمیه بن جزء لره، راوی وائی چه دا محمیه د رسول الله ﷺ د طرف نه د آخماس منتظم وو. نو رسول الله ﷺ او فرمائیل محمیه د فضل نکاح اوکړه او بیا ئې عامل ته او فرمائیل چه د دې دواړو د طرف نه د خمس نه مهر آدا کړه.

دا چه د دې حدیث آخری جمله ده (اصدق عنهما من الخمس) هم د دې نه ترجمه الباب ثابتیرې، په داسې موقع باندې شراح لیکي فيه الترجمة، د مصنف رحمه الله غرض دلته د دې قصې د بیانولو نه دادې چه رسول الله ﷺ به د خمس نه د خپلو ذوی القربی حصه راویستله، ځکه چه عبدالمطلب بن ربیعہ او فضل بن عباس رضی الله عنهما دواړه په ذوی القربی کښي دی، د دې قصې نه دا هم په فهم کښي راځي چه په واده کولو کښي زیات د فکر څیز بس مهر دې (او د خرچ مسئله) ده او دویم څیز ولیمه ده چه د هغې ذکر به وړاندې د علی رضی الله عنه په قصه کښي راشی، نور لوازمات فضول دی والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذرى

[۲۹۸۶] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِبٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حَالِبٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَعِيبِي مِنَ الْمُغَنَوِ يَوْمَئِذٍ

۱: صحيح البخاري للبيوع ۲۸ (۲۰۸۹)، المساقاة ۱۳ (۲۳۷۵)، فرض الخمس ۱ (۳۰۹۱)، المغازي ۱۲ (۴۰۰۳)، اللباس ۹ (۵۷۹۳)، صحيح مسلم للأشربة ۱ (۱۹۷۹)، (تحفة الأشراف: ۱۰۰۶۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۴۲/۱) (صحيح)

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِقًا مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعَدْتُ رَجُلًا صَوَاغًا مِنْ بَنِي قَيْنَقَاعٍ أَنْ يَرْجُلَ مَعِيَ فَنَتَقَاعَ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَاغِينَ فَاسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيْمَةٍ عُرْسِي، قَبِينَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِقٍ مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَابِ وَالْحَبَالِ وَشَارِقًا مِّنَا حَابٍ إِلَى جَنْبِ خَجْرَةٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَقْبَلْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَأَذَا بِشَارِقٍ قَدْ اجْتَنَبَ أَسْمَتَهُمَا وَيَقَرَّتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمَّ أَمْلِكُ عَيْنِي حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ، فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَنَّتُهُ قَيْنَةُ وَأَصْحَابُهَا، فَقَالَتْ فِي غَنَائِمِهَا: أَلَا يَا حَمْزُ لِي شَرَفٌ الْيَوْمَ؟ فَوُتِبَ إِلَى السَّيْفِ فَاجْتَنَبَ أَسْمَتَهُمَا وَيَقَرَّ خَوَاصِرُهُمَا، وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالِ عَلَى: فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، قَالَ: فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عِدَا حَمْزَةَ عَلَى نَاقَتِهِ فَاجْتَنَبَ أَسْمَتَهُمَا وَيَقَرَّ خَوَاصِرُهُمَا وَهُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ قَدْ عَارَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِذَابِهِ فَأَرْتَدَاهُ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ. حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَأَذَاهُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَأَذَا حَمْزَةُ تَمِيلُ مُحْمِرَةً عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرْتِهِ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَمِيدٌ لَا يَبِي، فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَمِيلُ فَتَكْصُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقْبِيهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

د علی کرم الله وجهه نه روایت دی فرمائی چه زما سره یوه خبره او خوانه اوښه وه کومه چه ماته په غزوه بدر کښې د غنیمت په طور ملا وشوي وه او یوه بله خبره او خوانه اوښه راته هم نبی ﷺ په خمس کښې را کړې وه کله چه د فاطمې ﷺ ولیمه کول او غوښتل او د بنی قینقاع قبیلې یو کس مې دخان سره بوتلوته تیار کړي ووزما دا اراده وه چه سرگړي به راوړم او خرڅ به ئې کړم د ولیمې د مصارفو د پوره کولو دپاره نو په دې وخت کښې د سامان په جمع کولو پسې لارم او اوښې دیوانصاري د کورمخي ته ولاړې وي چه کله مې سامان را جمع کړو او راغلم نو وي کتل چه د دواړو اوښو کوبونه پریکړي شوي دي او شاگانې ئې غوڅي کړي شوي دي او جگړونه ئې چا راویستلي دي ما چه کله دا حالت اولیدو نومانشو برداشت کولي ماو وئیل داد چا حرکت دي راته ووئیلی شول چه حمزه بن عبد المطلب او هغه دا چه هغه د یوڅو انصاریانو سره په یو کور کښې شراب څکي وو او بوي سندرغاړي ښځې ورته په سندره کښې داسې وئیل: الا یا حمزة للشرف النواء، یعنی ای حمزه پاڅه په دې اوښانو پسې کوم چه په دې میدان کښې ترلي دي او په مرئ ئې چاره کیږده او په وینو کښې ئې اولمبوه او ددوی پاکي غوښي د شرابیانو دپاره سړي کړه حمزه چه دا واوریدل نو په جلتي اوښانوته وړپاڅیدو او ددوی شاگانې ئې خیري کړي او ددوی جگړونه ئې را وویستل، علي ﷺ فرمائی چه زه نبی ﷺ ته روان شوم کله چه ورته حاضر شوم نوزید بن حارثه هم هلته ناست وو کله چه نبی ﷺ زما طبیعت ناساز اولیدو نو اوئي فرمائیل څه درباندي شوي دي؟ ما عرض وکړ وای دالله رسوله دننی ورځې په شان ورځ مې کله نده لیدلي، حمزه زما په اوښانو ظلم کړې دې زما د اوښانو کوبونه ئې زخمي کړی دی او خیتی ئې ورله شلولي دي او په یو کور کښې د شرابیانو سره ناست دي، نبی ﷺ خپل خادر راوغوښتو بیا ئې

واغوستو اوروان شو اوزه هم ور پسي شاته شاته روان شوم تردې چه هغه كورته ورسيدو چرته چه حمزه ناست وو، نبی ﷺ ته دننوتو دپاره اجازت ورکړې شو اوداخل شونواوئي ليدل چه ټولو شراب خکلي دي اونشه دي، نبی ﷺ په دې کارباندې حمزه ملامت کړولیکن هغه په نشه کښې اوسترگي ئې سري وي حمزه نبی ﷺ ته اوکتل اوبیاني دنبی ﷺ مخ مبارک ته اوکتل او اوئي وئیل ته خوزمادپلار غلام ئې، په دې خبره نبی ﷺ ته معلومه شوه چه حمزه په نشه کښې دي نونبی ﷺ په الته خپودهغه ځانې نه واپس راروان شواور اووتو او مونږ هم ورسره راروان شو.

د حضرت علی رضی الله عنه د ولیمې سره متعلق یوه واقعه

قوله: (ان الحسين بن علي رضي الله عنه اخبره ان علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه قال كان لي شارب من نصيب من المغنم يوم بدر وكان رسول الله ﷺ اعطاني شارفا من الخمس يومئذ الخ) دا هم يوه اوږده قصه ده هم د دې قسم هغه دا چه حسين بن علي رضی الله عنه فرمائي چه ماته زما والد صاحب علي رضی الله عنه بيان اوکړو چه زما په ملک کښې يوه ځوانه اوښه وه کومه چه د جنگ بدر د مال غنيمت نه ماته ملاؤ شوې وه او هم دغه شان يوه اوښه بله وه چه رسول الله ﷺ ما ته د خمس په حصه کښې راکړې وه (ترجمة الباب خو هم د دې نه ثابت شو وړاندې مصنف رحمه الله د قصې تکميل کوي) چه کله زما اراده اوشوه فاطمې رضی الله عنه د نکاح نه پس دواډه کولو (چه هغې ته رخصتي وائي) نو د ولیمې په تياري کښې ما دا منصوبه جوړه کړه کومه چه وړاندې بيانوي، هغه دا چه ما د يو صواغ يعنی زرگر نه دا وعده واخستله چه هغه ماسره ځنگل ته لاړ شي چه مونږ د هغه ځانې نه اذخر جمع کولو سره راوړو او د صواغينو په لاس هغه خرڅ کړو چه د هغې په گټې باندې د ولیمې بندوبست اوشي. پس ما هم داسې اوکړل چه دواړه اوښې مې د يو انصاري د کور مخې ته کينولې او خپله زه په هغه اوښانو باندې د تړلو دپاره د کيچاوې، بوريا او رسو وغيره د جمع کولو دپاره لاړم، چه کله ما هغه ټول څيزونه جمع کړل او راغلم نو گورم چه زما د هغه دواړو اوښانو قوبونه پرې کړې شوې دي او د هغوی د اړخونو نه غوښه هم پرې کړې شوې ده، او د هغوی اينې راويستلې شوې دي، ما چه دا منظر اوليدو نو بې اختياره ژړا راغله، بيا ما د خلقو نه تپوس اوکړو چه داسې چا اوکړل؟ هغوی اووې چه حمزه بن عبدالمطلب رضی الله عنه کړې دي، او مخامخ ئې يو کور طرف ته اشاره اوکړه چه هغه په دې کښې دې د ډيرو شراب څکونکو سره، په دې مجلس کښې يو سندري ويونکې هغوی ته او د هغوی ملگرو ته په خپل آواز کښې دا شعر اولوستلو

الا يا حمز للشرف النواء
و هن معقات بالفناء

ضع المسكين في اللبات منها
وضرجهن حمزة بالدماء

چه د هغې ترجمه دا ده چه دا مخامخ ځواني او څرېبې اوښې دي کومې چه د کور مخې ته تړلې شوې دي د هغوی په مرو باندې چاره اوچلوه او هغه په وينو کښې لت پت کړه، شرف جمع د شارف ده په معنی د ځواني اوښې، او نواء جمع د ناوۍ ده په معنی د څرېبې، يعنی حمزه د سندري ويونکې په دې شعر اوریدو سره توره راوخستله او دا ټول کارونه ئې

او کړل، علی عليه السلام فرماني چه دا هر څه اوریدو سره زه د رسول الله صلي الله عليه وسلم په خدمت کښې حاضر شوم، هغه وخت د هغوی سره زید بن حارثه رضي الله عنه وو هغوی زما د مخ نه زما د پریشاني اندازه اولگوله او تپوس ئې اوکړو څه اوشو؟ ما عرض اوکړو یا رسول الله صلي الله عليه وسلم د نن په شان د خفگان منظر ما مخکښې نه وو لیدلې او ټوله واقعه ئې بیان کړه، او ما دا هم بیان کړه چه هغه په یو کور کښې مجلس کیږي د شرابو څکلو په هغې کښې دی (د شرابو د حرامیدو نه مخکښې واقعه ده) په دې باندې رسول الله صلي الله عليه وسلم خپل څادر راوغوښتلو هغه ئې واغوستلو او روان شو، زه او زید په هغوی پسې، تردې چه رسول الله صلي الله عليه وسلم هغه کور ته اورسیدو چه په کوم کښې حمزه د رسول الله صلي الله عليه وسلم د اجازت طلب کولو نه پس دننه داخل شو چه هلته ټول خلق موجود وو، رسول الله صلي الله عليه وسلم حمزه رضي الله عنه په دې حرکت باندې ملامته کړو، د حمزه رضي الله عنه دا حال وو چه هغوی د شرابو په نشه کښې مست وو او سترگې ئې سړې وې، اوس حمزه رضي الله عنه رسول الله صلي الله عليه وسلم ته په تیزو سترگو سره کتل شروع کړل، او د نشې په یو خاص انداز کښې ئې رومبې خو د رسول الله صلي الله عليه وسلم خپو ته کتل لږ ساعت پس ئې نظر لږ پورته اوچت کړو او د هغوی کونډو ته ئې کتل، بیا ئې نه نظر نور هم اوچت کړو د رسول الله صلي الله عليه وسلم نوم ته نژدې، هلته ئې کتل، دغه شان ئې بیا مخ ته کتل، دا کتل خو ئې بالکل د خاموشی سره وو، او بیا ئې په آخره په تیزه لهجه کښې اوئیل (وهل انتم الا عبید لابی) تاسو ټول زما د پلار غلامان ئې (چونکه د حمزه رضي الله عنه پلار د رسول الله صلي الله عليه وسلم هم او د علی رضي الله عنه هم نیکه او مشر وو، او گویا سردار وو، او حمزه رضي الله عنه د دوی نه په نسبت کښې هغه ته زیات نژدې وو په دې وجه ئې د فخر په طور دا جمله اوئیله، علی رضي الله عنه فرماني چه رسول الله صلي الله عليه وسلم پوهه شو چه دې خو مست دې (او معامله گډه وده ده) په دې وجه رسول الله صلي الله عليه وسلم راواپس شو (چه چرته لاس ئې خطا نه شی) او غرض دا چه رسول الله صلي الله عليه وسلم د هغه ځانې نه راوتلو او مونږ هم د رسول الله صلي الله عليه وسلم سره.

والحدیث اخرجه البخاری ومسلم، قاله المنذری

دا قصه زمونږ دپاره ډیره د عبرت ده چه د رسول الله صلي الله عليه وسلم د لور رخصتی کیږي چه د هغې د ولیمې دپاره د رسول الله صلي الله عليه وسلم زوم محترم د څنگل نه گیا راجمع کوي او په هغې کښې هم د مقصود مطابق کامیابی حاصله نه شی

[۲۹۸۷] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَقْبَةَ الضَّمَرِيُّ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضَّمَرِيِّ، أَنَّ أَمْرَ الْحَكَمِ أَوْ ضِبَاعَةَ ابْنَتِي الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَتْهُ، عَنْ إِحْدَاهُمَا، أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيًّا قَدْ هَبَّتْ أَنَا وَأَخْتِي وَقَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكُونَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ الشَّيْءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ لَكُنَّ سَادَاتُكُمْ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُنَّ مِنْ ذَلِكَ تَكْتَبِرْنَ اللَّهُ عَلَى إِيْرِكُلٍ صَلَافَةً ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"، قَالَ عَيَّاشُ: وَهَمَّا ابْتِغَا عِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دفضل بن حسن ضمری نه روایت دې فرماني چه ام الحکم یا ضباعه کوي چه دزبیر بن

(۱): تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۹۱۲، ۱۵۳۱۴)، ویاتی هذا الحديث في الأدب (۵۰۶۶) (ضعيف)

عبدالمطلب لورڼه دې راته روایت بیان کړې دې چه نبی ﷺ ته قیدیان راغلل زه اوزماخور اودنبی ﷺ فاطمه لور مونږ درې واړه دنبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شو مونږ ورته دخپل حالت شکایت وکړو او مونږ ورته اووئیل چه مونږ ته په دې قیدیانو کښې یوتن راگره «دخدمت دپاره» نبی ﷺ او فرمائیل ستاسو نه مخکښې هغه جینکڼ زیاتې خقداري دي دچاچه پلرونه په غزوه بدرکښې شهیدان شوي دي البته زه تاسوته یوه مفیده خبره ښایم کومه چه ستاسو دپاره بهترده تاسو دهرمونځ نه پس درې دیرش ځله الله اکبر اودرې دیرش ځله سبحان الله اودرې دیرش ځله الحمد لله اویوخل: «لا إله إلا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شیء قدير» وائی ایساش وئیلی دی ضباعه او حکم دواړه دنبی ﷺ دتره لورڼه وي.

(حدثني عياش بن عتبة الحضرمي عن الفضل بن الحسن الضمري ان ام الحكم او ضباعه ابنتي الزبير بن عبدالمطلب حدثته عن احدهما)

د سند تحقیق :

دا سند تحقیق او تفتیش ته محتاج دې دلته نسخې مختلف دی پس دوه اختلافات په لیدو کښې راغلل زموږ په دې نسخه کښې «ان ام الحكم او ضباعه» دې او د ابن داسه په نسخه کښې (کما فی تعلیق الشیخ محمد عوامه) د دې په ځانې «ان ابن ام الحكم او ضباعه» دې. او د دې نه پس دویم اختلاف په لفظ د «حدثته» کښې دې زموږ په دې نسخه کښې په صیغه د مونث دې او په یو بله نسخه کښې کما علی الهامش «حدثته» په صیغه د مذکر دې، دا روایت په ابوداؤد کښې مکرر دې دوباره مصنف ﷺ دا روایت په کتاب الادب «باب فی التسبیح عند النوم» هم ذکر کړې دې بعینه هم په دې سند سره خو هلته د ابن داسه د نسخې په شان دې. «ان ابن ام الحكم او ضباعه ابنتي الزبير حدثته عن احدهما» او په تهذیب الکمال کښې چه حافظ مزین ﷺ دا حدیث په خپل سند سره ذکر کړو نو په هغې کښې هم داسې دی، لهذا ترجیح به د ابن داسه والا نسخې روایت لره وی، او په دې صورت کښې به د سند مطلب داوی، فضل بن الحسن وائی چه ماته د ام الحكم ځونۍ یا د ضباعه ځونۍ بیان اوکړو، په دې دواړو (ام الحكم او ضباعه) کښې د یو نه روایت کوی (۱) او زموږ د موجوده نسخې په موجودگي کښې به مفهوم دا وی چه فضل بن الحسن وائی چه ماته ام الحكم یا ضباعه کښې یوې روایت اوکړو د بلې نه، یعنی د فضل شک دې چه زما استاد په دې حدیث کښې یا ام الحكم ده یا ضباعه او په هر صورت په دوی کښې یوه د بلې نه روایت کوی، چونکه د صاحب عون المعبود نسخه هم دا ده په دې وجه هغوی د سند شرح هم داسې کړې ده، خو که دا نسخه اختیار کړې شی نو په دې کښې د معنی په لحاظ سره دا اشکال دې چه کله د رسول الله ﷺ په خدمت کښې تلونکې دا دواړه زنانه وې لکه چه په روایت کښې تصریح ده «فلذبت انا واختی» نو بیا د یو بل نه د روایت کولو څه وجه؟ دواړه صاحب واقعه دی او بله دا چه په کتب رجال کښې هم د دې دواړو د یوې بلې نه

(۱) لهذا راوی ځونۍ شو او مروی عنه د هغه مور یا ترور

روایت کول ثابت نه دی. (کما فی البذل) په خلاف د نسخې ثانيې چه هغه د اشکال نه محفوظ ده، خو شیخ الهند په خپله حاشیه کښې زمونږ د موجوده نسخې داسې توجیه او تاویل فرمائیلې دې چه په هغې باندې دا اشکال نه واردېږي، د شیخ الهند د تاویل حاصل دا دې چه «عن احدهما» په طور د لب لباب بدل واقع کېږي د خپل سابق نه چه فضل بن الحسن روایت کوی په دې دواړو زنانو کښې د یوې نه، د بدل مقرر کیدو په صورت کښې دا پورته اشکال نه پیدا کېږي، زمونږ حضرت سهارنپوری رحمته الله علیه د سند مفهوم خو هم دا متعین کړې دې کوم چه د ابن داسه والا نسخې د سند دې خو په هغې کښې دا توضیح او تشریح نشته چه زمونږ دا سند تاویل ته محتاج دې یا نه دې، بلکه د هغې نه فهمیږي چه زمونږ د نسخې د عبارت مفهوم هم هغه دې کوم چه د دویمې نسخې د عبارت دې، والا مر کما فی حاشیه شیخ الهند رحمه الله تعالى، وهذا جهد المقل فی شرح هذا السند والله تعالى اعلم بالصواب. د حدیث مضمون واضح دې چه دا دواړه او دریمه فاطمه رضی الله عنها په خمس د غنیمت کښې د خادم د طلب کولو دپاره تلې وې نو رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم عذر او فرمائیلو «سبکن یتامی بدر» چه د بدر یتیمان چونکه ستاسو نه مخکښې طلب کولو له راغلي وو په دې وجه ټول غلامان هغوی ته ورکړې شو او یا مطلب دا دې چه د بدر یتیمان د استحقاق په اعتبار سره په تاسو باندې مقدم او راجح وو په دې وجه هغوی ته ورکړې شو یا به ورکړې شی، په دې صورت کښې حدیث د احنافو مؤید کیدې شی، چه هغوی په دې مسئله کښې د ذوی القریې د حق بنیاد د هغوی په فقر او حاجت باندې ږدی. بیا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم د هغه درې واړو د زړه ساتلو او نقصان پوره کولو دپاره د خادم بدل، یعنی بدل معنوی تجویز او فرمائیلو کوم چه د تسبیحات فاطمه رضی الله عنها په نوم سره معروف دی.

[۲۹۸۸] (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي الْجَرِيرِيَّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ لِيَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أَحَدٌ ثَلَاثَ عَشْرَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَأَنَّ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: إِنَّهَا جَرَتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَرَفَ فِي يَدِهَا، وَاسْتَفْتِ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَرَفَ فِي ثَمَرِهَا وَكَسَتْ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدَمًا، فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتُ أَبَاكَ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا، فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ خَدًا ثَلَاثًا فَرَجَعَتْ فَأَتَاهَا مِنْ الْغَدِ فَقَالَ: مَا كَانَ حَاجَتُكَ؟ فَسَكَتَتْ، فَقُلْتُ: أَنَا أَحَدٌ ثَلَاثَ عَشْرَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَأَنَّ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: إِنَّهَا جَرَتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَرَفَ فِي يَدِهَا وَكَسَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَرَفَ فِي ثَمَرِهَا فَلَمَّا أَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتَهَا أَنْ تَأْتِيكَ فَتَسْأَلُكَ خَادِمًا يَقِيمُهَا حَرَمًا هِيَ فِيهِ، قَالَ: "اتَّقِي اللَّهَ يَا فَاطِمَةُ وَأَدِي فَرِيضَةَ رَبِّكَ وَاعْمَلِي عَمَلِ أَهْلِكَ، فَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ، فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاعْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكُتْرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ خَادِمٍ"، قَالَتْ: رَضِيتُ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَعَنْ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۱): تفرد به أبو داود بهذا السياق: (اتقي الله يا فاطمة، وأدي فريضة ربك، واعلمي عمل أهلك)، وأما البقية من الحديث فقد رواه كل من: صحيح البخاري لمريض الخمس ۶ (۳۱۱۳)، فضائل الصحابة ۹ (۳۷۰۵)، النفقات ۶ (۵۳۶۱)، الدعوات ۱۱ (۶۳۱۸)، صحيح مسلم للذكر والدعاء ۱۹ (۲۷۲۷)، سنن الترمذي للدعوات ۲۴ (۳۴۰۸)، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۴۵)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۹۶۷۱)، ويأتي هذا الحديث في الأدب (۵۰۶۲) (ضعيف).

د ابن اعبد نه روایت دې چې علیه راته او فرمائیل چې خپله او د فاطمي یوه واقعہ درته بیان نکړم کومه چې نبی ﷺ ته په خپل ټول خاندان کښې ډیره محبوب وه ماعرض او کړو وړي نه هغه او وئیل فاطمي به په لاس میچن گرځوله تردې پورې چې دهغې په لاسونو کښې نشانونه جوړ شوي وو او په شابه ئې داوبو مشکونه راوړل تردې چې په ملا کښې ئې د زخم نشان جوړ شوي وو او په کور کښې به ئې جارو وهله تردې چې د جامورنگ ئې بدل شوي وو نو یوځل نبی ﷺ ته غلامان او وینځي راغلي ما ورته او وئیل که چرې خپل پلار ته ورشي او یوه وینځه ترې او غواړي نو په تابه اساني راشي نوچه کله فاطمه ورغله نو دهغه سره ئې خلق ناست اولیدل چې خبرې ئې کولې تو واپس راغله بله ورځ بیا ورغله نبی ﷺ تپوس او کړو چې څه خبره ده هغه خاموش شو ماعرض او کړو ای د الله رسوله زه به درته او وایم میچن ئې په لاس کښې نشانونه جوړ کړي دی او داوبو مشکونو ئې په شاه کښې زخمونه جوړ کړي دی اوس تاته وینځي او غلامان راغلي دی مادي ته او وئیل چې د نبی ﷺ نه یو خادم او غواړه چې دی ته دکور په خدمت کښې اساني ملاو شي، نبی ﷺ او فرمائیل ای فاطمي د الله نه اویريږه او دخپل رب حکم اومنه او دخپل کور کارونه سر ته رسوه او کله چې اوده کیږي نو څلور دیرش ځله الله اکبر اودرې دیرش ځله سبحان الله اودرې دیرش ځله الحمد لله او اوبه کله چې داتعداد سل پوره شي نو داستاد پاره دیو خادم نه بهتر دې فاطمي او وئیل زه د الله اود رسول نه راضي یم.

(عن ابن اعبد قال قال علی ﷺ لا احثک عنی وعن فاطمة الخ)

د دې حدیث او د وړاندې حدیث مضمون تقریبا یو دې، او په هغې کښې دی چې علی فاطمي ﷺ ته او فرمائیل چې خپل پلار ته لاره شه او د هغوی نه یو خادم او غواړه، په دې باندې هغه رسول الله ﷺ ته لاره، (الی آخر القصة وقد اخرج البخاری ومسلم وابوداود والنسائی من حدیث عبدالرحمن بن ابی لیلی عن علی ﷺ هذا الحدیث بنحوه) وسیجی ان شاء الله تعالی فی کتاب الادب من کتابنا هذا، قاله المنذرج

[۲۹۸۹] (١) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: وَلَمْ يُخَيَّرْ.

دا حدیث د تیر حدیث په شان دې لیکن په دې کښې دا اضافه ده چې نبی ﷺ ورته خادم ورنکړو.

[۲۹۹۰] (٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْقُرَشِيُّ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ يَعْنِي ابْنَ عِيسَى: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهُ مِنَ الْأَبْدَالِ قَبْلَ أَنْ نَمُتَ أَنْ الْأَبْدَالِ مِنَ الْمَوَالِي، قَالَ: حَدَّثَنِي الدَّخِيلُ بْنُ إِيَّاسٍ بْنُ نُوحٍ بْنُ مُجَاعَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَرَّاحٍ بْنِ مُجَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مُجَاعَةَ أَنَّهُ أَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْلُبُ دِيَةَ أَخِيهِ قَتَلَتْهُ بَنُو سَدُوسٍ مِنْ بَنِي دُهَلٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ كُنْتُ جَاعِلًا لِمُشْرِكٍ دِيَةً جَعَلْتُ لِأَخِيكَ، وَلَكِنْ سَأَعْطِيكَ مِنْهُ عَقْبِي"، فَكُتِبَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِمَاةٍ مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ ثَمَيسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكَ

(١): انظر ما قبله (ضعيف)

(٢): تقدمه أبو داود، (تحفة الأشراف: ١١٢١٢) (ضعيف الاستاد)

بَنِي ذُهْلٍ فَأَخَذَ طَائِفَةٌ مِنْهَا وَأَسْلَمَتْ بَنُو ذُهْلٍ فَطَلَبَهَا بَعْدُ مُجَاعَةٌ إِلَى أَبِي يَكْرِ، وَأَتَاهُ بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ لَهُ أَبُو يَكْرِ بِأَتْنَى عَشَرَ أَلْفَ صَاعٍ مِنْ صَدَقَةِ الْيَمَامَةِ أَرْبَعَةَ أَلْفٍ بَرًّا وَأَرْبَعَةَ أَلْفٍ شَعِيرًا وَأَرْبَعَةَ أَلْفٍ تَمْرًا، وَكَانَ فِي كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُجَاعَةَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لِمُجَاعَةَ بْنِ مَرَارَةَ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى أُعْطِيَتْهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذُهْلٍ عُقْبَةً مِنْ أَخِيهِ.

روایت دي چې مجاعه دخپل قتل شوي ورور ددیت غوښتلو دپاره دبنی ذهیل په خدمت کښې حاضر شو څوک چې سدوسیانو قتل کړې وو او دده تعلق دبنی ذهیل قبیلې سره وو نبی ﷺ او فرمائیل که چېرې ما د کوم مشرک دیت ورکولې نو ستاد ورور دیت به مې ورکړې وو لیکن دهغه بدله به تاته درکړم، بیانیې ﷺ دده دپاره دا ولني خمس نه دسلو اوښانو ورکولو خط اولیکلو دهغه مال نه کوم چې نبی ﷺ ته دبنی ذهیل دمشرکانونه حاصل شوي وو مجاعه ته په دې اوښانو کښې یوڅو ملاو شول، ددې نه پس قبیله بن ذهیل اسلام قبول کړو او مجاعه خپل باقی اوښان دابوبکر نه او غوښتل دهغه دخلافت په زمانه کښې اوابوبکر ته ئې دبنی ذهیل خط راوړو، ابوبکر ورته داوښانو په بدل کښې دیمامي په صدقه کښې دولس زره صاع ورکړل په دې کښې څلور زره صاع غنم او څلور صاع وربشي او څلور زره صاع کجوري وي او د نبی ﷺ دخط مضمون داسې وو: شروع کوم په نوم دالله باندې چې بې حده رحم کونکې او مهربان دې داخط دمحمد رسول الله و دطرف نه دمجاعه بن مراره دپاره د څوک چې دبنی سلمه قبیلې والا دې مادده دپاره سل اوښان مقرر کړی دی په اولني هغه خمس کښې کوم چې به دبنی ذهیل دمشرکینونه حاصل شي دا معوضه ده دده دورور څوک چې قتل کړې شوي دي.

﴿ حدثنا محمد بن عيسى نا عنبسة بن عبد الواحد القرشي، قال ابوجعفر يعني ابن عيسى

_____ كنا نقول انه من الابدال قبل ان نسمع ان الابدال من الموالى ﴾

محمد بن عيسى د مصنف رحمته الله استاد چې د هغه کنیت ابوجعفر دې هغوی د خپلې استاد عنبسه په باره کښې وائی چې مونږ به دا گنډله د عنبسه په باره کښې چې هغه د ابدال د جماعت نه دې مخکښې د دې نه چې مونږ دا واورو چې ابدال د موالی نه وی یعنی د آزاد کړې شوي غلامانو نه.

مطلب دا دې چې عنبسه خو د موالی نه نه دې لهذا هغه د ابدال نه هم نه دې، لهذا زمونږ رومي خیال غلط راوتلو اختار هذا شيخنا في البذل، او صاحب دعون المعبود موالی لره د ممالیک په معنی کښې نه دې اخستلي بلکه د سادات په معنی ئې اخستلي دي یعنی مولی اعلی، او عنبسه قرشی دې په ساداتو کښې دې، په دې صورت کښې به مطلب دا وی چې په شروع کښې خو زمونږ دا صرف گمان وو روستو بیا هغه گمان په یقین سره بدل شو او مونږ ته دهغه د ابدالو نه د کیدو یقین پیدا شو، هذا المعنى عكس المعنى السابق.

د ابدالو او اوتاد ثبوت د احادیثو نه :

دلته د دې روایت په سند کښې د ابدال ذکر راغلې دې، د ابدال ذکر په ابوداؤد کښې د کتاب الفتن نه پس په باب ذکر المهدی کښې هم راغلې دې چې دهغې لفظ دا دې ﴿ فاذا رأى الناس

ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيايعونه ﴿ چه د هغې مضمون دا دې چه په آخر زمانه کښې به چه کله د امام مهدي په لاس باندې مکه مکرمه کښې د حجر اسود او مقام ابراهيم عليه السلام ترمينځه خلق د هغوی سره بيعت او کړی نو د هغې نه پس به د هغوی د مخالفينو يو لښکر اوچت شی د ملک شام نه کوم چه به هغوی سره د د جنگ کولو دپاره ځی نو هغوی به الله پاک په لاره کښې د مکې مکرمې او مدينې طيبې ترمينځه په زمکه کښې ښخ کړی، چه کله خلقو ته دا معلومه شی نو په دې سره به د خلقو په زړونو کښې د هغوی ډير عظمت پيدا شی، پس د عراق عابدان او زاهدان او د ملک شام ابدال به راشی او د هغوی په لاس باندې به بيعت شی. حضرت شيخ په حاشيه د بذل کښې د علامه سيوطي رحمه الله نه نقل کړی دی چه په صحاح سته کښې د ابدال ذکر نشته سوا د ابوداؤد د دې روايت نه، (واخرج الحاكم وصححه) و ورد في غير الصحاح ذكرهم في عدة احاديث جمعتها في مولف، حضرت شيخ په دې خپله حاشيه کښې ډير روايات د کتب حديث او تصوف او رجال تاريخ په حواله سره ليکلي دي. (۱) په دغه حاشيه کښې دی چه د علامه شامی هم يوه رساله ده چه د هغې نوم دې (اجابة الغوث ببيان حال النجباء والتجباء والابدال والوتاد والغوث) هم دغه شان د علامه سيوطي رحمه الله په الحاوی للفتاوی کښې يو رساله ده (الخبر الدال على وجود القطب والوتاد والنجباء والابدال) او سيوطي رحمه الله په (التعقبات على الموضوعات) کښې د حديث الابدال په باره کښې ليکلي دي: ﴿ صحيح وان شئت قلت متواتر ﴾ آه

﴿ حدثني الدخيل بن اياس بن نوح بن مجاعة بن هلال بن سراح بن مجاعة عن ابيه عن جده مجاعة انه اتى النبي ﷺ يطلب دية اخيه قتلته بنو سدوس من بني ذهل ﴾

مضمون د حديث:

د دې حديث راوی مجاعة بن مراره دې چه په يمامه کښې د اوسيدونکي قبيلي بنو حذيفه نه وو، دا په صحابه کرامو ﷺ کښې دی د خپلو قوم سردار وو. د هغوی کافر رور لره بنو سدوس قتل کړې وو نو د هغې ديت ئې د رسول الله ﷺ نه غوښتلو، کيدې شی چه د بيت المال نه اخستل مراد وی، رسول الله ﷺ او فرماييل چه که د مشرک ديت وې نو ما به ستا د رور ديت هم درکړې وې، خو زه به د ديت په عوض کښې څه درکوم يعنی د هغوی د زړه ساتلو دپاره، ځکه چه دې د خپل قوم سردار وو، چه د هغوی قوم هم اسلام ته مائل شی، او ښکاره خبره ده چه مجاعة د دې طلب ديت په وخت اسلام کښې داخل شوې وو (بذل) د دې وجې نه رسول الله ﷺ د هغوی دپاره يو خط اوليکلو چه مشرکان د بنو ذهل د قبيلي د غنيمت نه چه رومي کوم خمس اويستلې شی نو په هغې کښې دې سل اوښان دوی ته ورکړې شی، په هغه سلو کښې خو څه حصه هغوی ته ورکړې شوه او څه ئې باقي پاتې شوه، او دلته دا اوشوه چه بنو ذهل اسلام قبول کړو، بيا د صديق اکبر ﷺ په زمانه کښې دا

(۱) ماته محب مکرم مولانا حکيم سعود صاحب المعروف به حکيم اجميري ذکر کړل چه ما هم د ابدالو متعلق تقريبا اوبيا روايات جمع کړی دی

مجاغه هغوی ته راغلو د رسول الله ﷺ خط سره، نو هغوی د باقی دیت په باره کښې اولیکل دولس زره صاع د هغه صدقې ته چه د یمامه نه وصول شی، خلور زره صاع غنم، خلور زره صاع جوار، او خلور زره صواع کهجورې، او د رسول الله ﷺ خط کوم چه هغوی ته ورکړې وو داسې وو ﴿بسم الله الرحمن الرحيم هذا کتاب من محمد ﷺ لمجاغة بن مرارة من بنی سلمی انی اعطيته مئة من الابل من اول خمس یخرج من مشرکی بنی ذهل عقبه من اخیه﴾

باب مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ

د صفي په نوم د حصې بيان

[۲۹۹۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمٌ يُدْعَى الصَّفِيُّ إِنْ شَاءَ عَبْدًا وَإِنْ شَاءَ أَمَةً وَإِنْ شَاءَ فَرَسًا يَخْتَارُهُ قَبْلَ الْخُمْسِ.

د شعبی نه روایت دي فرمائی چه د نبی ﷺ دپاره یوه خاص حصه مقرر وه کوي ته چه به صفي وئيلي کيدل کله چه به نبی ﷺ مناسب او گټورل دمال غنيمت نه د خمس ويستلونه مخکښي به ئي د خان دپاره غلام يا وينځه يا اس خوښ کړو

[۲۹۹۲] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَأَزْهَرُ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفِيِّ، قَالَ: "كَانَ يُضْرَبُ لَهُ بِسَهْمٍ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ لَمْ يَشْهَدْ وَالصَّفِيُّ يُؤْخَذُ لَهُ رَأْسٌ مِنَ الْخُمْسِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ".

د ابن عون نه روایت دي فرمائی چه د محمد بن سيرين نه مې تپوس او کړو په باره دبرخي د نبی ﷺ کښې او په باره د صفي کښې راوي وائی د نبی ﷺ دپاره به دنورو مسلمانانو سره حصه مقررولي شوه اگرچه په جنگ کښي به نه وو شريك شوي اودهغه دپاره به دهرڅه نه مخکښي په پنځمه حصه کښي صفي بيلولې شو.

په دي باب باندې کلام په ﴿باب في الصفايا﴾ کښې تير شوې دي، او د صفي سره متعلق مسائل هم، د دي باب په رومي حديث کښي، ﴿يختاره قبل الخمس﴾ چه رسول الله ﷺ به سهم صفي اخستلو، د خمس راويستلو نه مخکښي، يعني د اصل غنيمت نه مخکښي، په بذل کښي ليکلې شوې دي چه زمونږ مذهب هم دا دي خو د دي نه په روستو روایت کښي را روان دي ﴿والصفي يؤخذ له رأس من الخميس قبل كل شيء﴾ دا رومي حديث خلاف دي، او دفع تعارض داسې کيدې شي چه په رومي روایت کښي قبل الخمس نه مراد قبل تقسيم الخمس مراد واخستلې شي، يعني په خمس کښي سهم صفي مراد اخستلو نه پس د هغې تقسيم کولې شي، پس تعارض دفع شو.

[۲۹۹۳] (۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا كَانَ لَهُ سَهْمٌ صَافٍ يَأْخُذُهُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَتْ صَفِيَّةٌ مِنْ ذَلِكَ السَّهْمِ، وَكَانَ إِذَا لَمْ يَغْزُ بِنَفْسِهِ ضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَلَمْ يُخَيَّرْ.

۱: سنن النسائي ۱/ ۴۱۵۰، (تحفة الأشراف: ۱۸۸۶۸) (ضعيف الإسناد)

۲: تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۲۹۵) (ضعيف الإسناد)

۳: تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۲۱۴) (ضعيف الإسناد)

د قتاده نه روایت دي فرمائي چه كله به نبي ﷺ پخپله په جنگ كښې شركت او كړو نوچه د كوم خائي نه به ئې خوښه وه دخان دپاره به ئې يوه حصه منتخب كړه او صفيه رضي الله عنها د نبي ﷺ په حصه كښې په غزوه خيبر كښې راغلي وه، اوبى رضي الله عنه چه به كله پخپله په جنگ كښې نه وو شريك شوي، نودهغه دپاره به يوه حصه تعين كړې شوه او پخپله به ئې انتخاب نه كولو.

د باب دريم حديث دا دي (عن قتادة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا غزا كان له سهم صاف الخ) په دي روايت كښې د سهم صافي په باره كښې دا دي چه دا به د هغوی دپاره هغه وخت وو چه كله رسول الله ﷺ په هغه غزا كښې شريك وو او د هغوی چه كومه دويمه حصه په غنيمت كښې هغه مطلقا وه. كه د په غزوه كښې به د رسول الله ﷺ شركت وو او كه به نه وو خو د دي باب چه كوم آخري حديث را روان دي د هغې نه معلومېږي چه سهم صافي او سهم غنيمت دواړه عام وو دا ټول بحث په باب الصفايا كښې تير شوي دي.

[۲۹۹۴] (۱) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا سَفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ صَفِيَّةٌ مِنَ الصَّفَى.

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روایت دي چه ام المومنين صفيه رضي الله عنها په صفي كښې وه.

(عن عائشة رضي الله عنها قال كانت صفية من الصفي)

يعني د رسول الله ﷺ زوجه محترمه صفيه رضي الله عنها رسول الله ﷺ ته په سهم صافي كښې ور كړې شوې وه، دا روايت د راتلونكي مفصل روايت خلاف دي، او صحيح خبره هم هغه ده لهذا د دي روايت دي دا تاويل او كړې شي چه مراد من حيث المال دي او كوم چه را روان روايت دي په هغې كښې داسي دي

[۲۹۹۵] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَدْ مَنَّا خَيْرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ تَعَالَى الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حِمْيٍ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عُرُوسًا قَاصِطًا هَارِ سُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فُخِّرَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سُدَّ الصُّهْبَاءِ حَلَّتْ قَبَائِي بِهَا.

دانس ابن مالك نه روایت دي فرمائي چه مونږه خيبر ته راغلو كله چه الله تعالى فتح كړو نو خلقو نبي ﷺ ته دصفية بنت حيمي دبنائست ذكر او كړو دچاچه خاوند قتل كړې شوې وو اونايي وه نونبي ﷺ دخپل خان دپاره منتخب كړه اوبياني رضي الله عنه دخپل خان سره بوتله تردې چه نبي ﷺ سد الصهباء مقام ته اورسيدو هلته هغه حلاله (دحيض نه پاكه شوه او صحبت ئې ورسره وكړو.

[۲۹۹۶] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ هُثَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةٌ لِدِحِيَةِ الْكَلْبِيِّ، ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۱): تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۹۱۸) (صحيح)

(۲): صحيح البخاري/البیوع ۱۱۱ (۲۲۳۵)، الجهاد ۷۴ (۲۸۹۳)، المغازي ۳۹ (۴۲۱۱)، الأطعمة ۲۸ (۵۴۲۵)، الدعوات ۳۶ (۶۳۶۳)، وانظر حديث رقم (۲۰۵۴)، (تحفة الأشراف: ۱۱۱۷) (صحيح)

(۳): سنن ابن ماجه/النكاح ۴۲ (۱۹۵۷)، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۸۰/۳) وانظر حديث رقم (۲۰۵۴) (صحيح)

دانس بن مالک رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه صفیه رضی اللہ عنہا اول د دحیه کلبی په حصه کښې راغلی وه بیا هغه د نبی صلی اللہ علیہ وسلم په حصه کښې راغله.

[۲۹۹۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا بِهِ زَيْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: وَقَعَ فِي مَكْمَرٍ دَحِيَّةٌ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ، فَأَشْتَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سَلِيمٍ تَصْنَعُهَا وَتَبْنِيهَا، قَالَ حَمَّادٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَتَعْتَدُ فِي بَيْتِهَا صَفِيَّةً بِنْتُ حَبِيبٍ.

دانس بن مالک رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه د دحیه الکلبی په حصه کښې یوه بهترینه ځانسته جینې راغله نبی صلی اللہ علیہ وسلم داوه غلامانو په بدل کښې دحیه الکلبی نه واخستله او بیاني ام سلیم رضی اللہ عنہا ته حواله کړه چه سنگارني کړي اوتیاره ئې کړي حماد وائی چه زما خیال دي چه داسې ئې ووئیل چه دام سلیم په کور کښې عدت تیر کړه.

[۲۹۹۸] (۲) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جُمِعَ السَّبْيُ يَعْنِي بِخَيْرٍ فَجَاءَ دَحِيَّةٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، قَالَ: "أَذْهَبُ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخِذْ صَفِيَّةً بِنْتُ حَبِيبٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَعْطَيْتَ دَحِيَّةً، قَالَ يَعْقُوبُ: صَفِيَّةً بِنْتُ حَبِيبٍ سَيِّدَةُ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ، ثُمَّ انْفَقَا مَا تَصْلَحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: أَذْغَوْهُ بِهَا، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.

دانس رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه د خیبر ټول قیدیان یوځانې ته راجمع کړي شول او هلته دحیه الکلبی راغې او وئې وئیل ای دالله رسوله په دي قیدیانو کښې یوه وینځه ماته راکړه نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل ورشه اویوه وینځه واخله نو ورغې اوصفیه بنت حبیبې واخستله په دي وخت کښې یوکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته راغې او وئې وئیل یا رسول الله تادبنونضیر اوبنوقریظه دیهودیانو د سردار لوردحیه کلبی ته ورکړه داخوستانه علاوه دبل چاسره نه بنائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمائیل را اوئې غواړئ کله چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیه اولیدله نو دحیه ته ئې اوفرمائیل دخان دپاره کومه بله وینځه واخله بیانی صلی اللہ علیہ وسلم دي لره ازاده کړه اونکاح ئې ورسره وکړه.

«عن انس رضی اللہ عنہ قال جمع السبي بخير فجاء دحية فقال يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اعطني جارية من السبي، قال اذهب فخذ جارية فاخذ صفية ابنة حبى الخ»

صفیه رضی اللہ عنہا د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په حصه کښې څنګه راغله؟

یعنی د خیبر قیدیان چه کله جمع کړې شو نو دحیه کلبی رضی اللہ عنہ د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شو او د هغوی نه ئې په هغه قیدیانو کښې د یوې وینځې فرمائش اوکړه، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هغه ته اختیار ورکړو چه یو وینځه واخله، هغوی صفیه رضی اللہ عنہا واخستله، نو سړې د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې اوکړو یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تاسو دحیه ته صفیه ورکړه هغه خو د بنوقریظه اوبنونضیر سرداره ده او دحیه دپاره مناسب نه

۱: تفرد به أبو داود، وانظر حديث رقم (۲۰۵۴) (تحفة الأشراف: ۳۷۷، ۳۹۰) (صحیح)

۲: صحيح البخاري / الصلاة ۱۲ (۳۷۱)، صحيح مسلم / النكاح ۱۴ (۱۳۶۵)، سنن النسائي / النكاح ۶۴ (۳۳۴۲)، تحفة

الأشراف: ۹۹۰، ۱۰۵۹، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۸۶، ۱۰۱/۳) (صحیح)

ده ستاسو دپاره مناسب ده. په دې باندې رسول الله ﷺ دحیه د صفیې ﷺ سره راوغوښتلو، او هغوی په هغې باندې نظر اچولو سره او فرمائیل چه بله وینځه واخله، او بیا ئې صفیه ﷺ آزاده کړه او د هغې سره ئې نکاح اوکړه.

په دې روایاتو کښې یو روایت کښې دا هم دی د صفیې ﷺ په باره کښې چه «وقد قتل زوجها وکانت عروسا» او دا هم دی چه «تخرج بها حتى بلغنا سد الصهباء حلت فبی بها» یعنی د خیبر نه په واپسې باندې چه کله رسول الله ﷺ مقام د سد الصهباء ته راوړسیدلو نو هغه د رسول الله ﷺ دپاره حلاله شوه، د دې نه مراد طهارت دې د حیض نه، یعنی استبراء حاصله شوه. د دې نه پس رسول الله ﷺ د هغې سره بناء اوکړه (تخلیه).

او په روایات الباب کښې په یو کښې دا هم دی د حیه په حصه کښې یو جاریه جمیله راغلې وه «فاشترها رسول الله ﷺ بسبعة رؤس» یعنی رسول الله ﷺ یوه وینځه د اووه وینځو په عوض کښې واخستله. د دې نه مراد دا دی چه رسول الله ﷺ د حیه د صفیه اخستلو سره هغه ته د دې په بدل کښې اووه وینځې ورکړې، او دا چه په روایت کښې راغلې دی چه یو صحابی ﷺ راغلو او رسول الله ﷺ ته ئې عرض اوکړو چه هغه ستاسو دپاره ډیره مناسبه ده او د حیه د مناسب نه ده مطلب دا دی چه د دې د حیه ته تلل د مصلحت خلاف دی، ځکه چه په صحابه کرامو ﷺ کښې د حیه د پام په شان بلکه د هغوی نه افضل ډیر زیات وو او دا یو اوچت شان والا جاریه وه نو د حیه د سره د کیدو د وجې نه به نور ته احساس کیدو او د بشریت د تقاضې مطابق دا د تنافس مقام وو، او د رسول الله ﷺ سره د کیدو په صورت کښې به د چا هم دا اشکال نه وو.

وئیلې شوې دی چه د صفیه نوم د رسول الله ﷺ د اصطفاء نه مخکښې زینب ووبیا چه کله په سهم صفی کښې راغله نو د هغې نوښت صفیه کیخودلو، (کذا فی البذل) خو په عون المعبود کښې د امام نووی رحمه الله نه نقل کړې شوې دی چه صحیح خبره دا ده چه د هغې نوم د مخکښې نه صفیه وو.

[۲۹۹۹] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا قُرَّةٌ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا بِالْبَرِيدِ فَجَاءَ رَجُلٌ أَشْعَثُ الرَّأْسِ بِيَدِهِ قِطْعَةً أَدِيمٍ أَحْمَرٍ، فَقُلْنَا: كَأَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَقَالَ: أَجَلٌ قُلْنَا: نَأْوِلُنَا هَذِهِ الْقِطْعَةَ الْإِدِيمَ الَّتِي فِي يَدِكَ، فَنَأْوِلُنَاهَا فَقَرَأْنَاهَا فَأَدْفَاهَا مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى بَنِي زُهَيْرِ بْنِ أَقْبِيشَ: "إِن كُنْتُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقِمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ، وَأَدَيْتُمُ الْخُمْسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَتَتَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفِيَّ أَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"، فَقُلْنَا مَنْ كَتَبَ لَكَ هَذَا الْكِتَابَ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

د یزید بن عبد الله نه روایت دې فرمائی چه مونږه په مريد مقام کښې وو په دې وخت کښې یوکس راغې اودسر ويخته ئې گله وه وو او په لاس کښې ئې سره خرمن نیولي وه مونږ ورته اووئیل ته خوداسې ښکاري لکه زنگل نه چه راغلې یې هغه اووئیل هو مونږ ورته اووئیل داخرمن مونږ ته راکړه کومه چه ستا په لاس کښې ده نومونږ ته ئې راکړه نومونې

ولوستله او په هغې کښې داليکلې شوي وو دالله در رسول محمد دطرف نه بنی زهير بن اقيش قبيلې ته که چري تاسو ددې کلمې گواهي ورکړئ لا اله الا الله واین محمدا رسول الله اومونځونه قائم کړئ او زکاتونه اداکړئ او غنیمت کښې خمس ورکړئ اود نبی ﷺ حصه اود صفی حصه ورکړئ نو تاسو ته دالله اود رسول دطرف نه امن دې مونږ ورته او وئیل دادرله چالیکلې دې هغه او وئیل رسول الله ﷺ

مضمون الحديث:

«سعت یزید بن عبدالله قال کنا بالمرید فجاء رجل اشعث الراس بیده قطعة ادیم احمر فقلنا کانک من اهل البادية» دا دې باب آخری حدیث دې چه د هغې ذکر مونږ سره اوس نژدې راغلي وو، د دې مضمون دا دې یزید بن عبدالله وائی چه مونږ په مقام مرید کښې وو (په بصره کښې یو ځای دې) نو یو سړې د خورو ورو وینستو والا راغلو چه د هغه په لاس کښې د سړې څرمنې یو ټکړه وه (چه په هغې باندې څه لیکلې شوې دی) مونږ هغه ته اووې چه ته کلی وال معلومېږې هغه اووې او، مونږ اووې ستا په لاس کښې چه دا کومه ټکړه ده دا لږه مونږ ته راکړه هغه مونږ ته راکړې نو مونږ اوکتل چه په هغې کښې لیکلې شوې وو «من محمد ﷺ الی بنی زهير بن اقيش انکم ان شهدتم ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقمت الصلوة واتیم الزکوة وادیتم الخمس من المغنم وسهم النبی ﷺ وسهم الصفی انتم امتون بامان الله ورسوله»

په دې لیک کښې د رسول الله ﷺ د دوه حصو ذکر دې چه حصه د غنیمت او دویم سهم صفی، او د دې دواړو په باره کښې دا دی چه که تاسو دواړه دا ادا کوئ (سره د هغه باقی امورو نه کوم چه په خط کښې ذکر دی) نو تاسو زمونږ د طرف نه په امن یئ د دې نه معلومېږې چه د رسول الله ﷺ دپاره دواړه حصې مطلقا وې، په غزا کښې د شرکت کولو قید نه وو، د سهم غنیمت په باره کښې نو په روایت کښې هم اتفاق دې او د علماء کرامو ترمینځه هم خو د سهم صفی په باره کښې د باب په شروع کښې چه کوم حدیث کښې تیر شوی دی هغه د دې خلاف دی، د حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ رائي د دې حدیث د وجې نه د عدم تقیید ده او په تیر شوی باب کښې دا تیر شوی دی چه حضرت په بذل کښې لیکلې دی چه په کتب فقه کښې ماته د دې تصریح نه ده ملاؤ شوې.

حدیث یزید بن عبدالله سکت علیه المنذری وکتب الشیخ محمد عوامه ان المزی رحمۃ اللہ علیہ

عزاه الی النسائی.

باب کيف كان إخراج اليهود من المدينة د مدینې نه د یهودیانو ویستل په څه وجه دی؟

مختصر تاریخ د یهودو د غزواتو متعلق

ترجمة الباب یعنی کیفیت اخراج یهود من المدينة په باره کښې تاسو په دې ځان پوهه کړئ چه یهود د چا سره چه د رسول الله ﷺ د جنگ ضرورت راغلو دوه قسمونه وو، بعض خو هغه وو کوم چه د مدینې نه بهر په خیبر کښې آباد وو، دا خیبر چه یو لوڼې کلې دې د

مدینې نه په شمال مغرب کښې تقریبا د یونیم سل کلومیټر په فاصله باندې واقع دې، او بعض قبائل د یهودو وې کوم چه د مدینې او د هغې خوا په خوا علاکو کښې خورې شوې وې. په دې وجه اول خو د غزوې ضرورت راغلو د مدینې د یهودو سره چه هغوی د مدینې نه خارج کړې شو یا قتل کړې شو چه د هغې تفصیل وړاندې را روان دې، او د خیبر د یهودو سره د قتال حاجت روستو راغلو خو د فتح نه روستو هغوی د هغه ځانې نه او نه ویستلې شو بلکه د رسول الله ﷺ د هغوی سره معاهده اوشوه چه کله مسلمانان او غواری تاسو به اوباسی.

د دې نه پس خان پوهه کړئ چه کله رسول الله ﷺ هجرت کولو سره مدینې طیبې ته اورسیدلو نو هغه وخت د هغه ځانې آبادی لکه چه په حدیث الباب کښې را روانه ده مخلوط وه د مسلمانانو مشرکانو او یهودیانو، د مشرکانو دوه مشهور قبیلې وې اوس او خزرج چه د هغوی لقب د هغوی د مشرف باسلام کیدو نه پس انصار شو. او د یهودو درې لوڼې قبیلې هلته آبادې وې بنو نضیر (چه د کومو شمیر په اشرافو کښې وو) او بنو قریظه (چه د کمې درجې گنرلې کیدل) او بنو قینقاع (د عبدالله بن سلام رضی الله عنہ قوم) رسول الله ﷺ مدینې طیبې ته د رسیدلو نه پس د هجرت په رومبو وختونو کښې د مدینې د یهودو سره معاهده کړې وه د امن وامان د قائمو لو. خو دې خلقو عهدونه ماتول چه په هغې باندې هغوی سره قتال کیدو، پس د ټولو نه اول بې لوظی قینقاع او کړه دا د شوال ۲ هجری واقع ده چه رسول الله ﷺ هغوی سره د قتال اراده اوفرمائیله نو خلق د مقابلې نه بچ کیدو دپاره په قلعه گانو کښې بند شو. رسول الله ﷺ د هغوی محاصره او کړه، چه کله هغه د محاصرې نه تنگ شو نو جلا وطنی ئې منظور کړه او د قلعه نه راکوز شو او شام ته لاړل، د دې نه پس په ۴ هجری کښې د بنو نضیر یهودو د مسلمانانو سره بد عهدی او کړه د هغوی د بد عهدی واقع په را روان باب «باب فی خبر النضیر» په متن کښې راروانه ده، پس هغوی سره مقابلې ته ضرورت راغلو نو هغه هم په قلعه گانو کښې بند شو تردې چه عاجز کیدو سره ئې جلا وطنی قبول کړه او دا خلق د مدینې طیبې نه وتلو سره په خیبر کښې آباد شو او خیبر گویا د یهودو مرکز او د هغوی د سازشونو آده جوړه شوه، د بنو قریظه سره په دې موقع باندې مصالحت شوې وو، پس وړاندې په روایت کښې راځی «عن ابن عمر رضی الله عنهما ان یهود النضیر وقریظه حاربوا رسول الله ﷺ فاجلی رسول الله ﷺ بنی النضیر وافر قریظه» الحدیث یعنی په دې موقع باندې رسول الله ﷺ بنو قریظه په مدینه طیبه کښې برقرار اوساتل، خو دې خلقو د غزوې احزاب په موقع باندې د مشرکانو ملگرتیا او کړه پس رسول الله ﷺ د غزوې احزاب د فراغت نه پس په ۵ هجری کښې په هغوی باندې حمله او کړه هغوی قلعه بند شو او هغوی مجبور کیدو سره قبیلې اوس لره په مینځ کښې اچولو سره سیدنا سعد بن معاذ رضی الله عنه لره حکم جوړ کړو، هغوی د دوی د قتل فیصله ورکړه چه په هغې باندې د بنو قریظه سړی چه د هغوی تعداد په روایتونو کښې څلور سوه راځی ټول په مدینه طیبه کښې قتل کړې شو، او دې پورته معلومه شوه چه بنو نضیر د مدینې نه جدا کیدو سره په خیبر کښې

اباد شوې وو او هر وخت به ئې د مسلمانانو خلاف سازشونه کول تر دې چه په ۷ هجري کښې رسول الله ﷺ په هغوی پسې ور اوتلو مسلمانانو ته فتح حاصله شوه، په غنیمت کښې مسلمانانو ته ډیر زیات مال او دولت حاصل شو، علی رضی الله عنه فاتح خیبر باندي مشهور دې، باقی په دې فتح کښې هغوی د هغه ځانې نه او نه ویستلې شو بلکه معاهده اوشوه چه هغوی به هم هلته د ذمیانو په شکل اوسیږي، او د دې سره هغوی رسول الله ﷺ ته درخواست اوکړو چه تاسو خو د خپل دین د کار نه اوزگار نه یئ ستاسو کار کرونده کول نه دی، دا باغونه او زمکې مونږ ته حواله کړئ مونږ به په دې زمکو کښې کرونده کوو او تاسو ته به تیاره غله ملاویږي. رسول الله ﷺ هغوی سره په دې باندي د مزارعت معامله اوکړه چه هغې ته مخاږه وائی، او د باغونو معامله ئې ورسره هم اوکړه چه هغې ته مساقات وائی دا ډیر زیاتو کهجورو باغونه وو (۱) او هغوی سره هغه وخت فیصله دا اوشوه چه تاسو دلته اوسیدو سره کرونده وغیره کوئ چه کله مسلمانان غواړي تاسو به د دې ځانې نه اوباسی، د ابوبکر صدیق رضی الله عنه د خلافت پورې خو هلته اوسیدل، چه کله د عمر رضی الله عنه د خلافت زمانه راغله نو هغوی دوی د اریحاء او تیماء طرف ته جلا وطن کړل لکه چه وړاندي په روایت کښې دی.

په شروع کښې دا مختصر تاریخ د یهودو د غزواتو او د هغوی سره جهاد اجمالی طور اولیکلې شو د دې دپاره چه په راروانو بابونو کښې او د هغې د احادیثو په فهم کښې سهولت پیدا شی. والله تعالی الموفق والمیسر

[۳۰۰۰] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبِعَ عَلَيْهِمْ، وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَحْرُسُ عَلَيْهِ كَقَارِ قُرَيْشٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئَنَ قَدِيمَ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُهَا أَخْلَاطَ مِنْهُمْ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ وَالْيَهُودَ، وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهِ بِالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ فَعِيَهُمْ أَنْزَلَ اللَّهُ: وَلِتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آتَوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ آيَةَ ٨٦، فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ عَنِ أَذَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ، فَبَعَثَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ، فَلَمَّا قَتَلُوهُ فَزَعَتِ الْيَهُودَ وَالْمُشْرِكُونَ فَقَعَدُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: طَرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ، فَذَكَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَانَ يَقُولُ: وَدَعَاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ كِتَابًا يَنْتَهُونَ إِلَى مَا فِيهِ، فَكُتِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَامَّةً صَعِيفَةً.

کعب بن مالک نه د خپل پلار نه روایت کوی اودې په هغه درې کسانو کښې وو چه توبه ئې قبوله شوي وه (په غزوه تبوک کښې دنه شریک کیدو په وجه) او کعب بن اشرف یهودي به د نبی ﷺ بد بیانول اود قریشو مشرکان به ئې جنگ ته رافارول نبی ﷺ چه کله مדיني ته

(۱) پس په دې باغونو کښې د یو باغ نوم کتیبه وو چه د هغې ذکر په (باب ما جاء فی حکم ارض خیبر) په یو روایت کښې داسې دې چه د امام مالک رضی الله عنه د هغه شاگرد تبوس اوکړو چه کتیبه څه څیز دې؟ نو هغوی جواب ورکړو چه د خیبر یو باغ دې چه په هغې کښې د څلویښت زره د کهجورو اونې وې (تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۱۵۲) (صحیح الإسناد)

راغې نودهغه په وخت کښې په مدينه کښې هر مذهب والا خلق موجود وو په هغې کښې مسلمانان هم وو او مشرکين هم وو چاچه به د بتانو عبادت کړو اوبعضې يهوديان چه نبي ﷺ او صحابه کراموته به ئې تکليفونه رسول الله تعالى خپل پيغمبر ته د صبر حکم او کړو په دې سلسله کښې دا ايت: «ولتسمعن من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم» نازل شو کله چه کعب بن اشرف نبي ﷺ ته د تکليف رسولونه منع نه شو نونبي ﷺ سعد بن معاذ به ته حکم او کړو چه د کعب بن اشرف دوژلو دپاره يو څوکسان اوليرې نوهغه محمد بن مسلمه اوليرې، اودقتل واقعه ئې داسې بيان کړه کله چه دوی کعب بن اشرف قتل کړو نومشرکين او يهوديان او يريدل اوسحر د نبي ﷺ په خدمت کښې حاضر شول او وئې وئيل چه زمونږ مشر کعب بن اشرف دشپې قتل کړې شوې دې نبي ﷺ دوی ته هغه خبرې بيان کړي کوم چه به ده حجره کوله ددې نه پس نبي ﷺ دې خلقوته اوفرمايل چه اوس زمونږه اوستاسوپه مينځ کښې يوه معاهده ليکل پکار دي په کومې باندې چه به دواړه ډلې قائم وي، نونبي ﷺ ددې خلقو اودخپل خان اودنورو مسلمانانو دپاره يوعام قرار داد تحرير کړو.

«عن عبدالرحمن بن عبدالله بن كعب بن مالك عن ابيه... وكان احد الثلاثة الذين تيب عليهم»
عبدالرحمن د خپل پلار عبدالله بن كعب نه روايت كوي، وړاندې په روايت كښې دى «وكان احد الثلاثة» ضمير په ظاهر كښې د عبدالله طرف ته واپس كيږي، خو هغه مراد نه دې بلكه د هغه پلار كعب بن مالك مراد دې (دا امر قابل تنبيه دې گڼي د عبارت د ظاهر نه د حقيقت د خلاف شبه پيدا كيږي).

د كعب بن اشرف يهودى د قتل قصه :

دا كعب بن الاشرف يهودى د بنوقينقاع نه وو ډير د لوئې شان والا او شاعر قسم سړى وو او ډير زيات ضررى وو، د رسول الله ﷺ به ئې په شعرونو كښې بدى بيانوله (والعياذ بالله)، او د قريشو كفار به ئې د مسلمانانو خلاف راپاسول، وړاندې راوى وائى چه كله رسول الله ﷺ مدينې طيبي ته تشریف راوړو نو د هغه ځانې آبادى مخلوط (يعنى خلق پكښې گډه وه اوسيدل، مسلمانان او مشركان او يهوديان ټول پكښې اوسيدل او دې يهودى به رسول الله ﷺ او صحابه كرامونږ ته تكليف وركولو، الله اك خپل نبي ﷺ ته د عفو او صبر حكم كولو، پس رسول الله ﷺ هم هغوى معاف كول) فلما ابى كعب بن الاشرف ان ينزع عن اذى النبي ﷺ امر النبي ﷺ سعد بن معاذ ان يبعث رهطا يقتلونه فبعث محمد بن مسلمة

يعنى هر كله كعب بن اشرف رسول الله ﷺ ته د تكليف وركولو نه قلاز نه شو نو رسول الله ﷺ سعد بن معاذ ﷺ ته حكم او كړو چه يو جماعت د هغه په قتل پسې اوليرې، پس هغوى محمد بن مسلمة ﷺ وغيره اوليرلو، وړاندې په روايت كښې دى چه كله كعب بن الاشرف قتل كړې شو كوم چه د هغوى د يو اهم سړى قتل وو نو په دې باندې يهود او مشرکين ټول او يريدل او چونكه دا قصه د هغه د قتل د شپې راغلې وه په دې وجه دا خلق سحر وختى د رسول الله ﷺ په خدمت كښې حاضر شو او هغوى ته ئې شكايات او كړو چه د شپې زمونږ فلانې سړى قتل كړې شوې دې نور رسول الله ﷺ هغوى ته د هغه د شرارتونو او

د هغه د تکلیف ورکولو تذکره اوکره، بیا رسول الله ﷺ د هغوی مخې ته د معاهدې خبره اوکره، پس عهد نامه اولیکلې شوه، په روایت کښې هم دومره دی. خو صرف په دې سره ترجمه الباب ښکاره نه شو په دې وجه دا به وئیلې شي چه په دې حدیث کښې د معاهدې ذکر دې نو سبب جوړ شو د هغوی د اخراج ځکه چه هغوی په خپله معاهده باندې قائم پاتې نه شو او عهد ئې مات کړو هم په دې باندې هغوی سره قتال او شو او هغوی ویستلې شو.

په دې روایت کښې دی چه رسول الله ﷺ د کعب د قتل حکم سعد بن معاذ رضی الله عنه ته ورکړو، حال دا چه د دې نه مخکښې په کتاب الجهاد کښې (باب العدو یوتی علی غرة) کښې دا تیر شوی دی چه رسول الله ﷺ او فرمائیل (من الکعب بن الاشرف؟ فقام محمد بن مسلمة بطوله) چه په هغې کښې د هغه د قتل تفصیل ذکر کړې شوې دې، د دې اشکال جواب به په ظاهر کښې هلته تیر شوې وی هغه دا چه اصل خو هم روایت دې کوم چه مخکښې تیر شو خو چه کله محمد بن مسلمة د قتل دپاره تیار شو نو رسول الله ﷺ او غوښتل چه د هغوی سره خو کسان نور کړی پس سعد بن معاذ رضی الله عنه وغیره ئې د هغوی سره اولیرل.

دا قتل د کعب په ربیع الاول ۳ هجری کښې راپېښ شو، او په دې روایت کښې دی چه د یهودو سره معاهده د هغه واقعي نه پس اوشوه، د دې نه دا نتیجه راووتله چه د یهودو سره د معاهدې شروع د ۳ هجری نه ده.

وقد اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی قتل کعب بن الاشرف اتم من هذا، وقد تقدم

فی کتاب الجهاد، قاله المنذری

[۳۰۰۱] (۱) حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرِو الْأَيَامِيِّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَعِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدِمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ الْيَهُودَ فِي سُوْقٍ فَيَنْقَاعُ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا"، قَالُوا: "يَا مُحَمَّدُ لَا يُغْنِيكَ مِنْ نَفْسِكَ أَنْكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا أَعْمَارًا لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ وَأَنْكَ لَمْ تَلَقَ مِثْلَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ: قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سِتْغَلِيونَ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ آيَةٌ ٣٣" قَرَأَ مُصَرِّفٌ إِلَى قَوْلِهِ فَنَزَلَ تَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ آيَةٌ ٣٣ بِدَرْ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ آيَةٌ ٣٣.

دا بن عباس رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه کله نبی ﷺ په غزوه بدر کښې په مشرکینو غالب شو او مدینې ته واپس راغې نو د بنی قینقاع په بازار کښې ئې یهودیان جمع کړل او وي فرمائیل ای یهودیانو د دې نه مخکښې چه ستاسو هم هغه حالت شي کوم چه دقریشو شو اسلام قبول کړئ هغوی وئیل ای محمد ﷺ ته په دې خبره باندې مه غره کیږه چه تا دقریشو یو څو کسان قتل کړل څوک چه د جنگ نه ناواقفه وو او تجربه ئې نه وه که چرې تا زموږ په شان خلقو سره جنگ کړي وي نو تاته به معلومه شوي وه چه موږ څومره بهادر او تجربه کاریو او تربیت یافته یو ستا زموږ په شان خلقو سره واسطه نده راغلي نو په دې وخت

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۵۶۰۶) (ضعیف الإسناد)

کښې الله تعالی دا ایت: «قل للذین کفروا ستغلبون» نازل کړو
 «عن ابن عباس رضی الله عنهما قال لما اصاب رسول الله ﷺ قريشا يوم بدر وقدم المدينة جمع اليهود في سوق بني قينقاع فقال: يا معشر يهود اسلموا قبل ان يصيبكم مثل ما اصاب الخ»

مضمون الحديث :

یعنی رسول الله ﷺ چه کله په جنگ بدر کښې په قريشو باندې برې بیا موندلو او د بدر نه مدینې طیبې ته واپس شو نو رسول الله ﷺ یهود جمع کړل او وی فرمائیل چه تاسو اسلام راوړئ مخکښې د دې نه چه په تاسو هم هغه مصیبت راشی کوم چه په قريشو باندې راغلو، په دې باندې هغوی جواب ورکړو چه گوره تاسو دې دا خیز په دهوکه کښې نه اچوی چه تاسو د قريشو خو افرادو لره قتل کړل، «کانوا اغمارا» (دا د غمر جمع ده په معنی د ناتجربه کار او ناپوهه) چه ناپوهه وو، په جنگ باندې نه پوهیدل، د جنگ د طریقو نه خبر نه دی، تاسو مونږ سره جنگ او کړئ نو تاسو ته به پته اولگی چه صرف مونږ یعنی یهود انسانان یو، او ستاسو هم لا زمونږ په شان خلقو سره مقابله نه ده راغلې په دې باندې دا آیت کریمه نازل شو «قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الى جهنم»

[۳۰۰۲] حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مَوْلَى لُزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنِي ابْنَةُ مُحْيِصَةَ، عَنْ أَبِيهَا مُحْيِصَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ ظَفَرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودٍ فَاقْتُلُوهُ"، فَوُتِبَ مُحْيِصَةَ عَلَى شَبِيبَةٍ رَجُلٍ مِنْ تِجَّارِ يَهُودٍ كَانَ يُلَابِسُهُمْ فَقَتَلَهُ وَكَانَ حَوِصَةً إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمْ وَكَانَ أَسَنَ مِنْ مُحْيِصَةَ، فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حَوِصَةً يَضْرِبُهُ، وَيَقُولُ: يَا عَدُوَّ اللَّهِ أَمَا وَاللَّهِ لَرُبِّ شَحْمٍ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ.

د محیصه رضی الله عنہا نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلی دی په یهودیانو کښې چه څوک تاسو ته ملاوښی نو قتل ئې کړئ نو محیصه د یهودیانو په تاجرانو کښې په یو تاجر حمله وکړه او قتل ئې کړو، په دې وخت کښې د محیصه د یهودیانو سره تعلق وو او تردې وخته پورې د محیصه ورور اسلام هم نه وو قبول کړي او هغه د محیصه نه مشروو کله چه محیصه دا سرې قتل کړو نو دې به ئې وهلو ټکولو او ورته به ئې وئیل چه ای د الله دشمنه ستا په خپته کښې دهغه د مال ډیره چرې ده.

«حدثني بنت محيصة عن أبيها محيصة ان رسول الله ﷺ قال من ظفرتم به من رجال اليهود فاقتلوه»
 یعنی یوه ورځ رسول الله ﷺ او فرمائیل چه د یهودو په سرې کښې چه څوک هم ملاوښی هغه قتل کړئ، نو د حدیث راوی محیصه خپله د خان په باره کښې وائی چه یو یهودی شبیبه نومي چه په سوداگرو یهودیانو کښې وو او د هغه د محیصه سره استوگنه او لین دین وو (خو چونکه د رسول الله ﷺ ارشاد وو په دې وجه محیصه) هغه قتل کړو او د محیصه مشر ورور حویصه چه هغه وخت ئې اسلام نه وو راوړې هغه ته په دې باندې ډیره غصه ورغله، هغه راو لگیدو د محیصه په وهلو باندې او وئیل به ئې «ای عدو الله اما والله لرب شحم فی بطنک من ماله» چه ای د الله پاک دشمنه ستا په خپته کښې ډیره وازگه دهغه

د مال نه پیدا شوي ده څوک چه تا قتل کړو.

[۳۰۰۳] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اظْلِقُوا إِلَى يَهُودٍ، فخرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جَنَانَاهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ يَهُودٍ اسْلِمُوا اسْلِمُوا، فَقَالُوا: قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْلِمُوا اسْلِمُوا فَقَالُوا: قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ أَرِيدُ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ: ااعْلِمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أَرِيدُ أَنْ أَجْلِبَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ مَالَهُ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَلَا فَاغْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

د ابوهريره نه روايت دي فرمائي چه مونږ په جومات كښې ناست وو او يكدم نبي ﷺ مونږ ته راغي او مونږ ته ئې او فرمائيل چه ديهوديانو طرف ته لاړ شئ مونږ د نبي ﷺ سره روان شو تردې چه ديهوديانو رهانش گاهونو ته اورسيدو چه نبي ﷺ پاڅيدو او هغه خلق - ئې راوغوښتل اووئې فرمائيل اي يهوديانو اسلام قبول كړئ ددې دپاره چه محفوظ پاتې شئ مونږ جواب ورکړو چه اي ابو القاسم تا خلقوته خپل پيغام اورسوو نبي ﷺ خپله خبره دغه خلقوته دوباره او فرمائيله مونږ هم هغسي جواب ورکړو ددې نه پس بياني ﷺ او فرمائيل همداز ما مقصد وو او په دريم ځل ئې بيا هم هغسي او فرمائيل، يقينا زمكه د الله ده اودهغه درسول ده اوزماستاسو دشرلو اراده ده نو په تاسو كښې چه دچا دخپل مال سره محبت وي هغه دي خپل مال خرڅ كړي گنې داسې وگنړئ چه زمكه د الله اودرسول ده.

» عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودٍ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جَنَانَاهُمْ

مضمون د حديث:

ابوهريره رضى الله عنه فرمائي چه مونږ ډير خلق په مسجد كښې ناست وو، ناڅاپه رسول الله ﷺ تشریف راوړو زمونږ طرف ته، پس وې فرمائيل چه ځانې د يهودو طرف ته، مونږ د هغوی سره روان شو تردې چه رسول الله ﷺ هغوی ته اورسيدلو، رسول الله ﷺ هلته اودريدلو او هغوی ته ئې آواز ورکولو سره او فرمائيل «يا معشر يهود اسلموا تسلموا» چه اي يهوديانو اسلام راوړئ چه صحيح و سالم پاتې شئ (گينې ستاسو خير نشته، هغوی اووې چه «قد بلغت ابا القاسم (ﷺ)» چه تا خپله خبره مونږ ته رارسولې ده، رسول الله ﷺ بيا هم دا او فرمائيل هغوی بيا هم دا د رسول الله ﷺ په جواب كښې اووې، په دې باندي رسول الله ﷺ او فرمائيل «ذلك اريد» چه او ما هو دا غوښتله (چه تاسو زما د تبليغ اقرار او كړئ، او د دې نه پس بيا رسول الله ﷺ او فرمائيل: پوهه شئ چه دا زمكه د الله او د هغه د رسول ﷺ ده، اوزه ستاسو د دې نه د ويستلو اراده لرم، پس كوم سړې چه په تاسو كښې د خپل مال په بدله كښې څه حاصلول غواړي، نو هغه دي خرڅ كړي، يعنې كوم مال چه ستاسو داسې دي چه تاسو ئې په اوړولو سره اوړې شئ هغه ځان سره يوسئ، او كوم چه نه

(۱): صحيح البخاري/الجزية ۶ (۳۱۶۷)، والإكراه ۲ (۶۹۴۴)، والاعتصام ۱۸ (۷۳۴۸)، صحيح مسلم/الجهاد ۲۰ (۱۷۶۵)، (تحفة الأشراف: ۱۴۳۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۵۱/۲) (صحيح)

شي اوړې او د هغې عوض تاسو ته دلته ملاويدي شي يعنې د يو اخستونکي نه نو هغه خرڅ کړئ، او که نه ئې خرڅوي نو نقصان به هم ستاسو وي او په دې خو خان ښه پوهه کړئ چه زمکه خو زموږ ده.

بنو نضير چه د مسلمانانو په محاصره باندې قلعه بند شوې وو نو هغوی د جلا وطني شرط منلو سره لاندې راکوز شو په دې طريقه چه کوم سامان د نقل قابل دې چه هغه تاسو هرڅنگه چه اوړئ يوسئ، زمکه چه ده هغه خو د الله پاک د رسول ﷺ شوه، پس هغوی د هغه منقولاتو په منتقل کولو کښې هيڅ کمې پرې نخودلو، دروازي او چوکاتونو پورې ئې خان سره يوړل په دې آيت کریمه کښې دې طرف ته هم اشاره ده (يخربون بيوتهم بايدهم وايدى المومنين)

يو اشکال او جواب :

په دې حديث کښې په ظاهره دا دى چه د بنو نضير د يهودو ذکر دې، د روايت د سياق نه هم دا معلومېږي. ځکه چه هغوی نه خو خالص په مدينه طيبه کښې وو او نه په زياته فاصله باندې چه د هغې دپاره اوږد مزل او کړې شى يا د سورلي ضرورت راشي، مختصر شان مزل وو چه پيدل تلو سره هلته اورسيدل لکه چه د روايت نه معلومېږي، خو په دې باندې اشکال دا راځي چه د هغوی اجلاء په څلورمه هجري کښې شوې وه او دلته د دې قصې راوی ابوهريره رضي الله عنه دې چه د هغه اسلام په اوومه هجري کښې دې نو بيا د ابوهريره رضي الله عنه خروج د رسول الله ﷺ څنگه کيدې شى. د دې توجیه دا کړې شوې ده چه د دې نه ټول بنو نضير نه دى مراد بلکه په هغوی کښې بعض او بقايا چه کوم هلته پاتې شوې وى او يا دې بيا دا اوئيلى شى چه حديث مرسل صحابى دې، (كما تقدم هذا التوجيه فى حديث ذى اليدین)

والحديث اخرجه البخارى ومسلم والنسائى، قاله المنذرى

باب فى خبر النضير

د بنو نضير د جلاوطن کولو بيان

(اى فى بيان ما فعلوا بالنبي ﷺ واصحابه وما آل اليه امرهم من اخراجهم واجلاتهم من المدينة) په دې باب کښې مصنف رحمه الله هغه حديث ذکر کوى چه په هغې کښې د بنو نضير د عهد ماتولو او د غداري ذکر دې چه د هغې په نتيجه کښې رسول الله ﷺ او صحابه کرام رضي الله عنهم په هغوی باندې حمله او کړه، چه په هغې باندې هغوی عاجز کيدو سره هغوی د جلا وطني په شرط باندې لاندې راکوز شو او مدينه طيبه ئې پريخودله او لارل، مسلمانانو سره هغوی څنگه دهوکه کول غوښتل هغه به وړاندې راشي.

[۳۰۰۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ كِفَارَ قُرَيْشٍ كَتَبُوا إِلَى ابْنِ أَبِي أَيُّوبٍ وَمَنْ كَانَ يُعِدُّ مَعَهُ الْأَوْثَانَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزَرِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِنَّكُمْ أَتَيْتُمْ صَاحِبَنَا وَإِنَّا نَقِيسُ بِاللَّهِ لَتَقَاتِلَنَّهُ أَوْ لَنُخْرِجَنَّهُ أَوْ لَنَسِيرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَكُمْ وَنَسْتَبِيحَ

نساءكم، فلما بلغ ذلك عبد الله بن أبي ومن كان معه من عبدة الأوثان اجتمعوا لقتال النبي صلى الله عليه وسلم، فلما بلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم لقيهم فقال: "لقد بلغ وعيد قریش منكم البئالة ما كانت تكيدكم بأكثر مما تريدون أن تكيدوا به أنفسكم تريدون أن تقتلوا أبناءكم وإخوانكم، فلما سمعوا ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم تفرقوا، فبلغ ذلك كفار قریش فكتب كفار قریش بعد وقعة بدر إلى اليهود إنكم أهل الحلقة والحصون وأنكم لتقاتلن صاحبننا أو لنفعلن كذا وكذا ولا يحول بيننا وبين خدم نساءكم شيء وهي الخلاخيل، فلما بلغ كتابهم النبي صلى الله عليه وسلم أجمعت بنو النضير بالقدار فأرسلوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أخرجه إلينا في ثلاثين رجلاً من أصحابك وليخرج منا ثلاثون حبلاً حتى نلتقي بمكان المنصف فيسمعوا منك فإن صدقوك وأمنوا بك فقص خبرهم، فلما كان الغد عدا عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالكتاب فحضرهم فقال: هم أنكم والله لا تأمنون عندي إلا بعهد تعاهدوني عليه"، فأبوا أن يعطوه عهداً فقاتلهم يومهم ذلك، ثم عدا الغد على بني قريظة بالكتاب وترك بني النضير ودعاهم إلى أن يعاهدوه فعاهدوه فانصرف عنهم وعدا على بني النضير بالكتاب فقاتلهم حتى نزلوا على الجلاء فجلبت بنو النضير وأختموا ما أقلت الإبل من أمتعتهم وأبواب بيوتهم وخشبها، فكان نخل بني النضير لرسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة أعطاه الله إياها وخصه بها فقال: وما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب سورة الحشر آية، يقول: بغير قتال، فأعطى النبي صلى الله عليه وسلم أكثرها لبني النضير، وقسمها بينهم وقسم منها لرجلين من الأنصار، وكانا ذوي حاجة لم يقسم لأحد من الأنصار غيرهما، وبقي منها صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم التي في أيدي بني قاطمة رضي الله عنها.

عبدالرحمن بن كعب بن مالك په صحابه كرامو كښي ديوكس نه روايت كوي چه د قريشو كافرانو ابن ابی اوهغه چاته اوليكل چه دده سره ئي د بونانو عبادت كوو داوس اودخروج قبيلې نه اونبي ﷺ په دغه وخت كښي په مدينه كښي وو دغزوه بدر د واقعي نه مخكښي چه خلقو زمونږ ملگري ته خاني وركړي دي او مونږ په الله باندې قسم كوو چه مونږ به ورسره جنگ كوو او يادا چه تاسو به ئي اوباسي او يادا چه مونږ به په شريكه په تاسو باندې حمله كوو تردې چه په تاسو كښي چه څوك جنگ كولې شي هغه به مړه كړو او ستاسي ښځې به مونږ ته پاتې شي هر كله چه دا خبر عبدالله بن ابی اوهغه كسانوته اورسيدو چه دهغه سره ئي د بانو عبادت كوو دنبي ﷺ سره د جنگ دپاره راجمع شول هر كله چه نبي ﷺ ته دا خبر ورسيدو نبي ﷺ دوی ته ورغې اودوی ته ئي اووئيل د قريشو خلقو چه تاسوته كوم دهمكې دركړي ده هغه ستاسو په خيال كښي لويه دهمكې ده اوحال دادې چه قريشيان تاسوته دومره نقصان نه شي درسولي څومره نقصان چه تاسو پخپله خان ته رسوي ځكه چه تاسو به په خپل مينځ كښي دخپلو ورنرو او خامنوسره او جنگيږئ، كله چه دي خلقو دنبي ﷺ دا خطاب واوريدو نو جدا جدا شول بيا د قريش كافرانوته دا خبر اورسيدو نو هغوی دغزوه بدر نه پس يهوديانوته خطونه اوليړل چه تاسو دمضبوطو قلاگانو او كورونو والا ئي (يعني مال واسباب درسره موجود دي) تاسو زمونږ ددې ملگري سره جنگ وكړئ گني مونږ به داسې داسې وكړو يعني مونږ به مومړه كړو او هيڅوك به ستاسو دښخوپانزيب زمونږ نه بچ نكړي، كله چه د بنونضير قبيلې يهوديانوته داتحرير ورسيدو نو دوی دمكر وفريب جوړولو دپاره ئي په دوكه كولوباندې اتفاق وكړو اونبي ﷺ ته ئي جواب راوليړلو

چه دخپلو دیرشو ملگرو سره راشه اوزمونږ به هم دیرش کسان علماء درشي اود دریمگرو په
 خائ کښي به دیوبل سره مخامخ شو هغوی به ستا خبره واورې که چرې ستا خبره نې
 ریښتیا وگنډله او په تائي ایمان راوړو نومونږ به هم په تا ایمان راوړو نبي ﷺ دا خبر ټولو
 صحابه کراموته ورسوو هرکله چه بله ورځ سحر شو نو نبي ﷺ دخان سره لښکر بوتلو او
 بیرته نې اوفرمائیل په الله تعالی مې دې قسم وي ترڅو چه تاسو ماته اقرار اونکړئ زما په
 تاسو اعتبار نشته دوی داقرار اولوظ کولونه انکار اوکړو ځکه چه ددوی نیت خراب
 وو، نبي ﷺ ددوی سره ټوله ورځ جنگ اوکړو اوبله ورځ نبي ﷺ دبنی قریضه یهودیانوته
 دیولري لښکر سره لاړو اوبنی نصیرنې پرېښودو اوددوی ته نې اووئیل تاسو لوظ اوکړئ
 چنانچه دوی معاهده اوکړه بله ورځ سحر بیانبي ﷺ دخپلو فوجونو سره بنی نصیرته واپس
 راغلل او ددوی سره نې جنگ اوکړو تردې چه هغوی په وطن پرېښودو باندې راضي شو،
 بیا هغوی وطن پرېښودو او ددوی اوبنانوچه څومره سامان اوړې شو هغه سامان
 اودکورونودروازي اوکرکیاني ماتې کړي اودخان سره نې یوړل او ددوی دکجورو باغونه
 دبنی ﷺ لاس ته راغلل کوم چه الله تعالی په خاص طور سره دوی ته ورکړل او وئې
 فرمائیل : «وما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب» یعنی دغه مال
 تاسوته بغیردجنگ نه حاصل کړو، بیانبي ﷺ ددې مال زیاته حصه مهاجرینوته ورکړه او
 په دوی نې تقسیم کړو اودوه انصاریانوته نې هم ورکړو کوم چه ضرورت مند وو اونورو
 انصاریانوته نې ورنکړو اوڅومره چه باقی پاتې شو هغه دبنی ﷺ صدقه وگرځولې شوه،
 کومه چه دفاطمي ؑ په استعمال کښې راغلي وه هغه صدقه وه.

﴿ عن رجل من اصحاب النبي ﷺ ان كفار قريش كتبوا الى ابن ابي ومن كان يعبد معه من
 الاوثان من الاوس والخزرج ﴾

مضمون د حدیث :

دا د د جنگ بدر نه مخکښې واقعه ده چه کفار قريش رئيس المنافقين عبد الله بن ابي چه د
 مشرکانو نه وو او کوم چه د هغه سره نور مشرکان وو په اوس او خزرج کښې، هغوی ته نې
 دا اولیکل چه تاسو زمونږ سړی ته پناه ورکړې ده او هغه ځان مو سره ساتلې دې (یعنی
 رسول الله ﷺ) مونږ تاسو ته خبردارئ درکوو چه یا خو تاسو د هغه سره قتال اوکړئ او یا
 هغه د دغه خائې نه اوباسئ، گینې مونږ ټول قسم خورو چه مونږ د مکې خلق به په تاسو
 باندې حمله اوکړو، ستاسو مقاتلین یعنی سړی به قتل کړو او ستاسو زنانه به د خپل ځان
 دپاره مباح کړو، چه کله عبد الله بن ابي ته د هغوی دا خط او دهمکې راورسیدله نو هغوی
 د رسول الله ﷺ سره د جنگ دپاره جمع شو، چه کله رسول الله ﷺ ته د دې خبرې خبر او شو
 نو رسول الله ﷺ هغوی ته تشریف یووړو د ملاقات دپاره، چه کله هغوی هلته اورسیدل نو
 رسول الله ﷺ د خلقو مخې ته دا خبره کیخودله چه ماته معلومه شوې ده چه تاسو ته د
 قريشو د طرف نه حد درجه وعید رارسیدلې دې، گورئ دا قريش تاسو ته دومره نقصان نه
 شی در رسولې څومره چه تاسو خپل ځان ته د نقصان رسولو اراده لرئ، بیا په وړاندې

جملې سره رسول الله ﷺ د دې وضاحت او کړو «تریدون ان تقاتلوا ابناءکم و اخوانکم» یعنی تاسو په خپل لاس باندې خپل اولاد او رونه قتلول غواړئ، مطلب دا وو چه په تاسو کښې د بعضو رونه او د بعضو اولاد او نور خپلوان اسلام راوړلو سره زمونږ ملگری شوی دی نو په دې صورت کښې په مسلمانانو باندې حمله کول خپله په خپلو خلقو باندې حمله کول دی. وړاندې په روایت کښې دی چه کله هغه خلقو د رسول الله ﷺ تقریر واوریدو نو هغه ټول خلق چه د قتال دپاره جمع شوي وو منتشر شو د دې ټولې خبرې خبر کفار قریش ته هم اوشو، نو اوس کفار قریش دوباره لیکل او کړل او دا د جنگ بدر نه روستو خبره ده، او دې خل په ځانې د مشرکینو یهودو طرف ته ئې هغه خط اولیکلو چه د هغې مضمون دا دی چه بیشکه تاسو د وسلې والا او قلعه گانو والا یئ (داسې یئ او داسې یئ) یا خو تاسو زمونږ سرې قتل کړئ گینې مونږ به ستاسو سره داسې او داسې او کړو او زمونږ ترمینځه او ستاسو د ښځو د پازیبونو ترمینځه به هیڅ یو څیز حائل نه شی، یعنی د هغوی عزت به لوټ کړو، (خدم جمع د خدمه ده یعنی پازیب کوم چه راوی بیانوی) وهی الخلاخیل..... «فلما بلغ کتابهم النبی ﷺ» یعنی کله چه د هغوی دا خط رسول الله ﷺ ته راغلو، دلته دا اشکال دی چه هغه خط خو د یهودو په نوم وو نو رسول الله ﷺ ته څنگه راوړسیدو پس د درمنثور په روایت کښې دی چه «فلما بلغ کتابهم اليهود» جواب دا دی چه دلته تقدیر د عبارت دا دی «فلما بلغ خبر کتابهم» اصل خط مراد نه دی بلکه د هغې خبر وړاندې روایت کښې دی «اجتمعت بنو نضیر بالغدر فارسلوا الی النبی ﷺ اخرج الینا فی ثلاثین رجلا من اصحابک»

د بنو نضیر د رسول الله ﷺ سره د دھوکې اراده :

یعنی د بنو نضیر یهودو د کفار قریش په وینا باندې رسول الله ﷺ سره د دھوکې کولو اراده او کړه، یعنی د رسول الله ﷺ د قتل ئې پټ سازش جوړ کړو، پس د رسول الله ﷺ مخې ته دا خبره کیخودلې شوه د اسلام د مذهب قبلولو او نه قبلولو، هغه دا چه هغوی رسول الله ﷺ ته دا پیغام اولیږلو چه د دیرشو کسانو سره تاسو روان شئ او دیرش کسان به زمونږ احبار یعنی یهود عالمان راوځی، او په یو معین ځانې کښې دې ملاقات او کړی او زمونږ علماء دې ستاسو خبرې واورې، پس که هغوی ستاسو تصدیق او کړو او په تاسو باندې ئې ایمان راوړو نو مونږ ټول به هم په تاسو باندې ایمان راوړو، مصنف رحمته الله علیه دا واقعه هم دومره ذکر کړې ده، وړاندې څه اوشو هغه ئې په دې وینا باندې پریخودله «فقص خبرهم» (۱) یعنی راوی پوره قصه بیان کړه، دا قصه حضرت په بذل کښې د سیوطی رحمته الله علیه نه نقل کړې ده چه د قرارداد مطابق د دواړو طرفو نه دیرش دیرش کسان روان شو، په دې منظر لیدو باندې بعض یهود متردد شو چه هر کله د رسول الله ﷺ دیرش داسې کسان وی نو بیا به تاسو هغوی ته څنگه ځان رسوئ په هغوی کښې د هر یو دا حال دی او غواړی چه د رسول الله ﷺ نه مخکښې د هغه مرگ راشی، نو هغوی رسول الله ﷺ ته پیغام اولیږلو چه مونږ ټول خو

(۱) د قص ضمیر راوی ته راجع دی او صاحب د عون المعبود نه دلته خطا شوې ده چه هغوی د دې ضمیر رسول الله ﷺ ته راجع کړې دي. (کذا فی البذل)

شپيته کسان شو، د شپيتو کسانو ترمينځه به فيصله څنگه حل کيږي، يعنې دا خو ډير لوڼي جماعت شو په دوی کښې د ټولو په پورائې باندې اتفاق مشکل معلومېږي، لهذا د سرو په تعداد کښې دې کمې او کړې شي، د ډير شو په ځانې درې تاسو واخلئ، درې مونږ، پس بيا هم دغه شان اوشوه صرف درې درې شو، خو دې خبيثانو ځان سره خنجرې پټې اونيولي ځکه چه فی الواقع مناظره کول مقصود نه وو بلکه په دھوکې سره ئې رسول الله ﷺ قتل کول غوښتل، الله پاک د غيب نه د رسول الله ﷺ د حمايت دا صورت پيدا کړو چه د يوې يهودي زنانه رور مسلمان شوې وو هغې سره د خپل رور فکر پيدا شو نو هغې په پټه باندې خپل رور ته د يهودو د دې پټ سازش خبر ورکړو، د هغې رور فوراً په منډه د رسول الله ﷺ خدمت ته اورسيدو او هغوی سره ئې په دې باره کښې پټه خبره اوکړه، رسول الله ﷺ لا تراوسه پورې يهودو ته رسيدلي نه وو په دې وجه راوايس شو، او بيا ئې په بله ورځ په هغوی باندې سحر وختی حمله اوکړه لکه چه دلته په روايت کښې دی.

﴿ فلما كان الغد غذا عليهم رسول الله ﷺ بالكتائب وحصرهم ﴾ ټوله ورځ د هغوی سره قتال اوشو او بيا په بله ورځ سحر په بنو قريظه باندې رسول الله ﷺ حمله اوکړه، او بنو نضير چه قلعه بند شوې وو هغوی ئې هم په دې حال باندې پريخودل، او د بنو قريظه مخې ته ئې د معاهدې خبره کيخودله هغوی د معاهدې دپاره تيار شو، لهذا رسول الله ﷺ د هغه ځانې نه راوايس شو او په بله ورځ د بنو نضير طرف ته متوجه شو د قتال دپاره ﴿ حتى نزلوا على الجلاء فجلت بنو النضير اى الشام وبعضهم الى خيبر ﴾ او خپلو سامانو نه ئې په اوبسانو باندې يوېل، د دوازو د لرگو پورې، وړاندې راوی وائی چه ﴿ فكان نخل بنى نضير لرسول الله ﷺ خاصة ﴾ وړاندې چه کوم د روايت مضمون دې هغه لټه تير شوې دې.

[۳۰۰۵] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ: يَهُودَ بَنِي النَّضِيرِ وَفَرِيطَةَ حَارَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي النَّضِيرِ وَأَقْرَ فَرِيطَةَ وَمَنْ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ فَرِيطَةَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَتَلَ رَجُلَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لِحُفْوَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنِقَاءَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ.

د عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ نه روايت دې فرمائی چه د قبيله بنو نضير او بنو قريظه يهوديان د نبی ﷺ سره او جنگيدل نبی ﷺ بنو نضير او شړل او بنو قريظه ئې پريښودل ددوی سره ئې دا حسان معامله او فرمايله تردې چه دوي بې لوظي اوکړه اود نبی ﷺ سره ئې جنگ اوکړو نبی ﷺ ددوی سړی قتل کړل او ددوی ښځې او بچي ئې په مسلمانانو تقسيم کړل ليکن په دوی کښې ئې هغه سړی قتل نکړه څوک چه مسلمانانوته راغلي وو او ددوی سره يوځانې شوي وو نبی ﷺ دوی ته امان ورکړو او اسلام ئې قبول کړو او نبی ﷺ ټول

(۱) صحيح البخاري/المغازي ۱۴ (۴۰۲۸)، صحيح مسلم/الجهاد ۲۰ (۱۷۶۶)، (تحفة الأشراف: ۸۴۵۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۴۹/۲) (صحيح)

یهودیان د مدینې نه وشرل قبيله بنی قینقاع کوم چه د عبدالله بن سلام قوم وو، او قبيله بنی حارثه او نور یهودیان کوم چه په مدینه کښې اوسیدل ټول ئې وشرل
 (عن ابن عمر رضی الله عنہما ان یهودا النضیر وقریظة حاربوا رسول الله ﷺ) په دې روایت کښې مضمون مخکښې تیر شوې دې، د دې روایت په اخیر کښې دې دی چه په مدینې کښې څومره یهودیان وو بنو قینقاع (قوم د عبدالله بن سلام رضی الله عنہ) او یهود بنو حارثه او هر هغه یهودی چه په مدینه کښې وو رسول الله ﷺ ټول بهر کړل.
 (والحدیث اخرجه البخاری ومسلم، قاله المنذری)

باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرٍ

د خیبر د زمکې بیان

د باب سره متعلق مباحث اربعه مفیده:

د ترجمه الباب او د هغې د احادیثو د پوهې دپاره د څو څیزونو په طور د تمهید پیژندل ضروری دی: ۱ رسول الله ﷺ د خیبر یهود سره څه معامله او فرمائیله، او خیبر ئې څنگه فتح کړو صلحا یا عنوة

۲ د فتح نه پس ئې د خیبر زمکه څنگه تقسیم او فرمائیله

۳ د ارض مفتوحه حکم، آیا د هغې تقسیم ضروری دې یا نه؟

۴ د خیبر زمکه عشری ده او که خراجی، کومه زمکه عشری وی او کومه خراجی، دا ټول علمی مباحث دی اوس مونږ دا امور په ترتیب سره د الله پاک امداد لیکو، وهو الموفق والمیسر.

بحث اول:

د تیرو روایاتو په ضمن کښې دا راغلې ده چه رسول الله ﷺ کله د یهودو د مدینې طیبې د اخراج نه فارغ شو نو بیا په ۷ هجری کښې خیبر ته متوجه شو هغوی سره د قتال او محاصرې وغیره ټولو څیزونو حاجت راغلو او آخر د الله پاک په فضل باندې مسلمانانو یهودو ته شکست ورکړو او خیبر ئې فتح کړو، په دې کښې د علماء کرامو اختلاف دې چه پوره خیبر عنوة فتح شو یا صلحا، د بحث د دې باب په رومبې حدیث کښې را روان دې.

دویم بحث:

رسول الله ﷺ د خیبر نیمه زمکه په مجاهدینو کښې تقسیم کړه، په کتاب الجهاد کښې د مجمع بن جاریه الانصاری رضی الله عنہ روایت تیر شوې دې، او وړاندې دلته هم را روان دې په دې کښې د تقسیم تفصیل داسې لیکلې شوې دې چه د مجاهدینو ټول تعداد پنځلس سوه وو چه په هغې کښې دولس سوه راجل او درې سوه فارس وو، او چونکه د فارس (یعنی په اس باندې سور جهاد کونکې) حصه د احنافو په نزد دوچند په دې وجه درې سوه فارس د شپږو سوو راجل (پیاده تلونکو) برابر شو (۱) دولس او شپږ ټول اتلس شونو دا نیمه زمکه رسول

۱ او که د فارس دپاره درې حصې وې کما قال الائمة الثلاثة والصاحبان، نو بیا د دې مقتضی دا وه چه د خیبر زمکه په یویشو حصو باندې تقسیم کړې شوې وې دا بحث په کتاب الجهاد کښې تیر شوې دې.

الله ﷺ په اتلسو حصو کښې تقسیم او فرمائیله، او هره یوه حصه په سلو حصو باندې مشتمل وه، او په کوم روایت کښې چې دا راځي چې رسول الله ﷺ د خیبر زمکه په شپږ دیرشو حصو کښې تقسیم کړې وه هغه هم په خپل ځانې صحیح دې یعنی د ټولو زمکې په اعتبار سره، او نیمه زمکه رسول الله ﷺ د خپل ځان او خپلو بیبیانو او د مسلمانو د مصالحو دپاره باقی پریخودله.

بحث ثالث :

د ارض مفتوحه تقسیم د امام شافعی رحمه الله په نزد ضروری دې او د امام مالک رائي دا ده چې دا به نه شي تقسیمولې، بلکه وقف کول ئې ضروری دی یعنی د دې آمدن به په بیت المال کښې وی او د مسلمانانو په مصالحو کښې به دا خرچ کولې شي، او د احنافو او حنابله په نزد د دې تقسیم او عدم تقسیم د امام رائي ته سپارلې شوې دې هغه ته د دواړو اختیار دې. په دې کښې د عمر رضي الله عنه عمل د ایقاف او عدم تقسیم وو. او د رسول الله ﷺ نه د تقسیم او عدم تقسیم دواړو ثبوت شته، لهذا د احنافو او حنابله په مسلک باندې خو هیڅ اشکال نه واردیږي، هم دغه شان د امام شافعی رحمه الله په مسلک باندې هم څه خاص اشکال نه واردیږي ځکه چې د رسول الله ﷺ نه دواړه طریقې ثابتې دي، خو د امام مالک رحمه الله په مسلک باندې به اشکال وی د عمر رضي الله عنه د عمل نه د دې جواب دا ورکولې شي چې «لم يقسم عمر برضا الغانمين» یعنی عمر رضي الله عنه به هغه زمکه نه تقسیموله د غانمینو په اجازت او رضا سره، خو په دې باندې اشکال دې (۱) پس ابن القيم رحمه الله فرمائی «ولا يصح ان يقال انه استطاب نفوسهم ووقفها برضاهم فانهم قد نازعوه في ذلك وهو يابى عليهم ودعا على بلال واصحابه، یعنی بلال رضي الله عنه او د هغه بعضو ملگرو ته چې کله هغوی د عمر رضي الله عنه په فعل باندې راضي نه شو نو هغوی ورته بد دعا هم اوکړه.

(۱) د ارض مفتوحه د تقسیم او عدم تقسیم بحث: ابن القيم رحمه الله فرمائی چې د جمهور صحابه کرام رضي الله عنهم هغوی نه پس د انمه رائي دا ده چې ارض مفتوحه په غنائمو کښې داخله نه ده، پس د خلفاء راشدينو هم دا طرز وو په دې وجه بلال رضي الله عنه او د هغه اصحابو چې کله د عمر رضي الله عنه مطالبه اوکړه د دې خبرې چې هغه زمکه کومه چې هغوی عنوة فتح کړې وه او هغه د شام زمکه او د هغې ماحول چې د هغې خمس ويستلو سره باقی لره تقسیم کړي، نو په دې باندې عمر رضي الله عنه او فرمائیل چې خمس لره ويستلو سره باقی تقسیمول زمکه په دې کښې داخله نه ده په دې وجه دا خو به څه بنده ساتم ستاسو او د ټولو مسلمانانو د ضرورتونو دپاره، خو د دې نه پس هم بلال رضي الله عنه او د هغه اصحابو په تقسیم باندې اصرار اوکړ نو په دې باندې عمر رضي الله عنه او فرمائیل «اللهم اكفني بلالا وذويه» د باقی صحابه کرام رضي الله عنهم د عمر رضي الله عنه د دې رائي سره اتفاق اوشو، بیا وړاندې ابن القيم رحمه الله د عمر رضي الله عنه د رائي ډیر زیات تعریف کړې دي او د دې ډیر فوائد ئې لیکلي دي، د عمر رضي الله عنه په دې طرز باندې د بلال وغيره، بعض صحابه کرام رضي الله عنهم د خفگان طرف ته اشاره د عمر رضي الله عنه په کلام کښې د صحیح بخاری په روایت کښې هم موجود ده د هغه په یو اوږد حدیث کښې دی «ایم الله انهم لیرون اني قد ظلمتهم» الحدیث (بخاری کتاب الجهاد ۴۳۰) «باب اذا اسلم قوم في دار الحرب» وفي الهداية اذا فتح الامام بلادا عنوة فهو بالخيار ان شاء قسم بين المسلمين كما فعل عليه الصلوة والسلام بخيبر وان شاء اقر اهلها ووضع الجزية عليهم وعلي اراضيهم الخراج كما فعل عمر رضي الله عنه بسواد العراق بموافقة من الصحابة اوفي العقار خلاف للشافعي رحمه الله الي اخره اهد من هامش البذل مختصرا

بحث رابع

د زمکې د عشری او خراجی کیدو په اعتبار سره چه کوم تفصیل دې هغه داسې دې د نور تفصیل دپاره دې د موالاة طرف ته رجوع او کړې شی، د شیخ په حاشیه کښې دې باره کښې په بذل کښې دې باره د ډیرو کتابونو حوالې او څه عبارتونه لیکلې شوي دي صاحب د بدائع هم په دې باندې تفصیل سره کلام کړې دې

خان پوهول پکار دی چه د ارض رومبی دوه قسمونه دي، مفتوحه او غیر مفتوحه، غیر مفتوحه نه مراد هغه زمکه چه د هغې د فتح کولو حاجت نه وی راغلي بلکه د هغې اوسیدونکي په خپله اسلام کښې داخل شوي وی لکه اهل یمن او مدینه او طائف او بحرین، دا دویم قسم د زمکې عشری دې، او قسم اول یعنی ارض مفتوحه د دې بیا دوه قسمونه دي، ارض عنوة او ارض صلح عنوة: چه د قتال په ذریعه فتح کړې شوي وی، لکه د عراق زمکه او مصر او شام او خیبر، او دویمه هغه ده چه په خراج معین باندې صلح کولو سره فتح کړې شوي وی لکه د نجران زمکه (۱) د دې قسم ثاني حکم دا دې چه په کوم څیز باندې د هغوی سره صلح شوي وی بس هم هغه به د هغوی نه اخستلې شی، هم هغه د هغه خراج دې او قسم اول یعنی ارض عنوة د دې دوه قسمونه دي یو هغه کوم چه د غانمینو ترمینځه تقسیم کړې شوي وی لکه نیمه زمکه د خیبر، او دویمه هغه چه د فتح نه پس د کفارو نه نه وی اخستلې شوي بلکه هم په هغوی ته پریخودلې شوي وی لکه باقی نیمه زمکه د خیبر هم دغه شان د عراق زمکه وغیره (۲) په دې دواړو کښې اول عشری وه او نوري خراجی (ملخصاً من البدائع)

او په بدائع کښې دا هم لیکلې شوي دي چه د ټول عرب زمکې عشری دې چه د هغې نه مراد د حجاز، تهامه، یمن، مکه مکرمه او د طائف زمکې دي، او دا زمکې عشری په دې وجه دي چه رسول الله ﷺ او د هغوی خلفاء راشدین د عربو د زمکې نه خراج نه دې وصول کړې، د دې نه ثابتیږي چه هغه عشری ده ځکه چه زمکه د احدی المؤمنین نه خالی نه وی یا به د هغې نه عشر وصولولې شی یا خراج

د هندوستان زمکې عشری دی که خراجی

دلته دا سوال پیدا کیږي چه د هند زمکې څنگه دي عشری که خراجی؟ د دې په باره کښې په فتاوی رشیدییه کښې داسې دی،

(۱) د نجران نصارو سره مصالحت د کپرو په دوه زره جوړو باندې شوي وو لکه چه وړاندې «باب فی اخذ الجزية» کښې را روان دی «صالح رسول الله ﷺ اهل نجران علی الفی حلة» النصف فی صفر والنصف فی رجب يؤدونها الي المسلمين الحديث.

(۲) هم دغه شان د مکې مکرمې زمکه هم، ځکه چه مکه مکرمه عنوة فتح کړې شوه او د هغې زمکه د هغې په مالکانو باندې پریخودلې شوه، په غانمینو کښې تقسیم نه کړې شوه، لهذا د قیاس تقاضه خو هم دا ده چه هغه دې خراجی وی خو چونکه په خراج کښې د صغار یعنی د ذلت معنی موندلې کیږي کومه چه د مکې مکرمې د شان خلاف ده په دې وجه هغه خراجی نه کړې شوه، د مکې د زمکې په باره کښې وړاندې مستقل باب را روان دي

مسئله: زموږ د دې ځانې زمکې یا عשרی دی یا خراجی او عملداری جائز ده یا نه ده؟
الجواب: د هند بعض زمکې عשרی دی او بعض خراجی، فقط والله تعالی اعلم. رشید احمد عفی عنه. او په دې کښې دا سوال او جواب هم ذکر شوي دي.
مسئله: دلته په زمکو کښې سرکاری جمع ده او معافی هم دی، لهدا په داسې زمکو کښې عشر شته یا نه؟

الجواب: که زمکه معافی وی یا په دې کښې مالگذاري سرکاری وی، محصول په ځانې د خراج خو کافی دي خو په ځانې د عشر کافی نه دي، پس که زمکه عשרی ده نو عشر جدا ادا کول پکار دي، او که خراجی وی نو خراج د هغې مالگذاري سرکاری کښې محسوب کیدی شي، فقط والله اعلم.

د گنگوهي رحمته الله علیه رائي:

د گنگوهي رحمته الله علیه په جواب کښې خو اجمال دي چه د هندوستان بعض زمکې عשרی دی او بعض خراجی، اوس دا چه کومې عשרی دی او کومې خراجی، د دې د پیژندگلو دپاره نورو کتب فتاوی ته رجوع کول پکار دي، خپله په فتاوی رشیدیة کښې چه د عشر او خراج کوم مسائل لیکلي شوي دي د هغې نه هم په دې کښې استفاده کیدی شي وړاندې د العرف الشدی نه د گنگوهي رحمته الله علیه نوره رائي راځي، فتاوی محمودیه جلد ۳ کښې دا سوال او جواب په مختلف انداز کښې مفصل او مجمل په مختلفو زمانو کښې لیکلي شوي موجود دي، دې پوره مجموعې کتلو سره په دې کښې بصیرت حاصلیدی شي، بهر حال یو ځانې (صفحه ۸۳) کښې هم د دې سوال په جواب کښې چه د هندوستان زمکې عשרی دی که خراجی داسې لیکلي دي، کومې زمکې چه د بادشاه اسلام د وخت نه د مسلم په ملک او قبضه کښې دي په هغې کښې عشر دي، او کومې زمکې چه دي وخت کښې د مسلمان په ملک او قبضه کښې دي او د یو غیر مسلم نه منتقل کیدو سره په ملک مسلم کښې راتلل معلوم نه دی نو د استصحاب حال په بناء په هغې باندې د مسلمان قبضه مستمر منلو سره هغه هم عשרی منلې شي حکومت چه کوم محصول اخلي هغه په خراج کښې محسوب کیدی شي خو د عشر په حق کښې نه شي محسوب کیدی، په فتاوی رشیدیة حصه سوم صفحه ۵۵ کښې د دې تصریح موجود ده.

بعض علماء کرامو د هندوستان زمکې لره د دارالحرب کیدو په جه باندې د دې ځانې زمکو لره د دواړو قسمه مؤنثونو عشر او خراج نه مستثنی کړې ده..... حکومت که د ارض عشریه نه خراج وصول کړی نو دا ناجائز دي او په دې سره عشر نه ادا کیږي ځکه چه حکومت د زکوة مصرف نه دي، (فقط والله سبحانه وتعالى اعلم حرره العبد محمود جنجوهي عفا الله عنه) معین مفتی مظاهر العلوم سهارنپور ۱۸/۴/ سنه ۷۰ هجری الجواب صحیح سعید احمد غفرله مفتی مدسه مظاهر العلوم سهارنپور (فتاوی محمودیه ۳/۸۴)

د مولانا انور شاه صاحب رائي :

او د مولانا انور شاه صاحب رحمته الله عليه رائي په العرف الشذی صفحه ۲۷۲ کښې دا ليکلي شوې ده چه د هندوستان په زمکو کښې عشر واجب نه دې ځکه چه هغه د دارالحرب زمکې دي (۱) هکذا حصل من کتب الفقه (۲) او وړاندې ئې د دارالحرب تعريف دا فرمائيلې دې چه دار الحرب هغه مقام دې چه په هغې کښې فصل الامور يعني د خصوصياتو او مقدمو فيصله د کفارو په لاس کښې وي (يعني د کفارو د قانون مطابق اگر که فيصله کونکي مسلمانان وي) او هغه چه بعض خلقو د دار الحرب تعريف دا کړې دې چه دار الحرب هغه ملک دې چه په هغې کښې مسلمانانو ته د فرض يعني مונح او روژې وغيره نه منع کولې شي، دا صحيح نه ده او د دې تعريف هيڅ اصل نه نشته او مولانا محمد اعلي تهانوي رحمته الله عليه په خپل تصنيف کښې ذکر کړې دي چه د هندوستان زمکې نه عشری دي او نه خراجي، بلکه حوزه زمکې دي يعني د بيت المال والمملکه زمکې، او ما اوريدلې دي چه مولانا گنگوهری رحمته الله عليه مرحوم دا فتوی ورکړې ده چه د کوم انسان په ملک کښې چه هغه وخت کومه زمکه ده او د هغه انسان په علم کښې دا خبره نشته چه د هغه دا زمکه د کفارو د طرف نه منتقل کيدو سره راغلې ده، نو په هغې باندې عشر واجب دې، آه په دې موضوع باندې يو مستقل تصنيف د شيخ جلال الدين تهانيسري رحمته الله عليه هم دې پس په فتاوی محموديه (صفحه ۴۵) کښې د يو سائل سوال دې : د هندوستان د زمکو د عشری کيدو او غير عشری کيدو تحقيق او کړئ، علماء کرامو دا مسئله داسې گرانه کړې ده چه د مسئلې يو اړخ هم واضحه نه ښکاري.

الجواب : حامدا ومصليا : علماء کرامو خو ډيره اسانه کړې ده . نن نه سل سوه کاله مخکښې شيخ جلال الدين تهانيسري رحمته الله عليه چه خليفه خاص وو د شيخ عبدالقدوس رحمته الله عليه په دې مسئله باندې ئې په خپل وخت کښې يو مستقل رساله تصنيف او فرمائيله چه د هغې نوم رساله اراضی هند دې، په هغې کښې د زمکو اقسام او د هغې احکامات تفصيلا ذکر شوې دي، په موجوده دور کښې هم مختلفې رسالې ليکلي شوې دي . (۱) مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب رحمته الله عليه هم په خپل تصنيف د اسلام اقتصادي نظام په اخير کښې په دې مسئله باندې په تفصيل سره ليکل کړې دي . د ډيرو علماء کرامو او د فتاوی عبارتونه په هغې کښې ليکلي شوې دي .

اوس د دې تمهيدی (۲) امورو د پيژندگلو نه پس حديث الباب ته گورئ .

(۱) د دې نه پس مختصرا عرض دي چه کومه زمکه د مسلمان ملک نه وي لکه چه د زميندارۍ د ختميدونه پس د دې ځانې د زمکو حال دې په هغې کښې عشر واجب نه دې فقط والله سبحانه وتعالى اعلم
(۲) د دې نه معلومه شوه چه دا باب ډير زيات اهم دې په دې وجه د دې دپاره د دومره اوږد تمهيد ضرورت راغلو، په اصل کښې دا کتاب الخراج والفئ تول ډير گران او اهم دې په دې باندې د پوهې دپاره بنده ډير زيات محنت او کړو، د احقر څه علم دې، اشرف علي تهانوي رحمته الله عليه د سورة حشر د هغه آيتونو په تفسير کښې چه په هغې کښې د اموال فئ حکم ذکر کړې شوې دي هم دا ليکلي دي پس حضرت ليکي : دا مقام د سورة براءت په شان احقر ته ډير زيات گران معلوم شوي وو.....

[۳۰۰۶] حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَحْبَبُهُ عَنَّا فِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ فَقَلَبَ عَلَى النَّخْلِ وَالْأَرْضِ وَالْجَاهُ إِلَى قَصْرِ هِمٍّ فَصَالِحُوهُ عَلَى أَنْ يَرَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَرَاءَ وَالْبَيْضَاءَ وَالْحُلُقَةَ وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِكَابُهُمْ عَلَى أَنْ لَا يَكْتُمُوا وَلَا يَغْتَبُوا شَيْئًا، فَإِنْ فَعَلُوا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمْ وَلَا عَهْدَ فَعَبُوا مَسْكَاتِي بَنِي أَخْطَبَ وَقَدْ كَانَ قُتِلَ قَبْلَ خَيْبَرَ كَانَ أَحْتَمَلَهُ مَعَهُ يَوْمَ بَنِي النَّضِيرِ حِينَ أُجْلِيَتْ النَّضِيرُ فِيهِ حُلِيِّهِمْ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "السَّعِيَّةُ أَيْنَ مَسْكُ حَيٍّ بَنِي أَخْطَبَ؟" قَالَ: أَذْهَبَتْهُ الْحُرُوبُ وَالنَّفَقَاتُ؟"، فَوَجَدُوا الْمَسْكُ فَقَتَلَ ابْنُ أَبِي الْحَقِيقِ وَسَبَى نِسَاءَهُمْ وَذَرَايَهُمْ وَأَرَادَ أَنْ يُجْلِيَهُمْ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ دَعْنَا نَعْمَلُ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ وَلَنَا الشَّطْرُ مَا بَدَأَ لَكَ وَلَكُمْ الشَّطْرُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ ثَمَانِينَ وَسَقَامِينَ ثَمَرًا وَعَشْرِينَ وَسَقَامًا مِنْ شَعِيرٍ.

د عبد الله بن عمر رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبي صلی الله علیه و آله دخيبر اوسيدونكوسره جنگ او كړو ددغه خلقو زمكه او ونې ئې قبضه كړي او دوى ئې په خپلو كورونو كښې قيد كړل، بيا دوى د نبي صلی الله علیه و آله سره په شرطونو صلح او كړه چه نبي صلی الله علیه و آله ته به يومقدار سره اوسپين زر او اصلح وركوي اوباقى پاتې ددوى اوبښان چه خومره سامان او چتولې شي هغه به دخان سره وړي خوپه دې شرط چه دوى به ددې نه څه خيز نه پتوي او كه چرې داسې او كړي نو داهل اسلام دمه به ددوينه پورته شي او معاهده به باقى پاتې نه شي، بيا دې خلقو دچمري يوه بوجئ كومه چه دحيى بن احطب په لاس كښې وه غائبه كړه اودې دخيبر دوتلونه مخكښې قتل كړې شو حبي و دغه بروجئ دبنونضير دزيوراتونه ډكه كړې وه اودخان سره ئې وړله كله چه بنى نضير شرلې كيدل، ۰ راوي وائى چه نبي صلی الله علیه و آله سعیه نومي يهودي ته اووئيل چه دحيى بن احطب هغه بوجئ چرته ده؟ هغه اووئيل په جنگ كښې ضائع شوي ده او په خرچونو كښې مصرف شوي ده، بياصحابه كراموته هغه بوجئ ملا وشوه نبي صلی الله علیه و آله ابن حقيق قتل كړو كوم چه ددوى ديهوديانونه وو او ددوى زنانه ئې گرفتاري كړي او ددوى بچى ئې غلامان كړل اودملك نه ئې ددوى دشرلو اراده او كړه دوى اووئيل اې محمد مونږ هم دلته اوسيدوته پريږده مونږ به په زمكه كښې محنت كوو اوخومره پيداوار چه حاصلېږي ددې نيم به تاته دركوو اونيم به مونږ اخلو، نبي صلی الله علیه و آله دخيبر په آمدن كښې پخپلوب بيانوكښې هري پوي ته اتيا اتيا وسقه كجوري او شل وسقه ورېشي ديو كال دخرچي دپاره وركړي.

«عن ابن عمر رضي الله عنه ان النبي صلی الله علیه و آله قاتل اهل خيبر فغلب على الارض والنخل والجاهم الى قصرهم فصالحوه على ان لرسول الله صلی الله علیه و آله الصفراء والبيضاء والحلقة، ولهم ما حملت ركا بهم»

۶۶..... د سيرت او احاديث او د فقه د كتابونو د مراجعت نه پس د استهاني كوشش نه پس چه څه په فهم كښې راغلل هغه دلته او ليكلې شو دلته هم عرض دي چه كه د دې نه احسن او اتقن تفسير ممكن وي نو هغې ته دي ترجيح وركړې شي (آصفحه ۱۲۳ جلد ۱۱)
(۱) نقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۷۸۷۷) (حسن الإسناد)

د غزوه خیبر بیان :

په دې حدیث کښې د غزوه خیبر او فتح خیبر بیان دی. ابن عمر رضی الله عنهما فرمائی چې رسول الله ﷺ د اهل خیبر سره قتال اوکړو، او د هغوی په زمکو او باغونو باندې ئې غلبه بیا مونده او هغوی ئې مجبور کړل په قلعه بند کیدو باندې، په قلعه کښې د محصور کیدو نه پس هغوی د رسول الله ﷺ سره په دې شرطونو باندې صلح اوکړه چې څه مونږ سره زر او سپین زر او وسله ده هغه د مسلمانانو دپاره ده او د هغوی دپاره به هغه سامان وی کوم چې هغوی اورلې شی په دې طریقه دا صلح اوشوه چې یو څیز (سره زر او سپین زر) به نه پتوی او هغه به نه غائبوی، او که هغوی داسې اوکړل نو بیا به د هغوی دپاره هیڅ عهد او ذمه نه وی. **« فغیوا مسکاً لحیی بن اخطب قد کان قتل قبل خیبر کان احتمله معه یوم بنی النضیر حین اجلت النضیر فیه حلیم »** یعنی د معاهدې خلاف د حی بن اخطب د څرمنې مشک چې په هغې کښې د هغوی کالی سره زر او سپین زر وو غائبه کړه، لیکلې ئې دی چې په هغې کښې د لسو زرو دینارو په اندازه سره زر وو، دا حی بن اخطب د صفیه رضی الله عنها پلار دی د بنو قریظه سردار، نو چونکه د خپل قوم ملک وو هم په دې وجه به غالباً د ټول قوم کالی د هغه سره محفوظ وی، راوی وائی چې دا بن اخطب د خیبر نه مخکښې وژلې شوې وو، چونکه په بنو قریظه کښې وو په دې وجه به د هغوی سره په ۵ هجری کښې قتل شوې وی. د بنو نضیر جنگ کوم چې د هغوی نه یو کال مخکښې شوې وو چې کله هغوی جلا وطن کیدل هغه وخت هغوی هغه مشک اوچت کړې وو. په روایت کښې دی چې رسول الله ﷺ سعیه داد یهودی نوم دې نه تپوس اوکړو چې د حی بن اخطب مشک چرته دې؟ نو هغه اووې **« اذهب الحروب والنقات »** یعنی په جنگونو او نورو ضروریاتو کښې خرچ شو خوروستو هغه ملاؤ شوې وو لکه چې په روایت کښې ذکر دی. **« فقتل ابن ابی الحقیق »** یعنی رسول الله ﷺ ابن ابی الحقیق (چې د قبیلې بنو نضیر په سردارانو کښې وو او د صفیه رضی الله عنها ومبې خاوند هم وو) هغه خو قتل کړو او د هغوی زنانه او ماشومان ئې قید کړل، چې کله د خیبر د یهودو د اخراج اراده رسول الله ﷺ اوکړه نو هغوی اووې **« یا محمد دعنا نعمل فی هذه الارض »** دا مضمون وړاندې تیر شوې دی یعنی د خیبر یهودو ډیر په منت سره عرض اوکړو چې بیشکه اوس د دې ټولو زمکو ته مالک یئ خو کرونده ستاسو د وس خبره نه ده تاسو مونږ ته دلته د پاتې کیدو اجازت راکړئ چې په دې زمکه کښې کرونده کوو او د دې باغونو خدمت کوو او د دې په پیداوار کښې به نیم زمونږ وی او نیم ستاسو، رسول الله ﷺ په دې شرط سره د هغوی دا رائي منظور کړه چې کله مونږ او غواړو نو تاسو به د دې ځانې نه اوباسو، **« وکان رسول الله ﷺ يعطی کل امراة من نساء ثمانین وسقا من تمر، وعشرین وسقا من شعیر »** یعنی رسول الله ﷺ به د خیبر د خمس نه خپلې هرې بی بی ته د کال خرچه اتیا وسقه کهجورې او شل وسقه اوربشې ورکولې، او په وړاندې روایت کښې د سلو وسقو کهجورو ذکر دی، نو کیدې شی چې په شروع کښې اتیا وسقه وی او روستو ئې سل کړې وی، او یا داسې اوایه چې د أحد العدیدین ذکر بالتخمین (تقریبی) او د بل بالتحقیق دی، یا دا چې یو مقدار

او بل کال بل مقدار، د پیداوار د کمی زیاتۍ په لحاظ سره.

د خیبر فتح عنوة ده یا صلحا :

د دې روایت په شروع کښې تصریح ده چه د اهل خیبر سره قتال اوکړو او دا چه هغوی مجبور کیدو سره د رسول الله ﷺ سره مصالحت اوکړو. حضرت په بذل کښې لیکلې دی چه دې ته به فتح صلحا نه شی وئیلې کیدې اگر چه صورة صلح لیکلې شوې ده، په حقیقت کښې دا هم فتح عنوة ده، زه وایم چه هسې خو مسئله مختلف فیه ده وړاندې روایت کښې د دې تصریح راروانه ده (عن ابن شهاب ان خیبر کان بعضها عنوة وبعضها صلحا والکتیبة اکثرها عنوة وفيها صلح) او په یو روایت کښې وړاندې صرف عنوة هم راځی هم په دې وجه یو جماعت امام طحاوی، امام شافعی او د امام بیهقی رحمهم الله رانې هم دا ده، یعنی بعض صلحا او بعض عنوة او بیا په دې باندې یو اختلافی مسئله متفرع ده چه د امام شافعی رحمهم الله په نزد د ارض مفتوحه عنوة تقسیم ضروری دې حال دا چه رسول الله ﷺ صرف د خیبر زمکه تقسیم کړې ده. نو د دې جواب امام شافعی رحمهم الله هم دا ورکوی چه کوم نیم خیبر عنوة فتح شوې وو هغه رسول الله ﷺ تقسیم او فرمائیلو او نیم باقی کوم چه صلحا فتح شوې وو هغه مال فئ شو هغه رسول الله ﷺ تقسیم نه کړو، او د احنافو او حنابله په نزد د ارض مفتوحه تقسیم ضروری نه دې هغوی د رسول الله ﷺ د دې فعل نه استدلال کوی. وقد تقدم هذا الاختلاف فی اول الباب وهو البحث الثالث..... حضرت په (بعضها صلحا) باندې لیکلې دی چه (لعل المراد بالصلح على ان يخرجهم) (متی شاء لا فی الحال) ویحقن دمانهم ولس هذا بالصلح الاصطلاحی (۱) بل هو ایضا فتح عنوة، په دې باندې په حاشیه د بذل کښې لیکي : وبه جزم ابن قیم فی الہدی وتبعه ابن الہمام فی الفتح ۴/۳۰۴.

[۳۰۰۷] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ: أَمَّا النَّاسُ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامِلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنْ تُخْرِجَهُمْ إِذَا شِئْنَا فَمَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلْيَلْحَقْ بِهِ فَإِنِّي مُخْرِجُ يَهُودَ فَاخْرَجَهُمْ.

د عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه عمر رضی اللہ عنہ او فرمائیل ای خلقو یقینا رسول پاک و دخیبر دیهودیانوسره په دې خبره معاهده کړې وه کله چه مونږ او غواړو نو تاسو به اوباسو نود چاچه دهغوی سره څه مال وي هغه دي وصول کړي زه دیهودیانو ویستونکي یم (دجزیره العرب نه) او بیا ئې اوویستل.

(عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما ان عمر قال ياايها الناس ان رسول الله ﷺ كان عامل يهود خيبر على ان نخرجهم اذا شئنا، ومن كان له مال فليلحق به فاني مخرج يهود فاخرجهم)

(یعنی فتح صلحا خو دا ده چه د قتال ضرورت رانشی او که د قتال د پېښیدو نه پس عاجز راتلو سره صلح اوکړې شی نو دا فتح صلحا نه ده بلکه عنوة ده)

(۲) صحيح البخاري/ الشروط ۱۴ (۲۷۳۰)، (تحفة الأشراف: ۱۰۵۵۴) (حسن صحيح)

مضمون د حدیث :

یعنی عمر رضی الله عنه په خپل دور خلافت کښې یوه ورځ دا اعلان اوکړو چه رسول الله صلی الله علیه و آله د خیبر یهودو سره دا معامله کړې وه چه کله مونږ غواړو نو تاسو به اوباسو عمر رضی الله عنه فرمائی : اوس زه یهود اوباسم لهذا چه د چا باغ یا زمکه د چا یهودی سره وی هغه دې لارشی او د هغه نه دې واخلی او خپل خیز دې سنبهال کړی، پس د دې اعلان نه پس عمر رضی الله عنه د هغوی اخراج او فرمائیلو او د دې نه وړاندې روایت کښې دا هم راروان دی چه عمر رضی الله عنه ازواج مطهرات ته یو مستقل سړې وراولیرلو چه که دوی غواړی چه په خومره مقدار کښې غله او کهجورې رسول الله صلی الله علیه و آله هغوی ته ورکولې هغه غله او کهجورې هغوی ته ورلیرم او که دا غواړی چه د هغې په اندازه د کروندې زمکه او د کهجورو اونې هغوی ته ورکړم نو داسې به اوکړم، په دې باندې بعضو خو اوساق غله او کهجورې اختیار کړې او بعضو زمکه، (وکانت عائشة منها ای ممن اخذ الارض والنخل)

په وړاندې روایت کښې راروان دی (وكان التمر يقسم على السهمان من نصف خیبر وياخذ رسول الله صلی الله علیه و آله الخمس) یعنی د خیبر د نیمو کهجورو تقسیم د حصو مطابق کیدلو، او رسول الله صلی الله علیه و آله به هم خپله حصه یو خمس اخستله د دې نصف خیبر نه مراد هغه نصف دې کوم چه رسول الله صلی الله علیه و آله د غانمینو ترمینځه نه وو تقسیم کړې بلکه د خپلو ضرورتونو دپاره ئې پریخودلې وه او کوم نیم تقسیم چه ئې کړې وو نو هغه خو ښکاره دي چه دغانمینو ملک شو، اوددې تقسیم نه مراد تقسیم فی مصارف الفئ هم دې نه تقسیم علی الغانمین ځکه چه دا نصف مال فئ وو (علی قول) والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذرى

[۳۰۰۸] () حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَتْ خَيْبَرُ، سَأَلْتُ يَهُودَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْرَهُمْ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى النِّصْفِ مِمَّا خَرَجَ مِنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَقْرَكُمْ فِيهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَكَانُوا عَلَى ذَلِكَ"، وَكَانَ التَّمْرُ يُقَسَّمُ عَلَى السَّهْمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ وَيَأْخُذُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُمْسَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعَمَ كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ أَزْوَاجِهِ مِنَ الْخُمْسِ مِائَةَ وَسَقَى ثَمَرًا وَعِشْرِينَ وَسَقَى شَعِيرًا، فَلَمَّا أَرَادَ عُمَرُ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ أَرْسَلَ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُنَّ: مَنْ أَحَبَّ مِنْكُنَّ أَنْ أَقْسِمَ لَهَا تَحْلِيلَ بَعْضِهَا مِائَةَ وَسَقَى فَيَكُونَ لَهَا أَصْلُهَا وَأَرْضُهَا وَمَاؤُهَا وَمِنْ الزَّرْعِ مَزْرَعَةٌ خَرِصَ عِشْرِينَ وَسَقَى، فَعَلْنَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ تَعْمَلَ الَّتِي لَهَا فِي الْخُمْسِ كَمَا هُوَ فَعَلْنَا.

دعبدالله بن عمر رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چه کله چه خیبر فتح شو یهودیانود نبی صلی الله علیه و آله نه مطالبه اوکړه چه مونږ په دې شرط باندې دلته اوسیدو ته پریږده چه مونږ به محنت کوو اوکوم پیداوار چه حاصلیري ددې نیم به دخان سره ساتو اوباقی نیم به تاته درکوو نبی صلی الله علیه و آله اوفرمائیل سمه ده په دې شرط باندې به زه تاسودلته پریږدم دیووخته پورې خوچه کله مونږ اوغواړو بیا دغه خلق په هم دغه شرط باندې اوسیدل اودخیبر نه حاصلیدونکی نیمي

۱: صحیح مسلم للمساقاة ۱ (۱۵۵۱)، (تحفة الأشراف: ۷۴۷۲)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/الحرث ۸ (۲۳۲۸)، سنن الترمذي/الأحكام ۴۱ (۱۳۸۳)، سنن ابن ماجه/الرهون ۱۴ (۲۴۶۷)، مسند احمد (۱۷/۲، ۲۲، ۳۷) (صحیح)

کجوري به په خو حصو باندي تقسيميدي اودهغې نه به پنځمه حصه نبي ﷺ وصول کوله او په خپلو بيانو کښې به ئې هري يوي ته ددې پنځمي حصې نه سل وسقه کجوري او شل وسقه وربشي ورکولې، کله چه عمر رضي الله عنه دجزيرة العرب نه د يهوديانو دويستلو اراده اوکړه نو امهات المومنين ته ئې اوونيل چه په تاسو کښې دچاچه زړه غواړي زه به ورته دومره ونفي ورکړم سره دجرو او اوبو اوزمکې په څومره ونو کښې چه سل وسقه کجوري کيږي او دومره زمکه به هم ورکړم چه شل وسقه وربشي پکښې کيږي اوکه چري څوک د خمس نه اخستل غواړي نوزه به ئې ورته د خمس نه ورکړم.

[۳۰۰۹] (۱) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، م وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَأَصْبَنَاهَا عَنُوةً فَجِيعَ السَّبْيُ.

دانس بن مالک رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبي ﷺ دخيبرجهد وکړو اوخيبر مونږپه جنگ حاصل کړواوقيديان موراجمع کړل.

قوله: «عن انس بن مالک رضي الله عنه فاصبناها عنوة»

په دې روايت کښې د صلح ذکر نشته، بلکه مطلقا دا دی چه خيبر عنوة فتح کړې شو. والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي، باتم منه، قاله المنذري

[۳۰۱۰] (۲) حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَدِّي، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ، قَالَ: "قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ نِصْفَيْنِ، نِصْفًا لِنَوَائِبِهِ وَحَاجَتِهِ، وَنِصْفًا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قَسَمَهَا بَيْنَهُمْ عَلَى ثَمَانِيَةِ عَشْرَ سَهْمًا".

دسهل بن حثمة رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبي ﷺ دخيبرغنيمت په دوه حصو تقسيم کړي وويوه حصه ئې دخپلو حادثو اوضرورتونودپاره منتخب فرماښلي وه اوبله حصه به ئې په مسلمانانو تقسيموله اودغه حصه ئې اتلس حصې کړې وه.

(قسمها بينهم على ثمانية عشر سهما) او دهغې نه په روستو روايت کښې دی (قسمها على ستة وثلاثين سهما): په رومي روايت کوم کښې چه د اتلسو حصو ذکر دي هلته د نصف ارض تقسيم مراد دي او په بل روايت کښې د ټولې زمکې تقسيم مراد دي، او د دې ټولو تفصيل په ابتدائي مباحثو کښې تير شوي دي.

[۳۰۱۳] (۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: لَمَّا أَقَاءَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةً سَهْمٍ فَعَزَلَ نِصْفَهَا لِنَوَائِبِهِ، وَمَا يَنْزِلُ بِهِ الْوُطَيْحَةُ وَالْكُتَيْبَةُ وَمَا أُحِيزَ مَعَهَا، وَعَزَلَ النِّصْفَ الْآخَرَ قَسَمَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الشَّقَّ وَالنَّطَاةَ وَمَا أُحِيزَ مَعَهَا، وَكَانَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أُحِيزَ مَعَهَا.

۱: صحيح البخاري/ الصلاة ۱۲ (۳۷۱)، صحيح مسلم/ الجهاد ۴۳ (۱۳۶۵)، سنن النسائي/ النكاح ۶۴ (۳۳۴۰)، تحفة الأشراف: (۱۰۵۹) (صحيح)

۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۶۴۹)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲/۴) (حسن صحيح)

۳: انظر حديث رقم: (۳۰۱۱)، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۳۵، ۱۸۴۵۶) (صحيح)

د بشير بن يسار نه روايت دې فرمائی کله چه الله تعالى نبی ﷺ ته خيبر په طور د غنيمت ورکړونو نبی ﷺ په شپږديرش حصو باندې تقسيم کړواوهره يوه حصه به په سلو حصو باندې مشتمله وه، نيم په دې کښې نبی ﷺ دخپلو ضرورياتو دپاره محفوظ کړوپه کومو کښې چه وطیحه او کتيبه او ددې خواه اوشاه مقامات هم شامل وو اوباقی پاتې نيم به ئې به مسلمانانو باندې تقسيمولو اوپه دې جائداد کښې شق او نظاة مقامات شامل وو او کومه زمکه چه ددې گير چاپيره وه اود نبی ﷺ حصه ددې مقاماتونه وه.

(فعزل نصفها لنوابه وما ينزل به الوطیحة والکتيبة) (والسلام) (كما فى الرواية الاتية) وما احيز معهما

شرح الحديث :

يعنى نصف ارض خيبر لره د خپلو ضرورياتو دپاره او هغه وفدونه او ميلمانه چه به رسول الله ﷺ ته راتلل د هغوى دپاره اوساتله او دا وطیحه او کتيبه چه د زمکو وغيره نومونه دى دا د هم دې نصف مصداق دى کوم چه رسول الله ﷺ تقسيم نه کړل، (وما احيز معهما) مطلب دا دې چه کومې زمکې وطیحه او د کتيبې سره ملحق وى (الشق والنظاة وما احيز معهما) دا هم هغه زمکې دى کومې چه هغوى د غانمينو تر مينځه تقسيم کړې وې، وړاندې راوى وائى چه د رسول الله ﷺ حصه په هغه زمکو کښې وه چه ملحق بالشق والنظاة وى، وړاندې هغه د مجمع بن جاريه انصارى رضی الله عنه روايت دې کوم چه په کتاب الجهاد کښې تير شوى دې په دې وجه هغه مونږ دلته نه ذکر کوو.

[۳۰۱۱] () حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَهُمْ، عَنْ أَبِي شَهَابٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ نَقْرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، قَالَ: فَكَانَ النِّصْفُ سِتِّ مِائَةِ الْمُسْلِمِينَ وَسِتِّ مِائَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَزَلَ النِّصْفَ لِلْمُسْلِمِينَ لِمَا يَنْبُوهُ مِنَ الْأُمُورِ وَالنَّوَائِبِ.

بشير بن يسار په صحابه گرامو کښې ديوڅو کسانونه روايت کوى فرمائی چه هغوى دا حديث بيان کړو چه په نيم امدن کښې ئې ټول مسلمانان شريک کړل او نبی ﷺ پخپله هم په دې حصه کښې شامل وو اوباقی چه کومه نيمه حصه پاتې کيده هغه ئې د مسلمانانو دا اجتماعي امورو دپاره محفوظ کړه چه کله به دوى ته مسائل پيښيدل لکه جهاد وغيره نودغه اخراجات به ئې ترې پوره کول

[۳۰۱۲] () حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَجَالَيْنِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ قَمَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سِتْمِ مِائَةٍ كُلِّ سِتْمِ مِائَةٍ سِتْمِ مِائَةٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذَلِكَ، وَعَزَلَ النِّصْفَ الْبَاقِي لِمَنْ نَزَلَ بِهِ مِنَ الْفُؤُودِ وَالْأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ."

بشير بن يسار (د انصارو ازاد کړې شوې غلام) په صحابه گرامو کښې ديوڅو کسانونه روايت

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۳۵، ۱۸۴۵۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۴) (صحيح الإسناد)

۲: انظر حديث رقم: (۳۰۱۱)، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۳۵، ۱۸۴۵۶) (صحيح الإسناد)

کوی هرکله چه نبی ﷺ په خیبر و الا باندې غالب شو نو خیبر ئې په شپږ دیرشو حصو تقسیم کړو او هره یوه حصه په سلو حصو مشتمله وه نیم په دې کښې د نبی ﷺ او د عامو مسلمانانو وو او باقی پاتې نیم دوندونو د خدمت دپاره او دنورو اجتماعي خدمتونو دپاره استعمالیدو.

[۳۰۱۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْكِينٍ الْهَمَاسِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَقَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ قَسَمَهَا سِتَّةً وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمْعًا، فَعَزَلَ لِلْمُسْلِمِينَ الشَّطْرَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا يَجْمَعُ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ لَهُ سَهْمٌ كَسَهْمِ أَحَدِهِمْ، وَعَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَهُوَ الشَّطْرُ لِنَوَائِبِهِ وَمَا يُنْزَلُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَكَانَ ذَلِكَ الْوُطَيْعَ وَالْكُتَيْبَةَ وَالسَّلَاحَ وَتَوَابِعَهَا، فَلَمَّا صَارَتِ الْأَمْوَالُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عُمَالٌ يَكْفُونَهُمْ عَمَلَهَا، فَقَدَّارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُودَ فَعَامَلَهُمْ.

بشیر بن یسار په صحابه کرامو کښې د یوڅو کسانو نه روایت کوی فرمائی کله چه الله تعالی نبی ﷺ ته خیبر په طور د غنیمت ورکړو نو نبی ﷺ په شپږ دیرشو حصو باندې تقسیم کړو، یوه حصه ئې د مسلمانانو د اجتماعي خدماتو دپاره مختص کړه چه هغه اتلس حصې وي او هره یوه حصه به په سلو حصو باندې مشتمله وه، او بعضې په دې کښې نبی ﷺ دخپلو ضروریاتو دپاره محفوظ کړه په کومو کښې چه وطیح او کتیبه او سلالام او ددې خواه او شاه مقامات هم شامل وو، هرکله چه د نبی ﷺ په تصرف کښې دامالونه راغلل او مسلمانانو ته داسې کار کونکي نه ملاویدل څوک چه ددوی د طرف نه محنت او مشقت ته دوام ورکړی نو نبی ﷺ یهودیان محنت او مشقت کولو ته تبارکړل نو نبی ﷺ ددوی نه کا واخستو.

[۳۰۱۵] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، حَدَّثَنَا مُجِيعُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُجِيعِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ بْنَ مُجِيعٍ يُكْرِمُنِي، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمِّهِ مُجِيعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَاءِ الَّذِينَ قَرَعُوا الْقُرْآنَ، قَالَ: "قَسَمْتُ خَيْبَرَ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ وَأَعْطَى الرَّاحِلَ سَهْمًا".

د مجمع بن جاريه انصاري نه روایت دې کوم چه د قران قاري وو فرمائی چه نبی ﷺ خیبر په هغه کسانو په اتلسو حصو تقسیم کړو څوک چه په صلح حدیبیه کښې شریک وو او د ټول لښکر تعداد ۱۵۰۰ وو په دې کښې ۳۰۰ سواره وو ۱۲۰۰ پیدل وونې سورو ته دوه دوه حصې ورکړې او پیدل ته یوه یوه.

[۳۰۱۶] (۳) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى ابْنِ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَبَعْضُ وَلَدِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ، قَالُوا: بَقِيتُ بَقِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ تَحْصُونَا، فَسَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْرُجَ دِمَاءُ هُمْ وَيُسَبِّرَهُمْ فَفَعَلَ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ أَهْلُ قَدَكٍ فَنَزَلُوا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةٌ لِأَنَّهُ لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهَا بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ.

۱: انظر حديث رقم: (۳۰۱۱)، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۳۵، ۱۸۴۵۶) (صحيح)

۲: انظر حديث رقم: (۲۷۳۶)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۱۴) (حسن)

۳: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۸۸۶) (ضعيف الإسناد)

د عبد الله بن ابی بکر اود محمد بن مسلمه په ځامنو کښې د یوکس روایت دې دوی وائی کله چه مسلمانانو خیبر فتح کړو نو د خیبر یو څو قلاگانې د فتح کیدو نه باقی پاتې شوي او هغوی په خپلو قلاگانو کښې محاصره شول، هغې د نبی ﷺ نه مطالبه او کړه چه مونږ ته امن راکړه او مونږ ته دې لاره راکړې شي نبی ﷺ دهغوی مطالبه منظور کړه نو فذک والاو ته هم دا خبر ورسید و نو هغوی هم په دې شرط باندې روان شول بیابه فذک په خصوصی طور سره د نبی ﷺ دپاره شمیرلې شو ځکه چه په دې پسي آسونه او اوبښان نه وو زغلولې شوي (مطلب دادې چه فذک د خیبر په قلاگانو کښې یوه قلاوه مسلمانانو ته بغیرد جنگ نه حاصله شوه که چرې په جنگ حاصله شوې وې نو بیابه په دې کښې ټول مسلمانان یو برابر حقدار وې).

(بقيت بقية من اهل خيبر فتحصنوا) یعنی بعض قلعه گانې د خیبر خو رسول الله ﷺ فتح کړل او بعض د فتح نه باقی پاتې شو د دې نه مراد وطیح او سلازم دی، نو دا باقی یهودیان په دې قلعه گانو کښې د ځان د بچ کولو دپاره داخل شو (تحصن العدو ای دخل فی الحصن) او قلعه کښې د داخلیدو نه پس هغوی د رسول الله ﷺ نه تپوس او کړو چه تاسو زموږ نفوسونه محفوظ کولو سره مونږ د دې ځانې نه اوباسئ، رسول الله ﷺ دا منظوره کړه، چه کله اهل فذک ته د دې خبر ملاؤ شو نو هغوی هم د رسول الله ﷺ سره هم دغه شان د صلح معامله او کړه، (فكانت لرسول الله ﷺ خاصة) د دې تعلق په ظاهر د سیاق د وجې د فذک او باقی اهل خیبر دواړو سره دې او د دې تائید کيږي د هغه حضراتو چه د فتح خیبر په باره کښې د بعضها عنوة او بعضها صلحا قائل دی، په هغوی کښې یو امام طحاوی دې، خو حضرت د دې کانت تعلق صرف د فذک سره وئیلې دې او د دې دپاره هم یوه وجه ده ځکه چه اقرب هم داده، او دویمه خبره دا هم ده چه په خیبر کښې خو د جنگ سلسله قائمه وه او په فذک کښې نه وه، والله تعالی اعلم

[۳۰۱۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، افْتَتَحَ بَعْضَ خَيْبَرٍ عَنْوَةً، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَقَرَأَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكُمُ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ خَيْبَرَ كَانَ بَعْضُهَا عَنْوَةً وَبَعْضُهَا صَلْحًا وَالْكَتِيبَةُ أَكْثَرُهَا عَنْوَةً وَفِيهَا صَلْحٌ، قُلْتُ لِمَالِكٍ: وَمَا الْكَتِيبَةُ؟ قَالَ: أَرْضٌ خَيْبَرٌ وَهِيَ أَرْبَعُونَ أَلْفَ عَدَقٍ.

د سعید بن مسیب نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ د خیبر څه حصه په زور حاصله کړه. ابوداود وائی چه د حارث بن مسکین په وړاندې دا روایت بیان شو اوزه موجود ووم چه ابن وهب په واسطه مالک د ابن شهاب نه نقل کړې وو چه د خیبر څه حصه خوپه جنگ حاصله شوي وه او څه حصه په صلح حاصله شوي وه کتیبه چه په خیبر کښې یو کلی دې په زور فتح شو ابن وهب وئیلی دی چه مادمالک نه او هغه د ابن شهاب نه تپوس او کړو چه کتیبه څه شي دې هغه او وئیل چه کتیبه یوه علاقه ده د خیبر په زمکو کښې په کومه کښې چه د کجورو څلویښت زره ونې وي.

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۷۳۲، ۱۹۳۶۷) (ضعیف)

﴿ قال ابوداؤد: وقرئ على الحارث بن مسكين وانا شاهد ﴾

د مصنف رحمته الله د حارث بن مسكين نه د روایت کولو طرز:

دا د حارث بن مسكين والا سند په نسائي کښې ډیر زیات راځي، هلته هم دغه شان راځي ﴿قراءة عليه وانا اسمع﴾ او دلته په ابوداؤد کښې هم تقریبا هم دغه شان دی، په نسائي کښې چونکه په کثرت سره راځي په دې وجه د دې په باره کښې مشهوره ده چه د حارث بن مسكين د امام نسائي رحمته الله نه څه خفگان وو چه د هغې په وجه باندې به امام نسائي رحمته الله په مجلس کښې د هغوی مخې ته نه کیناستلو بلکه په پټه باندې به ئې په گوټ کښې اوریدل، هم په دې وجه چه کله امام نسائي د هغه نه روایت کوی نو د هغه په باره کښې فرمائي، زما په دې باندې دا اشکال راځي چه که د امام نسائي رحمته الله د تعبیر هم دا وجه وی نو آیا حارث بن مسكين د امام ابوداؤد رحمته الله نه هم خفه وو؟ په دې باندې نور کلام د (الفيض السمانی علی سنن النسائي) په مقدمه کښې کړې شوې دي.

﴿ قلت لمالك: وما الكتيبة؟ الخ ﴾ د امام مالک رحمته الله شاگرد وائی چه ما د امام مالک رحمته الله نه تپوس او کړو چه کتيبه دکوم ذکر چه په روایت کښې دې څه څیز دي؟ نو هغوی او فرمائیل چه د خیبر د یو باغ نوم دي چه په هغې کښې څلویښت زره د کهجورو اوني دي.

[۳۰۱۸] (١) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ عَنُوةً بَعْدَ الْقِتَالِ، وَنَزَلَ مِنْ نَزْلٍ مِنْ أَهْلِهَا عَلَى الْجَلَاءِ بَعْدَ الْقِتَالِ.

د ابن شهاب نه روایت دي فرمائي چه ماته دا خبره معلومه شوه چه نبی صلی الله علیه و آله خیبر په طاقت او په زور فتح کړي وو او د هغه ځانې اوسیدونکي به د جلا وطنی په شرط باندې دخپلو قلاگانو نه لاندې راکوزیدل.

[۳۰۱۹] (٢) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: خَمْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، ثُمَّ قَسَمَ سَائِرَهَا عَلَى مَنْ شَهِدَهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا مِنْ أَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ.

د ابن شهاب نه روایت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله د خیبر د مال نه خمس او ویستلو او کوم چه باقی پاتې شو هغه ئې په هغه خلکو تقسیم کړو څوک چه په جنگ کښې موجود وو او څوک چه په دې وخت کښې موجود نه وو مگر په صلح حدیبیه کښې موجود روز په صلح حدیبیه او غزوہ خیبر په مینځ کښې یو کال تیر شوي دي.

﴿ عن ابن شهاب قال خمس رسول الله صلی الله علیه و آله خیبر ثم قسم سائرهما على من شهدهما ومن غاب عنها من اهل الحديبية ﴾

یعنی رسول الله صلی الله علیه و آله د خیبر په غنیمتونو کښې خمس ویستلو نه پس باقی اربعه اخماس لره چه په جنگ خیبر کښې شریک وو او کوم چه غائب وو د اهل حدیبیه نه د ټولو تر مینځه تقسیم او فرمائیلو.

١: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۴۰۲) (ضعیف)

٢: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۴۰۱) (حسن)

(من اهل الحديبية) په دې وجه راوی اوئیل چه جنگ خیبر کښې شرکت کونکی ټول په ټول هم هغه اهل حديبيه وو هغه داسې چه کله رسول الله ﷺ د غزوه حديبيه نه مدينې طبيې ته راواپس شو نو مدينې طبيې ته د رسيدو سره د جبرائيل عليه السلام په اشاره باندي د خیبر د فتح دپاره سره د خپلو ټولو ملگرو روان شو، بيا په دې روايت کښې دی چه په هغوی کښې چه کوم صحابه کرام رضی الله عندهم د رسول الله ﷺ سره په فتح خیبر کښې شریک وو رسول الله ﷺ د هغوی حصه هم اولگوله، او کوم چه غائب وو د هغوی هم، په بذل المجهود کښې د تاریخ خمیس نه نقل کړې شوي دي چه جابر بن عبد الله رضی الله عنه په هغه غائبينو کښې دي چه د هغه رسول الله ﷺ حصه مقرر کړه، هم دغه شان بعض هغه صحابه کرام رضی الله عندهم کوم چه د حبشي نه واپس مدينې طبيې ته راغلل اوبيا خیبر ته اورسيدل پس د قتال د فراغت نه يعنی جعفر رضی الله عنه او دهغوی ملگری د اهل سفینه نه، (کما تقدم فی کتاب الجهاد) دهغوی هم رسول الله ﷺ حصه مقرر کړه د صحابه کرام رضی الله عندهم په رضامندی سره. (البذل)

[۳۰۲۰] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحَتْ قَرْيَةُ الْأَقْسَمَتِهَا كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

د عمر رضی الله عنه نه روايت دي فرمائي که چرې زما سره دهغه مسلمانانو فکرنه وې کوم چه زمونږ نه وروسته پيدا کيدونکی دي يعنی ددوی د ضرورتونو نو هريو کلي اوبار چه فتح کيږي مابه داسې تقسيمولې لکه څنگه چه نبی ﷺ خیبر تقسيم کړې وو.

(عن عمر رضی الله عنه قال لولا اخر المسلمين ما فتحت قرية الا قسمتها كما قسم رسول الله ﷺ خيبر)

د ارض مفتوحه په باره کښې د عمر رضی الله عنه اثر او دهغې شرح :

عمر رضی الله عنه فرمائي چه که د روستو راتلونکو مسلمانانو ما سره غم نه وې او د هغوی رعايت کول مې مقصود نه وې نو د هرې قريې د فتح کولو نه پس به مې هغه د هغه قريې په غانمينو کښې تقسيموله، څنگه چه رسول الله ﷺ خیبر تقسيم کړې وو (خو چونکه د روستو راتلونکو رعايت مقصود وو په دې وجه ئې نه تقسيموم) په دې وجه چه د زمکې د تقسيم نه پس خو د اشخاصو ملکيت شی او وړاندي په دې کښې ميراث وغيره جاری کيږي، د حاجت او عدم حاجت وغيره هلته هيڅ لحاظ نه وي، په خلاف د دې چه په دې صورت کښې د زمکو آمدنی په بيت المال کښې محفوظ وي او بيا هميشه د حاجت مطابق حاجتمندو ته ملاويږي هم دا مطلب دي د عمر رضی الله عنه د دې ارشاد... جزاء الله تعالى عن الاسلام والمسلمين خيرا الجزاء.

اصل کښې بعض خلکو د عمر رضی الله عنه د تقسيم مطالبه کړې وه نو هم په دې موقعه باندي عمر رضی الله عنه د عدم تقسيم په معذرت کښې داسې خبره اوکړه، دا مضمون هم نژدې تير شوي دي. والحديث سكت عليه المنذري وقال الشيخ محمد عوامه، اخرج البخاري

(۱): صحيح البخاري/الحرث ۱۴ (۲۳۳۴)، فرض الخمس ۱۴ (۳۱۲۵)، المغازي ۳۸ (۴۲۳۵)، (تحفة الأشراف: ۱۰۳۸۹)، وقد أخرج به: مسند أحمد (۳۲، ۳۱/۱) (صحيح)

الحمد لله په دې باب او احاديثو باندې کلام پوره شو، چه په هغې باندې بنده ډير محنت او کړو. والله الموفق وهو الميسر

باب مَا جَاءَ فِي خَبَرِ مَكَّةَ

د فتح مکې بيان

فتح مکه نه پس د مکې د زمکې سره رسول الله ﷺ څه معامله او فرمائيله :

يعنى د فتح مکه قصه او بيان، د مکې فتح د جمهورو په نزد عنوة شوي ده، او د امام شافعي رحمه الله په راڼي کښې صلحا شوي ده، د مکې زمکه رسول الله ﷺ د غانمينو تر مينځه تقسيم نه کړه بلکه هغه ئې د هم هغه ځانې دخلقو په لاسونو کښې پريخودله، د هغې د اوچت شان او دارالنسک کيدو د وجې نه، او دويمه خبره دا هم ده چه د ارض مفتوحه تقسيم د جمهور په نزد لازم هم نه دي، خو د امام شافعي رحمه الله په نزد د ارض مفتوحه تقسيم ضروري دي. خو د هغوی په مسلک باندې به هم اشکال د دي وجې نه وي چه د هغوی په نزد د مکې مکرمې فتح صلحا ده، د هغوی په نزد تقسيم خو د هغه زمکې واجب دي چه مفتوحه عنوة وي، اوس پاتې شوه دا خبره چه ارض مکه خراجي ده يا که عشري؟ دي په باره کښې مخکښي تير شوي دي چه د قياس تقاضا خو هم دا ده چه هغه خراجي وي خودمکې داوچت شان په بناء باندې خلاف قياس هغه خراجي نه کړې شوه

دلته يو بحث بل دي چه په کتاب الحج کښې «الا نبى لک بمنى بيتا» الحديث د لاندې تير شوي دي هغه دا چه د حرم زمکه موقوف ده يا مملوک؟ او په دې کښې د علماء کرامو اختلاف بالتفصيل تير شوي دي، فتح مکه په رمضان ۸ هجري کښې او شوه.

[۳۰۲۱] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ، فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: "نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَعْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ" ..

دا بن عباس نه روايت دي چه د فتح مکې په کال باندې عباس به ابوسفيان بن حريف نبي ﷺ ته راوستو او په مر الظهران مقام کښې ئې اسلام قبول کړو په دې وخت کښې عباس رضي الله عنه عرض او کړو اي دالله رسوله ابوسفيان يوداسې سړي دي چه نوم (شهرت) او مشري خوښوي دابوسفيان دپاره که چرې څه امتياز مقرر کړئ نوښه به وي ددې دپاره چه دي په هغې باندې فخر وکړي شي نبي ﷺ او فرمائيل څوک چه دابوسفيان کور ته داخل شي هغه ته پناه حاصل ده او څوک چه دخپل کور دروازه بنده کړي هغه ته هم پناه حاصل ده يعنې مونږ به ئې نه وژنو.

«عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله ﷺ عام الفتح جاءه العباس بن عبدالمطلب بابي سفيان فاسلم بمرا الظهران»

د باب دا رومبې روایت خو مختصر دې، هم دا حدیث په دویمې طریقې سره د دې نه پس را روان دې، په هغې کښې تفصیل دې.

[۳۰۲۲] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ الظُّهْرَانِ، قَالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: وَاللَّهِ لَبِنٌ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَنُودَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ لَهْلَاكَ قُرَيْشٍ، فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَجِدُ حَاجَةً يَأْتِي أَهْلَ مَكَّةَ فَيُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْرِجُوا إِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوهُ فَأَتَيْتُ لَأَسِيرَ إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سَفْيَانَ وَبَدِيلِ بْنِ وَرْقَاءَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ، فَعَرَفْتُ صَوْتِي، فَقَالَ أَبُو الْفَضْلِ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: مَا لَكَ فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي، قُلْتُ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ، قَالَ: فَمَا الْحِيلَةُ؟ قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ عَدَوْتُ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا، قَالَ: "نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سَفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ"، قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ.

د ابن عباس نه روایت دې چه کله نبی ﷺ مرظهران ته راغی عباس ته وائی چه ما په زړه کښې سوچ او کړو که چرې نبی ﷺ د البکر د خان سره بوخي اومکې ته داخل شي مخکښې ددې نه چه دوی ورته راشي او امن تري وغواړی نو دوی به هلاک شي بیاعباس ﷺ او وئیل چه زه د نبی ﷺ په قچر باندې په دې اراده سور شوم او روان شول چه کیدې شي چه څوک د ضرورت دپاره وتلی وي اومکې ته روان وي او ماته ملاوشی چه دمکې خلکو ته خبر ورکړی ددې دپاره چه هغوی دمکې نه بهر راوخي اونی ﷺ ته حاضر شي او پناه واخلي زه په دې خیال کښې روان ووم چه مادابوسفیان اودبدیل بن ورقاء آواز واوریدو ما په تیز آواز سره او وئیل آی ابوحنظله هغه زما آواز او پیژندو نو وئې وئیل

ابو الفضل ئې؟ ما وئیل هو، ما ورته او وئیل په تاسوڅه شوي دي ستاسونه دې زمامور او پلار قربان شي مالو وئیل دانبی ﷺ دې اودادهغه لښکردې ابوسفیان او وئیل ما ورته او وئیل نوبیازه دېچ کیدو دپاره څه تدبیر اختیار کړم؟ عباس نه ده لره په خان پسې شاته سور کړو اودده ملگرې بدیل بن ورقاء واپس شو عباس ﷺ وائی چه کله سحر شوما ابوسفیان د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر کړو اوده اسلام قبول کړو عباس او وئیل آی دالله رسوله ابوسفیان غواړی چه دده دپاره دي څه امتیاز وي تاسودده دپاره دڅه امتیاز حکم ورکړئ نبی ﷺ او فرمائیل څوک چه دابوسفیان کور ته داخل شي هغه ته پناه حاصل ده او څوک چه دخپل کور دروازه بنده کړي دوی ته هم پناه حاصل ده څوک چه مسجد ته داخل شي هغه ته پناه حاصل ده (یعنی مونږ به ئې نه وژنو) خلکو چه دا واوریدل نو په خپلو خپلو کورونو او مسجد کښې پټ شول.

مضمون د حدیث او فتح مکه مکرمه :

مضمون د حدیث دا دې، ابن عباس رضی الله فرمائی چه رسول الله ﷺ د غزوة الفتح په سفر

(۱) تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۵۱۳۲) (حسن)

کښي مر الظهران ته اورسيدو چه مکې ته نزدي دې نو زما والد عباس عليه السلام فرمائي چه ما په زړه کښي سوچ او کړو چه که رسول الله صلى الله عليه وسلم د دې لښکر سره په دې حال کښي عنوة داخل شو او اهل مکه د رسول الله صلى الله عليه وسلم نه د امن د طلب کولو دپاره رانغلل نو بيا په دې کښي د قريشو يقينا هلاکت دې هغوی فرمائي چه زه په دې فکر کښي اوم چه رسول الله صلى الله عليه وسلم په خپله سورلي باندې سوريډو سره يو خوا بل خوا داسې يو کس لتولو چه د خپل څه ضرورت دپاره مکې ته روان وي پس هغه تلو سره اهل مکه ته د رسول الله صلى الله عليه وسلم هلته د رسيدو خبر ورکړي چه اهل مکه دلته د رسول الله صلى الله عليه وسلم په خدمت کښي راتلو سره د هغوی نه امن طلب کړي، زه هم په دې تلاش کښي اوم چه ناڅاپه ما د ابوسفیان عليه السلام او د بديل بن ورقاء د خبرو کولو آواز واوريدو. (دا دواړه د رسول الله صلى الله عليه وسلم په خدمت کښي مدينې طيبي ته د بيا دپاره د صلح يا د جنگ د خبرې برابرولو دپاره را روان وو.) (کما فی الطبرانی) چه کله ما د هغه آواز واوريدو نو ما اووې **« يا ابا حنظلة ! »** هغه زما آواز اوپيژندلو، فوراً ئې اووې ابوالفضل يعنی ته ابوالفضل ئې؟ (لا يو بل ته مخامخ شوې نه وو) ما اووې او هغه اووې څه خبره ده زما مور پلار دې په تا باندې قربان وي؟ عباس عليه السلام وائی ما اووې **« هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس »** ما اووې نزدي طرف ته اشاره کولو سره چه دلته رسول الله صلى الله عليه وسلم او د هغه مجمع موجود ده، هغه هم په اوريدو سره اوپريدو **« فما الحيلة؟ »** وړاندې په روايت کښي دې عباس عليه السلام فرمائي چه ما هغه په ځان پسې شاته سورلي باندې کينولو او بديل مکې ته واپس شو. چه کله سحر شو نو ما ابوسفیان عليه السلام د رسول الله صلى الله عليه وسلم په خدمت کښي حاضر کړو او هغه اسلام قبول کړو. ما عرض اوکړو يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوسفیان داسې انسان دې چه فخر خوښوی (شيخي کوي) لهذا تاسو هغه سره لږ کرام او فرمايئ، يعنی هغه ته داسې خيز ورکړئ چه د هغه دپاره د فخر سبب وي، نو رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرمائيل ښه، او بيا ئې او فرمائيل **« من دخل دار ابي سفيان فهو آمن ومن اغلق عليه دارة فهو آمن »** چه په اهل مکه کښي چه څوک د ابوسفیان کور ته ننوتل هغوی زمونږ د طرف نه په امن دی، او هم دغه شان په اهل مکه کښي چه کوم انسان د خپل کور دروازه بنده کړي، يعنی مسلمانانو سره د جنگ کولو دپاره بهر نه راوځي، هغه هم په امن دې، په دې باندې خلق خپلو خپلو کورونو ته لاړل او بعض مسجد حرام ته.

د دې نه روستو روايت کښي دا هم دی چه **« ومن القى السلاح فهو آمن وعمد صناديد قريش فدخلوا الكعبة فقص بهم »** چه په دې اعلان باندې د قريشو سرداران کعبې ته داخل شو، کعبه د هغوی نه ډکه شوه، او رسول الله صلى الله عليه وسلم د بيت الله طواف اوکړو، مقام ابراهيم سره ئې د

۱، اوپه خپله د حضرت عباس (رض) باره کښي منقول دی چه هغه سره د خپل اهل و عيال د حضور اکرم (ص) مدينې ته د روانيدو نه مخکښي دهجرت په نيت سره دمکې نه وتلي وو ځکه ددوی ملاقات د حضور پاک (ص) سره په لاره کښي په جحفة يا ذوالحليفه کښي اوشو کله چه حضور (ص) د فتح مکې دپاره تلو، نو بيا حضرت عباس (رض) د حضور (ص) سره مکې ته واپس راغې او خپل اهل و عيال ئې مدينې ته اوليرل. (بذل القوة فی حوادث سنی النبوة ص ۲۲۱).

طواف دوه رکعته مونځ اوکړو، د دې نه پس رسول الله ﷺ د بیت الله د دروازي دواړو طرفونو لره نیولو سره اودريدو، په دې باندې هغه خلق د دننه نه راووتل او د رسول الله ﷺ په لاس ئې بیعت اوکړو په اسلام باندې.

[۳۰۲۳] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلٍ بْنُ مَعْقِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهٍ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا هَلْ غَنِمُوا يَوْمَ الْفَتْحِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا.

وهب بن منبه وائی د جابر نه مې تپوس اوکړو ایا صحابه کرامو د فتح مکې په ورځ څه غنیمت حاصل کړې وو؟ هغه او فرمائیل نه.

(سالت جابرا هل غنموا يوم الفتح شينا قال لا) یعنی په دې فتح مکه کښې رسول الله ﷺ ته څه مال غنیمت حاصل نه شو ځکه چه د دې دپاره باقاعده د جنگ کولو حاجت رانغلو، اگر چه د رسول الله ﷺ د طرف نه د جنگ تیاری او انتظامات داسې اوشو څنگه چه په جنگ کښې وی خو هغوی ښکاره مقابلي ته رانغلل او اگر چه د هغوی د طرف نه د امن مطالبه هم نه وه چه داسې او نیلې شی چه مکه صلحا فتح شوه د مسلمانانو د بعضو دستو سره څه اندازه د مقابلو ضرورت راغلو او په احترام مکه کښې د هغوی سره ډیر رعایت اوکړې شو بیا به مال غنیمت څنگه حاصل شوي وي.

[۳۰۲۴] (۲) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ مَسْكِينٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ سَرَّحَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَخَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْخَيْلِ، وَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ اهْتِفِ بِالْأَنْصَارِ قَالَ: اسْلُكُوا هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا يَشْرَفَنَّ لَكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْتَمْتُمُوهُ فَنَادَى مُنَادٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ دَخَلَ دَارًا فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ". وَعَمَدٌ صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ قَدْ خَلَوْا الْكَعْبَةَ فَقَضَى بِهِمْ وَطَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَخَذَ بِمِخْنَبَتِي الْبَابِ فَخَرَجُوا قَبَائِعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سَأَلَ رَجُلٌ قَالَ: مَكَّةُ عَنْوَةٌ هِيَ، قَالَ: إِيْشَ يَضُرُّكَ مَا كَانَتْ؟ قَالَ: فَصَلِّ قَالَ: لَا.

د ابوهريره نه روایت دې فرمائی کله چه نبی ﷺ مکې ته داخل شو نوزبیر بن عوام او ابو عبیده بن الجراح او خالد بن ولید ئې په اسونو باندې پریخودل او ابوهریره څوک چه د ابوسفیان کور ته داخل شي هغه ته پناه حاصل ده، ماته ئې حکم اوکړو و چه ته په انصارو کښې آواز اوکړه چه ددې لاري نه لار شي او څوک چه د مخامخ طرف نه راخي هغه دي قتل کړي په دې وخت کښې یو آواز کونکی آواز اوکړو دنن نه پس به قریش نه وی نبی ﷺ او فرمائیل څوک چه په خپل کور کښې کښېني هغه ته امن دې او څوک چه اصلحه او غورځوي هغه ته امن دې اود قریشو سرداران بیت الله ته داخل شول- او بیت الله ددوی نه ډک شو نبی ﷺ دبیت د الله طواف اوکړو او دمقام ابراهیم نه ئې شاته مونځ اوکړو او بیا ئې دبیت الله د دروازي دوه چوکاټونه اونیول په دې وخت کښې چه په بیت الله کښې کوم خلق دننه وو بهر راځ، ل اود نبی ﷺ سره ئې په اسلام باندې بیعت اوکړو.

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۱۳۵) (صحیح الإسناد)

(۲) صحیح مسلم للجهد ۳۱ (۱۷۸۰)، (تحفة الأشراف: ۱۳۵۶۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵۳۸، ۲۹۲/۲) (صحیح)

«عن ابی هريرة رضي الله عنه ان النبي ﷺ لما دخل مكة سرح الزبير ابن العوام رضي الله عنه واباعبيدة بن الجراح رضي الله عنه وخاله بن الوليد رضي الله عنه على الخيل»

د رسول الله ﷺ د طرف نه د لښکر په مکه مکرمه کښې د دخول ترتیب :

د ابوداؤد په دې روایت کښې اختصار دي، د مسلم په روایت کښې تفصیل دي، مضمون ددې حدیث دا دي چې کله رسول الله ﷺ مکې مکرمې ته د داخلیدو اراده او فرمائیله (۱) په کفارو باندې د حملې دپاره خو چونکه مکې مکرمې ته د داخلیدو لارې ډیرې وې او د ټولو لارو ناکه بندې کول وو په دې وجه رسول الله ﷺ د لښکر ډیرې دستې جوړې کړې په دې دستو کښې بعض سواره وو او بعض پیاده، او د هرې دستې دپاره رسول الله ﷺ یو نگران تجویز کړو او هر امیر ته یې د هغه د داخلیدو دپاره د لارې تعیین او فرمائیلو، یعنی فلانې امیر دي د خپلې دستې سره په فلانې لاره باندې داخل شی مثلاً د مکې د اعلی حصې نه دي فلانې او د ښکته حصې نه دي فلانې داخل شی، د ابوداؤد په دې روایت کښې خودی چې رسول الله ﷺ زبیر، ابو عبیده او خالد بن الولید رضي الله عنه درې واړه په کسانو امیران کړل چې په آسونو باندې سواره وو او اوښ لیرل، خو د مسلم په روایت کښې دی چې «وبعث اباعبیده علی الحسر» چې ابو عبیده رضي الله عنه رسول الله ﷺ په هغه دستې باندې امیر کړو چې پیاده وو او په هغوی باندې زغري وغیره نه وې «وقال يا ابا هريرة رضي الله عنه اهتف بالانصار قال اسلكوا هذا الطريق فلا يشرقن لكم احدالا انتموه» یعنی رسول الله ﷺ ابو هریره رضي الله عنه ته او فرمائیل چې انصارو ته آواز اوکړه او راوښ غواړه پس هغوی ټول حاضر شو نو رسول الله ﷺ هغوی ته یوې دستې طرف ته اشاره اوکړه او وې فرمائیل چې تاسو به په دې لاره باندې ځئ او دویمه خبره یې ورته دا او فرمائیله چې په دې مشرکینو کښې چې کوم ستاسو طرف ته ست اوچت کړی تاسو هغوی هم هلته اوده کړئ، یعنی څوک چې د قتال دپاره مخکښې راشی هم هغه قتل کړئ او څوک چې ستاسو په لیدو باندې سره ښکته کړی یا روستو شی هغه ته هیڅ هم

(۱) په سیرت المصطفی ﷺ کښې دی چې رسول الله ﷺ په کداء مقام باندې تیریدو سره په پورته طرف باندې مکې ته داخل شو او خالد بن الولید ته یې د اسفل مکه مقام کدی نه د داخلیدو او زبیر رضي الله عنه ته یې د پورته طرف یعنی مقام کداء نه د داخلیدو حکم ورکړو او دا تاکید یې ورته او فرمائیلو چې تاسو پخپله په قتال شروع مه کوئ کوم سړي چې تاسو سره تعرض کوی د هغه سره جنگ کوئ، په صحیح مسلم کښې د ابو هریره رضي الله عنه نه نقل دی چې رسول الله ﷺ انصار راوغوښتل او دا یې ورته او فرمائیل چې قریشو څه بدمعاشان ستاسو د مقابلې دپاره جمع کړی دی که هغوی د مقابلې دپاره راغلل نو د فصل په شان یې پرې کړئ، صفوان بن امیه او عکرمه بن ابی جهل او سهیل بن عمرو په مقام خندمه کښې د مقابلې په قصد څه بدمعاشان جمع کړل، د خالد بن الولید رضي الله عنه سره یې مقابله اوشوه، په مسلمانانو کښې دوه کسان شهیدان شو، خنیس بن خالد او کرز بن جابر فهري رضي الله عنه، او په مشرکانو کښې دولس یا دیارلس کسان اووژلي شو، باقی ټول اوختیدل، دا د ابن اسحاق روایت دي، او په مغازی د موسی بن عقبه کښې دی چې خالد بن الولید رضي الله عنه چې کله د اسفل مکه نه داخل شو نو بنو بکر او بنو حارث او څه خلق د قبیلې هذیل او څه بدمعاشان د قبیلې قریش نه راجمع وو، د خالد رضي الله عنه د رارسیدو سره هغه خلقو حمله اوکړه، خالد بن ولید رضي الله عنه چې کله د هغوی مقابله اوکړه نو هغوی یې طاقت اونرلي شو، شکست خورلو سره اوختیدل، د بنو بکر تقریباً شل کسان او د هذیل درې یا څلور کسان قتل شو او باقی اوختیدل څوک په کور کښې پټ شو، او څوک غر ته اوختلو. (ام)

مه وايي (فناډی منادی : لا قريش بعد اليوم) او يو اعلان کونکی اعلان او کړو چه د نن پس د قريشو خاتمه ده، يعنی که هغوی مقابلي ته راغلل، گيڼې رسول الله ﷺ خو هغوی ته د امان پروانه ورکړې وه د عدم قتال په صورت کېښ.

حديث ابی هريره رضي الله عنه اخبره مسلم بنحوه مطلقا، قاله المنذري

باب مَا جَاءَ فِي خَيْرِ الطَّائِفِ

د فتح طائف بيان

غزوه طائف :

د غزوه طائف مختصر قصه داسې ليکلې شوې ده : رسول الله ﷺ د حنين د مال غنيمت او د قيديانو متعلق دا حکم ورکړو چه په جعرانه کېښې دې جمع کړې شي او خپله ئې د طائف قصد او کړو، او طائف ته د تلو نه مخکېښې ئې طفيل بن عمرو الدوسي رضي الله عنه د خو موحدينو سره د يو بت (چه د هغه نوم ذوالکفين وو) د سيزلو دپاره اوليرل، د رسول الله ﷺ طائف ته د رسيدونه څلور ورځې پس طفيل بن عمرو هم راوړسيد او يو دبابه (تينک) او منجنیق ئې راوړل. مالک بن عوف نصري د هوازن سپه سالار سره د خپل فوج نه د رسول الله ﷺ د رسيدونه مخکېښې د طائف په قلعه کېښې داخليدو سره دروازه بنده کړې وه او د څو کالو غله او د خوراک څکاګ سامان ئې په قلعه کېښې کيځودلې وو، رسول الله ﷺ طائف ته د رسيدو سره د هغوی محاصره او کړه او د منجنیق په ذريعه ئې په هغوی باندې کانړی اوړول، هغه خلقو د قلعه په ديوال باندې غشي وپشتونکي کيڼول هغوی داسې سخت غشي او وړول چه ډير مسلمانان زخمی شو، او دولس صحابه کرام شهيدان شول، خالد بن الوليد رضي الله عنه لاس په لاس مقابلي دپاره راوبلل خو جواب ورته دا ملاؤ شو چه مونږ ته د قلعه نه د کوزيدو ضرورت نشته، د کلونو غله مونږ سره موجود ده چه کله دا ختمه شي نو بيا به مونږ تورې اخستلو سره درکوزيږو. مسلمانانو په دبابونو کېښې کيڼاستلو سره د قلعه د ديوال د ماتولو کوشش او کړو، هغوی د بره نه د اوسپنې گرم سيځونه راويشتل چه په هغې باندې مسلمانان شاته شو، په دې ليدو باندې رسول الله ﷺ د باغونو د پرې کولو حکم ورکړو، د قلعه والا خلقو رسول الله ﷺ ته د الله او د خپلولي واسطه ورکړه نو رسول الله ﷺ او فرماييل چه زه دا د الله پاک او د خپلولي دپاره پريږدم، د دې نه روستو ئې د ديوال د قلعه سره دا اعلان او کړو چه کوم غلام د قلعه نه کوزيدو سره مونږ ته راشي هغه آزاد دې. پس دولس ديارلس غلامان بهر ته راغلل، هم هغه وخت رسول الله ﷺ يو خوب اوليدو چه د پيو يو پياله رسول الله ﷺ ته پيش کړې شوه يو چرګ راغلو او په هغې کېښې ئې مخوکه او وهله چه په هغې باندې هغه پي پريوتل رسول الله ﷺ دا خوب صديق اکبر رضي الله عنه ته بيان کړو، هغوی او فرماييل غالبا دا قلعه به اوس نه فتح کيږي هغوی نوفل بن معاويه ديلمی راوبلو او دهغوی نه ئې تپوس او کړو چه ستاسو څه رائي ده؟ نوفل اووې يا رسول الله ﷺ! لومبره په خپله سوره کېښې ده که ايسار شو نو او به ئې نيسو او که پرې ئې ږدو نو ستاسو هيڅ نقصان نشته. د ابن سعد په روايت کېښې دی چه عمر رضي الله عنه راغلو او عرض ئې او کړو يا

نبي الله ﷺ د دوی په حق کښې بد دعا او کړې، رسول الله ﷺ او فرمائیل الله پاک ماته اجازت نه دې راکړې، بیا عمر رضی الله عنهما او فرمائیل چه مونږ ته دوی سره د جنگ کولو څه ضرورت دې، رسول الله ﷺ د روانیدو حکم ورکړو او د تلو په وخت ئې دا دعا او کړه (اللهم اهد ثقیفا وات بهم) پس روستو هغه قلعه پخپله فتح شوه ټول خلق مسلمانان شول او د مالک بن عوف نصری د هغوی سردار د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضریدو سره په اسلام باندې مشرف شو.

تنبیه: مونږ سره په ابوداؤد کښې په باب الاقطاع کښې هم د دې غزوه طائف متعلق په یو روای کښې هم دغه شان دی چه یو صحابی صخر بن عیله الاحمسی رضی الله عنهما فرمائی چه کله ما واوریدل چه رسول الله ﷺ د ثقیف سره غزوه کوی نو زه هم د یو جماعت سره د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم هلته مې اوکتل چه رسول الله ﷺ واپس تشریف اوړې دې او رسول الله ﷺ هغه فتح نه کړو نو ما عهد او کړو د الله پاک سره چه دا قلعه به ضرور فتح کوم، پس بیا هم دغه شان اوشوه، الحدیث: خو کوم کتابونه چه مونږ د غزوه طائف متعلق اوکتل په هغې کښې د صخر بن عیله رضی الله عنهما قصه چرته هم ملاؤ نه شوه، فلیفتش... د دې نه پس په البدایة والنهاية ۳۵۱/۴ کښې دا ملاؤ شو چه هغوی د غزوه طائف د پوره قصې لیکلو نه پس په آخر کښې د ابوداؤد دا روایت (د صخر بن عیله رضی الله عنهما والا) نقل کولو نه پس فرمائیلی دی: تفرد به ابوداؤد، وفي اسناده اختلاف. آه.

[۳۰۲۵] (جَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو هَيْمٍ يُعْنَى ابْنُ عَقِيلِ بْنِ مُنْبِهٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبٍ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إِذَا بَايَعَتْ، قَالَ: اشْتَرَطْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادًا، وَأَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ يَقُولُ: "سَيَتَصَدَّقُونَ وَجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا".

دوهب نه روایت دې فرمائی چه د جابر رضی الله عنهما نه مې تپوس او کړو کله چه ثقیف قبیلې بیعت کولو نو هغوی څه شرطونه پیش کړي وو؟ هغه او وئیل چه هغوی په نبی ﷺ باندې دا شرط لگولو چه په دوی باندې به زکات نه وی اونه جهاد ددې نه پس بیا ما د نبی ﷺ نه واوریدل چه فرمائیل ئې کله چه دا خلق مسلمانان شي نو امید دې چه زکات به هم ورکوي او جهاد به هم کوي.

(سالت جابرا عن شان ثقیف اذا بايعت) مضمون د حدیث دا دې چه قبیله ثقف چه کله د رسول الله ﷺ په خدمت کښې مدینې طیبې ته حاضر شو او د رسول الله ﷺ په لاس مبارک هغوی بیعت علی الاسلام او کړو نو هغوی هغه وخت دا شرط اولگولو چه په مونږ باندې به زکوة او جهاد هیڅ نه وی، رسول الله ﷺ د هغوی دا شرط هغه وخت منظور کړو، په روایت کښې دی چه رسول الله ﷺ روستو او فرمائیل چه دا خلق به د اسلام د راوړلو نه پس صدقه او جهاد هر څه کوی، په بل حدیث کښې دی (فاشترطوا علیه ان لا يحشروا ولا يعشروا ولا يجبوا) هغوی دا شرط اولگولو چه هغوی دې نه په جهاد کښې بوتللي شی، نه دې رانه نه

عشر او زکوة واخستلې شی، اونه به مونځ کوی، لا یجبوا مثلاً لا یصلوا لفظاً و معنی والتجیبه ان یكون کهیئة الركوع، یعنی داسې ښکته کیدل څنگه چه په رکوع کښې ښکته کیږی.

[۳۰۲۶] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُلَيْ بْنِ سُوَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ مَجْجُوفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ ثَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّ وَفِدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْزِلَتْ لَهُمُ السُّجْدَةُ لِيَكُونَ أَرْقَى لِقُلُوبِهِمْ فَأَشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُخْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجْبُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَكُمْ أَنْ لَا تُخْشَرُوا وَلَا تُعْشَرُوا وَلَا خَيْرٌ فِي دِينٍ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ".

دعثمان بن ابی العاص نه روایت دې فرمائی چه کله نبی ﷺ ته دثقیف وفد راغې نوجومات ته ئې بوتلل ددې دپاره چه ددوی زړونه نرم شي اودوی په نبی ﷺ باندې داشرط لگول غوښتل چه په زبردستي سره دي مونږ جهادتلوته تیارنه یو، اونه مونږ بالفعل زکوة ورکولو ته نیاریو، اونه مونږ مونځ کولوته تیار یو، نبی ﷺ اوفرمائیل جهاد ته تلل خوڅه خبره نده ځکه چه نور خلق موجود دي اود زکوة ورکولو دپاره کال تیریدل ضروري دي اوس خولا کال نه دې تیرشوي لیکن هغه دین څه ښه دین نه وی په کوم کښې چه رکوع (مونځ نه وي.

په اسلام کښې د ټولو نه زیات اهمیت د مانځه دي :

رسول الله ﷺ د هغوی مخکښې دواړه شرطونه منظور کړل او د دریم شرط په باره کښې ئې اوفرمائیل (لا خیر فی دین لیس فی رکوع) چه په داسې دین کښې څه خیر کیدې شی چه په هغې کښې رکوع او سجدي (مونځ) نه وی.

د دې حدیث نه په اسلام کښې د مانځه چه کوم اهمیت معلومیږی هغه ښکاره دي، دا حدیث مونږ د کتاب الصلوة د شروع په بحثونو کښې ذکر کړې دي.

دا باب د خبر طائف سره متعلق وو، اهل طائف چونکه پخپله په اسلام کښې داخل شوي وو په دې وجه دا زمکه عشری شوه (کما مر قبل ذلك فی بیان الانواع الاراضی المفتوحة)

باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ

د یمنیا نواو د یمن د زمکې بیان

اهل یمن هم چونکه په خپله خوښه اسلام کښې داخل شو په دې وجه ارض یمن هم عشری ده.

[۳۰۲۷] (۱) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ أَبِي أَسَامَةَ، عَنْ جُبَايِلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شُهْرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لِي هَمْدَانُ: هَلْ أَتَى هَذَا الرَّجُلَ وَمُرَّأَدُ لَنَا فَإِنْ رَضِيتَ لَنَا شَيْئًا قَبِلْنَاهُ وَإِنْ كَرِهْتَ شَيْئًا كَرِهْنَاهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، لَمَجُتْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضِيتُ أَمْرَهُ وَأَسْلَمَ قَوْمِي وَكُتِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْكِتَابَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَرْثَانَ، قَالَ: وَبَعَثَ مَالِكُ بْنُ مِرَارَةَ الرَّهَائَوِيَّ إِلَى الْيَمَنِ جَمِيعًا، فَأَسْلَمَ عَكَ دُؤُخِيَّوَانُ، قَالَ: فَقَبِلَ لِعَاكَ: انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخُذْ مِنْهُ الْأَمَانَ عَلَى قَرْنَتِكَ وَمَالِكَ فَقَدِمَ وَكُتِبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ لِعَاكَ ذِي خِيَّوَانٍ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي أَرْضِهِ وَمَالِهِ وَرَقِيقِهِ فَلَهُ الْأَمَانُ وَذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، وَكُتِبَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْعَاصِ.

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۷۶۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۱۸/۴) (ضعيف)

(۲) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۵۰۴۳) (ضعيف الإسناد)

د عامر بن شهرنه روایت دې فرمائی هرکله چه نبی ﷺ لارونو ماته دهمدان قبیلې خلقو ووئیل ایانه به دومره وکړي شي چه دغه سړی (محمد) ته ورشي اوزمونږ متعلق ورسره خبرې اترې وکړي؟ که چرې تا زمونږ دپاره څه خبره خوښه کړه نومونږ به ئې قبول کړواوکه چرې تا کومه خبره خوښه نکړه نو مونږ به ئې هم نه خوښوو ماووئیل ولي نه ددې نه زه نبی ﷺ ته روان شوم تردې مسجدنبوی ته ورسیدم اودنبی ﷺ کار (دین اسلام) مي خوښ شو اوزماد قوم خلقو اسلام قبول کړو، اونی ﷺ عمیر ذی مران ته یو خط ولیکلو، راوي وائی چه نبی ﷺ ددین اسلام دتبلیغ دپاره مالک بن مراره رهاوي ټول اهل یمن والا ته ولیږلو او د عک ذوخیوان په نوم یوکس وو چه اسلام ئې قبول کړو، خلقو ورته ووئیل چه ته نبی ﷺ ته ورشه اودهغه نه دخپل مال اوکلي دپاره امان واخله نودغه کس دنبی ﷺ په خدمت کښې حاضرشو، نبی ﷺ دده دپاره خط ولیکلو: بسم الله الرحمن الرحيم د محمد رسول الله دطرف نه دپاره دعک ذوخیوان، که چرې دې رښتوني وي نوده ته امان دې دده دزمکو اوغلامانو اومالونوپه باره کښې اودغه هرڅه دالله اودهغه درسول په ذمه کښې دي اوداتحریر خالد بن سعیدبن العاص لیکلې وو.

«عن عامر بن شهر قال خرج رسول الله ﷺ فقلت لی همدان : هل انت ات هذا الرجل ومرتاد لنا فان رضيت لنا شينا قبلناه»

شرح الحديث :

عامر بن شهر یعنی همدانی وائی چه د رسول الله ﷺ د نبوت او بعثت ظهور اوشو نو ماته زما قوم همدان اووې چه آیا ته هغه سړی ته تلې شي او زمونږ دپاره ترې نه څه څیز طلب کولې شي یعنی د خیر خبره او حق، پس که تاسو یو څیز خوښ کړو (دین اسلام طرف ته اشاره ده) نو مونږ به هم هغه قبول کړو. او که تا ناخوښه کړو نو مونږ به ئې هم ناخوښه کړو، ما جواب ورکړو چه او زه دا کار کولې شم، پس زه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم او د رسول الله ﷺ خبره زما ډیره زیاته خوښه شوه چه په هغې باندې زما قوم (همدان) اسلام قبول کړو. او رسول الله ﷺ یو خط ولیکلو او د عمیر ذی مران طرف ته ئې ولیږلو، دا هم همدانی دې چا چه د رسول الله ﷺ په زمانه کښې اسلام راوړې وو چه په ظاهره د همدان قوم رئیس وو. او مالک بن مراره ئې هم ولیږلو د ټولو اهل یمن طرف ته یعنی د دعوت اسلام دپاره، پس په دې باندې عک ذوخیوان اسلام راوړو دا سړی هم همدانی او یعنی وو، ذوخیوان د هغه لقب دې، دا هم د قوم لوڼې سړی وو، پس هغه ته اوئیلې شو چه ته هم لار شه او د رسول الله ﷺ نه کتاب الامان حاصل کړه د خپل ټول کلی او مال په باره کښې، پس هغه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او رسول الله ﷺ هغه ته دا خط ولیکلو «بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله ﷺ لعک ذی خیوان ان کان صادقا فی ارضه وماله ورفیقه فله الامان وذمة الله وذمة محمد رسول الله ﷺ»، وکتب خالد بن سعید بن العاص (یعنی د دې لیک په آخره کښې کاتب خپل نوم ولیکلو، دا خالد بن سعید د رسول الله ﷺ په کاتبینو کښې دې.

د دې روايت نه معلومه شوه چه چونكه عك ذو خيوان، هم دغه شان عمير ذو مران په خپله اسلام كښې داخل شو، د مسلمانانو هغوى سره د غزوې او فتح ضرورت رانغلو لهذا دا خلق د خپلو زمكو او د خپلو املاكو خپله مالكان پاتې شو او هغوى ته په دې خبره باندې د رسول الله ﷺ د طرف نه عهدنامه او كتاب الامان (سرتيفيكيت) حاصل شو، او دا هم ثابته شوه چه دا زمكه عشرى ده،

[۳۰۲۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: حَدَّثَنَا فَرْجُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عُمَى ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِيضٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيضِ بْنِ حَمَالٍ، أَنَّهُ كَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ حِينَ وَقَدَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَخَا سَيِّدٍ لَا بُدَّ مِنْ صَدَقَةٍ، فَقَالَ: إِنَّمَا زَرَعْنَا الْقُطْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ تَبَدَّدَتْ سَبَا وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ بِمَارِبَ، فَصَالَحَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبْعِينَ حَلَّةَ بَرٍّ مِنْ قِيَمَةٍ وَقَاءِ بَرٍّ الْمَعَاوِرِ كُلِّ سَنَةٍ عَنْ بَقِيٍّ مِنْ سَيِّئِ بِمَارِبَ فَلَمْ يَزَلْ الْوَائِدُ ذُوْنَهَا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْعُمَّالَ انْتَقَضُوا عَلَيْهِمْ بَعْدَ قُبُضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا صَالَحَ أَبِيضُ بْنُ حَمَالٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَّ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى مَا وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ انْتَقَضَ ذَلِكَ وَصَارَتْ عَلَى الصَّدَقَةِ.

د ابيض بن حمال رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه زه په وفد كښې راغلي وم او د نبی ﷺ سره مې د صدقې متعلق خبرې وكړي، نبی ﷺ او فرمائيل اي سبا والارو (سبا په يمن كښې ديوبشارنوم دې) زكوة ادا كول لازمي دي ابيض بن حمال ووييل اي دالله رسوله زمونږ فصل خوصرف فنبه (مالوچ) وي اود سبا خلق يوخائي بل خائي ته تلي دي البته دقوم سبا يوڅه افراد په مارب مقام كښې پاتې شوي دي نبی ﷺ دهغوى سره په اوياجوړو معافري كپړوباندې مصالحت وكړواودغه خلقوبه هميشه ددې جوړو ادانگي كوله تردې چه نبی ﷺ وفات شو او د نبی ﷺ دوفات نه پس عاملينو داوياجوړو مصالحت نامه ماته كړه كومه چه ابيض بن حمال د نبی ﷺ سره كړې وه بياچه كله ابوبكر داخبره واوريده نوهغه دوباره د نبی ﷺ فرمان بحال كړوكله چه ابوبكر رضي الله عنه وفات شونو معاهده فسخ شوه اودنورو خلقو په شان به ددوى نه هم صدقه وصول كيدله.

«عن ابيض بن حمال انه كلم رسول الله ﷺ في الصدقة حين وفد عليه فقال يا اخا سبا لا بد من صدقة فقال انما زرعنا القطن يا رسول الله ﷺ وفد تبدت سبا ولم يبق منهم الا قليل بمارب»

شرح الحديث :

مارب د بلاد يمن نه دې او سبا د يو قوم نوم دې كوم چه هلته آباد وو، دا ابيض بن حمال ماري سبايي وو هغه د رسول الله ﷺ سره چه كله د هغوى په خدمت كښې حاضر شو (په ظاهره د اسلام راوړلو دپاره) خو هغوى رسول الله ﷺ سره د صدقې په باره كښې خبرې او كړې يعنې دا چه هغه معاف كړې شي يا دې په هغې كښې تخفيف او كړې شي نور رسول الله ﷺ او فرمائيل اي سبا والا صدقه خو په اسلام كښې ضروري ده هغوى خپل اقتصادي حالت او كمزوري بيان كړې، هغه دا چه زمونږ پيدا وار خو مالوچ دې يا رسول الله ﷺ

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۲) (ضعيف الإسناد)

(یعنی معمولی شان) او زموږ قوم سبا منتشر شو او په هغوی کښې لږ شان باقی پاتې شو په مارب کښې د دې نه پس په حدیث کښې رسول الله ﷺ چه د هغوی سره په کوم څیز باندې صلح او کړه د هغې ذکر دې (فصالح النبی ﷺ علی سبعین حلة من قيمة وفاء بز المعافو کل سنة عن بقی من سبا بمارب) یعنی رسول الله ﷺ چه په دوی باندې کومه صدقه واجب کیدله د هغې په باره کښې په اويا جوړو باندې مصالحت او فرمائیلو، یعنی هر کال به د کپړو اويا جوړې تاسو ورکوئ، د قبیلې سبا د هغه ټولو خلقو د طرف نه چه په موضع مارب کښې باقی پاتې شوې دی، حله چونکه د قیمت په اعتبار سره کمیږي او زیاتیري نو په دې وجه رسول الله ﷺ د هغه جوړې قیمت متعین کړو چه مصالحت په مجهول څیز باندې لازم نه شی. (بزمعافو) یعنی د کپړې یو مشهور قسم دې چه معلوم القیمت دې نو مطلب دا شو د دې عبارت چه داسې اويا جوړې چه په قیمت کښې د بزمعافو برابر وی هغه به ادا کوئ وړاندې په روایت کښې دی چه دې خلقو به دا مقدار ادا کولو د رسول الله ﷺ په ژوند کښې، اود رسول الله ﷺ دوفات نه پس عمالودامعاهده ختمه کړه یعنی ددې لحاظ ئې اونکړو، صدیق اکبر رضی الله عنه ته چه کله معلومه شوه نو هغوی دادر رسول الله ﷺ د قرارداد مطابق برقرار اوساتله، د صدیق اکبر رضی الله عنه د وفات نه پس بیا هغه معاهده گډه وډه شوه (وصارت الی الصدقة) یعنی د اصل قاعدې مطابق چه به څومره صدقه وه هم په هغې اودریده.

ما استفيد من الحديث :

په دې حدیث کښې دی چه رسول الله ﷺ هغه خلقو سره د صدقې په باره کښې په یو مقدار معین باندې صلح او کړه، د گڼگوڅي په تقریر کښې دی چه که د صدقې نه مراد دلته زکوة دې او گویا د زکوة په مقابله کښې رسول الله ﷺ په یو مقدار معین باندې مصالحت او فرمائیلو. نو دا به د رسول الله ﷺ خصوصیت وی، د رسول الله ﷺ نه علاوه د بل امام دپاره د زکوة مفروضه په باره کښې په یو مقدار معینه باندې صلح کول جائز نه دی، او که د صدقې نه مراد دلته د زمکې د پیداوار عشر دې، نو بیا په دې صورت کښې هیڅ اشکال نشته، په عشر کښې گنجائش شته د بل چا دپاره هم. (بذل)

باب فی إخراج اليهود من جزيرة العرب

د جزيرة العرب نه د يهوديانو د شرلو بيان

د جزيرة العرب تحديد او د دې مصداق :

جزيرة د هغه آبادی نوم دې چه دهغې څلور وارو طرفونو ته اوبه وی، د عربو د زمکې درې طرفونو ته اوبو دی مشرق مغرب او جنوب او په شمال کښې آبادی ده هم په دې وجه د عرب نه په جزیره نما سره تعبیر کولې شی، د جزیره عرب تهديد او د هغې مصداق وړاندې په متن کښې داسې راروان دې.

(جزيرة العرب ما بين الوادی الى اقصى اليمن الى تخوم العراق الى البحر) یعنی جنوب کښې د

یمن د انتها نه واخله تر د عراق د حدودو پورې (۱) او د وادی القری نه سمندر پورې د مینح علاقې ته جزیره العرب وائی یعنی په شمال کښې حدود د عراق په جنوب کښې اقصائی یمن، په مغرب کښې جده وما حولها د ینبع نه واخله تر وادی القری پورې، او په مشرق کښې خلیج فارس پورې چه خومره علاقه ده دې ته جزیره العرب وائی او په بذل کښې حضرت د علامه شامی نه دا نقل کړی دی چه جزیره العرب په پنځو مناطقو باندي تقسیم ده، تهامه، نجد، حجاز، عروض، یمن، تهامه خود حجاز جنوبی حصه ده، او نجد د هغه حصې نوم دې کوم چه د عراق او د حجاز ترمینځه ده، او حجاز د هغه غرمخامخ حصې ته وائی کوم چه د یمن نه واخله شام پورې مسلسل تلې دې او عروض دیمامه علاقه ده کومه چه د بحرین پورې ده او په صحیح بخاری کتاب الجهاد باب جوائز الوفد کښې دی چه مغیره بن عبدالرحمن نه سوال اوکړې شو د جزیره العرب په باره کښې ﴿ فقال مكة والمدینة والیمامة والیمن ﴾

[۳۰۲۹] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى بِثَلَاثَةٍ، فَقَالَ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِزُوا الْوَفْدَ بِمَنْ مِمَّا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ: فَأَنَسِيْتُهَا، وَقَالَ: الْحُمَيْدِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا أَذْرِي أَذْكَرَ سَعِيدَ الثَّالِثَةِ فَتَسِيْتُهَا، أَوْ سَكَتَ عَنْهَا.

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ په درې خبرو باندي وصیت فرمائیلی وو یوداچه مشرکان به د جزیره العرب نه اوباسی اوبل داچه دسفر او قاصد سره ښه سلوک کوئ لکه څنگه چه ئې زه کوم، سعید وائی چه ابن عباس ددریم وصیت دبیانولونه سکوت اوفرمائیلو اوکه داسې ئې ووئیل چه دریم وصیت رانه هیرشوي دي.

شرح الحديث :

قوله: ﴿ عن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي ﷺ اوصى بثلاثة فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيزوا الوفد بنحوها ما كنت اجيزهم ﴾: یعنی رسول الله ﷺ د وفات په وخت د درې څيزونو وصیت اوفرمائیلو يو د جزیره العرب نه (۲) د مشرکینو د اخراج په مشرکانو کښې يهود او نصاری

(۱) په دې طريقه چه یمن داخل او عراق خارج وی،
(۲) صحیح البخاری الجهاد ۱۷۵ (۳۰۵۳)، الجزیه ۶ (۳۱۶۸)، المفاری ۸۳ (۴۴۳۱)، صحیح مسلم الوصیه ۵ (۱۶۳۷)، (تحفة الأشراف: ۵۵۱۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲۲/۱) (صحیح)

(۳) اوس دا چه د جزیره العرب نه ټول جزیره العرب مراد دې یا که په دې کښې څه تخصیص شته، دې باره کښې په بذل کښې دی ﴿ قيل المراد بها مكة والمدینة ونقل الطیبي ان الشافعي خص هذا الحكم بالحجاز وهو عنده مكة والمدینة والیمامة وحواليها دون الیمن وغيره اه وفي. العون. وقال مالك بن انس اراد بجزیره العرب المدینة نفسها اه وفي. العرف الشدي: الكافر لا یقیم فی جزیره العرب، نعم یجوز له المرور واختلف فی ان الحكم لجميع جزیره العرب او لبعضها، وأشار الي الاول الطحاوي فی مشکل الآثار، واختصره محمد فی موطاء، اه او په موطاء د امام محمد ﷺ کښې دی قال محمد ان مكة والمدینة وما حولهما من جزیره العرب (۳۷۳) خو د دې نه دا نه معلومیږي چه په دې حدیث کښې جزیره العرب په خپل عموم باندي دې یا که د دې نه بعض مراد دی، ﴿ فلیفتش كتب الحنفية في ذلك ﴾

هم داخل دی، دا دوه دلې د مشرکین اهل کتاب دی ﴿لأنهم يقولون عزيز ابن الله والمسيح ابن الله﴾ د رومي خبرې قائل يهود دی او د دويمې خبرې قائل نصاری دی، او مجوس خو مشترک دی حکم مذکور فی الحديث يعنی د دې اخراج په باره کښې په بدائع کښې ليکلي شوي دي چه د عربو په زمکه باندې دې هيڅ کښېه يا بيعه باقی پرې نخودلې شي او نه دې هلته د شرابو بيع او د خنزير اجازت ورکړې شي، که ښهر وی او که باندې وی او يا ماء من مياه العرب وی، ويمنع المشركون ان يتخذوا ارض العرب سكنا ووطنا، کذا ذكره محمد تفضيلا لارض العرب على غيرها وتطهيرا لها عن الدين الباطل، للحديث المذكور (البذل) او دويم وصيت دا دې چه راتلونکو وفدونو ته جائزه ورکړې شي يعنی دالې، يعنی د هغوی په راتلو باندې دې د هغوی اهتمام او کړې شي، هر قسم خيال دې اوساتلې شي او هغوی ته دې هديه هم پيش کړې شي، د دې امر تعلق د هغوی نه روستو راتلونکو امامانو سره دې چه وفود خود امام المسلمين ميلمانه وی او هسې خود هر ميلمه په ميلمستيا او اعزاز او اکرام باندې هر مسلمان مامور دې. ﴿قال ابن عباس رضي الله عنهما وسكت عن الثالثة او قال فانسيها﴾ د دريم وصيت په باره کښې ابن عباس رضي الله عنهما تردد ښکاره کوي چه يا خو رسول الله ﷺ خاموش شو او يا مانه هير دی (۱) شراح ليکلي دي چه د دې امر ثالث په مصداق کښې چه په نورو روايتونو کښې

۱، د دې جملي ظاهري معنی هم دا ده چه ابن عباس رضي الله عنهما فرماني: او رسول الله ﷺ د امر ثالث نه سکوت او فرمائيلو، وړاندې د راوی شک دې چه يا ابن عباس رضي الله عنهما دا او فرمائيل چه امر ثالث رسول الله ﷺ خو ذکر کړې وو خو مانه هير شو، پس صاحب د عون المعبود هم دا مطلب ليکلي دي، او حضرت په بذل کښې د دې عبارت تاويل کړې دي او د دې نې دا شرح کړې ده چه سعيد راوی وائی چه ابن عباس رضي الله عنهما صرف دوه امور ذکر کړل او په دريم باندې خاموش شو، او بيا وړاندې سعيد وائی: يا ابن عباس رضي الله عنهما خو ذکر کړې وو خو مانه هير شو، په دې صورت کښې به د قال فاعل ابن عباس رضي الله عنهما نه وی بلکه د ابن عباس رضي الله عنهما نه روايت کونکې شاگرد، چه دلته سعيد بن جبیر رضي الله عنهما دې او تقدير د عبارت داسې دي: ابن عباس ذکر امرين وسكت عن الثالثة الخ... په دې صورت کښې سکوت کونکې ابن عباس رضي الله عنهما شو نه رسول الله ﷺ او حضرت چه کوم تاويل فرمائيلي دي د دې منشاء دا ده چه د دې جملي په نقل کښې روايات مختلف دي، پس په صحيح بخاری کښې دا حديث په ډيرو خايونو کښې ذکر کړې شوي دي ﴿وفي الجهاد في باب جوائز الوفاء واجيزوا الولد بنحو ما كنت اجيزهم، ونست الثالثة الخ﴾ يعنی دلته قال ابن عباس رضي الله عنهما نشته، ﴿وفي الجرية في باب اخراج اليهود من جزيرة العرب: بنحو ما كنت اجيزهم، والثالثة خير، اما ان سكت عنها، واما ان قالها فنسيها، قال سفیان: هذا من قول سليمان﴾ يعنی سفیان بن عيينه وائی چه دا قول ﴿وسكت عن الثالثة الخ﴾ زما د استاد سليمان احول دي. يعنی سليمان رضي الله عنهما وائی چه دريم خبره هم غوره ده يا خو زما استاد سعيد سکوت کړې دي، يا هغوی ذکر کړې وو خو زما نه هيره شوه، او د ابوداؤد په يو نسخه کښې کومه چه د بذل په حاشيه باندې ده په هغې کښې داسې دي ﴿قال سليمان لا ادري اذكر سعيد الثالثة فنسيها او سكت عنها﴾ د دې نسخې والا عبارت حاصل او د بخاری والا روايت حاصل يو دي چه سکوت کونکې سعيد بن جبیر رضي الله عنهما دي، او حضرت چه کومه شرح کړې ده په هغې کښې سکوت کونکې ابن عباس رضي الله عنهما دي. او حافظ رحمه الله په فتح الباری ۷/۱۷۷ کښې احتمالا هم دا اختيار کولو سره روستو دې ته ترجيح ورکړې ده چه دا قول د سليمان احول دي او سکوت کونکې سعيد بن جبیر رضي الله عنهما دي خو په دې قول کښې حافظ حواله ورکړې ده د مسند حميدی او مستخرج ابونعيم، کوم چه پخپله په بخاری کښې موجود دی لکه چه پورته ذکر شو، د دې تولو حاصل دا څنگه چه په ابوداؤد کښې دي ﴿قال ابن عباس الخ﴾ چه د هغې نه معلومېږي.....

کوم څیزونه ذکر کړې شوي دي هغه دا کيدې شي، مثلاً «الوصية بالقرآن، تجهيز جيش اسامة، لاتخذوا اقبرى وثناً يعبد، الصلوة وما ملكت ايمانكم»

والحديث اخرجه البخارى ومسلم مطولا، قاله المنذرى

[۳۰۳۰] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا أُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَلَا أَتْرُكُ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا».

دعمر بن الخطاب رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه دني عليه السلام نه مې اوريدلى دي چه فرمائيل في: ضروره يهوديان اونصرانيان دجزيرة العرب نه اوباسم اودمسلمان نه علاوه به پکښې دبل دين والا څوک نه پريږدم.

«يقول (جابر) اخبرني عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنهما انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : لاخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب فلا اترك فيها الا مسلما»

دا حديث دلته مطلق دي او دمسلم په روايت کښې «لن عشت الى قابل» سره مقيد دي. والحديث اخرجه البخارى ومسلم مطولا، قاله المنذرى

[۳۰۳۱] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَاهُ، وَالْأَوَّلُ أَثَمٌ.

دعمر رضي الله عنه نه دتيرروايت په شان روايت منقول دي ليکن اولني روايت زيات. کامل دي.

[۳۰۳۲] (۳) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَلْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَكُونُ قِبْلَتَانِ فِي بَلَدٍ وَاحِدٍ».

دابن عباس رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبی صلى الله عليه وسلم فرمائيلی دي په يوبنار کښې دوه قبلي نه شي کيدې (يعني اهل اسلام او يهوديان اونصرانيان به يوځای په حجاز مقدس کښې نه اوسيدې).

«عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكون قبلتان في بلد واحد»

۱..... چه د سکت فاعل رسول الله صلى الله عليه وسلم دي: دا په هيڅ کتاب کښې نشته، اوس به يا خو دي ته مرجوح او وهم ونيلې شي او يا دي بيا د دي تاويل اوکړې شي، په دي وجه صحيح دا ده چه د سکت فاعل سعيد بن جبیر رضي الله عنه دي او تاويل هم هغه دي کوم چه مونږ پورته د بذل نه ذکر کړي، خو په دي کښې هم دا اشکال باقی پاتې کيږي چه په دي تاويل کښې د سکت فاعل ابن عباس رضي الله عنه جوړيږي حالانکه راجح داده چه دده چه د هغه نه هم لاتدي راوی شته يعني سعيد، اگر چه حافظ احتمالا هغه هم ليکلي دي کوم چه بذل کښې دي.

۱: صحيح مسلم/الجهاد ۲۱ (۱۷۶۷)، سنن الترمذي/السير ۴۳ (۱۶۰۷)، (تحفة الأشراف: ۱۰۴۱۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۹/۱، ۳۲، ۳۴۵/۳) (صحيح)

۲: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۰۴۱۹) (صحيح)

۳: سنن الترمذي/اللزكاة ۱۱ (۶۲۳)، (تحفة الأشراف: ۵۳۹۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲۳/۱، ۲۸۵) (ضعيف)

شرح الحديث:

د دې حديث په شرح كښې درې اقوال دي، اول دا چه د دې نه مراد اقامت دې په دار الحرب كښې يعنې يو سړې په دارالحرب كښې اسلام راوړو نو اوس هغه ته پكار دې چه د هغه ځانې نه منتقل شي، ۲: اظهار شعائر الكفر، يعنې ذميان خلق كوم چه په دارالاسلام كښې مقيم دي، په دارالاسلام كښې اوسيدو سره د كفر د شعائرو د اظهار هغوی ته اجازت نشته، ۳: اخراج المشركين من جزيرة العرب، فعلى الاول المراد من البلد دار الحرب وعلى الثاني دارالاسلام وعلى الثالث جزيرة العرب. والحديث اخرجه الترمذی و ذکر انه روى مرسلًا، قاله المنذرى

[۳۰۳۳] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، قَالَ: قَالَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ: جَزِيرَةُ الْعَرَبِ مَا بَيْنَ الْوَادِي إِلَى أَقْصَى الْيَمَنِ إِلَى نَهْرٍ الْعِرَاقِ إِلَى الْبَحْرِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَرَأَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ، وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكَ أَشْهُبُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: عُمَرُ أَجْلَى أَهْلِ نَجْرَانَ وَلَمْ يُجْلَوْا مِنْ تِيْمَاءَ لِأَنَّهُمَا لَيْسَتْ مِنْ بِلَادِ الْعَرَبِ، فَأَمَّا الْوَادِي فَأَيُّ أَرَى أَنَّمَا لَمْ يُجْلَ مِنْ فِيهِمَا مِنَ الْيَهُودِ لَمْ يَرَوْهُمَا مِنْ أَرْضِ الْعَرَبِ.

د سعيد بن عبدالعزيز نه روايت دې فرمائی چه برطرف ته د وادي القري نه واخله ديمن پورې جزيرة العرب دې اوبل طرف ته د عراق نه واخله د سمندر په پورې جزيرة العرب دې ابوداود وائی چه داروايت زما په موجودگي د حارث بن مسكين په وړاندې داسې بيان شو چه د مالك نه روايت دې چه عمر ^{رضي الله عنه} اهل نجران جلاوطن كړل اود مقام تيما والا تي جلاوطن نه كړل كوم چه د سمندر سره نژدې دشام په مضافاتو كښې واقع ده، تيما د عربو په ښارونو كښې نه شميرل كيږي اوزما راي داده چه د وادي القري يهوديان په دې وجه جلاوطن نه كړي شول دوى وادي القري په جزيرة العرب كښې داخل نه گنرله.

﴿ قال ابو داود : قرئ على الحارث بن مسكين وانا شاهد الخ ﴾

دلته هم مصنف ^{رحمه الله} د حارث بن مسكين نه د روايت طريق هم هغه اختيار كړو كوم چه اوس نژدې تير شو فتذكر.

[۳۰۳۴] (۲) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ أَجْلَى عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ يَهُودَ نَجْرَانَ وَفَدَكَ.

د مالك نه روايت دې فرمائی چه عمر ^{رضي الله عنه} د نجران اود فدك يهوديان جلاوطن كړل.

﴿ حدثنا ابن السرح ابن وهب قال قال مالك وقد اجلى عمر يهود نجران وفدك ﴾

د نصارى نجران سره څنگه مصالحت شوې وو د دې بيان په راروان حديث كښې راځي.

د راتلونكي باب نه د كتاب الخراج شروع ده :

د دې نه پس په بعض نخسو كښې داسې ليكلي شوې دي : ﴿ آخر كتاب الفئ، بسم الله الرحمن الرحيم اول كتاب الخراج ﴾ د دې سرڅڼى نه دا په فهم كښې راځي چه د كتاب الخراج والفئ نه اوسه پورې چه كوم احاديث ذكر شو د هغې تعلق د فئ سره وو او د راتلونكي باب نه د خراج شروع كيږي.

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۲۵۱) (منقطع)

۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۹۲۵۲) (ضعيف)

بَابُ فِي إِيقَافِ أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ الْعَنُوةِ

کومه زمکه چه مسلمانان د کافرو په ملک کښې

په جنگ سره حاصله کړی هغه به څنگه تقسیمېږي؟

په دې باب کښې صرف د خراج او د خراجي زمکې بیان دي، د ايقاف نه مراد لکه چه مخکښې تیر شوې دي، «ترك القسمة بين الغانمين» دي. «بل ابقاؤها على حالها وضرب الخراج عليها لمصالح المقاتلين والمسلمين عامة» یعنی زمکې لره د فتح کولو نه پس په طور د من او احسان د هغې په مالکانو (مشرکانو) باندې پریخودل او په هغه زمکه باندې خراج مریعنی ټیکس مقرر کول.

په عشر او خراج کښې فرق:

په عشر او خراج کښې فرق دا دي چه خراج خود مشرکانو نه اخستلې شی او د هغې وجوب فی الذمة وی او عشر د مسلمانانو نه اخستلې شی او د هغې وجوب په ذمه کښې نه وی بلکه خارج یعنی په پیداوار کښې وی. د وجوب خراج سبب ذات ارض دي یعنی الارض النامية، او د عشر سبب وجوب خارج یعنی پیداوار دي، پس خراج په هر حال کښې واجب وی، که پیداوار وی او که نه وی، په خلاف د عشر کښې چه هغه بغیر د کروندې او پیداوار نه نه شی اخستلې او بله دا چه په عشر کښې د عبادت معنی موندلې شی او په خراج کښې د صغار او د ذلت (من البدائع)

په ترجمة الباب کښې «ارض السواد» نه پس «ارض العنوة» دا د عطف العام علی الخاص د قبیلې نه دي، ځکه چه ارض السواد هم ارض العنوة دي، د سواد نه مراد سواد العراق دي، د عراق زمکه چونکه ډیره زیاته شنه او کثیر الاشجار والمزارع ده په دې وجه د هغې نه په سواد سره تعبیر او کړې شو ځکه چه شین والې د لرې نه تور والی ته مائل وی، د عراق زمکه مسلمانانو په خلافت فاروقی رضی الله عنه کښې فتح کړه، عمر رضی الله عنه د هغې زمکې وقف کړې لکه چه د عمر رضی الله عنه دا مسلک وړاندې په تفصیل سره د ائمه د اختلاف نه تیر شوي دي.

[۳۰۳۵] (١) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْعَتُ الْعِرَاقَ قَفِيرَهَا وَدِرْهَمَهَا وَمَنْعَتُ الشَّامَ مَذْيَبَهَا وَدِينَارَهَا وَمَنْعَتُ مِصْرَ رِدْبَهَا وَدِينَارَهَا، لَمْ عُدْتُ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ"، قَالَهَا زُهَيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ.

د ابوهريره رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائیلي دي يوداسې وخت به راشي چه عراقيان به خپلې پيماني اوسکي منع کړي او شاميان به خپلې اشرفی منع کړي او مصريان به خپلې سکي او اشرفی منع کړي او تاسو چه په شروع کښې څنگه وئ هم داسې به شئ، زهير وائی چه درې پيري به دي باندې گواهي او کړه د ابوهريره نه غوښي او ويني.

(١) صحيح مسلم للفتن وأشرط الساعة ٨ (٢٨٩٦)، (تحفة الأشراف: ١٢٦٥٢)، وقد أخرجه: مسند احمد (٢/٢٦٢)، (صحيح)

« عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ منعت العراق قفيها ودرهما ومنت الشام مديها ودينارها ومنت مصر اردبها ودينارها ثم عدتم من حيث بداتم »

شرح الحديث :

په دې باب كښې مصنف رحمه الله دوه احاديث ذكر فرمايلي دي په دې رومي حديث كښې ارض عنوة او د مال غنيمت ذكر دې او په دويم حديث كښې د مال فئ او د غنيمت دواړو حكم ذكر كړې شوې دي د دې رومي حديث مفهوم دا دې چې رسول الله ﷺ پيشن گوښې فرمائي چې يو زمانه به راشي چې مسلمانان به ملكونه يعنې عراق شام او مصر فتح كولو نه پس د هغه ځاني په خلقو باندې يعنې مشركانو باندې كوم چې به په هغه ملكونو كښې آباد وي خراج مقرر كړي او په خراج كښې رسول الله ﷺ غلې او دراهم او دنانير دواړه ذكر كړي دي كومه سكه چې په كوم ملك كښې رائج وي په دې حديث كښې رسول الله ﷺ هم هغه ذكر فرمايلي ده، پس د عراق دپاره دراهم، او د شام او مصر دپاره رسول الله ﷺ دنانير ذكر او فرمايل، او په غلو كښې چې كومه پيمانه به چرته رائج وه هم هغه رسول الله ﷺ په حديث كښې ذكر او فرمايله، پس د عراق دپاره نې قفيز او د شام دپاره نې مدي او د مصر دپاره نې اردب ذكر او فرمايلو، دا ټول د مكيال او پيمانو نومونه دي كومي چې په دې ښهرونو كښې رائج وي، قفيز د اتو مكوك برابر وي او مدي د پنځلسو مكوك وي او اردب څلريشت صاع وي.

دا حديث د اعلام نبوة نه دې په دې كښې رسول الله ﷺ دوه پيشن گوښې او فرمايلي اول دا چې يو زمانه به داسې راشي چې اسلام به عراق شام او مصر ټولو ځايونو ته اورسيږي او مسلمانان به د هغې د فتح كولو نه پس د هغه ځاني په اوسيدونكو باندې خراج مقرر كړي، دويم پيشن گوښې دا چې بيا به يو وخت داسې راشي چې دا خلق به د دې خراج د وركولو نه انكار او كړي، دوباره به هم دوي ته غلبه حاصله شي، وويل او لاجل اسلامهم والاول هو الاصح.

« ثم عدتم من حيث بداتم » بيا چې تاسو د كوم ځاني نه تلي يئ هم هلته به راواپس شئ يعنې انحطاط او تنزل طرف ته، شارحانو ليكلي دي لكه چې په مجمع البحار كښې دي چې دا اشاره د هغه حديث مضمون طرف ته ده، « بداء الاسلام غربيا وسيعود كما بداء » « قالها زهير ثلاث مرات » دا ضمير د آخرى جملې طرف ته راجع دې، « ثم عدتم من حيث بداءتم » دا جمله زهير راوي درې كړته اوښله.

« شهد على ذلك لحم ابی هريرة ودمه » د دې راوي چې ابو هريرة رضي الله عنه دې هغه د دې حديث د روايت كولو نه پس تاكيدا فرمائي چې گواهي ورکوي په دې باندې د ابو هريرة غوښه او وينه، يعنې زما دې حديث لره د رسول الله ﷺ نه په اوريدو باندې كامل يقين دې، دا هم داسې ده لكه چې مونږ په محاوره كښې وايو چې په دې باندې زما رگ رگ گواهي ورکوي. والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذري

[۳۰۳۶] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهَمَكُمْ فِيهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ، ثُمَّ هِيَ لَكُمْ".

د ابوهريره رضي الله عنه نه روايت دې فرماني چه رسول الله ﷺ فرماييلي دي تاسو چه هريو کي ته راشي او هلته او سيري نو تاسو ته به يوه معينه حصه ملاويږي او د کوم کلي او سيدونکي چه د الله در سول نافرمانی او کره نوددغه کلي نه د الله اور سول خمس اوباسي اوباقی حصه دي تاسو ته درکړې شي.

(عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابوهريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ : وقال رسول الله ﷺ)

د صحيفه همام بن منبه تعارف :

په اصل کښې دا حديث د صحيفه همام بن منبه د احاديثو نه دي، د دې صحيفې روايات متفق السند دي، په يو سند سره روايت کړې شوي دي چه د هغې سند داسې دي (عن عبدالرزاق عن معمر عن همام بن منبه) هم په دې وجه په دې صحيفه کښې دا سند صرف په رومي حديث کښې ذکر کړې شوي دي، او چونکه باقی احاديث چه يو سل او يو کم خلويښت دي (۱۳۹) هم په دې سند سره روايت کړې شوي دي په دې وجه وروستو احاديثو کښې سند نه دي ذکر کړې شوي صرف د متونو په ذکر باندې اکتفاء کړې شوي ده، د دې صحيفې ټول روايات امام احمد بن حنبل رحمه الله براه راست د عبدالرزاق نه روايت کوي، هم دغه شان شيخين امام بخاري او مسلم هم په خپل صحيح کښې د دې صحيفې نه بعض روايات اخستلي دي، په مسلم کښې د بخاري په نسبت زيات دي، امام ابوداؤد رحمه الله دا روايت د خپل استاد احمد بن حنبل رحمه الله په واسطې سره اخستلي دي او امام مسلم په واسطه د محمد بن رافع او په واسطه د احمد بن حنبل روايت کوي (هذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ) د دې صحيفې بالکل په شروع کښې هم دا عبارت دي، د دې نه پس بيا د متون احاديث سلسله شروع کيږي، د دې نظير هغه روايات دي کوم چه امام ابوداؤد رحمه الله د مکتوب سمره نه اخستلي دي چه د هغې ذکر د الدر المنصود په مقدمه کښې او په اصل کتاب کښې ډير کرته تير شوي دي، او دلته چه مصنف رحمه الله کوم حديث د دې صحيفې نه اخستلي دي هغه د دې صحيفې آخري حديث دي.

شرح الحديث ومطابقته للترجمة :

قوله: (أيما قرية أتيتوها وأقمتم فيها فسهمكم فيها وأيما قرية عصت الله ورسوله فإن خمسها لله ورسوله ثم هي لكم) : يعنى کلی یا آبادی ته چه کله تاسو اور سيري يعنى بغیر د قتال نه او هلته قیام اختیار کړئ نو په دې قسم مال غنیمت کښې ستاسو د ټولو حصه ده، او د کوم کلي والا چه داسې وی چه د الله او رسول ﷺ نافرمان وی يعنى په هغې کښې تاسو ته د قتال ضرورت پيښ راشي او بيا د قتال په ذریعه تاسو هغه فتح کړو نو د دې قسم مال حکم

(۱) : صحيح مسلم/الجهاد ۵ (۱۷۵۶)، (تحفة الأشراف: ۱۷۲۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۱۷/۲) (صحيح)

دا دې چه په دې کښې يو خمس خو د رسول الله ﷺ دپاره دې باقی ستاسو دپاره یعنی د مقاتلینو دپاره، ځکه چه دلته د جنگ حاجت راغلې دې په خلاف د رومې صورت چه هغه مال بغیر د قتال نه حاصل شوې دې په دې وجه په هغې کښې د ټولو مسلمانانو حصه ده ځکه چه هغه مال فني دې او دویم مال مال غنیمت دې په دې وجه په هغې کښې تخمیس او کړې شو او باقی اربعة اخماس د مقاتلینو دپاره شو، گویا په دې حدیث کښې د مال فني او غنیمت دواړو حکم ذکر کړې شوې دې، او دویمه خبره دا ده چه په دې حدیث کښې د مال غنیمت د تقسیم ذکر دې او د دې باب په رومې حدیث کښې د خراج ذکر وو، خراج خو وی د ایقاف او عدم تقسیم په صورت کښ، لهذا د دواړو احادیثو د یو ځاني کولو نه دا معلوم شو. د ارض مفتوحه تقسیم او ترک تقسیم (ایقاف) دواړه جائز دی، فله در المصنف چه په دې باب کښې ئې دواړه قسم احادیث راوړی دی، مصنف حنبلی دې او د حنابلې په نزد امام په ارض مفتوحه عنوة کښې مختار دې د تقسیم او عدم تقسیم دواړو. فتدبر و تشکر هر حدیث باندې ډیر غور سره د پوهې کوشش پکار دې. والحديث اخرجه مسلم، قاله المنذري

باب فی اخذ الجزية

د جزیه د وصولو لوییان

جزیه د هغه مشرکانو د نفسونو ټیکس ته وئیلې شی کومو ته چه په دارالاسلام کښې امن ورکولو سره د اوسیدو اجازت ورکړې شوې دې او خراج وائی د زمکې ټیکس ته، او عشر وائی د زمکې د پیداوار زکوة ته.

دلته په جزیه کښې دوه اختلافات دی، اول دا چه جزیه د کومو کافرانو نه اخستلې شی، صرف د اهل کتابو نه، که د اهل کتاب او مشرکینو دواړو نه؟ د شوافعو او حنابلې په نزد صرف د اهل کتابو نه، او د احنافو او مالکیانو په نزد د دواړو نه، خود احنافو په نزد مشرکین عرب مستثنی دی، او دویم مسئله دا چه د جزیه مقدار واجب څه دې؟ دا دواړه مسئلې په کتاب الزکاة کښې سره د اختلاف ائمه نه د معاذ رضی الله عنه د حدیث «ومن کل حالمة دینارا» د لاندې تیر شوې دی، بیا پیژندل پکار دی چه د وجوب جزیه دپاره درې اوصاف شرط دی.

د جزئی د وجوب شرائط :

قال ابن رشد : اتفقوا على انها انما تجب بثلاثة اوصاف الذكورية والبلوغ والحرية وانها لا تجب على النساء ولا على الصبيان، بيا وړاندې هغوی د دې وجه ليکلې ده هغه دا چه جزیه خو د قتل په عوض کښې ده او د قتل حکم صرف د رجال بالغين په حق کښې دې، پس په جهاد کښې د نساء او صبيان د قتل ممانعت دې. «وكذا اجمعوا على انها لا تجب على العبيد آه» ابن قدامة هم په دې باندې د جمهورو علماء کرامو او ائمه اربعة اتفاق نقل کړې دې، «فان عمر كتب الى امرأ الاجناد ان اضربوا الجزية ولا تضربوها على النساء والصبيان ولا تضربوها الا على من جرت عليه المراسي» رواه سعيد وابوعبيد والاثرم الخ..... مواسی، د موسی جمع په معنی د استر، د انبات طرف ته اشاره ده.

[۳۰۳۷] (۱) حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى أَكِيدِرَ دُومَةَ فَأَخَذَ قَاتُوهُ بِهِ، فَحَقَّنَ لَهُ دَمَهُ وَصَالَحَهُ عَلَى الْجَزِيَّةِ.

د انس بن مالک او عثمان بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید اکیدر نوم سړی (د دومه بادشاه) ته ولیړه نو خالد بن ولید اودهغه ملگرو اونيو و او نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته ئې راوستو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دهغه خون معاف کړو او په جزئیه باندې ئې ورسره صلحه او کړه.
 ﴿وعن عثمان بن ابی سلیمان﴾ دا په عن عاصم باندې عطف دي یعنی محمد بن اسحاق دي حدیث لره د عاصم نه هم روایت کوی او د عثمان نه هم، خو د عاصم طریق مسند دي او د عثمان مرسل خکه چه دلته صحابی نه دي ذکر کړې شوي.
 قوله: ﴿ان النبي ﷺ بعث خالد بن الوليد الى اكيدر دومة فاخذوه قاتوا به فحقن له دمه وصالحه على الجزية﴾: دومه الجندل د یو کلی نوم دي د شام د کلونه او کیدر د هغې د حکمران نوم دي، د دومه الجندل د فتح واقع د غزوة تبوک په سفر کښې پښه شوې ده چه د هغې ذکر په کتاب الجهاد کښې راغلي دي، ﴿فلا حاجة الى اعادتها﴾

[۳۰۳۸] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِي مُحْتَلِمًا دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مِنَ الْمُعَافِرِ ثِيَابَ تَكُونُ بِالْيَمَنِ".

دمعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نه روایت دي فرمائی هرکله چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم زه یمن ته اولیرام نوراته ئې حکم او کړو چه دهر بالغ نه یو دینار اخلم یادي برابر دمعا فري جامو نه کومي چه په یمن کښې ملا وېږي.

[۳۰۳۹] (۳) حَدَّثَنَا النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

دمعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نه دتیر روایت په شان روایت منقول دي.

[۳۰۴۰] (۴) حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هَانِئٍ أَبُو نُعَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَبِنَ بَقِيَّتٍ لِنَصَارَى بَنِي ثَعْلَبَ لَأَقْتُلَنَّ الْمُقَاتِلَةَ وَلَا سَبِيْنَ الدَّرِيَّةِ فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ لَا يُنْصَرُوا أَبْنَاءَهُمْ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، بَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ أَنَّهُ كَانَ يَنْكِرُ هَذَا الْحَدِيثَ انْكَارًا شَدِيدًا، وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ النَّاسِ شِبْهُ الْمَثْرُوكِ وَأَنْكَرُوا هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: وَلَمْ يَرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ.

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۳۷، ۱۹۰۰۲) (حسن)

(۲): سنن النسائي للزكاة ۸ (۲۴۵۵)، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۱۲)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للزكاة ۵ (۶۲۳)، سنن ابن ماجه للزكاة ۱۲ (۱۸۰۳)، مسند احمد (۲۴۷، ۲۳۳، ۲۳۰/۵) (صحيح)

(۳): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۶۳) (صحيح)

(۴): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۰۹۷) (ضعيف الإسناد)

دزياد بن حدير نه روايت دې فرمائی چه علي كرم الله وجهه به فرمائيل كه چرې ژوندې پاتې شوم نو دينو تغلب قبيلې دنصرانيانو جنگ گونكي به قتل كړم او ددوي بچي به گرفتار كړم ځكه چه ددغه خلقو دنبی ﷺ په مينځ كښې كومه معاهده تحرير شوي وه دهغې كتابت ماکړې وو، په هغه معاهده كښې دا وو چه دوي به مدد نه كوي د خپلو ځامنو. ابوداؤد وائی داروايت منكر دې اوماته خبر رارسيدلې چه امام احمد هم ددې حديث ډير سختی سره انكار كولو، ابو علي وائی، ابوداؤد دويم ځل چه كله دا كتاب واؤرولو نو په دې كښې ئې دا حديث اونه ونيولو.

«عن ابی وائل بن معاذ رضي الله عنه ان النبي ﷺ لما وجهه الى اليمن الخ»

په دې حديث باندې اوددې په تخريج باندې هم كلام په كتاب الزكاة كښې تير شوې دې.

«عن زياد بن حدير قال علي رضي الله عنه لئن بقيت لنصاري بني تغلب لاقتلن المقاتلة ولاسبين الذرية الخ»

شرح الحديث المتعلق بمصالحة نصاري بني تغلب :

علي رضي الله عنه فرمائی چه كه زه څه ورځې نور باقی پاتې شوم نو ضرور به د نصاري بنو تغلب سړو لره قتل كوم او د هغوی ښځې او ماشومان به قيد كوم ځكه چه په ما باندې رسول الله ﷺ زمونږ او د هغوی ترمينځه معاهده ليكلې وه چه په هغې كښې دا هم وه چه هغوی به د خپل پيدا كيدونكي اولاد نه نصرانيان نه جوړوي.

گويا دوي وئيل غواړي چه هغوی عهد مات كړو او خپل اولاد ئې نصراني كړل.

«قال ابوداؤد : هذا حديث منكر الخ»

امام ابوداؤد رحمته الله د دې حديث د روايت كولو نه پس په دې باندې سخت كلام كوي لكه چه ستاسو مخكښې دې، او وړاندې په دې كښې دي چه د مصنف رحمته الله شاگرد لؤلؤي وائی چه دا حديث امام ابوداؤد په خپل سنن كښې د قراءت او روايت په وخت په رومي ځل خو لوستلې وو خو دوباره ئې نه دې لوستلې، يعنې د سنن نه ئې خارج كړو.

اوس سوال دا دې چه د بنو تغلب د نصاراؤ سره څه معامله شوې وه كه نه او آيا د دې واقعي څه اصل شته كه نه؟ جواب دا دې چه او اصل شته خو د رسول الله ﷺ سره نه. د رسول الله ﷺ د هغوی سره هيڅ معاهده نه وه شوې خو د عمر رضي الله عنه د هغوی سره يو معاهده شوې وه «فانه صالحهم على تضعيف الصدقة بدل الجزية» يعنې عمر رضي الله عنه چه كله په هغوی باندې جزية

مقرر كوله نو هغوی اووې چه جزية زمونږ په حق كښې د شرم سبب دې ځكه چه مونږ عرب يو، او جزية وركول د عجميانو كار دې لهذا زمونږ نه چه څه غواړئ واخلي خو د جزية په نوم نه او په معاهده كښې دا خبره راغلې وه «ان لا ينصروا اولادهم» صاحب د عون المعبود

ددې واقعي دا اصل د حديث د ډيرو كتابونو مصنف ابن ابی شيبه، بيهقي وغيره په حوالې سره ليكلې ده، پس د عمر رضي الله عنه د دې عمل او فيصلې د وجې نه د جمهور علماء كرامو او ائمه ثلاثه مذهب دا دې چه د هغوی نه به د خيز دو چند اخستلې شي څومره چه د مسلم نه اخستلې شي. «ففي الركاز الخمسان وما فيه العشر عشرا وما فيه ربع العشر نصف العشر، وكذلك من نسانهم» خو د امام مالك رحمته الله رأي په دې كښې د جمهورو خلاف ده د هغوی په

نزد چه کوم حکم د اهل کتاب او نورو ذمیانو دې هم هغه حکم د بنو تغلب دی هغوی فرمائی چه د کتاب الله د اهل کتاب نه د جزیه اخستلو حکم دې چه په هغې کښې ټول برابر دی، او نور علماء کرام لکه ابن قدامة او ملا علی قاری رحمهم الله وغیره لیکلی دی چه د عمر رضی الله عنه په فیصله باندې یو صحابی رضی الله عنه هم د هغه مخالفت نه دې کړې فصار اجماعاً. (اوجز ۲۶۸/۳)

[۳۰۴۱] (۱) حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْيَاسِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرِ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ نَجْرَانَ عَلَى الْفَى حُلَّةِ النِّصْفِ فِي صَفَرٍ وَالْبَقِيعَةَ فِي رَجَبٍ يُؤَدُّونَهَا إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَعَارِيَةَ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ فَرَسًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا وَثَلَاثِينَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ أَصْنَافِ السِّلَاحِ يُغْزُونَ بِهَا، وَالْمُسْلِمُونَ ضَامِنُونَ لَهَا حَتَّى يَرُدُّوها عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ أَوْ عُدْرَةٌ عَلَى أَنْ لَا تَهْدِمَ لَهُمْ بَيْعَةٌ، وَلَا يُخْرِجَ لَهُمْ قَسٌّ، وَلَا يُفْتَنُوا عَنْ دِينِهِمْ مَا لَمْ يُخَدُّوا أَحَدًا أَوْ يَأْكُلُوا الرِّبَا، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَقَدْ أَكَلُوا الرِّبَا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا انْقَضَوْا بَعْضُ مَا اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَحَدُوا.

عبدالله بن عباس رضی الله عنه وائی چه نبی کریم صلی الله علیه و آله د اهل نجران سره په دې شرط صلح او کړه چه هغوی به د کپرو دوه زره جوړې مسلمانانو ته ورکوی، نیمې به د صفر په میاشت کښې ورکوی او باقی به د رجب په میاشت کښې، او دیرش زغرې، دیرش اسونه، او دیرش اوبسان او د هر قسمه وسلې (جنگی سامان) نه دیرش دیرش وسلې چه هغې سره به مسلمانان جهاد کوی د عاریت په طور به ئې ورکوی، او مسلمانان به دهغوی ضامن وی، او په ضرورت پوره کیدو باندې به، هغوی ته واپس کوی او دا عاریت ورکول به هغه وخت وی کله چه په یمن کښې څوک د هوکه او کړی، (یعنی سازش کولو سره څوک نقصان رسول غواړی) یا مسلمانانو سره غداری او کړی او لوظ مات کړی (او هلته جنگ پېښ شی) په دې شرط باندې چه دهغوی به هیڅ گرجا (عبادتخانه) نه وړانوی، او هیڅوک پادری به نه اوباسی، او دهغوی په دین کښې به مداخلت نه کوی چه ترڅو پورې هغوی بل څه نوې خبره پیدا نه کړی یا سودخوری اونه کړی، اسماعیل سدی وائی چه هغوی بیا سودخوری اوکړه، ابوداؤد وائی: کله چه هغوی په خپل ځان باندې تړلی بعضې شرطونه مات کړل نو نوې خبره ئې پیدا کړه (او هغوی د عرب ملک نه اووېستلې شو).

(عن ابن عباس رضی الله عنه قال صالح رسول الله صلی الله علیه و آله اهل نجران على الفى حلة..... وعارية

ثلاثين درعا..... ان كان باليمن كيد ذات غدر)

د رسول الله صلی الله علیه و آله د نجران د نصاری سره مصالحت:

پورته دا راغلی وو چه رسول الله صلی الله علیه و آله نصاری د بنو تغلب سره مصالحت اوکړو، هغه روایت خو د حقیقت خلاف وو خو دا د حقیقت مطابق دې چه رسول الله صلی الله علیه و آله د نجران د نصاری سره مصالحت او فرمائیلو، نجران په یمن کښې دې، رسول الله صلی الله علیه و آله د هغوی سره په دوه زره حلو باندې مصالحت فرمائیلې دی په دو قسطونو کښ، نیمه په میاشت د صفر کښې او نیمه په میاشت د رجب کښې او په دې خبره باندې هم چه که یمن کښې جهگړه او عذر شروع شو نو دا څیزونه به په عاریت باندې ورکوی کوم چه په حدیث کښې لیکلې شوې دی یعنی

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۵۳۶۱) (ضعیف الإسناد)

دیرش زغرې، دیرش آسونه، دیرش اوبښان او په هر قسم وسله کښې دیرش دیرش، که مسلمانانو د هغې په ذریعه قتال او کړو نو هغوی به د ټولو څیزونو ضامن وی، یعنی د هغه سامان واپسې به ضروری وی، (ان کان باليمن) تعلق عاریه سره دې.

(علی ان لا تهدم لهم بیعة ولا یخرج لهم قس) د دې جملې تعلق (صالح) سره دې یعنی مصالحت په دې خبره باندې اوشو چه مسلمانان به تلو سره د هغوی کورونه نه غورځوی او نه به د یو عالم پادری اخراج کوی. او نه به هغوی د هغوی د دین نه لرې کولې شی.

(ما لم یحدثوا حدثا او یاکلوا الربا) د احداث د حدث نه مراد د عهد په شرطونو کښې د یو شرط ماتول دی، په دې مصالحت باندې چه د کومې جزې ذکر دې چونکه دا جزیه په طریقه د صلح وه پس دې قسم جزیه ته جزیه الصلح والتراضی وائی، نو گویا د جزیه دوه قسمونه شو، جزیه صلحیه، د جزیه صلحیه هیڅ ضابطه نشته چه په کوم څیز باندې هم صلح او کړې شی او دویم قسم کوم چه د جزې دې د هغې یو ضابطه ده، یعنی د مقدار په لحاظ سره چه د هغې تفصیل په کتاب الزکوة کښې تیر شوې دې.

رسول الله ﷺ چه کومه صلح نامه د نجران د په باره کښې لیکلې وه هغه کافی اوږده او تفصیلی ده، حضرت په بذل کښې دا نقل کړې ده که څوک کتل غواړی هغه دې اوگوری.

باب فی اخذ الجزية من المجوس

باب د مجوسو نه د جزیه اخستلو بیان

مجوس آتش پرست وی دا خلق د عقیدې په اعتبار سره د اصلین قائل دی، یعنی دوه څیزونو لره اصل منی یو نور او بل ظلمت (تیاره) او دا دعوی کوی چه څومره هم په دنیا کښې خیر دې هغه فعل دنور دې او څومره چه شرونه دی هغه د ظلمت نه صادرېږي، د هغوی په باره کښې داسې مشهوره ده چه دا خلق دوه خالقان منی یزدان او اهرمن یزدان خالق الخیر، او اهرمن خالق الشر منی (په دې دواړو کښې صرف د تعبیر فرق دې) او بهر حال دا مشرکان دی، د دوی نه خو جزیه بالا جماع اخستلې شی، خو د شوافع او حنابلة په مسلک باندې به دا اشکال وی چه هغوی خو د جزې په باره کښې د اهل کتابو تخصیص کوی، د مشرکانو نه د جزې د اخذ قائل نه دی، هغوی د دې جواب ورکوی چه دا د موجوده حالت په اعتبار سره خو مشرکان دی خو په ابتداء کښې او د اصل په اعتبار سره دا اهل کتاب وو لکه چه په حدیث الباب کښې راځی:

[۳۰۴۲] (حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَنَانَ الْوَاسِعِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْقَطَّانِ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ فَارَسَ لَمَّا مَاتَ نَبِيُّهُمْ كَتَبَ لَهُمْ إِبْلِيسُ الْمَجُوسِيَّةَ.

د ابن عباس رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه کله د فارس والا پیغمبر وفات شو نو شیطان هغې په مجوسیت یعنی داور په عبادت کولو کښې مبتلا کړل او په دې طریقې سره گمراه شول. (عن ابن عباس رضی الله عنه قال ان اهل فارس لما مات نبيهم كتب لهم ابليس المجوسية) خو د هغوی په

جواب باندې دا اشکال دې چه د اهل کتاب ذبائح او د هغوی د زنانو سره نکاح کول جائز دی په خلاف د مجوسو چه د دوی هغه جائز نه ده. (۱) « قال كنت كاتبا لجزء بن معاوية عم الاحنف بن قيس..... اذ جاءنا كتاب عمر رضي الله عنه قبل موته بسنة »

[۳۰۴۳] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ بَجَالََةَ، يُحَدِّثُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ، وَأَبَا الشَّعْثَاءَ، قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لْجُزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَفَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَجُوسٍ وَأَنَّهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا فِي يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرٍ، وَفَرَّقْنَا بَيْنَ كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَحَرِيمِهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَصَنَعْنَا طَعَامًا كَثِيرًا قَدَّعَاهُمْ، فَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فُحْذِهِ فَأَكَلُوا وَلَمْ يُزْمَمُوا وَالْقَوَا وَفَرَّقُوا أَوْ بَغْلَيْنِ مِنَ الْوَرَقِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْحِزْبَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسٍ هَجَرَ.

د عمرو بن اوس او ابو الشعثاء نه روایت دې چه بجاله وئیلی دی چه زه داحنف بن قیس دتره جزء بن معاویه کاتب وم یوخل مونږ ته د عمر فاروق رضي الله عنه خط دهغه دوفات نه یو کال مخکښی راوړسیدو په هغې کښې. دالیکلې شوي وو چه هریو جادوگر هر کړی اود مجوسیانو دمحارموپه مینځ کښې جدائی راولي او منع کړی دوی لره دخوراک په وخت کښې دبنگیدلونه، نومونږ په دغه ورځ درې ساحران مړه کړل او کومو مجوسیانوچه دخپلو محارموسره نکاح کړې وه په هغوی کښې مو جدائی راوسته او احمد بن قیس ډیر خوراک تیار کړی وو او مجوسیان ئې راغوبستلي وو او په خپل ورون ئې توره ایخودلي وه اودوی خوراک اوکړو لیکن نه بنگیدل او هغه دیوې قجری یاددوه قچرو د وزن برابر سپین زر پیش کړل او عمر رضي الله عنه ددغه وخته پورې دمجوسیانونه جزئیه نه اخستله تردې چه عبدالرحمن بن عوف گواهي ورکړه چه نبی صلی الله علیه و آله دهجرد مجوسیانونه جزئیه اخستلي وه. دزمزې?? تشریح دحدیث دشارحینو په لاندینی اقوالوکښې موجود ده.

شرح الحديث :

بجاله بن عبده وائی چه زه جزء بن معاویه چه د احنف بن قیس تره دې د هغه کاتب اوم، دا جزء بن معاویه تابعی دې، د عمر رضي الله عنه د طرف نه د اهواز گورنر وو بجاله وائی چه مونږ ته د عمر رضي الله عنه یو خط د هغوی د وفات نه یو کال مخکښی راغلو چه په هغې کښې دا وو چه هلته څومره جادوگران دی هغوی ټول قتل کړی او په مجوسو کښې د هر دوه ذی رحم ترمینځه جدائی راولی (ځکه چه هغوی دمحارم دنکاح قائل وو)، « وانهم عن الزممة » او دا چه هغوی د زمزمه نه بند کړی، پس وړاندې په روایت کښې دی چه هغوی په یوه ورځ کښې درې جادوگران قتل کړل او هم دغه شان ئې د دې قسم مجوسیانو او حریم ترمینځه هم تفريق راوستلو او د دریم حکم تعمیل ئې داسې اوکړو چه هلته څومره مجوسیان وو د

۱، دا اشکال د هغه وخت د نصاری او یهودو په اعتبار سره خو صحیح دې خو اوس خو د هغوی سره

هم نکاح نه کیږی
۲، صحیح البخاری/الجزية ۱ (۳۱۵۶)، سنن الترمذی/السير ۳۱ (۱۵۸۶)، (تحفة الأشراف: ۹۷۱۷)، وقد أخرجه: موطا
لإمام مالك/الزكاة ۲۴ (۴۱)، مسند أحمد (۱۹۰/۱، ۱۹۴) (صحیح)

هغوی د خوراک دعوت ئې او کړو، چه کله ټول خلق خوراک ته کیناستل نو په مینځ کښې دا جزء بن معاویه هم کیناستلو، په خپل زنگون باندې توره کیخودلو سره او دې حاضرینو ته ئې اووې چه خوراک شروع کړئ او هغوی ئې د زمزمه نه منع کړل، توره د هغوی مخې ته وه.

﴿والقوا وقر بقل ا وبلغتین من الورق﴾ یعنی هغوی د زمزمه د اجازت دپاره او د هغوی په خوشامد کښې د دوه خچرو د بوجه په قدر سپین زر مخې ته کیخودل خو هغوی او نه منله او هغوی ئې زمزمې ته پرې نڅودل، د مجوسو عادت د خوراک نه پس د زمزمه وو. چه د هغې مطلب دا وو چه دې خلقو به د خوراک کولو نه پس په خله کښې دننه دننه په پوزه باندې څه وئیل چه هغې باندې به هغوی خپل مینځ کښې پوهیدل، خو بل څوک به پرې نه پوهیدو چه څه وائی، پته نشته د دې څه وجه وه.

د مجوس نه د جزیه اخستلو په باره کښې د عمر فاروق رضی الله عنه تردد:

قوله: ﴿ولم یکن عمر اخذ الجزية من المجوس حتی شهد عبدالرحمن بن عوف ان رسول الله ﷺ اخذها من مجوس هجر﴾: یعنی د عمر رضی الله عنه د مجوسو نه په جزیه اخستلو کښې تردد وو، بیا چه کله عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه هغوی ته عرض اوکړو چه رسول الله ﷺ د مجوس د هجر نه جزیه اخستلې ده نو بیا هغوی هم اخستل شروع کړل، او په موطاء کښې دی ﴿لما تردد عمر فی امر المجوس قال له عبدالرحمن بن عوف سمعت رسول الله ﷺ یقول: سنوا بهم سنة اهل الكتاب﴾ یعنی رسول الله ﷺ او فرمائیل چه د مجوسیانو سره د اهل کتاب والا معامله کوئ. لکن هذا فی امر الجزية لا فی جواز النکاح بنسائهم واکل ذبائحهم.

والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی مختصرا، قاله المنذری

یو اصولی مسئله د تحدیث د صیغې متعلق:

د دې حدیث په سند کښې هم دغه شان دی: عمرو بن دینار وائی چه ما د بجاله نه هغه حدیث واوریدو کوم چه هغوی د عمرو بن اوس او د ابوالشعثاء نه بیانولو، بیا وړاندې د هغه حدیث ذکر دې، دلته سوال کیدې شی چه عمرو بن دینار داسې ولې او نه وئیل چه ﴿حدثنی بجاله﴾ د دې اوږدلو څه ضرورت وو، د دې جواب دا دې چه د بعض محدثینو رائي دا ده چه راوی لفظ حدثنا نه روایت هغه وخت کولې شی چه کله د هغه استاد هغه ته هغه حدیث بالقصد بیان کړې وی. او که داسې نه وی بلکه مقصود بالاسماع دویم کس وی نو هغه سړې به مقصود بالاسماع نه وی خو هغه حدیث ئې د هغه نه واوریدو نو بیا په دې صورت کښې د دې سامع دپاره دې حدیث لره په صیغه د حدثنا سره استعمال صحیح نه دی. الحاصل کوم راوی چه مقصود بالاسماع وی نو د هغه دپاره د حدیث د روایت کولو په وخت حدثنا لفظ استعمالول جائز دی د بل چا دپاره نه، خو د جمهورو په نزد جائز دې، ومنعه بعضهم منهم الامام النسائی وطائفة قليلة قاله الحافظ فی الفتح (عون) د الدر المنصود په مقدمه کښې هم دانواع تحمل په بیان کښې مونږ دا قول هم لیکلې دې چه ﴿عن ابن عباس رضی الله عنه قال جاء رجل من الاسديين من اهل البحرين وهم مجوس اهل هجر الى رسول الله ﷺ الخ﴾

[۳۰۴۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ النَّيْمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ قُثَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَسْبَذِيِّينَ مِنْ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَهُمْ مَجُوسٌ أَهْلُ هَجْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثَ عِنْدَهُ، ثُمَّ خَرَجَ فَسَأَلَتْهُ مَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ فِيكُمْ؟ قَالَ: شَرُّ قُلْتُ: مَهْ قَالَ: الْإِسْلَامُ أَوِ الْقَتْلُ، قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَبْلَ مِنْهُمْ الْجَزِيَّةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَتَرَكُوا مَا سَمِعْتُ أَنَا مِنَ الْأَسْبَذِيِّينَ.

د ابن عباس رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه دبهرین اوسیدونکی یوکس داسیزین والا څوک چه دهجي مقام دمجوسیانونه وو دنی عليه السلام په خدمت کښې حاضر شو اودهغه سره یوشیبه ناست وو کله چه روان شو نو ما ترې تپوس اوکړو چه الله اودالله رسول ستاسو په حق کښې څه فیصله اوکړه؟ هغه اووئیل زما دپاره ډیره بده فیصله وشوه ماورته اووئیل خاموش اوسه هغه اووئیل فیصله ئې دا اوکړه چه اسلام قبول کړه گنی قتل ته تیار شه ابن عباس رضي الله عنه فرمائی چه عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه داسې اووئیل چه نبی عليه السلام ددې خلقو نه جزیه اخستل قبول کړل نو خلقو د عبدالرحمن بن عوف په قول عمل وکړو اوڅه چه ئې داسبنی نه اوریدلي وو هغه ئې پریخودل.

شرح الحديث :

اسبذیون په مجوس کښې یو قوم دې چه داس عبادت به ئې کولو، د دې مفرد الاسبذی دې معرب دې د الاسب بمعنی الفرس.

ابن عباس رضي الله عنه فرمائی چه یو اسبذی مجوس په اهل هجر کښې د رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم خدمت ته حاضر شو، لږ ساعت دپاره د رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم سره اودریدو او بیا بهر لاړو، ما د هغه نه تپوس اوکړو چه ستا په باره کښې رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم څه فیصله اوکړه نو هغه اووې بده فیصله، ما ترې تپوس اوکړو چه څه فیصله نو هغه اووې چه «الاسلام اوالقتل» د دې تقاضا دا ده چه د مجوسو نه به جزیه نه شی اخستلې، حال دا چه دا د عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه د حدیث خلاف دې هم په دې وجه وړاندې ابن عباس رضي الله عنه فرمائی «وقال عبدالرحمن بن عوف قبل منهم الجزية» وړاندې ابن عباس رضي الله عنه فرمائی چه علماء کرامو د عبدالرحمن رضي الله عنه حدیث اختیار کړې دې او کوم چه ما د اسبذی نه اوریدلي وو هغې مې ترک کړو ځکه چه د اسبذی قول معتبر نه دې په روایت کښ

دا د حدیث الغاز نه دې یعنی دونه (عجیبه سوال)، یعنی دا اوشایئ چه هغه کوم حدیث دې کوم چه یو صحابی د مجوسی نه روایت کوی او هغه مجوسی ئې د رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم نه روایت کوی.

(۱): تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۵۳۷۱، ۹۷۲۳، ۱۵۶۱۳) (ضعیف الإسناد)

بَاب فِي التَّشْدِيدِ فِي جَبَايَةِ الْجَزِيَّةِ

د جزیې په وصولولو کښې د سختۍ کولو بیان

جبايت يعنى تحصيل او استخراج، يعنى په جزيه وصول کولو کښې تشدد کول.

[۳۰۴۵] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمَصٍ يَشْمُسُ نَاسًا مِنَ الْقَبْطِ فِي آدَاءِ الْجَزِيَّةِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا".

د عروہ بن زبیر نه روایت دې فرمائی چې هشام بن حکیم بن حزام یو سړی لره څوک چې د خمس عامل وو اولیدو چې د جزني د وصول کولو دپاره ئې یو څو قبطي کسان په غرمو اودرولو هشام او وئیل داڅه دی؟ ما ذنبی ﷺ نه اوریدلي دي چې فرمائیل ئې یقینا الله تعالی په هغه خلقو عذاب نازله وي څوک چې بې وجې خلق په دنیا کښې په عذاب کښې مبتلا کوي.

قوله: «عن عروة بن الزبير ان هشام بن حكيم وجد رجلا وهو على حمص يشمس ناسا من القبط في اداء الجزية»: عروہ وائی: د حکیم بن حزام ځوی، هشام یو سړی لره چې د حمص امیر وو په داسې حال کښې بیا موندلو چې هغه څه خلق په گرمۍ کښې اودرول د جزیه د ادا کولو په باره کښې، نو په دې باندې هشام بن حکیم نکیر او کړو چې دا څه کیږي، او بیا ئې حدیث واورولو د رسول الله ﷺ چې هغوی به فرمائیل الله پاک به عذاب ورکړي هغه خلقو ته کوم چې په دنیا کښې نورو ته عذاب ورکوي.

په دې روایت کښې «ناسا من القبط» دې او دا واقعہ ده د ملک شام، قبطیان هلته چرته وو هغوی خو به مصریان وو، لهذا په روایت کښې تحریف دې ځکه چې په مسلم کښې د دې په ځانې «اناس من الابطاط» دې نو د نبط په ځانې قبط شو، او نبطی عجمی کاشتکار ته وائی. والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى

بَاب فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الدِّمَةِ إِذَا اخْتَلَفُوا^(۱) بِالْتِّجَارَاتِ

کله چې دمی کافر د تجارت مال وړی دهغه نه دې لسمه حصه په محصول کښې واخستلې شي

د مسئله مذکوره الباب تشریح او تنقیح:

يعنى ذميان خلق چه كله مال تجارت اخستلو سره په عاشر باندې تیریرې د هغوی نه د عشر اخستلو په بیان کښې. (۲) خان پوهول پکار دی چې د ذميانو په حق کښې نه په سرو او سپینو زرو کښې زکوة شته نه د زمکې په پیداوار کښې عشر، بلکه د دوی نه به صرف جزیة

(۱) صحيح مسلم للبیر والصله ۳۳ (۲۶۱۳)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۳۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۴۰۴، ۴۶۸) (صحیح)

(۲) اختلاف په معنی د تلور اتلو، قال تعالی ان فی اختلاف الليل والنهار لايات لاولي الالهاب

(۳) ففي الموطاء قال مالك: وليس علي اهل الذمة ولا علي المجوس في نخلهم ولا كرد مهم ولا زروعهم ولا مواشيهم صدقة لان الصدقة اتما وضعت علي المسلمين تطهيرا لهم، ما كانوا يبلد هم الذي صالحوا عليه الا ان يتجروا في بلاد المسلمين ويختلفوا فيه فيؤخذهم مهم العشر فيما يريدون من التجارات أهد ملخصا (اوجز ۲۶۸۳)

اخستلې شی چه په هغې کښې د ذلت او عاجزۍ معنی موندلې شی. ﴿وقال الله تعالى حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون﴾ او زکوة او عشر صرف د مسلمانانو نه اخستلې شی ځکه چه دا دواړه عبادتونه دي. او د دې نه مقصود تطهير دې ﴿قال الله تعالى خذ من اموالهم صدقة تطهرهم، وقال ﷺ ان الله لم يفرض الزکوة الا لطيب ما بقى من اموالکم﴾ رواه ابو داؤد، او کفار د تطهير قابل نه دي، ﴿قال الله تعالى اما المشركون نجس﴾ خو دا ټول په هغه صورت کښې دي چه تر څو هغه ذمی په هغه مقام کښې او کلی کښې اوسېږي کوم ځانې کښې چه هغوی ته د اوسیدو اجازت ورکړې شوې دې او په کوم باندې چه صلح شوې ده، او که دا خلق د هغه ښهر نه یا د هغه مقام نه بل ملک یا ښهر ته د مال تجارت دپاره سفر کوي او تلل راتلل کوي نو په دې صورت کښې به د هغوی نه په مال تجارت کښې عشر اخستلې شی، په دې باب کښې هم د دې بیان دې چه کله دا خلق مال تجارت اخستلو سره د یو ملک نه بل ملک ته لاړ شی نو د هغوی نه به په دې صورت کښې څه اخستلې شی عشر یا نصف عشر وغيره ذلک من الشرائط.

په هدایة کښې دي: ﴿باب فیمن یمر علی العاشر، والعاشر من نصبه الامام علی الطريق لیاخذ الصدقات من التجار﴾ او په هدایه کښې دا هم دی چه کله سوداگر په عاشر باندې مال تجارت ورتیر کړي او هغه دا او اټی چه لا تر اوسه پورې حولان حول نه دې شوې یا دا چه په ما باندې دین دې او په هغې باندې هغه قسم او خوری نو د هغه تصدیق به کولې شی او هم دغه شان که هغه داسې او اټی چه ما د دې زکوة په ښار کښې فقیرانو ته خپله ورکړې دې، بیا لیکي چه د مسلم نه به عاشر ربع واخلی، او د ذمی نه به نصف العشر او د حربی نه عشر، او دغه شان دا هم پکښې دي چه د ذمی او مسلمان نه دې نصف العشر او ربع العشر هغه وخت واخلستلې شی، چه په اندازه د نصاب مال تجارت یوسی، او د حربی په باره کښې دا دی چه هلته هم د نصاب اعتبار دې مگر دا چه هغه خلق د مسلمانانو نه د نصاب نه د کم نه عشر اخلی نو بیا به مونږ د هغوی سره هم دغه شان معامله کوو، هم دغه شان که هغوی مونږ نه د عشر نه کم اخلی نصف العشر یا ربع العشر نو بیا به مونږ هغوی سره هم دغه شان کوو، که هغوی د مسلمان نه ټول مال اخلی نو بیا به مونږ داسې نه کوو ځکه چه دا عذر دي او که هغوی ئې زمونږ نه بالکل نه اخلی نو بیا به مونږ هم نه اخلو ﴿لانا احق بمکارم الاخلاق﴾ (هدایه ۱/۱۸۹)

د ترجمه الباب والا مسئله کښې مذاهب ائمه:

او د مذاهب اربعة خلاصه په دې کښې دا ده چه د احنافو او حنابله په نزد به نصف العشر اخستلې شی په شرط د نصاب یو ځل په کال کښ، او د امام مالک رحمه الله په نزد به عشر اخستلې شی کله چه په عاشر باندې تیرېږي او نه به د کال تیریدو شرط وی او نه د نصاب، او د امام مالک رحمه الله په نزد به په عام مالونو کښې هم صرف عشر اخستلې شی په ټولو ځایونو کښ، خو صرف په مکه مکرمه او مدینه طیبه کښې په بعض خوراګونو په باره کښې (غنم او تیل) د هغوی یو روایت دې چه په دې کښې به نصف عشر اخستلې شی، پس په موطاء کښې دی امام مالک رحمه الله په خپل سند سره نقل کوي د عمر بن الخطاب رضی الله عنه نه

«كان ياخذ من النبط من الحنطة والزيت نصف العشر يريد بذلك ان يكثر الحمل الى المدينة وياخذ من القطنية (۱) يعني عمر عليه السلام د حنطة او زيت په باره کښې د عشر په څاني نصف عشر اخستلو چه سوداگر خلق هغې لره په کثرت سره مدينې طبيې ته راوړې او بيا هلته ارزاني شي، او د باقی د غلو نه يعني هغه غلې کومې چه پخولې شي لکه مسور او چنره او لوبيا د دې نه به ئې عشر اخستلو او د زيت او د حنطة تخصيص ئې په دې وجه کړې وو (لأنهما معظم طعامهم) يعني چونکه دا څيزونه عام طور سره خوړلې شي او د خلقو دې طرف ته حاجت زيات دې، او د امام شافعي عليه السلام مسلک هم د دې په باره کښې دا دې چه د اهل ذمه نه به سوا د جزیه او سوا د هغې نه چه په هغې باندې مصالحت شوې وي صدقه زکوة او عشر وغيره هيڅ نه شي اخستلې يعني په مال تجارت کښ، مگر دا چه هغوی د غير حجاز نه هغه مال تجارت حجاز ته راوړې، نو اول خو دې هغوی ته حجاز ته د داخلیدو اجازت ورنکړې شي، او که ورکړې شي نو بغير د معاوضې نه نه، عشر يا نصف العشر چه څه هم د امام رائې وي، او اجازت دې هم په حجاز کښې صرف د درې ورځو ورکړې شي د هغې نه زائد نه. (اوجز ۳/ ۲۷۰)

[۳۰: ۶۶] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُتَيْهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّمَا الْعَشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عَشُورٌ".

ابو امه دخپل پلار نه روايت کوي فرمائي چه نبی عليه السلام فرمائيلى دى چه د تجارت په مال کښې ديهوديانو اونصرانيانو نه به لسمه حصه اخستلې شي اود مسلمانانو نه به نه شي اخستلې.
(قال رسول الله عليه السلام انما العشور على اليهود والنصارى وليس على المسلمين عشور)

شرح الحديث :

عشور جمع ده د عشر او په دې باره کښې رسول الله عليه السلام فرمائي چه په مسلمانانو باندې عشور نشته بلکه په يهودو او نصارى باندې دې په دې باندې دا اشکال واردېږي چه په کتاب الزکوة کښې دا تير شوې دى چه د صدقې دوه قسمونه دى، يو هغه چه په نقدو (يعنى سرو او سپينو زرو) او مال تجارت کښې واجب کيږي چه هغې ته زکوة وائي چه د هغې مقدار اربع العشر دې، او قسم ثانی هغه چه د زمکې په پيداوار کښې واجب کيږي چه د هغې مقدار عشر او نصف العشر دې، نو بيا دلته د عشر د مسلمانانو نه څنگه نفى کولې شي، د دې جواب دا دې چه د مسلمانانو په ذمه چه کوم عشر واجب دې د هغې نه مراد د زمکې د غلو عشر دې يعنى د زمکې د پيداوار، او دلته په حديث کښې د مال تجارت عشر مراد دې کوم چه د اهل ذمه نه اخستلې شي يا دې دلته داسې اوئيلى شي چه د عشور نه مراد خراج دې لکه چه په روستو حديث کښې راځي، بيا د يو توجيه حاجت نشته.

۱. بکسر القاف وضمها لغة كالعَدَس والحمص واللُّوبيا والارزء والسَّمسم وغير ذلك العشر (اوجز ۳/ ۲۷۱)
۲. تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۴۶، ۱۸۴۸۹)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۳/ ۴۷۴، ۳۲۲/۴) (ضعيف)

د دې حديث په سند كښې ډير اختلاف او اضطراب دې، كوم چه خپله د ابو داؤد په روايتونو كښې هم دې چه د هغې تفصيل حضرت په بذل كښې ليكلې دې، چه د هغې نه دا خبره معلوميرې چه د دې حديث راوى صحابى مجهول دې.

[۳۰۴۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُحَارِبِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: خَرَجَ مَكَانَ الْعُشُورِ.

حرب بن عبید الله د نبی ﷺ نه د تیر روایت. په شان روایت بیان کړې دې مگر په دې روایت کښې د عشور په ځانې باندې خراج ذکر شوي دي.

[۳۰۴۸] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَايِلٍ، عَنْ خَالِهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَيْرُ قَوْمِي، قَالَ: "إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى".

بکر بن وائل د خپل مامانه روایت کوی فرمائی چه ماعرض او کړو اي د الله رسوله اياد خپل قوم نه لسمه حصه واخلم؟ نبی ﷺ او فرمائیل نه لسمه حصه خو په يهوديانو او نصرانيانو باندې وي.

[۳۰۴۹] (۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَرَّازُ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ جَدِّهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ وَعَلَّمَنِي الْإِسْلَامَ وَعَلَّمَنِي كَيْفَ أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ قَوْمٍ مِمَّنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّ مَا عَلَّمْتَنِي قَدْ حَفِظْتُهُ إِلَّا الصَّدَقَةَ أَفَأَعِشِرُهُمْ؟ قَالَ: "لَا إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى النَّصَارَى وَالْيَهُودِ".

د عمير ثقفی (بنو تغلب والا) نه روایت دي فرمائی چه د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم او اسلام مي قبول کړو او هغه راته د اسلام د احکامو تعليم را کړو او زما په قوم کښې چه څوک مسلمانان شوي وو دهغوی نه ئې د صدقې اخستلو تعليم ئې هم را کړو، کله چه ورته بيادوباره را غلم نو ماعرض او کړو اي د الله رسوله څه چه راته تانبودلي وو هغه ټول مي باد دي مگر صدقه مي ياده نه ده ايازه د خپل قوم نه لسمه حصه واخلم نبی ﷺ او فرمائیل نه لسمه حصه خو په يهودو او نصاري باندې ده

[۳۰۵۰] (۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا أَرْطَاةُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْأَخْوَصِ، يُحَدِّثُ عَنْ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَمَعَهُ مِنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَكَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا فَأَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَلَا تَذُبُّنَا وَتُخْرِجُنَا وَتَأْكُلُونَا وَتَغْرِبُونَا؟ فَقَضِبَ يَغْضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ الْإِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحُلْ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَأَنْ اجْتَمِعُوا لِلصَّلَاةِ، قَالَ: فَاجْتَمَعُوا، ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَكِنًا عَلَى أَرِيكِتِهِ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ إِلَّا

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۴۶، ۱۸۴۸۹) (ضعيف)

(۲): انظر حديث رقم: (۳۰۴۶)، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۴۶، ۱۸۴۸۹) (ضعيف)

(۳): انظر حديث رقم: (۳۰۴۶)، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۴۶، ۱۸۴۸۹) (ضعيف)

(۴): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۸۸۶) (ضعيف)

وَأَنَّى وَاللَّهِ قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّمَا لَيْسَ الْقُرْآنُ أَوْ أَكْثَرُ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُجَلِّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِأَذْنٍ وَلَا تَرْبِ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثَمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَاكُمْ الَّذِي عَلَيْهِمْ".

دعرباض بن ساریه سلمی رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چه دنی عليه السلام سره خیبر ته راغلو اودهغه سره په صحابه کرامو کښې هغه څوک وو څوک چه ورسره وو اودخیبر والا مشريو سرکش اورشیریر سړې وو هغه نبی عليه السلام ته راغې اووښې وئیل ای محمد آیا ستاسودپاره جائز دي چه زمونږه خړه ذبح کړئ اوزمونږه میوي اوخوړئ او زمونږه ښځې قتل کړئ نبی عليه السلام چه دا واوریدل نوغصه شو اووښې فرمائیل ای عبدالرحمن بن عوف په خپل اس باندې سورلار شه او ددې خبرې اعلان اوکړه چه جنت حلال نه دي مگرد مسلمانانو دپاره او تاسو ټول مونځ ته راجمع شئ هرکله چه هغوی راجمع شول نوښې عليه السلام مونځ ورکړو اودمونځ نه پس اودریدو اووښې فرمائیل ایاهگمان کوي یوکس ستاسو په هغه وخت کښې چه ډډه ئې وهلي وي تکبه خپلې ته اوداهگمان کوي چه الله تعالی څه شې نه دي حرام کړې مگرهغه څیزونه دی چه په دې قران کښې دي خبردار واورئ ماتاسوته نصیحت اوکړو اودیوڅو خبرو حکم مې درته اوکړو اودیوڅو کارونونه ئې منع کړئ اوهغه هغه خبرې دي کومې چه په دې قران کښې دي یاددي نه زیاتي دي، یقینا الله تعالی ستاسو دپاره داهل کتابو کورونوته دهغوی داجازت نه بغیر تلل نه دی حرام کړي اونه ئې دهغوی دښځو وژل حلال کړی دی اونه ئې دهغود میوو خوړل حلال کړی دی مگرهغه کوم چه هغوی تاسوته درکوي اوهغه دهغوی په ذمه وی (یعنی جزئیه).

«عن العرباض بن سارية السلمی رضی الله عنه قال نزلنا مع النبی ﷺ خیبر ومعه من اصحابه وكان صاحب خیبر رجلا ماردا منكرا فاقبل الى النبی ﷺ فقال يا محمد ﷺ الخ»

مضمون د حدیث :

مضمون د حدیث دا دي چه عرباض بن ساریه فرمائی چه مونږ د رسول الله ﷺ سره وو او د هغوی سره صحابه کرام رضی الله عنهم هم وو نو یوه ورځ مو د خیبر سردار سره ملاقات اوشو چه ډیر سخت طبیعت والا وو هغه زمونږ په لیدو باندې رسول الله ﷺ ته متوجه شو او وې وئیل ای محمد ﷺ، آیا ستاسو دپاره دا جائز دی چه زمونږ خاړوی ذبح کړئ، او زمونږ د باغونو میوې څنگه چه غواړئ اوخوړئ، او زمونږ زنانه اووښې؟ (بعض مسلمانانو به

د دې قسم حرکت او د هغوی په مالونو کښې بې احتیاطی کړې وی) رسول الله ﷺ د هغه په خبره اوریدو سره خاموش پاتې شو او گویا د هغه اعتراض ئې برحق اوگنېلو او په داسې کونکو باندې رسول الله ﷺ ته ډیر غصه ورغله، او رسول الله ﷺ یو صحابی (غالباً عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه) ته وفرمائیل چه لار شه او په آس باندې سور دا اعلان اوکړه «الا، ان الجنة لا تحل الا لمومن» چه جنت حلال نه دي مگرد هم هغه مسلمان دپاره چه امانت دار وی، او دا اعلان ئې هم پرې اوکړو چه د مانځه وخت نزدې دي ټول جمع شئ، پس ټول جمع شو رسول الله ﷺ ټولو ته مونځ ورکړو او د مانځه نه پس اودریدو او دا خطبه ئې

او فرمائيله «ايحسب احدكم متكئا على اريكته» (۱) آيا په تاسو كښي بعض خلق داسې دي چه په خپل تخت باندې ناست دي او تكيه ئې وهلې ده او وائي يا دا كڼې چه الله پاك هيڅ خيز نه دې حرام كړې سوا د هغه حرامو خيزونو نه كوم چه په قرآن كريم كښي ذكر دي پوهه شي قسم په الله ما تاسو ته د ډيرو خيزونو حكم دركړې دې او د ډيرو خيزونو نه مې منع كړې يئ او د دې قسم خيزونه هم په قرآن كښي د مذكور برابر دي او د دې نه زيات هم دي او په يو روايت كښي دي «وان ما حرم رسول الله ﷺ كما حرم الله» يعنې د كوم خيز حرام والې چه د رسول الله ﷺ د ژبې مباركې نه وي هغه په حرمت كښي په مثل د هغې دې كوم چه په قرآن كښي حرام دې، او بيا رسول الله ﷺ د مثال په طور هغه خيزونه بيان كړل چه په هغې كښي بعض خلقو بې احتياطي كړې وه كوم چه پورته په حديث الباب كښي ذكر شوې دي، په تخت باندې تكيه لگول كناية ده د عيش پرستۍ او د آخرت د غفلت نه.

[۳۰۵۱] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عَنْ رَجُلَيْنِ جُهَيْنَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَعَلَّكُمْ تَقَاتِلُونَ قَوْمًا فَيُظْهِرُونَ عَلَيْكُمْ فَيَقْتُلُوكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُونَ أَنْفُسِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ"، قَالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: فَيَصَالِحُونَكُمْ عَلَى صَلَاحٍ، ثُمَّ اتَّفَقَا فَلَا تُعَيَّبُوا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلَحُ لَكُمْ.

د جهينه قبيلې ديوکس نه روايت دي فرمائي چه نبی ﷺ فرمايلي دي: تاسوبه ديو قوم سره جنگ وکړئ او تاسوبه ورباندې غالب شي او هغوی به ستاسونه خپل ځانونه او خپل اولاد په خپل مال باندې بچ کوي، سعيد په خپل روايت كښي وئيلي دي چه بيا به دوی ستاسو سره په مال صلح وکړي خو تاسوبه دهغوی نه زيات نه وصول کوي ځکه چه ستاسو دپاره ز-ي وصول کول جائز نه دي.

[۳۰۵۲] (۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو هَاشِمٍ الْمَدِينِيُّ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سَلِيمٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ آبَائِهِمْ دُنْيَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طَلَبٍ نَفْسٍ فَأَنَا عَمِيحُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

صفوان بن سليم دصحابه گرامو ديوتعداد ځامنونه روايت نقل کوي چه هغوی د خپلو پلرونو نه اوریدلي چه کوم چه دیوبل رشته داران وو هغوی دنبی ﷺ نه روايت نقل کړې دي چه فرمايلي ئې وو څوک چه په کوم ذي باندې ظلم کوي يادهغه په حق كښي کمي کوي يادهغه دطاقت نه ورته زيات تکليف ورکوي يادهغه دمرضئ نه بغیر دهغه څه شي حاصلوي نوزه به دقيامت په ورځ دهغه دطرف نه جگړه کوم په ورځ دقيامت.

(۱) وفي رواية كما في المشكوة: لا الفين احدكم متكئا علي اريكته ياتيه الامر من امرى مما امرت به او نهيت عنه فيقول لا ادري ما وجدنا في كتاب الله اتباعناه وفي رواية: الا يوشك رجل شبعان علي اريكته يقول عليكم بهذا القرآن

(۲) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۷۰۷) (ضعيف)

(۳) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۷۰۵) (صحيح)

قوله: «ان صفوان بن سليم اخبره عن عدة من ابناء اصحاب رسول الله ﷺ عن اباثهم دنية عن رسول الله ﷺ»: دا لفظ دنية مصدر دي په معنى د دنو او منصوب دي بناء بر حاليت، او مطلب دا دي چه د خو صحابه كرامو ﷺ خامن روايت كوي د خپلو پلارانو نه چه د هغوى سره هغه خامن متصل النسب دي، يعنى د هغوى صلبى اولاد دي.

د حديث مضمون د ذمى په باره كښي دي چه څوك په هغه باندې ظلم او زياتي كوي يا د هغه د طاقت نه زيات د هغه نه كار اخلي او د هغه يو خيز بغير د هغه د رضا نه اخلي «فانا حجيجه يوم القيامة» نو د هغه ذمى د طرف نه به هغه انسان سره مقدمه كونكي د قيامت په ورځ زه پخپله يم.

باب فِي الدِّمِيِّ يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ جَزِيَّةٌ

څوك چه د كال په مينځ كښي اسلام قبول كړي دتير شوي نيم كال جزيه به ترې نه شي اخستلي

[۳۰۵۳] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ جَزِيَّةٌ".

دا بن عباس رضی الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبی ﷺ نه روايت دي فرمائي چه نبی ﷺ فرمائي دي: نشته په مسلمان باندې بدله.

شرح الحديث ومذاهب ائمة :

د حديث لفظ «ليس على المسلم جزية» دي په دي باندې دا شبه كيدي شي چه دا خبره خو بديهي ده چه په مسلمان باندې جزية نه وي بيا د دي د ذكر كولو نه څه فائده؟ غالبا هم په دي وجه وړاندې په روايت كښي راځي چه د سفيان ثوري رحمه الله نه سوال او كړي شو د دي حديث د معنى په باره كښي نو هغوى او فرمائييل مراد دا دي چه كه ذمى د كال په مينځ كښي اسلام راوړي نو اوس به د هغه نه جزية نه شي اخستلي بلكه ساقط به شي د تيرو مياشتو، په دي كښي د جمهور علماء كرامو او د ائمة ثلاثه مذهب هم دا دي او د امام شافعي رحمه الله نه هم يو روايت هم دغه شان دي، خو معتمد قول د هغوى دا دي چه نه ساقطېږي بلكه اخستلي به شي. (كمافي الاوجز عن شرح الاقناع) بعض شوافعو شراح (الخطابي في المعالم) په دي حديث كښي د جزيه نه مراد خراج اخستلي دي، يعنى كه ذمى اسلام قبول كړي او د هغه په لاس كښي خراجي زمكه وه نو د هغه نه به خراج ساقط شي، خو دويمه مسئله دا ده، دا خپله مختلف فييه ده، د احناف په نزد اسلام راوړلو سره د زمكې خراج نه ساقط كيږي، د امام شافعي رحمه الله په نزد ساقط كيږي، او په دي كښي د هغوى په نزد تفصيل دي ياتي في باب الدخول في ارض الخراج... والحديث اخرجه الترمذي، قاله المنذرى.

[۳۰۵۴] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: سُبُلُ سُفْيَانَ، عَنْ تَفْسِيرِهِ هَذَا فَقَالَ: إِذَا أَسْلَمَ فَلَا جَزِيَّةَ عَلَيْهِ.

محمد بن كثير وائي د سفيان نه د دي روايت د تفسير پوس و كړي شونو وني ونييل د دي مطلب دا دي چه كله څوك اسلام قبول كړي نو جزيه ورباندې نشته.

(۱) سنن الترمذي للركاة ۱۱ (۶۳۴)، (تحفة الأشراف: ۵۱۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۸۵/۱) (ضعيف)
(۲) (صحيح)

باب فی الإمام یقبل هدايا المشرکین

بیان دهغه امام چه د مشرکانو تحفی قبلوی

[۳۰۵۵] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ، عَنْ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْهُوزَنِيُّ، قَالَ: لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي إِلَى ذَلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَنْ تُوَفِّيَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَأَاهُ عَارِيًا بِأَمْرِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ وَأَطْعِمُهُ حَتَّى اعْتَزَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: يَا بِلَالُ إِنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَقْرِضُ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مِنِّي فَقَعَلْتُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَوْذِينَ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ فِي عِصَابَةٍ مِنَ الثَّجَارِ، فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ قَالَ: يَا حَبِشِيُّ قُلْتُ يَا لَبَاءَ فَتَجَمَّعَنِي، وَقَالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا، وَقَالَ لِي: أَتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهِرِ؟ قَالَ: قُلْتُ قَرِيبٌ قَالَ: إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَأَخَذَكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرَدْتُكَ تَرْعِي الْعَنَمَ كَمَا كُنْتَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدِينُ مِنْهُ قَالَ لِي: كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأَذِنَ لِي أَنْ أَبْقِيَ إِلَى بَعْضِ هَؤُلَاءِ الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سِنْفِي وَجْهًا لِي وَتَعْلَى وَهَجَنِي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ غَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقُ، فَإِذَا الْإِنْسَانُ يَسْعَى يَدْعُو: يَا بِلَالُ أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رُكَّابٍ مُنَاحَاتٍ عَلَيْهِنَّ أَخْمَاهُنَّ فَاسْتَأْذَنْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَبَشِرْ فَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ بِقَضَائِكَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ تَرَ الرُّكَّابَ الْمُنَاحَاتِ الْأَرْبَعَ، فَقُلْتُ: بَلَى فَقَالَ: إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسُوفَةً وَطَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَذَكَ فَأَقْبَضَهُنَّ وَأَقْبَضَ دِينَكَ، فَقَعَلْتُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ مَا قَبْلَكَ؟ قُلْتُ: قَدْ قَضَى اللَّهُ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ، قَالَ: أَفْضَلَ شَيْءٍ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فَقَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي قَبْلَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: هُوَ مَعِيَ لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ، قَبَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ دَعَانِي، قَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي قَبْلَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ أَرَاكَ اللَّهُ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهُ شَفَقًا مِنْ أَنْ يُذِرَكَ الْمَوْتُ وَعِنْدَهُ ذَلِكَ"، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجُهُ، فَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ أَمْرَأَةٍ حَتَّى أَلَى مَبِيتَهُ فَبَدَأَ الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ.

دعبدالله هوزني نه روايت دې فرمائي چه زماپه حلب کښې دښې عليه السلام دموذن بلاله سره ملاقات اوشو ما ورته اوونيل اي بلال دا راته بيان کړه چه نبي عليه السلام به څه رنگي خرچ کولو؟ بلال اوونيل دښې عليه السلام سره چه کوم مال وو دهغه وخت نه چه الله ده ته نبوت ورکړې وو تروفات کيدو پورې کله چه به ورته کوم مسلمان راغې اونبي عليه السلام به برېند اوليدو نوماته به نې حکم اوکړو اوزه به لارم په قرضو به مې ورله څادر واخستو او ورېه مې کړو هغه به هغه کپري واغوستلي او هغه خوراک به ئې وخوړلو تردې چه يوه ورځ په مشرکينو کښې

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۲۰۴۰) (صحيح الإسناد)

یوکس زما سره ملاو شو او وښي وئیل ای بلال زما سره کافی ډیر مال موجود دی زمانه علاوه دبل چانه قرض مه اخله چنانچه مابه همداسې کول مایوه ورځ اودس او کړو اوداذان دپاره پاڅیدم اوی لیدل چه دغه مشرک دتاجرانو د یوې ډلې سره راغې کله چه ئې زه اولیدلم نو او وښي وئیل ای حبشي ما ورته او وئیل جناب هغه سختې کول شروع کړل اوماته ئې بدرد او وئیل اودائي هم راته او وئیل ایا تاته پته ده چه دمیاشتي پوره کیدو ته خو ورځې پاتې دي ما او وئیل هو، نیزدي ده یعنی یوڅو ورځې پاتې دي بیا ئې او وئیل اوگوره په میاشت کښي صرف څلور ورځې پاتې دي زه به ستانه اخیل قرض اخلم زه به تاداسې کړم لکه څرنگ چه به تامخکښي گډي څرولې بلال وائی په دې خبره باندې زما په زړه کښي دومره افسوس راغې څومره چه خلق افسوس کوي تردې چه کله زه دماسخوتن دمونځ نه فارغ شوم او نبی ﷺ خپل کور ته لاړو نوماهم ترې دورتلو اجازت وغوښتو ماته ئې اجازت راکړو ماعرض اوکړو ای دالله رسوله ستانه دې زما مور اوپلار قربان شي دکوم مشرک نه چه به ماقرض اخستو هغه راسره جنگ اوکړو اوماته ئې بدرد او وئیل اوستاسره خودومره مال نشته چه زما قرضه پر اداسي اونه زما سره دومره مال موجود دی چه دقرض ادا کولو دپاره پوره وي او هغه کس به مارسوا کړي ماته اجازت راکړه چه زه په قبائلو کښي چاته وروتنیم په هغه خلقو کښي چاچه اسلام قبول کړې دې اودمدینې نه بهراوسیري تردې پورې الله تعالی خپل رسول ته دومره مال ورکړی په څومره مال چه زما قرضه ادا کړي ددې خبرې په کولو سره زه راروان شوم اوخپل کور ته راوړسیدم اوماتوره موذي پیزار اودال دبالح سره کیښودل کله چه صبح صادق اوختو نوماد تختید و اراده کړې وه گورم چه په دې وخت کښي یوسړې په منډه راغې او وښي وئیل ای بلال نبی ﷺ دي غواړی چنانچه زه روان شوم اودهغه په خدمت کښي حاضر شوم ماچه اوکتل نو هلته څلور اوبښې ترلې شوي پرته وي مادداخلیدو دپاره اجازت وغوښتو نبی ﷺ اوفرمائیل ای بلاله حوشحاله شه الله تعالی ستادقرض دادا کولو دپاره غیبي مال رالیږلې دې نبی ﷺ ددې نه پس اوفرمائیل ایا تا اونه لیدل هغه څلور اوبښان ماعرض اوکړو ولي نه نبی ﷺ اوفرمائیل ته دغه څاروی هم واخله او هغه سامان هم واخله کوم چه په دوی باندې بار شوې دې اوته هغه هم واخله کومه کپړه اوغله چه په دې اوبښانو باندې پرته ده دامانه دفدک امیر رالیږلې دي ته دا واخله اوخپله قرضه په دې باندې اداکړه ماه داسې اوکړل، بیا بلال اوفرمائیل زه جومات ته حاضر شوم او اومي لیدل چه نبی ﷺ ناست دې اسلام اوکړو هغه اوفرمائیل تاته دهغه مال نه څه فائده حاصله شوه؟ ما او وئیل الله تعالی هغه ټول قرض ادا کړو کوم چه دهغه درسول په ذمه وو شیخ قرضه باقی پاتې نشوه نبی ﷺ اوفرمائیل ایا په دې مال کښي څه باقی پاتې شوي دي ما عرض اوکړو هو ماته ئې اوفرمائیل کوم مال چه باقی پاتې شوې دهغه په جلتی سره خرچ کړه زه ترهغې پورې پورته نه ځم ترڅوچه تا ماته اطمینان نه وی راکړې کله چه نبی ﷺ دماسخوتن مونځ اوکړو ماته ئې رایاد کړل او وښي فرمائیل هغه مال څه شو کوم چه ستاسره باقی پاتې شوې دې؟ ما ورته او وئیل هغه زما سره دې ماته هیڅ څوک رانغی چه ما ورته دا ورکړې وي یعنی مستحق، ملاو نه شو بیا نبی ﷺ دشپي په جومات کښي قیام

اوکړو راوي وائی هرکله چه بله شپه د ماسخوتن د مونځ نه فارغ شو نوزه ئې راوغوښتم اوماته ئې او فرمائیل هغه مال څنگه شو کوم چه ستاسره باقی پاتې شوې وو؟ ماعرض اوکړو اي دالله رسوله الله تعالی ته دهغه نه مطمئن کړي نبی ﷺ چه دا واوریدل نو تکبیر ئې اووئیلو دالله تعالی شکر ئې اداکړو او حمد ئې بیان کړو چه هغه ذات ماته دمال نه نجات راکړو، دنبی ﷺ سره دا اندیځنه وه هسې نه چه زه وفات شم اودا مال زما سره موجود پاتې شي بیا زه په هغه پسې روان وم اونبې ﷺ خپلو بیبیانو ته ورغې اوهرې یوې ته ئې سلام اوکړو تردې چه خپل ارام گاه ته ورسیدو اي عبدالله دا هغه خبره ده دکوي چه تا زمانه تپوس کړې دې.

(حدثني عبدالله الهوزني قال لقيت بلالا مؤذن رسول الله ﷺ يخلب فقلت يا بلال حدثني كيف كانت نفقة رسول الله ﷺ قال ما كان له شيء كنت انا الذي الى ذلك منه منذ بعثه الله تعالى حتى توفي ﷺ الحديث)

د رسول الله ﷺ د معيشت او د وخت تیرولو په باره کښې یو اوږد حدیث

دا یو اوږد حدیث دې چه د هغې مضمون دا دې عبدالله الهوزنی وائی چه د رسول الله ﷺ مؤذن سیدنا بلال رضی الله عنه سره زما ملاقات په حلب ښهر کښې اوشو. بلال رضی الله عنه د رسول الله ﷺ وفات نه پس د مدینې طیبې نه شام ته تلې وو تردې چه وفات ئې هم هلته اوشو، ما اووې چه نن خو راته د رسول الله ﷺ د کور د اخراجاتو کیفیت بیان کړئ، بلال رضی الله عنه د هغه په درخواست باندې بیانول شروع کړل، او وې فرمائیل چه د رسول الله ﷺ سره به پیسې وغیره نه وې، او د دې کارونو ذمه دار هم زه اوم (كنت انا الذي الى) دا د متکلم صیغه ده یعنی د رسول الله ﷺ د ضروریاتو لین دین او د اخستلو او خرڅولو، د رسول الله ﷺ نبوت نه ترد وفات پورې، د رسول الله ﷺ دا حال وو چه کله به یو مسلمان هغوی ته راغلو او رسول الله ﷺ به هغه برېښد اولیدو نو هغوی به ماته حکم اوکړو په دې باره کښ، نو ما به د چا نه قرض اخستلو سره د هغه دپاره خادر واخستلو او خوراک به مې پرې هم اوکړلو (دا د هغوی د یوې ورځې واقعه نه ده بلکه مطلب ئې دا ده چه هغوی سره به همیشه هم دغه شان کیدل چه ما به د چا نه قرض واخستلو او د ضرورت مندو ضرورتونه به مې د رسول الله ﷺ په فرمان باندې پوره کول، یوه ورځ داسې اوشوه چه یو مشرک سوداگر ماته راغلو هغه ماته اووې چه اي بلاله د چا نه قرض مه اخله، ما سره کافی گنجائش دې صرف زما نه اخله، ما هم دغه شان کول، د یوې ورځې خبره ده چه د اودس کولو نه پس آذان ته اودریدم نو او مې کتل چه ناڅاپه هغه مشرک د څو سوداگرو سره زما مخې ته راغلو او ماته کتلو سره ئې اووئیل (يا حبشي! قلت يا لئاه) (د لیبیک په شان د غائب ضمیر سره هم استعمالیږي) او په دې وینا سره ئې ما ته ډیرې خبرې اوکړې او وې وئیل چه تاته معلومه هم ده چه په میاشت پوره کیدو کښې څومره ورځې باقی پاتې شوې؟ ما اووې او پوره کیدو والا ده، وې وئیل صرف څلور ورځې باقی پاتې شوې دی، وې وئیل که په څلورو ورځو کښې دې ادا نه کړو، نو د هغې په بدله کښې به زه تا اونیسم او په تا باندې به بیزې څروم

څنگه چه به دي مخکښې خړولې، (وراندې سيدنا بلال رضي الله عنه فرمائي) چه هغه وخت زما زړه کښې داسې تنگ والې او پريشانۍ پيدا شوه کومه چه خلقو ته په داسې موقعو باندې وي، تردې چه کله زه د ماسخوتن د مانځه نه فارغ شوم او رسول الله ﷺ خپل کور ته تشریف يورو، نو ما اجازت واخستلو او هغوی ته حاضر شوم او عرض مې اوکړو يا رسول الله ﷺ زما مور پلار دې په تاسو باندې قربان وي هغه مشرک د چا نه چه ما قرض اخستلو هغه ما ته نن داسې داسې وئيلې دي، او نه خو تاسو سره د ادا کولو دپاره څه شته او نه ماسره، (وهو فاضحي) دا د اسم فاعل صيغه ده چه د يانې متکلم طرف ته مضاف شوې ده يعنې هغه به ما نور هم رسوا کړي (که په وخت باندې د ادا کولو دپاره څه اونشو) لهذا ماته اجازت راکړې چه د مدينې طبيې خواؤشا چه کومو بعض قبيلو اسلام راوړې دې هلته او تخته، ترڅو چه الله پاک تاسو ته څه درکړي هغه خيز په کوم سره چه قرض ادا شي (رسول الله ﷺ زما په خبره اوريدو باندې خاموش وو) زه د رسول الله ﷺ نه راغلم، او خپل کور ته راتلو سره مې تهيلۍ، خپلۍ، توره او ډهال خپل سر ته کيخودل، تردې چه کله صبح صادق شونو ما اراده اوکړه چه په سفر روان شم، هم دې دوران کښې يو سړي ما ته په منډه راغلو چه رسول الله ﷺ دې غواړي، زه د هغوی طرف ته روان شوم، په لاره کښې ما څلور اوښې اوليدې چه په هغې باندې سامان تړلې شوې وو، زه اجازت اخستلو سره د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شوم، رسول الله ﷺ زما په ليدو سره او فرمائيل خوشحاله شه، الله پاک ستا د قرض د ادا کولو انتظام او فرمائيلو او وې فرمائيل (الم تر الکاتب المناجات الاربع) آيا تا څلور اوښې ناستې او نه ليدې ما عرض اوکړو جي او مې ليدې، رسول الله ﷺ او فرمائيل دا اوښې سره د دې سامانونو کوم چه په هغې باندې دی ستا په حواله دی، او رسول الله ﷺ دا هم او فرمائيل چه په دې اوښو باندې کپړه او غله هم بار ده (اهداهن الي عظيم فذک) د فذک يهودو کښې يو لوڼې سړي دا هديه ماته رالېږلې ده، د دې په ذريعه خپل قرض ادا کړه، هغوی فرمائي چه ما هم دغه شان اوکړل، بعض سامان مې خرڅ اوکړو او خپل قرض مې پرې ادا کړو، د دې نه پس په روايت کښې دی (فذكر الحديث) چه د هغې نه معلومېږي چه دلته نور هم څه مضمون وو کوم چه مصنف رحمه الله د اختصار په وجه حذف کړو، حضرت شيخ په بذل کښې د کنز العمال په حوالې سره د دې قصې باقي حصه نقل کړې ده، بيا (يعنی د قرض د ادا کولو نه پس) زه جمات ته لارم نو اومي کتل چه رسول الله ﷺ تشریف فرما دې ما سلام عرض کړو؟ رسول الله ﷺ د قرض په باره کښې تپوس اوکړو، ما عرض اوکړو چه الله پاک قرض پوره ادا کړو، رسول الله ﷺ تپوس اوکړو څه مال بچ شوې دې؟ ما عرض اوکړو اوجی بچ شوې دې. رسول الله ﷺ او فرمائيل گوره په دې باقي باندې ماته آرام راکړه، ځکه چه زه به ترهغه وخته پورې خپلو کور والو کښې يو کړه هم نه ورځم تردې چه ته ما ته د هغې نه آرام راکړې بيا چه کله ما بنام شو او رسول الله ﷺ د ماسخوتن د مانځه نه پس فارغ شو، نو هغوی زه راغوبستلم او تپوس ئې رانه اوکړو چه د باقي مال څه اوشو؟ ما عرض اوکړو جي ماسره دې څوک ئې د اخستلو دپاره نه دی راغلی،

پس رسول الله ﷺ دا شپه په جمات کښې تیره کړه، بیا د دویمې شپې د ماسخوتن د مانځه نه فارغ شو نو زه ئې را طلب کړم او تپوس ئې رانه او فرمائیلو، ما عرض او کړو چه الله پاک تاسو ته د هغې نه ارام درکړو، رسول الله ﷺ په دې باندې تکبیر او د الله پاک حمد او وې. ﴿شفقا من ان يدركه الموت وعنده ذلك﴾ یعنی رسول الله ﷺ د دې خبرې نه ویریدو چه چرته داسې او نه شی چه ماته په دې حال کښې مرگ راشی چه دا مال ماسره وی (د دې نه پس رسول الله ﷺ د ازواج مطهرات کورونو طرف ته لاړو) زه هم په هغوی پسې شاته لاړم نو رسول الله ﷺ ټولو بیبيانو ته تشریف یووړو، هرې یوې بی بی محترمې ته د سلام کولو نه پس د نمبر ځانې ته اورسیدل (په آخر کښې سائل یعنی عبدالله الهوزنی ته فرمائی) ﴿فسکت عني رسول الله ﷺ فاعتمزتها﴾ رسول الله ﷺ زما د ټولې خبرې اوریدو نه پس خاموشی اختیار کړه یعنی د قصې په شروع کښ، پس دا حالت زما خوښ نه شو، غالبا اشاره د رسول الله ﷺ خاموشی ته ده چه رسول الله ﷺ د تسلی یو جمله هم او نه فرمائيله، دا هم د هغوی د تعلق او د مینې خبره ده چه داسې وائی، د دې حدیث د ترجمه الباب سره مطابقت ښکاره دې، اگر چه عظیم فدک یهودی وو، خو یهود هم د مشرکانو په حکم کښې دی ﴿لقوله تعالى قالت اليهود عزير ابن الله﴾ اگر چه په بعض نورو احکامو کښې په مشرکانو او یهودو کښې یقینا د دې.

[۳۰۵۶] (١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، يَمَعْنِي إِسْنَادُ أَبِي تَوْبَةَ وَحَدِيثُهُ، قَالَ: عِنْدَ قَوْلِهِ مَا يَقْضِي عَنِّي فَسَكَتَ عَنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْتَمَزْتُهَا.

محمود بن خالد هم دمروان بن محمدنه او هغه د معاويه نه د تيرروایت په شان روایت نقل کړې دې مگر په دې کښې دا اضافه ده چه کله ما نبی ﷺ ته عرض وکړو چه نه زما سره مال شته اونه ستاسره دومره سرمایه شته چه د قرض دپاره پوره شي نو نبی ﷺ ددې په اوریدو سره خاموش پاتې شو او مادامحسوس کړه چه شاید دي زما په خبره باندې خفه شو.

[۳۰۵۷] (٢) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ، قَالَ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً، فَقَالَ "أَسْلَمْتُ، فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي نَهَيْتُ عَنْ زَيْدِ الْمُشْرِكِينَ".

د عياض بن حمارنه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ ته مې یوه سورلی هدیة کړه نو هغه راته او فرمائیل ایا اسلام دي قبول کړو؟ ما وویل نه نو نبی ﷺ او فرمائیل زه د مشرکانو د هدی قبلولونه منع کړي یم.

﴿عن عياض بن حمار قال اهديت للنبي ﷺ ناقة فقال اسلمت؟ قلت لا فقال النبي ﷺ الى نهيت عن زيد المشركين﴾

١: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ٢٠٤٠) (صحيح الإسناد)

٢: سنن الترمذي للسير ٢٤ (١٥٧٧)، (تحفة الأشراف: ١١٠١٥)، وقد أخرجه: مسند أحمد (١٦٢/٤) (حسن صحيح)

د مشرکینو د هدایا قبولولو او نه قبولولو په باره کښې دوه مختلف احادیث :

دا حدیث د مخکښې حدیث په ظاهره خلاف دې چې په هغې کښې د رسول الله ﷺ د عظیم فدک د هدیی قبولولو ذکر دې، او په دې حدیث کښې رسول الله ﷺ دا فرمائی چې زه د مشرکانو د عطیې د قبولولو نه منع کړې شوې یم، بیهقی رحمۃ اللہ علیہ فرمائی چې « روایات القبول اصح » او هغوی فرمائی، او یا دې دا اووئیلې شی چې د منع تعلق د مشرکینو د هدایا سره دې، او د قبول په روایاتو کښې د اهل کتابو د هدایا ذکر دې ^(۱) او خطابی وائی چې دا د منع روایت منسوخ دې ځکه چې رسول الله ﷺ د ډیرو مشرکانو هدایا قبول کړې دي، لکه مقوقس ماریه قبطیه رضی اللہ عنہا او بغله. او هم دغه شان اکیدر دومه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې هدیه پیش کړه. آه (مختصراً من البذل) هم دغه شان په باب احياء الموات کښې د ملک ایله د هدیه ذکر دې. « فاتینا تبوک فاهدی ملک ایله الی رسول الله ﷺ بغلة بیضاء » امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ هم په دې تعارض باندې کلام کړې دې، هغوی د نسخ په باره کښې دواړه احتمالات لیکلې دي یعنې په دواړو کښې دې یو ته منسوخ او بل ته ناسخ اووئیلې شی. د کتاب الجهاد په آخر کښې « باب فی حمل السلاح الی ارض العدو » په هغې کښې چې کوم حدیث تیر شوې دې، په هغې کښې د مشرک د هدیه رد مذکور دې، فتذکر.

والحدیث اخرجه الترمذی وقال حسن صحیح، قاله المنذری

باب فی إقطاع الأَرْضِینَ

د زمکې ورکولویان

په بعض نسخو کښې د دې باب نه مخکښې کتاب القطائع لیکلې شوې دې چې د هغې نه معلومېږي چې کتاب الخراج په دې ځانې باندې ختم شو.

د اقطاع او احياء تعریف او په دواړو کښې فرق :

او د دې نه پاس دویم باب راروان دې د « احياء الموات » دلته مصنف رحمۃ اللہ علیہ ترجمه قائم کړه اقطاع الارضین یعنې ارض ئې مطلقاً ذکر کړو او د احياء اضافت ئې موات طرف ته اوکړو، چې د هغې وجه دا ده چې احياء بالاتفاق د ارض موات وی، موات یعنې ارض مباحه غیر مملوکه او هغه بنجر زمکه چې د چا په ملک کښې نه وی، فقهاء کرامو لیکلې دي چې موات هغه زمکه ده چې د چا په ملک کښې نه وی د ښهر نه بهر وی، او د مرافق بلد نه هم نه وی یعنې د ښهر د خلقو هغې سره څه ضرورت او فائده نه وی ترلې شوې. په خلاف د اقطاع چې هغه اکثر خو د ارض موات نه وی او کله د ارض مملوکه ننه هم، یعنې امام د خپلې مملوکه زمکې نه اقطاع اوکړي یا مملوکه للغير وی او د هغه په اجازت سره امام اقطاع اوکړي، دا د احنافو مسلک دې، د امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ په نزد د امام دپاره ارض مملوکه لبیت المال اقطاع هم جائز ده، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ د دې تصریح کړې ده.

^۱ پس وړاندې چې د کومو هدایا ذکر د خطابی وغیره په کلام کښې راروان دې هغه ټول هدایا د اهل کتاب د طرف نه وې.

اقطاع وائی د وخت د خلیفه د طرف نه د زمکې څه رقبې لره نامزد کول (۱) قطیعه په معنی د جاگیر چه د هغې جمع قطائع راځي، کتاب القطیعه یعنی جاگیر نامه، چه د چا دپاره ئې امام اولیکې او ور ئې کړې، اقطاع او احیاء کښې فرق واضح دې، ځکه چه اقطاع د امام د فعل نوم دې هغه په بل څیز باندې موقوف نه دې، په خلاف د احیاء چه هغه د زمکې د خدمت نوم دې، پس څوک چه د یو ارض مباحه غیر مملوکه خدمت کولو سره هغه آباده کړې هغه به د هغې مالک شي، په دې کښې اختلاف دې چه په احیاء کښې د امام اذن شرط دې که نه، د امام صاحب عليه السلام په نزد ضروري دې او د امام شافعی، احمد او صاحبینو عليهم السلام په نزد ضروري نه دې، او د امام مالک عليه السلام په نزد په موات قریب کښې اذن شرط په بعید کښې نه دی، یعنی کومه چه د آبادی نه زیاته لرې وی.

[۳۰۵۸] (۲) حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَايِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَمَوْتَ.

علقمه بن وائل رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله راته دیمن په حضرموت ښار کښې زمکه په طور د ملکیت راکړې وه.

﴿ عن علقمة بن وائل عن أبيه ان النبي ﷺ اقطعه ارضا بحضرموت ﴾

حضرموت د یمن مشهور علاقه ده چه په هغې کښې ډیر ښهرونه دی، حضرموت کښې د اقطاع نه دا نه لازمیږي چه هغه دې خاص په ښهر کښې وی ﴿ اذ لا يجوز عندنا في المصر كما سيأتي قريبا ﴾ والحديث أخرجه الترمذي، قاله المنذري

[۳۰۵۹] (۳) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَايِلٍ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

ابو وائل په خپل سند سره د تیرشوی روایت په شان روایت نقل کړې دې.

[۳۰۶۰] (۴) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ فِطْرِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُمَرُو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: خَطَّلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ بِقَوَيْسٍ، وَقَالَ: "أَزِيدُكَ أَزِيدُكَ".

د عمرو بن حریث رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله راته په مدینه کښې د کور دپاره زمکه راکړه او پخپله لینده ئې کرځه راځکله اوو ئې فرمائیل نوره زمکه هم درکوم (یعنی

۱) په بدائع الصنائع کښې د زمکو اقسام او د احکامو په ضمن کښې لیکلې دی چه امام ته د اقطاع موات حق په دې وجه دې چه دا سبب دې د عمارت دبلاد دپاره ځکه چه د اقطاع نه پس چه کله هغه زمکه په رعایا کښې د چا ملکیت شي نو هغه د هغې خدمت کولو سره هغه آباده او فائده ورکونکې کړی په دې وجه که یو انسان د اقطاع نه پس د هغه زمکې خدمت کولو سره هغې فائده ورکونکې نه کوی نو تر درې کالو پورې به هغه سره هیڅ تعرض نه شي کولی د درې کالو نه پس هم که هغه څه نه کوی نو د هغه نه دې واپس واخستلې شي هغه زمکه به بیا موات شي لهذا اوس امام د هغه زمکې اقطاع د بل سړی دپاره کولی شي (بدل)

۲) سنن الترمذي للأحكام ۳۹ (۱۲۸۱)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۷۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۹۹/۶)، سنن

الدارمي للبیوع ۶۶ (۲۶۵۱) (صحیح)

۳) انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۷۳) (صحیح)

۴) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۷۱۸) (ضعيف الإسناد)

اوس دومره واخله بیا به نې زیاته کړم.

شرح الحديث :

قوله: «عن فطر قال حدثني ابي عن عمرو بن حريث قال خط لي رسول الله ﷺ دارا بالمدينة بقوس وقال ازيدك ازيدك»: عمرو بن حريث رضي الله عنه فرمائي چه رسول الله ﷺ زما دپاره د ليندې په ذريعه نخښه واچوله په مدينه طيبه كښې د يو كور د زمكې، يعنې د ليندې په ذريعه په زمكه باندې نخښه اچولو سره او فرمائيل چه دومره حصه ستاسو دپاره ده، د امام د هم دې فعل نوم اقطاع دې، په دې حديث كښې تصريح ده چه رسول الله ﷺ هغه صحابي ته د يو كور په اندازه زمكه په ښهر كښې وركړه، د احنافو په نزد اقطاع في المصغر جائز نه دې ځكه چه په ښهر كښې كومه زمكه وي هغه به ضرور د چا ملك وي؟ جواب دا دې: الحديث ضعيف ضعفه الائمة يرويه فطر بن خليفة عن ابيه، وابوه مجهول، يا دې د حديث تاويل او كړې شي يعنې «اقطع برضاء المالك. او ارضا ملكها هو صلى الله عليه وسلم»

د دې حديث د آخرې جملې په شرح كښې دوه احتمالات ليكلي دي يو دا چه دا استفهام دې د رسول الله ﷺ د طرف نه چه رسول الله ﷺ د زمكې د ناپ كولو په وخت هغوی ته او فرمائيل چه دومره مقدار كافي دې يا كه نوره اضافه او كړم، او دويم احتمال دا دې چه رسول الله ﷺ فرمائي دې صحابي رضي الله عنه ته چه گوره زه تا ته زياته حصه دركوم، او دريم مطلب ئې دا دې چه اوس خو درله هم دومره دركوم روستو به ئې درته اضافه او كړم.

[۳۰۶۱] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزْنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلَى الْيَوْمِ.

ترجمه: مالك بن ربيعة بن ابی عبد الرحمن د یوڅو کسانونه اوریدلی دی چه نبی صلی الله علیه و آله بلال بن حارث ته د قبله نوم کلي کانونه کوم چه دمکې اود مدینې په مینځ کښې واقع دي د فرع مقام طرف ته ورکړی وو، دننه پورې د زکات نه علاوه ددې کانونونه نور څه شې نه وصول کیږي.

«عن ربیعة بن ابی عبد الرحمن عن غیر واحد ان النبی صلی الله علیه و آله اقطع بلال بن الحارث المزنی معادن القبلیة وهی من ناحیة الفرع فتلك المعادن لا یؤخذ منها الا الزکوة الی الیوم»

یعنې رسول الله ﷺ د بلال بن الحارث دپاره مقام قبل کښې د معادن (کانونو) اقطاع او فرمائیله یعنې په طور د جاگیر نې ورته وركړل، قبل د یو ځانې نوم دې چه په مدينه كښې د فرع په كلي كښې واقع دې، او د فرع په باره كښې ئې ليكلي دي چه هغه يو قريه ده په طرفونو د ربذه كښې ^(۱) د هغې او د مدینې منورې ترمینځه د اتو بریدو فاصله ده. (بذل)

^(۱) : تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۷۷)، وقد أخرجه: موطأ امام مالك للزكاة ۳ (۸)، مسند احمد (۳۰۶۱) (ضعيف)

^(۲) : ربذه خو د مدینې منورې نه په مشرق کښې د عراق قدیم په لاره واقع ده تقریبا د دوه سوو نه زیات کلو میټره فاصلې باندې، او فرع د مدینې منورې نه په جنوب مغرب کښې تقریبا اویا کلو میټره فاصله باندې دې، د مکې مکرمې په طرق اریعه معروفه کښې یو طریق فرعی هم دې کوم چه په کتاب الحج کښې تیر شوې دی

په معدن کښې زکوٰة واجب وی یا خمس :

وړاندې په روایت کښې دی چه د هغه معادنو نه د هغه وخت نه تر اوسه پورې صرف زکوٰة اخستلې کیږي چه د هغې مطلب دې چه ربع العشر اخستلې کیږي حال دا چه د احنافو په نزد په معادن کښې خمس واجب وی، مسئله مختلف فیه ده، د احنافو په نزد په معدن کښې د خزاني په شان خمس واجب وی، په خلاف د جمهور علماء کرامو او ائمه ثلاثه چه د هغوی په نزد خمس صرف په کنز یعنی د جاهلیت په دفتینو کښې دې او په معدن کښې زکوٰة واجب دې، د احنافو دلیل وړاندې په کتاب الخراج کښې د هغې په آخرو کښې په «باب ما جاء فی الرکاز وما فیه» کښې را روان دې، یعنی د رسول الله ﷺ مشهور حدیث «وفی الرکاز الخمس» اصل کښې د رکاز په مصداق کښې اختلاف واقع دې د جمهور او ائمه ثلاثه په نزد رکاز د کنز په شان دې، کنز په اتفاق سره د جاهلیت د دفتینو نوم دې او معدن بالاتفاق د هغه کان نوم دې چه مخلوق لله تعالی وی،^(۱) د احنافو په نزد د معدن مقابل کنز دې او رکاز د هغوی په نزد دواړو ته شامل دې، پس استدلال خو د هر دواړو هم د دې حدیث نه دې «وفی الرکاز الخمس» خو چونکه د رکاز په مصداق کښې د احنافو او د ائمه ثلاثه اختلاف شو، په دې وجه په دې مسئله کښې هم اختلاف شو.

د معادن قبله والا حدیث د احنافو د طرف نه جوابات :

خو د حدیث الباب نه ښکاره ده چه د جمهورو تائید کیږي، د احنافو د طرف نه د دې ډیر جوابونه کړي شوي دي، اول دا چه په دې حدیث کښې دا جمله «فلک المعادن الخ» متکلم فیه ده. حضرت شیخ په دې باندې په اوجز ج ۲ کښې تفصیلی کلام فرماتلې دې او بیانې په اخیر کښې د خلاصې په طور د دې حدیث شپږ جوابونه ذکر کړي دي. وفیه واستدل من قال بوجوب الزکوٰة فی المعادن بحديث بلال المذكور، وأجيب عنه بوجوه الاول ما تقدم من كلام الحافظ ان زيادة وجوب الزکوٰة لا توجد فی الروایات الموصولة (یعنی دا اصل حدیث خو مشهور او صحیح دې) خو د دې آخری جمله هغه متکلم فیه ده. په روایات موصوله کښې نه ده ذکر کړې شوي، صرف په روایات مرسله کښې ده، والثانی ما تقدم من كلام الشافعی د دې حاصل هم دا دې چه دا تکرر ثابت نه ده، الثالث ما اشار الیه الامام محمد ﷺ فی موطاه اذ قال بعد ذکر حدیث الباب قال محمد : الحديث المعروف ان النبی ﷺ قال فی الرکاز الخمس الخ وهو اشارة الى ان حدیث الباب يخالف الحديث المعروف فهو شاذ والرابع والخامس ما فی الزیلعی : قال ابو عبيد فی کتاب الاموال : حدیث منقطع ومع انقطاعه لس فيه ان النبی ﷺ امر بذلك، وانما قال یؤخذ منها الزکوٰة الى اليوم، قال ابن الهمام یعنی فیجوز کون ذلك من اهل الولايات اجتهدا منهم والسادس

^۱ لهذا د کنز او معدن تر مینځه بالاتفاق د مفهوم په اعتبار سره د تباین نسبت شو، الاول مدفون والثانی مخلوق، او د جمهورو په نزد رکاز او معدن دواړو کښې هم د تباین نسبت دې ځکه چه رکاز د هغوی په نزد مرادف دې د کنز. او د احنافو په نزد رکاز او باقی دواړو کښې د عموم وخصوص نسبت شو، رکاز عام دې دواړو ته شامل دې لهذا په دواړو کښې به خمس واجب وی

ما اجاب به صاحب البدائع : يحتمل انه لما لم ياخذ منه ما زاد على ربع العشر لما علم من حاجته وذلك جائز عندنا، يعنى د دې صحابى د حاجت او فقر د وجې رسول الله ﷺ صرف د هغوى نه په زكوة اخستلو باندې اکتفاء او كړه د خمس په ځانې اړه يو جواب بل هم وركړې شوې دې چه مراد دا دې چه د حوالان حول نه پس رسول الله ﷺ د هغوى نه زكوة واخستلو، (واما فى الحال فالخمس)

[۳۰۶۲] (۱) حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَاتِمٍ، وَغَيْرُهُ، قَالَ الْعَبَّاسُ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ الْمُزْنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزْنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبِيلَةِ جَلْسِيهَا وَغَوْرِيهَا، وَقَالَ غَيْرُهُ: جَلَسَهَا وَغَوْرَهَا، وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزْنِيَّ أُعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبِيلَةِ جَلْسِيهَا وَغَوْرِيهَا، وَقَالَ غَيْرُ الْعَبَّاسِ: جَلَسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ. قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَوْلَى بَنِي الدِّبْلِ بْنِ بَكْرِ بْنِ كِنَانَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

كثير بن عبد الله بن عمرو دخپل پلار نه او هغه دده دنيكه نه روايت كوي چه نبى ﷺ بلال بن حاث مزني ته دقبليه نوم كلي كانونه كوم چه دمكې اودمدينې په مينځ كښې واقع دي دفرع مقام طرف ته وركړې وو، اوپه قدس غركښې د كروندې لائق زمكه په طور دملكيت وركړې وه اودكوم مسلمان دحق نه ئې ورته نه وه وركړې اونبى ﷺ دهغه دپاره يودستاويز تحرير كړې وو دهغه تحرير مضمون داسې وو : بسم الله الرحمن الرحيم، دا هغه خط دې دكوم په لحاظ سره چه محمد الرسول الله ﷺ بلال بن حارث مزني ته دقبيله كي دكانونو تيكه وركړې وه كوم چه پورته اوبښكته واقع دي او هغه زمكه كومه چه په قدس كښې د كروندې قابل ده، اوده ته مې دكوم مسلمان حق نه دې وركړې، ابو اويس راوي وائى چه ماته دشور بن زيد بن ويل ازاد كړي غلام داسې حديث بيان كړې وو كوم چه هغه دعكرمه نه اوريدلې وو او هغه دابن عباس رضيه الله عنه نه نقل كړې وو.

(حدثنا العباس بن محمد بن حاتم وغيره الخ)

د دې معادن قبليه والا حديث مصنف ﷺ په ډيرو طرقو سره ذكر كړې دې، په دې كښې رومبې طريق چه كوم تير شو هغه مرسل دې، او دويم طريق او د دې نه پس چه كوم طريق دې هغه مسند دې، خو طريق مسند ضعيف دې ځكه چه په هغې كښې كثير بن عبد الله ابن عمرو بن عوف المزني دې چه منكر الحديث دې، بلكه د هغوى تكذيب هم كړې شوې دې، (قال ابو زرعة واهى الحديث، وقال النسائي والدارقطني متروك الحديث، وقال ابن عبد البر مجمع على ضعفه (بذل)) په ظاهره مصنف ﷺ طريق مسند موخر ځكه كړو چه هغه ضعيف دې.

[۳۰۶۳] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ، قَالَ: قَرَأْتُهِ غَيْرَ مَرَّةٍ بَعَثَ كِتَابَ قَطِيعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَجَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمَزْنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ جَلَسِيهَا وَغُورِيهَا، قَالَ ابْنُ النَّضْرِ: وَجَرَّ سَمَاءَ وَذَاتَ النَّصَبِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يَعْطِ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ حَقَّ مُسْلِمٍ، وَكُتِبَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَا أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمَزْنِيَّ أَعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبْلِيَّةِ جَلَسِيهَا وَغُورِيهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يَعْطِ حَقَّ مُسْلِمٍ، قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، زَادَ ابْنُ النَّضْرِ، وَكُتِبَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ.

حمد بن نصر وائی داسحق بن ابراهيم نه مې داخبره دونيلو په وخت کښې اوريدلي وه چه مادنبي عليه السلام دا تحرير خوخله ولوستو په کوم کښې چه دمقطعي ذکر وو، ابوداود وائی مونږ ته حديث بيان کړې شوي دي چه خلقو دحسين بن محمد نه او هغه داويس نه اوريدلي دي اويس وائی مونږ ته کثير بن عبدالله حديث بيان کړې دي کوم چه هغه دخپل پلار نه او هغه دده دنیکه نه نقل کړې وو چه نبي عليه السلام د قبليه نومي کلي کانونه په مقطعه طور باندې بلال بن حارث مزني ته ورکړي وو کوم چه په لوړو او رغړنده خايونو کښې واقع وو او هغه خايونه هم کوم چه ذکرلو قابل وو د قدس په غر کښې باهر هغه خاني کوم چه لوړ وي هغه ئې ورته ورکړل او نبي عليه السلام بلال بن حارث مزني ته دکوم مسلمان حق نه وو ورکړې ابو اويس وئيلي دي چه ماته ثور بن يزيد دعکرمه نه حديث بيان کړې دي او هغه دابن عباس رضي الله عنهما نه او هغه دنبي عليه السلام نه ددې روايت په شان روايت بيان کړې مگر ابن نصر دا اضافه کړي ده چه داتحرير ابي بن کعب ليکلي وو.

(جلسيها وغوريها) جلسني اوچتې زمکې او غوري ښکته زمکې ته وائی، يعني ټول معادن دقبليه که هغه په اوچته زمکه کښې وي يا په ښکته زمکه کښې وي، په دې طريق کښې کتاب القطيعة هم ذکر شوې دي.

(قال ابن نصر: وجرسها) يعني ابن النصر په خاني د جلسيها، جرسها وئيلي دي، خو دلته د دې لفظ هيڅ معنی نه جوړيږي کدا قيل، (ذات النصب) مدينې طبيعي ته نژدې د يو خاني نوم دي، او قدس د يو مشهور غر نوم دي يا هر هغه خاني کوم خاني چه د کروندې صلاحيت وي.

[۳۰۶۴] (۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنَ قَبِيصٍ الْمَارِيَّ حَدَّثَهُمْ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شَرَّاحِيلَ، عَنْ سَمِيِّ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سَمِيرٍ، قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ ابْنُ عَبْدِ الْمَدَّانِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقَطَّعَهُ الْمَلِكُ، قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: الَّذِي يَمَارِبُ فَقَطَّعَهُ لَهُ فَلَمَّا أَنْ وَلِيَ، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أَتَذَرِي مَا قَطَّعْتَ لَهُ إِمَّا قَطَّعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ، قَالَ: فَأَلْزَعَ مِنْهُ، قَالَ وَسَأَلَهُ عُمَايَةُ بْنُ الْأَرَاكِ، قَالَ: مَا لَمْ تَنْلُهُ عِقَافٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: أَخَافُ الْإِزِيلَ.

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۷۷) (حسن)

(۲): سنن الترمذي/الأحكام ۳۹ (۱۳۸۰)، سنن ابن ماجه/الرهون ۱۷ (۲۴۷۵)، (تحفة الأشراف: ۱)، وقد أخرجه: سنن الدارمي/البيوع ۶۶ (۲۶۵۰) (حسن لغيره)

دابیض بن حمال رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چې د نبی صلی الله علیه و آله په خدمت کښې حاضر شوم او عرض مې اوکړو چې دیمین دمارب کلي دمالگي کان را که نبی صلی الله علیه و آله ورته هغه کان ورکړو کله چې ابیض - لاړو نویوکس عرض اوکړو ای دالله رسوله ایا تاته معلومه ده چې ده ته دي څه ورکړل؟ تاخوده ته تیاري اوبه ورکړی نبی صلی الله علیه و آله چې دا واوریدل نودده نه ئې واپس کړل ده بیادنبی صلی الله علیه و آله نه تپوس اوکړو چې ددغه زمکې نه دي دکیکر دغنو شپول تاوکړې شي چې څوک ورته نه ورځي اوخپل څاروی په کښې نه څروي نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل چې داوښانو خپي ورته ونه رسیږي (یعنی چې د چراگاه او آبادی نه جداوي).

«عن ابیض بن حمال انه وفد الى رسول الله صلی الله علیه و آله فاستقطعه الملح»

یعنی دي صحابی رضی الله عنه د رسول الله صلی الله علیه و آله نه د مالگي د کان اقطاع طلب کړه کومه چې په مقام د مارب کښې دی.

«قال رجل من المجلس اتدري ما قطعت له انما قطعت له الماء العذ»

شرح الحديث :

یعنی کله چې رسول الله صلی الله علیه و آله د ابیض بن حمال دپاره د مالگي د کان اقطاع اوکړه نو په حاضرین مجلس کښې یو سړی عرض اوکړو یا رسول الله صلی الله علیه و آله تاسو ته پته هم شته چې تاسو ددي سړي دپاره دڅه څیز اقطاع فرمائیلې ده؟ تاسودهغه دپاره دداسې اوبو اقطاع فرمائیلې ده چې تیاره شوې مالگه ده، په دي باندې رسول الله صلی الله علیه و آله دا اقطاع واپس کړه. علماء کرامو لیکلي دي چې کوم څیز ظاهر العین او حاضر النفع وی، چې د هغې نه بغیر د محنت او کوشش نه د آمدن و وصولی اوشی د هغې اقطاع جائز نه ده په ظاهره په دي وجه چې په دي باندې موات کیدل نه صادق کیږي.

«قال : وساله عما يحمي من الاراك، قال ما لم تنله خفاف»

دلته د حمی نه مراد احیاء ده ځکه چې د حمی خو زمونږ په شریعت کښې اجازت نشته لکه چې زربه په حدیث کښې راشی، اراک یعنی د کیکر اونه، یعنی هغه سړی د رسول الله صلی الله علیه و آله نه تپوس اوکړو چې د اراک کومې اونې داسې دی چې د هغې احیاء کول جائز دي رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل د هغه اونو چې چرته اوبښ تلو سره اونه رسیدې شي یعنی چې د آبادی نه په زیاته فاصله باندې وی، د داسې اراک احیاء جائز ده او یا مطلب دا دي چې د اونو احیاء مطلقاً جائز نه ده ځکه اوبښ خو ټولو ځایونو ته رسیدې شي، یعنی احیاء خو د ارض موات وی د اشجارو نه، او دریمه معنی د دي جملې خپله په دي حدیث کښې را روانه ده «یعنی ان الابل تاكل منتهی رؤسها ويحمي ما فوقه» یعنی د اونو چې څومره حصه داسې ده چرته چې د اوبښې ست رسیدې شي، هغه پریخودلو سره د هغې نه د پورته حصې حمی جائز ده، «فقال اراکه فی حظاری» یعنی چې کله رسول الله صلی الله علیه و آله دا او فرمائیل چې په اراک او اشجار کښې حمی نه وی نو هغه سړی اووي چې زه د هغې اراک په باره کښې تپوس کوم کوم چې زما د زمکې په احاطه کښې دی، په ظاهره کښې مطلب دا دي چې دې سړی چې د کومو مواتو احیاء کړي وه او په هغې باندې ئې خپله نخښه وغیره کولو سره هغه محفوظ کړي وو نو په هغه زمکه

کښې څه اونې د اراک نه مخکښې قائم وي، نو هغه سړی اووې چه زه د داسې اونو په باره کښې سوال کوم نو په دې صورت کښې به د رسول الله ﷺ د جواب حاصل دا وي چه ته د هغې زمکې مالک شوې د احیاء د وجې نه، خو د دې احیاء د وجې نه به د اونو مالک نه شي، خو که یو سړی د ارض موات احیاء اوکړی او بیا د هغې نه پس په هغې کښې اونې پیدا شي د هغې حکم دا نه دي، د هغې به هغه مالک وي. (بذل)

[۳۰۶۵] (۱) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَخْزُومِيُّ: مَا لَمْ تَنْلُهُ اخْفَافَ الْإِبِلِ يَعْنِي أَنَّ الْإِبِلَ تَأْكُلُ مِنْتَهُ رُغْوَهَا وَيُحْمِي مَا فَوْقَهُ.

رجمه: هارون بن عبد الله محمد بن حسن مخزومي نه نقل کوي چه د «ما لم تنله اخاف الابل» مطلب دادې چه دومره غني لار بندولي شي چه داوښانو خولي ورته اونه رسيږي کوم ځاني ته چه داوښانو خولي رسيږي هغه نه بچ کيږي اوښان شي خوري البته ددې نه اخوا بچ کيږي.

[۳۰۶۶] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنَا قُرْبُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيضِ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حِمَى الْأَرَاكِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا حِمَى فِي الْأَرَاكِ، فَقَالَ: أَرَاكَةً فِي حِطَّارِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حِمَى فِي الْأَرَاكِ"، قَالَ: قُرْبُ يَعْنِي بِحِطَّارِي الْأَرْضَ الَّتِي فِيهَا الزَّرْعُ الْمُحَاطُ عَلَيْهَا.

دابیض بن حمال رضی الله عنه نه روایت دي فرماني چه دښې عليه السلام نه مي تپوس اوکړو دغنودشپول په باره کښې نبی عليه السلام او فرمائیل دغنو شپول نه شی جوړيدي ده اوونیل دا هغه غني وي کومي چه زما په فصل کښې ولاړې وي، بیاني عليه السلام او فرمائیل چه غني بندول نه شی راوستلي.

[۳۰۶۷] (۳) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ، حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، قَالَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صَخْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا بُيُوتًا، فَلَمَّا أَنْ سَمِعَ ذَلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِي خَيْلٍ يَمِدُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ انْصَرَفَ وَلَمْ يَفْتَحْ، فَجَعَلَ صَخْرٌ يَوْمِيذٍ عِنْدَ اللَّهِ وَذِمَّتُهُ أَنْ لَا يُقَارِقَ هَذَا الْقَصْرَ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُقَارِقْهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُتِبَ إِلَيْهِ صَخْرٌ: أَمَا بَعْدُ فَإِنْ تَقِيفًا قَدْ نَزَلْتَ عَلَى حُكْمِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا مُقْبِلٌ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي خَيْلٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً قَدْ عَا لَإِحْمَسَ عَشْرَ دَعَوَاتٍ اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأَحْمَسَ فِي خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا، وَأَتَاهُ الْقَوْمُ فَتَكَلَّمُوا بِغَيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنْ صَخْرًا أَخَذَ عَمَّتِي وَدَخَلَتْ فِيهَا دَخَلَ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ قَدْ عَاةَ فَقَالَ: "يَا صَخْرُ إِنْ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَذْفَرُوا إِلَى الْبَغْيَةِ عَمَّتَهُ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِي بِنِي سَلِيمٍ قَدْ هَرَبُوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَتَرَكُوا ذَلِكَ الْمَاءَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنْزِلْنِيهِ أَنَا وَقَوْمِي، قَالَ: نَعَمْ فَأَنْزَلَهُ وَأَسْلَمَ، يَعْنِي السُّلَيْمِينَ فَأَتَوْا صَخْرًا فَسَأَلُوهُ أَنْ يَذْفَعَ إِلَيْهِمُ الْمَاءَ فَأَنَّى، فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَسْلَمْنَا

(۱): تفرد به أبو داود (ضعيف جداً)

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳)، وقد أخرجه: دي/ البيوع ۶۶ (۲۶۵۰) (حسن لغيره) (ملاحظه هو: صحيح لابي

داود ۸، ۳۹۰)

(۳): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۸۵۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/ ۳۱۰)، سنن الدارمي/ الزكاة ۳۴ (۱۷۱۵)

(ضعيف الإسناد)

وَأَتَيْنَا صَخْرَ الْيَدْفَعِ الْيَنَامَاءَ فَأَبَى عَلَيْنَا فَأَنَاءَهُ فَقَالَ: يَا صَاحِبَ الرَّانِ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَمَاءَهُمْ فَأَذَقُوا الرِّانَ الْقَوْمَ مَاءَهُمْ، قَالَ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذَلِكَ مَغْرَبًا حَيَاءً مِنْ أَخْذِهِ الْجَارِيَةَ وَأَخْذِهِ الْمَاءَ.

د صخر بن عیل رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم د طائف په قلا کښې د قبیلہ بنو ثقیف سره جهاد او کړو هرکله چه صخر دا واوریدل نو په اسونو سواره یو څو کسان ئې دخان سره د نبی صلی اللہ علیہ وسلم د امداد دپاره بوتلل و ئې لیدل چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم تلې دې او فتح نه ده شوي صخر په دغه ورځ د الله تعالی سره لوظ او کړو چه زه به دا قلا نه پریرېدم ترڅو چه مافتح نه وی حاصله کړي او ترڅو چه دې خلقو د نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمان په قبلو لوسره دا خانې نه وي خالی کړې، هغه ددوی سره په جنگ شروع شو تردې چه قلعه ئې فتح کړه او خلق ترې راکوز شول په دې وخت کښې صخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته ولیکل چه اې د الله رسوله د حمد او صلوات نه پس دې واضح وي چه د بنو ثقیف خلق ستاد پیغام په قبلو لوسره د قلا نه راکوز شول اوزه هغوی ته ورځم او دهغوی سره اسونه دی کله چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم ته دا خبر اورسید و نو دپه جمع سره دمونځ کولو حکم ئې وکړو او قبیلہ احمس ته ئې لس پیړی دعا او کړه او وبې فرمائیل اې الله ته د قبیلہ احمس په اسونو او سر و کښې برکت واچوي، د ثقیف قبیلې والا ټول خلق د نبی صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شول په دې وخت کښې مغیره بن شعبه رضی اللہ عنہ عرض او کړو اې د الله رسوله صخر زما ترور گرفتاره کړي ده حالانکې هغې اسلام قبول کړې وو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صخر راطلب کړو او ورته ئې او فرمائیل کله چه څوک اسلام قبول کړي نو دهغوی خانونه او مالونه محفوظ کیږی په دې وجه ته مغیره ته دده ترور واپس حواله کړه چنانچه صخر مغیره ته دده ترور واپس حواله کړه بیا صخر عرض او کړو چه د قبیلہ بنو سلیم یوه چینه ده دغه خلقو د اسلام دویری نه دغه اوبه پریخودلي دي او تختیدلی دي اې د الله رسوله ماته اوزما قوم ته ددې اوبو سره خواته داوسیدو اجازت راکړه نبی صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل ته هلته اوسیدو بیا څه ورځې پس بنی سلیم قبیلې والا مسلمانان شول اودوی د صخر نه دچینی دواپس کولو مطالبه او کړه صخر انکار او کړو نو په دې وخت کښې بنی سلیم قبیلې والا د نبی صلی اللہ علیہ وسلم په خدمت کښې حاضر شول او عرض ئې او کړو اې د الله رسوله مونږ اسلام قبول کړې دې مونږ صخر ته ورغلو چه مونږ ته زمونږ چینه را واپس کړي لیکن صخر انکار او کړو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صخر راوغوښتو او وئې فرمائیل اې صخر کله چه یو قوم اسلام قبول کړي نو هغوی خپل خانونه او مالونه محفوظ کړل دوی ته ددوی چینه حواله کړه صخر عرض او کړو اې د الله رسوله په سر سترگو، صخر عرض او کړو په دې وخت کښې ما د نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخ ته وکتل چه تک سور شو د حیا دوجې نه چه ما دهغه نه وینځه او اوبه واپس اخستلي وو.

«حدثني عثمان بن أبي حازم عن أبيه عن جده صخران رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم غزا ثقيفا»

شرح الحديث :

دا صخر بن عیله الاحمسی دې دده د حدیث د شروع دا حصه مونږ د غزوه طائف په بیان کښې لیکلې ده هلته دې او کتلې شی، د دې د وړاندې حصې شرح لیکلې شی، دا حدیث لږ

اوږد دې، او شرح ته هم محتاج دې. ﴿فكتب اليه صخر اما بعد : فان ثقيفا قد نزلت على حكمك يا رسول الله﴾

يعني صخر بن عيله چه كله دا د طائف حصن فتح كړو نو د دې اطلاع هغوی رسول الله ﷺ ته وركړه ﴿فدعا لاحمسن عشر دعوات اللهم بارك لاحمسن في خيلها ورجالها﴾ يعني رسول الله ﷺ د صخر بن عيله ﷺ په دې كارنامې باندې خوشحاليده سره د هغوی قوم احمسن ته لس دعاگانې او كړې چه د هغې نه يو دعا خو دلته ذكر ده باقي غير مذكور دی او كيدې شي چه دا مراد وی چه رسول الله ﷺ هم دا دعا لس كړته او كړه.

قوله: ﴿وتاه القوم فتكلم المغيرة بن شعبة فقال يا نبي الله ان صخر اخذا عمتي ودخلت فيما دخل فيه المسلمون﴾ د قوم نه مراد قبيله ثقيف دې، دا خو پورته ذكر شوه چه قبيله بنو ثقيف ايمان راوړې وو، نو په هغوی كښې بعضو يعني مغيرة بن شعبة ﷺ چه ثقفی دې هغوی رسول الله ﷺ ته عرض او كړو چه صخر بن عيله ﷺ زما ترور (د پلار خور) نيولې ده حال دا چه هغه په اسلام كښې داخله شوې وه، د مغيرة ﷺ په دې خبره اوریدو سره رسول الله ﷺ صخر را طلب كړو او وې فرمائيل ﴿ان القوم اذا اسلموا احرزوا دمانهم واموالهم فادفع الى المغيرة عمته﴾ چه كله كافر خلق په اسلام كښې داخل شي نو د هغوی نفس او مال محفوظ شي، لهذا د مغيرة ﷺ ترور واپس كړه، هغوی واپس كړه. ﴿وسال نبي الله ماء لني سليم قد هربوا من الاسلام وتركوا ذلك الماء﴾ يعني د مغيرة ﷺ د ترور واپس كولو نه پس صخر بن عيله د رسول الله ﷺ نه د قريه بنو سليم سوال او كړو چه د اسلام راوړلو نه بچ كيدو سره او تختيدل، او هغه قريه ئې پريخودلې وه او درخواست ئې دا او كړو چه ﴿انزليه انا وقومي﴾ چه په دې كښې ماته او زما قوم ته د اوسيدو اجازت راكړئ، رسول الله ﷺ د هغوی دا درخواست قبلولو سره هغوی ته هلته د اوسيدو اجازت وركړو — د دې نه پس په روايت كښې دا دی چه بيا روستو دا خلق يعني بنو سليم اسلام راوړلو او صخر ﷺ ته راغلل او هغوی ته ئې اووې چه زمونږ قريه واپس كړئ، هغوی انكار او كړو، هغوی رسول الله ﷺ ته راغلل او صورت حال ئې بيان كړو، رسول الله ﷺ بيا صخر ﷺ را طلب كړو او وې فرمائيل ﴿ان القوم اذا اسلموا احرزوا اموالهم ودمانهم﴾ وې فرمائيل دا كلي واپس كړه، هغوی اووې ډيره ښه ده. ﴿فرايت وجه رسول الله ﷺ يتغير ذلك حمرة حياء من اخذه الجارية واخذه الماء﴾ راوی بيان فرمائي چه په دې موقع باندې ما رسول الله ﷺ اوليدو چه د هغوی مخ مبارك متغير شوې وو صخر ﷺ سره د دې معاملې كولو د شرم نه چه د هغه نه جاريه هم واخستلې شوه او قريه هم، اگر چه صخر ﷺ څه تامل نه وو كړې د رسول الله ﷺ په فيصله باندې، خو رسول الله ﷺ پخپله شرمنده كيدو.

په حديث باندې يو قوي اشكال او د هغې جواب :

دلته دوه خبر بيا موندلې شوې اول د مغيرة ﷺ د ترور واپس كول، دويم د بنو سليم د كلي واپس كول، او دا واپسی رسول الله ﷺ پخپله دې وينا سره او كړه چه كفار كله اسلام قبول

کړی نو که هغوی قیدیان وی او که غیر قیدیان نو د اسلام راوړلو نه پس د هغوی نفسونه او مال محفوظ شی، دلته د مغیره رضی الله عنه د ترور په باره کښې خو دا احتمال دې چه کیدې شی چه هغې د صخر رضی الله عنه د اخستلو نه مخکښې ایمان راوړې وی په دې صورت کښې د هغې واپسې د قاعدې مطابق ده خو د بنو سلیم د کلی په باره کښې په روایت کښې تصریح ده چه هغوی د اسلام نه مخ اړولې وو او دا چینه ئې پریخودلې وه او د دې نه روستو هغوی اسلام ته راغلل بیا هغوی د خپل کلی د واپسئ مستحق چرته وو؟ رسول الله صلی الله علیه و آله د دواړو په باره کښې هم دا قاعده او فرمائیله چه **«ان القوم اذا سلموا احرزوا دمانهم واموالهم»** کافر قیدی که روستو اسلام راوړی نو د هغوی نفس او مال د غنیمت کیدو نه خو نه خارج کیږی دا خو اجماعی مسئله ده، دا ډیر سخت مقام دې ^(۱) شراح د دې توجیه دا کړې ده ^(۲) اصل خبره دا ده چه رسول الله صلی الله علیه و آله ته دا د بنو سلیم چینه او هم دغه شان د مغیره رضی الله عنه ترور واپس کول وو د څه مصلحت په بنیاد باندې په دې وجه رسول الله صلی الله علیه و آله چه دا جمله ارشاد او فرمائیله چه **«ان القوم اذا سلموا احرزوا الخ»** په دې کښې رسول الله صلی الله علیه و آله توریه اختیار او فرمائیله، یعنی گول مول خبره ئې اوکړه، اصل مراد ئې ښکاره نه کړو د مقام د مصلحت د وجې نه، د دې جملې معنی حقیقی او مرادی خو دا ده چه کفار که قبل الاخذ او قبل القید اسلام کښې داخل شی نو د هغوی نفسونه او مال مامون او محفوظ کیږی، خو د مخاطب او د سامع مخې ته رسول الله صلی الله علیه و آله دا معنی مرادی واضحه او نه فرمائیله قصدا بلکه دا جمله ئې په اطلاق او او عموم سره او فرمائیله چه هغه یعنی صخر بن عیله پخپله د بنو سلیم چینه واپس کړی، پس هغوی واپس کړه یو واقعه په ابوداؤد کښې وړاندې هم د دې قسم را روانه ده هلته رسول الله صلی الله علیه و آله اصل ضابطه شرعیه واضح فرمائیلې ده او دا فیصله ئې او فرمائیله چه د قید کیدو نه پس کافر قیدی که اسلام راوړی نو بیا به هغه نه شی پریخودلې هغه به غلام او مملوک وی، دا واقعه په کتاب الایمان والندور، **«باب النذر فیما لا یملک»** کښې راخی، **«عن عمران بن حصین رضی الله عنه قال کانت العضباء لرجل من بنی عقیل وکانت من سوابق الحاج صلی الله علیه و آله الخ»**

د رسول الله صلی الله علیه و آله د عضباء اوښې واقعه :

د دې خلاصه دا ده چه د رسول الله صلی الله علیه و آله مشهوره اوښه عضباء چه په بنو عقیل کښې د یو کافر سړی وه هغه او د هغې مالک قید کړې شوې وو، رسول الله صلی الله علیه و آله په هغه باندې تیر شو په داسې حال کښې چه هغه سړې په قید کښې وو نو هغه رسول الله صلی الله علیه و آله ته سوال اوکړو چه تاسو زه او زما اوښه ولې نیولې یو؟ رسول الله صلی الله علیه و آله هغه ته الزامی جواب ورکړو چه **«ناخذک**

^(۱) که رسول الله صلی الله علیه و آله دا جمله ارشاد نه فرمائیلې نو مونږ به د دې حدیث دا تاویل کړې وې چه دا واقعه حال لاعوم لها د قبیلې نه ده،

^(۲) خو د روایت بعض الفاظ د دې توجیه سره څه مطابقت نه لری، والله تعالی اعلم بمراد النبی صلی الله علیه و آله، باقی دا خبره اتفاقی ده چه په هغې باندې زمونږ ایمان دې چه د رسول الله صلی الله علیه و آله د خولې مبارکې نه هیڅ ناحق خبره نه شی راوتلې

بجريرة حلفانك ثقيف قال وكان ثقيف قد روا رجلين من اصحاب النبي ﷺ ... وړاندې راوی وائی چه هغه سړی دا هم اووې « وانا مسلم » رسول الله ﷺ مخکښې روان شو هغه رسول الله ﷺ ته آواز ورکړو یا محمد یا محمد (ﷺ) رسول الله ﷺ بیا هغه ته راواپس شو او تپوس ئې ترې اوکړو څه خبره ده؟ هغه اووې « انی مسلم » په دې موقع باندې رسول الله ﷺ اصل قاعده شرعیه د هغه مخې ته بیان کړه او وې فرمائیل « لو قلتها وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح » یعنی که تا د قید کیدو نه مخکښې هم دا خبرې کړې وه نو په خپل مقصد کښې به کامیاب شوې وې، د قید کیدو نه پس اسلام راوړلو سره نفس نه بچ کیرې غلام پاتې کیرې (۱)

[۳۰۶۸] (۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي سَبْرَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الرَّبِيعِ الْجُهَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ تَحْتَ دُومَةٍ، فَأَقَامَ ثَلَاثًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَإِنْ جُهَيْنَةَ لِحَقْوَةٍ بِالرَّحْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ: "مَنْ أَهْلُ ذِي الْمَرْوَةِ؟" فَقَالُوا: بَنُو رِفَاعَةَ مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَالَ: قَدْ أَقْطَعْتُهَا لِيَنِي رِفَاعَةَ فَأَقْتَسَمُوهَا فَيَنْهَضُ مَنْ بَاعَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَمْسَكَ فَعَمِلَ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِي بَعْضُهُ وَلَمْ يَحْدِثْنِي بِهِ كَلِمَةً.

سبره بن عبد العزيز بن الربيع الجهني دخپل پلار نه او هغه دده د نیکه نه روایت کوی فرمائی چه د جهینه په کلي کښې په کوم ځانې کښې چه جومات دې هلته نبي ﷺ د یوې ونې لاندې درې ورځې ناست وو او بیا تبوک ته روان شو د جهینه خلقو د نبي ﷺ سره په یو فراخ میدان کښې ملاقات اوکړو نبي ﷺ او فرمائیل دلته څوک اوسیري؟ خلقو عرض اوکړو چه د جهینه قبیلې یو شاخ بن رفاعه دلته اوسیري نبي ﷺ چه دا واوریدل نو وې فرمائیل دا زمکه ما بنورفاعه ته ورکړه او هغه خلقو دغه زمکه تقسیم کړه بعضې خلقو خپله حصه خرڅه کړه او بعضو خلقو محفوظ وساتله او په دې کښې ئې محنت و مشقت (زمینداري) اوکړو. ابن وهب وائی باما ددې حدیث په باره کښې د سبره د پلار عبد العزيز نه تپوس اوکړو هغه ئې راته یو څه حصه بیان کړه او څه حصه ئې بیان نکړه.

« عن أبيه عن جده ان النبي ﷺ نزل في موضع المسجد تحت دومة فاقام ثلاثا ثم خرج الى تبوك »

شرح الحديث :

مضمون د حدیث دا دې : ربیع بن سبرة الجهني ﷺ فرمائی چه رسول الله ﷺ د غزوه تبوک په سفر کښې یو ځانې په لار کښې چه چرته روستو جومات هم جوړ شوې دې د یوې لوڼې اونې د لاندې کوز شو او هلته ئې تر د درې ورځو پورې قیام او فرمائیلو او بیا ئې وړاندې تبوک ته تشریف یووړو. په لاره کښې چه کله رسول الله ﷺ یو فراخه میدان کښې وو د قبيله جهینه واله د رسول الله ﷺ د ملاقات دپاره راغلل هلته نزدې یو کلي وو چه د هغې نوم ذوالمروة وو. رسول الله ﷺ تپوس اوکړو چه ذوالمروة کښې اوسیدونکی کوم خلق دی؟ په

(۱) اوگوری دلته رسول الله ﷺ د ښکاره قاعدې خبره بیان کړه.

(۲) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۳۸۱۲) (ضعیف)

حاضرینو کښې بعضو جواب ورکړو چه د قبيله جهينه شاخ بنو رفاعه دی. رسول الله ﷺ او فرمائیل «قد اقطعها لینی رفاعه» چه د هغه کلی زه اقطاع کوم د بنو رفاعه دپاره (یعنی هم د هغوی دپاره کوم چه په هغې کښې اوسیری، وړاندې په روایت کښې دی چه د رسول الله ﷺ د دې فرمان نه پس هغه خلقو هغه کلی خپل مینځ کښې باقاعده تقسیم کړلو بعضو خپله حصه خرڅه کړه او بعضو نه کړه، دا ذوالمره په وادی القری کښې یو کلي دې چه رسول الله ﷺ د هغې د اوسیدونکو دپاره اقطاع او فرمائیل.

[۳۰۶۹] (۱) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى ابْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزَّبِيرَ نَخْلًا.

د اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنها نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ ددې خاوند زبیر بن العوام ته دکهجورو ونې تمليکا ورکړی.

«عن هشام بن عروة عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر أن رسول الله ﷺ أقطع الزبير نخلا» اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنها فرمائی چه رسول الله ﷺ د هغې د خاوند زبیر دپاره د کهجورو د یو باغ اقطاع او کړه.

الكلام على الحديث من حيث الفقه :

د شوافعو په مسلک باندې خو په دې کښې هیڅ اشکال نشته ځکه چه د هغوی په نزد اقطاع د ارض مملوکه هم جائز ده، د احنافو په نزد جائز نه ده لکه چه مخکښې تیر شو د اقطاع او احیاء په تعریف کښ، په بذل کښې د ملا علی قاری نه نقل کړې دی چه نحل چونکه داسې مال دې چه ظاهر العین او حاضر النفع دې چه د هغې اقطاع جائز نه ده، لهذا دا به وئیلې شی چه د دې اقطاع هغوی په خپله حصه خمس کښې او کړه کوم چه د هغوی ملک وه «فلا اشکال فيه» او دویم احتمال دا دې کیدې شی چه دا نخیل د قبیلې د موات نه وی چه د هغې څوک مالک نه وی، دا روایت دلته مختصر دې دوباره د دوه احادیثو نه پس تفصیل سره را روان دې.

[۳۰۷۰] (۲) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، الْمُعَنَّى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا جَدُّنَا يَصْفِيَّةٌ، وَدَحِيَّةُ ابْنَتَا عَلِيَّةَ وَكَانَتَا رِبِيَّتَيَّ قِيلَهُ بِنْتِ حُرْمَةَ، وَكَانَتْ جَدَّةَ أَبِيهِمَا أَتَاهَا أَخْبَرَتْهُمَا، قَالَتْ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: تَقَدَّمَ صَاحِبِي ثَعْنِي حُرَيْثُ بْنُ حَسَّانٍ وَافَدَ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ وَعَلَى قَوْمِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْتُبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي تَمِيمٍ بِالْذِّهْنَاءِ أَنْ لَا يُجَاوِزَهَا إِلَيْنَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا مُسَافِرٌ أَوْ مُجَاوِرٌ، فَقَالَ: "أَكْتُبُ لَكَ يَا غَلَامُ بِالْذِّهْنَاءِ، فَلَمَّا رَأَيْتَهُ قَدْ أَمَرَهُ بِهَا مُخِصٌّ بِى وَهِيَ وَطْنِي وَذَارِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَمْ يَسْأَلْكَ السُّوَيْةَ مِنَ الْأَرْضِ إِذْ سَأَلَكَ إِيَّاهُمَا هِيَ هَذِهِ الذِّهْنَاءُ عِنْدَكَ مُقِيمٌ الْجَمَلِ وَمَرْعَى الْغَنَمِ وَنِسَاءُ بَنِي تَمِيمٍ وَأَبْنَاؤُهَا وَرَاءَ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَمْسِكْ يَا غَلَامُ صَدَقَتْ الْمُسْكِينَةُ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ سَعَهُمَا الْمَاءُ وَالشَّجَرُ وَيَتَعَاوَنَانِ عَلَى الْفَتَنِ".

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۷۳۲)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/لغرض الخمس ۱۹ (۲۸۱۵)، مستند احمد (۳۴۷/۶) (حسن صحيح)

۲: سنن الترمذي/الأدب ۵۰ (۲۸۱۴)، (تحفة الأشراف: ۱۸۰۴۷) (حسن) (ملاحظه هو: صحيح ابني داود ۳۹۲/۷)

د قيلة بنت مخرمه رضي الله عنها نه روایت دې فرمائی چې مونږ د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او زموږ ملگري حريث خوک چې د بکر بن وائل د طرف نه نبی ﷺ ته په وفد کښې تلې وواو دخپل طرف نه او دخپل قوم د طرف نه ئې په اسلام باندې بيعت کړې وو، عرض ئې وکړو چې اې د الله رسول زموږ او د بنو تمیم په مینځ کښې مقام د هغه سرحد مقرر کړئ ددې دپاره چې دهغوی نه خوک زموږ طرف ته نه را اوړي مگر مسافر او اور وړلو والا، نبی ﷺ او فرمائیل اې هلکه ددوی د هغه سرحد اولیکه هرکله چې ما اولیدل چې د هغه مقام ئې دده دپاره اولیکلو نوزه فکر مند شوم ځکه چې دغه زما وطن وواو هلته زما کور هم وو، ماعرض وکړو چې اې د الله رسول، ده په سرحد غوښتلو کښې انصاف نه دې کړي د هغه د اوبسانو د تړلو خاي دی او د چيلو گډو چراگاه ده او د بنی تمیم ښځې او ماشومان په دې پسې وي، نبی ﷺ چې دا واوریدل نو او ئې فرمائیل اې هلکه او درېره یعنی مه لیکه دي ضعیفی سمه خبره او کړه، یو مسلمان د بل مسلمان وروردې دیو مسلمان داوبو او اونونه بل مسلمان فائده حاصلولي شي او پکار ده چې دوی په خپل مینځ کښې دیوبل مدد وکړي.

﴿نا عبدالله بن حسان العنبري قال حدثني جدتاي صفية وحياة ابنتا عليبة وكانتا ربيتی قيلة بنت مخرمه — وكانت جدة ايها — انها اخبرتها﴾

مضمون د حديث مع الشرح :

عبدالله بن حسان عنبري وائی چې ماته بیان اوکړو زما دوه نیاگانو صفیه بنت علیبه او د حبیبه بنت علیبه دا دواړه خپل مینځ کښې خویندې وې، کیدې شی چې یو په دوی کښې د عبدالله بن حسان ام الاب وی او دویمه ئې ام الام وی. یا کیدې شی چې په دې کښې یوې ته د اخت جده کیدو د وجې نه جده وئیلې شوې وی، راوی وائی چې دا دواړه د قيلة بنت مخرمه ربیبه وې یعنی دا دواړه د قيلة په غیر کښې لوئې شوې وې او بیا وړاندې دا دی چې دا قيلة د دې دواړو د پلار نیا وه، گویا خپله د دې دواړو د پلار نیا وه دا دواړه وائی چې مونږ ته قيلة بیان کړه، هغه واقعه چې وړاندې په حدیث کښې را روانه ده.

﴿قدمنا علی رسول الله ﷺ قالت تقدم صاحبی تعنی حريث بن حسان وافد بکر بن وائل﴾ قيله رضي الله عنها فرمائی چې کله زه د رسول الله ﷺ خدمت ته روانه اوم نو کوم سړې چې په دې سفر کښې زما ملگري وو هغه حريث بن حسان وو هغه د رسول الله ﷺ دربار عالی ته رسیدو سره زما نه مخکښې د خپل خان دپاره او د خپل قوم دپاره بيعت علی الاسلام اوکړو، ﴿ثم قال يا رسول الله ﷺ اكتب بيننا وبيننا بنی تمیم بالدهناء ان لا يجاوزها الينا منهم احدا الا مسافر او مجاوز﴾ دا قيله رضي الله عنها چې کومه واقعه بیانوی د قبيله بنی تمیم نه ده او دا د هغه د بنو تمیم د یوې علاقه نوم دې، نو حريث رضي الله عنه د اسلام راوړلو نه پس رسول الله ﷺ ته دا درخواست اوکړو چې دا مقام د د هغه دې زموږ دپاره مخصوص کړې شی، او دا چې بنو تمیم د دې نه منتفع نه شی، او دا چې دې زمکې ته دې نه راځي مگر دا چې که خوک مسافر وی په دې لاره ځي نو دا امر آخر دې. د حريث په درخواست باندې رسول الله ﷺ یو هلک ته چې هلته موجود وو او فرمائیل چې دغه مقام د هغه د حريث په نوم باندې اولیکه، یعنی دهغه دپاره

نې اقطاع كړه، ﴿ فلما رايته قد امر له بها شخص بي وهي وطني وداري ﴾ دا قيله وائی چه كله ما اوليدل چه رسول الله ﷺ هغه هلك ته مقام دهنا د حريث رضي الله عنه دپاره د ليكلو اوئيل نوزه اوپريدم زما د خپو نه زمكه او تختيدله، ځكه چه دا مقام دهنا زمونږ كور او وطن ته بالكل متصل وو (لهذا دهغي حق دار خو مونږ يو) ﴿ فقلت يا رسول الله ﷺ انه لم يملك السوية من الارض ﴾ د دې جملې دوه مطلبه كيدي شي. ۱: دې سړی د داسې زمكې فرمائش تاسو نه نه دې كړې چه په هغې كښې زمونږ او د هغه استحقاق برابر وي، يعنې دا زمكه خو خالص زمونږ حق دې داسې هم نه چه هغه مشترك او منلې شي (يعنې اول خو د مشترك كيدو په صورت كښې هم د دۀ د خپل ځان دپاره ليكل صحيح نه وو پاتې لا دا صورت چه هغه خالص زمونږ حق دې) ۲: سوية نه مراد عدل او انصاف دې يعنې د دې زمكې په غوښتلو كښې دۀ عدل او انصاف مخې ته نه دې كيخودلې وړاندې قيله رضي الله عنه رسول الله ﷺ ته د دې زمكې نوعيت بيانوي ﴿ انما هذه الدهناء عندك مقيد الجمل مرعى الغنم ونساء بنى تميم وابناءها وراء ذلك ﴾ او يواځې دا نه چه دا دهنا تاسو ته نژدې دې (زيات لرې نه دې تاسو پخپله د دې ليدو سره اندازه لگولې شي) دا خو زمونږ يعنې د بنو تميم د اوبسانو د تړلو ځانې او د هغوی د گډو بيزو د څرن ځانې دې او د قبيله بنو تميم زنانه او ماشومان بالكل د دې نه شاته آباد دي، ﴿ فقال امسك يا غلام صدقت المسكينة السلم اخو المسلم يسعهم الماء والشجر ﴾ چه كله رسول الله ﷺ د قيله رضي الله عنه دا خبره پوره واوريدله او د هغوی په علم كښې د مقام دهنا نوعيت راغلو كوم چه مخكښې نه وو، په دې باندې رسول الله ﷺ دې هلك ته اوفرمائيل چه بس مه ليكه دا مسكينه رښتيني معلوميری او بيا رسول الله ﷺ اوفرمائيل مسلمانانو لره خپل مينځ كښې د روڼو په شان اوسيدل پكار دي، يو ځانې اوبو او يو ځانې دڅرن د ټولو د پاره كافي كيدي شي يعنې د روڼو په شان اوسيری او د داسې مشترك څيز د خپل ځان دپاره كول غلط دي، گویا رسول الله ﷺ خپله فيصله واپس واخستله ﴿ ويتعاونون على الفتن ﴾ فتنان كه بالفتح دې نو بيا خو دا صيغه د مبالغې ده او كه بالضم دې نو جمع ده د فاتن، په يو نسخه كښې دي ﴿ مثل ابوداؤد عن الفتن فقال : الشيطان ﴾ يعنې مسلمانانو لره خپل مينځ كښې د شيطان په مقابله كښې تعاون كول پكار دي، په دې جمله كښې په ظاهره په فعل دحريث باندې تعريض دي، والحديث اخرجه الترمذي مختصرا، قاله المنذري.

[۳۰۷۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنِي أَبُو جُنُوبٍ بَنْتُ مُمَيْلَةَ، عَنْ أُمِّهَا سَوْدَةَ بَنْتُ جَابِرٍ، عَنْ أُمِّهَا عَقِيلَةَ بَنْتُ أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّبٍ، عَنْ أَبِيهَا أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّبٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ، فَقَالَ: "مَنْ سَبَقَ إِلَى مَاءٍ لَمْ يَسْقِهِ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ"، قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادُونَ يَتَحَاطُّونَ.

د اسمربن مضرنه روايت دې فرمائی چه زه د نبی ﷺ په خدمت كښې حاضر اودهغه په مبارك لاس مې په اسلام بيعت وكړو، نبی ﷺ اوفرمائيل څوك چه داسې اوبوته ورسيرې

چرته چه دده نه مخکښې کوم بل مسلمان نه وی رسيدلي نودغه اوبه دده دي خلقو چه دا واوريدل نو کرخي ئې راڅکلي اولارل ددي دپاره چه ددوی نښه باقی پاتې شي چه مونږ دلته رارسيدلي وو.

﴿عن ايها اسمر بن مضرس قال اتيت النبي ﷺ فبايعته فقال من سبق الى ماء لم يسبقه اليه مسلم فهو له قال فخرج الناس يتعادون يتخاطون﴾

مضمون د حديث :

اسمر بن مضرس رضي الله عنه فرمائی چه زه د رسول الله ﷺ خدمت کښې حاضر شوم او د هغوی په لاس باندې مې بيعت اوکړو، دا اسمر بن مضرس طائی دې، د یوې معروفې قبیلې نوم دې نو ښکاره ده چه دوی د خپل وطن بلاد طي نه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شوي وو، نو رسول الله ﷺ د هغه د واپسې په وخت باندې هغوی ته او فرمائیل چه زمونږ د طرف نه لار شه او هلته دا زیرې ورکړه چه په تاسو کښې کوم انسان هم په کوم غیرآباده چینه چه د مخکښې نه د چا ملک نه وی رسيدو سره هغه اختیار کړی نو هغه هم د هغه دپاره ده، پس چه کله هغوی د رسول الله ﷺ خبره هلته اورسوله نو ټول خلق د خپلو کورونو نه په منډه منډه داسې قسم چينو ته اورسیدل او د چا چه کومه چینه خوښه وه په هغې باندې هغه خپله نخښه او خط راښکلو. دا هم د اقطاع یو صورت دې کوم چه رسول الله ﷺ اختیار او فرمائیلو، دا باب هم د اقطاع روان دې.

[۳۰۷۲] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزَّبِيرَ حَضَرَ فَرَسَهُ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتَّى قَامَ، ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَالَ: "أَعْطُوهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ".

د ابن عمر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ زبیر بن عوام ته زمکه ورکړې وه، تر کوم ځانې پورې چه دده اس منډه وهلي شوه اوبیا هغه اس اوزغلولو تر دې اودریدو او خپل چابک ئې او غورزلو نبی ﷺ او فرمائیل چه ده دومره زمکه ورکړی تر کوم ځانې پورې چه دده چابک ورسیري.

قوله: ﴿عن ابن عمر رضي الله عنهما ان النبي ﷺ اقطع الزبير حضر فرسه فاجرى فرسه حتى قام ثم رمى بسوطه فقال اعطوه من حيث بلغ السوط﴾: یعنی رسول الله ﷺ د زبیر رضي الله عنه دپاره د زمکې د یوې رقبې اقطاع او فرمائیلو او مقدار قطيعه ئې حضر د فرس مقرر کړو یعنی د آس یو خل منډه، پس هغوی خپل آس اوزغلولو بیا چه د دې یوې منډې نه پس هغه چرته اودریدو د هغه ځانې نه هغوی خپله کوره نوره هم وړاندې ویشته، په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل چه هغه ته دې د هغه ځانې نه د کوم ځانې نه چه آس زغلولې وو د هغه ځانې نه تر هغه ځانې پورې کوم ځانې ته چه ئې چابک اورسیدو، ورکړې شی یعنی د دواړو مقدارونو مجموعه، دا د اقطاع زبیر رضي الله عنه والا روایت اوس مخکښې مختصراً ذکر شو، او په دې باندې کلام هم هلته تیر شو.

(۱) تفرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۷۷۲۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۵۷۲) (ضعيف الإسناد)

باب فی اَحْيَاءِ الْمَوَاتِ بنجر (غیر آباده) زمکه ابادول

په دې باب باندې کلام په تیر باب کښې تیر شو.

[۳۰۷۳] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعَرَقٍ ظَالِمٌ حَقٌّ".

د سعید بن زید رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دى: څوك چه ښاره زمكه اباده كړي هغه دده ده، او پده باندې به د ظالم رگ څه حصه نه وي (يعنى كه چرې څوك په ظلم سره دلته ونې وكړي بابل قسم تصرف وكړي نو هغه ددې حقدار نه جوړيږي).

«من احي ارضا ميتة فهي له وليس لعرق ظالم حق»

د دې حديث نه د احياء مشروعيت او د هغې سبب د ملك كيدل ښكاره كيږي، او نفس مسئله هم متفق عليه ده اگر چه په بعض شرطونو او تفصيلاتو كښې اختلاف دې چه د هغې بيان مخكښې تير شوې دې.

د عرق ظالم تفسير وړاندې پخپله په متن كښې راځي، دا په اضافت او صفت دواړو سره لوستلې شوې دې. والحديث اخرجه الترمذی والنسائي، قاله المنذرى

[۳۰۷۴] (۲) حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ" وَذَكَرَ مِثْلَهُ، قَالَ: فَلَقَدْ خَبَّرَنِي الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَرَسَ أَحَدُهُمَا نَخْلًا فِي أَرْضٍ الْآخَرُ فَقَضَى لِصَاحِبِ الْأَرْضِ بِأَرْضِهِ وَأَمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ أَنْ يُخْرِجَ ثَمْلَهُ مِنْهَا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّمَا تَتَضَرَّبُ أَصُولُهَا بِالْفُؤُوسِ وَإِنَّمَا تَنْخُلُ عَمَّ حَتَّى أُخْرِجَتْ مِنْهَا.

عروه رضی الله عنه دخپل پلار نه روایت کوی فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دى: څوك چه ښاره زمكه اباده كړي دادده شوه، اود تير شوي روایت په شان روایت ئې بيان كړو مگر دا اضافه ئې او كړه چه خبر راكړې دې ماته هغه كس چاچه دا حديث بيان كړې دې چه دوه كسانو نبی صلی الله علیه و آله ته جگړه راوړله چه يو كس په دوى كښې دبل په زمكه كښې كجوري كړلى وي نوفيصله ئې او كړه د زمكې د مالك دپاره په زمكه باندې او كجورو والاته ئې حكم او كړو د كجورو په ويستلو باندې، راوي وائی ما اوليدل چه ددغه ونو جرړي په تېرونو وهلي كيدلې حالانكه هغه ونې غتمې شوې او مكملې وي تردې چه دغه ونې ددې زمكې نه وښكلې شولې.

تشریح: قوله: «عن يحيى بن عروة عن أبيه ان رسول الله صلی الله علیه و آله»

په رومبى روایت كښې كوم لره چه د عروه نه روایت كونكې هشام دې موصوله وو، هلته صحابى ذكر كړې شوې وو او په دې طريق كښې چه د عروه نه روایت كونكې د

۱: سنن الترمذی الأحكام ۳۸ (۱۳۷۸)، (تحفة الأشراف: ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴

هشام رور يحيي دې مرسلا دې.

﴿ قال فلقد خبرني الذي حدثني هذا الحديث ان رجلين اختصما الى رسول الله ﷺ غرس احدهما نخلا في ارض الاخر ﴾

شرح الحديث :

د دې قال قائل عروه دې هغوی فرماني چه کوم سړی ما ته حديث بيان کړو هغه ماته د دې خبرې خبر راکړو ﴿ الذي حدثني ﴾ د دې مصداق هغه دې کوم چه د باب په رومبي حديث کښې تير شوې دی هغه سعيد بن زيد رضي الله عنه صحابي دې د دې روايت مضمون دا دې چه يو سړی د بل په زمکه کښې اونه نال کړه، روستو په هغوی کښې اختلاف پيدا شو هم په دې خبره باندي چه د بل په زمکه کښې تا اونه څنگه لگولې ده، دې دواړو خپلو مسئله د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضره کړه نو رسول الله ﷺ د زمکې فيصله د زمکې د مالک په حق کښې اوکړه، او چا چه اونه نال کړې وه هغه ته ئې حکم اوکړو چه خپله اونه د هغه د زمکې نه اوباسه، وړاندي راوی وائی چه ما هغه اونې اوليدي چه د هغې په جرړو باندي تېرونه وهلي کيدل او هغه ډيرې اوږدې اوږدې اونې وې. تردې چه هغه ټولې ويستلې شوې د هغه زمکې نه (لفظ عم په تشديد دميم سره جمع ده د عميم يا د عميمه دپاره)

[۳۰۷۵] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْبَارِمِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ مَكَانَ الَّذِي حَدَّثَنِي هَذَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَأَنَارَ ابْنُ الرَّجُلِ يَضْرِبُ فِي أَصُولِ النَّخْلِ.

داسحق نه په هم دي سند سره روايت دې ليکن په دې سند کښې دومره فرق دې چه عروه په دې طريقي سره اووئيل چه په صحابه کرامو کښې يو کس داسې بيان کړې دې او زما غالب گمان دادې چه هغه صحابي وو، ابوسعيد خدری رضي الله عنه کيدې شی چه وو هغه فرمايلي دی چه دغه کس د خپلو ونو جرړي په تېرونو وهلي.

تشریح: قوله: ﴿ حدثنا احمد بن سعيد..... ﴾ دا دويم سند دې دې کښې په ځانې د ﴿ الذي حدثني ﴾ دا عبارت دې ﴿ فقال رجل من اصحاب النبي ﷺ ﴾ او بيا عروه هم دا وائی چه زما غالب گمان دا دې چه هغه صحابي رضي الله عنه ابوسعيد خدری وو، په دواړو روايتونو کښې فرق دا دې چه په رومبي روايت کښې عروه د خپل استاد تعين نه وو کړې او په دويم روايت کښې ئې په طريقه د ظن د هغه تعين په ابوسعيد خدری رضي الله عنه سره کوی، او دويم فرق دا دې چه د رومبي روايت نه معلومېږي چه د تبر چلونکي ډير کسان وو او په دې دويم روايت کښې دی چه تبر چلونکي خپله د آونو مالک وو.

﴿ عن عروة قال اشهد ان رسول الله ﷺ قضى ان الارض ارض الله ﴾

(۱) انظر حديث رقم: (۳۰۷۳)، (تحفة الأشراف: ۴۴۶۳) (حسن)

[۳۰۷۶] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْأَرْضَ أَرْضُ اللَّهِ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللَّهِ وَمَنْ أَحْيَا مَوَاتًا فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ جَاءَنَا، بِهَذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْمَلُوكِ عَنْهُ.

د عرو، رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه زه په دې خبره گواهي ورکوم چه نبی صلی الله علیه و آله اور فرمائیل چه زمکه توله دالله تعالی ده او ټول انسانان هم دالله تعالی بندگان دي او څوک چه بنجر زمکه اباده کړي دې ددې ډیر حقدار دې دا روایت مونږ ته دنبی صلی الله علیه و آله نه هغه کسانو رانقل کړې دې چاچه دهغه نه دمونځ روایات نقل کړي دي.

عروه تابعی دې هغوی په شروع کښې دا حدیث د رسول الله صلی الله علیه و آله نقل کړو بغیر د سند ذکر کولو نه بیا روستو په «جاءنا بهذا عن النبي صلی الله علیه و آله» سره ئې مروی عنه طرف ته اشاره او کړه چه هغوی ډیر صحابه کرام رضي الله عنهم دی. دا حدیث د مسند په حکم کښې شو. مراد د زمکې نه مطلق زمکه نه ده بلکه موات دې یعنی ارض موات د یو انسان مملوک نه وی بلکه د الله پاک ده او هم دغه شان ټول خلق د الله پاک بندگان دی، لهذا د دې احیاء کولو سره مالک کیدل صحیح دی.

[۳۰۷۷] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ أَحَاطَ حَاطًا عَلَى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ".

د سمره نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی څوک چه په بنجر زمکه کښې حدبندی او کړي نو دا دده شوه.

«عن الحسن عن سمرة رضي الله عنه عن النبي صلی الله علیه و آله وقال من احاط حائطاً على ارض فهي له»
شرح الحديث:

یعنی کوم انسان چه په یو ارض موات باندې په دیوال وغیره جوړولو سره احاطه او کړی نو هغه د هغه دپاره شو، د دې حدیث نه دا معلومیږی چه د ارض موات په نفس احاطې سره د احیاء تحقق کیږی، د امام احمد رحمه الله مذهب هم دا دې چه د هغوی په نزد نفس احاطه او تحجیر کافی دې. او د جمهور په نزد نفس تحجیر (خلورو وارو طرفونو ته کانږی کیخودلو) سره د احیاء تحقق نه کیږی چه کله د هغه زمکې گټه او خدمت او استوگنه اختیار نه کړی. لهذا د جمهورو په نزد به دا حدیث هم په دې باندې حمل کولی شی یعنی من احاط حائطاً للمسکین.

[۳۰۷۸] (۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرِّمِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، قَالَ هِشَامُ: الْعِرْقُ الطَّالِمُ أَنْ يَغْرَسَ الرَّجُلُ فِي أَرْضٍ غَيْرِهِ فَيَسْتَحَقَّ بِذَلِكَ، قَالَ مَالِكٌ: وَالْعِرْقُ الطَّالِمُ كُلُّ مَا أَخِذَ وَخُفِرَ وَغُرِسَ بِغَيْرِ حَقِّ.

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۶۳۷) (صحيح الإسناد)

۲: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۵۹۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۲/۵، ۲۱) (ضعيف)

۳: انظر حديث رقم (۳۰۷۳)، (تحفة الأشراف: ۴۴۶۳) (صحيح)

هشام بن عروه وئیلی دی چه د . ظالمانو خلقو، نه مرادهغه څوک دي څوک چه د چاپه زمکه کښې بغيراجازته ونې اوکړي او په دې باندې قبضه کول غواړي مالک وئیلی دی ظالم رڼی دادې چه د چاپه زمکه باندې قبضه اوکړې شي يا کنده اوکړي او په ناجائز طريقي سره ونې نالي کړي.

﴿ اخبرني مالک قال هشام العرق الظالم ان يفرس الرجل في ارض غيره فيستحقها بذلك ﴾
د باب رومبې حديث چه د هغې په راويانو کښې هشام هم دې، هشام د هغې تفسير کوي چه عرق ظالم دا دې چه يو سړې د بل په زمکه کښې اونې اولگړی په دې نيت چه هغه بيا د دې زمکې مستحق شي.

[۳۰۷۹] (۱) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنِ الْعَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ يُعْنِي ابْنَ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوكَ فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةً فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: "اخرُصُوا، فخرَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لِلْمَرْأَةِ: أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَيْنَا تَبُوكَ فَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكِسَاءَ بُرْدَةٍ وَكَتَبَ لَهُ يُعْنِي بِحَجْرَةٍ، قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى، قَالَ لِلْمَرْأَةِ: كَمْ كَانَ فِي حَدِيقَتِكَ؟ قَالَتْ: عَشْرَةَ أَوْسُقٍ خَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ مَتَّعَجَلْ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّعَجَلَ مَعِيَ فَلْيَتَّعَجَلَ."

د ابو حميد ساعدي رضي الله عنه نه روايت دې فرماني چه دنبي ﷺ سره غزوه تبوك ته لارم هرکله چه وادي القري مقام ته ورسيدو نويوه بنځه نې اوليدله چه په خپل باغ کښې ناسته وه نبي ﷺ صحابه کراموته او فرمائيل چه ددې بنځې دباغ دميوو اندازه واخلئ بيا پخپله نبي ﷺ ددې دميوو لس وسقه اندازه مقرر کړه بياني ﷺ هغه بنځې ته او وئيل کله چه ميوه پخه شي نو ددې اندازه ياد وساته ابو حميد وائي چه بيا مونږ ټول تبوك ته راغلو په شام کښې دايکه نوم کلي بادشاه نبي ﷺ ته يوسپين قچر په هديه کښې راوليږو اونبي ﷺ ورته هم يوخادر ورکړو اود جزني په شرط نې دده دملک سند اوليکلو کله چه مونږ په واپس کښې وادي القري ته راوړسيدو نونبي ﷺ دهني بنځې نه تپوس وکړو چه ستا په باغ کښې څومره ميوه وه هغې او وئيل لس وسقه دهغه مقدار مطابق دکوم چه نبي ﷺ اندازه لگولي وه ددې نه پس نبي ﷺ او فرمائيل په مونږ باندې مدينې ته په تلو کښې ناوخته دې که چرې په تاسو کښې څوک زر رسيدل غواړي نو زما سره دي روان شي.

﴿ عن ابى حميد الساعدي رضي الله عنه قال غزوت مع رسول الله ﷺ تبوكا فلما اتى وادى الخ ﴾

شرح الحديث :

ابو حميد الساعدي رضي الله عنه فرماني چه د تبوك په سفر کښ، زه د رسول الله ﷺ سره اوم، چه کله د سفر په دوران کښې وادي القري ته اوړسيدو نو هلته يو زنانه په خپل باغ کښې وه، رسول

(۱): صحيح البخاري للركاة ۵۴ (۱۴۸۱)، والجزية ۲ (۳۱۶۱)، صحيح مسلم للحج ۹۳ (۱۳۹۲)، (تحفة الأشراف: ۱۱۸۹۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵/ ۴۲۴) (صحيح)

الله ﷺ د دې باغ په لیدو باندې د دې په باره کښې خرص (۱) او فرمائیلو د خرص مقدار رسول الله ﷺ لس وسقه بیان او فرمائیلو، رسول الله ﷺ صحابه کرامو ﷺ ته کوم چه هغوی سره وو هم او فرمائیل چه تاسو هم خرص او کړئ، او د دې باغ څخه د وتلو په وخت رسول الله ﷺ هغه زنانه ته اووې چه خیال کوه په دې باغ کښې څومره پیدوار کیږي (چه معلومه شی چه د چا خرص صحیح دي) پس وړاندې په روایت کښې دی چه د سفر نه په واپس کښې رسول الله ﷺ د هغه زنانه نه د میوې په باره کښې تپوس او کړو چه څومره اوختل، نو هغې هم هغه لس وسقه بیان کړل، د رسول الله ﷺ د خرص موافق.

د دې حدیث ذکر د کتاب الزکوة په باب الخرص کښې هم تیر شوي دي.

﴿ فاتینا تبوک فاهدی ملک ایله الی رسول الله ﷺ بغلة بیضاء ﴾ راوی بیان کوی چه کله مونږ تبوک ته اورسیدو نو هلته د قیام په دوران کښې د ایله بادشاه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې د بغله بیضاء هدیه پیش کړه، او رسول الله ﷺ د هغې په عوض کښې هغه ته یو قیمتی شال ورکړو.

﴿ وکتب له یعنی بیحره ﴾ یعنی رسول الله ﷺ ملک ایله دپاره د هغه کلې اولیکلو.

په (بذل القوة) کښې لیکلې دي چه رسول الله ﷺ په ۹ هجری کښې د یحنه طرف ته د دعوت الی الاسلام خط اولیرلو کوم چه د ایله بادشاه وو او نصرانی وو، نو د رسول الله ﷺ د تبوک د زمانې په قیام کښې دا بادشاه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شو اسلام خو ئې قبول نه کړو خو جزیه ورکول ئې قبول کړل درې سوه دیناره د کال، په دې باندې رسول الله ﷺ د هغه سره صلح نامه اولیکله. دا کتاب بذل القوة فی حوادث سنی النبوة د علامه مخدوم محمد هاشم سندی بی مثاله تالیف دي چه د هغې اردو ترجمه "عهد نبوت کې ماه وسال" از محمد یوسف لدهیانوی، شائع شوې دي.

مناسبة الحديث للترجمة :

په دې حدیث کښې د مصنف ﷺ غرض ﴿ وکتب له بیحره ﴾ سره تعلق دي هم د دې وجې نه مصنف ﷺ دا حدیث دلته یعنی په احیاء الموات کښې راوړې دي — کذا فی البذل عن تقرير الشيخ الجنجومي.... خو اولی دا ده لکه چه ظاهره ده، چه مصنف ﷺ دا روایت د باب الاحیاء په ځانې په باب الاقطاع کښې ذکر فرمائیلې وې او صاحب د عون المعبود د حدیث د باب سره مناسبت په بله طریقه لیکلې دي هغه دا چه هغه زنانه په ارض موات کښې اونې لگولو سره د هغې احیاء کړې وه د رسول الله ﷺ د علم باوجود هغوی هغه زنانه په هغه باغ باندې برقرار اوساتله او د هغې نه ئې وانخستلو هم په دې وجه د دې احیاء په سبب هغه مالک شوه معلومه شوه چه احیاء موات د هغې د ملک سبب دي. والله تعالی اعلم آه

﴿ فقال رسول الله ﷺ انی متعجل الی المدينة فمن اراد منکم ان يتعجل معی فليتعجل ﴾

(۱) خرص یعنی په خپل انداز سره متعین کول چه په دې باغ کښې چه کومې اونې دي په هغې باندې د میوو دومره مقدار دي

يعنی د تبوک نه په واپسې باندې رسول الله ﷺ او فرمايل چې زه مدينې ته زړ رسيدل غواړم چه په تاسو کښې هم چه کوم انسان په تندې هلته رسيدل غواړي نو هغه دې هم ما سره راځي، د دې شرح ټې دا ليکلي ده چه کله رسول الله ﷺ مدينې طيبي ته اورسيدلو نو د هغه ځانې نه مدينې ته د داخلیدو دپاره رسول الله ﷺ طريق غراب اختيار او فرمائيله ځکه چه هغه د مدينې اقرب ترين لار وه او دويمه لار رسول الله ﷺ ترک کړه، لښکر خو ټول په دويمه لار باندې لاړو کومه چه لرې وه رسول الله ﷺ او د هغوی سره بعض صحابه کرامو دا نژدې لاره اختيار او فرمائيله. والحديث اخرجه البخاري ومسلم قاله المنذري، قلت اخرجه البخاري في مواضع الزكوة والحج والجهاد وغيرها

[۳۰۸۰] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ كَلْثُومٍ، عَنْ زَيْنَبَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَقْلِي رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ امْرَأَةٌ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَهُنَّ يَشْتَكِينَ مَنَازِلَهُنَّ أَنَّهَا تُضَيِّقُ عَلَيْهِنَّ وَتُخْرِجُنَّ مِنْهَا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُورَثَ دُورُ الْمُهَاجِرِينَ النِّسَاءَ، فَمَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَوَرَّثَتْهُ امْرَأَتُهُ دَارًا بِالْمَدِينَةِ.

ترجمه: د ام المومنين زينب رضی الله عنها نه روایت دې فرمائی چه ما د نبی ﷺ په سر کښې سپرې لټولې په دې وخت کښې د عثمان رضی الله عنه بی بی او نورې ښځې هم ناستي وي او نبی ﷺ ته ټې دخپلو کورونو نه شکایت کوو چه دا کورونه په مونږ باندې زمونږ دخاوندانو دوفات کیدونه پس تنگ کړې شوي دي او مونږ دهغه ځانې نه ويستل شوي يو نبی ﷺ حکم اوکړو چه دمهاجرينو زنانو ته دې کورونه په ميراث کښې ورکړې شي کله چه عبدالله بن مسعود وفات شو نو ددې نه دده ښځې کور په ميراث کښې يوړو کوم چه په مدينه کښې وو.

مضمون د حديث:

(عن ام كلثوم عن زينب رضي الله عنها انها كانت تقلى راس رسول الله ﷺ وعنده امرأة عثمان بن عفان رضي الله عنها ونساء من المهاجرات وهن يشتكين منازلهن انها تضيق عليهن)

د زينب ام المومنين رضي الله عنها نه روایت دې چه هغې يو ورځ د رسول الله ﷺ سر مبارک گډولو، او هغه وخت رسول الله ﷺ سره د عثمان بن عفان رضي الله عنه کور والا ناسته وه، او نورې هم ډير مهاجرې زنانې کومو چه رسول الله ﷺ ته دخپلو کورونو د تنگ والی شکایت کولو يعنی د وارثانو د طرف نه بلکه هغوی به ترې نه ويستلې شوې. په دې باندې رسول الله ﷺ حکم او فرمائيلو چه د مهاجرينو د وفات نه پس دې د هغوی د کورونو د هغوی ښځې وارثانې کړې شي، پس چه کله د عبدالله بن مسعود رضي الله عنه وفات او شو نو هم د هغوی بی بی د هغوی د کور وارثه شوه کوم چه په مدينه طيبيه کښې وو.

په حديث باندې يو اشکال او د هغې توجیه:

په دې باندې دا اشکال واقع کيږي چه کور په ترکه کښې داخل دې او د ترکې مستحقين خو په قرآن کریم کښې منصوص دی نو صرف ښځې څنگه وارثانې کيدلې د هغوی د

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۸۸۹)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۳۱۳/۸) (صحيح الإسناد)

کورونو؟ د دې ډیر جوابونه ورکړي شوي دي ۱: دا د مهاجرینو زنانو خصوصیت دي د رسول الله ﷺ د طرف نه. ۲: د دې نه مراد سکني ده په زمانه د عدت کښې تعلیک دکور مراد نه دي یعنی د مړي وارثانو لره پکار دي چه د هغه بی بی لره په آرام سره د هغه په کور کښې عدت تیروولو ته پریږدي او هغه نه پریشانه کوي. ۳: یا دا مراد دي چه د تقسیم ترکه په وخت د هغې خیال اوساتلې شی چه کور د مړي د ښځې په حصه کښې راشي، والاظهر هو المعنی الاخیر، امام خطابی رحمه الله رومې جواب اختیار کړې دي یعنی خصوصیت په دې وجه چه د مهاجرینو زوجات په مدینې طیبه کښې مسافرې وې د هغوی خاندان او قبیله وغیره هلته نه وه، او په حاشیة کښې دي (او کیدې شی چه د سیوطي رحمه الله د طرف نه وی، ما دا مسئله په طور د دونړې په یو شعر کښې وئیلی ده.

سلم علی مفتی الانام وقل له :: هذا سوال فی الفرائض مبهم
قوم اذا ماتوا تحوز دیارهم :: زوجاتهم ولغيرها لا تقسم
وبقية المال الذی قد خلفوا :: یجری علی حکم التوراث منهم
وجوابه قلت:

هم المهاجرون ذاک بطیبة :: صلى علی ذیها الکریم المعلم
آه من البذل

باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْخَرَاجِ

د خراج په زمکه باندې داسیدو بیان

یعنی خراجی زمکه په بیعه اخستلو سره د هغې مالک جوړیدل یا په خراجی اوبو باندې خپله زمکه خروب کول.

[۳۰۸۱] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ بَلَّالٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى يَعْنِي ابْنَ سَمْعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ اللَّهِ، عَنْ مُعَاذٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ عَقَدَ الْجَزْيَةَ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ بَرَّءَ مِمَّا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

د معاذ رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چه پاچه جزیه په ځان لازمه کړه نو دې بې لاري شو د هغې لاري نه په کوي باندې چه نبی ﷺ روان دي.

الكلام على الحديث شرحا وفقها :

« عن معاذ رضي الله عنه انه قال من عقد الجزية في عنقه فقد برئ (۲) مما عليه رسول الله ﷺ »

یعنی کوم انسان چه په خپله مړی کښې د جزئي هار واچوی نو هغه بعید شو د هغه طریق نه چه په هغې باندې رسول الله ﷺ وو په حدیث کښې جزئي نه مراد جزیه الارض یعنی خراج مراد دي، د دې حدیث نه دوه خبرې معلومیږي. اول د مسلمان دپاره د خراجی زمکې

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۷۲) (ضعیف الإسناد)

(۲) د دې ظاهري معنی خو ډیره سخته ده یعنی د اسلام نه مخ اړول او کفر، خو مقصود تري زجر او توبیخ (زورنه) ده، حقیقت دکلام نه دي مراد.

اخستل منع دی، دویم دا چه که دیو ذمی نه یو مسلمان خراجی زمکه واخلی او هغه زمکه دیو ذمی نه منتقل کیدو سره د مسلمان په ملکیت کښې راشی نو په دې صورت کښې د دې زمکې خراج نه ساقطیږي، د احنافو په نزد د مسلمان دپاره خراجی زمکه اخستل خو جائز دی باقی د خراج په باره کښې هغوی هم دا وائی چه هغه نه ساقطیږي لکه چه د حدیث الباب نه په فهم کښې راځی، او د شوافعو په نزد دې مسئله کښې تفصیل دې د زمکو د مختلفو قسمونو په لحاظ سره لکه چه د امام خطابی د کلام نه معلومیږي، دا مسئله د هغوی د فقه په کتابونو کښې په لټون باندې ملاؤ نه شوه، خو په رومبې مسئله کښې دا حدیث د احنافو خلاف دې، ففي الهدایة، ويجوز ان يشتري المسلم ارض الخراج من الذی یؤخذ منه الخراج لما قلنا، وقد صح ان الصحابة اشتروا اراضی الخراج وکانوا یؤدون خراجها فدل علی جواز الشراء واخذ الخراج وادائه للمسلم من غیر کراهة (هدایة ۳۴۲/۲) وفي البذل: والجواب عن الحديث ان الحديث غیر محتج به لان فی سنده مجهولا اھ په دې وجه چه د رومبې حدیث په سند کښې محمد بن عیسی دې هغه متکلم فیه دې، قیل لا یحتج به، او په دویم حدیث کښې عماره بن ابی الشعثاء دې چه مجهول دې.

[۳۰۸۲] (۱) حَدَّثَنَا حَبِوَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ، حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ قَيْسٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ حُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِحِزْنِهَا فَقَدْ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ وَمَنْ نَزَعَ صَغَارًا كَافِرٍ مِنْ عُنُقِهِ فَعَلَهُ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ وَلِيَ الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ"، قَالَ: فَسَمِعَ مِنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ هَذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ لِي: أَشَيْبَةُ حَدَّثَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَإِذَا قَدِمْتَ فَسَلْهُ فَلْيَكْتُبْ إِلَيَّ بِالْحَدِيثِ، قَالَ: فَكُتِبَ لَهُ، فَلَمَّا قَدِمْتُ سَأَلَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ الْقُرْطَاسَ فَأَعْطَيْتُهُ فَلَمَّا قَرَأَهُ تَرَكَ مَا فِي يَدِهِ مِنَ الْأَرْضِ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَزِيدُ بْنُ حُمَيْرٍ الْيَزَنِيُّ لَيْسَ هُوَ صَاحِبُ شُعْبَةَ.

د ابوالدرداء نه روایت دې فرمائی چه رسول الله ﷺ فرمائیلى دی څوک چه زمکه واخلی او جزیه ادا کول منظور کړي نودده هجرت مات شو او چاچه د مشرک د شرمولو خبره (جزیه) دهغه دشت نه اوویستله او په خپل خټ کښې ئې واچوله نرده اسلام ته شاه وگرځوله د حدیث راوي سنان وائیلي دي چه دا حدیث ما د خالد بن معدان نه نقل کړې دې هغه وئیلي دی چه تاته دا حدیث شیبې بیان کړې دې ما او وئیل او بیا ماته هغه و وئیل چه کله ته شیبې ته ورشي نو ورته او وایه چه ماته دا حدیث لیکلي را ولیږه سنان وائی چه شیبې د خالد دپاره تحریر کړې کله چه زه راغلم نو خالد بن معدان هغه کاغذ طلب کړو ما ورته ورکړو هغه چه کله ولوستو نو دهغه سره چه څومره خراجی زمکه وه ټوله ئې پریخوده ابوداود وائی چه یزید بن خمیر یزني وم چه دشعبه شاگرد د هغه مراد نه دې.

قوله: (۱) حَدَّثَنَا ابُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِحِزْنِهَا فَقَدْ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ رسول الله ﷺ او فرمائیلى چه کوم سړی یو زمکه واخستله د هغې د خراج سره مراد ترې شراء ده، نو هغه خپل هجرت باطل کړو. او د دې نه روستو جمله هم د دې هم

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۹۶۹) (ضعيف الإسناد)

معنی او هم د دې تاکید دې چه د هغې ترجمه دا ده. چه کوم انسان د کافر د ذلت خیز د هغه د مرئ نه ویستلو سره واچولو، نو هغه اسلام طرف ته خپله شا او گرزوله.

كتب الشيخ في البذل : وهذا على سبيل التغليظ والتشديد.

﴿ قال فسمع مني خالد بن معدان هذا الحديث فقال لي : اشيب حدثك؟ فقلت نعم ﴾

شرح الحديث :

سنان بن قيس وائی چه زما نه دا حديث خالد بن معدان واوريډو. د اوريډو نه پس ئې تپوس او کړو چه آيا دا حديث تا د شبيب نه اوريډلې دې؟ ما اووې جی «زمونږ په دې سند کېنې د سنان استاد شبيب دې، په دې باندې هغوی اووې چه کله ستاسو هغه ته تگ وی نو د هغه ته درخواست اوکړه چه هغه دې دا حديث ماته په ليکلو سره راوليږي، سنان وائی چه ما په هغه باندې دا حديث اوليکلو بيا چه کله زه راغلم خالد ته نو هغه زما نه هغه کاغذ طلب کړو چه په کوم باندې حديث ليکلې شوې وو. سنان وائی چه کله خالد هغه حديث اولوستلو نو هغوی سره چه کومه خراجی زمکه وه هغه ئې پريخودله.

د خالد بن معدان عمل چونکه د عدم علم په وجه د دې حديث خلاف وو، په دې وجه هغوی په دې حديث باندې د عمل کولو دپاره دا تحقيق اوکړو چه د حديث د محقق کيدو نه پس په هغې باندې عمل آسان شی. دادواړه احاديث د احنافو خلاف دی د دې جواب پورته ذکر شو د صحابه گرام رضي الله عنه نه د خراجی زمکو اخستل ثابت دی دا احاديث ضعيف دی.

﴿ قال ابو داؤد : هذا يزيد بن خمير اليزني، ليس هو صاحب شعبة ﴾

مصنف رضي الله عنه فرمائی چه دا يزيد بن خمير کوم چه حديث لره د ابو الدرداء نه روايت کوی دا يزيد بن خمير اليزني دې، او هغه يزيد نه دې کوم چه د شعبه شاگرد دې، ځکه چه هغه بل يزيد، يزيد بن خمير الرجي دې، دا د اسماء رجال سره متعلق يو علمی افاده ده، چه د چا شک پيدا نه شی.

باب فِي الْأَرْضِ يُحْيِيهَا الْإِمَامُ أَوِ الرَّجُلُ

که امام يا بل څوک د چا د زمکې ککيا، اوبه منع کړي نوڅه حکم دي؟

[۳۰۸۳] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرَرِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ"، قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: وَبَلَّغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعِ.

د صعب بن جثامه رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلى دی: منع کول جائز نه دی مگر د الله اودهغه در رسول دپاره يعنی د جهاد څاروی يا د زکات د څارو نه علاوه حمی منع کول جائز نه دي، ابن شهاب وئيلي دی چه نبی صلی الله علیه و آله د نقيع زمکه منع کړې وه.

﴿ عن ابن عباس رضي الله عنه عن الصعب بن جثامة رضي الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه و آله قال لا حمى الا لله ولرسوله ﴾

(۱) صحيح البخاري/المساقاة ۱۱ (۲۳۷۰)، الجهاد ۱۴۶ (۳۰۱۲)، تحفة الأشراف: (۴۹۴۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷/۴، ۳۸، ۷۱، ۷۳) (صحيح)

شرح الحديث :

حمى لفظاً مصدر دې چه د هغې معنی د حفظ کولو ده، دلته اسم مفعول یعنی د محمی په معنی کښې دې، د جاهلیت په زمانه کښې د قوم د رئیسانو دا عادت وو چه داسې ځانې چه چرته شینکې وی هغه به ئې د ځان دپاره ساتلو، په رعایا کښې به چاته هم اجازت نه وو خپلو څاروو لره هلته د څرولو اسلام خپلو راتلو سره د دې عادت ابطال اوکړو، خو په دې کښې د رسول الله ﷺ استثناء اوکړې شوه، د الله پاک نوم خو د برکت دپاره دې، پس دا مسئله د علماء کرامو ترمنځه اتفاقی ده چه د رسول الله ﷺ نه علاوه د یو امام دپاره هم د حمی جواز نشته یعنی د خپل ذات دپاره، او که د مصلحت عامه دپاره وی لکه د جهاد آسونه او د صدقې اوبښان نو د دې په جواز کښې اختلاف دې، او اگر چه د رسول الله ﷺ دپاره د حمی د جواز خپله په دې حدیث کښې تصریح ده خو رسول الله ﷺ کله هم د خپل ذات دپاره د حمی انتخاب نه دې کړې او وړاندې چه په روایت کښې راځی چه د نقیع رسول الله ﷺ حمی اوکړه هغه د خپل ځان دپاره نه وه.

په حمی او احياء کښې فرق :

دا د احياء الموات کتاب شروع دې چه په هغې کښې مصنف رحمه الله حمی ذکر کړه د احياء الموات خو شریعت اجازت ورکړې دې خو د حمی نه ئې منع کړې ده اگر چه د دواړو تعلق د ارض مباحه غیر مملوکه سره دې خو هغه موات د کوم د احياء چه اجازت دې د دې نه مراد هغه بیکاره او بنجر زمکه ده او د حمی تعلق د هغه موات سره دې چه شنه وی، چه د خلقو فائدي د هغې سره تړلې وی، هم په دې وجه د دې نه منع کړې شوې ده چه په دې کښې د عوامو ضرر او نقصان دې. دا نقیع په نون سره دې د یو ځانې نوم دې کوم چه د مدینې طیبې نه په شلو فرسخو کښې واقع دې. یو نقیع هغه هم دې چه د هغې ذکر په باب الجمعه فی القرى کښې راغلې دې یعنی نقیع الخضمات هغه بل ځانې دې. (بذل)

والحدیث اخرجه البخاری والنسائی، قاله المنذرى

[۳۰۸۴] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَمَى النَّقِيعَ، وَقَالَ: "لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ".

دصعب بن جثامه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ نقیع مقام حمی مقرر کړه اووئې فرمائیل چه حمی (اوبه بندول) جائز نه دی مگر دالله تعالی دپاره.

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۴۹۴۱) (حسن)

بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ وَمَا فِيهِ

د خېښ ګډې شوی مال بیان

[۳۰۸۵] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَوَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ".

د ابو هريرة رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلى دى: دركازنه به خمس اخستلي شي.

«عن ابی هريرة رضي الله عنه ان النبي صلی الله علیه و آله قال: في الرکاز الخمس»

الكلام على الحديث من حيث الفقه ومذاهب العلماء:

په دې حديث باندې كلام د معادن قبله والا حديث كښې تير شوې دې چه د هغې خلاصه من حيث الفقه واختلاف الائمة دا ده چه كانونه په دوه قسمه دى، يو مخلوق لله تعالى يعنى د الله پاك پيدا كړى كوم چه الله پاك د زمكې سره پيدا او فرمايل چه هغې ته معدن وئيلې شي، دويم مدفون دفينه جاهليه يعنى د انسانانو په زمكه كښې ښخ كړې مال د دې نوم كنز دې، د احنافو په نزد د دې دواړو حكم يو شان دې يعنى وجوب الخمس، او د جمهورو علماء كرامو چه په كښې درې امامان هم دى په دواړو كښې د فرق قائل دى، يعنى په معدن كښې د زكوة او په كنز كښې د خمس، او د اختلاف د منشاء بحث مخكښې تير شوې دې چه د هغې خلاصه دا ده چه په حديث كښې دى «وفى الرکاز الخمس» او د احنافو په نزد د ركاز اطلاق په دواړو باندې كيږي په دې وجه د هغوى په نزد په دواړو كښې خمس دې او د جمهورو په نزد د ركاز مصداق صرف كنز دې په دې وجه د هغوى په نزد په معدن كښې خمس نشته بلكه زكوة دې.

دويم اختلاف دلته دا دې چه كانونه خو د مختلفو خيزونو وى، كومو كانونو كښې خمس واجب كيږي په دې كښې د شوافعو او مالكيانو مذهب دا دې چه صرف د نقدو پيسو (ذهب وفضة) په كان كښې، د امام احمد رضي الله عنه په نزد هر قسم كان كښې او د احنافو په نزد په هر جامد منطبع كښې، يعنى داسې منجمد او خشك خيز چه په اور باندې كيڅولو سره ويلې كيږي. لكه سره او سپين زر او نور دهاتونه، او په معادن كښې د جمهور په نزد د نصاب شرط نشته، په قليل او كثير ټولو باندې خمس واجب دې مگر په يو روايت د امام شافعي رضي الله عنه كښې، او په اجماع سره په دې كښې د كال تيږيدو اعتبار هم نشته.

والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة مطولا ومختصرا قاله المنذرى

(۱) صحيح البخاري للزكاة ٦٦ (١٤٩٩)، والمساواة ٣ (٢٣٥٥)، والديات ٢٨ (٦٩١٢)، ٢٩ (٦٩١٣)، صحيح مسلم بالحدود ١١ (١٧١٠)، سنن الترمذي بالأحكام ٣٧ (١٣٧٧)، سنن النسائي للزكاة ٢٨ (٢٤٩٤)، سنن ابن ماجة بالأحكام ٤ (٢٦٧٣)، (تحفة الأشراف: ١٣١٢٨، ١٥١٤٧)، وقد أخرجه: موطا امام مالك للعقول ١٨ (١٢)، مسند احمد (٢٢٨/٢، ٢٢٩، ٢٥٤، ٢٧٤، ٢٨٥، ٣١٩، ٣٨٢، ٣٨٦، ٤٠٦، ٤١١، ٤١٤، ٤٥٤، ٤٥٦، ٤٦٧، ٤٧٥، ٤٨٢، ٤٩٢، ٤٩٥، ٤٩٩، ٥٠١، ٥٠٧)، سنن الدارمي للزكاة ٣٠ (١٧١٠)، ويأتي هذا الحديث في الديات (٤٥٩٣) (صحيح)

[۳۰۸۶] (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ: "الرَّكَازُ الْكَزُّ الْعَادِيُّ".

د حسن بصري نه روایت فرمائی چه رکاز خزانی ته وئیلی شی.

[۳۰۸۷] (۲) حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَاوِيرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ، حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ، عَنْ عَمَّتِهِ قُرَيْبَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ أُمِّهَا كَرِيمَةَ بِنْتِ الْمُقَدَّادِ، عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا، قَالَتْ: ذَهَبَ الْمُقَدَّادُ لِحَاجَتِهِ بِبَقِيعِ الْخَبْجَةِ، فَإِذَا جَرَّدَ يُخْرِجُ مِنْ جُحْرِ دِينَارًا، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينَارًا دِينَارًا حَتَّى أُخْرِجَ سَبْعَةُ عَشَرَ دِينَارًا، ثُمَّ أُخْرِجَ خِرْقَةٌ حُمْرَاءُ يُعْنَى فِيهَا دِينَارٌ، فَكَانَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَارًا، فَذَهَبَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ وَقَالَ لَهُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ هَوَيْتَ إِلَى الْجُحْرِ؟" قَالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا".

د ضباعه بن زبیر بن عبد المطلب بن هاشم نه روایت دې فرمائی چه ددې خاوند مقداد رضی الله عنه دڅه کار دپاره بقیع الخبجة نوم کلي ته لاړو (د مدینې خواته هلته ئې وه مړه اولیدله چه دیوسوري نه ئې پو دینار راوویستلو اوبیا ئې بل راوویستلو ددې نه پس ئې بیابل راوویستلو تردې چه ولس دینار ئې پوره کړل اوبیا ئې پوه سره کڅوړه راوویستله په کومه کښې چه یو دینار موجود وو نو ټول اتلس دیناره شول مقداد نبی صلی الله علیه و آله ته راوړل او واقعہ ئې ورته بیان کړه او نبی صلی الله علیه و آله ته ئې عرض اوکړو چه ددې دینارونو زکات واخله نبی صلی الله علیه و آله ورته اوفرمائیلی ایا ته سوري ته متوجه شوې وي؟ مقداد او وئیل نه، نبی صلی الله علیه و آله اوفرمائیل الله تعالی دي تاته په دې مال کښې برکت واچوي.

شرح الحديث وتوضيح المسئلة الثابتة بالحديث :

(۱) نا الزمعي عن عمته قريبة بنت عبد الله بن وهب عن أمها كريمة بنت المقداد عن ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب أنها أخبرتها، قالت ذهب المقداد لحاجته بنقيع الخبجة (۲)

دې حديث لره قريبه روايت كوي د خپلې مور كريمه نه او كريمه روايت كوي د خپلې مور ضباعة نه او ضباعة د خپل خاوند مقداد رضی الله عنه قصه بيانوي هغه دا ده چه ضباعة وائې چه مقداد بن الاسود رضی الله عنه خپل څه كار پسې مقام بنقيع الخبجة ته لاړو نو هغه يو ځانې كښې ناست وو هغه يو لويه مړه اوليده چه په يو سوري كښې يو دینار راكارې او راوړلو سره ئې د سوري نه بهر پريخودله، هغه مړه بار بار دې سوري ته ځي او هر ځل يو يو دینار راوړي، دغه شان او ولس دیناره جمع شو، او بیا ئې په آخیر كښې يو سره تهیلئ رابښكله چه په هغې كښې يو دینار وو، اوس دا ټول اتلس دیناره شو، ضباعة وائې چه مقداد دې دینارونو لره اخستلو سره د رسول الله صلی الله علیه و آله په خدمت كښې حاضر شو او عرض ئې اوکړو چه د دې نه كومه صدقه واجب وي هغه ترې نه واخلي، رسول الله صلی الله علیه و آله د هغوی نه تپوس اوکړو (هل

(۱) : تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۵۵) (صحیح)

(۲) : سنن ابن ماجه ۷/الأحكام ۳ (۲۵۰۸)، (تحفة الأشراف: ۱۱۵۵) (ضعیف)

(۳) : بغاء وجیم وینخائین وجمیعین، اسم موضع بناحية المدينة.

هویت (١) الى الجحر قال لا فقال له رسول الله ﷺ بارک الله لك فيها

په دې قصه کښې چه کوم فقهي بحث دې هغه دا دې چه د دې دنيارونو دوه حيثيتونه کيدې شي يا خو دې دا لقطه اومنلې شي يا رکاز که دا د قبيلې د لقطې نه وي (٢) نو د دې اعلان واجب وو، او په حديث کښې اعلان ذکر نه دې خو د اعلان نفی هم نه ده، لهذا اعلان واجب دې، او يا دې داسې بيان کړې شي چه (سقط التعريف لاجل عدم محل التعريف وعدم امكانه) يعنې دا چه کوم ځانې واقع دې هغه لاره عامه د تيريدو نه ده، چه اعلان اوکړې شي نو څنگه اوکړې شي، او که دا د قبيلې د رکاز نه اومنلې شي نو بيا په دې کښې خمس واجب وو، خو د خمس اخستلو په دې حديث کښې نشته دې بلکه (بارک الله لك فيها) کښې اشاره د دې خلاف ده. نو کيدې شي چه خمس رسول الله ﷺ د مقدار په حق کښې معاف کړې وي، لاجل فقره وحاجته.

والحديث اخرجه ابن ماجة، قاله المنذرى

باب نَبَشِ الْقُبُورِ الْعَادِيَّةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ

د پخوانو قبرونو (چه مال پکښې وي) د سپردلو بيان

عاديه په معنى د قديمه، عرب خلق عاديه وئيلو سره قديمه مراد کوى ځکه چه د قوم عاد زمانه زمونږ په اعتبار سره ډيره قديم ده يعنې پخوانى قبرونه په وخت د ضرورت سپردل، د جمهور په نزد جائز دى په دې باندې شامى بغير د کراهت نه تصريح کړې ده، او د مالکيانو په نزد سره د کراهت نه.

[٣٠٨٨] (٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ بُجَيْرِ بْنِ أَبِي بُجَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَى الطَّائِفِ قَمَرًا نَأْتِي الْقَبْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قَبْرُ أَبِي رِغَالٍ وَكَانَ مِنْ هَذَا الْحَرَمِ يَذْفَعُ عَنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ أَصَابَتْهُ النَّقْمَةُ الَّتِي أَصَابَتْ قَوْمَهُ بِهَذَا الْمَكَانِ قُذِفَ فِيهِ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ عُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ إِنْ أَنْتُمْ نَبَشْتُمْ عَنْهُ أَصَبْتُمْ مَوْتَهُ فَأَبْتَدَرَهُ النَّاسُ فَاسْتَحَرُّوا الْغُصْنَ.

د عبدالله بن عمرو بن العاص (رضي الله عنه) نه روایت دې فرمائی چه مونږ کله د نبی ﷺ سره طائف ته لاړو نو په لاره کښې مویو قبر اولیدو نبی ﷺ قبر ته اوکتل او وئې وئیل دادا بورغال قبر دې او هغه به د حرم د حدودونه نه وتلو او گمان به ئې دارو چه د حرم په حدودو کښې به د عذاب نه بچ یم کله چه د حرم نه بهر لاړو نو هلته په هغه باندې هغه عذاب راغې کوم چه دده په قوم باندې راغلې وو او دلته دفن کړې شو او ددې نښه داده چه هغه کله دفن کیدو نو دهغه سره د سرو زرو یوه لښته دفن کړې شوه که چرې تاسودا قبر راوسپړی نو هغه لښته

(١) قال الخطابي يدل علي انه لو اخذها من الجحر لكان ركازا يجب فيها الخمس (٢)

(٢) ابن العربي په شرح د ترمذی کښې دا احتمال داسې ليکلی دې چه رسول الله ﷺ چونکه د هغوی نه تپوس اوکړو (هل هويت الى الجحر) نو گویا په دې سره اشاره اوشوه دې طرف ته چه که هوی موندلې شوې وي نو بيا به رکاز وي، لهذا دا لقطه اومنلې شوه الخ

(٣) تفرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ٨٦٠٧) (ضعيف)

به درته ملار شي خلقو چه داخبره واوریده نودقبر طرف ته ئې ورمنده کړل اووئې سپړېدو او هغه لښته ئې تري بهر راوويستله.

«سمعت عبد الله بن عمرو رضي الله عنه يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول حين خرجنا معه الى الطائف فمررنا بقبر فقال رسول الله ﷺ هذا قبر ابي رغال وكان بهذا الحرم يدفع عنه»

شرح الحديث او د ابورغال تذکره:

عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه فرماني چه ما د رسول الله ﷺ نه دا واوريدل چه كله مونږ هغوی سره طائف طرف ته روان وو او مونږ په يو قبر باندې تیر شو نو رسول الله ﷺ او فرمائیل چه دا د ابورغال قبر دې، او د حرم مکه طرف ته اشاره فرمائیلو سره ئې او فرمائیل چه هغه دلته راغلې وو د خپل ځان نه د عذاب لرې کولو دپاره بیا چه كله د حرم نه راووتلو نو هغه هم عذاب راو نیولو کوم چه هغه قوم ته رسیدلې وو هم دې ځانې کښې نو هغه دفن هم دلته کړې شوي وو، او رسول الله ﷺ او فرمائیل چه د دې يو نخښه دا هم ده چه د هغه سره د سرو زرو يو څانگه دفن کړې شوي وه که تاسو د هغه قبر اوکنئ نو هغه به ورسره بیا مومي په دې اوريدو باندې صحابه کرام رضي الله عنهم د هغه دقبر طرف ته منډه کړه او هغه قبر کنستلو سره ئې هغه د سرو زرو څانگه راويستله. وئيلي شوي دي چه دا د سرو زرو ټکړه د شل رطل وزن وه.

په ترجمه الباب کښې خو دا شبهه کيده چه دا باب د دې ځانې نه دې بلکه د کتاب الجنائز کوم چه شروع کيدونکې دې په هغې کښې کيدل پکار وو، خو د حديث د مضمون نه د دې باب دلته د راوړلو مناسبت ښکاره شو مضمون د رکاز روان وو د هغه په قبر کښې هم چونکه سره زر دفن وو چه هغه راويستلې شو نو دا قبر په منزله د رکاز شو، فلله در المصنف رحمه الله، د ابورغال په باره کښې ليکلې شوي دي چه: هو ابو ثقيف يعني د قبيله ثقيف جد اعلى هم دې وو او د قوم ثمود نه وو د صالح عليه السلام عامل وو، د هغه تاريخ ډير خراب دې، قيل دليل الحبشة حين جاؤا لهدم الكعبة يعني د حبشه د فوج چه د ابرهه په امارت کښې د کعبې د وړانولو دپاره راغلې وو د هغې رهبر هم دا وو، په ظلم او سپيره والي کښې ضرب المثل وو حاجيان خلق د هغه د قبر رجم هميشه کوي، د دې وجې نه جرير شاعر وائي د خپل حريف فرزددق په حق کښې!

اذا مات الفرزدق فارجموه كما ترمون قبر ابي رغال

د ده ذکر په سنن ترمذي کښې هم راغلې دې چه يو سړې چه د قبيله بنو ثقيف وو چه هغه خپلو ټولو بيبيانو ته په يو ځل باندې طلاق ورکړو نو عمر رضي الله عنه هغه ته او فرمائیل «لتراجعن نساءك او لارجمن قبرك كما رجم قبر ابي رغال» اهـ

دا حديث د اعلام نبوة نه دې او د اخبار بالمغيبات د قبيلې نه دې. دا ابواب القطائع واحياء الموات د كتاب الخراج د ملحقاتو نه دي لهذا پوهه شي چه دلته رارسيدو سره كتاب الخراج پوره شو. فلله الحمد والمنة

کتاب الجنائز

د جنازې د احکامو بیان

د دې کتاب په مناسبت باندې د کتاب الخراج والفی سره ځان داسې پوهه کړئ چه خراج څه مستقل کتاب نه دې بلکه هغه د متعلقاتو او ملحقاتو د جهاد نه دې او په جهاد او جنازو کښې مناسبت ښکاره دې، (اذا الجهاد یبني عن الموت) یعنی جهاد د مرګ د یادولو څیز دې او هغې ته ډیر زیات نزدې دې، په جهاد کښې د خپل نفس بازی وی او په صحیح بخاری او مسلم کښې کتاب الجنائز، په کتاب الصلوة پسي متصلا ذکر کړې شوې دې د صلوة الجنائز د مناسبت د وجې نه کوم چه د مړې په احکاماتو کښې دې، او په جامع ترمذی کښې دا کتاب د کتاب الحج نه پس متصلا دې یعنی د ارکان اربعه نه فارغ کیدو نه پس دې خبرې طرف ته اشاره کوی چه د انسان مقصود په دې عباداتو او ارکان اسلام سره د آخرت تیاري دې، د صلاة الجنائز مشروعیت لکه څنگه چه په اوجز کښې لیکلې شوې دی د ۱ هجری نه دې لهذا کوم صحابه کرام رضی الله عنه د هجرة نه مخکښې په مکه مکرمه کښې وفات شو په هغوی باندې مونځ نه دې کړې شوې. (کذا فی هامش البذل)

فائده تاریخیه د بذل المجهود متعلق :

حضرت شیخ په حاشیه کښې دا هم لیکلې دی چه د سهارنپوری رحمته الله علیه چه کوم آخری سفر د حجاز په نیت د هجرت او د بذل د تکمیل اوشو نو مدني منورې ته د رسیدو نه پس په دیارلسم محرم ۱۳۴۴ هجری کښې د خالی په ورځ باندې د ابوداؤد د شرح باقی حصه دلته (د کتاب الجنائز) نه لیکل شروع شو آه او د بذل المجهود په آخر کښې خپله سهارنپوری رحمته الله علیه دا لیکلې دی چه د دې شرح تسوید په مدینه طیبه کښې په روضة من ریاض الجنة کښې سید ولد آدم بلکه د سید الخلق والعالم د قبر سره خوا کښې په ۲۱ شعبان ۱۳۴۵ هجری کښې پوره شو، یعنی د کتاب الجنائز نه اخیر پورې تقریبا یو نیم کال کښې جناز د جنازې جمع ده او په جنازه کښې دوه لغات دی یو په فتحې د جیم سره او دویم په کسري د جیم سره، په فتحې د جیم سره مړی ته ائی او په کسري د جیم سره د جنازې کټ ته وائی چه په هغې باندې مړې اوچتولې شی، وقیل بعکس ذلک..... دا مشتق دې د جنز نه په معنی د ستر چه د باب ضرب نه دې، په ظاهره د مجنوز په معنی کښې دې یعنی مستور، ځکه چه مړې مستور کیخودلې شی، پس په حدیث کښې راځی چه د انسان چه کله انتقال اوشی نو هغه دې په یو خادر باندې پټ کړې شی، بغیر د ضرورت نه د هغه مخ ښکاره کول مناسب نه دی، په غسل وغیره کښې هم د پوره پردې لحاظ ضروری دې.

باب الأمراض المکفرة للذنوب

د هغه مرضونو بیان کوم چه د کناهونو دپاره کفارہ جوړیږی

امراض چونکه عام طور سره د مرګ مقدمه وی په دې وجه ئې د کتاب الجنائز شروع هم د دې باب نه اوکړه.

[۳۰۸۹] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَنْظُورٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي، عَنْ عَامِرِ الرَّامِ أَخِي الْخَضِرِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، قَالَ النَّفِيلِيُّ: هُوَ الْخَضِرُ، وَلَكِنْ كَذَا قَالَ، قَالَ: إِنِّي لَيْسَ لَدُنَّا إِذْ رَفَعَتْ لَنَا رَايَاتُ وَالْيَمَةِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا الْيَوْمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ، وَهُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بَسَطَ لَهُ كِسَاءً، وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ، وَقَدْ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَسْقَامَ، فَقَالَ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ، ثُمَّ أَغْفَاهُ اللَّهُ مِنْهُ، كَانَ كَقَارَةٍ لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ، وَمَوْعِظَةٌ لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرَضَ ثُمَّ أَغْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ، عَقَلَهُ أَهْلُهُ، ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَذْرِ لِمَ عَقَلُوهُ، وَلَمْ يَذْرِ لِمَ أَرْسَلُوهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ حَوْلَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْأَسْقَامُ؟ وَاللَّهِ مَا مَرَضْتُ قَطُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ عَنَّا، فَلَسْتُ مِنَّا، فَبَيْنَا نَخُنُّ عَنْدَهُ إِذَا أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ، وَفِي يَدَيْهِ شَيْءٌ قَدِ اتَّفَعَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَمَرَرْتُ بِقَبْضَةِ شَعِيرٍ، فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاحٍ طَائِرٍ، فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَابِي، فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَى رَأْسِي، فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعِينٌ، فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَابِي، فَهُنَّ أَوْلَاءٌ مَعِي، قَالَ: ضَعْفَيْنِ عَنْكَ، فَوَضَعْتُهُنَّ، وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لَزُومِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: أَنْعَجِبُوا لِرُوحِ أُمِّ الْأَفْرَاحِ فِرَاحِهَا؟ قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، لَلَّهِ أَرْحَمُ بَعِيدَةٍ مِنْ أُمِّ الْأَفْرَاحِ بِفِرَاحِهَا، أَرْجَعُ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتُهُنَّ، وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ، فَرَجَعُ بِهِنَّ."

د عامر الرام خضري نه روايت دي فرمائي چه زه په خپل وطن کښې وم چه مونږ نشانونه اوجهندي اوليدلې ماتپوس اوکړو چه داخه دي؟ نوراته معلومه شوه چه دا د رسول الله جهندي دي، نوزه دښې عليه السلام په خدمت کښې حاضر شوم هغه د يوې ونې لاندې ناست وو په يوخادر باندې کوم چه دهغه دپاره غوړولې شوې وو، اودهغه نه گيرچاپيره صحابه کرام ناست وو زه هم ورسره په مينځ کښې کيناستم، نبی عليه السلام دمرضونو تذکره کوله اووښي فرمائيل کله چه يومومن ته مرض اورسيږي اوبياالله تعالی هغه ته ددې نه نجات ورکړي نودا مرض دده دپاره دتيرو شوو گناهونو کفارو جوړيږي اودا دمستقبل دپاره يونصيححت دي، اومنافق سرې چه کله بيمار شي اوبياروغ شي نودده مثال داوښ په شان دي کله چه دده مالک ده لره اوتري اوبيا ټي پريږدي اوداخيال اونکړي چه دي ولي ترلې شوې وو اوولي پرانستې شو، په دي وخت کښې يوکس دښې عليه السلام په خدمت کښې حاضر شو اوعرض ټي اوکړو اي دالله رسوله مرض څه شې وي؟ په الله مې دي قسم وي زه هيڅ کله نه يم مريض شوي نبی عليه السلام اوفرمائيل پاسه ددې ځانې نه لار شه ته زمونږ نه نه ټي، عامر وئيلي دي چه مونږ دښې عليه السلام سره موجود وو چه يوکس دخان نه خادر تاو کړې وو اوراغې اوپه لاس کښې ټي څه شې نيولي وو ده اوئييل اي دالله رسوله ماچه کله ته اوليدي نوتاته راروان شوم په لاره کښې مې دونو يوخنګل اوليدو هلته مې دمرغو د بچو آوازونه واوريدل زه ورغلم اوهغه چي مې اونيول په خپل خادر کښې مې راوغښتل بياددي بچومور راغله اوزمادسردپاخه گرزيدله ماددي بچي پريښودل اوهغه هم پخپلو بچوباندې راوغورځيدله ددې بچوسره ماداهم اونيوله اوس مې په دي خادر کښې دخان سره راوړي دي نبی عليه السلام چه

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۵۰۵۶) (ضعيف)

دا واوریدل نو وئې فرمائیل دا ټول دلته کړېده ما ټول هلته کیښودل لیکن دخوسره مې مور پرینه خودله (ددې دپاره چه بچی پریرېدې او پخپله چرته وتښتې) نو په دې وخت کښې نبي ﷺ صحابه کراموته او فرمائیل ایا تاسو تعجب کوئ درحم گولوددې مرغی نه پخپلو چوباندې هغوی او وئیل هو، ای دالله رسوله نبي ﷺ او فرمائیل په هغه ذات مې دې قسم وي چاچه زه په ریښتیا سره نې جوړ کړې یم یقینا الله تعالی په خپل مخلوق باندې ددې نه هم زیات مهربان دې څومره چه دا مرغی پخپلو بچوباندې مهربانه ده تاسو داچې ددې ځانې نه یوسئ او هم هلته ئې کیردئ دچرته نه چه تاسو دارا وړې دي او ددې بچودامور هم ورسره ویسئ نو هغه کس دا ټول هلته یوړل.

﴿ عن عامر الرام اخي الحضر قال النفيلي هو الحضر ولكن كذا قال ﴾

مضمون د حدیث :

ابو منظور شامي راوی وائی چه ما ته زما تره بیان او کړو د عامر رام نه روایت کولو سره چه د حضر رور دې، وړاندې مصنف ﷺ فرمائی چه ما ته زما استاد عبدالله بن محمد النفيلي ﷺ وائی چه دا لفظ صحيح خضر دې خو زما استاد یعنی محمد بن سلمه هم دغه شان وئیلې وو، دا عامر رام چه هغه ته عامر رامی هم وائی د هغه شمیر په صحابه کرامو ﷺ کښې دې لکه چه په تهذيب کښې دی (دې ډیر ښه غښې ویشتونکې وو هم په دې وجه ورته رامی وائی) ﴿ قال اني... ليلادنا اذ رفعت لنا رايات والوية ﴾ مضمون د حدیث دا دې : عامر فرمائی چه زه په خپل ښهر کښې اوم نو ناڅاپه څو جهنډې اوچتې شوې نو ما ورته کتلو سره اووې چه دا څه دی؟ نو خلقو اووې چه دا د رسول الله ﷺ جهنډه ده نو زه فوراً د هغوی خدمت ته لاړم، هغه وخت هغوی د یوې اونې لاندې تشریف فرما وو یو خادر خور وو چه په هغې باندې هغوی ناست وو، د هغوی نه څلورو وارو اړخونو ته صحابه کرام ﷺ وو زه هم په هغوی کښې کیناستلم نو هغه وخت رسول الله ﷺ د بیماریانو تذکره کوله او فرمائیل ئې چه مومن ته چه کله یو بیماری اورسیږي او بیا الله پاک هغه ته د هغې نه شفاء ورکړي نو دا بیماری د هغه د تیرو گناهونو کفار شې، او د بیا دپاره د عبرت سبب، او د دې په مقابله کښې چه کله مناف انسان بیمارشي او بیا د هغې نه روغ شي نو د هغه حال په منزله د هغه اوبښ دې کوم لره چه د هغه مالک په یو وخت کښې تړی، او بیا ئې په دویم وخت کښې پرانیزي نو هغه اوبښ په دې نه پوهیږي چه د هغه مالک هغه تړلې ولې وو اوس ئې پرانستې ولې دې. ﴿ قال تعالی اولئک کالانعام بل هم اضل ﴾

وړاندې په روایت کښې دی چه په دې موقع باندې په حاضرینو کښې یو کس په بې پرواهۍ سره تپوس او کړو یا رسول الله ﷺ دا امراض څه وی؟ والله زه خو چرته نه یم بیمار شوي؟ نو رسول الله ﷺ د هغه په دې طرز باندې ناراضه شو او وې فرمائیل ﴿ قم عنا فلست منا ﴾ چه پاسه د دې ځانې نه ته زمونږ د ملگرتیا قابل نه ئې. ﴿ فبینا نحن عنده اذا قبل رجل علیہ کساء وفی یده شی قد الف علیہ ﴾ راوی وائی چه مونږ د رسول الله ﷺ په مجلس کښې ناست وو چه یو سړې راغلو او د هغه په لاس کښې یو څیز وو چه په هغې باندې ئې د خادر پلو اچولې

وو هغه رسول الله ﷺ ته عرض او کړو چه کله زما په تاسو باندې نظر پریوتلو نو فوراً تاسو طرف ته راروان شوم نو زه په یو جاخ باندې راتیر شوم (د اونو وغیره مجموعه) نو په هغه جاخ کښې ما د مارغانو د بچو آواز واوریدلو نو ما هغه راوښول او په خپل خادر کښې مې هغه کیخودل نو د هغه بچو مور راغله د خپلو بچو د وجې نه او بالکل زما په سر باندې تاویده په الوتلو سره، چه ما د هغې بچو نه کپړه لرې کړه نو هغه فوراً په هغې باندې کیناستله او د هغې نه نه خوا کیده تردې چه ما په هغوی ټولو باندې خادر ور واچولو، او وې وئیل چه هغه ټول بچی وغیره ما سره دی رسول الله ﷺ او فرمائیل دا دلته لاندې کیږده ما هغه لاندې کیخودل بیا هم د هغوی مور د هغې نه نه خوا کیده، ټول صحابه کرام ﷺ په دې منظر لیدو باندې متعجب وو، ځکه چه مارغان خود انسان خوا کښې نه ایساریږي.

د الله پاک په خپلو بندگانو باندې غیر محدودو رفت او رحمت:

نو په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل (تعجبون لرحم ام الافراخ فراخها) چه آیا تاسو د دې بچو د مور په رحم باندې تعجب کوئ چه دا په خپلو بچو باندې څومره مهربانه ده؟ صحابه کرام ﷺ عرض او کړو او جی، رسول الله ﷺ او فرمائیل (فوالدی بعثی بالحق لله ارحم بعباده من ام الافراخ بفراخها) قسم دی په هغه ذات چه زه ټي په حقه نبی رالیږي یم بیشکه الله پاک په خپلو بندگانو باندې زیات مهربانه دې په نسبت د دې بچو د مور نه په خپلو بچو باندې، او بیا رسول الله ﷺ هغه سړی ته اووې چه لار شه او دا چه دې د کوم خانې نه راوچت کړی دی هم هلته ټي پریږده.

بَابُ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ

که څوک نیک اعمال کول غواړي خو مرض او سفر ورته مانع جوړشي

[۳۰۹۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الْعَوَامِرِ بْنِ حَوْشِبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ، وَلَا مَرَّتَيْنِ، يَقُولُ: "إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا، فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ، أَوْ سَفَرٌ، كَتَبَ لَهُ كَسَالِهِ مَا كَانَ يَعْمَلُ، وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ."

د ابو موسی رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه یو ځل دوه ځله نه بلکه ډیر ځله مې د نبی ﷺ نه اوریدلې دي چه فرمائیل في: کله چه یو انسان د نیکو عملونو ارادي کوي بیادڅه مرض یا د سفر په وجه باندې دا کار سرته ونه رسولې شي نو دده دپاره به هم دومره ثواب اولیکې شي څومره چه به د دصحت او د قیام په وخت کښې حاصلولو.

(عن ابی بردة عن ابی موسی رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ غیر مرة ولا مرتین)

ابو موسی اشعری رضی الله عنه فرمائی چه ما د رسول الله ﷺ نه یو ځل دوه ځله نه بلکه ډیر کرته اوریدلې دي هغوی به فرمائیل چه کله یو انسان یو نیک عمل کوي او بیا د یو سفر یا مرض د وجې نه هغه اونکړې شی نو د هغه په اعمال نامه کښې عمل صالح ډیر عمده کولو

(۱) صحیح البخاری/الجهاد ۱۳۴ (۲۹۹۶)، (تحفة الأشراف: ۹۰۳۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۴۱۰، ۴۱۸) (حسن)

سره ليکلي شي لکه څنگه چه به هغه د صحت او اقامت په حالت کښې کول. والحديث اخرجه البخاري، قاله المنذري
دلته په حاشيه د بذل کښې د ابوداؤد د يوې نسخې نه (ابن العبد او ابن داسه) يو حديث نقل کړې دي^۱

[۳۰۹۰] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، وَابْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصْبِصِيُّ، الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيعِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ السَّلْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنَزَلَةٌ، لَمْ يُلْغَهَا بِعَمَلِهِ، ابْتِلَاءُ اللَّهِ فِي جَسَدِهِ، أَوْ فِي مَالِهِ، أَوْ فِي وَلَدِهِ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ نَفِيلٍ، ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ اتَّفَقَا حَتَّى يُبْلَغَهُ الْمَنَزَلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى.

ابراهيم بن مهدي السلمي دخپل پلار نه او هغه دده د نيکه نه روايت کوي فرمائي چه د نبی ﷺ نه مې اوريدلی دی چه فرماييل ئې: کله چه ديو بنده دپاره دالله تعالی يوه مرتبه جوړه شي کله چه ده دغه په خپل عمل نه وی حاصله کړي نوالله تعالی به پده باندې دده جسم يامال يا اولاد کښې ازمايش وکړي. ابوداود وائی چه دابن نفيل په روايت کښې دا اضافه ده چه اوبياي دصبر تلقين وکړوپه دې باندې، په باقی روايت کښې ټول راويان متفق دي، تردې چه اورسوي ده لره دده مرتبه کومه چه دده دپاره دالله تعالی دطرف نه ليکلي شوي ده.

مضمون د حديث:

﴿عن محمد بن خالد عن ابيه عن جده (۲)، وكانت له صحبة من رسول الله ﷺ الخ﴾
چه د هغې مضمون دا دې: محمد بن خالد د خپل پلار نه او هغه د هغه د نيکه نه روايت کوي چه رسول الله ﷺ به ارشاد فرماييلو چه کله د يو بنده دپاره د الله پاک په علم قديم کښې داسې منزلت او مرتبه وی چه هغې ته هغه د خپل عمل صالح په وجه نه شی رسيدې نوالله پاک هغه لره د بدن يا د مال يا د اولاد په ازمايش کښې واچوی او بيا هغه ته د صبر توفيق ورکړی تردې چه هغه لره د هغه مرتبې ته اورسوی کومه چه د هغه دپاره مقدر شوې وی.
د دې حديث نه د مصائبو د رفع درجات سبب کيدل معلومېږي، او دويمه ترې نه دا خبره هم فهمېږي چه اگر چه بنده ته هر څه خو ملاوېږي د الله پاک په فضل سره خو دنيا دارالعمل والاسباب دې الله پاک صوره ثواب او عقاب هر دواړو لره د عمل سره تړلې دی.
﴿قال الله تعالى: الذي خلق الموت والحياة ليبلوكم ايكم احسن عملا﴾

(۱): تفرد به ابوداود، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۶۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷۲/۵) (صحيح)

(۲): والحديث رواه ابوداؤد ورواه احمد والطبراني في الكبير والوسط، كذا في كتاب من روي عن ابيه عن جده للقاسم بن قطلوبغا وفي تعليقه وقال في مجمع الزوائد ۲/۲۹۲ ومحمد بن خالد وابوه لم اعرفهما واورده الهيثمي كذلك في مجمع البحرین ۱/۹۹۱ مختصرا وفي هذا التعليق تفصيل من شاء فليراجع اليه

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ

کومې ښځې چه د مريض د عيادت دپاره لارې شي دهغوی بیان

[۳۰۹۲] (۱) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَمْرِ الْعَلَاءِ، قَالَتْ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا مَرِيضَةٌ، فَقَالَ: "أُبَشِّرِي يَا أَمْرُ الْعَلَاءِ، فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللَّهُ بِهِ خَطَايَاهُ، كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ".

د ام علا رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله زما بیمار پرسئ ته راغې اوزه مریضه وم اووئې فرمائیل خوشخبرې واوړه ای ام العلا یقینا مرض دمسلمان گناهونه لرې کوي اوداسې نې لرې کوي لکه څنگه چه اور دسپینو او سرو زرونه خیرې لرې کوي ای عیادة الرجال النساء فلاضافة الى المفعول.... پس په حدیث الباب کښې دی ام العلا فرمائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله زما بیمار پرسئ او فرمائیله «وانا مریضة» او د بیمار پرسئ په وخت رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل ای ام العلا خوشحاله شه ځکه چه د مسلمان د بیمارۍ په وجه باندې الله پاک د هغه نه د هغه گناهونه داسې لرې کوي لکه چه اور د سرو او سپینو زرو خیرې لره، دا ام العلا د حکیم بنت حزام ترور وه.

[۳۰۹۳] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمرٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ بَشَّارٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ، قَالَ: "آيَةُ آيَةِ يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِ بِهِ سَوَاءُ النِّسَاءِ آيَةٌ ۖ قَالَ: أَمَّا عَلِمْتَ يَا عَائِشَةُ أَنَّ الْمُؤْمِنَ تَصِيبُهُ النَّكْبَةُ أَوْ الشُّوْكَةُ فَيَكْفَأُ بِأَسْوَأِ عَمَلِهِ، وَمَنْ حُوسِبَ عَذَبٌ، قَالَتْ: أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا سورة الانشقاق آية ۸، قَالَ: ذَاكُمُ الْعَرَضُ، يَا عَائِشَةُ، مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عَذَبٌ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ.

د ام المومنین عائشة رضي الله عنها نه روایت دې فرمائی چه ما اووئیل ای دالله رسوله زه دهغه ایت نه خبره یم کوم چه په قران کریم کښې ډیر شدید اوسخت دې نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل هغه کوم یو ایت دې ای عائشي، ما اووئیل دا ایت «من يعمل سوءا يجز به» کله چه دا ایت نازل شو نوصحابه گراموته ډیر گران ښکاره شونې صلی الله علیه و آله او فرمائیل ای عائشي ایاتاته معلومه نه ده کله چه په مسلمانانو باندې څه قسم افت راشي پانې په خپه کښې ازغې لارشي نو هغه ددوی دبدو عملونو دپاره کفارو جوړېږي مگرد چاسره چه حساب اوشی نو هغه د عذاب نه نه شی بچ کیدلې عائشي او فرمائیل الله تعالی فرماني «فسوف يحاسب حسابا يسيرا» نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل ددې نه مراد صرف د اعمالو پیش کیدل دي ای عائشي د قیامت په ورځ په حساب کتاب کښې چه د کوم کس نه د عملونو تیوس او کړې شي نو هغه هیڅ کله د عذاب نه نه شی بچ کیدلې. ابوداود وائی دا دابن بشار الفاظ دي او هغه دابن ابی ملیکه نه دا روایت

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۳۹) (صحیح)

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۲۴۰)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/العلم ۳۶ (۱۰۳)، وتفسير القرآن ۱ (۴۹۳۹)، صحيح مسلم/الجنة وصفة نعيمها ۱۸ (۲۸۷۶)، سنن الترمذي/صفحة القيامة ۵ (۲۴۲۶)، وتفسير القرآن ۷۵ (۳۳۳۷)، مسند احمد (۴۷/۴) (صحیح)

په خبرنا سره بیان کړې دي.

(عن عائشة رضی الله عنها قالت يا رسول الله ﷺ اني لاعلم اشد اية في كتاب الله عزوجل الخ) مضمون د حديث دا دي: عائشه رضی الله عنها فرماني چه ما يو ځل رسول الله ﷺ ته عرض اوکړو چه په قرآن کریم کښې چه د ټولو نه زيات کوم آيت کریمه سخت دي (ويرونکې هغه ماته معلوم دي. رسول الله ﷺ تپوس اوکړو کوم آيت دي هغه؟ نو هغې عرض اوکړو (من يعمل سوء يجز به) چه کوم انسان هم گناه کوي هغه ته به د هغه بدله ملا ويږي، په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمايل اي عائشه! تا ته پته نشته چه کله يو مسلمان ته څه مصيبت اورسيږي يا نې ازغې هم مات شي نو دا د هغه د بدو اعمالو بدله شي په دنيا کښې (مطلب دا دي چه په آيت کریمه کښې د جزاء نه مراد صرف د آخرت عذاب نه دي بلکه مطلق جزاء ترې نه مراد ده که په دنيا کښې وي او که په آخرت کښې وي پس د ديرو گناهو بدله په دنيا کښې ورکولې شي او بيا ترې نه په آخرت کښې مطالبه نه کيږي. (ومن حوسب عذب) خو چه د چا نه هلته حساب واخستلې شو هغه د عذاب نه نه شي بچ کيدې. په دې باندې عائشه رضی الله عنها عرض اوکړو چه آيا الله پاک دا نه دي فرمايلې، (فسوف يحاسب حسابا يسيرا) چه د هغې نه معلوم يږي چه بعض حساب به آسان هم وي نو رسول الله ﷺ او فرمايل چه په دې آيت کریمه کښې د حساب نه مراد نفس عرض دي يعنې د اعمال نامې صرف پيش کيدل، او زما مراد د حساب نه مناقشة في الحساب ده چه هغې ته جرح وائي، يعنې چه د حساب په وخت ترې نه تپوس اوکړي چه داسې دي ولې کړې وو؟

والحديث اخرجه البخاري ومسلم (من قوله) اليس يقول الله الى آخر الحديث، قاله المنذري وكتب في البذل هذا الحديث لا مناسبة له بباب عيادة النساء بل له مناسبة بالباب الذي قبله.

باب في العيادة

د مريض د عيادت ګولو بيان

[۳۰۹۴] (حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قُحَيْصَةَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ عَرَفَ فِيهِ الْمَوْتَ، قَالَ: "قَدْ كُنْتُ أَنُهَاكَ عَنْ حُبِّ يَهُودٍ"، قَالَ: فَقَدْ أَبْغَضَهُمْ أَسْعَدُ بْنُ زُرَّارَةَ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا مَاتَ أَنَا هُنا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قُحَيْصَةَ قَدْ مَاتَ، فَأَعْطِنِي قَبِيضَكَ أَكْفِنَهُ فِيهِ، فَتَزَعَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِيضَهُ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

د اسامه بن زيد نه روايت دي فرماني چه نبی ﷺ د عبد الله بن ابی د عيادت دپاره لاړو په هغه مرض کښې په کوم مرض کښې چه هغه وفات شوي وو هرکله چه ورته داخل شو نو د مرګ علامې ئې په کښې اوليدلې ورته ئې او فرمايل ماخوټه د يهوديانو د محبت نه منع کړې وي هغه او ونيول: سعد بن زراره د يهوديانو سره دشمني اوکړه څه فائده ئې اوشوه؟ کله چه عبد الله بن ابی مړ شو تودده خوي د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې

۱: تفرده ابو داؤد، (تحفة الأشراف: ۱۰۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۰۱/۵) (حسن)

او کړو ای د الله رسول له عبد الله بن ابی مرثو تاسو راته دهغه د کفن دپاره خپل قمیص مبارک راکړئ، نبی ﷺ خپل قمیص او ویستلو او ورته ئې ورکړو.

شرح الحديث :

مضمون د حدیث دا دی: سیدنا اسامه رضی الله عنه فرمائی چې د عبد الله بن ابی رئیس المنافقین په مرض الموت کښې رسول الله ﷺ هغوی ته د بیمار پرسن دپاره تشریف یوړولو رسول الله ﷺ هغوی ته کتلو سره په هغوی کښې د مرگ علامات اولیدل، او رسول الله ﷺ او فرمائیل «قد كنت انهاك عن حب يهود» ما به ته د یهودو د مینې نه منع کولې (او د یهودو مینې ته په دې منافقت کښې اخته کړې وې او اوس د منافقت په حالت کښې مړې، صرف په ژبه باندې اسلام راوړل مفید نه دی، هغه د رسول الله ﷺ دې خبرې اوریدو سره اووې «فقد ابعضهم اسعد بن زرارة فمه» چې اسعد بن زرارة خو د یهودو سره مینه نه کوله بلکه د هغوی سره ئې بغض کولو پس څه پکار ئې راغلو دا د یهودو بغض، دا ناپوهه د رسول الله ﷺ د ارشاد په مطلب پوهه نه شو د رسول الله ﷺ اشاره خو د آخرت د عذاب طرف ته وه، هغه دا اوگنړله چې اصل فائده خو د مرگ نه په بچ کیدو کښې ده په دې وجه ئې اووې چې اسعد بن زراره د مرگ نه کوم بچ شو.

عبد الله بن ابی د اسعد بن زراره رضی الله عنه په باره کښې د یهودو بغض ثابت کړو، د هغوی د بغض څه خاص واقعہ خو نه ده ملاؤ شوې. البته په اصابه وغیره کښې خو دا ونیلې کیدې شی چې د هغه بغض داسې ثابت دې چې دې اول من اسلم من الانصار علی الاطلاق دې. یعنی مدینه چرته چې په کثرت سره یهود او سیدل هلته د اسلام شروع هم د دوی نه اوشوه «علی رعم انف یهود او ښکاره خبره ده چې د مدینې نه د یهودو جرړه اهل اسلام پرې کړې ده او د هغوی نور هم ډیر خصوصیتونه دی «فانه اول من جمع الجمعة فی المدينة قبل هجرته علیه الصلوة والسلام» کما مر فی کتاب الصلوة باب الجمعة فی القرى.

د دې نه پس په روایت کښې دی چې کله هغه مړ شو نو رسول الله ﷺ ته د هغه ځامن چې د هغه د خوی نوم هم عبد الله رضی الله عنه وو او اسلام ئې راوړې وو هغوی راغلل او رسول الله ﷺ ته ئې درخواست اوکړو چې تاسو خپل قمیص ماته راکړئ چې د خپل پلار تکفین په هغې کښې اوکړم، رسول الله ﷺ هغوی ته خپل قمیص مبارک ورکړو، د ابوداؤد په دې روایت کښې خو صرف دومره دی او د صحیحینو په روایت کښې دا هم راغلی دی چې رسول الله ﷺ د هغوی قبر ته تشریف یوړو او هغه ئې د قبر نه راویستلو او هغه ئې په خپلو زنگونو باندې کیخودلو او په هغه باندې ئې د خپلې خولې مبارک لارې پورې کړې، او خپل قمیص ئې هغه ته واغوستلو.

په بذل کښې لیکلی دی چې د رسول الله ﷺ قمیص ورکول د هغه د خوی د زړه د ساتلو دپاره وو (ځکه چې هغه مسلمان شوې وو) سره د دې چې رسول الله ﷺ ته معلومه وه چې د هغوی قمیص د نفاق سره هیڅ فائده نه ورکوی، او ونیلې شوې دی چې د رسول الله ﷺ دا قمیص ورکول صرف د هغه احسان په بدل کښې وو چې عبد الله بن ابی منافق د رسول

الله ﷺ محترم تره عباس ؓ ته خپل قميص ورکړې وو، ځکه چه عباس ؓ په جنگ بدر کښې قيد کړې شوې وو او د هغوی قميص شليدلې وو د هغوی دپاره د قميص ضرورت وو نو ابن ابی هغه وخت هغوی ته خپل قميص ورکړې وو ځکه چه د طويل القامت کيدو د وجې نه د بل چا قميص په هغوی باندې نه برابریدو، بيا اسلام خو هغوی روستو راوړو د خيبر د فتح نه مخکښې د يو قول مطابق.

باب في عيَادَةِ الدِّمِيِّ د کافر او ذمی عیادت کول

[۳۰۹۵] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ مَرِيضًا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: "أَسْلِمَ، فَنَظَرُ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنِ النَّارِ."

د انس نه روايت دې فرمائی چه يو يهودي هلك مريض شو او نبی ﷺ ې دتپوس دپاره ورغې دسر سره ې کيناستوورته ې اووئيل اسلام قبول کړه نوهغه خپل پلار ته وکتل اودده پلار دده سر ته ولاړ وو پلار ې ورته اووئيل دابو القاسم ؓ خبره اومنه نوهغه مسلمان شو نبی ﷺ پاڅيدو او وې فرمائيل دالله شکر دې چاچه زماپه وجه باندې دي هلك ته ددوزخ داوړ نه نجات ورکړو.

﴿ عن رضى الله تعالى عنه ان غلاما من اليهود ﴾

مضمون دا دې چه انس ؓ فرمائی چه يو يهودى هلك بيمار شو، رسول الله ﷺ د هغه د بيمار پرسئ دپاره تشريف يوړو او دهغه د سرطرف ته کيناستلو او هغه ته ې اوفرمائيل اسلام راوړه، هغه هلك د خپل پلار طرف ته اوکتل هغه هم هلته ولاړ وو، هغه اووې او د ابو القاسم ؓ اطاعت اوکړه پس هغه اسلام قبول کړو، رسول الله ﷺ د الله پاک حمد وثناء کولو سره را واپس شو چه الله پاک زما په وجه باندې هغه ته د دوزخ نه خلاصې ورکړو.

دا حديث په صحيح بخارى کښې هم دې ﴿ فى باب اذا اسلم الصبى فمات هل يصى عليه وهل يعرض على الصبى الاسلام ﴾ د دې په شروع کښې داسې دى ﴿ عن انس ؓ قال كان غلام يهودى يخدم النبى ﷺ فعرض الحديث ﴾ مصنف ؓ د دې نه د ذمى د عيادت جواز ثابت کړې دې، په حاشيه د بذل کښې دى، ﴿ ويجوز عندنا الذمى عندنا بالاجماع ﴾ كذا فى الشامى، وعن احمد فيه روايتان كما فى الشرح الكبير.

والحديث اخرجه البخارى والنسائى، قاله المنذرى

(۱): صحيح البخاري/الجنائز ۷۹ (۱۳۵۶)، والمرضي ۱۱ (۵۶۵۷)، (تحفة الأشراف: ۲۹۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۷۵/۳، ۲۷۰، ۲۸۰) (صحيح)

بَابُ الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ

د عیادت دپاره د بیدل تلو د فضیلت بیان

[۳۰۹۶] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُهَيْبَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبٍ بَغْلٍ، وَلَا بِرُذُونٍ.

د جابر نه روایت دې فرمائی چې نبی ﷺ به زما بيمار پر سئ ته راتلو چه نه به په قره سورور اونه به په ترکي اس باندې.

﴿عن جابر بن عبد الله قال قال النبي ﷺ ليس براكب بغلا ولا برذونا﴾

جابر بن عبد الله فرمائی چې رسول الله ﷺ زما د تپوس دپاره تشریف راوړو (یعنی پیاده) هغوی به نه سوریدل نه په خچر باندې او نه په ترکي اس باندې.

مصنف رحمه الله د حدیث هم هغه معنی اخستلې ده کومه چه مونږ په ترجمه کښې لیکلې ده، یعنی د مطلقا رکوب نفی، د حضرت شیخ په حاشیه کښې دی: ما ترجم به المصنف علیه حمل الجمهور الحديث، وحمله بعضهم على انه كان راكبا على غير البغل والبرذون آه مختصرا، حافظ منذري رحمه الله فرمائی د حدیث نه ثابت ده چه رسول الله ﷺ د سعد بن عبادہ عیادت اوفرمائیلو راکبا علی حمار او د جابر بن عبد الله په حدیث کښې دی ﴿اتاني النبي ﷺ يعودني وابوبكر وهما ماشيان﴾ لهذا د مریض عیادت راکبا او ماشیا دواړو طریقو سره مسنون دې.

والحدیث أخرجه البخاری والترمذی قاله المنذری

بَابُ فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلَى وَضْءٍ

د اودس په حالت کښې د بيمار پر سئ کولو د فضیلت بیان

[۳۰۹۷] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ رَوْحٍ بْنُ خَلِيدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْقُضْلُ بْنُ دَهْمٍ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضْوءِ، وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُخْتَصِبًا، بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سَبْعِينَ خَرِيفًا". قُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، وَمَا الْخَرِيفُ؟ قَالَ: الْعَامُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصَرِيُّونَ مِنْهُ الْعِيَادَةُ، وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ.

دانس بن مالک رحمه الله نه روایت دې فرمائی چې رسول پاک فرمائیلی دی چاچه اودس اوکړو او بنائسته اودس ئې اوکړو اودخپل مسلمان ورور عیادت ئې اوکړو دثواب په اراده باندې نوداویا خریفو په فاصله باندې به دجهنم نه لرې کړې شي، ما اووئیل ای ابو حمزه خریف څه شي وي کلونه، ابوداود وائی هغه روایتونه کوم چه صرف بصريانو نقل کړي دی یو په هغوی کښې دا روایت دې.

(۱): صحيح البخاري/المرضي ۱۶ (۵۶۶۴)، سنن الترمذي/المناقب ۵۳ (۳۸۵۱)، (تحفة الأشراف: ۳۰۲۱)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الفرانض ۲ (۱۶۱۶) (صحيح)
(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۶۱) (ضعيف)

[۳۰۹۸] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: "مَا مِنْ رَجُلٍ يَهُودٌ مَرِيضًا مُنْسِيًّا، إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمِنْ أَثَاةٍ مُصْبَحًا، خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمُتَّ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ."

د علی کرم الله وجهه نه روایت دې هریوکس چه دمانبام په وخت کښې دیو مریض تپوس اوکړي نودده سره اویازره فرشتې روانې شي کومې چه دده دپاره دسحره پورې دگناهونو نه بخښنه غواړی اودده دپاره به په جنت کښې یوباغ مقرر کړې شي اوڅوک چه د ورځې دشروع کیدو په وخت کښې دچاییمار پرسي اوکړي نودده دپاره اویازره فرشتې دمانبام پورې دمغفرت دعاگانې غواړی اودده دپاره به په جنت کښې یوباغ مقرر کړې شي.

زمونږ استاد حضرت مولانا اسعد الله صاحب رحمته به فرمائیل «العبادة افضل من العبادة لفظا ومعنى» په دې باب کښې مصنف رحمته اول د انس رضي الله عنه حدیث ذکر کړې دې چه د هغې مضمون دا دې چه رسول الله صلی الله علیه و آله اوفرمائیل چه کوم انسان په ښه طریقي سره اودس کولو نه پس د خپل مسلمان رور عیادت اوکړی صرف د ثواب په نیت سره نو هغه د دوزخ نه د اویا کالو فاصله باندي لرې کړې شي، او دویم ئې د علی رضي الله عنه حدیث ذکر کړې دې چه د هغې مضمون دا دې چه کوم انسان د یو مریض عیادت اوکړی د سحر په وخت نو د هغه سره اویا زره ملائک اوځی کوم چه د هغه دپاره تر د مانبامه پورې استغفار کوی، او کوم انسان چه د یو مریض تپوس اوکړی د مانبام په وخت نو د هغه سره اویا زره ملائک راوځی چه د هغه دپاره د سحره پورې بخښنه غواړی، او د هغه دپاره په جنت کښې یو باغ لگولې شي.

خریف په معنی د بستان چه هغې ته مخراف هم وائی او د ترمذی په یو روایت کښې دی «من حدیث ثوبان رضي الله عنه لم یزل فی خرفة الجنة» او هم د دې روایت په دویم طریق کښې دا زیادت دې «قبل ما خرفة الجنة قال جناها» یعنی د جنت میوې، فواکه، زمونږ استاذ محترم مولانا اسعد الله صاحب رحمته فرمائی چه هر کله دا خبره ده نو بیا چه په کومه زمانه کښې ورځ لویه وی هغه وخت تپوس د سحر په وخت کول پکار دی او کله چه شپه لویه وی نو هغه وخت تپوس د مانبام په وخت کول پکار دی.

[۳۰۹۹] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَهْيٍ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرِ الْخَرِيفَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُنْصُورٌ، عَنِ الْحَكَمِ أَبِي حَفْصٍ، كَمَا رَوَاهُ شُعْبَةُ.

د علی کرم الله وجهه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی دا روایت دتیر روایت په شان دې لیکن په دې کښې دخرید ذکر نشته، ابوداود وائی دا روایت منصور هم دحکم نه او هغه دابوحفص نه دشعبه په شان نقل کړې دې.

۱: تفرد به ابو داود، وانظر الحديث الاثني، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۱۱) (صحیح)

۲: سنن ابن ماجه/الجنائز ۲ (۱۴۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۱۱)، وقد أخرجه: سنن الترمذي/الجنائز ۲ (۹۶۹)، مسند احمد (۱۲۰، ۸۱/۱) (صحیح)

[۳۱۰۰] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ غُلَامَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَسَأَلَ مَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْنَدُ هَذَا عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ صَحِيحٍ.

علی کرم الله وجهه دنبی ﷺ نه نور داسې روایات هم نقل کړی دي چې نبی ﷺ فرمانيلى دي لیکن په هغه روایتونو کښې دباغ ذکر نشته، ابوداود وائی ددې حدیث د علی ﷺ نه او هغه دنبی ﷺ نه په غیر صحیح وجه باندې بیان شوې دي.

بَابُ فِي الْعِيَادَةِ مِرَارًا د بار بار عیادت کولو د فضیلت بیان

[۳۱۰۱] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا أَصِيبَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ فِي الْأَكْحَلِ، "فَضْرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَمَةً فِي الْمَسْجِدِ، فَيَعُودُهُ مِنْ قَرِيبٍ".

دام المومنین عائشة رضی الله عنها نه روایت دي فرمائی کله چې په غزوۀ خندق کښې سعد بن معاذ زخمی کړي شو او هغه داسې یوکس دده لاس په غشي ویشتلې وو او رگ ئې شلیدلې وو نو نبی ﷺ دده دپاره په مسجد کښې دننه یوه خیمه ولگوله ددې دپاره چې دنزدې نه ئې عیادت وکړي.

﴿ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا أَصِيبَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ فِي الْأَكْحَلِ الْخ ﴾
شرح الحديث :

یعنی سعد بن معاذ رضی الله عنه په غزوۀ خندق کښې یو کافر په اکحل کښې په غشي باندې ویشتلو نو رسول الله ﷺ سعد رضی الله عنه لره په مسجد کښې ایسارولو سره د هغوی دپاره په مسجد کښې خیمه نصب کړه او په مسجد کښې ئې څکه ایسار کړه چې د نزدې کیدو د وجې نه په تپوس کولو کښې سهولت وی په دې باندې مصنف رحمه الله ترجمه قائم کړې ده العیادة مرارا، مصنف رحمه الله گویا په دې کښې د سعد رضی الله عنه په مسجد کښې د دیره کولو او ایسارولو فائده او مصلحت بیان کړې دي چې بار بار تپوس او کړې شی.

﴿ اکحل ﴾ د یو رگ نوم دي چې د زراغ په مینځ کښې وی، او خلیل لیکلې دي چې اکحل د عرق حیات هغه ښاخ دي کوم چې په لاس کښې وی، او کوم ښاخ چې د دې په ملا کښې وی هغې ته ابهر وائی او کوم چې په پندوئ کښې وی هغې ته نساء وائی. وئیلې شوې دي چې په هر اندام کښې د عرق حیات یو څانګه وی د هغه رګ که خوله پرانستلې شی نو وینه نه او درېږي اکحل ته په فارسي کښې رګ هفت اندام وائی.

دا حدیث دلته خو مختصر دي اوږد او مفصل حدیث د بخاری په کتاب المغازی کښې دي. والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائي، قاله المنذرى

۱: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۱۱) (صحیح مرفوع)
۲: صحیح البخاری/ الصلاة ۷۷ (۴۶۳)، والمغازي ۳۰ (۴۱۲۲)، صحیح مسلم/ الجهاد ۲۲ (۱۷۶۹)، سنن النسائي/ المساجد ۱۸ (۷۱۱)، (تحفة الأشراف: ۱۶۷۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵۶۶، ۱۳۱، ۲۸۰) (صحیح)

باب فِي الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ

د سترگو د خوږیدو په وجه د چا د عیادت دپاره د تلود فضیلت بیان

غرض المصنف من الترجمة :

رمد یعنې د سترگو خوږیدل، د دې د تخصیص سره د ترجمې قائمولو په ظاهره ضرورت ځکه راغلو چه یو حدیث دې چه په هغې کښې درې څیزونه د تپوس کولو نه مستثنی کړې شوې دی، (ثلاثة ليس لهم عيادة العين والدمل والضرس) اخرجه البيهقي، چه درې درې بیماریانې داسې دی چه په دې کښې تپوس نشته، یو هم دا د سترگو خوږیدل، دویم دمل دانه، دریم د غاښ درد، خو صحیح دا دې چه دا حدیث موقوف دې مرفوع نه دې، او حدیث الباب کوم چه مصنف رحمته ذکر کړې دې هغه اصح دې، یا دا چه په دې حدیث کښې د تاکد نفی کړې شوې ده خو په بعض کتابونو د فقه کښې هم د دې دریو بیمارو د عیادت نفی ذکر کړې شوې ده، د دې جواب هم دا ورکړې شوې دې چه د تاکد نفی مقصود ده د مطلق سنت کیدو نه.

[۳۱۰۲] (١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّقِيلِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسحاق، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: "عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بَعِينِي."

دزید بن ارقم رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله زما د عیادت دپاره راغې دهغه درد په وجه کوم چه زما په سترگو راغلي وو.

(عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال عادنی رسول الله صلی الله علیه و آله من وجع کان بعینی) د حدیث نه د ترجمه الباب ثبوت ښکاره دي.

باب الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونِ

د طاعون زده علاقې نه د وتلو بیان

طاعون یوه مشهوره بیماری ده کومه چه د بدن په مختلفو حصو کښې مثلاً ځنگلو، ترخونو یا گوتو کښې یا د بدن په ټولو حصو کښې څه دانې او زخموڼه پیداشی چه د هغې سره ورم هم وی او سحت قسم پریشانی هم او سوزې، اود هغې زخمونو گیر چا پیره ځایونه سره شی یا شین والی ته مائل، چه د هغې سره د زړه حرکت تیز شی، او قی هم وی او د دې اطلاق په هغه وبا او مرض عام (لکه زمونږ د زمانې د هینګی، باندې هم کیږی چه په هغې سره فضاء فاسده شی او بیا د هغې اثر په بدن کښې خور شی.

[۳۱۰۳] (٢) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ تَوْقَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تُقْدِمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعْتُمْ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ" يَعْنِي الطَّاعُونَ.

(١): تقد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۶۹۷۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۵/۴) (حسن)

(٢): صحيح البخاري/الطب ۳۰ (۵۷۲۹)، والحيثل ۱۳ (۶۹۷۳)، صحيح مسلم/السلام ۳۲ (۲۲۱۹)، (تحفة الأشراف: ۹۷۲۱)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجامع ۷ (۲۲)، مسند احمد (۱۹۲/۱، ۱۹۳، ۱۹۴) (صحيح)

د عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه نه روایت دي فرماني چه نبی ﷺ فرمائيلى دى په کومه ځمکه کښې چه طاعون مرض وي هلته مه ورځئ او کله چه په کوم ځانې کښې په تاسو باندې طاعون راشي نو د دغه ځانې نه مه تختئ (يعنى د طاعون مرض نه).

شرح الحديث :

﴿ اِذَا سَمِعْتُمْ بَارِضَ فَلَا تَقْدُمُوا ﴾ ^(۱) عليه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه ﴿

د دې بيماري په باره کښې رسول الله ﷺ دا ارشاد فرماني چه په کومه علاقه کښې د دې کيدل معلوم شى نو هلته مه ځانې، او که په هم هغه ځانې کښې بيا موندلې شى چرته چه تاسو يې نوبيا دهغه ځانې نه مه تختئ يعنى د دې بيماري نه بچ کيدو دپاره، معلومه شوه چه که د څه ضرورت د وجې نه ځى نو بيله خبره ده ځکه چه په رومبى صورت کښې د جراعت او استغناء معنی موندلې شى او په دويم صورت کښې د فرار عن القدر شبه پيدا کيږي.

د حديث نه معلوم کيږي چه طاعون د کفارو په حق کښې د الله پاک عذاب دې او د مومنانو په حق کښې رحمت دې، که په دې باندې صبر او کړى نو دهغه دپاره د شهيد اجر دې، پس وړاندې مستقل باب را روان دې، ﴿ فضل من مات بالطاعون ﴾ چه په هغې کښې دا راځي ﴿ المطعون شهيد ﴾ حضرت په بذل کښې د طاعون په باره کښې دا روایت ذکر کړې دې د عائشې رضي الله عنها د حديث چه ما د رسول الله ﷺ نه د طاعون په باره کښې تپوس او کړو ﴿ فاخبرني انه عذاب يبعثه الله على من يشاء وان الله عزوجل جعله رحمة للمؤمنين ﴾ الحديث واخرجه الشيخان من حديث سامة بن زيد مرفوعا ﴿ الطاعون رجز ارسل على طائفة من بنى اسرائيل او على من كان قبلکم الحديث ﴾ اه مختصرا.

والحديث اخرجه البخاري ومسلم مطولا، قاله المنذرى

باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ

د عيادت په وخت کښې د مريض دپاره د الله تعالى نه د شفا غوښتلو بيان

[۳۱۰۴] (۲) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مَكِّي بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْجَعْفَرُ بْنُ عَائِشَةَ بِنْتُ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَاهَا، قَالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ، فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي، ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قَالَ: "اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، وَأَتِمِّمْ لَهُ هَجْرَتَهُ".

عائشه بنت سعد دخپل پلار نه روایت کوي فرماني - چه زه په مکه کښې مريض شوم او نبی ﷺ زما بيمار پرسئ ته راغې او خپل لاس ئې زما په تندي باندې کيځود و او زما په خيټه او شاه باندې ئې لاس راښکل او بياني او فرمايل اي الله سعد ته شفا ورکړي او دده هجرت کامل او گرځوي.

﴿ عن عائشة بنت سعد رضي الله عنها ان اباها قال اشتكيت بمكة ﴾

(۱) بضم التاء من الاقدام وفي بعض النسخ يفتح التاء والدال، والمحفوظ ضم التاء. (بذل).

(۲) صحيح البخاري / المرضي ۱۳ (۵۶۵۹)، سنن النسائي / الوصايا ۳ (۳۶۵۶)، تحفة الأشراف: ۳۹۵۳، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۷۱/۱) (صحيح)

سعد بن وقاص رضي الله عنه فرمائي چه ما يو ځل په داسې حال کښې چه زه په مکه مکرمه کښې اوم بيمار شوم نو رسول الله ﷺ زما د تپوس دپاره تشریف راوړلو او زما په تندي مبارک باندې نې خپل لاس مبارک کيخودلو او په سينه او شا باندې هم او دا دعا نې اوکړه «اللهم اشف سعد واتمم له هجرته» د دې نه معلومه شوه چه کله د يو مريض تپوس له انسان لارشی نو د هغه په تندي باندې دې لاس کيږدي (يا دې د هغه په لاس باندې لاس کيږدي) او هغه ته دې دعاء هم اوکړي، لکه چه وړاندې مستقل باب را روان دي.

د رسول الله ﷺ دعا د سعد رضي الله عنه په حق کښې قبوله شوه او هغه جوړ شو او د اسلام نې ډير خدمت اوکړو «فمات بعد ذلك بالمدينة المنورة سنة ۵۵ هـ بعد ما فتح العراق» د سعد رضي الله عنه دا حديث په کتاب الوصايا کښې تير شوې دې چه په هغې کښې دا وو «قلت يا رسول الله ﷺ اتخلف عن هجرتي الخ» هلته نور هم ډير څه ليکلي شوي دي فتذكر. والحديث أخرجه البخاري اتم منه، قاله المنذري

[۳۱۰۵] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُوا الْعَانِي." قَالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي: الْأَسِيرُ.

د ابو موسی اشعري رضي الله عنه نه روایت دي فرمائي چه رسول الله ﷺ فرمايلي دي: وږوته خوراک ورکوي او د مريض بيمار پرسي کوي او مسلمانان قيديان د کفارو د قبيضي نه ازادوي، سفيان ثوري ويلي دي چه عاني اثيرته ويلي شي.

«اطعموا الجائع وعودوا المريض وفكوا العاني قال سفيان : والعاني الاسير»

يعني اوږو باندې خوراک کوي او د مريضانو تپوس کوي، او هر څومره چه کيدې شي د قيديانو د خلاصولو کوشش کوي، اي المسلم المحبوس عند الكفار، وكذا المحبوس ظلما فيجب على المسلمين انقاذه بالفدية (بذل) د دې حديث حواله او ذکر په کتاب الفرائض کښې هم تير شوې دي، «وافك عانة» الحديث دلاندې فتذكر.

باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ

د عيادت په وخت کښې د مريض دپاره دصحت دپاره د دعا غوښتلو د فضيلت بيان

[۳۱۰۶] (۲) حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ عَادَ مَرِيضًا، لَمْ يَخْضَرْ أَجَلَهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعٌ مِائَاتٍ: أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، أَنْ يَشْفِيكَ، إِلَّا عَافَاكَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ."

د عبد الله بن عباس رضي الله عنه نه روایت دي فرمائي چه نبی ﷺ فرمايلي دي: څوک چه د يو داسې مريض عيادت وکړي د چا چه دمرگ نيته نه وي پوره شوي او د هغه خواته دادعاء:

(۱) صحيح البخاري/الجهاد ۱۷۱ (۳۰۴۶)، النكاح ۷۱ (۵۱۷۴)، الأطعمة ۱ (۵۳۷۳)، الطب ۴ (۵۶۴۹)، الأحكام ۲۳ (۷۱۷۳)، (تحفة الأشراف: ۹۰۰۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۹۴/۴)، سنن الدارمي/السير ۲۷ (۲۵۰۸) (صحيح)
(۲) سنن الترمذي/الطب ۳۲ (۲۰۸۳)، (تحفة الأشراف: ۵۶۲۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۳۹/۱، ۲۴۳) (صحيح)

«أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ»، اوه پيري او وائی نوالله تعالیٰ به ئې ضرور ددغه مرض نه جوړ کړي.

قوله: «عن ابن عباس رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال من عاد مريضا لم يحضر اجله الخ» کوم انسان چه د يو داسې مريض تپوس او کړي چه لا د هغه وخت نه وي راغلي «د مرگ» هغه تپوس کونکې دې هغه سره د ناستې په وخت دا دعاء اووه کرته اولولي، الله پاک به هغه ته شفاء ورکوي: «اسأل الله العظيم رب العرش العظيم ان يشفيك» والحديث أخرجه الترمذي والنسائي، قاله المنذري او د دې نه روستو حديث کښې کوم چه د عبدالله بن عمرو بن العاص نه مرفوعا روايت کړې شوي دي په دې کښې د عيادت په وخت د دې دعا لوستل ذکر شوي دي «اللهم اشف عبدك ينكالك عدوا ويمشي لك الى جنازة» او په يو نسخه کښې «الى صلاة» دې اي الله دې خپل بنده ته شفاء ورکړه دا به د صحت نه پس ستا د دشمنانو سره جهاد کوي هغوی به زخمی کوي او ستا د رضا دپاره به د جنازې سره ځي، په دې حديث کښې لک، لک بار بار راغلي دي معلومه شوه چه د الله پاک په نزد هم هغه عمل معتبر دي کوم چه خالص د هغه دپاره وي، او د دې حديث نه جنازو سره د تلو اهميت معلومېږي.

[٣١٠٧] (١) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَالْكَ عَدُوًّا، أَوْ يَمْشِيَ لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ." قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ: إِلَى صَلَاةٍ.

دا بن عمر رضي الله عنه نه روايت دي فرماني چه رسول پاک صلي الله عليه وسلم فرمانيلى دي: كله چه څوك د چا بيمار پرسى ته ورشي نو داد عاء ذي او وائی: يعنى الله دي خپل بنده ته شفا ورکړي ددې دپاره چه ستاد رضا دپاره ستادشمن زخمى کړي او ستاد خوشحالو لدپاره د چاد جنازي سره لاړشي.

بَابُ فِي كَرَاهِيَّةِ تَمَتِّيِ الْمَوْتِ

د مرگ د تمنا کولو د ممانعت بيان

[٣١٠٨] (٢) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَدْعُونَ أَحَدَكُمْ بِالْمَوْتِ لِغَيْرِ نَزَلٍ بِهِ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَخِيْنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَقَّيْ إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي."

دانس بن مالک رضي الله عنه نه روايت دي فرماني چه رسول الله فرمانيلى دي په دنيا کښې دي د تکليف رسيدو په وجه باندې څوك د مرگ تمنا نه کوي مگر که چرې داسې کول غواړي نو بيا دي داسې او وائی اي الله دڅو پورې چه زما دپاره زندگي به تره وي تر هغې مې ژوندې

(١): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ٨٨٦٠)، وقد أخرجه: مسند احمد (١٧٢/٢) (صحيح)

(٢): سنن النسائي/الجنائز ٢ (١٨٢٢)، سنن ابن ماجه/الزهد ٣١ (٤٢٦٥)، (تحفة الأشراف: ١٠٣٧)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/المرضي ١٩ (٥٦٧٢)، والدعوات ٣٠ (٦٣٥١)، صحيح مسلم/الذكر ٤ (٢٦٨٠)، سنن الترمذي/الجنائز ٣ (٩٧١)، مسند احمد (١٠١/٣، ١٠٤، ١٦٣، ١٧١، ١٩٥، ٢٠٨، ٢٤٧، ٢٨١) (صحيح)

اوساتي او کله چه زما دپاره مرگ بهتروي نو بيا ماته مرگ را کړي.
 ﴿ لا يدعون احدكم الموت لضر نزل به ﴾

يعنی انسان لره د مرگ غوښتنه بالکل نه دی کول پکار د يو دنيوی ضرر او پریشانۍ د وجې نه، او که ضرر ورکول وی نو د هغې نه د بچ کيدو دپاره جائز دی کذا قال العلماء نو اوس نو بيا څه دعا کول پکار دی په داسې موقع باندې هغه په حديث کښې ذکر شوې دی ﴿ اللهم احيني ما كانت الحياة خيرا لي وتوفني اذا كانت الوفاة خيرا لي ﴾

ژوند د مسلمان دپاره ډير لوڼې نعمت دي د يو مصيبت نه ويريډو سره د خپل خان دپاره د مرگ دعا کول د دې نعمت ناقدری ده په حديث کښې راځي چه د مسلمان دپاره خو په هر حال کښې خير دي که د مصيبت حالت وی او که د خوشحالي، که په مصيبت کښې صبر کوی نو د هغه دپاره اجر دي، او که د خوشحالي په حالت کښې شکر کوی نو بيا هم د هغه دپاره اجر دي د انسان هم دا دوه حالتونه وی نو گویا د هغه دپاره په هر حال کښې نفع او فائده ده. الحمد لله الذي هدانا لهذا وجعلنا من المسلمين..... والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة، قاله المنذري

[٣١٠٩] (١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَمْتَنِينَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ"، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

د مالک بن انس نه په بل سند سره د تير روايت په شان پروايت منقول دي.

بَابُ مَوْتِ الْفَجَاءَةِ

د ناڅاپي مرگ بيان

په فجاءه کښې دوه لغات دی بضم الفاء والمد، او بفتح الفاء واسكان الجيم بلا مد.

[٣١١٠] (٢) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، أَوْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَرَّةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مَرَّةً عَنْ عُبَيْدٍ، قَالَ: "مَوْتُ الْفَجَاءَةِ أَخَذَهُ أَسِفٌ".

د عبید بن خالد سلمی (صحابي) نه روايت دي چه فرمائیل ئې او یوخل ئې او فرمائیل چه نبی ﷺ فرمائیلی دژ او بل خل ئې او وئیل چه عبید وئیلی دی چه چاته ناڅاپي مرگ راتلل د الله د غضب علامه ده.

﴿ موت الفجاءة اخذه اسف ﴾ اسف کښې د سین فتحه او کسره دواړه لوستلې شی، په رومي صورت کښې د دې معنی د غضب ده او په دویم صورت کښې د صفت صیغه ده په معنی د غضبان، یعنی فجائی مرگ یعنی ناڅاپي مرگ د الله پاک د غصې نیول دی یا غضبان نیول دی، خو دا د کافر په حق کښې ده، او د مومن په حق کښې داسې نه ده بلکه رحمت دي ځکه چه کامل مومن همیشه د آخرت دپاره تیار او مستعد وی. (بذل) وفي

^١: تقرده ابو داود، وانظر ما قبله (تحفة الأشراف: ١٢٧٤) (صحیح)

^٢: تقرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ٩٧٤٣)، وقد أخرجه: مسند أحمد (٤٢٤/٣، ٢١٩/٤) (صحیح)

الهامش البذل..... وورد ايضا موت الفجاءة راحة المومن، وقد توفي فجاءة ابراهيم وداود وسليمان على نبينا وعليهم الصلوة والسلام. (تفريح الاذكياء في تاريخ الانبياء)

باب فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونَ

دهغه کس فضيلت چه په طاعون مرض کښې مړ شي

[۳۱۱۱] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكَ، عَنْ عَتِيكَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَتِيكَ، وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو أُمِّهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَمَّهُ جَابِرَ بْنَ عَتِيكَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُودُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ غَلِبَ، فَصَاحَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: "غَلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ، فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَيَكِينُ، فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكَ يُسَكِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْنِي، فَإِذَا وَجِبَ فَلَا تُبَكِّينَ بِأَكِيَّةٍ، قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْمَوْتُ، قَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَارَكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدَرِ نَبِيِّهِ، وَمَا تَعْدُونَ الشَّهَادَةَ؟ قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشَّهَادَةُ سَبْعٌ، سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْفَرَقِيُّ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَذْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرَأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدٌ".

د جابر بن عتيك د ترور نه روایت دې فرمائی چې نبي ﷺ د عبد الله بن ثابت بيمار پرسى ته راغې نو په بې هوشۍ کښې ئې اوليدو نبي ﷺ ورته په چغه آواز وکړو هغه هيڅ جواب ورنکړو نو نبي ﷺ «إنا لله وانا إليه راجعون» او وئيل اوونې فرمائيل مونږ ستا متعلق مغلوب شو مونږ خو غوښتل چې ته روغ شي مگر د الله تقدير زمونږ په اراده باندې غالب شونځو چې دا واوريدل نو په چغو شوي او جراني شروع کړه نو ابن عتيك شروع شو چې چې کولې مې نبي ﷺ او فرمائيل دوى پرېږده کله چې واجب شي نو څوک دې نه جاري خلقو عرض اوگړو اې د الله رسوله واجب کيدونه څه مراد دې؟ نبي ﷺ او فرمائيل چې مرگ واجب شي، دده لور خپل پلار عبد الله بن ثابت ته او وئيل په الله قسم مونږ په دې پوهيږو چې ته شهيد ئې ځکه چې تاد جهاد دپاره اسباب تيار کړي وو نبي ﷺ او فرمائيل الله تعالى هرچاته دهغه دنيت موافق ثواب ورکوي او عذاب دنيت موافق نه ورکوي ترڅو چې گناه بالفعل ونکړي، خو بيا هم دالله نه دبخشش اميد دې زمونږه مالک رحيم کريم دې نبي ﷺ او فرمائيل تاسو شهيد چاته وايئ؟ هغوى او وئيل شهيد هغه څوک دې څوک چې دالله په لار کښې په جهاد کښې د کافرانو د لاس نه مړ شي نبي ﷺ او فرمائيل دالله په لار کښې د قتل کيدونه علاوه اوه قسمه شهادتونه نور هم شته دې يوهغه کس شهيد دې څوک چې په طاعون مړ شي بل هغو څوک دې چې په اوبو کښې ډوب شي او مړ شي او څوک چې د ذات الجنب په مرض مړ شي هغه شهيد دې څوک چې دخيستي د بيمارۍ په وجه (هيضه) مړ شي شهيد دې څوک چې په اور وسوزي هغه شهيد دې څوک چې د ديوال نه لاندې شي او مړ شي

(۱) سنن النسائي/الجنائز ۱۴ (۱۸۴۷)، الجهاد ۴۸ (۳۱۹۶)، سنن ابن ماجه/الجهاد ۱۷ (۲۸۰۳)، (تحفة الأشراف: ۳۱۷۳)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجنائز ۱۲ (۳۶)، مسند احمد (۴۴۷۵) (صحيح)

هغه شهید دې او کومه بڼه چې په اولاد پیدا کیدو کېنې مړه شي هغه شهیده ده.
 ﴿ان رسول الله ﷺ جاء يعود عبدالله بن ثابت ﷺ فوجده قد غلب الخ﴾

مضمون د حدیث :

یعنی رسول الله ﷺ د عبدالله بن ثابت ﷺ د تپوس دپاره تشریف یووړ، چې کله هغوی هلته اور سیدل نو وې کتل چې هغوی بیهوشه شوی دی، رسول الله ﷺ هغوی ته آواز اوکړو نو هغه په دې باندې هیڅ هم او نه وئیل، رسول الله ﷺ ﴿انا لله﴾ اوئیل او وې فرمائیل چې مونږ ستا په باره کېنې مغلوب شو، یعنی قضاء او قدر غالب شو او د وفات وخت رانژدې شو، کومې زنانه چې په دې کور کېنې وې هغوی چغې او فریاد شروع کړو، جابر بن عتيك ﷺ هغوی خاموش کولې، رسول الله ﷺ هغه ته او فرمائیل پرېږده دا زنانه یعنی ژړا ته ئې پرېږده، خو چې کله وفات شې نو بیا به هیڅوک نه ژاړي، د دې نه پس په روایت کېنې دی چې د هغوی لور په افسوس سره اوئیل چې والله مونږ خو دا امید لرلو چې ته به شهید کیږې ځکه چې تاسو د جهاد اسباب تیار کړې وو په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل ﴿ان الله قد اوقع اجره على قدر نيته﴾ یعنی الله پاک هغه ته د هغه اجر ورکړې دې د هغه د نیت او ارادې مطابق ﴿وما تعدوا الشهادة؟﴾ او رسول الله ﷺ تپوس اوکړو چې تاسو شهادت څه څیز گنړئ؟ هغوی جواب ورکړو د الله پاک په لاره کېنې قتل کیدل، په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل اسباب د شهادت د دې نه علاوه اووه نور دي ﴿المطعون شهيد، والفرق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد، المبطن شهيد، وصاحب الحريق شهيد والذي يموت تحت الهدم شهيد والمرأة تموت بجمع شهيد﴾

د شهادت د اسباب سبعة تشریح :

مطعون یعنی څوک چې د طاعون په مرض باندې هلاک شي، ذات الجنب یو مشهوره بیماری ده چې د هغې دوه قسمونه دي یو حقیقی او بل عرفی، حقیقی خو ډیر خطرناک مرض دې چې په هغې کېنې په پختو کېنې دننه ورم او زخم پیدا شي او توخې او تبه د هغې سره لازم وي، او په دویم قسم باندې ځان داسې پوهه کړي چې کوم بادی درد وي هغې ته وائي، ترمذی په کتاب الطب کېنې د دې ډیر په کثرت سره ذکر کړې دي او هم دغه شان د رسول الله ﷺ په مرض الوفات کېنې د لدود ذکر کوم چې د رسول الله ﷺ د کور خلقو رسول الله ﷺ لره د ذات الجنب مریض گنړلو سره کړې وو او د مبطن نه مراد چې د خیتې په مرض کېنې مړ شي یعنی استطلاق البطن (د دستونو مرض) (بذل)، وفي العون : ای اسهال واستسقاء او وجع بطن، وصاحب الحريق یعنی چې په اور کېنې سوزیدو سره مړ شي، تحت الهدم یعنی د دیوال د لاندې، قال القاری الهدم بفتح الدال ویسکن... ﴿والمرأة تموت بجمع﴾ بضم الجیم ویکسر سکون المیم قاله القاری، قال الخطابی معناه ان تموت وفي بطنها ولد اذ وقال في النهاية ای تموت وفي بطنها ولد وقيل التي تموت بکرا، والجمع بالضم بمعنى المجموع، کالذخر بمعنى المدخور، وکسر الکسائی الجیم والمعنی انها ماتت مع شیء مجموع فيها غیر منفصل عنها من

حمل او بکارة آه قال النووی ضم جیمه اشهره الثلاثة (بذل، عون) یعنی هغه زنانه چه د حمل په حالت کښې مړه شی یا د واده نه مخکښې په پیغلنوب کښې مړه شی، یا په حالت نفاس کښې د ماشوم د پیدائش نه پس مړه شی لکه چه وړاندې د مسند احمد په روایت کښې را روان دی او یو قول په هغې کښې دا دې چه د چا وفات په مزدلفه کښې اوشی (خکه چه د مزدلفې دویم نوم جمع هم دې، وهو خطاء ظاهر کذا فی هامش البذل.

دا حدیث په مختلفو الفاظو او سیاق سره وارد شوې دې، د مسند احمد په یو روایت کښې دی، «ان فی القتل شهادة وفي الطاعون شهادة وفي البطن شهادة وفي الغرق شهادة وفي النفساء يقتلها ولدها جمعها شهادة»

د اسباب الشهادة تعداد :

په دې حدیث کښې د اسباب شهادت ذکر دې او دا چه هغه اووه دی، امام مالک رحمته الله علیه په موطاء کښې عنوان قائم کړې دې، «الشهداء فی سبیل الله» حضرت شیخ رحمته الله علیه په اوجز ٧٠/٤ کښې د هغې د لاندې لیکلې دی : وتقدم فی ابواب الجنائز ان اسباب الشهادة الواردة فی الاحادیث ترتقی الی قریب من الستین وتقدم ذکرها (١) ومع ذلك فالشهيد الحقيقي هو قاتل المعركة

١ باب الشهادة بالتفصيل : ففیه تحت حدیث جابر بن عتيك رضي الله عنه، فالمذكور فی حدیث جابر رضي الله عنه هذا ثمانية أنواع مع الشهادة الحقيقية ولخص الزرقاني تبعاً لشرح البخاري وغيرها الروايات التي اطلق فيها اسم الشهادة فزاد علي هذه الثمانية، الميت علي فراشه في سبيل الله، وصاحب السل بكسر المهمله وتشديد اللام، ومن قتل دون ماله، او دينه، او دمه، او اهله، او دون مظلمته، ومن وقصه فرسه، او بعيه في سبيل الله، او لدغته هامة او مات علي فراشه علي اي حتف شاء الله كما في رواية ابي مالك الاشعري مرفوعاً عند ابي داود والحاكم والطبراني، وموت الغريب والشریق والذي يفترسه السبع، والخار عن دابته، والمائد في البحر الذي يصيبه القي له اجر شهيد ومن طلب الشهادة بنيتة صادقة يكتب شهيداً، ومن تردى من رؤس الجبال، وفي رواية البخاري من حدیث عائشة رضي الله عنها ليس من احد يقع الطاعون فيمكث في بلده صابراً محتسباً يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر شهيد. فهذه سبع وعشرون خصلة سوي القتل في سبيل الله، ذكر الحافظ ان طرقها جيدة، وانه وردت خصال اخري في احاديث لم اعرج عليها الضعفاء آه زاد الزرقاني صاحب الحمي، والميت في السجن، وقد حبس ظلماً. والميت عشقاً، او طالباً للعلم، وزاد العيني من حبسه السلطان الظالم، او ضربه فمات فهو شهيد، والمرابط يموت في فراشه وحكي عن ابن العربي، وصاحب النظرة وهو المعين والغريب شهيدان، قال وحديثهما حسن، ومن مات مريضاً مات شهيداً، والنفساء ومن احتسب نفسه علي الله، ومن عشق وعف وكم ومات، مات شهيداً، وعند الترمذي، وقال حسن غريب. من قال حين يصبح ثلاث مرات اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم وقراء ثلاث آيات من اخر سورة الحشر فان مات من يومه مات شهيداً، وعنده غيره من قراء آخر سورة الحشر فمات من ليلته مات شهيداً، وعند الأجرى يا انس ان استطعت ان تكون ابداً علي وضوء فافعل فان ملك الموت اذا قبض روح العبد وهو علي وضوء كتب له شهادة، وعن ابن عمر من صلي الضحى وصام ثلثة ايام من كل شهر ولم يترك الوتر كتب له اجر شهيد، وورد من مات يوم الجمعة او ليلة الجمعة اجير من عذاب القبر وجاء يوم القيامة وعليه طابع الشهداء، قال ابونعيم غريب من حدیث جابر، ومن خرج به خراج في سبيل الله كان عليه طابع الشهداء وزاد القاري عن ابواب السعادة علي بعض المذكورين صاحب السل اي الدق، والمسافر، والمرعوب علي فراشه في سبيل الله، وعن ابي عبيدة بن الجراح رضي الله عنه قلت يا رسول الله ﷺ اي الشهداء اكرم علي الله؟ قال: رجل قام الي امام جائر فامر به معروف ونهاه عن منكر فقتله، وعن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعاً ان الله كتب الغيرة علي النساء والجهاد علي الرجال فمن صبر منهن كان لها اجر شهيد، وورد من قال في كل يوم خمسا وعشرين مرة اللهم بارك لي في الموت وفيما بعد الموت ثم مات علي فراشه اعطاه الله تعالي اجر شهيد، ومنها المتمسك بالسنة عند فساد الامة، والموذن المحتسب، ومن عاش مدارياً، ومن جلب طعماً الي المسلمين، ومن سعي علي امراته وولده، وما ملكت يعينه، وغير ذلك مما يطول ذكره، فكل من كثر اسباب شهادة زيد له في.....

او من قتله اهل البلى او اهل الحرب او قطاع الطريق ونحو ذلك، وتقدم حكمه فى الجنائز من انه لا يغسل ويدفن بدمه، واختلف فى وجه تسمية الشهيد شهيدا على اقوال تقدم ذكرها فى باب العتمة والصبح وبسطها النووى فى شرح مسلم آه د علامه سيوطى ^{رحمته} هم په دې کښې مستقل يو تاليف دې، ابواب السعادة فى ابواب الشهادة..... چه په هغې کښې هغوى اسباب د شهادة اويآ ته رسولې دى. والحديث اخرجه النسائى وابن ماجة، قاله المنذرى

باب المریض یؤخذ من اطفارہ وعائتہ

د قریب الموت دپاره د نوکا نوکت کولو او د ترخ دویختو صفا کولو بیان

یعنی مریض ته پکار دى چه د خپلو بریتو او د نامه نه لاندې ویښتو خیال ساتی.

[٣١١٢] (١) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ابْتِاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرٍ بَنَ تَوْفَلٍ خَبِيبًا، وَكَانَ خَبِيبٌ هُوَ قَتْلُ الْحَارِثِ بْنِ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خَبِيبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا. حَتَّى أَجْمَعُوا الْقَتْلَةَ، فَاسْتَعَارَ مِنْ ابْنَةِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَعِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بَنِيهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ. حَتَّى أَتَتْهُ، فَوَجَدَتْهُ فُحْلِيًّا وَهُوَ عَلَى فُحْلِيَّةٍ، وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزَعَتْ فَرْعَةً عَرَفَهَا فِيهَا، فَقَالَ: أَتَحْشِينَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عِيَّاضٍ، أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهُمْ جِئُوا أَجْمَعُوا يَعْنِي لِقَتْلِهِ اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَعِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ.

د ابوهريرة ^{رضي الله عنه} نه روایت دې فرمائی چه بنو حارث بن عامر بن نوفل خبیبه په سلو اوښانو باندي واخستو، ددې دپاره چه دپلار په بدل کښې ئې قتل کړي او خبیبن حارث بن عامر د بدر په ورځ قتل کړي وو او خبیب نه ددوی سره په قید کښې یوه موده تیره کړه، تردې چه هغوی دده د قتل دپاره راجمع شول نو خبیب دحارث دلورنه چاره وغوښتله دصفایي دپاره نو هغې ورته ورکړه په دې وخت کښې ددوی یوماشوم دخیب ^{رضي الله عنه} خواته ورغې اومورني غافله وه اود خبیب په پتون باندي ناست وو اونورڅوک ورسره نه وو او چاره ئې په لاس کښې وه نود ماشوم مور ویریدله نو خبیبه دهغې په پریدلو باندي پوه شو نو ورته ئې وویل ایاته په دې ویریزی زه به داماشوم قتل کړم زه هیڅکله داسې نه کوم.

«وعن ابی هريرة ^{رضي الله عنه} قال ابتاع بنو الحارث بن عامر بن نوفل خبيبا الخ»

د خبیب بن عدی ^{رضي الله عنه} د قتل قصه :

په دې باب کښې مصنف ^{رحمته} د خبیب بن عدی ^{رضي الله عنه} د قتل قصه ذکر کړې ده، دا قصه په

٦.....فتح ابواب سعاده آه قلت: وزاد ابن عابدين: من قال في مرضه اربعين مرة لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين لمات، ومن يقرأ كل ليلة سورة ياسين ومن بات على طهارة لمات ومن صلى على النبي ^{صلى الله عليه وسلم} مائة مرة، وسئل الحسن عن رجل اغتسل بالثلج فاصابه البرد لمات فقال يالها من شهادة، وهذا كما رايت ترتقي الشهداء الي قريب من ستين، وذكر صاحب مظاهر حق، بعض انواع اخر، وكذا في كنز العمال وليه قال العيني، وفي التوضيح: الشهداء ثلاثة اقسام، شهيد في الدنيا والآخرة وهو المقتول في حرب الكفار بسبب من الاسباب، وشهيد في الآخرة دون احكام الدنيا وهم من ذكروا اتقا، وشهيد في الدنيا دون الآخرة وهو من غل في الغنيمة ومن قتل ملجرا او ما في معناه. آه.

(١) انظر حديث رقم: (٢٦٦٠)، (تحفة الأشراف: ١٤٢٧١) (صحيح)

کتاب الجهاد کښې په «باب فی الرجل یتاسر» کښې په تفصیل سره تیره شوې ده هغه دې اوکتلی شی، خیب رضی الله عنه د خپل قتل د واقعي نه مخکښې ډیر په اطمینان سره د قاتلینو نه چاره طلب کړې وه او د نامه نه لاندې وینسته ئې صفا کړې وو، لکه چه په حدیث الباب کښې ذکر دی. والحديث اخرجه البخاری والنسائی مطولا، قاله المنذرى

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ

د مرګ په وخت کښې په الله تعالى باندې ښه گمان کولو د فضیلت بیان

[۳۱۱۳] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: "لَا يَمُوتُ أَحَدُكُمْ، إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ".

د جابر بن عبد الله رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه رسول الله ته مې اوریدلی دی چه فرمائی یسې رو دخپل وفات کیدونه درې ورځې مخکښې مې دي نه شی په تاسو کښې یوکس مګر په داسې حال کښې چه په الله باندې ښه گمان کونکې وي. (عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول قبل موته بثلاث لا يموت احدكم الا وهو يحسن الظن بالله)

شرح الحديث:

یعنی رسول الله ﷺ د خپل وفات نه درې ورځې مخکښې دا او فرمائیله چه د مرګ په وخت انسان لره خاص طور سره د الله پاک سره نیک گمان پکار دې، یعنی دا خیال دې کوی چه ان شاء الله، الله پاک به په هغه باندې رحم فرمائی او د الله پاک نه دې د بخښنې امید ساتی، او په دې وخت مریض له دا هم پکار دی چه په دې آیتونو او احادیثو کښې غور او تدبر او کړی کوم چه د الله پاک د کرم او عفو او رحمت په باره کښې دې ————— کما قال الله تعالى فی الحديث الصحيح القدسی انا عند ظن عبدي بی، قال النووی هذا هو الصواب فی معناه وقاله جمهورهم، وشذ الخطابی وذكر معه تاویلات اخر الخ (بذل) د خطابی رائي په دې کښې دا ده چه د حسن ظن نه مراد حسن عمل دې ځکه په الله پاک باندې حسن ظن بغیر د حسن عمل نه نه حاصلیږی، امام نووی رحمه الله دا رد کړې دې لکه چه اوس تیرشو، پس صحیح هم داده چه په داسې وخت کښې حاضرینو او پوښتنه کونکو لره پکار دی چه په کومو آیتونو کښې د رحمت او بخښنې ذکر دې، هغه دهغه مخې ته اولولی، بله دا چه هغه ته خپل نیک اعمال هم وریاد کړې شی، په الله پاک باندې د ښه گمان پیدا کیدو دپاره هم دا آسان صورت دې، «رزقنا الله حسن الظن به تعالى فی هذا الوقت».

والحديث اخرجه مسلم وابن ماجه، قاله المنذرى

(۱) صحیح مسلم الجنة وصفة نعيمها ۱۹ (۲۸۷۷)، سنن ابن ماجه الزهد ۱۴ (۴۱۶۷)، (تحفة الأشراف: ۲۲۹۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳/۳۱۵، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۹۰) (صحیح)

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَظْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ

د مرګ په وخت کښې د پاکو جامو اغوستلو د فضیلت بیان

یعنی غوره دا ده چه د وفات په وخت د انسان جامې پاکې وي.

د حضرت الشیخ او والد صاحب حال د وفات په وخت :

زمونږ د شیخ نور الله مرقده چه په کومه ورځ وفات او شو، وفات خو ئې د مازیګر نه روستو شوې وو د وفات په ورځ سحر هغوی د خپل خادم نه د معمول خلاف دا تپوس اوکړو: ابو الحسن زما بستره پاکه ده؟ هغه اووې او جی پاکه ده، بیا ئې په دویم وخت کښې هم یو ځل دا سوال او فرمائیلو، او زما والد نور الله مرقده چه هغوی تر آخره پورې د طهارت او پاکوالی ډیر اهتمام کولو، پس په استنجاء کښې به ئې اول استنجاء بالحجر او د دې نه پس استنجاء بالماء په خپل اختیار او اهتمام سره کوله، تقریباً د (۸۸) اته اتیا کالو په عمر کښې وفات شو، یو شپه او نیمه ورځ ئې د غفلت په حالت کښې تیره شوه، د دې نه مخکښې به ئې په خپل لاس سره اودس او استنجاء وغیره کوله، د وفات نه پس چه کله د بستري نه مړې اوچت کړې شو نو ما قصدا او کتل چه د بستري څه حال دې ځکه چه تقریباً څلیرشت گنتې د غفلت په حالت کښې تیرې شوې وې. چه اومې کتل نو بستره بالکل صفا وه پکښې هیڅ قسم نخښه نه وه، تموتون کما تحیون، وتحشرون کما تموتون الحديث.

[۳۱۱۴] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَلْفَارِجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جَدِيدٍ، فَلَبَسَهَا، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا".

د ابوسلمه رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه کله د ابوسعيد خدریه دوفات کیدو وخت راغې نو نوې جامې ئې اوغوبستلې او وائی غوستلې اوبیا ئې اووئیل ماد نبی صلی الله علیه و آله نه اوریدلې وو چه فرمائیل ئې چه مړ به په هغه جامو کښې پورته کولې شی په کومو کپړو کښې چه مړ شوې وي.

﴿ عن ابی سعید الخدری رضي الله عنه انه لما حضره الموت دعا بثياب جدد فلبسها... الميت يبعث في ثيابه التي يموت فيها ﴾

د ابوسعيد خدری رضي الله عنه د وفات وخت چه کله نزدې شو نو هغوی نوې جامې راوغوبستلې او هغه ئې واغوستلې او وې فرمائیل چه ما د رسول الله صلی الله علیه و آله نه اوریدلې دی چه مړې به د قبر نه هم په هغه جامو کښې اوچتولې شی په کومو جامو کښې چه هغه مړی.

د دوه احادیثو تر مینځه تطبیق :

دلته یو مشهور اشکال دا کولې شی چه دا حدیث د هغه حدیث خلاف دې چه په هغې کښې دا دی ﴿ يحشر الناس حفاة عراة ﴾ د دې یو جواب خو دا ورکړې شوې دې چه په دې کښې په یو حدیث کښې خو د بعث ذکر دې او په دویم کښې د حشر، او دا دواړه ځانله ځانله څیزونه دی. بعث خو وائی د قبر نه پاسیدو ته او حشر وائی په میدان حشر کښې جمع کیدو ته، او

په دې دواړو وختونو کښې به کافي فاصله وي، ځکه چه دا به ډیره اوږده ورځ وي، د زرو کالو برابر او یو جواب دا ورکړې شوي دي چه په حدیث الباب کښې د ثياب نه مراد اعمال دي چه انسان خپلو اعمالو لره او چتولو سره د قبر نه پاسی که هغه هر څنگه وي، خو دې صحابی رضی الله عنه په دې حدیث کښې ثياب لره په ظاهري معنی باندې حمل کړې دي نو په دې دواړو احادیثو کښې هیڅ تعارض نشته، هم دا دویم جواب راجع دي، هم دغه شان وئیلې شوي دي چه آیت کریمه، «و ثيابک فطهر» کښې د ثياب نه مراد اعمال دي، او علامه قرطبي رحمته الله فرمائی (فی التذکره فی احوال الموتی وامور الاخرة) چه کیدی شي چه حشر فی الکفان د شهداء کرامو سره خاص وي (عون) وفي هامش البذل وخصه فی الفتاوی الحديثية ۱۳۳ بالشهد.

په جامع ترمذی کښې دي: قال ابن المبارك احب الي ان يكفن في ثيابه التي كان يصلي فيها، او دې شرح په تحفة الاخوذی کښې ده په حواله د فتح الباری چه صديق ابراهيم رضی الله عنه فرمائیلي وو چه زما تکفين زما په دې دواړو کپرو کښې او کړي په کومو کښې چه زه مونځ کوم، او په تذكرة الحفاظ کښې دا نقل کړې شوي دي امام زهري رحمته الله فرمائی چه د سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه چه کله وخت نژدې راغلو نو هغوی خپله پخوانی د وړي جبه راوغوښتله او وې فرمایل چه ما هم په دې کښې کفن کړي ځکه چه په جنگ بدر کښې ما دا اغوستلې وه او ما دا هم د دې وخت دپاره پته کړې وه، او خپله د رسول الله صلی الله علیه و آله د کفن په باره کښې وړاندې د ابن عباس رضی الله عنه په حدیث کښې را روان دي چه هغوی ته په درې کپرو کښې کفن ورکړې شو چه په هغې کښې یو د هغوی هغه قميص وو په کوم کښې چه د رسول الله صلی الله علیه و آله وفات اوشو، فی ثلاثة اثواب نجرانية، الحلة ثوبان، وقميصه الذي مات فيه... خو د رسول الله صلی الله علیه و آله په باره کښې په روایاتو کښې اختلاف دي.

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ

د مرکیدونکی کس په وړاندې کوم قسم خبرې کول پکار دي؟

[۳۱۱۵] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا حَضَرَ تُمُ الْمَيِّتِ، فَقُولُوا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُولِي: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَأَعِزَّنَا عَقْبَى صَالِحَةً". قَالَتْ: فَأَعْفَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دام المومنين ام سلمه رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلي دي کله چه تاسو ته مرګ راشي نو ښي خبرې کوي ځکه چه فرشتي امین وائی په هغه خبرو کوي چه تاسو کوي کله چه ابو سلمه مړ شو ماعرض او کړو اي د الله رسوله زه څه او وایم؟ نبی صلی الله علیه و آله او فرمایل داسې وایه: یعنی اي الله بخښنه ورته وکړي او مونږ ته دده نه بهتر عوض راکړي، ام سلمه وائی دهغه په عرض کښې الله تعالی ماته نبی صلی الله علیه و آله را کړو.

۱: صحيح مسلم/الجنائز ۳ (۹۱۹)، سنن الترمذی/الجنائز ۷ (۹۷۷)، سنن النسائي/الجنائز ۳ (۱۸۲۴)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۴ (۱۴۴۷)، ۵۵ (۱۵۹۸)، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۶۲، ۱۸۲۴۷)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجنائز ۱۴ (۴۲)، مسند احمد (۳۰۶، ۲۹۱/۸) (صحيح)

شرح الحديث :

قوله: (عن ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ) : ام سلمة رضي الله عنها د رسول الله ﷺ ارشاد نقل کوی چه کله تاسو د یو مری کور ته لاړ شئ نو هلته تلو سره ښه خبره د خولې نه اوباسئ، ځکه چه هغه وخت هلته ملائک موجود وی او تاسو چه څه وایئ په هغې باندې هغوی آمین وائی، لهذا هلته تلو سره ډیر په احتیاط خبره کول پکار دی، هغه فرمائی چه کله زما د وړاندې خاوند ابوسلمة رضي الله عنه وفات اوشو نو ما رسول الله ﷺ ته عرض اوکړو یا رسول الله ﷺ اوس زه څه اولولم؟ نو رسول الله ﷺ او فرمائیل دا اولوله (اللهم اغفر له واعفنا عفی صالحة) (ای الله هغه ته بخښنه اوکړه او ماته دهغه نعم البدل راکړه، هغه فرمائی چه الله پاک ماته دهغې نعم البدل رسول الله ﷺ راکړو.

دا حدیث په صحیح مسلم کښې هم دې، د هغې سیاق د دې نه لږ شان مختلف دې او په هغې کښې لږ زیادت هم دې،

ولفظه : سمعت رسول الله ﷺ يقول : ما من مسلم تصيبه مصيبة فيقول ما امره الله وانا اليه راجعون اللهم اجزني في مصيبتی واخلف لي خيرا منها، الا اخلف الله له خيرا منها، قالت فلما مات ابوسلمة قلت ای المسلمین خیر من ابی سلمة، اول بیت هاجر الی رسول الله ﷺ ثم انی قلتها، په دې روایت کښې د رسول الله ﷺ هغې ته د نکاح د پیغام لیږلو ذکر دې.

یعنی هغه داسې فرمائی چه کله رسول الله ﷺ ماته د وئیلو دپاره داسې او فرمائیل نو ما به دا سوچ کولو چه د هغوی نه به غوره څوک وی، خو بیا هم ما دا دعا لوستله د دې روایت څه حصه په باب فی الاسترجاع کښې هم را روانه ده.

والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

باب فی التلقین

مرکیدونکي ته د تلقین بیان

تلقین د جمهورو په نزد مستحب دې او د تلقین نه مراد دا دې چه هغه سره کینی، کلمه او وئیلې شی دا نه چه هغه ته د وئیلو دپاره اوئیلې شی، خو د مری دې طرف ته د متوجه کولو دپاره دا هم وئیلې کیدې شی چه نزدې خلق خپل مینځ کښې داسې اوئی چه د الله پاک نوم مبارک دې راځئ چه مونږ ټول د الله پاک ذکر اوکړو، او د حدیث د ظاهر تقاضا د تلقین وجوب دې پس یو جماعت د وجوب قائل دې، بلکه بعض مالکیانو خو په وجوب باندې اتفاق نقل کړې دې. (بذل عن القاری) وفي الدر المختار : یلقن ندبا وقیل وجوبا بل ذکر الشهادتین عنده من غیر امره بها، ولا یلقن بعد تلحیده وان فعل لا ینهی عنه، وفي الجوهره انه مشروع عند اهل السنة (هاش البذل) یعنی تلقین بعد الدفن اگر چه د احنافو په نزد مستحب نه دې خو که څوک نې اوکړی نو هغه دې منع نه کړې شی.

[۳۱۱۶] (۱) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْبُسْمِيُّ، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ فَخْلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي غَرِيبٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ".

دمعاذ بن جبل رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه رسول الله ﷺ فرمائیلى دى دچا اخرنن خبره چه «لا إله إلا الله» وي نوجنت ته به داخل شي.

[۳۱۱۷] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقِنُوا مَوْتَائَكُمْ قَوْلَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ".

د ابوسعید خدری رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه رسول الله ﷺ فرمائیلى دى خپلو مروتو د «لا إله إلا الله» تلقین کوي.

﴿عن معاذ بن جبل رضي الله عنه (مرفوعاً) من كان آخر كلامه لا إله إلا الله دخل الجنة﴾
دا د باب رومبې حدیث دې او د باب دویم حدیث د ابوسعید خدری رضي الله عنه نه مرفوعاً روایت دې ﴿لَقِنُوا مَوْتَائَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾

په رومبې حدیث راوړلو سره مصنف رحمته الله علیه اشاره اوکړه د تلقین فاندې او د غرض طرف ته چه مقصد دا دې چه د مړې آخری کلام د دنیا نه د رخصت کیدو په وخت کلمه توحید وی هم په دې وجه علماء کرامو لیکلی دی چه کله یو خل هغه کلمه اولولی نو بیا دې ورته تلقین اونکړې شی مگر دا چه د هغې نه روستو څوک دنیاوی کلام اوکړی او په دویم حدیث کښې د موتی نه مراد محتضر دې مجازاً، دا د مجاز د مایول د قبیلې نه دې، کذا قال الطیبی کما فی البذل، والامام النووی فی شرح مسلم، وکذا فی مغنی المحتاج ۳۳۰/۱ (فی فقه الشافعية) او بعض شوافعو مړې په حقیقی معنو باندې محمول کولو سره حدیث لره په تلقین بعد الدفن باندې محمول کړې دې خو په بذل کښې دی چه تلقین بعد الدفن امر محدث دې په سلفو کښې معروف نه وو لهذا حدیث لره په دې باندې محمول کول صحیح نه دی، هم په دې باندې حضرت شیخ د بذل په حاشیه کښې لیکلې دی ﴿لکنه وارد فی الروایات العديدة کما فی منتخب کنز العمال ۲۶۰/۶ بله دا چه علامه عینی رحمته الله علیه او حافظ ابن حجر د دواړو په کلام کښې دا دی چه لا اله الا الله نه مراد پوره کلمه ده،

قال الکرماني: والمراد هي وضميتها محمد رسول الله، زين ابن المنير واثي چه لا اله الا الله شرعا د شهادتین لقب دې (عون) او هم دا پورته د درمختار نه نقل کړې شو خو په مغنی المحتاج کښې د محمد رسول الله د زیادت په مسنون کیدو او نه مسنون کیدو باندې بحث کړې شوې دې، د هغوی میلان د عدم زیادت طرف ته دې، حدیث ابی سعید رضي الله عنه اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى

(۱): تفرد به أبوداود، (تحفة الأشراف: ۱۱۳۵۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۳۳/۵، ۲۴۷) (صحیح)
(۲): صحیح مسلم/الجنائز ۱ (۹۱۶)، سنن الترمذی/الجنائز ۷ (۹۷۶)، سنن النسائی/الجنائز ۴ (۱۸۲۷)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۳ (۱۴۴۵)، (تحفة الأشراف: ۴۴۰۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳/۳) (صحیح)

باب تَغْيِيزُ الْمَيِّتِ

د مړي د سترگو بندولو بيان

[۳۱۱۸] حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاعِيلَ يَعْزِي الْفَزَارِيُّ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ دُؤَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ، وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، فَصَيَّرَ نَاسًا مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ: "لَا تَدْعُوا عَلَيَّ أَنْفُسَكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقْبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ، اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَغْيِيزُ الْمَيِّتِ بَعْدَ خُرُوجِ الرُّوحِ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنِ النُّعْمَانِ الْمُقَرِّيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَيْسَرَةَ رَجُلًا عَابِدًا، يَقُولُ: غَمَضْتُ جَعْفَرَ الْمُعَلِّمَ، وَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا فِي حَالَةِ الْمَوْتِ، فَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي لَيْلَةً مَاتَ، يَقُولُ: أَعْظَمُ مَا كَانَ عَلَيَّ تَغْيِيزُكَ لِي قَبْلَ أَنْ أَمُوتَ.

دام سلمه عليه السلام نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله ابو سلمه ته راغي (د مرگ نه پس) اودهغه سترگي بيرته پاتې شوي وي نبی صلی الله علیه و آله دهغه سترگي بندي کړي نو دده کور خلقو شور جوړ کړو په دي وخت کښې نبی صلی الله علیه و آله او فرماتیل د خان دپاره دخیر او کامیابی نه علاوه بله دعامة غواړئ ځکه تاسو چه څه وائی فرشتې په هغې امین وائی بیانی صلی الله علیه و آله او فرماتیل اي الله ابو سلمه ته مغفرت او کړي او په هدايت موندونو کښې دده درجه لوړه کړي اودهغه نه په پاتې شوو خلقو کښې دده قائم مقام پیدا کړي او مونږ او ده ته څنه وکړي اي د ټول عالم پرورش کونکيه ده ته دده قبر فراخه کړي اودهغه قبر منور کړي.

﴿عن أم سلمة عليها السلام قالت دخل رسول الله صلی الله علیه و آله على أبي سلمة وقد شق بصره (٢) فاغمضه﴾

ام سلمه عليها السلام فرمائی چه د ابو سلمه عليه السلام د وفات په وخت رسول الله صلی الله علیه و آله تشریف راوړو هغه وخت د هغوی سترگې غړیدلې وې رسول الله صلی الله علیه و آله هغه بندي کړي په دي باندې د هغوی د کور خلقو ژړا او چغې جوړې کړې، رسول الله صلی الله علیه و آله او فرماتیل: د خیر دعا کوئ ځکه چه ملائک امین وائی ستاسو په خبره باندې، د دي نه پس رسول الله صلی الله علیه و آله دا دعا اولوستله ﴿اللهم اغفر لأبي سلمة وارفع درجته في المهديين واخلفه (٢) في عقبه في الغابرين واغفر لنا وله رب العالمين اللهم افسح له في قبره ونور له فيه﴾

د ابوداؤد په بعض نسخو کښې دلته يو زيادت دي چه د هغې مضمون دا دي چه ابوداؤد فرمائی چه تغميض العين د روح د وتلو نه پس پکار دی او بيا ئې وړاندې دا واقعه ليکلې ده چه ما د خپل استاد محمد بن محمد بن نعمان المقرئ نه واوريډل هغوی به فرماتیل چه ما د ابوميسره نه واوريډل چه يو عابد او زاهد سړې وو هغوی وائی چه ما د جعفر معلم د مرگ په وخت د هغوی سترگې پټې کړې نو چه کله د هغوی وفات وشو هم په هغه شپه ما هغه په خوب کښې اوليدو چه وې ونيول: اعظم ما كان علي تغيضك لي قبل ان

(١): صحيح مسلم / الجنائز ٤ (٩٢٠)، سنن ابن ماجه / الجنائز ٦ (١٤٥٤)، (تحفة الأشراف: ١٨٢٠٥، ١٩٦٠١)، وقد أخرجه: مسند احمد (٢٩٧/٦) (صحيح)

(٢) قال النووي هو بفتح الشين ورفع بصره وهو فاعل شق، اي بقي بصره مفتوحا، هكذا ضبطناه وهو المشهور، وضبطه بعضهم بصره بالنصب وهو صحيح أيضا، والشين مفتوحة بلا خلاف (أهـ)

(٣) يعني اي الله ته خليفه شه د دي مړي په باقى پاتې كيدونكو كښې د دي مړي د اولاد دپاره،

اموت..... چه په ما باندې د ټولو نه زیاته بده خبره دا راغله چه تا زما سترگي د روح قبض کیدو نه مخکښې بندې کړې آه. لهذا د دې خیال ساتل پکار دی چه کله د مرگ یقین پیدا شی نو بیا دې سترگې پټې کړې شی.

په دې حدیث کښې د اغماض میت ذکر کړې شوې دې، د علماء کرامو د دې په استحباب باندې اجماع ده چه د هغې حکمت دا لیکلې شوې دې چه د مړي هیئت خراب نه شی او علامه طیبی لیکلې دی چه کله روح قبض کیږي نو د سترگو رنړا هم ورسره ورسره ختمه شی لهذا د سترگو په غړیدلې پاتې کیدو کښې هیڅ فائده نشته. (هامش البذل) هم دغه شان علماء کرامو لیکلې دی چه هم په دې وخت د هغوی خوله هم بندول پکار دی. والحديث أخرجه مسلم والنسائي وابن ماجه (منذرى)

باب فی الإسترجاع

دانا لله وانا اليه راجعون ونيلو بيان

حديث الباب (باب ما يقال عند الميت من الكلام) كښې اختلاف د سياق سره تیر شوې دې.

[۳۱۱۹] (۱) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ ابْنِ عُمرَيْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَصَابَتْ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ، فَلْيَقُلْ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ عِنْدَكَ أَخْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأَجْرُنِي فِيهَا، وَأَبْدِلْ لِي خَيْرًا مِنْهَا".

دام سلمه رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی کله چه په تاسو کښې یو کس ته مصیبت او رسیږي نو دا کلمات دي او وائی: «إنا لله وإنا إليه راجعون» ای الله زه په خپل مصیبت کښې دخان دپاره ستاسره دثواب امید لرم ته ماته په دې کښې اجر را کړي او ددې بهتره بدله را کړي.

«اللهم عندك احتسب مصيبتى فاجرنى» مثل اکرمنی او مثل فانصرنی (یعنی فاجرني) دواړو طریقو سره ضبط کړې شوې دې اول د ایجار نه یعنی اجرت او عوض ورکول او دویم د اجر نه اخستلی شوې دې.

باب فی المیت یسجی

په مړي باندې د خادر غوړولو بیان

یعنی د انسان د وفات نه پس په هغه باندې خادر اچول پکار دی هغه ښکاره نه دی پریخودل پکار ښکاره ده چه په غسل کښې خو به وخت لگی خو دا عجل دغه وخت کول پکار دی، لکه چه په حدیث الباب کښې دی

[۳۱۲۰] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَجَى فِي تَوْبِ جِبْرَةٍ".

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۲۰۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۱۷/۶) (ضعيف)

(۲): صحيح البخاري/اللباس ۱۸ (۵۸۱۴)، صحيح مسلم/الجنائز ۱۴ (۹۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۷۷۶۵)، وقد أخرجه: مسند

احمد (۲۶۹، ۸۹/۶) (صحيح)

دام المومنین عائشي رضي الله عنها نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله (چه كله وفات شو نو) په يوه يميني كپړه كښې پټ كړې شو.

(عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلی الله علیه و آله سجي في ثوب حبرة)

حبرة... په وزن د عنبه دا په وصف او اضافت دواړو سره لوستلې شوې دې، يعنې يمینی خادر کوم چه د کرښو والا وو. عائشه رضي الله عنها فرمائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله د هغوی د وفات نه پس په يمینی خادر كښې پټ كړې شو.

صلى الله عليه وسلم شرف وكرم — والحديث أخرجه البخاري ومسلم، قاله المنذري

باب الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ

د مرکيدونکی خواته د تلاوت کولو بيان

[۳۱۲۱] (حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ الْمُرَوِّزِيُّ، الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَءُوا يَسَى عَلَى مَوْتَاكُمْ". وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْعَلَاءِ.)

دمعقل بن یسار رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دى خوك چه په تاسو كښې مړه كيږي تاسو د هغوی خواته سورة يس وائي.

قوله: (اقرؤا ياسين على موتاكم): دلته د موتی نه مراد محتضر دې، د اکثرو علماء کرامو رائي دا ده او د بعضو رائي دا ده چه سورة ياسين د هغه په خوا كښې د هغه د مرگ نه پس اولوستلې شی چه په هغه باندې خادر اچولې شوې وی (۱) او درسم قول دا دې چه يقرء عليه عند القبر علماء کرامو د دې سورة د لوستلو په حکمت كښې ليکلې دی چه په دې وخت انسان كښې د تلفظ كولو طاقت خو وی نه. د ډير زيات ضعف د وجې نه هغه په دې وخت كښې خپل حاجت نه شی ښكاره كولې، خو د مومن سړی زړه په دې وخت كښې بالكلية الله پاك طرف ته متوجه وی نو په هغه باندې سورة ياسين په دې وخت كښې خكه لوستلې شی چه د هغه په ايمان او قوت قلبيه كښې اضافه پيدا شی، خكه چه په دې سورة كښې د شريعت امهات اصول او هغه لونې لونې مسائل كومه چه علماء کرامو په خپلو تصنيفاتو كښې بيان كړې ده د مختلفو امتونو احوال، د تقدير اثبات او دا چه د بندگانو د افعالو استناد د الله پاك طرف ته دې، او اثبات توحيد، نفی شرک او احال قیامت، د حشر او نشر منظر، حساب او كتاب، ثواب او عقاب وغيره څيزونه ذكر شوې دی، او په حديث كښې هم دی چه د هر څيز دپاره زړه وی او د قرآن زړه سورة ياسين دې لهذا دا سورة د هغه مخكښې لوستلو سره به هغه ته روحاني طاقت حاصلیږي او تسلی به ورته ملاویږي او د ايمانياتو استحضر به ورته كيږي. (په دې شرط چه هغه د قرآن كريم په ترجمه باندې پوهیږي)

(۱) سنن ابن ماجه/الجنائز ۴ (۱۴۴۸)، (تحفة الأشراف: ۱۱۴۷۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۷، ۲۶۵) (ضعيف)

(۲) خو په دې باندې دا اشكال دې چه فقهاء کرامو مړی ته تردې ناسته كښې قبل الغسل د قرآن كريم د تلاوت نه منع فرمائيلي ده.

هره جمعه د خپل مور پلار په قبرونو باندې سورة ياسين لوستل :

او د سورة ياسين د قبر په خوا کښې د لوستلو په باره کښې په يو حديث کښې دی کوم چه ابن عدی وغيره روايت کړې دې، ﴿من زار قبر والديه او احدهما في كل جمعة فقراء عندهما ياسين غفر له بعدد كل حرف منها﴾ (البذل)

والحديث اخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى

باب الجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

د مصيبت په وخت کښې کيښتولبيان

[۳۱۲۲] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قُتِلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَجَعَفَرُ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنَ، وَذَكَرَ الْقِصَّةَ.

دام المومنين عائشي رضي الله عنها نه روايت دې فرمائي چه كله زيد بن حارثه او جعفر او عبدالله بن رواحه رضي الله عنهم قتل کړې شول نو نبی صلی الله علیه و آله په جومات کښې کيښتو چه په مخ باندې ئې دخفگان آثار ښکاره شول، حديث تر آخره پورې

شرح الحديث :

يعني دمرگ په شان د يو مصيبت په وخت که د لږ ساعت دپاره سکون او وقار او سکوت سره کيښي چه په هغې کښې د غم آثار ښکاره کيږي نو په دې کښې هيڅ باک نشته، دا خپله د رسول الله صلی الله علیه و آله نه ثابته ده لکه چه په حديث الباب کښې دی، عائشه رضي الله عنها فرمائي چه كله په غزوه موته کښې د زيد بن حارثه رضي الله عنه، جعفر بن ابی طالب او عبدالله بن رواحه رضي الله عنهم د شهادت خبر رسول الله صلی الله علیه و آله ته اورسيد و نو هغوی په مسجد کښې ناست وو او د هغوی په مخ مبارک باندې د غم آثار ښکاريدل، علامه طيبي رحمته الله عليه ليکي يعنی رسول الله صلی الله علیه و آله خپل غم پټ کړې وو نو فطري طور چه د هغې کوم اثر په مخ باندې ښکاره کيدل پکار وو هغه ښکاره شو، علماء کرامو ليکلې دی چه په دې کښې د اعتدال تعليم دې چه په ټولو احوالو کښې اعتدال مسلک مستقيم دې، لهذا که چاته يو عظيم مصيبت اورسيږي نو هغه له پکار دی چه نه خو د غم په اظهار کښې افراط او کري خان وهل او گريوان شلول او چغې وهل وغيره چه ناجائز او ممنوع دی، او نه دې په دې باره کښې تفريط کوی چه بې پرواهي کوی او بهادري ښائي چه علامت دې د زړه د سخت والي، بلکه د رسول الله صلی الله علیه و آله اتباع کول پکار دی، او دې وخت کښې د رسول الله صلی الله علیه و آله د جلوس فی المسجد په باره کښې ليکلې شوې دی چه د هغوی په مسجد کښې دا ناسته د معمول او عادت شريفه مطابق وه، يعنی په دې نيت باندې نه وه چه خلق دې هغوی ته د تعزيت دپاره راشي، لهذا دا د هغوی مجلس مجلس د ماتم نه وو.

(۱) صحيح البخاري/الجنائز ۴۰ (۱۲۹۹)، ۴۵ (۱۳۰۵)، والمغازي ۴۴ (۴۲۶۳)، صحيح مسلم/الجنائز ۱۰ (۹۳۵)، سنن النسائي/الجنائز ۱۴ (۱۸۴۸)، (تحفة الأشراف: ۱۷۹۳۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵۹/۶، ۲۷۷) (صحيح)

وراندې په روايت كښې دې (وذكر القصة) دا قصه تفصیلا په بخاری ۱۷۳/۱ كښې ذكر شوې ده (فی باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن) (بذل) چه د هغې مضمون دا دې عائشه رضی اللہ عنہا فرمائی چه كله د دې درې وارو حضراتو د شهادت په خبر باندې ما رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم په مجلس كښې په ناسته باندې اولیدو او د هغوی د مخ مبارک نه د غم آثار ښكاره كیدل او ما د خپلې حجرې د دننه نه د دروازې په چاؤدې كښې كتل نو هغه وخت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته یو سرې راغلو چه د جعفر رضی اللہ عنہ د كور خلق چغې وهی، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هغه ته او فرمائیل چه لاړ شه او هغوی منع كړه، هغه لاړو او بیا راغلو چه هغوی خو نه منی، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل لاړ شه او هغوی منع كړه هغه لاړو او بیا راغلو او وې وئیل یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هغوی خو زموږ نه اوری، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل لاړ شه بیا د هغوی په خلو كښې خاورې واچوه..... عائشه رضی اللہ عنہا فرمائی چه ما هغه را طلب كړو چه هلاك شې نه ته پخپله هغه كار كولې شې، كوم چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی او نه ته رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم پرېږدې، مطلب دا وو چه تاله داسې عرض كول پكار وو چه دا زما د وس خبره نه ده زه دا نه شم كولې لهذا تاسو بل څوك اولیرئ (والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائي، قاله المنذرى)

باب فی التَّعْزِیَةِ

دمري وارثانو ته د تعزیت كولو بیان

تعزیه دعزاء نه مشتق دې چه د هغې معنی صبر ده. لهذا د تعزیه معنی شوه چا لړه په عزاء یعنی صبر باندې تیارول او د هغې تلقین كول، صبر ښودل، یعنی هغه ته د اجر او ثواب دعا كول چه د هغه په دې باندې تسلی اوشی او صبر شی.

[۳۱۲۳] (۱) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، عَنْ رِبْعَةَ بْنِ سَيْفٍ الْمَعَاوِرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَرْوَيْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَبِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنِي مَيْتًا، فَلَمَّا قَرَعْنَا، انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا حَادَى بِأَبِهِ وَقَفَ، فَإِذَا نَحْنُ بِأَمْرَأَةٍ مُقْبِلَةٍ، قَالَ: أَطْنَةُ عَرَفَاءَ، فَلَمَّا ذَهَبَتْ، إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَخْرَجَكَ يَا فَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكَ؟" فَقَالَتْ: أَتَيْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ، فَرَحِمْتُ إِلَيْهِمْ مَيْتَهُمْ، أَوْعَزْتُهُمْ بِهِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَعَلَّكَ بَلَغْتَ مَعَهُمُ الْكُدَى، قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ، قَالَ: لَوْ بَلَغْتَ مَعَهُمُ الْكُدَى "قَدْ كَرَّ ثَشِيدًا فِي ذَلِكَ، فَسَأَلْتُ رِبْعَةَ عَنِ الْكُدَى، فَقَالَ: الْقَبُورُ فِيمَا أَحْسَبُ.

د عمرو بن العاص خانه روايت دې فرمائی چه مونږ د نبی صلی اللہ علیہ وسلم سره یومرې دفن كړو كله چه مونږ د دفن كولو نه فارغ شو نو نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس روان شو او مونږ هم ورسره وو كله چه دمري د كور دروازي ته اورسیدو نو اودریدو مخامخ یوه ښځه راروانه وه راوې وائی زما كمان دې چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیژندلي و كله چه هغه لاړه نو معلومه شوه چه هغه فاطمه رضی اللہ عنہا وه نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترې تپوس او كړو چه ته دخپل كور نه په څه وجه وتلي بي؟ هغې او وئیل ای دا الله رسوله زه دمري

(۱) سنن النسائي/الجنائز ۲۷ (۱۸۸۱)، (تحفة الأشراف: ۸۸۵۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲/۱۶۹، ۲۲۳) (ضميمة)

کورتہ راغلي ومه ددې دپاره چه دصبر تلقين ورته اوکرم اودوی ته تعزيت اوکرم نبی ﷺ اوفرمانيل شايد چه ته دهغوی سره مقبري ته هم تلي وي هغې عرض اوکړو په الله پناه غواړم ماخوپه دې باره کښې ستانه اوریدلی دی چه ښځې دي مقبروته دتللونه منع کړي وي نبی ﷺ اوفرمانيل که چرې ته ددوی سره تلي وې، راوي وانی چه یوه سخته خبره نې ورته اوکړه.

«عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه قال قبرنا مع رسول الله ﷺ یعنی مینا فلما فرغنا الحديث»

د دې حدیث مضمون په باب فی صفایا رسول الله ﷺ د رومبې حدیث په ضمن کښې تیر شوې دې هغه دې اوکتلې شی دوباره دلته د لیکلو ضرورت نشته.

«قال لو بلغت معهم الکدی فذكر تشديدا فی ذلک»

د امام ابوداؤد یو خاص عادت شریفه په سلوک او ادب کښې :

د امام ابوداؤد په دې عادت شریفه باندې مونږ په رومبې خانې کښې لیکل کړی دی، دلته علامه شیخ محمد عوامه حفظه الله په خپل تعلیق کښې لیکي : وفي الكناية عن بقية الحديث ادب من الامام ابی داؤد رحمه الله تعالى مع یضعة النبی ﷺ ورضی الله تعالی عنها ینبغي الاقتداء به، قال السخاوی رحمته الله فی اواخر فی بذل المجهود فی ختم سنن ابی داؤد وهو یعدد مناقب الامام ابی داؤد : ومن وفور ادبه انه لما اورد الحديث فی رؤية النبی ﷺ ابنته فاطمة رضی الله عنها فی الطريق وقالت له انها كانت تعزی اناسا فی میت لهم، لم یذكر الکلام الاخير بل اشار الیه بقوله فذكر تشديدا فی ذلک... وهذا یذكرنا بادب ائمة آخرین فی حدیث سرقة المرأة المخزومية وقوله ﷺ لو ان فاطمة بنت محمد ﷺ فقد رواه ابن ماجه بسنده قال محمد بن ریح سمعت اللیث بن سعد یقول قد اعادها الله ان تسرق وكل مسلم ینبغي له ان یقول هذا، او د دې نه پس حافظ په فتح الباری کښې لیکلې دی چه امام شافعی رحمته الله هم چه کله دا حدیث د سرقة ذکر کړو نو هغوی هم داسې اوفرمانيل : فذكر عضوا شریفا من امرأة شریفة آه

د رسول الله ﷺ د مور پلار اخروي حکم :

د رسول الله ﷺ د مور پلار د ایمان او عدم ایمان په باره کښې د علماء کرامو اختلاف حضرت سهارنپوری په بذل کښې په دې خانې کښې او په را روان باب «باب فی زیارة القبور» کښې اتی رسول الله ﷺ قبر امه فیکي وایکي من حوله د لاندې او حضرت شیخ په حاشیه د بذل کښې (۱) د ډیرو کتابونو حوالې او مختصر مختصر عبارتونه لیکلې دی او د اهل فتره په باره کښې نې د علماء کرامو اختلاف ذکر کړې دې چه څوک کتل غواړی هغې ته دې رجوع اوکړی، او دا احقر په خپل سبق کښې دا وانی چه په دې مسئله کښې تحقیق

(۱) د علامه سیوطی، وشي الدبیاج علي صحيح مسلم بن الحجاج نه نقل کړی سیوطی فرمائی چه ما په دې باره کښې اووه رسالې اولیکلې او هغوی د حدیث الباب استاذنت ربی تعالی ان استغفر لها فلم یاذن لي باندې کلام کولو سره فرمانيلي دي چه دا د مسلم په بعض نسخو کښې موجود نه دي، او که ثابت شی نو منسوخ دې الی آخر ما فی الحاشیه، او په دې باره کښې د امام برزنجی هم ډیره مشهوره رساله «سداد الدین فی اثبات النجاة والدرجات للوالدين» دې هغه کتل پکار دی، خاص هم په دې موضوع باندې مفصل او مدلل تصنیف دي.

که هر څه وی خو رښتینې خبره دا ده چه د رسول الله ﷺ د یو امتی خواهش پکار دې چه په څه طریقه د هغوی ایمان او اسلام ثابت وی نو غوره ده، یعنی چه کله د هغوی ذکر یا خیال راشی. د رسول الله ﷺ د مور پلار په باره کښې تفصیل په شپږم جلد کښې را روان دې.

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ

د مصیبت په وخت کښې د صبر کولو د فضیلت بیان

[۳۱۲۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَمَّا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا، فَقَالَ لَهَا "اتَّقِي اللَّهَ، وَاصْبِرِي، فَقَالَتْ: وَمَا تَبَايَ أَلْتُ بِمُصِيبَتِي؟ فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَتْهُ، فَلَمْ تَحِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَائِينَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ أَعْرِفْكَ. فَقَالَ: إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى، أَوْ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ."

دانس نه روایت دې چه نبی ﷺ د یوې ښځې خواته ورغې د چاچه بچې مروو او جړل نې په تیز آواز سره نبی ﷺ ورته او فرمائیل د الله نه ویریر په چغومه جاره، او صبر کوه نودی ښځې په جواب کښې او وئیل مصیبت خو په ماراغلې دې په تاخوندې په دې وخت کښې دي ښځې ته او ویلې شول دا نبی ﷺ دې کله چه دا خبره شوه نودنې ﷺ په خدمت کښې حاضره شوه اود نبی ﷺ په دروازه کښې یو څو کیداران اونه موندل او عرض نې او کړوای د الله رسوله مامعاف کړه ما ته نه وی پیژندلې، بیانې ﷺ دي ته او فرمائیل صبر خودغم په شروع کښې وي او که داسې نې او فرمائیل صبر په اول غم کښې وي.

(عن انس رضي الله عنه انه قال اتى نبى الله ﷺ على امرأة تبكى الخ)

یعنی رسول الله ﷺ په یو زنانه باندې تیر شو چه په خپل بچی باندې نې ژړل، رسول الله ﷺ هغې ته د صبر او تقوی تلقین او کړو (هغې چونکې رسول الله ﷺ د غم د شدت د وجې نه نه وو پیژندلې په دې وجه، هغې اولته جواب ورکړو چه ستا زما په مصیبت باندې څه پرواه ده، په دې باندې چا روستو هغې ته اووې چه دا خو رسول الله ﷺ وو نو هغه فوراً د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضره شوه، راوی وائی چه هغې د رسول الله ﷺ په دروازه باندې دربان او چوکیداران بیا نه موندل، یعنی څنگه چه د دنیوی بادشاهانو په دربارونو باندې وی. نو دې زنانه رسول الله ﷺ ته عرض او کړو چه یا رسول الله ﷺ ما تاسو پیژندلې نه وی... رسول الله ﷺ د دې خبرې خو هیڅ جواب ورنکړو خو د انې او فرمائیل: «انما الصبر عند الصدمة الاولى» چه صبر خو هم هغه دې کوم چه د مصیبت په شروع کښې حاصل شی (روستو خو هر څوک صبر کوی).

والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي، قاله المنذرى

۱: صحيح البخاري/الجنائز ۳۱ (۱۲۸۳)، ۴۲ (۱۳۰۲)، الأحكام ۱۱ (۷۱۵۴)، صحيح مسلم/الجنائز ۸ (۹۲۶)، سنن النسائي/الجنائز ۲۲ (۱۸۷۰)، سنن الترمذي/الجنائز ۱۳ (۹۸۸)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۵۵ (۱۵۹۶)، (تحفة الأشراف: ۴۳۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳/۱۳۰، ۱۴۳، ۲۱۷) (صحيح)

باب فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

په مړي پسې د خپلو وارثانو د جړلو بيان

[۳۱۲۵] حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ، وَأَنَا مَعَهُ، وَسَعْدٌ، وَأَحْسَبُ أَيُّهَا أَنْ ابْنِي أَوْ بَنِي قَدْ خُصِرَ، فَأَشْهَدُنَا، فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ، فَقَالَ: قُلْ "لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ، فَأَرْسَلْتُ تُقِيمُ عَلَيْهِ، فَأَتَاهَا، فَوَضِعَ الصَّبِيُّ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَفْسُهُ تَقْفَعُ، فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هَذَا؟ قَالَ: إِنَّمَا رَحْمَةُ وَضَعَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنَ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ."

داسامه بن زيد رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه دنبی عليه السلام لور مبارکي په نبی عليه السلام پسې څوک راوليږل او په دې وخت کښې زه اوسعد دنبی عليه السلام سېره وم اور شاید ابی هم ورسره وو سوال جواب داسې وو چه زما دلور یا ځوی څنګدن شروع دې مونږ ته راشه نبی عليه السلام ورته سلام اوليږلو اووئې فرمائیل داسې اووايه خاص دالله تعالی دي هغه څه، څه چه ئې واخستل اوهریوشې دهغه دطرف نه تريوی نيتي پورې وري زينب نبی عليه السلام دوباره اوغوښتو او په قسم ئې وغوښتو نونبې عليه السلام ورته ورغې اوماشوم ئې ورته په غیر کښې واچوو او دماشوم ساه روانه شوي وه دنبی عليه السلام سترګې د اوبښکونه ډکې شوې، سعد ورته اووئیل دا څه دي؟ نبی عليه السلام اوفرمائیل دا د الله رحمت دې چه اچولې دې الله تعالی په زړونودهغه چاکښې چه څوک ئې خوښ وي اويقينا الله تعالی پخپلو بندګانو کښې په رحم کرنکوباندې رحم کوي.

﴿ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ أَحْسَبُ أَيُّهَا الْخَبَرُ ﴾

مضمون د حديث:

سیدنا اسامه بن زيد رضي الله عنه فرمائی چه د رسول الله ﷺ لور (زينب) د هغوی په خدمت کښې يو قاصد د راغوښتلو دپاره راوليږلو، او هغه وخت د هغوی سره زه او سعد بن عبادو او ابی بن کعب رضي الله عنه په مجلس کښې ناست وو، قاصد د هغوی پيغام راوړلو چه زما د ځوی يا د لور د راوی شک دې آخری وخت دې زمونږ خواله تشریف راوړئ. رسول الله ﷺ قاصد ته اوفرمائیل: لاړ شه او زما سلام ورته اوکره او دا ورته اوایه ﴿لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ﴾ قاصد لاړو او د هغوی خبره ئې اورسوله هغوی دوباره قاصد د رسول الله ﷺ په خدمت کښې راوليږلو په دې باندې رسول الله ﷺ هلته تشریف یووړو، هغه ماشوم د رسول الله ﷺ په غیر کښې کیخودلې شو په داسې حال کښې چه د هغه ماشوم روح په وتلو باندې وو، د رسول الله ﷺ د سترګو نه اوبښکې روانې شوې، په دې باندې سعد رضي الله عنه رسول الله ﷺ ته عرض اوکړو چه دا ژړا څنګه ده؟ رسول الله ﷺ اوفرمائیل دا اوبښکې رحمت دې د الله پاک د طرف نه کومې چه الله پاک په خپلو بندګانو کښې چه د چا په زړه

۱: صحيح البخاري/الجنائز ۳۲ (۱۲۸۴)، والمريض ۹ (۵۶۵۵)، والقدر ۴ (۶۶۰۲)، والأيمان والندور ۹ (۶۶۵۵)، والتوحيد ۲ (۷۳۷۷)، ۲۵ (۷۴۴۸)، صحيح مسلم/الجنائز ۶ (۹۲۳)، سنن النسائي/الكبرى الجنائز ۲۲ (۱۹۶۹)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۵۳ (۱۵۸۸)، (تحفة الأشراف: ۹۸)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۰۴/۵، ۲۰۶، ۲۰۷) (صحيح)

کښې غواړي اچوي او رسول الله ﷺ او فرماښل چې الله پاک هم په خپلو بندگانو کښې په هغه چا باندې رحم کوي چې رحم دل وي، سعد ﷺ دا گڼله چې کيدې شي دا صرف په اوبښکو سره ژرل به هم منع وي په دې باندې رسول الله ﷺ هغه ته وضاحت او کړوچه دا ژر په منع کړې شوې ژر کښې داخله نه ده بلکه دا خو غوره ده د زړه د رحم علامت دې، علماء کرامو ليکلي دي چې کمال خو په اعطاء کل ذی حق حقه کښې دې، او هغه چې د بعض صوفيه او زهاد نه نقل دي چې کله هغوی ته د هغه د يو خپلوان د مرگ خبر راغلو نو هغه په خدا شو د تقدير په فيصلې باندې د رضا کيدو د وجې نه، نو دا د کمال خبره نه ده.

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

[۳۱۲۶] (۱) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ قُرُوحٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَاتِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وُلِدَ لِي اللَّيْلَةُ غُلَامٌ، فَسَمَيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَمَعْتُ عَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: تَذَمُّعُ الْعَيْنِ، وَتَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ".

دانس بن مالک رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دى نن شپه زمونږ يو ماشوم پيدا شو او ماد هغه دپاره نوم دخپل نيکه ابراهيم عليه السلام نوم کيخودو او حديث ئې تراخه بيان کړو انسه او وئيل چې مادا ماشوم ليدلې وو چې د نبی صلی الله علیه و آله په مخکښې ئې روح ختلو دده په ليدلو سره د نبی صلی الله علیه و آله دسترگونه اوبښکي روانې شوي نبی صلی الله علیه و آله او فرماښل دسترگونه اوبښکي څي اوزړه خفه وي او مونږ نه وايو مگر هغه خبره کومه چې زمونږ دپروردگار خوښه وي يعنى انا لله وانا اليه راجعون، يقينامون اې ابراهيم يقينا په تا پسې خفه يو.

(عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ولد لي الليلة غلام فسميته باسم ابي

ابراهيم فذكر الحديث)

د حديث مضمون دا دې: انس رضي الله عنه روایت کوي چې رسول الله ﷺ او فرماښل چې نن ما کره يو ماشوم پيدا شوې دې نو ما د هغه نوم د خپل پلار (نيکه) ابراهيم عليه السلام په نوم باندې کيخودلې دې، وړاندې به په دې روایت کښې بل څه وي کوم چې مصنف رحمه الله اختصارا حذف کړې دى، بيا وړاندې په حديث کښې دى چې ما د رسول الله ﷺ دا ځونې په ساه وتلو باندې ليدلې دې په داسې حال کښې چې هغه د رسول الله ﷺ مخې ته وو، د رسول الله ﷺ د سترگو مبارکو نه اوبښکي روانې شوې او هغوی ارشاد او فرماښلو چې سترگې اوبښکي بهيوې او زړه غمگين دې او مونږ به په ژبه باندې هم هغه وايو څه چې الله پاک خوښوي. (۱) يا ابراهيم لمحزونون) چې اې ابراهيم مونږ ستا په تلو باندې غمژن يو.

يرضى يا برضى، په رومبى صورت کښې ربنا د فاعل کيدو په وجه باندې او په دويم صورت کښې ربنا بالنصب، د ابراهيم عليه السلام ولادت او وفات او د عمر موده په کتاب

۱: صحيح البخاري للجنائز ۴۳ (۱۳۰۳)، صحيح مسلم للفضائل ۱۵ (۲۳۱۵)، (تحفة الأشراف: ۴۰۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۹۴/۳) (صحيح)

الكسوف كُنبى بيان كړې شوې ده او وړاندې دلته په «باب فى الصلوة على الطفل» په متن كښې هم را روانه ده.

والحديث اخرجه مسلم، واخرجه البخارى تعليقا، قاله المنذرى

باب فى النّوح

د مړى صفتونه يادول او په چغو چغو د جړلو بيان

[۳۱۲۷] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ".

ام عطية رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې نبی صلی الله علیه و آله دنياحه په مړي باندې په چغه ج هلو نه منع فرمائيلی ده.

[۳۱۲۸] (۲) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ".

د ابوسعید خدری رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې لعنت وئيلې دې د الله رسول او په ويرگره ښځه باندې او په هغه ښځه چې ویر ته غوږ ږدي.

نوح يا نياحه د مړى صفتونه کولو سره ژړل يا په چغو چغو باندې ژړل، دواړه تفسیرونه کړې شوې دي او دواړه ممنوع دي بغير د صفتونو د ذکر کولو نه ژرأ ثابت ده.

﴿لعن رسول الله ﷺ النائحة والمستمعة﴾

يعنى په نوحه کونکې زنانه او د هغې په اوریدونکې دواړو باندې رسول الله صلی الله علیه و آله لعنت فرمائيلې دي، نائحه كښې كه تاء د تانيث دپاره وى نو د زنانه تخصیص د دې دپاره دې چې زیات تر دا نوحه په زنانو كښې موندلې شی او کیدې شی چې په دې كښې تاء د مبالغې دپاره وى په دې صورت كښې به اشاره وى دې طرف ته چې كوم انسان په كثره سره دا كوى هم هغه د لعنت مستحق دې، او د چا نه چې اتفاقیه دا صادره شوې وى هغه په دې كښې داخل نه دي.

[۳۱۲۹] (۳) حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبِي مُعَاوِيَةَ، الْمَعْنَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِكُأْهِلِهِ عَلَيْهِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ، فَقَالَتْ: وَهَلْ تُعَذِّبُ ابْنَ عُمَرَ؟ إِمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرِ، فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَ هَذَا الْيُعَذَّبُ، وَأَهْلُهُ يَكُونُ عَلَيْهِ". ثُمَّ قَرَأَتْ: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى سُوْرَةُ الْأَنْعَامِ آيَةٌ ٢٣. قَالَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ: عَلَى قَبْرِ يَهُودِيٍّ.

د عمر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائيلی دی یقینا مړي ته عذاب

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۲۲)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/الجنائز ۴۵ (۱۳۰۶)، والأحكام ۴۹ (۷۲۱۵)، صحيح مسلم/الجنائز ۱۰ (۹۳۶)، سنن النسائي/اليبعة ۱۸ (۴۱۵۸)، مسند احمد (۴۰۷/۱، ۴۰۸) (صحيح)

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۱۹۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۶۵/۳) (ضعيف الإسناد)

(۳): صحيح مسلم/الجنائز ۹ (۹۳۱)، سنن النسائي/الجنائز ۱۵ (۱۸۵۶)، (تحفة الأشراف: ۷۳۲۴، ۱۷۰۶۹، ۱۷۲۲۶)، وقد أخرجه: صحيح البخاري/المغازي ۸ (۳۹۷۸)، مسند احمد (۳۸۷/۱، ۳۹/۱، ۵۷، ۲۰۹) (صحيح)

ورکولې شی په جراده اهل دهغه په ده باندې، راوي وائی دا حدیث عائشې رضی اللہ تعالیٰ عنہا ته ذکر شوهني اوونیل ابن عمر سهوه شوې دې نبی صلی اللہ علیہ وسلم په یو قبر باندې تیریدو وبې ونیل دي قبر والا ته دده داهل والا په وجه باندې عذاب ورکولې شی چه هغوی په ده باندې جاري اویا ئې دا ایت شریف ولوستلو: «ولا تزر وازرة وزر أخرى» راوی وائی د معاویه په روایت کښې د یهودي د قبر ذکر دې،

«عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه فذكر ذلك لعائشة فقالت وهل، یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انما مر النبي صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر الخ»

د «الميت يعذب ببكاء اهله عليه» حدیث تحقیق او توجیه

یو ځل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دا حدیث نقل کړو چه مړی ته د هغه د کور د خلقو د ژړا په وجه باندې عذاب ورکولې شی، د عائشې رضی اللہ تعالیٰ عنہا مخکښې چه کله د دې حدیث ذکر راغلو نو هغې اوفرمائیل چه د ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وهم پیدا شوې دې، او په نقل کولو کښې ئې غلطی کړې ده، او د صحیحینو په روایت کښې دې «اما انه لم یکذب ولكنه نسی او اخطاء» او بیا هغې د خپل طرف نه صحیح حدیث بیان کړو چه اصل حدیث خو دا دې چه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یو ځل د یو یهودی په قبر باندې تیر شو د هغه په باره کښې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمائیل چه هغه د قبر والا ته عذاب ورکولې شی یعنی د هغه د کفر او فسق د وجې نه، او حال دا چه د هغه د کور خلق په هغه باندې ژاړی. یعنی بیا دې د دې قابل چرته دې چه په هغه دي ژړا او کړې شی، بیا د دې نه پس عائشې رضی اللہ تعالیٰ عنہا د ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما د حدیث د تردید دپاره دا ایت کریمه تلاوت اوفرمائیلو. «ولا تزر وازرة وزر أخرى» امام خطابی رحمہ اللہ فرمائی: کیدې شی چه خبره هم دغه شان وی څنگه چه عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمائی چه دا حدیث د یو یهودی په باره کښې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیلې وو. «والخير المفسر اولى من المجل» او کیدې شی چه د ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت هم صحیح وی او هغه د آیت کریمه خلاف نه دې ځکه چه د جاهلیت والا خلقو به د ژړا او نوحه کولو وصیت کولو او په دې صورت کښې چه به کوم عذاب وی هغه به د وصیت په وجه باندې وی کوم چه هغه په ژوند باندې کړې وو، او علامه سندھی په فتح الودود کښې لیکي چه دا حدیث په مختلفو طرقو او د ډیرو صحابه کرامو رضی اللہ عنہم نه نقل دې. او د دې معنی هم صحیح او ثابت ده د هغه توجیه نه پس کومه چه پورته ذکر شوه لهذا په دې حدیث باندې د انکار هیڅ وجه نشته، هم دا خبره ملا علی قاری رحمہ اللہ هم لیکلې ده چه دا حدیث په مختلفو الفاظو سره او په ډیرو روایتونو د ابن عمر او غیر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نه ثابت دې، لهذا د عائشې رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعتراض د خپل اجتهاد په اعتبار سره دې امام نووی رحمہ اللہ فرمائی چه د دې حدیث تاویل جمهورو هم دا کړې دې چه دا په وصیت باندې محمول دې چه داسې انسان ته عذاب ملاویږي د هغه د وصیت کولو د وجې نه او په کوم مړی باندې چه د هغه اهل بغیر د هغه د وصیت نه ژړا او کړی (او بغیر د هغه د رضا نه) نو هغه نه په عذاب کیږي «لقوله تعالی ولا تزر وازرة وزر أخرى آه» د دې حدیث نور هم ډیر توجیها ت کړې شوې دي. حضرت شیخ په اوجز المسالک کښې لیکلې دي چه علامه عینی رحمہ اللہ په دې کښې د علماء کرامو اته

اقوال ليكلې دي، او سيوطي په شرح الصدور كښې نهه اقوال، او حضرت د احاديثو د نورو شرحو نه د دې نه علاوه هم ليكلې دي چه د هغې مجموعه خوارلس اقوالو ته رسيږي مونږ د هغې نه دلته څو ليكوا

۱: ﴿الميت يعذب بما نبح عليه﴾ كښې بآء سببيه نه ده بلكه د حال دپاره ده، اى يعذب فى حال بكاء اهله عليه.... مطلب دا چه مړى ته عذاب ورکولې شى (د څه گناه په وجه باندې) په داسې حال كښې چه د هغه د كور خلق په هغه باندې ژړا كونكي وي يعنى د مړى خو په قبر كښې حال دا دې چه د هغه د گناه په وجه باندې هغه ته سزا ملاويږي او دلته دا كيږي چه د هغه د فراق د وجې نه د هغه د كور خلق ژاړي او دا مطلب نه دې چه د ژړا د وجې نه هغه ته عذاب ملاويږي.

۲: دا عذاب ورکول خاص دى د كافر سره مسلمان په دې كښې داخل نه دې.
 ۳: دا د هغه مړى په حق كښې ده چه د هغه په معمول او د ژوند په طريقو كښې نوحه وي امام بخارى رحمه الله هم دا توجيه اختيار فرمايلي ده لكه چه د هغوى د تبويب نه معلوميږي، باب قول النبي ﷺ يعذب الميت بكاء اهله اذا كان النوح من سته.
 ۴: دا محمول دې په هغه چا باندې چه هغه د نوحې وصيت كولو سره مړ شوې وي، جمهورو هم دا توجيه اختيار كړې ده.

۵: دا د هغه چا په باره كښې ده چا چه د ترك نوحه وصيت نه وي كړې، د دې قول په بناء باندې به د ترك نوحه وصيت كول واجب وي، د داؤد ظاهري رحمه الله او يو جماعت رائي هم دا ده.
 ۶: مطلب دا دې د حديث چه مړى ته د هغه صفاتو او احوالو د وجې نه عذاب ورکولې شى په كومو صفاتو او احوالو بيانولو سره چه هغوى ژاړي، ځكه چه هغه شرعا مذموم او ناجائز وي مثلاً هغوى به دا وئيل د نوحه په وخت يا مرمل النساء (۱) يا متيم الاولاد، يا مخرب الدور، يعنى د ژړا كونكو زنانو په كلام كښې چه د كومو صفتونو طرف ته اشاره ده كوم چه په دې مړى كښې موجود وو اصل عذاب خو ورته د هغه صفتونو د وجې نه ملاويږي، او دا ژړا كونكي بې عقله زنانه هغه مذموم صفات په فخر سره بيانوي، يعنى د مړى هغه سيادت او بهادري او مالداري كومه چه به هغه په ناحقه ځايونو كښې استعمالوله او د كومو په وجه باندې چه هغه ته عذاب ملاويږي دوى د هم هغه صفتونو په بيانولو باندې ژاړي. ورجح هذا القول الاسماعيلي وهو اختيار ابن حزم وطائفة.

۷: د تعذيب نه مراد عذاب اخروي نه دې بلكه د ملائكو توبيخ او رتنه ده. مړى چه به په كومو صفتونو سره يادولې شو مثلاً راځي په روايت كښې چه كله نائحه وائى (واعضداه واناصراه واكاسياه) نو ملائك دې مړى ته موكه وركوي او هغه ته وئيلي شى انت عضدها، انت ناصرها، انت كاسيها..... يعنى وايه كنه ته رښتيا داسې ئې او هم داسې ئې؟
 ۸: د مړى نه مراد محتضر دې مجازاً، او د تعذيب نه مراد تعذيب فى الدنيا يعنى هغه

۱: ښځو ته ارملة يعنى كنده جوړونكي، ماشومانو لره يتيمانان جوړونكي، كورونه وړانونكي، يعنى چه د هغې په مرگ باندې دا مصيبتونه راځي.

ته د کور د خلقو د ژړا د وجې نه تکلیف رسیږي، په دې ټولو کښې زیات معروف خلورم جواب دې هم دا اختیار کړې شوې دې په درمختار او شرح اقناع کښ، او لیکلې ئې دی چه دا څیز په اهل جاهلیت کښې معروف وو چه هغوی به ډیر خل د مرگ په وخت د ژړا وصیت کولو، پس طرفه بن العبد وائی.

اذا مت فانینی بما انا اهله :: وشقی علی الجیب یا ابنه معبد^(۱)

په دې سلسله کښې د ائمه اربعه مذاهب د هغوی د فروعو د کتابونو نه په اوجز کښې نقل کړې شوې دی، مجموعی طور سره په ټولو مذاهبو کې چې دا ده چه په نفس بکاء کښې هیڅ باک نشته نه د مرگ نه، ځکښې او نه د مرگ نه روستو. خوندبه حرام ده یعنی د مړی صفتونه بیانولو سره ژړل په آواز سره د زیادت د الف او د هاء نه لکه واسیداه واخلیلا او لیکلې دی چه نیاچه حرام ده یعنی چغې وهل، او ژړا فریاد او واویلا کول، والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى.

[۳۱۳۰] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَسَوَاقِيقٍ، فَذَهَبَتْ أَمْرَأَتُهُ لَتَبِكِي، أَوْ تَهْمَرِيهِ، فَقَالَ لَهَا أَبُو مُوسَى: أَمَا تَسْمَعِينَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَسَكَتَتْ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو مُوسَى، قَالَ يَزِيدُ: لَقِيتُ الْمَرْأَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: مَا قَوْلُ أَبِي مُوسَى لَكَ؟ أَمَا تَسْمَعِينَ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَّقَ، وَمَنْ سَلَّقَ، وَمَنْ خَرَّقَ".

د یزید بن اوس نه روایت دې فرمائی چه زه ابوموسی نه ته ورغلم او هغه مریض وو نو ښځه ئې دجرلودپاره پاڅیده او یادخفگان په وجه، ابوموسی ورته اووئیل ایاتانه دی اوریدلې هغه چه نبی ﷺ وئیلې دی هغې اووئیل ولي نه، راوي وائی دابوموسی ښځه خاموش شوه هرکله چه ابوموسی وفات شو یزید وائی زه ددغې ښځې سره ملاو شوم ماورته اووئیل ابوموسی تاته څه یادول چه دنبی ﷺ نه دې نه دی اوریدلې؟ یوه شیبه خاموش شوه بیا ئې اووئیل رسول الله ﷺ فرمائیلې دی هغه څوک زمونږ دا مت نه نه دې څوک چه جامې شلوي (دغم په وخت کښې) یاسر و خروي او مخ وهي.

(۲) عَنْ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ كَانَ فِيمَا اخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي اخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيهِ فِيهِ وَأَنْ لَا نَخْمَشَ وَجْهَهَا وَلَا نَدْعُو وَيْلًا وَلَا نَشُقَّ جَيْبَهَا وَلَا نَنْشُرَ شَعْرًا

[۳۱۳۱] (۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا الْحُجَّاجُ عَامِلٌ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّبَذَةِ، حَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ، قَالَتْ: "كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا، أَنْ لَا نَعْصِيهِ فِيهِ: أَنْ لَا نَخْمَشَ وَجْهَهَا، وَلَا نَدْعُو وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَيْبًا، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا".

(۱) شاعر خپلې ښځې ته خطاب کولو سره وائی او وصیت کوی چه کله زه مړ شم نو زما د مرگ خبر داسې خور کړه د کوم چه زه اهل یم، او زما په مرگ باندې په ژړا ژړا گریوان او شلوه.

(۲) سنن النسائي ۲۰ (۱۸۶۶)، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۴)، وقد أخرجه: صحيح مسلم الإيمان ۴۴ (۱۰۴)، سنن ابن ماجه ۵۲ (۱۵۸۶)، مسند احمد (۳۹۷۴، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۱۱، ۴۱۶) (صحيح)

(۳) تفرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۶) (صحيح)

ابو اسید په هغه ښځو کښې د یوې ښځې نه روایت کوی چاچه د نبی ﷺ سره بیعت کړې وو چه ویلي ئې وونښی ﷺ چه زمونږ نه بیعت اخستلې وو په هغې کښې یوه داخبره هم وه چه مونږ به نافرمانی نه کوو اونه به د مخ نه ویښته اوباسو اودتباشي اوهلاك شي آواز به نه کوو اودغم په وخت کښې به ویښته اوجامې نه شلوو.

شرح الحديث :

اسید بن ابی اسید د هغې صحابیه رضی الله عنها نه روایت کوی چه د مبايعاتو نه ده. (قال الحافظ الم اقف على اسمها) هغه فرمائی چه رسول الله ﷺ په کومو څیزونو باندې زمونږ نه بیعت اخستلې وو په هغې کښې یو دا خبره وه چه مونږ زنانه به په نیکو خصلتونو کښې د رسول الله ﷺ نافرمانی نه کوو نو د هغه نیکو خصلتونو نه دا هم دی چه د مصیبت په وخت باندې به مخ نه وهو او دغه شان به واویلا نه کوو او هم دغه شان به گریوان نه شلوو او نه به ویښتولره خواره کوو.

د دې مهاجرو زنانو نه چه رسول الله ﷺ په کوم مضمون باندې بیعت اخستلې وو هغه د سورة ممتحنه په آیت کښې ذکر شوې دې (ياايها النبي اذا جاءك المونات يابعنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن اولادهن ولا ياتين بهتان يفتريه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك في معروف) په دې حدیث کښې د دې آخری جزء ذکر دې چه د هغې مصداق هغوی په دې حدیث کښې خمش وجه او دعا بالویل او شق جیب او نشر شعر و نیلې دې.

بَابُ صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيْتِ

د مړی د کور د پاره د خوراک تیارولو بیان

[۳۱۳۲] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ شَقِيحٌ".

عبدالله بن جعفر رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلی دی د جعفر د کورنۍ د پاره خوراک تیار کړئ ځکه چه په دوی داسې مصیبت راغلې دې چه دوی دي کار ته فارغ نه دي.

الكلام على الحديث شرحا وفقها :

یعنی د مړی د کور والو د پاره د رومبې ورځې د سحر او ماښام د خوراک انتظام کول د لرې خپلوانو د پاره مستحب دی، فقهاء کرامو د دې تصریح کړې ده او د حدیث الباب نه ئې استدلال کړې دې او یو قول دا دې چه د دې خوراک انتظام تر د درې ورځو پورې کول پکار دی چه د تعزیت موده ده او دا ئې هم لیکلې دی چه د خوراک رالېږونکو د پاره مناسبه ده چه په تاکید سره په هغوی باندې خوراک او گړی چه داسې او نه شی چه د زیات غم او ژړا د وجې نه هغوی خوراک پرېږدی. (بذل) د حدیث الباب مضمون دا دې: جعفر بن ابوطالب رضی الله عنه چه په غزوه ماته کښې شهید شوې وو د هغوی ځونې عبدالله رضی الله عنه فرمائی چه رسول الله ﷺ فرمائیلی وو (اصنعوا لآل جعفر طعاما فانه قد اتاهم امر یشغلهم) یعنی د آل جعفر د پاره

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۳۶) (صحیح)

دودئ تیاره کړئ ځکه چه په هغوی باندې داسې حادثه راغلې ده چه هغوی ئې په خپل ځان اخته کړی دی اود خوراک دپاره فارغ نه دی، ددې نه مرادغم او خفکان دې، تجهیز او تکفین نه دې ځکه چه د هغوی شهادت خو په موته کښې شوې وو چه په ملک شام کښې دې. دا خوراک کوم چه د نورو د طرف نه وی صرف د مړی د کور والا دپاره وی. د عام دعوت خوراک نه وی لهذا نورو خلقو لره خپلو خپلو کورنو ته تلل پکار دی. او هم دغه شان خپله د مړی د کورو والو د طرف نه د میلستیا کیدل دا خو قلب موضوع ده او بدعت مستقبحه دې قاله ابن الهمام.... والحديث أخرجه الترمذی وابن ماجة، قاله المذری

باب فی الشَّهِيدِ یُغْسَلُ

شهید ته د غسل ورکولو بیان

شهید ته د غسل ورکولو مسئله خو تقریبا اتفاقی ده چه هغه ته غسل نه دی ورکول پکار، په دې کښې د حسن بصری اختلاف دې هغه د شهید د غسل ورکولو قائل دې، د هغوی دلیل دا لیکلې شوې دې « لان الغسل کرامة لینی آدم والشهید مستحق الکرامة وانما لم تغسل شهداء احد تخفیفا علی الاحیاء لکون اکثرهم مجروحین فلم یقدروا علی غسلهم » او د جمهورو دلیل دا حدیث دې چه رسول الله ﷺ د احد د شهیدانو په باره کښې وفرمائیل « زملوهم بکلومهم ودمانهم فانهم یبعثون یوم القیامة واوداجهم تشخب دما اللون لون الدم والریح ریح المسک الی آخر ما فی البدائع »

خو په شهید باندې د مونځ کولو مسئله مختلف فیه ده، ائمه ثلاثه د دې قائل نه دی، او احناف د صلوة علی الشهید قائل دی او د امام احمد په یو روایت کښې تخیر دې، حافظ ابن قیم رحمه الله فرمائی چه د شهداء احد په باره کښې روایات مختلف دی، والصواب فی المسئلة انه مخیرین الصلوة علیهم وترکها لمجئ الآثار بکل واحد من الامرین، وهذا احدی الروایات عن الامام احمد (عون مختصرا) د صلوة علی الشهید بحث وړاندې هم په دې باب کښې را روان دې.

[۳۱۳۳] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى. وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: "رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ، أَوْ فِي حَلْقِهِ، فَمَاتَ، فَأُذِرْجَ فِي لِيَابِهِ كَمَا هُوَ، قَالَ: وَتَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

د جابر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه یو سړې په سینه کښې په غشي باندې ولگیدو یا په مړی کښې او مړ شو په خپلو جامو کښې ونغښتلې شو څنگه چه هغه مخکښې ور جابروائی او مونږ د نبی ﷺ سره ملګري وو.

« عن جابر رضي الله عنه قال رمى رجل بسهم في صدره او في حلقه فمات فاذرج في ليايه كما هو »
یعنی یو سړې چه په غشي لگیدلې وو په سینه کښې یا په حلق کښې چه د هغې نه ئې مړګ واقع شو نو هغه هم دغه شان د هغه په کپړو کښې دفن کړنې شو. یعنی بغیر د غسل نه.

۱: تقدیه ابو داؤد، (تحفة الأشراف: ۲۶۴۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷/۴) (حسن).

[۳۱۳۴] (۱) حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ أَحَدٍ، أَنْ يُزَعَّ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ، وَالْجُلُودُ، وَأَنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ".

د ابن عباس رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم راته حکم کړې وو دا حد د شهیدانو په باره کښې چه وسپني (اسلحه) او خرمني ترې لرې کړئ او په خپلو جامو او وینو کښې ئې دفن کړئ.

(عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال امر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بقتلي احد ان ينزع عنهم الحديد... الخ):

يعني د شهداء احد په باره کښې رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دا او فرمائيل چه د هغوی د بدنونو نه دې وسله وغیره کوزه کړې شي او هم دغه شان زیاتې جامه هم، او دوی دې په خپلو وینو او جامو کښې دفن کړې شي (۱) د جمهورو مسلک خو هم دا دې په دې کښې د امام مالک رحمہ اللہ اختلاف دې د هغوی په نزد وسله خو به کوزولې شي خو زیاتې جامه وغیره به نه شي ویستلې. والحديث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذري

[۳۱۳۵] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ. رَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَهَذَا الْقُطْبُ، أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُمْ: أَنَّ لِهَذَا أَحَدًا لَمْ يُقْسَلُوا، وَدُفِنُوا بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ.

د انس بن مالک رضی اللہ عنہ نه روایت دې فرمائی چه دا حد د شهیدانو ته غسل نه وو ورکړې شوې او په خپلو وینو کښې دفن کړې شوي وو او جنازه هم ورباندې نه وه شوي.
(عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان شهداء احد لم يغسلوا ولم يصل عليهم)

د صلوة علی الشہید بحث:

د صلوة علی الشہید مسئله لکه چه اوس پورته تیره شوه مختلف فیه ده، وړاندې یو مستقل باب د کتاب الجنائز په آخره کښې را روان دې، (باب الصلوة علی القبر بعد حين) چه په هغې کښې دا حدیث دې (عقبه بن عامر رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خرج يوما فصری علی اهل احد صلاته علی الميت) او د دې حدیث په دویم طریق کښې دا دی (صلی علی قتلی احد بعد

(۱): سنن ابن ماجه/الجنائز ۲۸ (۱۵۱۵)، (تحفة الأشراف: ۵۵۷۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۴۷/۱) (ضعيف)

(۲) قال الموفق: وينزع من ثيابه ما لم يكن من عامة لباس الناس من الجلود والفراء والحديد قال احمد: لا يترك عليه فردو ولا خف ولا جلد وبهذا قال الشافعي وابو حنيفة، وقال مالك لا ينزع عنه فرو ولا خف ولا محشول لعموم قوله صلی اللہ علیہ وسلم ادفنوهم بثيابهم، وما رويناها اخص فكان اولي آه..... د دې نه معلومه شوه چه د جمهور علماء او ائمه ثلاثه مذهب خو دا دې چه د عام جامو نه علاوه دې ترې نه زیاتې جامه وغیره موزې اویستلې شي. خو د امام مالک رحمہ اللہ په دې کښې اختلاف دې د هغوی په نزد به ترې نه زیاتې جامه او موزې وغیره هم نه شي ویستلې. هم دغه شان په دسوقی کښې هم دی، پس په هغې کښې دی مع خف وقلنسوة ومنطقة قل ثمنها وخاتم فضة قل فصه اي قيمته لا بألة حرب من درع وسلاح آه معلومه شوه چه وسله وغیره او زغري به د امام مالک رحمہ اللہ په نزد هم کوزولې شي.

(۲): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۴۷۸) (حسن)

ثمان سنين كالمودع للاحياء والاموات) امام بخاری رحمه الله به (باب الصلوة على الشهيد) كښي دوه احاديث ذكر كړي دي يو هم دا د عقبه بن عامر رضي الله عنه والا او دويم د جابر بن عبد الله رضي الله عنه چه د هغې په اخر كښي دي (وامر بدفنههم في دمانهم ولم يغسلوا ولم يصل عليهم) امام ابن قدامة په دې دواړو حديثونو كښي يو لړه د خپل مسلك دليل منلو سره د دويم حديث يعنى حديث عقبه رضي الله عنه دا جواب كړي دي چه دا مخصوص دي د شهداء احد سره، ځكه چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم دا مونځ په شهيدانو باندې مونځ وو د هغوى په قبرونو باندې او اته كاله پس وو، او احناف د صلوة على القبر بالكل نه دي قائل، او جمهور هم د يو مياشت نه پس د صلوة على القبر قائل نه دي، لهذا هم دا به وئيلي شي چه دا د شهداء احد سره خاص دي، بله دا چه هغوى وئيلي دي چه د ابن عباس رضي الله عنهما دا حديث (ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على قتلى احد) ضعيف دي ځكه چه د دې راوى حسن بن عماره دي چه ضعيف دي، وقد انكر عليه شعبة رواية هذا الحديث آه او قسطلاني فرمائي چه د ابن حزم ظاهري رحمه الله مذهب دا دي چه صلوة على الشهيد هم حسن دي او ترك الصلوة هم حسن دي، او هغوى استدلال كړي دي د بخاري هم د دې دواړو احاديثو نه، وقال ليس يجوز ان يترك احد الاثرين المذكورين للاخر، بل كلاهما حق مباح وليس هذا مكان نسخ لان استعمالهما معا ممكن آه وقال العيني : ذهب ابن ابي ليلي والحسن بن حى وعبيد الله بن الحسن وسليمان بن موسى وسعيد بن عبدالعزيز والاوزاعي والثوري وابو حنيفة وابويوسف ومحمد واحمد فى رواية واسحاق فى رواية الى انه يصلى عليه وهو قول اهل الحجاز ايضا واحتجوا فى ذلك بحديث عقبة عند البخارى، وقوله فيه صلاته على الميت يرد قول من قال ان الصلوة فيه محمولة على الدماء وممن قال به ابن حبان والبيهقى والنووى، امام نووى رحمه الله فرمائي چه د صلاته على الميت مطلب دا دي چه كومه دعا به هغوى د مرو دپاره غوښتله هم هغه دعا ئې د هغوى دپاره او غوښتله، او دا مطلب نه دي چه د هغوى دپاره ئې مونځ او كړو، هم دا تاويل ابن حبان او بيهقى هم كړي دي، قال العيني : وهذا عدول عن المعنى الذى يتضمنه هذا اللفظ لاجل تمشية مذهبه فى ذلك، وهذا ليس بانصاف، واحتجوا فى ذلك ايضا بما رواه ابن ماجة بسنده عن ابن عباس رضي الله عنهما قال اتى بهم رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم احد فجعل يصلى على عشرة عشرة وحمة وهو كما هو يرفعون، هو كما هو موضوع، يعنى په لسو لسو كسانو باندې به مونځ كولې شو او په حمزه رضي الله عنه باندې، د مونځ نه پس به خو د حمزه رضي الله عنه جنازه هم هلته پرته وه او باقى به اوچتولې شو، الى آخر ما فى اولاجز..... وفيه ايضا : وسط الزيلعي فى نصب الراية، طرق الصلوة على الشهداء ولخصها الحافظ فى الدراية فارجع اليهما لو شئت.

په دې سلسله كښي بعض روايات حافظ ابن قيم رحمه الله هم په تهذيب السنن كښي ذكر كړي دي، ومنها : حديث انس ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على حمزة، وحديث ابي مالك الغفاري كان قتلى احد يوتى منهم بتسعة وعاشرهم حمزة فيصلى عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يحملون ثم يوتى بتسعة فيصلى عليهم وحمزة مكانه، هذا مرسل صحيح ذكره البيهقى، وقال هو اصح ما فى الباب..... د دې روايت مقتضى دا ده چه په حمزه رضي الله عنه باندې اووه كرتو مونځ كړي شوې دي په باقى ټولو

باندې يو يو كړت. ومنها وقد روى ابن اسحاق. عن رجل من اصحابه عن مقسم عن ابن عباس رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم على حمزة فكير سبع تكبيرات ولم يؤت بقتيل الا صلى عليه معه حتى صلى عليه اثنين وسبعين صلوة، ولكن هذا الحديث له ثلاث علل الى آخر ما ذكر، دا آخري روايت دهغه مخكښي روايت هم خلاف دي كوم چه مرسل قوي دي.

[۳۱۳۶] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ. ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ يَعْنِي الْمُرَوَّانِيَّ، عَنْ أَسَامَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، الْمَعْنَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى حَمْزَةَ، وَقَدْ مِثَلَ بِهِ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةً فِي نَفْسِهَا، لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ. حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بَطُونِهَا، وَقَلَّتِ الشِّيَابُ، وَكَثُرَتِ الْقَتْلَى، فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكْفَنُونَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، زَادَ قُتَيْبَةُ: ثُمَّ يُدْفَنُونَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ: "أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا؟" فَيَقْدِمُهُ إِلَى الْقَبِيلَةِ."

دانس بن مالک رضي الله عنه نه دتير روايت په شان روايت نقل شوي دي مگر ددي اضافي سره چه نبي صلى الله عليه وسلم په حمزه باندې تير شو او هغه مثله شوي وو، نبي صلى الله عليه وسلم او فرمائي که چرې صفيه نه خفه کيدلې نو مابه د حمزه لاش همدا سي بهر په ډاگه پريخودلې وو تردې چه ليوانوبه خوه لې رې بيا به د قيامت په ورځ دليوانو د خيتونه راوتلو په هغه زمانه کښې د جامو کمې وو اود شهيدانو تعداد زيات وو يو او دوه اودرې کسان به په يوه جامه کښې دفن کولې شو ليکن د دفن کولونه مخکښي به نبي صلى الله عليه وسلم تپوس او کړو چه په دوی کښې د قران علم د چاسره زيات دي؟ نو هغه به ئې د قبلي طرف ته مخامخ کړو.

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَرَّ عَلَى حَمْزَةَ وَقَدْ مِثَلَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةً فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بَطُونِهَا

شرح الحديث :

يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم د احد په جنگ کښې په حمزه رضي الله عنه باندې تير شو په داسې حال کښې چه هغوی مثله کړې شوي وو نو رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرمائي چه که ماته د خپلې ترور صفيه رضي الله عنها خيال نه وي نو ما به دوی هم په دې حال کښې دلته پريخودلې وي چه حيواناتو او مارغانو د هغوی بدن خوړلې وي او بيا په آخرت کښې د هغه حيواناتو د خيتونه د هغوی اجزاء جمع کولو سره د هغه حشر شوي وي.

دا رسول الله صلى الله عليه وسلم ځکه غوښتل چه د هغوی په اجر او ثواب کښې اضافه اوشي، او د هغوی شهادت د الله پاک نزد بڼه ښکاره شي وړاندې په روايت کښې دي چه چونکه د جامو کمې وو او د مقتولينو کثرت په دې وجه دوه دوه او درې درې مړي په يو کپړه کښې کفن کړې شو، او بيا به هغوی ټول په يو قبر کښې دفن کولې شو، په قبر کښې د کيخودلو په وخت به رسول الله صلى الله عليه وسلم تپوس کولو چاته قران زيات ياد دي پس هم هغه به ئې د قبلي طرف ته مخکښي کولو.

په دې روايت کښې دا هم دي چه په يو کپړه کښې به د دوه او درې کسانو تکفين کيدلو، خو په دې صورت کښې به د يو بدن د بل سره لگي او دا جائز نه ده، لهذا د دې

(۱) سنن الترمذي/الجنائز ۳۱ (۱۰۱۶)، (تحفة الأشراف: ۱۴۷۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۲۸/۳) (حسن)

تاویل به دا کولې شی چه مثلاً یو لوڼې خادر دې د هغې دوه یا درې ټکړې کولو سره به هر یو مړې په ځانله ځانله ټکړه کښې کفن کولې شو چه د یو بل سره او نه لگي. او یا بیا دا په ضرورت او مجبورۍ باندې محمول کولې شی. (بذل) او مظهر شارح د مصابیح د ثوب واحد تاویل په قبر واحد سره کړې دې ممکنه ده چه دا تاویل په بعض نورو روایتونو کښې اوچلیږي خو زموږ په دې روایت کښې نه شی چلیدې ځکه دلته د دې نه پس په روایت کښې دی ﴿ثم یدفنون فی قبر واحد﴾

په حدیث الباب باندې د امام ترمذی اعتراض :

د دې نه پس په دې باندې ځان پوهه کړئ چه دا حدیث په ترمذی کښې هم دې او په هغې کښې په اخر کښې دا زیادت دې ﴿قال فدفنهم رسول الله ﷺ ولم یصل علیهم﴾ امام ترمذی رحمته د دې حدیث په سند باندې کلام کړې دې او هغه دا چه د دې حدیث په سند کښې د اسامة بن زید نه خطاء واقع شوې ده هغه دې حدیث لره په دې سند سره روایت کولو کښې متفرد دې. د اسامة نه علاوه د امام زهری رحمته نورو شاگردانو دا حدیث بل شان روایت کړې دې ﴿فروی الیث بن سعد عن ابن شهاب عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن جابر بن عبدالله رحمته﴾ او هم دغه شان معمر دا روایت کړو ﴿عن الزهری عن عبدالله بن ثعلبة عن جابر﴾ یعنی اسامة دا د انس د مسانیدو نه گنرلې دې، او د اسامة نه علاوه لیث بن سعد او معمر د جابر د مسانیدو نه.

[۳۱۳۷] حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَسَامَةُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِحِمْزَةٍ، وَقَدْ مَثَلَ بِهِ، "وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ".

دانس بن مالک رحمته نه روایت دې چه نبی صلی الله علیه و آله په حمزه باندې تیر شو او هغه مثله شوې وو، او جنازه ئې اونکړه په یوکس باندې ددوی نه.

﴿عن انس رحمته ان النبي ﷺ مر بحمزة وقد مثل به ولم يصل على احد من الشهداء غيره﴾

په دې روایت کښې ﴿لم يصل على احد﴾ نه پس ﴿بعد﴾ د غیره لفظ دې چه د هغې نه د حمزة رحمته استثناء معلومیږي چه په هغه باندې ئې اولوستلو او د هغه نه علاوه ئې په چا باندې هم او نه لوستلو، امام دارقطنی په دې زیادت باندې کلام کړې دې پس هغوی فرمائی: ورواه عثمان بن عمر عن اسامة عن الزهری عن انس وزاد فيه حرفا لم يات به غيره فقال "ولم يصل على احد من الشهداء غيره وليس بمحفوظ" خو حافظ منذری رحمته ته لکه چه د هغوی د کلام کتلو نه معلومیږي د دارقطنی په اعتراض باندې انشراح نسته، ځکه چه هغوی د دارقطنی د اعتراض نقل کولو نه پس لیکي چه ﴿فاسامة بن زيد فقد احتج به مسلم واستشهد به البخاري، واما عثمان بن عمر فقد اتفق البخاري ومسلم على الاحتجاج بحديثه﴾ او بیا وړاندې تلو سره هغوی صلوٰة علی حمزة چه په طریق د عثمان کښې دی د دې تاویل د بعض علماء کرامو نه دا نقل کړې دې چه دا صلوٰة په معنی د دعا دې.

فانده : دا حدیث چه په هغې کښې د احد په شهیدانو باندې د مانځه نفی او د حمزه رضی الله عنه د پاره ثبوت ذکر دې، د امام دارقطنی وغیره په دې باندې اعتراض کول او د حافظ منذری په ځانې د رد د دې تاویل کول په دې کښې د صلوٰة علی حمزة نه دعاء مراد دې، د دې نه دا معلومیږي چه دا حضرات محدثین کوم چه د صلوٰة علی الشهید قائل نه دی په دې کښې بعض د حمزه رضی الله عنه استثناء هم نه قبلوی بلکه علی العموم د نفی قائل دی.

وکنت اظن قديما ان الاختلاف انما هو في غير حمزة لا في حمزة فظهر من هذا خلافة.....

[۳۱۳۸] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبٍ: أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ، وَيَقُولُ: أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخَذَ الْقُرْآنَ؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا، قَدَّمَهُ فِي الدُّخَانِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَمْرٌ بَدَنُكُمْ بِمَا تَعْمَلُونَ، وَلَمْ يُغْسَلُوا".

د جابر بن عبدالله رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله به دوه دوه کسان دا حد شهیدان یو ځانې دفن کول او وئیل به ئې چه په دوی کښې د قران علم دچاسره زیات دې؟ نوچه کله به یو تن ته اشاره وشوه نو هغه به ئې لحد ته مخکښې کوز کړو او وئیل به ئې زه به په دوی باندې گواه یم په ورځ د قیامت اوبیا به ئې حکم اوکړو په دفن کولو د دوی باندې سره د وینونه او غسل به ئې ورنکړل.

﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ وَيَقُولُ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخَذَ الْقُرْآنَ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي الدُّخَانِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمْرٌ بَدَنُكُمْ بِمَا تَعْمَلُونَ وَلَمْ يُغْسَلُوا ﴾

دا هم هغه طریق دې کوم ته چه امام ترمذی رحمته الله ترجیح ورکړې ده په طریق د اسامة بن زید باندې، او طریق د اسامة ته ئې وهم وئیلې دې، داسې معلومیږي چه د امام ابوداؤد په نزد هر دواړه طریق صحیح دی ځکه چه هغوی حدیث په هر دواړو طریقو سره ذکر کړو او سکوت ئې اختیار کړو. والله تعالی اعلم بالصواب

[۳۱۳۹] (۲) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ السَّهْمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ، عَنِ اللَّيْثِ: بِهَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أَحَدٍ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ.

په دې سند سره هم د لیث نه د دې مفهوم حدیث نقل دې، په دې کښې دی چه نبی کریم صلی الله علیه و آله د احد شهیدان دوه دوه سړی یو ځانې په یوه کپړه کښې دفن کول.

۱: صحیح البخاری للجنائز ۷۲ (۱۳۴۳)، ۷۳ (۱۳۴۵)، ۷۵ (۱۳۴۷)، ۷۸ (۱۳۵۳)، المغازی ۲۶ (۱۰۷۹)، سنن الترمذی للجنائز ۴۶ (۱۰۳۶)، سنن النسائی للجنائز ۶۲ (۱۹۵۷)، سنن ابن ماجه للجنائز ۲۸ (۱۵۱۴)، تحفة الأشراف: (۲۳۸۲) (صحیح)
 ۲: انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۲۳۸۲) (صحیح)

باب فی ستر المیت عند غسله

د غسل به وخت کښې مړی ته د پردې کولویان

او په بعض نسخو کښې، فی ستر المیت دې وهو الاوضح.

[۳۱۴۰] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُبْرَزُ لِحْدُكَ، وَلَا تَنْظُرَنَّ إِلَى لِحْدِي حَتَّى، وَلَا مَيِّتٍ".

د علی کرم الله وجهه نه روایت دي فرمائی چه نبی کریم صلی الله علیه وسلم فرمائیلي دي: خپل ورون مه ښکاره کوه اودچا ورون ته مه گوره چه مړوي اوکه ژوندي.

«عن علی علیه السلام ان النبی ﷺ قال: لا تبرز فخذک ولا تنظر الی فخذی ولا میت»

د دې حدیث نه معلومه شوه چه د ستر عورت په مسئله کښې مړې په شان د ژوندي دي، لهذا د غسل په وخت د مړی د ستر اهتمام واجب دي، کما فی ترجمه الباب. والحديث اخرجہ ابن ماجه، قاله المنذرى

[۳۱۴۱] حَدَّثَنَا النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُبَادٍ، عَنْ أَبِيهِ عُبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، تَقُولُ: لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: وَاللَّهِ مَا نَدْرِي، أَنْجَرْدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا، أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ تَاجِيَةِ النَّبِيِّ، لَا يَذْرُونَ مَنْ هُوَ: أَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَقَامُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ، يَصُبُّونَ الْمَاءَ قَوْقَ الْقَمِيصِ، وَيَذَلُّكَوْنَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ أَيْدِيهِمْ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِى مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاءُ.

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روایت دي فرمائی چه كله صحابه گرامو اراده وکړه چه نبی کریم ﷺ ته غسل ورکړی نو مختلف شول چه اياد جامونه بغير بر بند غسل ورکړو د نورو مړو پشان اوکه د جاموسره غسل ورکړو نوچه كله دوی مختلف شول نو الله تعالی ورباندي پرکالي (خوب) راوستونو په دوی کښې څوک هم داسې نه ووجه دخوب دوجې نه زنه په سينه باندي نه وی لگيدلي، په دې وخت دکورپه گوټ کښې گنگوسي اوشو معلومه نشوه چه دچا آوازوو، هغه خبره داوه چه نبی کریم ﷺ ته دجاموسره دي غسل ورکړی شي خلقو چه دا واوريدل نودقميص سره ئې غسل ورکړو، يعنی خلقوبه پرې دقميص دپاسه اوبه اړولي اوبه قميص به ئې مېلونه چه په لاسونو هام المومنين عائشة رضي الله عنها وائی که چرې ماته مخکښي راياد شوي وي کومه خبره چه ماته روسته راياده شوه نونبی ﷺ ته به خپلوبيبیانو غسل ورکړي وي.

«سمعت عائشة رضي الله عنها تقول: لما ارادوا غسل النبي ﷺ قالوا والله ما ندرى انجرد رسول الله ﷺ من ثيابه كما نجرد موتانا ام نغتسله وعليه ثيابه»

۱: سنن ابن ماجه/الجنائز ۸ (۱۴۶۰)، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۳۳)، وقد أخرجہ: حم (۱۴۷۱) (ضعيف جدا)

۲: سنن ابن ماجه/الجنائز ۹ (۱۴۶۴)، (تحفة الأشراف: ۱۶۱۸۰)، وقد أخرجہ: مسند احمد (۲۶۷/۶) (حسن)

شرح الحديث :

عائشة رضي الله عنها فرمائی چه د رسول الله ﷺ د غسل متعلقينو چه كله هغوی ته د غسل وركولو اراده اوكره نو خپل مينځ كښي نې اوښل او سوچ نې او كړو چه د رسول الله ﷺ كپړې ويستلو سره هغوی ته غسل وركړې شي لكه چه د عامو مړو سره كولي شي يا د هغوی د جامو ويستلو نه بغير هغوی ته غسل وركړې شي، لا تراوسه پورې څه راتې نه وه قائمه شوې چه ناڅاپه په دوی باندي الله پاك خوب راوستلو چه د هغې په وجه باندي د هريوزنه د سينې سره اولگيده، بيا د حجرې شريفې د يو طرف نه د يو آواز كونكي آواز راغلو چه د هغې په باره كښي چاته هم پته نه وه چه څوك دې، هغه دا كلام او كړو چه رسول الله ﷺ ته د هغوی د كپړو سره غسل وركړي، د دې نه پس ټولو هم دغه شان او كړه، **«فغسلوه وعليه قميصه يصبون الماء فوق القميص»** چه اوبه نې بهيولي د قميص د پاسه او بدن مبارك نې هم په هغه قميص باندي مړلو په لاسو سره نه، په دې باندي بذل كښي ليكلي دي **«ويستدل بهذا الحديث ان الميت اذا اغتسل يجب ان لا يمس عورته الا بلف الثوب على يده»**

«كما نجرد موتانا الخ» په دې باندي حضرت شيخ رحمته الله په حاشيه د بذل كښي ليكلي دي چه د جمهور علماء ثلاثه په نزد مستحب طريقه هم دا ده چه د مړي نه كپړې ويستلې شي او په بله كپړه كښي ورته غسل وركړې شي، د امام شافعي رحمته الله مسلك دا دې چه د مړي غسل د هغه په مخكښي كپړو كښي كيدل پكار دي، او د جمهور په نزد دا حديث په خصوصيت باندي محمول دي.

په صديق اكبر رضي الله عنه كښي قدوة د اثار خلافت موجود كيدل :

د رسول الله ﷺ په وفات باندي صحابه كرامو رضي الله عنهم ته په ډيرو مسائلو كښي حيراني پيدا شوې وه چه په دې كښي څه او كړې شي، او د حيرانتيا راتلل قياس ته هم زياته نژدې وه ځكه چه اصل معلم او مفتي د صحابه كرامو رضي الله عنهم دپاره رسول الله ﷺ وو. اوس كه تپوس او كړي نو د چا نه او كړي، ځكه چه دې مخكښي مسئله كښي خود الله پاك د طرف نه غيبي امداد راغلو، د دې نه پس چه صحابه كرامو رضي الله عنهم ته څه قسمه مسئله پيدا شوه په هغې كښي نې صديق اكبر رضي الله عنه پوره پوره رهنمائي او كړه چه په هغې باندي د صحابه كرامو رضي الله عنهم تسلي كيده، پس صحابه كرامو رضي الله عنهم ته د جنازې په مانځه كښي هم شك پيدا شو، او هم دغه شان نې د دفن په باره كښي هم شك پيدا شو، لكه چه د شمائل ترمذي په روايت كښي دي، په دې ټولو كارونو كښي صديق اكبر رضي الله عنه فيصله كن جواب وركړو او صحابه كرامو رضي الله عنهم د هغې مطابق عمل كولو، رښتيا دا ده چه الله پاك د چا نه كوم كار اخلي هغه پخپله مخامخ راشي او د خلقو په هغې باندي اتفاق پيدا شي

«وكانت عائشة تقول لو استقبلت من امرى ما استدبرت ما غسله الا نساؤه»

شرح الحديث :

راوى وائى چه مور بى بى (عائشة رضي الله عنها) به فرمائيل چه كومه خبره ماته روستو معلومه شوه كه وړاندي معلومه وه نو بيا به رسول الله ﷺ ته غسل د هغوی بيبیانو وركولو نه صحابه

گرام عليه السلام، شارحانو د دې دا مطلب ليکلي دي چې د دې نه مراد د تعلق د نکاح باقی پاتې کيدل دی په موده د عدت کښ، یا د نکاح نه منقطع کيدل د ازواج مطهرات په حق کښې په خصوصیت سره د همیشه دپاره، دا دواړه مطلبه خو يو بل ته نژدې نژدې دی، دلته د دې جملې په مطلب کښې دوه احتمالونه نور هم دی کوم چې حضرت شیخ په سبق کښې بیان فرمائيلې وو، اول دا چې که ماته د مخکښې نه معلومه وه چې بعض خلق به د عدم غسل ازواج نه استدلال کوی په دې باندې چې د زوجې دپاره زوج ته غسل ورکول جائز نه دی نو بیا به هم مونږ رسول الله ﷺ ته غسل ورکړې وې، دویم احتمال ئې دا فرمائيلې وو چې عائشې رضی الله عنها ته به علم شوې وی چې بعض علوی حضرات طعن کوی چې څنگه ئې پلار یعنی ابوبکر رضی الله عنه د استخلاف په مسئله کښې مشغول شوي وو، د رسول الله ﷺ تجهيز او تکفين پریخودلو سره هم دغه شان ئې لور بی بی عائشه صدیقه رضی الله عنها هم په دې کښې مشغوله شوې وه، نو په دې باندې عائشه رضی الله عنها فرمائي که ماته دا مخکښې معلومه وه نو بیا به د رسول الله ﷺ بیبيانو هغوی ته غسل ورکړې وې آه

د احد الزوجین یو بل ته غسل ورکول او مذاهب الائمة په دې کښې :

اوس پاتې شوه دا مسئله چې په زوجینو کښې یو بل ته غسل ورکولې شی او که نه؟ د جمهور علماء کرامو او ائمة ثلاثه په نزد خو د دواړو د طرف نه جائز دي یعنی احد الزوجین یو بل ته غسل ورکولې شی که زوج وی که زوجه، او احناف په دې کښې د فرق قائل دی د هغوی په نزد د زوجې دپاره د خاوند غسل جائز دي ځکه چې په عدت کښې نکاح باقی پاتې وی، او د دې عکس جائز نه دي، د جمهور علماء کرامو استدلال د علی رضی الله عنه د غسل نه دي فاطمې رضی الله عنها ته چې فاطمې رضی الله عنها ته د هغې د وفات نه پس علی رضی الله عنه غسل ورکړې وو، جواب د دې دا دي چې دا متفق علیه امر نه دي چې فاطمې رضی الله عنها ته علی رضی الله عنه غسل ورکړې وو فقد قيل غسلتها ام ایمن، ولو سلم فقد انکر ابن مسعود علی رضی الله عنه (بذل)

په مذاهبو کښې صحیح هم دغه شان دي او کوم چې په بذل کښې د امام شوکانی رحمته الله علیه نه منقول دی چې د امام احمد رحمته الله علیه په نزد د ښځې دپاره خاوند ته غسل ورکول جائز نه دی دا سهو ده، حضرت شیخ په اوجز کښې د حنابلہ د کتابونو نه جواز نقل کړې دي، بلکه په اوجز کښې ئې د امام شوکانی رحمته الله علیه په نقل باندې اعتراض هم کړې دي چې یا خو هغه صحیح نه دی یا کیدي شی چې د امام احمد رحمته الله علیه یو روایت وی، په اوجز کښې دا مسئله د موطاء د دې روایت د لاندې لیکلې شوې ده چې په هغې کښې دی «ان اسماء بنت عمیس امرأة ابی بکر الصديق غسلت ابا بکر الصديق حين توفي» (اوجز ۲/۴۲۸)

والحديث اخرج ابن ماجة منه قول عائشة لو استقبلت الخ. واخرج ابن ماجة من حديث بريدة بن الحصيب رضی الله عنه لما اخذوا في غسل الخ قاله المنذرى.

[۳۱۴۲] حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ. وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَمَادُ بْنُ زَيْدٍ الْمَعْنِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ فَقَالَ: "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْأُخْرَى كَافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَعْتُنَّ، فَأَذْنِي، فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهَا، فَأَعْطَانَا حَقْوَةً، فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ". قَالَ عَنْ مَالِكٍ: يَعْنِي إِزَارَةً، وَلَمْ يُقَلِّ مُسَدَّدٌ دَخَلَ عَلَيْهَا.

دام عطية رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبي صلی الله علیه و آله مونږ ته راغي په هغه وخت کښې کله چه دهغه لور وفات شوي وه چه درې ځله يا پنځه ځله ياددينه زيات غسل ورکړی او که مناسب درته ښکاره شوه نودبيرو په پاڼرو کښې په بشيدلو اوبو غسل ورکړی او په اخر کښې ورسره کافور هم شامل کړی او کله چه دغسل ورکولونه فارغ شئ نومانه اطلاع راکړی، ام عطية او وئيل کله چه مونږ فارغ شو نو نبي صلی الله علیه و آله ته مو اطلاع ورکړه نو نبي صلی الله علیه و آله مونږ ته خپل لنگ راکړو او وئې فرمائيل چه په دې کښې ئې راوښاري او نبي صلی الله علیه و آله دا دبرکت دوجې نه ورکړو اودمسدد په روایت کښې دخل علينا الفاظ نشته.

(عن ام عطية رضي الله عنها) قالت دخل علينا رسول الله صلی الله علیه و آله حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رايتن ذلك بماء وسدر

شرح الحديث:

ام عطية رضي الله عنها فرمائی چه کله د رسول الله صلی الله علیه و آله د لور وفات اوشو (او هغې ته غسل ورکړې کيدو نو) رسول الله صلی الله علیه و آله مونږ ته تشريف راوړو او د غسل په باره کښې ئې خو هدايات مونږ ته راکړل هغوی اوفرمائيل چه غسل درې کرته يا پنځه کرته يا د دې نه زيات څومره چه ضرورت گنځي هم هغه شان ورکړی، او د بيړې په پاڼرو سره غسل ورکړی او آخری ځل په اوبو کښې کافور يو ځانې کړی. د دې لور نه مراد کومه لور ده؟ په بذل کښې زينب رضي الله عنها ليکلې شوې ده او د شيخ په حاشيه د بذل کښې دا دی

(بسط الحافظ في الفتح ۸۳/۲ الكلام على مسمى البنت هذه، وكلنا في الاجز، والاكثر على انها زينب، وقيل ام كلثوم ومال ابوالطيب في شرح الترمذي الى الجمع بينهما) آه وقال المنذري هي زينب زوج ابی العاص ابن الربيع وهي اکبربناته رضي الله عنها هذا هو اکثر المروي وذكر بعض اهل السير انها ام كلثوم وقد ذكره ابوداؤد في ما بعد وفي اسناده مقال والصحيح الاول لان ام كلثوم توفيت ورسول الله صلی الله علیه و آله غالب بيد آه (اغسلن) د امر حاضر جمع مونث صيغه ده چه د هغې اصل مخاطب خو ام عطية ده ځکه چه د مړې په لامبلو کښې هم دا ډيره ماهره وه د رسول الله صلی الله علیه و آله په زمانه کښ، تردې چه وړاندې په روایت کښې راځي چه محمد بن سيرين جليل القدر تابعي به د مړې د غسل طريقه د ام عطية رضي الله عنها نه زده کوله، زرقانی فرمائی چه دا امر ام عطية رضي الله عنها ته او کومې زنانه چه د هغې سره مدد کونکې وې هغوی ته دي.

۱: صحيح البخاري/الوضوء ۳۱ (۱۶۷)، والجنائز ۸ (۱۲۵۳)، ۹ (۱۲۵۴)، ۱۰ (۱۲۵۵)، ۱۱ (۱۲۵۶)، ۱۲ (۱۲۵۷)، ۱۳ (۱۲۵۸)، ۱۴ (۱۲۶۰)، ۱۵ (۱۲۶۱)، ۱۶ (۱۲۶۲)، ۱۷ (۱۲۶۳)، صحيح مسلم/الجنائز ۱۲ (۹۳۹)، سنن الترمذي/الجنائز ۱۵ (۹۹۰)، سنن النسائي/الجنائز ۲۸ (۱۸۸۲)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۸ (۱۴۵۸)، (تحفة الأشراف: ۱۸۰۹۴)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجنائز ۱ (۲)، مسند احمد (۴۰۷/۶، ۴۰۸) (صحيح)

﴿ بماء وسدر ﴾ باندې په حاشیه د بذل کښې لیکلې دی: وهل الغسلات كلها بماء السدر او مرتین فقط کما رجحه ابن الهمام لروایه ابی داؤد الاثیه قریبا، او الواحدة فقط کما اختاره شیخ الاسلام وصاحب البدائع مختلف فیها کما فی الشامی ۶۳۲/۱ والکبیری ۵۳۵ والبحر الرائق ۱۷۲/۲.

دلته یو بله مسئله هم مختلف فیه ده کومه چه په کتاب الطهارة کښې تیره شوې ده، یعنی طهارة بماء مخلوط بشی ظاهر چه په هغې کښې ائمه ثلاثه د عدم جواز قائل دی، او احناف د جواز، گویا حدیث الباب د احنافو دلیل دې په دې مسئله کښ، تفصیل په اوجز کښې او گورئ (هامش بذل) د جمهورو د طرف نه د دې جوابات په باب فی تقبیل المیت کښې را روان دی.

﴿ فاذا فرغتن فاذهنی ﴾ رسول الله ﷺ غسل ورکونکو ته او فرمائیل چه د غسل د فراغت نه پس ماته خبر راکړئ مونږ د فارغ کیدو نه پس چه خبر ورکړو نو رسول الله ﷺ خپل خادر مونږ ته راکړو او وې فرمائیل چه په شروع کښې ئې په دې کښې راونغاړئ، او دا د هغې شعار جوړ کړئ، شعار هم هغه کپړې ته وائی کوم چه د بدن د ویښتو سره لگي، او دا په دې وجه چه د هغې برکت د هغې وجود سره اولگي،

د استبراک باثار الصالحین ثبوت او استحباب :

په دې باندې په حاشیه د بذل کښې لیکلې دی: فیه استبراک باثار الصالحین ویویده ایضا حدیث البخاری فی استعداد الکفن (اوجز) د بخاری د حدیث مضمون دا دې چه یو ځل یو زنانه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې یو خادر راوړو رسول الله ﷺ هغه قبول کړو او رسول الله ﷺ ته د هغې حاجت هم وو، رسول الله ﷺ هغه د لنگ په ځانې استعمال کړو رسول الله ﷺ په هغې کښې لا وتلې نه وو چه د یو صحابی رضی الله عنه خوښ شو هغه رسول الله ﷺ ته درخواست اوکړو چه دا ماته راکړئ رسول الله ﷺ هغه ته ورکړو خلقو هغه صحابی رضی الله عنه ته اووې چه دا تا ښه اونکرل رسول الله ﷺ ته خو د دې حاجت وو بیا هم تا د رسول الله ﷺ نه د هغې سوال اوکړو سره د دې چه تا ته دا هم معلومه ده چه هغوی د چا سوال نه رد کوی، هغوی جواب ورکړو چه والله ما دا د اغوستلو دپاره نه دې اخستلې. دا خو ما د خپل کفن دپاره اخستلې دې، راوی وائی چه بیا هغه هم د هغوی د کفن په کار راغلو. (اوجز ۴۲۷/۲)

والحدیث اخرجه البخاری ومسلم وابن ماجة، قاله المنذری

باب کَیْفَ غُسْلِ الْمَيِّتِ

مړی ته غسل څنګه ورکول پکار دی؟

[۳۱۴۳] (حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو، وَأَبُو كَامِلٍ، بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ حَفْصَةَ أُخْتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: مَشَطْنَا هَاتِلَاثَةَ قُرُونٍ.

دام عطية ثلاثاً قرون. روایت دې فرمائی چه مونږ دهغې دسر ویخته گومنز کړل او درې گوڅی مو ترې جوړې کړي.

۱: صحیح مسلم / الجنائز ۱۲ (۹۳۹)، سنن النسائي / الجنائز ۳۵ (۱۸۹۲)، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۳۳)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۴۰۷/۱) (صحیح)

[۳۱۴۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: وَضَعْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، ثُمَّ الْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا مَقْدَمَ رَأْسِهَا، وَقَرْنَيْهَا.

دام عطية رضي الله عنها نه روايت دې فرمائی چه مونږ ددې دوپختونه درې کوڅن جوړي کړي او شاه طرف ته مو زورېدې کړي يوه په مينځ کښې او يوه يواړخ ته او بله بل اړخ ته.
(عن ام عطية رضي الله عنها قالت وضفنا راسها ثلاثة قرون ثم القيناها خلفها مقدم راسها وقرنيها)

د تجهيز په وخت د زنانه ويښتو سره څه او کړې شي؟

دا حديث د رسول الله ﷺ د لور په باره کښې دې کوم چه پورته تير په دې کښې دا دی چه ام عطية رضي الله عنها فرمائی چه مونږ د هغې ويښته گومنځ کړل د هغې مو درې حصې کړې او بيا مو شاته يعنی د ملا طرف ته هغه واچول، وړاندې په روايت کښې د دې ويښتو د درې حصو تفسير ذکر کړې شوي دي، د تندي ويښته او د اړخونو ښي او گس طرف ته.

د زنانه ويښته گومنځول او د کمسئ په شان هغې لره ول ورکولو سره شاته اچول د احنافو په نزد نشته، امام شافعي او احمد او ابن حبيب مالکي رحمهم الله د دې قائل دي، ابن القاسم د دې انکار کړې دې (كذا في هامش البذل عن الابي) او حضرت په بذل کښې ليکلې دي چه دا ټول څيزونه د باب زينت نه دي او دا وخت د زينت نه دي او د حديث جواب دا دي چه دا د ام عطية فعل دي، او د رسول الله ﷺ په حديث کښې دې باره کښې هيڅ هدايت نشته او نه د دې چه رسول الله ﷺ ته د دې علم شوي هم دي که نه،

وفي الهداية : ولا يسرج شعر الميت ولا لحيته، ولا يقص ظفره ولا شعره لقول عائشة رضي الله عنها : علام تنصون ميتكم وفي حاشيته للسنبلي من نصوت الرجل اذا مددت ناصية، والاثر رواه عبدالرزاق عن الثوري عن حماد عن ابراهيم عن عائشة رضي الله عنها انها رأت امرأة يكدون راسها بمشط فقالت علام تنصون ميتكم : وفيه ايضا : وتلبس المرأة الدرع اولا ثم يجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع.

[۳۱۴۵] (۲) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهْنُ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: "ابْدَأْ بِمَيَّامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا".

دام عطية رضي الله عنها نه روايت دې فرمائی چه نبی ﷺ هغه زنانونه او فرمائيل چاچه دده لور ته غسل ورکول چه ددې دښي طرفونو او داودس دځايونونه غسل ورکول شروع کړي.
(عن أم عطية: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهْنُ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: "ابْدَأْ بِمَيَّامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا".)

يعنی رسول الله ﷺ غسل ورکونکو زنانونه او فرمائيل چه هغوی دې ابتداء او کړي د ښي طرفونو نه او د اودس د اندامونو نه يعنی د اودس د اندامونو نه دې شروع او کړي او د دې سره دې د ابتداء باليمين هم خيال ساتي په ټول غسل کښې.

والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة، قاله المنذري

(۱): صحيح البخاري/ الجنائز ۱۶ (۱۲۶۲)، وانظر حديث رقم: (۳۱۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۳۸) (صحيح)

(۲): انظر حديث رقم: (۳۱۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۲۴) (صحيح)

[۳۱۴۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ، زَادَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمَعْنَى هَذَا، وَزَادَتْ فِيهِ: أَوْ سَبْعًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتَهُ.

دام عطية رضي الله عنه نه دتير روايت په شان روايت منقول دي البته ددي داضافي سره چه دي ته اوه خله غسل ورکړي ياددي نه هم زيات څومره چه مناسب وي غسل ورکړي.

[۳۱۴۷] (۲) حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْفُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، يُغْسِلُ بِالسِّدْرِ مَرَّتَيْنِ، وَالثَّلَاثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُورِ.

دمحمدبن سيرين نه روايت دي فرمائي چه مابه دام عطيه نه دغسل معلومات حاصلول هغي اوونيل چه مري به اول دبيري په اوبو باندي دوه ځل اولمبولي شي بيا په دريم ځل باندي كافور ياپه عامو اوبو باندي دي اولمبولي شي.

باب فِي الْكَفْنِ مري ته د کفن ورکولويان

[۳۱۴۸] (۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمًا، فَذَكَرَ جُلَا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبُصٌ، فَكَفَّنَ فِي كَفْنٍ غَيْرِ طَائِلٍ، وَقَبْرَ لَيْلًا، فَزَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ. حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَضْطَرَّ لِسَانَ إِلَى ذَلِكَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُحْسِنْ كَفْنَهُ".

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه يوه ورځ نبي كريم صلی الله علیه و آله خطبه ورکړه او په خپلو صحابه کرامو کښي ئې ديوکس ذکر اوکړو څوک چه وفات شوې وو او په يولند کفن کښي د شپې دفن کړې شوې وو نبي صلی الله علیه و آله منع وفرمائيله د شپې په وخت کښي دمري ددفن کولونه اوپه ده باندي د جنازي کولونه مگر هله چه مجبوري وي، اوبيا ئې اوفرمائيل په تاسو کښي چه څوک خپل مسلمان ورور ته کفن ورکوي نوښه کفن دي ورکړي.

(فکفن فی کفن غیر طائل وقبر لیلًا فزجر النبي صلی الله علیه و آله ان یقبر الرجل باللیل)

مضمون د حديث دا دي: يو ځل رسول الله صلی الله علیه و آله خطبه ورکړه او په هغه خطبه کښي رسول الله صلی الله علیه و آله په خپلو صحابه کرامو رضي الله عنهم کښي د يو صحابي رضي الله عنه ذکر اوکړو چه هغه وفات شوې وو او هغه په کمزوري شان کفن کښي کفن کړې شوې وو او د شپې دفن کړې شوې وو، رسول الله صلی الله علیه و آله په دي خطبه کښي د شپې په دفن کولو باندي ځکیر اوفرمائيلو مگر دا چه که څه سخته مجبوري وي، او وي فرمائيل چه کله په تاسو کښي څوک خپل ورور ښځوی نو هغه دي په ښه کپړه کښي کفن کړي.

په دي حديث کښي د دفن بالليل نه منع فرمائيلې شوې ده. د حسن بصري مذهب هم دا دي د هغوی په نزد مکروه دي، د جمهورو په نزد بغير د کراهت نه جائز دي، وړاندي په

(۱): نظر حديث رقم: (۳۱۴۲)، (تحفة الأشراف: ۱۸۰۹۴) (صحیح)

(۲): تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۰۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۸۵/۵) (صحیح)

(۳): صحیح مسلم/الجنائز ۱۵ (۹۴۳)، سنن النسائي/الجنائز ۲۷ (۱۸۹۶)، (تحفة الأشراف: ۲۸۰۵)، وقد أخرجه: مسند

احمد (۲۹۵/۳) (صحیح)

دې باندې مستقل باب را روان دي، د جمهور د طرف نه د دې حديث جواب دا ورکړې شوي دي چه دا نهی د ترک صلوٰه د وجې نه ده او لقلة المصلين، او لاجل اساءة الکفن او للجميع والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذري

[۳۱۴۹] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "أَذْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ، ثُمَّ أَخْرَجَهُ".

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دي فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله په يوه يمني کپړه کښې په کفن کړي شواو دفن کړي شو او بيا ترينه لرې کړي شو.

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ ادْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه و آله فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ ثُمَّ اخْرَجَهُ (۳) دا روايت مختصر دي وړاندي د دي تفصيل را روان دي.

[۳۱۵۰] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلٍ، عَنْ مَعْقِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبٍ يَعْنِي ابْنَ مُنْبِهِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا تَوَفَّى أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا، فَلْيُكْفَنْ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ".

د جابر رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه د نبی کریم صلي الله عليه وسلم نه مې اوریدلی دی چه فرمائیل في: خوک چه په تاسو کښې وفات شوي او وارثان مال دار وي نو پکار ده چه د حبره کپړي کفن دي ورکړی (د یمن جوړه اعلي کپړه ده).

(۲) اِذَا تَوَفَّى أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيُكْفَنْ فِي ثَوْبٍ حَبْرَةٍ (۳) يعنی په تاسو کښې چه کله د يو داسې انسان وفات اوشي چه په هغه کښې مال گنجائش وي نو غوره دا ده چه هغه په يمني کپړو کښې دفن کړي شی.

[۳۱۵۱] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ، قَالَتْ: "كَفَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بَيْضَ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ".

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دي فرمائي چه رسول الله صلي الله عليه وسلم ته د درې يمني سپينو کپړو کفن ورکړی شو چه قميص او عمامه پکښې نه وه.

(۲) عَنْ هِشَامٍ قَالَ اخبرني عائشة رضي الله عنها قالت کفن رسول الله صلی الله علیه و آله في ثلاثة اثواب يمانية بيض ليس فيها قميص ولا عمامة (۳)

يعنی رسول الله صلی الله علیه و آله ته خالص سپينو يمني درې خادرو کښې کفن ورکړي شو. او د دي نه روستو روايت کښې دي (زاد من کرسف) چه هغه درې واړه کپړي د تار وي،

[۳۱۵۲] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ، زَادَ مِنْ كَرْسَفٍ، قَالَ: قَدْ كَرِيعًا عَائِشَةُ قَوْلَهُمْ: فِي ثَوْبَيْنِ وَبِرْدٍ حَبْرَةٍ، فَقَالَتْ: قَدْ أَتَى بِالْبُرْدِ وَلَكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكْفَنُوا فِيهِ.

(۱) تفرد به أبو داود، انظر حديث رقم: (۳۱۲۰)، (تحفة الأشراف: ۱۷۵۵۲) (صحيح)

(۲) تفرد به أبو داود: (تحفة الأشراف: ۳۱۳۶)، وقد أخرجه: حم (۳۱/۳) (صحيح لغيره)

(۳) صحيح البخاري/الجنائز ۱۸ (۱۲۶۴)، ۲۳ (۱۲۷۱)، ۲۴ (۱۲۷۲)، ۹۴ (۱۳۸۷)، (تحفة الأشراف: ۱۷۳۰۹)، وقد أخرجه:

موطا امام مالك/الجنائز ۲ (۵)، مسند احمد (۴۰/۶، ۹۳، ۱۱۸، ۱۳۲، ۱۶۵، ۲۳۱) (صحيح)

صحیح مسلم/الجنائز ۱۳ (۹۴۱)، سنن الترمذی/الجنائز ۲۰ (۹۹۶)، سنن النسائی/الجنائز ۳۹ (۱۹۰۰)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۱۱ (۱۴۶۹)، (تحفة الأشراف: ۱۶۷۸۶)، وقد أخرجه: موطأ امام مالك/الجنائز ۲ (۵)، مسند احمد (۴۰/۶، ۹۳، ۱۱۸، ۱۳۲، ۱۶۵) (صحیح)

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه دتيرروايت په شان روايت منقول دي مگر ددي اضافي سره چه د کفن کپړه د مالو چو جوړه وه، راوي وائی چه عائشې رضي الله عنها ته ووثيلي شول چه صحابه کرام ووثيلي دي چه د نبی صلی الله علیه و آله کفن ددوه سپينو کپړو او حبري خادر نه وو، عائشې رضي الله عنها او ووثيل چه اول حبري خادر راوي شوليکن صحابه کرام واپس کړو او په دې کښې ئې ورته کفن ورنکړو.

﴿ قال فذكر لعائشة قولهم في ثوبين وبرد حبرة فقالت قد اتى بالبرد ولكنهم ردوه ولم يكفوه فيه ﴾

د رسول الله صلی الله علیه و آله د کفن متعلق تحقيق کښې د عائشې رضي الله عنها رائي :

يعني عائشې رضي الله عنها ته اوثيلي شو چه بعض خلق خو وائی چه رسول الله صلی الله علیه و آله په دوه سپينو کپړو او يو برگه يعنی کپړه کښې کفن کړې شو (او تاسو وايئ چه په درې سپينو کپړو کښې) نو هغوی جواب ورکړو : بيشکه برگ خادر راوړلې شوې وو خو کفن کونکو هغه واپس کړو په هغې کښې ئې کفن کړې نه وو. او د موطاء په روايت کښې دي ﴿ کفن في ثلاثة اثواب بيض سحولية ﴾ د سين په ضمې سره او په دې کښې فتح هم راغلې ده نسبت دې سحول طرف ته چه د يمن يوه علاقه ده. علامه زرقاني رحمته الله عليه هم د دې روايت د لاندې د کوم چه عائشې رضي الله عنها ترديد کړې دي د احنافو مسلک دا ليکلي دي چه د هغوی په نزد په کفن کښې مستحب دا ده چه په هغې کښې يو ثوب حبره يعنی يمنی خادر وي، خو د هغوی دا نقل صحيح نه دي، د احنافو په نزد هم بياض ته ترجيح ده فقی البدائع الافضل ان يكون التكفين بالثياب البيض لرواية جابر حرفوعا احب الثياب الى الله تعالى البيض فليلبسها احياءكم وكفنوا فيها موتاكم (اوجز ۴۳۱/۲)

د سړي د کفن په مصداق کښې د ائمه اربعة مسلکونه :

بيا خان پوهول پکار دی چه په دې حديث کښې دا راغلل ﴿ ليس فيها قميص ولا عمامة ﴾ دا باب في الكفن شروع دي چه په هغې کښې بيان د کفن الرجل دي ځکه چه ﴿باب في كفن المرأة﴾ وړاندې مستقل را روان دي، د سړي کفن د ائمه ثلاثه احنافو شوافعو او حنابلو په نزد درې کپړې دي، د احنافو په نزد قميص، ازار او لفافه، او د امام شافعي رحمته الله عليه او احمد په نزد ثلاث لفائف، يعنی درې خادري دوی دواړه د قميص قائل نه دي، او د امام مالک رحمته الله عليه په نزد د سړي کفن مسنون د دريو په ځانې پنځه کپړې دي. د احنافو په شان هغوی د قميص قائل دي، او لفافي د هغوی په نزد دوه دي، او پنځم خيز عمامه ده. يعنی قميص ازار لفافتين او عمامه.

په حديث د عائشې رضي الله عنها کښې د چا دليل دي؟

دا حديث د عائشې رضي الله عنها چه په هغې کښې دي ﴿ في ثلاثة اثواب ليس فيها قميص ولا عمامة ﴾ د ائمه ثلاثه مسلک په اعتبار د عدد ثلاث سره خو موافق دی خو چونکه په دې کښې د قميص نفی ده په دې وجه دا د شوافعو او حنابلو دليل شو او د احنافو او د مالکيانو

خلاف، احنافو د دې توجیه داسې کړې ده چه د قميص نه مراد د مطلق قميص نفی نه ده مراد بلکه د جدید یا د مخیط نفی مراد ده ځکه چه وړاندې د ابن عباس رضی الله عنہما په روایت کښې راځی ﴿ کفن رسول الله ﷺ فی ثلاثة اثواب نجرانية، الحلة ثوبان وقميصه الذي مات فيه ﴾ لهذا اوس دا حدیث د عائشې رضی الله عنہا زموږ خلاف نه دې، او دا حدیث د عائشې رضی الله عنہا د عدد کفن په اعتبار سره د مالکیانو خلاف دې، هغوی د دې توجیه دا کوی چه د عائشې رضی الله عنہا مراد دا دې چه په دې دریو کښې دا دواړه داخل نه دی، بلکه د دې نه علاوه دی لهذا ټول پنځه شو.

امام ترمذی رحمته الله باب قائم کړو ﴿ باب ما جاء فی کم کفن النبی ﷺ ﴾ او بیا نې په هغې کښې هم دا حدیث د عائشې رضی الله عنہا ﴿ فی ثلاثة اثواب بيض يمانية ليس فيها قميص ولا عمامة ﴾ ذکر کولو نه پس فرمائیلي دي: قال ابو عيسى حديث عائشة حديث حسن صحيح، وقد روى في كفن النبي ﷺ روايات مختلفة، وحديث عائشة اصح الاحاديث التي رويت في كفن النبي ﷺ والعمل على هذا عند اكثر اهل العلم، وقال سفيان الثوري: يكفن الرجل في ثلاثة اثواب ان شئت في قميص ولفافتين وان شئت في ثلاث لفائف ويجزئ ثوب واحد ان لم يجدوا ثوبين، والثوبان يجزئان، والثلاثة لمن وجدوا احب اليهم، وهو قول الشافعي واحمد واسحاق، وقالوا تكفن المرأة في خمسة اثواب ﴾ او بیا وړاندې فرمائی: وفي الباب عن علي وابن عباس وعبدالله بن مغفل وابن عمر رضي الله عنهم آه په تخفة الاخوذي کښې د علي رضي الله عنه د حدیث په باره کښې ليکلی دی: اخرجه ابن ابي شيبة واحمد والبخاري قال كفن النبي ﷺ في سبعة اثواب، وفي اسناده عبدالله بن محمد بن عقيل، وهو سئ الحفظ لا يصلح الاحتجاج به حديثه اذا خالف الثقات كما هنا، (كذا في النيل) آه د علي رضي الله عنه په دې حدیث کښې دا دی چه رسول الله ﷺ ته په اووه کپړو کښې کفن ورکړې شو، خو دا حدیث ضعیف دې، د دې حدیث عائشة رضی الله عنہا د کوم په باره کښې چه امام ترمذی رحمته الله فرمائی، حدیث حسن صحيح، دا د صحاح سته روایت دې پس په تخفة الاخوذي کښې دی اخرجه الجماعة.

د کفن درې درجې دي:

خان پوهول پکار دی چه د کفن درې درجې دي يو کفن السنة کوم چه پورته ذکر شو يعنی درې جامې، او کفن الکفاية يعنی دوه کپړې، او دريم قسم کفن الضرورة، وهو ما وجد، يعنی د مجبوري حالت کښې چه څه هم ملاؤ شی.

[۳۱۵۳] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَعُمَرَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "كَفَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ الْحُلَّةُ: ثَوْبَانِ وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُثْمَانُ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: حُلَّةٌ خُمْرَاءُ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

دا بن عباس رضي الله عنهما نه مروی دي فرمائی چه نبی ﷺ ته په درې نجراني کپړو کښې کفن ورکړې شوي وو یولنگ یو خادر اوبو قميص په کوم کښې چه وفات شوي وو. ابوداود وائی چه عثمان بن ابي شيبه دا روایت داسې نقل کړې دې چه نبی ﷺ ته په درې کپړو کښې کفن

۱: سنن ابن ماجه للجنائز ۱۱ (۱۴۷۱)، (تحفة الأشراف: ۶۴۹۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲۲/۱) (ضعيف الإسناد منكر)

ورکړی شوي وويو سورخادر اوبل هغه قميص په کوم کښې چه وفات شوي وو.
 ﴿عن مقسم عن ابن عباس..... وقميصه الذي مات فيه﴾

دا حديث اوس پورته زمونږ په کلام کښې تير شو، ورواه ابن ماجه، قاله المنذري، خو د دې نه مخکښې ﴿باب في ستر الميت عند غسله﴾ کښې چه کوم حديث تير شوې دې په هغې کښې دا تير شوی دی ﴿فغسلوه وعليه قميصه يصبون الماء فوق القميص الخ...﴾
 په دې دواړو کښې منافات دې چه په کوم قميص کښې غسل ورکړې شی هم په هغې کښې کفن کړې شی او دغه شان حديث د ابن عباس رضي الله عنه هم ضعيف دې، انظر التعليق المجد فيه دليل الحنفية.

باب كَرَاهِيَةِ الْمَغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ

مړی ته د قيمتي کفن ورکولو د ممانعت بيان

[۳۱۵۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ أَبُو مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: لَا تَغَالِ لِي فِي كَفْنٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَا تَغَالُوا فِي الْكَفْنِ، فَإِنَّهُ يُسَلَبُهُ سَلْبًا سَرِيعًا".

د علي رضي الله عنه نه روايت دې فرمائی چه زما د پاره په کفن کښې ډيره قيمتي کپړه مه استعمالوي، ماد نبی عليه السلام نه اوریدلي دي چه فرمائیل ئې چه تاسو په کفن کښې د حدنه تجاوز مه کوئ ځکه چه دا ډير زر خرابيږي (يعنی فضول خرچي).

﴿عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال لا تغالي في كفن﴾

د حديث د يو مشکل لفظ تحقيق :

﴿لا تغالي﴾ د دې لفظ په باره کښې په بذل کښې دا دی چه بصيغة المجهول من المغالاة خو په دې باندې اشکال دې چه د تانيث څه وجه ده؟ ﴿لا يغالي﴾ پکار وو او زمونږ استاد مولانا اسعد الله صاحب رحمه الله ليکلی دی، ﴿لعله لا تغالي﴾ يعنی د باب تفاعل نه مصدر، او په مصري نسخو کښې دا لفظ داسې دې ﴿لا تغال لي في الكفن﴾ په دې صورت کښې به دا د نهی صيغه وي دپاره د مخاطب د مغالاة نه، او په بعض نسخو کښې دی، ﴿لا يغالي﴾ قال الشيخ محمد عوامه : وهو اظهر ليكون كلام عاما ليس خاصا لمخاطب معين في حق شخص معين آه

علي رضي الله عنه فرمائی چه په کفن کښې مغالاة نه دی کول پکار، يعنی زيات قيمت اختيارول، ځکه چه ما د رسول الله صلی الله علیه و آله نه اوریدلي دي هغوی به فرمائیل چه کفن د زيات قيمت ولا مه جوړوئ ځکه چه هغه د مړی نه ډير زر سلب کولې شی، يعنی خاورې هغه اوخوری نو څه فائده ده په قيمتي جوړولو کښ.

۱: تهرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۶۹) (ضعيف)

[۳۱۵۵] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَابٍ، قَالَ: إِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمْرَةٌ، كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ، خَرَجَ رَجُلًا، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ، خَرَجَ رَأْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عُظُوبُهَا رَأْسُهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْأَذْخِرِ".

د خباب رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې مصعب بن عمیر رضي الله عنه داحد په ورځ شهید شو اودهغه سره د کفن دپاره دیوی کپړي نه علاوه نورڅه نه وو اوهغه خادر هم دومره وړوکې وو که چرې مونږ پرې دده پښې پټولې نوسر نې برېند پاتې کیدو او که سرمو پټولې نو پښې نې برېندې پاتې کیدي په دې وخت کښې نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل چې دده سر پټ کړئ او په پښونې سرگړې واچوئ.

(عن خباب قال ان مصعب بن عمير رضي الله عنه قتل يوم احد ولم يكن له الا نمرة الخ)

يعني مصعب بن عمير رضي الله عنه په احد کښې شهید شوې وو او د کفن دپاره هېڅ څيز نه وو سوا د هغوی د یو برگ او مختصر خادر نه چې په هغې کښې کفن کولې شو، که هغه به نې د سر طرف ته کولو نو خپې به نې ښکاره کیدې او که د خپو طرف ته به نې کولو نو سر به نې ښکاره کیدو، رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل چې دا دې د سر طرف ته کړې شی او په خپو دې ورته سرگړې واچولې شی هم دا هغه دې کوم ته چې فقهاء کرام کفن الضرورة وائی.

د مصعب بن عمير رضي الله عنه ذکر:

دا مصعب بن عمير رضي الله عنه د چا چې دا واقعه ده په اوچتو صحابه کرامو رضي الله عنهم کښې دې قدیم الاسلام او په مهاجرین اولین کښې دې، د اسلام راوړلو نه مخکښې په وړوکوالۍ کښې ډیر نیازبین وو، ډیر ښه ژوند نې تیروولو او ښکلې جامه به نې اچوله، لیکلې شوې دې چې د مور پلار ورسره ډیره مینه وه او مور به ورته د غوره نه غوره لباس اچولو، د رسول الله صلی الله علیه و آله سره په جنگ بدر کښې شریک شو او په احد کښې شهید شو، لکه چې په پورته روایت کښې ذکر دی، په ترمذی کښې د هغوی په باره کښې د علی رضي الله عنه روایت موجود دې چې یو ورځ مونږ د رسول الله صلی الله علیه و آله سره په مسجد نبوی صلی الله علیه و آله کښې ناست وو چې ناڅاپه مصعب بن عمير رضي الله عنه مخې ته راغلو په داسې حال کښې چې د هغوی په بدن باندې صرف یو خادر وو او په هغې کښې هم پیوندونه وو، چې کله رسول الله صلی الله علیه و آله هغوی په داسې حالت کښې اولیدل نو په ژړا شوه هغوی په تیر حالت اود موجوده حالت په تفاوت لیدلو باندې. الحديث (اسد الغابة)

والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي. قاله المنذري

[۳۱۵۶] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَعْمٍ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "خَيْرُ الْكُفْرِ الْحِلَّةُ، وَخَيْرُ الْأَهْلِيَّةِ الْكَنْشُ الْأَقْرَنُ".

(۱): صحيح البخاري/الجنائز ۲۷ (۱۲۷۶)، ومناقب الأنصار ۴۵ (۳۹۱۳)، والمعازي ۱۷ (۴۰۴۷)، ۲۶ (۴۰۸۲)، والرفاق ۷ (۶۴۳۲)، ۱۶ (۶۴۴۸)، صحيح مسلم/الجنائز ۱۳ (۹۴۰)، سنن الترمذي/المناقب ۵۱ (۳۸۵۳)، سنن النسائي/الجنائز ۴۰ (۱۹۰۴)، (تحفة الأشراف: ۳۵۱۴)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۰۷۵، ۱۱۲، ۳۹۵/۶) (صحيح)

(۲): سنن ابن ماجه/الجنائز ۱۲ (۱۴۷۳)، (تحفة الأشراف: ۵۱۱۷) (ضعيف)

دعبادة بن الصامت نه روایت دي چه نبی ﷺ فرمائيلى دى بهترين كفن جوړه ده (قميص اولنگ او غوره قرباني دښكرو والا گډه دي).

«خير الكفن الحلة، وخير الاضحية الكبش الاقرن»

حله خو دوه كپړې وى ازار او رداء حال دا چه مسنون بالاتفاق درې كپړې دي، لهذا دا به وئيلې شي چه د حله لهتر والى او افضليت به د ثوب واحد په اعتبار سره وى، او بله دا چه بعض علماء كرامو د دې حديث د وجې نه دا وئيلې دي چه په كفن كښې غوره دا ده چه هغه يمنى خادرې وى كوم چه برگ وى، ملا على قارى رحمته الله فرمائي: خو اصح دا ده چه ابيض افضل دي د حديث عائشة رضي الله عنها د وجې نه. د دې نه روستو په حديث كښې دى بهترين د قرباني والا خاروې د ښكرو والا گډه دي، دا ليكلي دي چه كيدې شي وجه د فضيلت ئې دا وى چه كبش اقرن عام طور سره سمين او جسيم وى، يا د حسن صورت په اعتبار سره فرمائيلى شوې دي چه د ښكرو والا زيات ډولى او ښكلي ښكاره كيږي. (بذل) والحديث اخرجه ابن ماجة مقتصرًا منه على ذكر الكفن، قاله المنذرى

بَابُ فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ

ښځې ته د كفن وركولو بيان

د زنانه د كفن تفصيل د ائمه اربعه په نزد:

د زنانه مسنون كفن پنځه كپړې دي د جمهورو په نزد او په هغوى كښې ائمه ثلاثه هم دي هغه پنځه د امام شافعى رحمته الله او احمد رحمته الله په نزد دا دي: ازار، قميص، خمار، لفافتين، او د امام مالك په نزد اووه دي د هغوى په نزد لفافې د دوو په خائي څلور دي، زمونږ فقهاء كرامو د دې پنځو كپړو نه داسې تعبير كړې دي: ازار، قميص، لفافه، خمار، (سربند) او خرقه (سینه بند) چه د هغې په ذريعه د هغې سينې پټولې شي، او خمار كوم چه په سر باندې تړلې شي او بيا د هغې په ذريعه ويښته پټ كړې شي كوم چه په سينه باندې پراته وى. چه د هغې ترتيب داسې ليكلي شوې دي چه اول دي په سر باندې لفافه خوره كړې شي د هغې دپاسه ازار، د هغې دپاسه خرقه، د هغې دپاسه خمار او د ټولو نه دپاسه قميص، اول دي ورته قميص واغوندى بغير د لستونرو نه، د دې نه پس دي په خمار باندې د هغې سره او تړلې شي او په سينه باندې چه كوم ويښته دي هغه دي پټ كړې شي، د دې نه پس دي په خرقه باندې د هغې سينې او تړلې شي بيا دي ورته ازار واغوستلې شي، روبي به د گس طرف نه راټولولې شي او د دې نه پس د ښى طرف نه چه ښې پلو پرې دپاسه وى بيا به هم دغه شان لفافه راټولولې شي.

[۳۱۵۷] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ، نُوحُ بْنُ حَكِيمٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَزْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ قَدْ وَلَدَتْهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سَفْيَانَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنْ لَيْلَى بِنْتِ قَائِظِ النَّخَعِيَّةِ، قَالَتْ: كُنْتُ فِي مَنْ غَسَلَ أُمَّ كَلْبُومَ بِنْتِ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ وَقَاتِهَا، فَكَانَ أَوَّلَ مَا أُعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَقَاءُ، ثُمَّ الذَّرْعُ، ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمَلْحَفَةُ، ثُمَّ أَذْرَجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ، قَالَتْ: وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ، مَعَهُ كَفْنُهَا، يَنْوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا.

دليلي بنت قانف رضي الله عنها نه روايت دې فرمائي چه زه په هغه ښځو کښې وم چاچه د نبی صلی الله علیه و آله لورام کلثوم ته غسل ورکړې وو دهغې دوفات په وخت کښې، دهرڅه نه مخکښې مونږ ته نبی صلی الله علیه و آله خپل لنگ راکړې وو اوبياقميص بيا يوڅادر اوبو سربند اويوه کپړه ئې بله راکړه چه دبره طرف نه په کښې اونغبنتل شوليلي وائی نبی صلی الله علیه و آله ددروازې سره ناست وو اودکفن کپړي ورسره وي او مونږ ته به ئې يوه يوه کپړه راکوله.

﴿عن رجل من بنی عروة بن مسعود یقال له داؤد قد ولدته ام حبیبۃ بنت ابی سفیان رضي الله عنه﴾
يعنی د قبيله بنو عروه يو سړې چه د هغه نوم داؤد دې کوم چه د ام حبیبۃ رضي الله عنها مخکښې پيدا شوي وو يعنی کومه دائی چه د پيدائش په وخت زنانه سره وی هغه ام حبیبۃ رضي الله عنها بنت ابی سفیان رضي الله عنه وه، دا ذکر کړې شوې سړې روايت کوی د لیلی بنت قانف نه چه صحابيه ده هغه فرمائي چه زه په هغه زنانو کښې يم چا چه د رسول الله صلی الله علیه و آله لورام کلثوم رضي الله عنها ته غسل ورکړې وو، هغه فرمائي چه د غسل نه پس د تکفين په وخت رسول الله صلی الله علیه و آله په داسې حال کښې چه هغوی په دروازه کښې ناست وو د کفن کولو دپاره د کفن کپړې په دې ترتيب سره راکړې اول حقاء يعنی ازار بيا قميص بيا خمار بيا ملحفه (لفافه) بيا په يوه بله کپړه کښې هغه راغونډه کړې شوه (لفافه ثانيه) هغه فرمائي چه رسول الله صلی الله علیه و آله دروازي سره ناست وو رسول الله صلی الله علیه و آله سره د ام کلثوم رضي الله عنها کفن وو، يوه يوه کپړه به ئې مونږ ته په ترتيب سره راکوله، د دې حديث نه معلومه شوه چه دا خو ظاهره ده چه د زنانو غسل او تجهيز او تکفين خو کوی زنانه، خو سړوله په خپله نگرانئ کښې په زنانو باندې دا ټول کارونه کول پکار دی.

بَابُ فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ

په مړي د مشکو لښکولويان

[۳۱۵۸] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْمُتَمِرُ بْنُ الرِّثَّانِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُظْيَبَ طَيِّبُكُمْ الْمِسْكُ".

دابوسعيد خدري رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائيلي دی ستانوپه خوشبوگانو کښې بهترينه خوشبو مشک دي.

او امام بخاري رحمه الله باب قائم کړې دې ﴿باب الحنوط للميت﴾ او په دې کښې ئې د ابن عباس رضي الله عنه هغه حديث ذکر کړې دې چه په هغې کښې دا دی چه د حجة الوداع په کال يو صحابی په عرفات کښې د خپلې اوبښې نه غورځيدو سره وفات شو د هغوی په باره کښې رسول الله صلی الله علیه و آله وفرمائيل ﴿ولا تحنطوه ولا تخمروا راسه﴾ چه په ده باندې خوشبوئی مه لگوئ او نه ورله سر پټ کړئ دا سړې به د قيامت په ورځ د احرام په حالت کښې پاسی.

۱: سنن النسائي/الجنائز ۴۲ (۱۹۰۷)، (تحفة الأشراف: ۴۳۸۱)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الأدب ۵ (۲۲۵۲)، سنن الترمذي/الجنائز ۱۶ (۹۹۱)، مسند احمد (۳۷۳، ۴۰، ۴۶، ۶۲) (صحيح)

د حصین بن وحوح رضی الله عنه نه روایت دي طلحه بن براء رضی الله عنه مریض شو او نبی صلی الله علیه و آله دده دعیادت دپاره راغی رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل طلحه نه وینم زما خیال دي چه په هغه باندې دمرگ اثار سرگند شوي دي خو کله چه وفات شي ما خبر کړئ او توندي وکړئ دهغه په خښولو ځکه چه مناسب نه دی چه د مسلمان مړي دي د تکفین او تجهیزنه بغیر دخپل اهل سره پروت وي.

قوله: (ان طلحة بن البراء رضی الله عنه مرض فأتاه النبي صلی الله علیه و آله يعودہ فقال انی لا اری طلحة الا قد حدث فيه الموت الخ): یعنی طلحه بن البراء رضی الله عنه چه کله بیمار شو نو رسول الله صلی الله علیه و آله یې د تپوس دپاره تشریف یووړو رسول الله صلی الله علیه و آله هغوی ته کتلو سره او فرمائیل چه زه وینم چه د دوی د مرگ وخت نزدې راغلی دي، پس ماته د ده خبر راکړئ او تادی کوی، یعنی د هغه په تیاری کښ، ځکه چه د مسلمان د مړي دپاره دا مناسب نه ده چه هغه دي د کور د خلقو تر مینځه اوساتلې شي، په تعجیل کښې مصحلت:

په دي باندې علامه طیبی رحمته الله علیه فرمائی چه مو من انسان د الله پاک په نزد او د انسانانو په نزد هم قابل اکرام او معزز وی خو د روح وتلو نه پس چه کله هغه بدن بې ساه پاتې شي نو په دي حیثیت سره طبیعتونه د هغه نه متوحش او متنفر شي هغه وخت هغه د هغوی په سترگو کښې مانوس او مرغوب فیه نه پاتې کیږي، په دي وجه مناسبه هم دا ده چه هغه دي سمدستی پټ کړي شي، سبحانه الله... د احکام شرعیه مصلحتونه او گورئ

باب فِي الْغُسْلِ مِنَ غَسْلِ الْمَيِّتِ

بیان د غسل کولو دهغه چا دپاره څو که چه مړي ته غسل ورکړي

یعنی کوم انسان چه مړی ته غسل ورکړی هغه به روستو خپله هم غسل کوی؟

[۳۱۶۰] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ جَبِيْبٍ الْعَنْزِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَغَسْلُ الْمَيِّتِ".

ام المومنین عائشة رضی الله عنها نه روایت دي فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله به په څلورو وجوباندې غسل کول دجنابت نه او د جمعې په ورځ دښکر لگولونه او دمړي دلمبولونه.

قوله: (عن عائشة رضی الله عنها ان النبي صلی الله علیه و آله كان يغتسل من اربع من الجنابة ويوم الجمعة من الحجامة وغسل الميت): دا حدیث په کتاب الطهارة (باب غسل الجمعة) کښې تیر شوې دي، په دي کښې دا دی چه رسول الله صلی الله علیه و آله به د حجاجت د وجې نه غسل فرمائیلو او د غسل میت د وجې نه هم، خو د حجامت نه پس د رسول الله صلی الله علیه و آله غسل کول ثابت نه دی، صرف غسل محاجم ثابت دي او دا حدیث ضعیف دي د مصعب بن شیبه د وجې نه، بله دا چه د رسول الله صلی الله علیه و آله چا مړی ته غسل ورکول هم ثابت نه دی، اول خو دا حدیث ضعیف دي یا به د دي تاویل داسې کولې شي چه د غسل نه مراد امر بالغسل دي.

(۱): انظر حديث رقم: (۳۴۸)، (تحفة الأشراف: ۱۶۱۹۳) (ضعيف)

[۳۱۶۱] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْبٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذَلْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ، فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ".

د ابو هريره نه روايت دي فرمائي چه رسول الله ﷺ فرمائيلي دي چاچه غسل ورکړل مري ته نو دي غسل وکړي او چاچه جنازه پورته کړه نو هغه دي اودس اوکړي.
په مسئله الباب کښي د علماء گرامو اختلاف:

امام خطابي رحمه الله فرمائي: زما په علم کښي نشته دا خبره چه د يو فقيه په نزد دي مري ته غسل ورکولو سره غسل واجب وي. (۱) او هم دغه شان نه په حمل کولو د مري باندې اودس شته، او ظاهره دا ده چه امر په دي کښي د استحباب دپاره دي، چه د هغې دا وجه کيدي شي چه مري ته غسل ورکونکي د خاڅکو نه محفوظ او په امن نه وي او ډير کرته د مري په بدن باندې نجاست هم وي نو په دي لحاظ سره غسل ورکونکي ته د غسل کولو حکم اوکړي شو، او کوم چه په حديث کښي دي «ومن حملة فليتوضأ» د دي معني دا کيدي شي چه مري اوچتونکو يعني جنازه اوړونکو له پکار دي چه هغوی دي د مخکښي نه په اودس کښي وي د مانځه په تياري کښ، او حافظ ابن قيم رحمه الله په تهذيب السنن کښي په دي کښي دري مذاهب ليکلي دي، مطلقا وجوب، دا مسلک د ابن المسيب او ابن سيرين رضي الله عنهما دي، مطلقا عدم وجوب دا مسلک د ائمه اربعه دي، د کافر مري ته د غسل ورکولو نه د غسل واجب کيدل، دا يو روايت دي د امام احمد رحمه الله آه پس وړاندې يو مستقل باب را روان دي «باب الرجل يموت له قرابة مشرك» چه په هغې کښي د علي رضي الله عنه دا حديث ذکر کړي شوي دي هغوی فرمائي چه کله زه د رسول الله ﷺ د حکم مطابق د ابوطالب د دفن کولو نه پس راغلم نو هغوی ماته د غسل کولو حکم راکړو خو په هغه واقعه کښي غسل من غسل الميت الکافر نشته بلکه غسل من دفن الميت الکافر دي، د ائمه اربعه مذاهب په دي کښي دا دي د امام احمد رحمه الله په نزد د غسل ميت نه غسل کوم سنت دي کما في الروض المربع، او د امام مالک رحمه الله نه دوه روايتونه دي يو د جوب او يو د استحباب، د امام شافعي رحمه الله هم دوه اقوال دي يو د استحباب وهو القول الجديد والقديم الوجوب، او يو روايت د امام شافعي رحمه الله نه دا دي چه «ان صح الحديث لقلت بوجوبه» او د احنافو په نزد اصالة خو مستحب نه دي خو خروجا عن الخلاف (۲) مستحب دي او په ترمذي کښي دي: «وقد اختلف اهل العلم في الذي يفصل الميت فقال بعض اهل العلم من اصحاب النبي ﷺ وغيرهم اذا غسل ميتا فعليه الغسل وقال بعضهم عليه الوضوء وقال مالك بن انس استحباب الغسل من غسل

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۴۲۷۵)، وقد أخرجه: سنن الترمذي/الجنائز ۱۷ (۹۹۳)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۸ (۱۴۶۳) (صحيح)

(۲) په دي باندې حافظ تعقب کړي دي حيث قال كانه مادري ان الشافعي في البوطي علق القول به علي صحة الحديث والخلاف فيه ثابت عند المالكية وصار اليه بعض الشافعية آه من الاوجز ۲/۲۲۹

(۳) ځکه چه د بعضو په نزد واجب دي د هغوی په رعايت کښي (۱۲)

الميت ولا ادرى ذلك واجبا، وهكذا قال الشافعي، وقال احمد من غسل ميتا ارجو ان لا يجب عليه الغسل، واما الوضوء فاقبل ما قيل فيه، وقال اسحق لا بد من الوضوء، وروى عن عبدالله بن المبارك انه قال لا يغتسل ولا يتوضأ من غسل الميت آه) د امام ترمذی رحمہ اللہ د کلام نه معلومه شوه چه په دې مسئله کښې درې مسلکونه دي، د بعض صحابه کرامو رحمہم اللہ په نزد غسل واجب دې لکه ابوهريره رضي الله عنه کما قيل او د بعضو علماء کرامو لکه اسحاق بن راهويه د هغوی په نزد اودس واجب دې او بعض علماء کرام لکه ابن المبارک د هغوی مسلک مطلق د عدم استحباب دې، لا الغسل ولا الوضوء...

[۳۱۶۲] (۱) حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مَنْسُوخٌ، وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، وَسَبَلَ عَنِ الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ، فَقَالَ: يُجْزِيهِ الْوُضُوءُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَذْخَلَ أَبُو صَالِحٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، يَعْنِي إِسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ، قَالَ: وَحَدِيثٌ مُصْعَبٌ ضَعِيفٌ، فِيهِ خِصَالٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

د ابوهريره نه د تير روايت په شان روايت منقول دې، ابو داود وائي دا حديث منسوخ دې ماداحمد بن حنبل نه اوريدلى دى كله چه دهغه نه تپوس او شو د غسل كولو په باره كښې په وجه د غسل وركولو مري ته نووئې فرمائيل اودس ورله كاني دې، ابو داود وائي چه ابوصالح په دې حديث كښې خپل او ابوهريره په مينځ كښې اسحق داخل كړې دې او وئيلي يسي دي چه دمصعب په روايت كښې څه داسې خيزونه دى كوم چه ضعيف دي او په هغې عمل نشته.

﴿ قال ابو داود ادخل ابوصالح بينه وبين ابي هريرة في هذا الحديث يعني اسحاق مولى زائدة ﴾ مصنف رحمہ اللہ فرمائي چه د دې په سند كښې ابوصالح د خپل خان او ابوهريره رضي الله عنه ترمنځه د اسحاق مولى زائدة واسطه ذكر كړې ده، يعنى اگر چه هغه د دوى شاگرد دې خو د دې باوجود واسطه ده، د دې نه پس په دې خان پوهول پكار دى چه دا روايت په ترمذى كښې هم دې په هغې كښې د ابوصالح او ابوهريره رضي الله عنه ترمنځه دا واسطه نشته، ﴿ عن سهل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة ﴾ لهذا دا د ترمذى والا سند منقطع شو، او د امام شافعي رحمہ اللہ په كلام كښې دا دى چه دا حديث زما په نزد قوى په دې وجه نه دې چه دا حديث داسې روايت دې ﴿ عن سهل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة ﴾ او بعض حفاظو په دې سند كښې د ابوصالح او ابوهريره ترمنځه اسحاق داخل كړې دې او وئيلي شوى دى چه ابوصالح دا حديث د ابوهريره رضي الله عنه نه نه دې اوريدلى، كذا فى تهذيب السنن لابن القيم. حافظ ابن القيم په دې باندې تفصيلى كلام كړې دې.

﴿ قال وحديث مصعب فيه خصال ليس العمل عليه ﴾ وفى البذل : وفى حاشية الكانفورية فى رواية ابن داسه : حديث مصعب ضعيف آه او د ضعف وجه خپله هم دا مصعب بن شيبه راوى دې، په ده باندې كلام او جرح په كتاب الطهارة ﴿ باب السواك من الفطرة ﴾ كښې تير شوې دې،

(۱): تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۲۱۸۴) (صحیح)

د امام مسلم په نزد دا ثقه او قوی دې او د امام بخاری رحمہ اللہ او نسائی رحمہ اللہ په نزد ضعیف دې، مصنف رحمہ اللہ فرمائی چې په دې حدیث باندې د علماء کرامو عمل نشته یعنی د دې حدیث په بعض اجزاء باندې کالغسل من غسل المیت گڼي بعض خو اجماعی دی.

بَابُ فِي تَقْيِيلِ الْمَيِّتِ

د مړي د ښکلولو بيان

[۳۱۶۳] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَقْبِلُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ. حَتَّى رَأَيْتُ الدَّمْعَ تَسِيلُ".

د عائشه رضی اللہ عنہا نه روایت دې فرمائی چې مانبي رضی اللہ عنہ اولیدو چې عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نې ښکل کړو او هغه مړ وو تردې چې ما دهغه اوبښکي مبارکي اوليدي چې بهیدلي (عثمان بن مظعون د نبی صلی اللہ علیہ وسلم رضاعي ورور وو او د مهاجرینونه وو)

(عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت رايت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقبل عثمان بن مظعون وهو ميت حتى رايت الدموع تسيل)

دا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رضاعي ورور دې د هجرت نه دوه کاله او درې میاشتې پس د هغه په مدینه طيبه کښي وفات او شو وهو اول من دفن بالقيع، رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د وفات نه پس د هغوی تقییل او فرمائیلو د صدیق اکبر رضی اللہ عنہ په باره کښي هم راځي چې هغوی هم د وفات نه پس د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تقییل فرمائيلي وو.

د مړي د غسل په علت کښي د علماء کرامو اقوال:

دلته یو بحث دې چې د مړي د غسل علت څه دې، فقيل تعبدی، وقيل للتطهير من الحدث او النجاسة، وقيل للتنظيف، په کتاب الطهارة کښي دا مسئله تیره شوې ده، چې ماء مخلوط بشي ظاهر یعنی کومو اوبو سره چې پاک څيز يو ځانې شي لکه صابون او اشنان يا د دې نه علاوه بل څيز، چې د هغې د وجې نه د اوبو په اوصاف ثلاثه کښي یو وصف متغير شوې وي په دې سره ازاله د احداث جائز ده يا نه، دا اتمه ثلاث په نزد نه ده جائز د هغوی په کتابونو کښي د دې خبرې تصریح ده، د احنافو په نزد جائز ده وهو رواية عن احمد كما في المغنی، د احنافو په دلائلو کښي یو دلیل مړي ته په اوبه او بیرو سره غسل ورکولو والا روایات هم دي، ځکه چې ظاهره ده چې ماء سدر ماء مخلوط دی او د جمهورو په نزد په دې سره تطهير جائز نه دې هم دغه شان دا حضرات د دې حدیث مختلف توجیحات بیانوي، یو تاویل دا کړې شوې دې چې د مړي غسل د تنظیف دپاره دې د تطهير دپاره بالکل هم نه دې، زين ابن المنیر هم دا لیکلي دي، او یو دا توجیه دا کړې شوې ده چې د سدر استعمال په ټولو غسلاتو کښي نه ده بلکه یو ځل په شروع کښي یا په آخر کښي ماء قراح (ساده اوبه) استعمال کول مراد دی، یو توجیه دا کړې شي ده چې سدر لره په اوبو کښي اچولو سره

(۱) سنن الترمذي للجائز ۱۴ (۹۸۹)، سنن ابن ماجه للجائز ۷ (۱۴۵۶)، (تحفة الأشراف: ۱۷۴۵۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۳/۶، ۵۵، ۲۰۶) (صحيح)

استعمالول مراد نه دی بلکه د دې د استعمال یو شکل دا هم دې چه د بیرې پانړو لره په اوبو کښې لوندولو سره د هغې نه په بدن باندې اومړلې شی او بیا روستو خالص اوبو استعمال کړې شی، ونحو ذلک من التوجیهات..... اوس که غسل د تنظیف دپاره اومنلې شی نو بیا خو په تقبیل میت کښې هیڅ اشکال نشته او که د تطهیر دپاره دې نو بیا اشکال کیدې شی، او په دې سلسله کښې د احنافو مذهب په حاشیه د لامع ۱۰۹/۲ کښې د بدائع نه دا نقل کړې شوې دې چه په دې کښې محمد بن شجاع بلخی خو دا فرمائیلې دی چه انسان په مرگ سره نه نجس کیږي کرامه له ځکه چه که هغه هم د عام حیواناتو په شان د مرگ په وجه ناپاک کیدې نو بیا به په غسل سره د پاکیدو حکم نه ورکړې کیدو، خو زمونږ د اکثر و مشائخو نه دا منقول دی چه د مرگ په وجه باندې انسان هم ناپاک کیږي لهما فیه من الدم المسفوح څنگه چه نور حیوانات ناپاکه کیږي په کومو کښې چه دم مسفوح دې خو فرق د نور حیواناتو او د انسان دا دې چه انسان بعد الموت د غسل نه پس پاکيږي کرامه له، پس د امام محمد رحمته الله علیه نه منقول دی چه مړې په کوهی کښې او غورزیږي د غسل نه مخکښې نو کوهی ناپاکه کیږي په خلاف د بعد الغسل (غورځیدو).

بَابُ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

د شپې د مړي د دفن کولو بیان

[۳۱۶۴] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَزِيمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: رَأَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ، فَأَتَوْهَا، فَأَذَارَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ، وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: "نَاوَلُونِي صَاحِبَكُمْ"، فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ.

د جابر بن عبد الله نه روایت دې فرمائی چه مونږ په قبرستان کښې رنړا اولیدله چه ورغلو نو ومولیدل چه نبی صلی الله علیه و آله په قبر کښې ولاړ دې او وائی خپل ملگری ماته راکړې (لاش) دا هغه کس وو چه په تیزه به نې ذکر کولو.

(سمعت جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال رای ناس نارا فی المقبرة فاتوها فاذا رسول الله صلی الله علیه و آله فی القبر واذا هو يقول ناولوني صاحبكم فاذا هو الرجل الذي كان يرفع صوته بالذكر)

د یو ذکر جهري کونکی خوش نصیبی :

مضمون د حدیث دا دې، جابر رضی الله عنه فرمائی چه یو ځل داسې اوشو چه د شپې په وخت خلقو ته د لرې نه په قبرستان کښې رنړا ښکاره شوه خلق هلته اورسیدل، د رسیدو نه پس گورو چه رسول الله صلی الله علیه و آله پخپله یو قبر ته کوز شوې دې او فرمائی راوړئ مړې راکړئ د دې نه معلومه شوه چه رسول الله صلی الله علیه و آله هغه صحابی رضی الله عنه په خپل لاس باندې قبر ته کوز کړو، او چونکه شپه وه په دې وجه د رنړا ضرورت پېښ شو د کوم چه په روایت کښې ذکر دې، راوی وائی (مونږ چه په غور او کتل نو) دا مړې هم هغه سړې وو چه په اوچت آواز به نې ذکر کولو، د راوی د دې کلام نه معلومیږي چه دا صاحب په ذکر جهري کښې معروف وو، او

(۱) : تقرده په أبو داود، (تحفة الأشراف: ۲۵۶۴) (ضعیف)

کیدې شی چه هغوی ته دا سعادت هم د دې خصلت د وجې نه حاصل شوې وی، دفن باللیل باندې کلام او اختلاف وغیره اوس نزدې په باب فی الکفن کښې د یو حدیث د لاندې تیر شوې دي.

په شپه کښې د دفن قصه د څو صحابه کرامو رضی الله عنہم سره پېښه شوې ده پس علی رضی الله عنہ فاطمه رضی الله عنہا په شپه کښې دفن کړې وه، هم دغه شان د عثمان او عائشې رضی الله عنہما تدفین هم په شپه کښې شوې دي، هم دغه شان د صدیق اکبر رضی الله عنہ او خپله د رسول الله صلی الله علیه و آله تدفین په آخر د شپه کښې اوشو (ابن القيم) د دې ن علاوه د نورو صحابه کرامو رضی الله عنہم تدفین هم په شپه کښې شوې دي او په کوم روایت کښې چه د دفن لیلا ممانعت راغلې دي د هغې په علت کښې دا وئیلې شوی دی چه لرداءة الکفن او لترك الصلوة علی الميت او شفقة علی الدافنین، حدیث الباب ته نزدې د ترمذی په روایت کښې دی

عن ابن عباس رضی الله عنہما ان النبی دخل قبراً لیلاً فاسرج له بسراج فاخذہ من قبل القبلة وقال رحمک الله ان کنت لاواها تلا القرآن ﴿

د رسول الله صلی الله علیه و آله د بعض صحابه کرامو قبر ته کوزیدل :

ابن القيم رحمته الله فرمائی: وقد نزل النبی صلی الله علیه و آله فی قبر ذی البجادین لیلاً آه او په حاشیه د بذل کښې دی چه حافظ رحمته الله په اصابه کښې د ذو البجادین په ترجمه کښې لیکلی دی چه د رسول الله صلی الله علیه و آله د پنځو صحابه کرامو رضی الله عنہم قبرونو ته نزول ثابت دي.

باب فی المیت یُحْمَلُ مِنْ اَرْضٍ اِلَى اَرْضٍ وَکَرَاهَةِ ذَلِکَ

د یو ځای نه بل ځای ته د مړي د نقل کولو د ممانعت بیان

د دې قسم باب وړاندې هم را روان دي د کتاب الجنائز په اواخر کښې ﴿باب فی تحویل الميت من موضعه للامر یحدث﴾ ظاهره دا ده چه په دې مخکښې باب کښې تحویل میت قبل الدفن مراد دي، او په وړاندې باب کښې تحویل بعد الدفن.

د مړي د نقل په باره کښې مذاهب د ائمه :

د مړي تحویل قبل الدفن وبعده د امام شافعی او مالک رضی الله عنہم په نزد جائز دي د یو مصلحت د وجې نه کجوار الصالحین یا تقدس ارض (۱) د وجې نه لکه مکه مکرمه او مدینه طیبه، خو په

۱ د موسی علیه السلام د روح د قبض کولو قصه: پس امام بخاری رحمته الله باب قائم کړې دي، باب من احب الدفن فی الارض المقدسة او نحوها او په هغې کښې نې د ابوهریره رضی الله عنہ حدیث ذکر فرمائیکې دي ﴿قال ارسل ملک الموت الي موسی فلما جاءه صکه ففقا عنه لرجع الي ربه فقال ارسلني الي عبد لا یرید الموت فرد الله علیه عینه وقال ارجع فقل له یضع یدہ علي متن ثور فله بكل ما غطت به یدہ لكل شعرة سنة، قال اي رب ثم ماذا قال ثم الموت، قال فالآن فسال الله ان یدنيه من الارض المقدسة رمية بحجر، قال رسول الله صلی الله علیه و آله فلو کنت ثم لاریتکم قبره الي جانب الطريق عند الکثيب الاحمر، یعنی کله چه الله پاک ملک الموت د انسان په شکل کښې موسی علیه السلام ته راوړلو د روح د قبض کولو دپاره نو هغه لږو او هغه ته نې عرض چه زه ستاسو د روح د قبض کولو دپاره راغلي يم، موسی علیه السلام هغه او نه پیژندلو په دي باندې هغوی هغه ته یو سپیره ورکړه چه په هغې سره یوه سترګه رنده شوه هغه الله پاک ته واپس شو او هلته نې عرض او کړو چه زه تاسو داسې بنده ته له

دې شرط چه د مړي عزت به نه شي خرابولې ولم يوجد فيه مسلک احمد، او د احنافو په نزد د دفن نه مخکښې مړې نقل کول جائز دی تر یو میل او دوه میلو پورې، او هر چه پس د دفن نه دی نو بغیر د عذر شرعی نه ناجائز دی، لکه یو سړې په هغه زمکه کښې دفن شي چه غصب کړې شوې وی، او فقهاء کرامو دا هم لیکلې دی چه عدم غسل یا عدم صلوة علی المیت د وجې نه نبش د قبر جائز نه دي هم دغه شان که مړې غیر مستقبل القبلة دفن کړې شي نو د استقبال قبله دپاره هم نبش د قبر جائز نه دي.

[۳۱۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَيْسٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْعٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلَى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ، فَجَاءَ مُنَادٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلَى فِي مَضَاجِعِهِمْ، فَرَدَدْنَاهُمْ".

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روایت دي فرمائي چه دغزوه احد په ورځ باندې مونږ شهيدان د دفن کولو دپاره بل ځانې ته وړل دنبي عليه السلام اعلان کونکې راغې او اواز ئې اوکړو چه نبی عليه السلام حکم کړې دي چه شهيدان دفن کړئ په هغه ځايونو کښې چرته چه قتل کړې شوي دي نوبيا مونږه د شهيدانو لاشونه د شهادت ځايونو ته واپس کړل.

﴿عن جابر رضي الله عنه قال كنا حملنا القتلى يوم احد لندفنهم الخ﴾

جابر رضي الله عنه فرمائي چه په جنگ احد کښې د شهيدانو بعض خپلوانو هغوی لره په بقیع کښې د دفن کولو دپاره اوړل او غوښتل، په دې باندې د رسول الله صلی الله علیه و آله د طرف نه یو منادی اواز اوکړو چه رسول الله صلی الله علیه و آله حکم فرمائي چه مقتولین دي د هغوی په شهادت گاه کښې دفن کړې شي پس مونږ هغوی هم هلته واپس کړل.

د دې حدیث نه د احنافو تائید کیږي د نقل میت په مسئله کښ، شوافع وغیره کوم چه د جواز قائل دی هغوی د دې جواب دا ورکوی چه دا حکم مختص دي د شهداء سره، یا دا چه

۶..... اولییرلم چه د مرگ اراده نه لری، الله پاک د هغه سترگه روغه کړه او ورته ئې او فرمائیل چه اوس لاړه شه او هغه ته اویا په چه خپل لاس دي د غوښی په شا باندې کیږدی نو څومره وینسته چه د هغه د لاس د لاندې راغلل د هر وینسته په اندازه به ورته د یو کال ژوند ورکړې شي پس هغه هم دغه شان اوکړل په دې باندې، موسی عليه السلام عرض اکړو یا زما ربه د دې نه پس به څه وی؟ الله پاک او فرمائیل بیا به هم مرگ راځی، هغوی عرض اوکړو بیا ئې اوس واخلئ، او دا دعا ئې او فرمائیل چه هغه دي بیت المقدس ته نژدې کړې شي، د دې نه پس رسول الله صلی الله علیه و آله فرمائي چه که زه په دغه ځانې کښې وي نو ما به تاسو ته د هغه قبر ښودلې وي، د لاری طرف ته د سړې سړې کمر ته نژدې، په دې واقعه باندې یو مشهور اشکال دي چه موسی عليه السلام ملک الموت په سپیره څنگه او وهلو د دې جواب کوم چه په حاسیه د بخاری کښې لیکلې شوې دي هغه دا دي چه هغه وخت دا ملک الموت د هغوی په خدمت کښې د انسان په شکل راغلې وو او د راتلو سره ئې ورته اونیل چه زه خو د روح د قبض کولو دپاره راغلې یم او د موسی عليه السلام په ذهن کښې دا وه چه ماته به د مرگ په وخت اختیار راکولې شي په دې وجه هغه پوه نه شو چه دا ملک الموت دي په دې وجه داسې اوشو، نور هم د دې توجیهات کړې شوي دي، د بخاری دا ترجمه الباب او دا قصه مونږ دلته د دې غرض دپاره ذکر کړه چه تقدس د ارض هم یو امر مطلوب دي ﴿لا من حیث اصل المسئلة اغني نقل المیت﴾

۱: سنن الترمذي/الجهاد ۳۷ (۱۷۱۷)، سنن النسائي/الجنائز ۸۳ (۲۰۰۶)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۲۸ (۱۵۱۶)، تحفة الأشراف: (۳۱۱۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۹۷/۳، ۳۰۸، ۳۹۷)، سنن الدارمي/المقلمة ۷ (۴۶) (صحيح)

دا حکم ابتداء وو ځکه چه نقل کړې شوی دی چه جابر بن عبد الله رضی الله عنه خپل پلار لره چه په جنگ احد کښې شهید شوې وو د احد نه بقیع ته شپږ میاشتي پس منتقل کړې وو دا روایت خپله وړاندې په دې کتاب کښې را روان دې. والحديث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

باب فی الصفوف علی الجنائزه

په جنازه کښې د صفونو د تعداد بیان

او په بعض نسخو کښې دی الصفوف علی الجنائزه....

[۳۱۶۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ بْنِ هُبَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ مَيِّتٍ، فَيُصَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا أُوجِبَ"، قَالَ: فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقْلَّ أَهْلَ الْجَنَائِزَةِ، جَزَاهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ.

د مالک بن هبیره رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلى دی هریو مسلمان چه مړ شي او د مسلمانانو درې صفونه ورباندې جنازه اوکړي نودده دپاره مغفرت واجب شو، راوي وائی کله چه به مالک بن هبیره ته په جنازه کښې د مونځ کونکو تعداد کم ښکاریدو نود هغوی نه به ئې درې صفونه جوړ کړل ددې حدیث په وجه.

مضمون د حدیث دا دې چه په کوم مړی باندې د جنازه کونکو درې صفونه وی نو هغه انسان د جنت مستحق کیږي — د دې حدیث راوی مالک بن هبیره دې «فکان مالک اذا استقل اهل الجنائزه جزاهم ثلاثة صفوف للحديث» یعنې مالک بن هبیره رضی الله عنه د دې حدیث د وجې نه چه کله به کتل چه د مونځ کونکو تعداد ډیر زیات کم دې نو هغوی به ئې په درې حصو کښې تقسیم کړل او د هغوی نه به ئې درې صفونه جوړ کړل، مثلاً که مونځ کونکی به ټول شپږ کسان وو نو دوه دوه کسانو به ئې درې صفونه جوړ کړل.

د جنازې د صفونو په باره کښې د امام مالک رحمته الله مذهب:

امام بخاری رحمته الله باب قائم کړې دې، «من صف صفتین او ثلاثة» د دې باب په باره کښې حضرت شیخ په حاشیه د لامع ۲/ کښې خپله رائي دا لیکلې ده چه ممکنه ده د امام بخاری غرض په هغه خلقو باندې رد کول وی کوم چه داسې وائی چه د جنازې د مانځه خو بس یو صف کیدل پکار دی، پس ابن العربی د امام مالک رحمته الله نه نقل کړی دی «انه استحباب ان يكون المصلون علی الجنائزه سطرًا واحدًا، قال ولا اعلم لذلك وجهًا آخر» او بیا حضرت شیخ وړاندې د ابن قدامه نه نقل کړی دی چه مستحب دا ده چه په جنازه باندې درې صفونه قائم کړې شي هم د دې مالک بن هبیره رضی الله عنه د حدیث نه استدلال کولو سره، امام ترمذی د امام احمد رحمته الله نه هم دا نقل کړی دی چه که مونځ کونکی کم وی نو د هغوی دې درې صفونه جوړ کړې شي، خلقو د هغه نه تپوس اوکړو چه که مونځ کونکی صرف څلور وی نو بیا څه اوکړې

(۱) سنن الترمذی للجنائزه ۴۰ (۱۰۲۸)، سنن ابن ماجه للجنائزه ۱۹ (۱۴۹۰)، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۰۸)، وقد أخرجه: مسند

شی نو وې فرمائیل بیا په دې صورت کښې دې صرف دوه صفونه جوړ کړې شی فی کل صف
رجلین، او د درې صفونو جوړولو اجازت نه ورکړو چه په دې صورت کښې به په یو صف
کښې صرف یو سرې پاتې شی. والحديث أخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذری

بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ

د جنازي سره د بنځود تللو د ممانعت بیان

[۳۱۶۷] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: "نَهَيْتُنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَائِزَ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا".

دام عطية رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه مونږ په جنازه پسې دتلونه منع کړې شوي وو مگر
په دې کښې سختې نه ده شوي په مونږ باندې.

﴿عن ام عطية رضي الله عنها قالت : نهينا ان نتبع الجنائز ولم يعزم علينا﴾

ام عطية رضي الله عنها فرمائی چه مونږ، یعنی زنانه منع کړې شوې دی جنازو سره د تلو نه خو
په سختی سره منع نه ده کړې شوې.

په مسئله الباب کښې مذاهب د ائمه :

امام نووی رحمه الله فرمائی یعنی در رسول الله صلی الله علیه و آله د طرف نه په دې کښې تنزیها منع کړې شوې ده
نه تحریم، او بیا هغه اووې چه زمونږ مسلک هم دا دې چه مکروه دی حرام نه دی، قاضی
عیاض رحمه الله فرمائی چه د جمهور په نزد منع ده خو د مدینې طیبې علماء کرامو دا جائز کړې
ده، واجازه مالک وکړه للشابة.... او د احنافو مسلک په درمختار کښې لیکلې دې ویکړه
خروجهن تحریم لقوله عليه الصلوة والسلام ارجعن ما زورات غير ماجورات رواه ابن ماجه بسند
ضعيف، لکنه بعضده المعنى الحادث باختلاف الزمان الذى اشارت اليه عائشة رضي الله عنها بقولها لو ان رسول
الله صلی الله علیه و آله رای ما احدث النساء بعده لمنعهن كما منعت نساء بنی اسرائیل، وهذا فی نساء زمانها فما
ظنک بنساء زماننا، واما فی الصحیحین عن ام عطية (یعنی حدیث الباب) فینهی ان یختص بذلك
الزمن حيث یباح لهن الخروج الى المساجد والاعیاد اهـ (بذل) په حاشیه د بذل کښې دی چه علامه
عینی کراهة تنزیه ته ترجیح ورکړې ده. والحديث أخرجه البخاری ومسلم وابن ماجه، قاله المنذری

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ وَكُشْيِهَا

په مړي باندې د جنازي سره د تللو د فضیلت بیان

[۳۱۶۸] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ سَمِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلَّيَ عَلَيْهَا، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُقَرَّعَ مِنْهَا، فَلَهُ قِيرَاطَانِ، أَصْفَرُهُمَا مِثْلُ أَحَدٍ، وَأَوْحَدُهُمَا مِثْلُ أَحَدٍ".

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۱۲۲)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للجناز ۲۹ (۱۲۷۸)، صحيح مسلم للجناز ۱۸ (۹۳۸)، سنن ابن ماجه للجناز ۵۰ (۱۵۷۷)، مسند احمد (۴۰۸۶) (صحيح)
(۲) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۲۵۵۹)، وقد أخرجه: صحيح البخاري للإيمان ۳۵ (۴۷)، الجناز ۵۸ (۱۳۲۵)، صحيح مسلم للجناز ۱۷ (۹۴۵)، سنن النسائي للجناز ۷۹ (۱۹۹۶)، سنن ابن ماجه للجناز ۳۴ (۱۵۳۹)، مسند احمد (۵۲۱، ۵۰۳، ۴۹۸، ۴۹۳، ۴۸۰، ۴۷۵، ۴۵۸، ۴۳۰، ۴۰۱، ۳۸۷، ۳۲۱، ۲۸۰، ۲۴۶، ۲۳۳، ۲۲۲) (صحيح)

د ابوهريره نه روايت دې فرمائي چې رسول پاك ﷺ فرمائيلی دی: څوك چه د جنازي سره لاړ شي اود جنازي مونځ اوکړي نودده دپاره ديو قيراط برابر اجر دې او څوك چه د جنازي سره لاړ شي اود فارغيدو پورې ورسره وي نودده دپاره دوه قيراطه اجر دې اود قيراط كم مقدار داحد دغر هومره وي يا ديو قيراط مقدار داحد دغر هومره وي.

﴿من تبع جنازة فصلی عليها فله قيراط الخ﴾

يعنی څوك چه جنازي سره لاړو او په هغې باندې ئې مونځ اوکړو او د قبرستان پورې لاړو نو د هغه اجر به په اندازه د يو قيراط وي، او کوم انسان چه د مونځ د کوکو نه پس هغه سره قبر ته لاړ شي او د دفن پورې هم هلته پاتې شي نو د هغه دپاره دوه قيراط ثواب دې او رسول الله ﷺ او فرمايل چې يو قيراط ثواب د احد د غر برابر دې، د يو قيراط مقدار په لغت کښې خو نصف دانق دې، او دانق د درهم سدس ته وائي لهذا يو قيراط د درهم دولسمه حصه شوه خو دلته په حديث کښې لغوی معنی نه ده مراد بلکه ډير لوڼې مقدار مراد دې لکه چه په حديث کښې دی د احد د غر برابر، وفي البذل تحت قوله فصلی عليها فرجع ولم يمش معها الى القبر حتى يدفن: فی هامشه: وقال الطحاوی فی مشکل

الآثار ان هذا الاجر مع المشي لا لمجرد الصلوة الخ آه فليراجع الى مشکل الآثار.

والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى.

[۳۱۶۹] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُسَيْنٍ الْهَرَوِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُقَرَّبُ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَدَّادٍ، أَبُو صَخْرٍ وَهُوَ حَمِيدُ بْنُ زِيَادٍ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَسِيطٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، إِذْ طَلَعَ خَبَابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِنَا، وَصَلَّى عَلَيْهَا، قَدْ كَرَّمَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ"، فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ.

د عامر بن سعد بن ابی وقاص نه روايت دې فرمائي چې زما پلار دابن عمر سره ناست وو چه خباب راغې او وئې وئيل اي ابن عمر ﷺ اياتاته معلومه ده چه ابوهريره وئيلي دی چه هغه د نبی ﷺ نه اوريدلي وو چه فرمايل ئې څوك چه دخپل کور نه وځي اود يوې جنازي سره روان شي او جنازه ورباندې اوکړي اوباقی روايت ئې دسفيان دروايت په شان ذکرکړو، نو ابن عمر ﷺ د معلومات دپاره عائشې ﷺ ته څوك وليږو عائشې ورته او وئيل ابوهريره رښتيا وئيلي دي.

﴿الا تسمع ما يقول ابوهريرة ﷺ انه سمع رسول الله ﷺ يقول الخ﴾

يعنی ابن عمر ﷺ ته چه کله د ابوهريره ﷺ دا حديث اورسيدو د يو قيراط او د دوه قيراطو والا نو هغوی د دې د تحقيق دپاره عائشې ﷺ ته سړې راوليږلو چه په هغې باندې عائشې ﷺ د ابوهريرة ﷺ تصديق اوکړو.

دا روايت دلته مختصر دې او په ترمذی کښې په دې باندې دا زيادت دې، ﴿فقال ابن

عمر رضي الله عنه لقد فرطنا في قراريط كثيرة ﴿ او د مسلم شريف په يو روايت كښې د دې د پاسه دا هم دى ﴾ عن سالم بن عبدالله قال كان ابن عمر يصلى على الجنازة ثم ينصرف فلما بلغه حديث ابى هريرة قال فذكره، يعنى د ابن عمر رضي الله عنه معمول په شروع كښې صرف د جنازې د مونځ كولو وو جنازې سره قبرستان ته د تلو عادت ئې نه وو چه كله هغوى ته د ابو هريره رضي الله عنه دا حديث اورسيدو او بيا عائشې رضي الله عنها هم د دې تصديق او فرمائيلو نو هغوى په خپل عمل باندې د افسوس اظهار وكړو، او وې فرمائيل چه مونږ د ډيرو قيراطونو نقصان وكړو (تحفه) دا د صحابه كرامو رضي الله عنهم د يقين خبره ده هم دا خو د ټولو نه لوڼې دولت وو د هغوى سره چه هغوى سره كمال يقين وو وخير ما القى فى القلوب اليقين.

والحديث اخرجه مسلم بمعناه اتم منه، قاله المنذرى

[۳۱۷۰] (حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شَبَّاعٍ السَّكُونِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُرٍّ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ مَمُوتٌ، فَيَقُومَ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، لَا يَشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ".

دا بن عباس رضي الله عنه نه روايت دې فرمائى چه د نبى صلى الله عليه وسلم نه مې اوريدلى دى چه فرمائيل ئې هيڅوك داسې مسلمان نشته چه مړ شي اودده په جنازه كښې څلويښت كسان اودريږي داسې كسان چاچه د الله سره شريك نه وي گرځولې او هغوى دده جنازه وكړي مگر الله تعالى به ددوى سفارش ددې مړي په حق كښې قبول كړي.

﴿ ما من مسلم يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا الخ ﴾

يعنى د كوم سړى د جنازې د مونځ كونكو تعداد چه څلويښتو ته اورسيږي نو د هغوى دا شفاعت د الله پاك په نزد قبلېږي، او په صحيح مسلم كښې د عائشې رضي الله عنها په حديث كښې ﴿يلفون مائة﴾ او د دې نه مخكښې د مالك به هبیره رضي الله عنه په روايت كښې ثلاثة صفوف راغلي دي چه په هغې كښې نه د سلو قيد دي نه د څلويښتو، په دې كښې د اختلاف عدد يو جواب دا وركړې شوې دي، چه دا اختلاف د سائلينو په سوال باندې محمول دي يعنى دا حديثونه رسول الله صلى الله عليه وسلم د سائلينو په سوال باندې ارشاد فرمائيلې دي يو سائل د سلو د عدد په باره كښې تپوس وكړو او چا د څلويښتو په باره كښې، د دواړو په جواب كښې رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرمائيل او هم داسې ده يعنى د دې عدد تحديد په شروع كښې د رسول الله صلى الله عليه وسلم د طرف نه نه دي ممكنه ده چه كه د دې نه د كم په باره كښې سوال كړې شوې وي نو په دې باندې به هم رسول الله صلى الله عليه وسلم هم داسې فرمائيلې وي ولى هاشم البذل

وجمع بينهما اى بين المئة والاربعين الطحاوى فى مشكل الآثار ۱۰۴/۲ بحمل اربعين على آخر الزمان آه ان شئت التفصيل فارجع اليه.

والحديث اخرجه مسلم اتم منه، واخرجه ابن ماجة بنحوه، قاله النووى.

۱: صحيح مسلم للجنازة ۱۸ (۹۴۸)، سنن ابن ماجة للجنازة ۱۹ (۱۴۸۹)، (تحفة الأشراف: ۶۳۵۴)، وقد أخرجه: سنن الترمذي للجنازة ۴۰ (۱۰۲۹)، سنن النسائي للجنازة ۷۸ (۱۹۹۳)، مسند احمد (۳۲/۱، ۴۰، ۹۷، ۲۳۱) (صحيح)

باب فی النار یقْبَرُ بِهَا الْمَيِّتُ

د جنازي سره د اور وړلود ممانعت بیان

[۳۱۷۱] (۱) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَمِيدِ، وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنِي بَابُ بْنُ عُثَيْمٍ، حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ، زَادَ هَارُونُ: وَلَا يُمَشَى بَيْنَ يَدَيْهَا.

د ابوهريره رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چې رسول الله ﷺ فرمائیلى دى په جنازه پسې دې څوك اور نه وړي اونه دې په جنازي پسې څوك آواز كوي اونه دې د جنازي نه څوك مخكېنې ځي اود هارون په روايت كېنې ورسره دا اضافه ده چې د جنازي سره دې برابر هم څوك نه ځي قوله: «لا تتبع الجنابة بصوت ولا نار ولا يمشی بين يديها»: ابوهريره رضي الله عنه د رسول الله ﷺ نه نقل كوي چې په جنازه پسې د هغې نه شاته آواز نه دى كيدل پكار او نه اور، د آواز نه مراد عام دې كه د ژړا وى او كه د ذكر او تلاوت د وجې نه وى اود اور نه مراد دخوشبويى اور دې قبر لره دخوشبويه كولو دپاره لكه چې اهل كتابو به كول، او منع د دوه وجو نه ده لاجل التناول وهو لان النار آلة العذاب او مخالفت د اهل كتابو، او كه د رنړا دپاره اور خان سره واخستلې شى په دې كېنې هېڅ باك نشته، هغه خو ثابت دې اوس نژدې حديث تير شوې دې او وړاندې په دې روايت كېنې دى چې د جنازي نه مخكېنې مه ځئ. او په دې باندې وړاندې مستقل باب را روان دې.

باب الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

د جنازي د ليدلو په وخت كېنې د اوږدولو بيان

[۳۱۷۲] حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، يَتْلُمُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ، فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ، أَوْ تَوْضِعَ».

عامر بن ربيع رضي الله عنه نه دېنې ﷺ نه روایت كوي چې فرمائیلى شې وو كله چې جنازه اووینئ نو ورته اوږدېږئ تردې چې هغه دخلقونه مخكېنې شي يادغه جنازه كيخودلې شي «اذا رأيتم الجنابة فقوموا لها حتى تخلفكم او توضع»

دلته دوه مسئلې دي او د دواړو متعلق چې كوم احاديث دى هغه مصنف هم په دې باب كېنې ذكر كړې دي په هغې كېنې يو مسئله خو دا ده كومه چې په دې حديث كېنې ذكر كړې شوې ده، دويمه مسئله هغه ده كومه چې د باب په آخرى حديث كېنې را روانه ده «كان رسول الله ﷺ يقوم في الجنابة حتى توضع في اللحد فمر به حبر من اليهود فقال هكذا يفعل فعلنا فجلس النبي ﷺ وقال اجلسوا خالفوهم» هم په دې وجه امام ترمذي رحمته الله دوه ځانله ځانله ابواب قائم كړي دي «باب ما جاء في الجلوس قبل ان توضع» او دويم باب «باب ما جاء في القيام للجنابة»

۱: تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۵۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲/۴۷۷، ۵۲۸، ۵۳۱) (ضعيف)

د ابوداؤد په آخری حدیث کښې چه کومه مسئله ذکر شوې ده دا هم هغه مسئله ده کومه چه امام ترمذی رحمته الله علیه په باب اول کښې بیان کړې ده، او د باب رومبې حدیث کوم چه مونږ په شروع کښې نقل کړو په دې کښې هغه مسئله ده کومه چه امام ترمذی رحمته الله علیه په اول کښې ذکر کړې ده، خو امام ابوداؤد دواړه قسم احادیث د یو ترجمه الباب د لاندې ذکر او فرمائیل، بیا د دویم باب نه پس امام ترمذی یو دریم باب قائم کړو لکه چه مونږ به وړاندې بیان کړو.

(ههنا مسئلتان) المسئلة الاولى :

د باب په دې رومبې حدیث کښې چه کومه مسئله ذکر شوې ده هغه خو دا ده چه کوم سړی ته نزدې جنازه تیره شی هغه لره پکار دی چه هغې ته اودریږی، یعنی دا نه چه په خپل کار کښې هم هغه شان مشغول وی او د جنازې تیریدو څه پرواه نه کوی ځکه چه په حدیث کښې دی **« ان الموت فزع »** لکه چه د دې باب په دریم حدیث کښې دی، چه د هغې مضمون دا دی: د جابر رضی الله عنه نه روایت دی چه مونږ د رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم سره وو چه یو جنازه مونږ ته نزدې تیره شوه نو رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم د هغې په لیدو سره اودریدو چه د هغې په اوچتولو کښې شریک شی نو معلومه شوه چه هغه د یو یهودی جنازه ده، مونږ عرض اوکړو یا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم دا خو د یهودی جنازه ده، رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم او فرمائیل: **« ان الموت فزع فاذا رأتم جنازة فقوموا »** چه مرگ د ویرې څیز دی، یعنی د بل جنازه لیدو سره خپل مرگ یادول پکار دی او وې فرمائیل چه کله تاسو یو جنازه وینی نو اودریږی.

خو دا حدیث د جمهورو په نزد منسوخ دی، خو امام احمد رحمته الله علیه، اسحاق بن راهویه، ابن حبیب مالکی او بعض شوافع چه په هغوی کښې امام نووی هم دی، د دې حضراتو په نزد د جنازې د تیریدو په وخت قیام مستحب دی، د جمهورو په نزد منسوخ دی، پس د دې باب په څلورم حدیث کښې راځی کوم چه د علی رضی الله عنه نه مرفوعا روایت دی **« قام فی الجنازة ثم قعد بعده »** چه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم به په شروع کښې خو اودریدو روستو ئې پریخودلې وو، د جمهورو مسلک هم دا دی هغوی په دې کښې د نسخ قائل دی او فریق مخالف کوم چه د استحباب قائل دی حنابله وغیره (۱)، هغوی دا دویم حدیث یعنی د نفی حدیث په جواز باندې محمول کړې دی، یعنی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم به کله قیام نه کولو د جواز د بیان دپاره دی، د دې وجې نه امام ترمذی رحمته الله علیه باب قائم کړې دی **« باب ما جاء فی القيام للجنازة »** نه پس دویم باب **« باب الرخصة فی ترک القيام لها »** قائم کړو ځنګه چه د جمهور مسلک دی، پس امام ترمذی رحمته الله علیه فرمائی د علی رضی الله عنه د حدیث نه پس: **والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم قال الشافعی: وهذا اصح شی فی هذا الباب، وهذا الحديث ناسخ للحديث الاول (اذا رأيتم الجنازة فقوموا) وقال احمد ان شاء قام وان شاء لم يقم، وهكذا قال اسحاق بن ابراهيم آه وفي تحفة الاخوذی فعند احمد حديث علی هذا ليس بناسخ للحديث الاول، بیا هغوی د حازمی نه د مذاهبو د بیانولو د لاندې لیکلې دی: وقال احمد بن حنبل ان قام لم اعبه، وان قعد فلا بأس به**

۱، بلکه صرف ابن حزم، او د حنابله د مذهب تحقیق وړاندې را روان دی.

وبه قال اسحاق الحنظلي، وقال اكثر اهل العلم ليس على احد القيام للجنائز الى آخر ما ذكر، د امام ترمذي او حازمي رحمهما الله د كلام نه معلومه شوه چه د امام احمد رحمهما الله په نزد په دې مسئله كښې تخيير دې، مونږ پورته د هغه مسلك د استحباب د قيام ليكلي دي، ذكره الشيخ في البذل عن الشوكاني او د حضرت شيخ په حاشيه د بذل كښې دى هذا القيام منسوخ عند الامة الاربعة وما حكى اهل الشروح عن الامام احمد انه ليس بمنسوخ عنده باباه كذب فروعه نعم يندب عند ابن حزم وغيره قلت ومنهم النووي كما سبق.

المسئلة الثانية :

او دويمه مسئله دا ده چه رسول الله ﷺ به د كومې جنازې سره تلو نو قبرستان ته رسيدو سره به كيناستلو نه **(حتى توضع في اللحد)** ترڅو چه به مړې په قبر كښې كينخودلې شو، يو ځل داسې اوشوه چه په علماء يهود كښې يو سړې تيريدو هغه د رسول الله ﷺ په ليدو باندي اووې **(هكذا نفعل)** چه او تاسو صحيح كوئ مونږ هم داسې كوو. د دې واقعي نه پس رسول الله ﷺ اودریدل پريخودل او وې فرمائيل **(اجلسوا خالفوهم)** يعنى د وضع فى اللحد نه مخكښې كينئ.

د دې مسئلې هم جفهور علماء كرام قائل دي چه د وضع فى اللحد نه مخكښې په جلوس كښې هيڅ باك نشته كيناستلې شى، خو د وضع عن اعناق الرجال نه مخكښې جلوس مكروه دې عند الجمهور خلاف ثابت دى مالكيانو لره چه د هغوى په نزد جائز دې، په دې دواړو مسائلو باندي ځانله ځانله پوهيدل پكار دى، ډير كرتنه د دې دواړو په پوهه كښې بلكه په بيانولو كښې هم لكه چه تاسو به اوگورئ گډوډ شى.

[۳۱۷۲] (۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَائِزَ، فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوَضَعَ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ فِيهِ: حَتَّى تُوَضَعَ بِالْأَرْضِ، وَرَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، قَالَ: حَتَّى تُوَضَعَ فِي اللَّحْدِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَسُفْيَانُ: أَحْفَظُ مِنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

د ابوسعيد خدری رحمهما الله نه روايت دې فرمائي چه رسول الله ق فرمائيلی دی كله چه تاسو په جنازه پسې ځئ نو تر هغې مه كينئ ترڅو چه دا ايښودل شوي نه وي، ابوداود وائی داروايت سفيان ثوري په واسطه دسهيل هغه دخپل پلارنه او هغه دابوهريره رحمهما الله نه نقل كړې دي او الفاظ ئې دادي: تردې چه جنازه په زمكه كيخودلې شي اود ابوهريره نه په واسطه دسهيل د الفاظ نقل كړې شوي دي: تردې چه مړې په قبر كښې كيخودلې شي، امام ابوداود وائی چه سفيان په نسبت دابومعاويه قوی حافظي والاو.

قوله: **(حدَّثنا أحمد بن يونس الخ وفيه قال أبو داود: روى الثوري هذا الحديث عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة قال فيه: حتى توضع بالارض، رواه ابومعاوية عن سهيل: قال حتى توضع في اللحد)**

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۱۲۴)، وقد أخرج: صحيح البخاري/الجنائز ۴۸ (۱۳۱۰)، صحيح مسلم/الجنائز ۲۴ (۹۵۹)، سنن الترمذي/الجنائز ۵۱ (۱۰۴۳)، سنن النسائي/الجنائز ۴۴ (۱۹۱۵)، ۴۵ (۱۹۱۸)، ۸۰ (۲۰۰۰)، مسند احمد (۳/۲۵، ۴۱، ۵۱، ۸۵، ۹۷) (صحيح)

وسفيان احفظ من ابی معاوية: د دې وضاحت دا دې چه دې حديث لره د سهيل نه روايت كونكي درې دې، اول زهير د چا روايت چه په شروع كښې دې، دويم ثوري، دريم ابومعاويه، د زهير په روايت كښې خو «حتي توضع» مطلقا دې او د ثوري په روايت كښې «حتي توضع بالارض» دې او د ابومعاويه په روايت كښې «حتي توضع في اللحد» دې، مصنف فرمائي چه سفيان احفظ دې د ابومعاويه نه لهذا «حتي توضع بالارض» اصح دې او مسئله هم دغه شان ده، اوس د دې باب په ټولو روايتونو باندې مشترك كلام راغلو، د دې احاديثو تخريج داسې دې، حديث عامر بن ربيعه رضي الله عنه اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه.

[۳۱۷۴] (۱) حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، حَدَّثَنِي جَابِرٌ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا، فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَحْمِلَ، إِذَا هِيَ جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: "إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةً، فَقُومُوا".

د جابر بن عبد الله رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چه مونږ درسول پاك اسره وو چه يوه جنازه راوړل شوه نبي صلی الله علیه و آله ورته پاڅيدو بيا مونږه ددې جنازي دپورته كولو دپاره ورغلو نو معلومه شوه چه ديهودي جنازه ده نومونږ نبي صلی الله علیه و آله ته عرض او كړو چه اي دالله رسوله دا خو د كوم يهودي جنازه ده، نبي صلی الله علیه و آله او فرماښل البته مرگ دويږي څيزدې كله چه تاسو جنازه اووينئ نوورته ودريږئ.

[۳۱۷۵] (۲) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاْقِدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَامَ فِي الْجَنَائِزِ، ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ".

د علي بن ابی طالب كرم الله وجهه نه روايت دې فرمائي چه مخكښې چه به نبي صلی الله علیه و آله كله جنازه اوليدله نوورته به اودريدلو ليكن بيا نبي صلی الله علیه و آله جنازونه اودريدل پريخودل او ناست به پاتې شو.

[۳۱۷۶] (۳) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامٍ الْمَدَائِنِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْبَاطِ الْحَارِثِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الْعَصَامِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَقُومُ فِي الْجَنَازَةِ حَتَّى تَوْضَعَ فِي اللَّحْدِ فَمَرْبِهِ يَهُودِيٌّ، فَقَالَ: هَكَذَا نَفْعَلُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: اجْلِسُوا وَاخْلِفُوهُمْ".

۱: صحيح البخاري/الجنائز ۴۹ (۱۳۱۱)، صحيح مسلم/الجنائز ۲۴ (۹۶۰)، سنن النسائي/الجنائز ۴۶ (۱۹۲۳)، تحفة الأشراف: (۲۳۸۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۱۹/۳، ۳۵۴) (صحيح)

۲: صحيح مسلم/الجنائز ۲۵ (۹۶۲)، سنن النسائي/الجنائز ۸۱ (۲۰۰۱)، سنن الترمذي/الجنائز ۵۲ (۱۰۴۴)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۳۵ (۱۵۴۴)، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۷۶)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجنائز ۱۱ (۳۳)، مسند احمد (۸۲/۱، ۸۳، ۱۳۱، ۱۳۸) (صحيح)

۳: سنن الترمذي/الجنائز ۳۵ (۱۰۲۰)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۳۵ (۱۵۴۵)، (تحفة الأشراف: ۵۰۷۶) (حسن)

دعبادة بن الصامت رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی الله علیه و آله به چه کله جنازه اولیدله نو تر هغې به ولاړ وو ترڅو چه به مړې قبر ته کوز کړې شوي نه وو، یو ځل دیهودیانو د عالم د نبی صلی الله علیه و آله خواته تیریدو اووې وئیل چه مونږ به هم داسې کول نو نبی صلی الله علیه و آله کیناستو اوئې فرمائیل کینئ او دیهودیانو مخالفت اوکړئ.

وحدیث ابی سعید خدری رضي الله عنه اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی من حدیث ابی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف عن ابی سعید بنحوه، واخرجه مسلم من حدیث ابی صالح السمان عن ابی سعید رضي الله عنه. و حدیث جابر رضي الله عنه اخرجه البخاری ومسلم والنسائی و ليس في حديثهم « فلما ذهبنا لنحمل »

و حدیث علی رضي الله عنه اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه بنحوه.

و حدیث عبادة بن الصامت رضي الله عنه اخرجه الترمذی وابن ماجه قاله المنذری.

باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ

د جنازې سره یو ځانې په سورلۍ باندې د سور تلوو د معانعت بیان

د جنازې سره په سورلۍ تلل بغير د عذر نه خلاف اولی دی او د واپسۍ په وخت په سورلۍ باندې راتلو کښې هېڅ باک نشته، د شوافعو په نزد د کراهت تصریح ده، وفي مغنی المحتاج ۲۵۹/۱ ولا باس بالركوب في الرجوع منها لانه عليه السلام ركب فرسا معرورا لما رجع من جنازة ابی الدحداح رواه مسلم من حدیث جابر بن سمرة واما في الذهاب فتقدم انه يكره لا لعذر كبعد المكان او ضعف آه وهكذا قال النووي.

[۳۱۷۷] (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ ثَوْبَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَتَى بِدَابَّةٍ، وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ، فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ، فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي، فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبْ وَهُمْ يَمْشُونَ، فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ".

ثوبان رضي الله عنه نه روایت دې چه نبی صلی الله علیه و آله ته دسوریدو دپاره یو څاروې پیش کړې شو او هغه د جنازې سره روان وو، نبی صلی الله علیه و آله د سورلۍ قبلولونه انکار او فرمائیلو لیکن کله چه د جنازې نه د فارغیدلو نه واپس شو نویوه سورلۍ ورته راوستلې شوه نبی صلی الله علیه و آله ورباندې سور شو خلقو ددې دوجې تپوس اوکړو نووئې فرمائی د جنازې د کولونه مخکښې خود جنازې سره فرشتې روانې وي ما مناسب اونه گنرل چه فرشتې پیدل روانې وي اوزه سور یم کله چه فرشتې واپس لارې نوزه سور شوم.

قوله: «عن ثوبان ان رسول الله صلی الله علیه و آله اتى بدابة وهو مع الجنابة فابى ان يركب فلما انصرف اتى بدابة فركب الخ» یعنی رسول الله صلی الله علیه و آله د یوې جنازې سره تشریف اوړولو خلقو ورته سورلۍ پیش کړه رسول الله صلی الله علیه و آله د سوریدو نه انکار اوکړو، او په واپسۍ کښې چه ورته کله سورلۍ پیش کړې شوه نو بیا پرې سور شو، د یو صحابی رضي الله عنه په سوال باندې رسول الله صلی الله علیه و آله او فرمائیل چه

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۲۱۲۱)، وقد أخرجه: سنن ابن ماجه للجنازة ۱۵ (۱۴۸۰) (صحيح)

د یوې جنازې سره ملائک پیدل روان وو په دې وجه ما د هغه رکوب مناسب او نه گنړلو،
اوس هر کله چه هغوی لارل نوزه سور شوم

او د باب په دویم حدیث کښې دی چه رسول الله ﷺ په ابن الدحداح ؓ باندې د جنازې
مونځ اوکړو (ویقال ابوالدحداح) بیا آس راوستلې شو او رسول الله ﷺ پرې سور شو، چه
رسول الله ﷺ ئې په منده یورو، او مونږ به په رسول الله ﷺ پسې پیدل منډې وهلې

[۳۱۷۸] (۱) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ، قَالَ: "صَلَّى
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ، وَتَحَنَّنَ شُهُودًا، ثُمَّ أَتَى بِفَرَسٍ، فَعَقِلَ حَتَّى رَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ،
وَتَحَنَّنَ نَسْعَى حَوْلَهُ."

د جابر بن سمرة ؓ نه روایت دې فرمائی چه نبی ﷺ په ابن دحداح باندې جنازه اوکړه او
په دې وخت کښې مونږ حاضر وو چه نبی ﷺ ته یواس پیش کړې شو نبی ﷺ دغه اس
وترلو تردې چه ورباندې سور شو اواس دانگونه وهله شروع کړل او په منده شو نومونږ هم
ور پسې گیر چاپیر ورپه منده شو.

دا د رسول الله واپس کیدل په واپسې کښې وو، د ابوداؤد روایت اگر چه د دې نه
ساکت دې خو د ترمذی په روایت کښې د رجوع تصریح ده، لهذا په دواړو روایتونو کښې
دې تعارض او نه گنړلې شی.

په حدیث الباب کښې کراهت د رکوب خلف الجنابة ثبوت معلومیږي خو دا حدیث
په ظاهر کښې د هغه حدیث خلاف دې کوم چه په را روان باب کښې راځی، د مغیره بن
شعبه حدیث، «الراكب يسير خلف الجنابة والماشى يمشى خلفها وامامها» الحدیث... ځکه چه د
دې نه د رکوب خلف الجنابة د جواز ثبوت ملاویږی، د دې په بذل کښې د علامه
شوکانی ؒ نه دوه جوابونه نقل کړی دی اول دا چه دا حدیث په عدم کراهت باندې دال نه
دې زیات نه زیات په جواز باندې دلالت کوی. پس کیدې شی چه رکوب جائز مع الکراهة
وی، او یا دې داسې اوښلې شی چه تاسو چه په کوم رکوب باندې نکیر فرمائیلې دې هغه د
مشی ملائکه سره معلل دې او د ملائکو دا مشی د رسول الله ﷺ سره وه، پس د دې نه دا نه
لازمیږی چه د ملائکو معیت او شرکت دې د جنازې سره وی آه او یو جواب دا ورکړې
شوي دې چه حدیث د مغیره ؓ د معذور په حق کښې دې، او حدیث الباب د غیر معذور
په حق کښې حدیث ثوبان ؓ اخرجه البزار،

وحدیث جابر بن سمرة ؓ اخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری

(۱): صحيح مسلم/الجنائز ۲۸ (۹۶۵)، سنن الترمذی/الجنائز ۲۹ (۱۰۱۳)، (تحفة الأشراف: ۲۱۸۰)، وقد أخرجه: مسند
احمد (۹۸، ۹۵، ۹۰/۵) (صحيح)

باب المَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

د جنازې نه د مخکښې تلوييان

په مسئله الباب کښې مذاهب ائمه:

په دې کښې د علماء کرامو پنځه مذاهب دي، د امام شافعي رحمه الله په نزد د جنازې نه مخکښې تلل مطلقا مستحب دي، او د امام مالک او احمد رحمهما په نزد په راکب او ماشي کښې فرق دي، د راکب دپاره روستو تلل افضل دي او د ماشي دپاره وړاندې تلل، او د احنافو په نزد مطلقا روستو تلل افضل دي او د سفيان ثوري رحمه الله په نزد التخيير بلا ترجيح، يعنی دواړه برابر دي، او هم دې ته د امام بخاري رحمه الله ميلان دي، او پنځم مذهب دا دي «ان كان مع الجنابة نساء فلا فضل امامها والا فخلفها» (هامش البذل) دا پنځم مذهب د ابراهيم نخعي دي کما في الاوجز، دا اختلاف صرف په افضليت کښې دي او په جواز کښې هيڅ کلام نشته فيجوز في الجهات الاربع بالاتفاق کما في التعليق الممجد، د احنافو دليل يو خو هغه دي کوم چه مخکښې په «باب اتباع الميت بالنار» کښې تير شو چه په هغې کښې دي «ولا يمشي بين يديها» او يو هغه دي کوم چه د را روان باب په آخره کښې راځي، «الجنابة متبوعة ولا تتبع، ليس معها من تقدمها» خو دا حديث ضعيف دي د ابوماجده راوي د وجې نه، قال ابو داؤد: «ابوماجده هذا لا يعرف» او د شوافعو دليل د باب رومبي حديث دي.

[۳۱۷۹] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ".

د عبد الله بن عمر رضي الله عنهما نه روايت دي فرماني چه ماني عليه السلام او ابوبکر صدیق او عمر رضي الله عنهما ليدلي وو چه د جنازې نه مخکښې تلل.

«عن سالم عن أبيه قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر رضي الله عنهم يمشون امام الجنابة، د مصنف عبد الرزاق د يو اوږد حديث د لاندې داسې دي چه ابوسعيد خدری رضي الله عنه د علي رضي الله عنه په خدمت کښې حاضر شو او د اسلام نه پس ئې د هغوی نه دا تپوس اوکړو چه ماته دا بيان کړئ چه په جنازې پسې تلل افضل دي يا روستو نو په دې باندې هغوی تندي تريو کړو، او وې فرمائيل سبحان الله! ستا په شان سرې داسې تپوس کوي او بيا ئې او فرمائيل قسم دي په هغه ذات چا چه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم حق نبي راليږلي دي چه په جنازه پسې د روستو تلونکي فضيلت په وړاندې تلونکي باندې داسې دي لکه د فرض مونځ فضيلت چه په نفل دي په دې باندې ابوسعيد خدری رضي الله عنه عرض اوکړو چه ما خو ابوبکر او عمر رضي الله عنهما د فلاني انصاري صحابي په جنازه کښې د جنازې وړاندې تلونکي ليدلي دي په دې باندې علي رضي الله عنه مسکې شو او وې فرمائيل چه آيا واقعي تا داسې ليدلي دي هغوی؟ هغوی عرض اوکړو او بيا علي رضي الله عنه او فرمائيل چه په دې کښې لږ شک هم نشته چه هغوی ته د روستو تلو

(۱) سنن الترمذي للجنائز ۲۶ (۱۰۰۷)، سنن النسائي للجنائز ۵۶ (۱۹۴۶)، سنن ابن ماجه للجنائز ۱۶ (۱۴۸۲)، (تحفة الأشراف: ۶۸۲۰)، وقد أخرجه: موطا امام مالك للجنائز ۳ (۸)، مسند احمد (۸۷۲، ۱۲۲) (صحيح)

فضيلت هم دغه شان معلوم وو څنگه چه ما بيان كړو، خو خبره دا ده چه كه هغوی په جنازه پسې روستو تلل نو جنازه اوړونكي به تنگ شي د هغوی په ادب او احترام كښې په دې وجه به هغوی وړاندې تلل د خلقو د سهولت په رعايت كښې آه مختصرا (مصنف عبدالرزاق ۴۷/۳) په بذل المجهود كښې دا روايت مختصرا د بدائع نه هم ليكلي شوي دي.

وحديث ابن عمر رضي الله عنهما أخرجه الترمذی والنسائي وابن ماجة، قاله المنذرى

[۳۱۸۰] (۱) حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَأَحْسَبُ أَنَّ أَهْلَ زِيَادٍ أَخْبَرُونِي، أَنَّهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا، وَأَمَامَهَا، وَعَنْ يَمِينِهَا، وَعَنْ يَسَارِهَا، قَرِيبًا مِنْهَا، وَالسَّقَطُ يُصَلِّي عَلَيْهِ، وَيُذْعِي لِيَوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ".

زياد بن جبیر دخپل پلار نه او هغه دمغیره بن شعبه رضي الله عنه نه روايت كوی یونس وائی زماخیال دې چه زیاد داسې او وئیل چه مغیره وئیلی دی چه نبی صلی الله علیه و آله فرمائیلی دی په سورلی سور کس دي په جنازه پسې وروسته ځي او پیاده تلونکی دي هم په جنازه پسې وروسته ځي اود جنازي نه دي مخکښي هیڅوک نه ځي ددې بنی طرف او گس طرف ته او ددې سره یوځای روان اوسئ او چي دکوي زنانه ته ماشوم او غورزېزي نو په هغه باندې هم جنازه کوي اود مور او پلار دپاره ئې دمغفرت اورحمت دعا غواړئ.

په صلوة على الطفل كښې د ائمة مذاهب :

قوله: ﴿الراكب يسير خلف الجنابة والمشي يمشي خلفها واما مهاو عن يمينها... الخ﴾

د مغیره بن شعبه رضي الله عنه دا روايت په ترمذی شریف كښې د لفظي تغير سره دي: الراكب على الجنابة والمشي حيث شاء منها، والطفل يصلي عليه قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح، امام ترمذی رحمته الله دې حديث لره ﴿ما جاء في الصلوة على الاطفال﴾ كښې ذكر كړې دي، او د امام احمد او اسحاق بن راهويه مذهب ئې دا بيان كړې دي چه د هغوی په نزد به په طفل باندې مونځ كولې شي اكر چه د پیدائش په وخت استهلال يعنی د ژوند آثار نه وي موندلې شوي، بعد ان يعلم انه خلق يعنی په دې شرط چه روح پكښې پوكولې شوې وي چه د هغې موده علماء كرامو څلور مياشتې او لس ورځې ليكلي ده د دې نه پس امام ترمذی رحمته الله دويم باب قائم كړې دي ﴿باب في ترك الصلوة على الطفل حتى يستهل﴾ او بيا ئې د هغې د لاندې د جابر رضي الله عنه دا حديث مرفوع ذكر فرمائيلې دي: ﴿الطفل لا يصلي عليه ولا يرث ولا يورث حتى يستهل﴾ خو امام ترمذی رحمته الله د دې حديث په سند كښې اضطراب بيانولو سره د دې وقف لره په رفع باندې ترجيح وركړې ده، خود جمهور علماء كرامو او باقي انچه ثلاثه مذهب هم دا دي، قال السندی: احذ الجمهور بحديث جابر ترجيحاً للحرمة على الحل عند التعارض... دې مسئلې ته اشاره زمونږ په نزد په كتاب الفرائض كښ، اذا استهل المولود ورث... د حديث د لاندې راغلي ده.

والحديث أخرجه الترمذی والنسائي وابن ماجة..... وحديث ابن ماجة مختصر، قاله المنذرى

(۱) سنن الترمذی/الجنائز ۴۲ (۱۰۳۱)، سنن النسائي/الجنائز ۵۵ (۱۹۴۴)، سنن ابن ماجة/الجنائز ۱۵ (۱۴۸۱)، ۲۶ (۱۵۰۷)، (تحفة الأشراف: ۱۱۴۹۰)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۵۲، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷/۴) (صحيح)

باب الإسراع بالجنازة

باب جنازه دزر (جلتی سره) داورلو بیان

او د دې نه مخکښې «باب تعجيل بالجنازة» تیر شوي دې او په دې دواړو کښې فرق هم، قال الحافظ المراد بالاسراع ما فوق المشي المعتاد ويکره الاسراع الشديد آه عون المعبود... ابن قدامة رحمه الله فرمائی چه دا امر بالاتفاق د استحباب دپاره دې، او د ابن حزم رحمه الله په نزد د وجوب دپاره، قال صاحب الهداية ويمشون بها مسرعين دون الخبب آه او وئيلي شوی دی چه په دې حديث کښې د اسراع نه مراد اسراع فی التجهيز دې قال القرطبي والاول اظهر، وقال النووي الثاني باطل مردود بقوله في الحديث: تضعونه عن رقابكم (بذل) او د مصنف رحمه الله په نزد خو گویا دا متعین ده چه په دې احادیثو کښې د اسراع نه مراد اسراع فی المشي ده لکه چه د احادیث الباب نه معلومیږي، او دویم دا چه د اسراع بالتجهيز باب د دې نه مخکښې «باب تعجيل الجنازة» کښې تیر شوي دي.

[۳۱۸۱] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُبَّانٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَنْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكَ صَالِحَةٌ فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكَ سَوَى ذَلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ".

ابوهريره رضي الله عنه دښي عليه السلام نه روایت کوی چه فرمائیلي ئي وو تاسو جنازه زر زر وړئ که چرې مړې نیک انسان وي نو تاسو دده په ځښلولو سره دې د کامیابی طرف ته زر ور ورسوئ که چرې مړې نیک انسان نه وی نو دا یو شر دې کوم چه تاسو د خپلو اوږونه کوزوئ (یعنی چه څومره زر کوزي شي نو غوره ده).

وراندې په دې حديث کښې اسراع د حکمت طرف ته اشاره ده چه که هغه مړې نیک او صالح سړې دې نو ښکاره ده چه د هغه دپاره هلته په عالم آخرت کښې خیر او خوبی ده نو د هغې تقاضا هم دا ده چه هغه د خیر طرف ته زر اورسولې شي او که هغه سړې داسې نه وی نو بیا هغه شر دې چه د خپلو اوږونه د هغې زر کوزول غوره دی.

[۳۱۸۲] (۱) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَكُنَّا نَمْشِي مَشْيًا خَفِيفًا، فَلَحِقْنَا أَبُو بَكْرَةَ، فَرَفَعَ سَوْطَهُ، فَقَالَ: "لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرْمُلُ رَمَلًا".

عبدالرحمن دخیل پلار نه روایت کوی فرمائی چه زه دعثمان بن ابی العاص نه په جنازه کښې وم او مونږ په مزه مزه روان وو په دې وخت کښې ابوبکر صدیق ته راغې اوزمونږ دو هلو دپاره ئي خپل چابک سراواخستو اووئې وئیل ایا تاسونه دی لیدلي چه کله به مونږ دښي عليه السلام سره جنازه وړله اوروان به وو نور زر به تللو.

(۱) صحیح البخاري/الجناز ۵۱ (۱۳۱۵)، صحیح مسلم/الجناز ۱۶ (۹۴۱)، سنن الترمذی/الجناز ۳۰ (۱۰۱۵)، سنن النسائي/الجناز ۴۴ (۱۹۰۹)، سنن ابن ماجه/الجناز ۱۵ (۱۴۷۷)، (تحفة الأشراف: ۱۳۱۲۴)، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجناز ۱۶ (۵۶)، مسند احمد (۲/۲۴۰) (صحیح)

(۱) سنن النسائي/الجناز ۴۴ (۱۹۱۴)، (تحفة الأشراف: ۱۱۶۹۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۵، ۳۷، ۳۸) (صحیح)

﴿وَكُنَّا نَمشي مشياً خفيفاً فلحقنا ابوبكره عليه السلام فرغ سوطه﴾

يعني مونږ په جنازه كښې رو روان وو نو د شاته نه ابوبكره عليه السلام خپله كوره اوچتونكې په مونږ پسې شو، د خبردارۍ دپاره، او وې فرمائيل چه كله به مونږ د رسول الله صلى الله عليه وسلم سره په جنازه كښې روان وو نو ښه تيز به تلو.

وحدیث ابی بكرة اخرجہ النسائی، قاله المنذرى

[۳۱۸۳] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَبِي يُونُسَ، عَنْ عِيْنَةَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَقَالَ: فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ بَغْلَتَهُ، وَأَهْوَى بِالسُّوْطِ.

دعيينه نه په بل سند سره هم داسې روايت نقل شوې دې ليکن په دې روايت كښې داسې دي چه دا جنازه د عبد الرحمن بن سمره نه وه او ابوبكر صديق په خپل، قجر اوزغلولو او په خپل چابك ئې اشاره وكړه چه زر زر خي.

[۳۱۸۴] (١) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ يَحْيَى الْمُجَبَّرِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ، فَقَالَ "مَا دُونَ الْخَبَبِ إِنْ يَكُنْ خَيْرًا تَعَجَّلْ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَبَعْدَ الْأَهْلِ النَّارِ، وَالْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ، وَلَا تَتَّبِعْ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقْدَمُهَا"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَحْيَى الْجَابِرُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا كُوفِيٌّ، وَأَبُو مَاجِدَةَ بَصْرِيٌّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو مَاجِدَةَ هَذَا لَا يَعْرِفُ.

د عبد الله بن مسعود نه روايت دې فرمائي چه مونږ د نبی صلى الله عليه وسلم نه تپوس او كړو چه د جنازي سره څنگه تلل پكار دي؟ نبی صلى الله عليه وسلم او فرمائيل د خبب نه كم (خبب يو قسم منډه ده) كه چرې جنازه دنيك انسان وي نو ده لره دده منزل (قبر) ته زر رسول پكار دي او كه چرې نيك نه وي نو د دوزخيانو نري ويستل به تر دي او جنازه د ټولو خلقونه مخكښې وړل پكار دي نه چه وروسته او څوك چه د جنازي نه مخكښې ځي نو داسې ده گويا كښې چه دې دې جنازي سره نه دې روان.

﴿والجنازة متبوعة ليس معها من تقدمها﴾ په دې حديث باندې كلام مخكښې تير شوې دې، اخرجہ الترمذی وابن ماجه، و حدیث ابن ماجه مختصر، قاله المنذرى

بَابُ الْإِمَامِ لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ

په خودكشي كولو كې باندې دې امام جنازه نه كوي

د ترجمه الباب والا مسئله كښې مذاهب ائمه :

يعني كوم انسان چه خودكشي سره مړ وي د هغه به د جنازي مونځ كولي شي او كه نه؟ د جمهور علماء كرامو او ائمه اربعه په نزد به كولي شي، د امام مالك رحمته الله عليه يو روايت د كراهت دې او د امام احمد رحمته الله عليه يو روايت د اهل علم وفضل دپاره د كراهت دې يعنى صرف

(١) سنن الترمذي/الجناز ۲۷ (۱۰۱۱)، سنن ابن ماجه/الجناز ۱۶ (۱۴۸۴)، (تحفة الأشراف: ۹۶۳۷)، وقد أخرجہ: مسند احمد (۱/۳۷۸، ۳۹۴، ۴۱۵، ۴۱۹، ۴۲۲) (ضعيف)

عوامو لره کول پکار دی او بعض علماء کرامو لکه امام اوزاعی او عمر بن عبدالعزیز رضی الله عنہم د مطلق مونځ قائل نه دی. حضرت په بذل کښې هم دا لیکلې دی چه مشرانو امامانو او علماء کرامو لره کول نه دی پکار، او رسول الله ﷺ هم پخپله په داسې انسان باندې اگر چه جنازه نه ده کړې خو نور ئې د کولو نه نه دی منع کړی، پس دلته په روایت کښې دی ﴿ قال اذا لا اصلی علیه ﴾ او د نسانی په روایت کښې دی ﴿ اما انا فلا اصلی علیه ﴾

[۳۱۸۵] (۱) حَدَّثَنَا ابْنُ ثَعْلَبٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: مَرَّ بِرَجُلٍ، فَصَبَّحَ عَلَيْهِ، فَجَاءَ جَارُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، قَالَ: "وَمَا يُدْرِيكَ؟" قَالَ: أَنَا رَأَيْتُهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ، فَصَبَّحَ عَلَيْهِ، فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، فَرَجَعْتُ، فَصَبَّحَ عَلَيْهِ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبِرْهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اللَّهُمَّ الْعَنَّهُ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَرَأَاهُ قَدْ نَحَرَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصٍ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ: مَا يُدْرِيكَ؟ قَالَ: رَأَيْتُهُ يَنْحَرُ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصٍ مَعَهُ، قَالَ: أَأَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: إِذَا لَا أَصْلَى عَلَيْهِ."

د جابر بن سمرة رضی الله عنه نه روایت دې فرمائی چه یوکس مریض شو او بیا دده دمرگ خبر خور شو نودده یوگاونډي د نبی ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او عرض ئې اوکړو ای دالله رسوله فلانې مړ شو نبی ﷺ ورته او فرمائیل تاته څنگه معلومه شوه چه هغه مړ دې، ده او وئیل ماخپله اولیدو او راغلم نبی ﷺ او فرمائیل مړ نه دې بیا هغه سې واپس لا هو دهغه دمرگ خبر بیا مشهور شو نودده کس بیا نبی ﷺ ته راغې او عرض ئې اوکړو ای دالله رسوله فلانې مړ شو نبی ﷺ او فرمائیل هغه مړ نه دې بیا واپس لاړو ددې نه پس چه کله بیا خبر مشهور شو دده دمرگ نودمړي ښځې همدې گاونډي ته او وئیل څوک چه دوباره راغلې وو، لاړ شه اونبې ﷺ خبرکړه نودې گاونډي او وئیل ای الله په ده باندې لعنت اوکړي، راوي وائی چه دغه کس د مریض خواته راغې او وئې لیدل چه خپله مړی ئې پرې کړي ده په یوغشي باندې نودې نبی ﷺ ته ورغې او عرض ئې اوکړو ای دالله رسوله هغه مړ شوې دې نبی ﷺ او فرمائیل تاته څنگه معلومه شوي ده ده ورته او وئیل ما پخپله اولیدو او راغلم چه خپله مړی ئې په غشي پرېکړي وه نبی ﷺ او فرمائیل ایاتا ولیدو هغه سړی او وئیل هو، نبی ﷺ او فرمائیل بیاخوزه په ده باندې جنازه نه کوم.

مضمون د حدیث:

قوله: ﴿ حدَّثني جابر بن سمرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ قال فصيح عليه... الخ ﴾

دا دې چه جابر بن سمرة رضی الله عنه فرمائی چه یو سړې مریض وو په هغه باندې ژړا او چغې وهل شروع شو، دهغه چه کوم یو گاونډی وو هغه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او هغوی ته ئې دهغه دمرگ خبر ورکړو، رسول الله ﷺ ترې نه تپوس اوکړو چه تاته څه خبر دې چه هغه مړ شو؟ هغه اووې چه زه خو هم داسې گنرم، رسول الله ﷺ او فرمائیل هغه لا مړ

۱: تقریبه ابو داود، (تحفة الأشراف: ۲۱۶۰)، وقد أخرجه: صحيح مسلم للجناز ۳۱ (۹۷۸)، سنن الترمذي للجناز ۶۸ (۱۰۶۶)، سنن النسائي للجناز ۶۸ (۱۹۶۳)، سنن ابن ماجه للجناز ۳۱ (۱۵۲۶)، مسند احمد (۵/ ۸۷، ۹۲، ۸۶، ۹۷) (صحيح)

نه دې، دا سرې را واپس شو د دې نه پس ئې بيا د ژړا او چغو آوازونه واوريدل، نو د دې مريض ښځې هغه گاونډی ته اووې چه لاره شه او رسول الله ﷺ ته خبر ورکړه نو دې گاونډی رومي خو مر کيدونکی ته خيرې اوکړې ﴿اللهم العنه﴾ بيا هغه گاونډی د دې مر کيدونکی کور ته لاړو او هغه ئې اوليدو چه هغه په څه تيره څيز سره خودکشی کړې ده، دا ترجمه د مشقص ده چه هغې ته پيکان هم وائی، د غشی سوکه، د دې نه پس هغه گاونډی د رسول الله ﷺ په خدمت کښې حاضر شو او هغوی ته ئې د هغه د هلاکيدو خبر ورکړو، او د رسول الله ﷺ په تپوس ئې عرض اوکړو چه ما خپله اوليده د هغه خودکشی، رسول الله ﷺ تاکيدا بيا تپوس اوکړو چه تا داسې اوليدل هغه اووې اوچی! نو رسول الله ﷺ او فرماييل په داسې صورت کښې زه په هغه باندې د جنازې مونځ نه کوم.

والحديث اخرجه مسلم والترمذی وابن ماجة مختصرا بمعناه

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلْتَهُ الْحُدُودُ

د جنازې مونځ په هغه کس باندې چه په شرعي حد کښې مړ کړي شي

يعنی کوم انسان چه په حد شرعي کښې مړ شي په هغه به د جنازې مونځ کيږي او که نه؟ د جمهور په نزد به پرې کيږي او د امام زهري رحمه الله په نزد به په مرجوم باندې د جنازې مونځ نه کيږي او د قصاص په صورت کښې به پرې کيږي. او د امام مالک او احمد رحمهم الله نه روايت دي چه امام دې خپله مونځ نه کوي په هغه باندې، خو د احنافو مذهب د قطاع الطريق او بغاة په باره کښې دا دي چه د هغوی د جنازې مونځ دې اونکړې شي،

[۳۱۸۶] (حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، حَدَّثَنِي نَعْرٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ يُصَلِّ عَلَى مَا عَزَبَ بَنِي مَالِكٍ، وَلَمْ يَنْهَ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ".

د ابو برزه اسلمي نه روايت دي فرمائي چه رسول پاک ﷺ خو ماعز بن مالک باندې جنازه اونکړه په چاباندې چه دزنا حد جاری کړې شوې وو اونه ئې خلق په ده باندې د جنازې کولو نه منع کړي وو.

قوله: ﴿عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يُصَلِّ عَلَى مَا عَزَبَ... الخ﴾

ماعز بن مالک الاسلمي رحمه الله چه د هغه د رجم قصه مشهوره ده د هغوی د جنازې د مونځ په باره کښې روايات مختلف دي، په بعضو کښې اثبات دي په بعضو کښې نفی، نفی خو په حديث الباب کښې ده او د بخاری په يو روايت کښې دي د جابر رحمه الله نه روايت دي:

﴿فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ﴾ قال البخاری: لم يقل يونس وابن جريج عن الزهري ﴿فصلی عليه﴾ او د مسلم په روايت کښې دي ﴿فما استغفر له ولا سبه﴾ او هم د دې مسلم په يو روايت کښې دي ﴿استغفر لماعز بن مالک فقالوا غفر الله لماعز بن مالک﴾ حافظ ابن حجر رحمه الله په فتح الباری کښې جمع بين الروايتين داسې کړې ده چه رسول الله ﷺ په رومي ورځ په هغه باندې د جنازې مونځ اونکړو او په دويمه ورځ ئې پرې اوکړو، لکه چه په سنن د ابو قرة

١: تفرد به ابو داود، (تحفة الأشراف: ١١٦١٠) (حسن صحيح)

کښې دی، په هغې کښې دی: فقيل يا رسول الله ﷺ اتصلي عليه؟ قال لا قال فلما كان من الغد قال صلوا على صاحبكم فصلى عليه رسول الله ﷺ والناس آه وقيل المراد بالصلوة الدعاء.

فانده: په ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ باندې د جنازې د مونځ کولو روایات مختلف دي خو «امراة غامدية جهينة» چه په هغې باندې به مستقل باب په کتاب الحدود کښې راشي، په هغې باندې د مونځ کولو ټول روایات متفق دي چه رسول الله ﷺ په هغې باندې جنازه اوکړه د دې فرق وجه څه ده؟ په دې باندې امام طحاوی رحمه الله په مشکل الآثار کښې داسې لیکلې دي چه امراة جهينة په خپل ځان باندې د حد جاری کولو دپاره راغلې وه، د هغې په روایت کښې تصریح ده چه زه په خپل ځان باندې حد جاری کوم د دې گناه د وجې نه، په خلاف د ماعز رضی اللہ عنہ چه د هغوی په باره کښې دا راځي چه کله د هغوی نه دا گناه صادره شوه او هغوی د دې ذکر بعض خلقو ته اوکړو نو هغوی دا مشوره ورکړه چه ته د دې خبرې ذکر رسول الله ﷺ ته اوکړه پس هغه د رسول الله ﷺ په خدمت کښې په دې نیت باندې تلې وو چه کیدې شی رسول الله ﷺ به د توبې او استغفار طریقه بیان کړي، خو چه کله دهغه د باقاعده اقرار د وجې نه د زنا ثبوت شرعی راغلو، او رسول الله ﷺ د رجم کولو فیصله او فرمائیلې او په هغې باندې عمل شروع شو نو هغه اووې «غرنی قومی» چه ماته مشوره راکونکو غلطه مشوره راکړه وغیره وغیره، امام طحاوی رحمه الله فرمائي چه په دې صورت کښې د هغوی د توبې تحقق او نه شو، هم دا سبب شو د دواړو په باره کښې د اختلاف دروایت.

باب فی الصلاة علی العقیل

په نابالغه ماشوم باندې د جنازې کولو بیان

د نومولود د جنازې مونځ به په کوم صورت کښې کولې شی او په کوم صورت کښې نه دا مسئله بالتفصیل سره د اختلاف د امامانو د دې نه مخکښې «باب المشی امام الجنابة» کښې د «السقط یصلی علیه» د لاندې تیره شوه.

رسول الله ﷺ د خپل ځوی ابراهیم رضی اللہ عنہ د جنازې مونځ اوکړو که نه؟

په دې باره کښې خو مصنف رحمه الله صرف هم د یو مضمون حدیث ذکر کړې دي یعنې په ابراهیم رضی اللہ عنہ باندې د مونځ کولو او نه کولو.

[۳۱۸۷] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ شَهْرًا، فَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

دام المومنین عائشة رضی اللہ عنہا نه روایت دي فرمائي چه د نبی ﷺ ځوی ابراهیم وفات شو او اتلس میاشتي عمرئې وو او نبی ﷺ ورباندې د جنازې مونځ ونکړو.

«عن عائشة رضي الله عنها قالت مات ابراهيم ابن النبي ﷺ وهو ابن ثمانية عشر شهرا فلم يصل عليه

رسول الله ﷺ»

د دې نه پس مصنف رحمته الله علیه دوه روایتونه ذکر کړي دي **« سمعت البهي قال : لما مات ابراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم في المقاعد »** او دويم روايت د **« عن عطاء ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على ابنه ابراهيم وهو ابن سبعين ليلة »** په دې روایاتو کښې د باب حديث اول يعنى حديث عائشة رضي الله عنها کوم چه موصولا دې په دې کښې د مانځه نفی ده چه رسول الله صلى الله عليه وسلم په خپل ځوی باندې د جنازې مونځ اونکړو او په روستنو دوه روایتونو يعنى مرسل د بهی او مرسل د عطاء په دې دواړو کښې د صلوۍ اثبات دې چه رسول الله صلى الله عليه وسلم په هغه باندې د جنازې مونځ اوکړو، علامه زيلعي رحمته الله علیه په نصب الرايه کښې د اثبات صلوۍ په باره کښې متعدد احاديث مسنده او مرسله بيان کړي دي، هغه فرمائي **« فيه احاديث مسنده واحاديث مرسله، فالمسندة عن ابن عباس، والبراء بن عازب وائس والخدری »** د دې نه پس په دې يو په خپل سند کښې ذکر کړي دي، پس د ابن عباس رضي الله عنه روايت ټي د ابن ماجة نه، او حديث البراء لره مسند احمد او بيهقي نه، او حديث د انس رضي الله عنه د مسند ابويعلی نه، او حديث د ابوسعيد خدری رضي الله عنه د مسند بزار نه، او د روايات مرسله د لاندې په شروع کښې دا د ابوداؤد دوه مرسل روایتونه ذکر کړي دي او بيا ټي وړاندې ليکلې دي، وروهما البهقي وقال هذه الآثار مرسله وهي تشد الموصول، وروایات الاثبات اولی من روايات الترك، د دې نه علاوه نور هم روايات مرسله هغوی ذکر کړي دي، د دې نه پس په احاديث الترك کښې د ابوداؤد حديث د عائشه رضي الله عنها ذکر کړي دي او بيا فرمائي چه وذكر الخطابي مرسل عطاء وقال هذا اولی الامرین وان كان حديث عائشة رضي الله عنها احسن ايصالا آه امام بيهقي، خطابی او امام زيلعي رحمته الله علیه د دې حضراتو ميلان د ترجيح اثبات طرف ته دي، د دې نه پس علامه زيلعي فرمائي چه کوم خلق ترک صلوۍ لره تسليموی هغوی د دې بعض علل ضعيفه بيان کړي دي يو دا چه رسول الله صلى الله عليه وسلم په دې ورځ باندې په صلوۍ الکسوف کښې مشغول وو، او يو دا چه هغه د بنوة نبی **« د نبی د ځوی کيدو د وجې نه، د فضيلت د وجې نه د مانځه نه مسغنی وو څنگه چه شهداء د شهادة د وجې نه مستغنی وي، او بله دا چه نبی په نبی باندې مونځ نه کوی ځکه چه د دوی په باره کښې راغلي دي چه « لو عاش لكان نبيا »** او يا دا مراد دې چه **« انه لم يصل عليه بنفسه وصلى عليه غيره »** والله تعالى اعلم بالصواب (زيلعي ۲/۲۸۰)

[۳۱۸۸] (۱) حَدَّثَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَهْيَّ، قَالَ: "لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَقَاعِدِ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيِّ، قِيلَ لَهُ: حَدَّثَكُمْ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلَّى عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِينَ لَيْلَةً".

د بهی رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي هرکله چه د نبی صلى الله عليه وسلم ځوي ابراهيم وفات شو نو نبی صلى الله عليه وسلم ورباندې د جنازې مونځ په خپل قيامگاه کښې وکړو. ابوداؤد وائي: چه ما سعيد بن يعقوب طالقاني ته اولوستل چه ستاسو نه حديث بيان کړو ابن مبارک، هغوی د يعقوب بن قعقاع

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۸۹۶۷، ۱۹۸۴) (ضعيف منكر)

نه او هغوی د عطاء نه روایت کړې دي، هغه وائی چه نبی اکرم ﷺ د خپل خوی ابراهیم د جنازې مونځ او کړو په دغه وخت هغه د اویا ورځو وو.

د ابراهیم ﷺ د عمر په موده کښې د روایاتو اختلاف:

دویمه خبره د حدیث الباب نه د ابراهیم ﷺ د عمر د مودې په باره کښې ده په رومبی حدیث اتلس میاشتي ده او په دویم حدیث کښې اویا شپې، یعنی دوه نیمې میاشتي، په دې کښې رومبی روایت صحیح دي او یو قول په دې کښې د شپاړسو میاشتو هم دي او هغه په دې وجه چه د هغوی پیدائش په ذی الحجة ۸ هجری کښې دي او وفات ئې په ۱۰ ربیع الاول ۱۰ هجری کښې دي په دې صورت کښې د ولادت او د وفات میاشت مستقل حسابولو سره پوره شپاړس میاشتي جوړیږي، وقد مر فی کتاب الصلوة فی باب صلوة الکسوف.

باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب په مسجد کښې د جنازې کولو بیان

دا د شوافعو او حنابله په نزد جائز دي بغیر د کراهت نه، او د احنافو او مالکیانو په نزد په مسجد کښې مکروه دي تحریم، او وئیلی شوي دي چه تنزیها.

[۳۱۸۹] (۱) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ عَمَلَانَ، وَمُعَمَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَهِيلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ، إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

دام المومنین عائشة رضی الله عنها نه روایت دي فرمائی چه په الله قسم نبی ﷺ په سهیل بن بیضاء باندې په جومات کښې جنازه کړې وه.

قوله: «عن عائشة رضي الله عنها قالت والله ما صلى رسول الله ﷺ على سهيل بن البيضاء الا في المسجد» او د دې نه روستور روایت کښې دي «على ابني البيضاء في المسجد»

عائشة رضی الله عنها فرمائی چه والله رسول الله ﷺ په سهیل بن بیضاء او د هغه په رور باندې په مسجد کښې د جنازې مونځ کړې وو.

دا روایت دلته مختصر دي او په صحیح مسلم کښې مفصل دي هغه دا چه عائشې رضی الله عنها د سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه د جنازې د مانځه په باره کښې او فرمائیل چه هغه مسجد ته راوړئ چه هغه هم په هغوی باندې جنازه او کړې شی، د خلقو په دې باندې اشکال پیدا شو، په دې باندې هغوی او فرمائیل، «ما اسرع بالنبي الناس، ما صلى رسول الله ﷺ على سهيل ابن البيضاء الا في المسجد»

[۳۱۹۰] (۲) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي النَّغْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ.

(۱): سنن ابن ماجه/الجنائز ۲۹ (۱۵۱۸)، (تحفة الأشراف: ۱۶۱۷۴)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الجنائز ۳۴ (۹۷۳)، سنن الترمذي/الجنائز ۴۴ (۱۰۳۳)، سنن النسائي/الجنائز ۷۰ (۱۹۶۹)، موطا امام مالك/الجنائز ۸ (۲۲)، مسند احمد (۷۹/۶)، (صحيح) ۱۶۹، ۱۳۳

(۲): صحيح مسلم/الجنائز ۳۴ (۹۷۳)، (تحفة الأشراف: ۱۷۱۱۳) (صحيح)

سَهِيلٌ، وَأَخِيهِ.

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دي فرمائي چه په الله قسم يقيناني عليه السلام په دوه خامنود بيضاء باندې په جومات کښې جنازه کړې وه، چه سهيل اودهغه ورور وو. د شوافعو او د حنابلة استدلال د باب د رومي حديث نه دي، او د احنافو او د مالكيانو دليل د باب دويم حديث دي.

[۳۱۹۱] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ، حَدَّثَنِي صَالِحٌ مَوْلَى التَّوَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ".

د ابو هريره رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبی عليه السلام فرمايلي دي: څوک چه په کوم مري باندې د جنازي مونځ په جومات کښې وکړي نوپده باندې څه گناه نشته.

قوله: «عن ابی هريرة رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على جنازة في المسجد فلا شيء له»

شوافعو وغيره د دې دوه جوابونه ورکړي دي اول دا چه دا ضعيف دي تفرد به صالح مولى التوامه، دويم دا چه په يو روايت کښې «فلا شيء عليه» دي، خو که د دې حديث ضعف تسليم هم کړي شى نو بيا هم حديث د عائشي رضي الله عنها کوم چه په صحيح مسلم کښې دي هم کوم د شوافعو موافق دي د دوه وجو نه اول دا چه په هغه روايت کښې دي، «فانكر الناس عليها» چه د هغې نه معلومېږي چه د صحابه کرامو رضي الله عنهم په ذهنونو کښې د هغې کراهت وو، آخر دا ولي وو، دويم په دې وجه عائشي رضي الله عنها چه د صلوٰة في المسجد دپاره کوم مثال پيش کولو هغه صرف د يو يا دوه جنازو وو چه د هغې نه معلومېږي چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم دا عادت نه وو، د معمول خلاف غالبا د څه عارض په بناء باندې ئې دا مونځ په مسجد کښې کړې وو ممکنه ده د اعتکاف وغيره حالت وو يا زيات نه زيات جواز کوم چه د کراهت منافي نه دي. والله اعلم بالصواب په اوجز کښې په دې باندې تفصيلي کلام حضرت شيخ کړې دي هغه لاندې په حاشيه کښې اوگورئ. (۲)

(۱) سنن ابن ماجه/الجناز ۲۹ (۱۵۱۷)، (تحفة الأشراف: ۱۳۵۰۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۴۴۶، ۴۵۵) (حسن)

(۲) قال ابن رشد وسبب الخلاف في ذلك حديث عائشة رضي الله عنها التي عند مالك في الموطاء وحديث ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صلى على جنازة في المسجد فلا شيء له وحديث عائشة ثابت وحديث ابی هريرة غير ثابت او غير متفق علي ثبوته لكن انكار الصحابة علي عائشة يدل علي اشتغال العمل بخلاف ذلك عندهم، ويشهد لذلك بروزه رضي الله عنه للمصلي لصلاته علي النجاشي آه قلت حديث ابی هريرة أخرجه ابو داؤد والطحاوي وابن ماجه وابن ابی شيبة، قال الحلبي رواه ابو داؤد وابن ماجه عن ابن ابی ذئب عن صالح مولى التوامه، وصالح قال ابن معين ثقة لكنه اختلط قبل موته فمن سمع منه قبل ذلك ثبت حجة، وكلهم علي ان ابن ابی ذئب سمع منه قبل الاختلاط آه قلت حديث ابی هريرة عند ابن ابی شيبة فيه زيادة ونقصه: قال وكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تضايق بهم المكان رجعوا ولم يصلوا وسط ابن التركماني في الجوهر النقي ان صالحا اتما تكلم فيه لاختلاطه، ولا اختلاف في عدالته، وابن ابی ذئب سمع منه قبل الاختلاط الي آخر في الاوجز ۴۵۹/۲ وفيه ايضا قال محمد في موطاء، وموضع الجنازة بالمدينة خارج المسجد وهو الموضع الذي كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي علي الجنازة فيه، وقال الحافظ في الفتح ان مصلي الجناز بالمدينة كان لاصقا بمسجد النبي صلى الله عليه وسلم من ناحية جهة المشرق ودل حديث ابن عمر انه كان للجنازة مكان معد للصلوة عليها فقد يستفاد منه ان ما وقع من الصلوة علي بعض الجناز في المسجد كان لامر عارض او لبيان الجواز آه

په سهیل ابن بیضاء کښې بیضاء د سهیل رضی الله عنه د مور لقب دی، او د هغې نوم دعد دی او د سهیل د پلار نوم وهب بن ربیعۃ القرشی دی، قال النووی وکان سهیل قدیم الاسلام هاجر الی الحبشة ثم عاد الی مکه ثم هاجر الی المدینة وشهد بدرا وغیرها توفی سنة ۹ هجری او امام نووی رحمته الله دا هم فرمائی چې د بیضاء خامن درې دی سهل، سهیل او صفوان آه.

باب الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا د نمر ختلو او نمر پر یو تلو په وخت کښې د تدفین نه کولو بیان

[۳۱۹۲] (۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، قَالَ: "ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهْرِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ، أَوْ كَمَا قَالَ."

د عقبه بن عامر رضی الله عنه نه روایت دی فرمائی چې درې ساعتونه په ورځ کښې داسې دي چې په هغې کښې مونږ نښې عليه السلام دمونځ کولو او د مرود تدفین نه منع کړي وویو خو هغه وخت دی چې دنمر سترگه او پر قیبري او راوخیږي ترڅو چې ښه راپورته شوي نه وي او بل دغري او ماسپڅین وخت دی ترڅو چې سوري روان شوي نه وي او بل هغه وخت دی چې نمر د پریوتو دپاره ښکته رازوړند شي ترڅو چې پریوتلي نه وي. قوله: (انه سمع عقبه بن عامر رضی الله عنه قال ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلي فيهن او نقبر فيهن موتانا الخ)

يعنی رسول الله صلى الله عليه وسلم په اوقات ثلاثه کښې د مونځ کولو او د مړي د دفن کولو نه منع فرمائيلې ده يو د نمر ختلو په وخت، دویم د استواء په وخت، او دریم د غروب په وخت، د اوقات منهيۃ مکروه بیان په کتاب الصلوة باب الصلوة بعد العصر کښې په الدرر المنضود دویم جلد ۵۲۳ صفحه باندې تیر شوې دي.

په اوقات منهيۃ کښې په صلوة جنازة کښې مذاهب اربعه :

د صلوة جنازه په باره کښې هلته دا تیر شوی دی چې بعد العصر او بعد الفجر خو بالا جماع جائز دی، او د دې اوقات ثلاثه مذکوره فی الحديث په باره کښې د احنافو مذهب دا دی چې که جنازه خاص هم په دې وختونو کښې رارسیدلې وي نو بیا خو په دې اوقاتو کښې کول جائز دی بلکه افضل دی او تاخیر دې اونکړې شی، کما فی الطحطاوی علی المراقی کښې نه، او د امام شافعی رحمته الله په نزد په دې درې وختونو کښې بغیر د کراهت نه جائز ده ځکه د جنازه ذات السبب دې او نوافل ذوات السبب د هغوی په نزد مطلقا په ټولو اوقاتو کښې جائز دی، او د امام احمد رحمته الله په نزد په دې درې واړو اوقاتو کښې ناجائز دي، او د

(۱) صحیح مسلم للمسافرین ۵۱ (۸۳۱)، سنن الترمذی للجناز ۴۱ (۱۰۳۰)، سنن النسائي للمواقیت ۳۰ (۵۶۱)، ۳۳ (۵۶۶)، الجناز ۸۹ (۲۰۱۵)، سنن ابن ماجه للجناز ۲۰ (۱۵۱۹)، (تحفة الأشراف: ۹۹۳۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۵۲/۴)، سنن الدارمي للصلاة ۱۴۲ (۱۴۷۲) (صحیح)

امام مالک رحمہ اللہ په نزد په دې درې وارو وختونو کښې په دوه وختونو کښې ناجائز دې او د استواء په وخت جائز دې ځکه چې دا وخت د هغوی په نزد په اوقات منهيۃ کښې نه دې.

په اوقات منهيۃ کښې د مړي په دفن کولو کښې اختلاف د امامانو:

دويم جزء د دې حديث دفن فی هذه الاوقات دې، د دې په باره کښې دا دی چې دفن د جمهور په نزد په دې اوقاتو کښې مکروه نه دې هم دا د مالکيانو او احنافو مذهب دې، خود امام احمد رحمہ اللہ په نزد مکروه دې لکه په المغنی او الروض المربع کښې دی، او د امام شافعی رحمہ اللہ مسلک امام خطابی رحمہ اللہ دا لیکلې دې: وكان الشافعي يرى الصلوة على الجنازة ای ساعة شاء من ليل او نهار وكذلك الدفن ای وقت كان من ليل او نهار، یعنی د امام شافعی رحمہ اللہ په نزد د صلوة او دفن دواړو حکم یو شان دې یعنی مطلقا جواز فی جميع الاوقات، لهذا خلاصه دا راووتله چې دفن په دې اوقاتو کښې د جمهورو په نزد چې په هغې کښې درې امامان یعنی احناف، مالکيان او شوافع دی جائز دې او په امامانو کښې صرف د امام احمد په نزد مکروه دې. لهذا دا حديث د حنابلة په نزد خو په خپل ظاهر پاتې شو، د دې وجې نه امام ابوداؤد رحمہ اللہ چونکه حنبلي دې هغوی دې حديث لره په ظاهر باندې کیخودلو سره باب الدفن قائم کړو، او د احنافو او د مالکيانو په نزد دا حديث موول دې چې دفن نه مراد صلوة على الجنازة دې، او د شوافعو په هر حال کښې خلاف دې ځکه چې د هغوی په نزد دواړه جائز دی د هغوی په نزد دا په صلوة على الجنازة باندې محمول کول مفید نه دی هم په دې وجه امام نووی رحمہ اللہ یو بله لار اختیار کړه هغه دا چې د دې نه مراد خو دفن دې، خو مطلق دفن ترې نه دې مراد بلکه تعمد الدفن فی هذه الاوقات یعنی قصدا تاخير کولو سره په دې اوقاتو کښې جنازه کول، کما صرح به فی شرح مسلم فی شرح هذا الحديث، خو امام ترمذی رحمہ اللہ دا حديث په صلوة باندې محمول کولو سره ترجمه قائم کړې ده (باب ما جاء فی کراهية صلوة الجنازة عند طلوع الشمس وعند غروبها) د امام ترمذی رحمہ اللہ په باره کښې مشهوره خو هم دا ده چې هغه شافعی المسلک دې خو د هغوی د ترجمې نه د مسلک شافعيه موافقت لیکن نه کیږي، خو د جمهورو تاویل هم دا دې، والحديث اخرجه مسلم والترمذی والنسائي وابن ماجة، قاله المنذرى.

باب إِذَا حَضَرَ جَنَازَ رَجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدِّمُ
یعنی که د سرواوزانو جنازې په یو وخت کښې را جمع شي
نو څوک به مقدم کولې شي یعنی امام ته نژدې؟

[۳۱۹۳] حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ صَبِيحٍ، حَدَّثَنِي عَمَّارُ مَوْلَى الْحَارِثِ بْنِ تَوْفَلٍ أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أَمِّ كَلْثُومٍ، وَأَبْنَيْهَا، فَعَجَّلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ، فَأَنكَرْتُ ذَلِكَ، وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، وَأَبُو قَتَادَةَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالُوا: هَذِهِ السَّنَةُ. دحارث بن نوفل ازاد کړي شوي غلام عمار نه روایت دې فرمائي چې زه دام کله شوم او دهغې

(۱): سنن النسائي للجنازة ۷۴ (۱۹۷۹)، (تحفة الأشراف: ۴۲۶۱) (صحيح)

دخوي جنازي ته حاضر شوي وم نودهلك جنازه امام ته نزدې كيخودلې شوه نو ما دا كار بد وگنرلو او په خلقو كښې ابن عباس او ابوسعيد خدری او ابوقتاده رضي الله عنه موجود وو هغوی ووئيل چه دا سنت عمل دې (يعنی هلك مخكښې ايخودل او بيا زنانه دهغه نه شاته). قوله: «حدثني عمار مولى الحارث بن نوفل انه شهد جنازة ام كلثوم وابنها فجعل الغلام مما يلي الامام فانكرت ذلك الخ»

يعنی ام كلثوم بنت علي رضي الله عنه زوجه عمر رضي الله عنه او د هغې خوښي زید بن عمر د دې دواړو جنازه راوړې شوه او د زید جنازه امام ته نزدې كيخودلې شوه، عمار فرمائی چه ما په دې باندې اشكال او کړو، هغه وخت په جماعت كښې ابن عباس، ابوسعيد خدری، ابوقتاده ابوهريرة رضي الله عنه هم موجود وو. «فقالوا هذه السنة» يعنی دې ټولو او فرمايل چه مسنون طريقه هم دا ده: في الاجز: وعلى هذا اكثر العلماء وقول الصحابي: هي السنة له حكم الرفع وقال الحسن وسالم والقاسم النساء مما يلي الامام والرجال مما يلي القبلة قاله الزرقاني، يعنی د دې حضراتو په نزد ترتيب بالعكس دې چه د زنانه جنازه دې امام ته نزدې او د سړي جنازه دې قبلې ته نزدې كيخودلې شي او ابن رشد په دې كښې يو دريم قول هم ليكلي دې هغه دا چه چه د دواړو د جنازي مونځ دې ځانله ځانله او كړې شي، د سړو ځانله او د زنانو ځانله، والحديث اخرجه النسائي، قاله المنذرى

بَابُ أَيُّنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ
يعنی امام لره د جنازي کومې حصې ته مخامخ او دریدل پکار دی
مسئلة الباب كښې مذاهب ائمة:

په دې كښې مذاهب دائمة دا دی چه كه د سړي جنازه ده نو د جمهورو په نزد او د ائمة ثلاثه په نزد د هغه سينې ته، او د امام مالك رضي الله عنه په نزد د هغه وسط ته، او كه جنازه د ښځې وى نو په دې كښې د احنافو مسلك هم هغه دې كوم چه د سړي په حق كښې دې يعنی عند صدرها او د باقى ائمة ثلاث په نزد داسې دې عند الشافعي حيال عجيزتها وعند احمد عند وسطها، وعند مالك حيال منكبها.

[۳۱۹۴] حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ غَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي سَكَّةِ الْيَرِيدِ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ مَعَهَا نَاسٌ كَثِيرٌ، قَالُوا: جَنَازَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَتَبِعْتُهَا، فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَيْهِ كِسَاءٌ رَقِيقٌ عَلَى بَرْدِ يَتْنِهِ، وَعَلَى رَأْسِهِ خِرْقَةٌ تَقْبِيهِ مِنَ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا الَّذِي هَاقَ؟ قَالُوا: هَذَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، قَامَ أَنَسٌ فَصَلَّى عَلَيْهَا، وَأَنَا خَلْفُهُ، لَا يَحْوِلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، لَمْ يُطَلِّ، وَلَمْ يُسَرِّعْ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقْعُدُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ، الْمَرْأَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ، فَقَرَّبُوها وَعَلَيْهَا نَعَشٌ أَخْضَرُ، فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا نَحْوَ صَلَاتِهِ عَلَى الرَّجُلِ، ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، هَكَذَا كَانَ يَفْعَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ: يَكْبُرُ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، وَيَقُومُ عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ، وَعَجِيزَةِ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، غَزَوْتُ مَعَهُ حَتَيْنَا، فَخَرَجَ الْمُشْرِكُونَ، فَحَمَلُوا عَلَيْنَا حَتَّى رَأَيْنَا

۱: سنن الترمذي للجناز ۴۵ (۱۰۳۴)، سنن ابن ماجه للجناز ۲۱ (۱۴۹۴)، (تحفة الأشراف: ۱۶۲۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۱۸۳، ۱۵۱، ۲۰۴) (صحيح)

خَيْلَنَا وَرَاءَ ظُهُورِنَا، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَيْنَا، فَيَدُقُّنَا، وَيَخْطِمُنَا، فَهَرَمَهُمُ اللَّهُ، وَجَعَلَ بَيْنَهُمْ قَبِيلاً يُعَوْنُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عَلَى نَذْرًا، إِنْ جَاءَ اللَّهُ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مِنْذُ الْيَوْمِ يَخْطِمُنَا، لِأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجِيءَ بِالرَّجُلِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثَبْتُ إِلَى اللَّهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأْيَابِعَهُ، لِيَقْبِي الْآخِرَ بِنَذْرِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَتَصَدَّى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَأْمُرَهُ بِقَتْلِهِ، وَجَعَلَ يَهَابُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا، بِأَيِّعَهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَذْرِي، فَقَالَ: "إِنِّي لَمْ أَمْسِكْ عَنْهُ مِنْذُ الْيَوْمِ، إِلَّا لِتُؤْفِي بِنَذْرِكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَوْمَضْتَ إِلَيَّ؟" فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيِّ أَنْ يُؤْمِضَ، قَالَ أَبُو غَالِبٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ صَنِيعِ أَنَسٍ فِي قِيَامِهِ عَلَى الْمَرْأَةِ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا، فَحَدَّثُونِي أَنَّهُ إِذَا كَانَ لَمْ تَكُنِ النُّعُوشُ، فَكَانَ الْإِمَامُ يَقُومُ حِيَالَهَا عَجِيزَتِهَا يَسْتَرْهَا مِنْ الْقَوْمِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، "نَسَخَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ: الْوَفَاءَ بِالنَّذْرِ فِي قَتْلِهِ، يَقُولُهُ: إِنِّي قَدْ ثَبْتُ.

د ابوغالب نه روايت دې فرمائی چه زه په سکه المريد مقام کښې موجود وم چه يوه جنازه راوړل شوه او د پير خلق ورسره وو خلقو او وئيل دا د عبدالله بن عمر عليه السلام جنازه ده ما چه داو او ريډل نوزه هم ور پسې شوم او يو کس مې اوليدو چه نړئ جامې ئې اغوستې دي او په وړو کښې اس باندي سور دې او په خپل سر باندي ئې دنمر نه د بچ کيدو دپاره د يوې کپړې نه سورې کړې وو ماتپوس او کړو چه دازميدار خوک دې خلقو راته او وئيل انس بن مالک نه دې کله چه جنازه کيښودې شوه نو انس نه پاخيډو او د جنازي مونځ ئې ورکړو زه هم ور پسې ولاړ وم زما او دهغه په مينځ کښې څه شي حائل نه وو هغه دمړي دسر سره نژدې او دريدو او څلور تکيرونه ئې او وئيل نه ډير زر زر اونه په ډير تاخير سره او بياروان شو چه کښېني خلقو ورته او وئيل اي ابو حمزه ديوانصاري زنانه جنازه هم ده، بيا هغه جنازه نژدې راوړې شوه او په شين رنگ تابوت کښې وه دهغې دملا په برابر او دريدو او د جنازي مونځ ئې پرې او کړو لکه څرنگه چه په سرو به ئې جنازه کوله، بيا ددې نه پس کيناستو علاء بن زياد او وئيل اي ابو حمزه نبی عليه السلام به هم داسې جنازه کوله څرنگه چه تا او کړه او څلور تکيرونه به ئې وئيل د سړي دسر سره به او دريدو او د بنځي دملا سره انس په او وئيل هو نبی عليه السلام به هم داسې جنازه کوله او په دې ځايونو کښې به او دريدو، علاء بن زياد او وئيل اي ابو حمزه اياته د نبی عليه السلام سره جهاد ته تلې وي؟ هغه او وئيل هو زه د نبی عليه السلام سره په عزوه حنين کښې موجود وم چه مشرکان بهر راووتل او په مونږ ئې حمله او کړه، تردې چه مونږ خپل اسونه دخان نه شاته اوليدل او په کافرانو کښې يوکس وو چا چه به په مونږ حمله کوله او په توره به ئې زخمي کولو او قتل کولو به ئې بيا الله تعالی دوی ته شکست ورکړو ددې نه پس د جنگ قيديان راوستل شروع شول چه کله به راغلل نو په اسلام باندي به ئې د نبی عليه السلام سره بيعت کولو، په صحابه کرامو کښې يوکس ددې خبرې نذر او منلو که چرې دغه کس الله تعالی د قيدي په شکل کښې مونږ ته راوستو چا چه په دغه ورځ مونږ زخمي کړي وو نوزه به ئې قتل کوم دا خبره چه نبی عليه السلام واوريده نو خاموش شو او بيا هغه سړي راوستلي شو کله چه دغه صحابي نبی عليه السلام اوليدو نو عرض ئې او کړو اي د الله رسوله ماتوبه ويستلي ده نبی

ﷺ دهغه سره په بيعت کولو کښې توقف او کړو په دې اراده باندې چه د اصحابي خپل نذر پوره کړي ليکن هغه صحابي ددې خبرې په انتظار کښې وو چه نبی ﷺ ماته ددغه کس د قتل کولو حکم او کړي نوزه به ئې قتل کړم اوزه ددې خبرې نه ويريده هسې نه چه زه دې قتل کړم او نبی ﷺ راته غصه شي کله چه نبی ﷺ اوليدل چه هغه څه نه کوي يعنی په هيڅ طريقه ئې نه وژني خوبيا ئې مجبورا دده سره بيعت او کړو، په دې وخت کښې صحابي عرض . او کړو اي دالله رسوله زماندر به څنگه مکمل شي نبی ﷺ او فرمائيل زه چه ددې وخته پورې اودريدم او انتظار مې او کړو او بيعت مې درسره نه کوو زما دا خيال وو چه ته خپل نذر پوره کړي، ده عرض او کړو چه اي رسول الله ماته دې اشاره ولي نه کوله؟ نبی ﷺ او فرمائيل دپيغمبردشان سره دامناسب نه دی چه په سترگوچاته خفيه اشاره او کړي، ابو غالب او وئيل مادخلقونه تپوس او کړو چه انس ﷺ ددې ښځې دملا په برابر په څه وجه دجنازي دپاره ودريدلې وو؟ خلقو او وئيل په دې وجه چه په تيره شوي زمانه کښې تابوتونه نه وو امام به دجنازي کولو په وخت کښې دښځې دکوناتوسره نژدې اودريدو ددې دپاره چه دمقتديانو دنظرنه پټه شې. ابوداؤد وائی د نبی کریم ﷺ حديث «أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله» نه ددې د قتل نذر پوره کول منسوخ کړې شوی دی ځکه چه هغه راتلو سره دا وئيلي وو چه ما توبه کړې ده او اسلام مې راوړلې دې.

قوله: «عن نافع أبي غالب قال كنت في سكة المربد فمرت جنازة معها ناس كثير، قالوا جنازة عبدالله بن عمر»:

سكة المربد په بصره کښې د يو ځانې نوم دې، هسې خو مريد د گډو بيزو او اوبسانو د ترلو ځانې ته وائی، ابو غالب وائی چه زه په سكة المربد کښې ام نو زما مخې ته يو جنازه تيره شوه چه د هغې سره يو لويه مجمع وه خلقو وئيل چه دا د عبدالله بن عمر جنازه ده نو زه هم د هغې سره روان شوم، ناڅاپه زما نظر په يو داسې سړي باندې پريوتلو چه هغه يو نرې خادر د خان تاؤ کړې وو چه په يو ترکي اس باندې سور وو، چه هغه په خپل سر باندې يو کپړه اچولې وه د گرمي نه د بچ کيدو دپاره، نو ما تپوس او کړو چه دا ملک صاحب څوک دې؟ خلقو او وې دا انس بن مالک ﷺ دې پس جنازه کيخودلې شوه نو انس ﷺ په هغه باندې د جنازه کولو دپاره هغه ته نژدې اودريدو چه په هغې کښې ئې څلور تکبيرونه اولوستل، د مانځه د فراغت نه پس چه کله هغوی کيनाستل نو خلقو عرض او کړو دا د يوې انصاری زنانه جنازه ده په دې هم جنازه او کړئ «وعليها نعل احضر» چه په هغې کښې باندې د شين رنگ خادر وو «فقام عند عجزتها» خلقو ترې نه تپوس او کړو چه ايا رسول الله ﷺ به هم دغه شان مونځ کولو؟ يعنی څلور تکبيرونه او د سړي په جنازه کښې سر ته نژدې او د ښځې په جنازه کښې کوناتو ته نژدې؟ نو هغوی جواب ورکړو او هم دغه شان به ئې کولو، د دې نه پس په روايت کښې بيا انس ﷺ د غزوه حنين يو خاص واقعه واوروله چه په هغې کښې دا دی چه په غزوه حنين کښې په شروع کښې مسلمانان تختيدلې وو او په کفارو کښې يو سړې داسې وو چه هغه په مسلمانانو کښې ډيره خونريزی کړې وه چه د

هغه په باره کښې یو صحابی نذر او منلو چه که ما په دې کافر باندې قابو بیا موندله نو زه به ئې سراووه، بیا چه کله په آخر کښې مسلمانانو ته فتح او شوه او هغه کافران رسول الله ﷺ ته راوستلې کیدل د اسلام د بیعت دپاره نو په دې کښې دا کافر هم هغوی ته راغلو او د رسول الله ﷺ په لاس باندې ئې د بیعت کیدو اراده او کړه خو رسول الله ﷺ قصدا د هغه د بیعت نه ایسار شو چه هغه صحابی خپل نذر پوره کړی، خو هغه صحابی ﷺ په دې انتظار کښې وو چه رسول الله ﷺ د هغه د قتل حکم او فرماني، او بغیر د رسول الله ﷺ د اجازت ئې د هغه د قتل کولو همت پیدا نه شو، په دې کښې څه وقفه هم او شوه چه کله رسول الله ﷺ او کتل چه هغه صحابی هم هغه شان ولاړ دې او خپل نذر نه پوره کوی نو رسول الله ﷺ د هغه بیعت کولو سره هغه په اسلام کښې داخل کړو، په دې باندې هغه صحابی ﷺ عرض او کړو یا رسول الله ﷺ زما د نذر به څه کیږی؟ رسول الله ﷺ او فرمائیل چه ما خپل لاس هم د دې دپاره خو بند کړې وو د بیعت نه چه ته خپل نذر پوره کړې، نو هغه عرض او کړو یا رسول الله ﷺ تاسو ماته په سترگو باندې اشاره ولې اونکړه؟ نو رسول الله ﷺ او فرمائیل چه نبی په خپلو سترگو سره دا قسم اشارې نه کوی چه په هغې کښې د ظاهر او باطن مطابقت نه وی. د دې قسم واقعه په کتاب الجهاد (باب قتل الاسیر ولا یعرض علیه السلام) کښې د عبد الله بن ابی السرح متعلق تیره شوې ده هلته د رسول الله ﷺ دا ارشاد تیر شوې دې (انه لا یبغی ان تكون له خائنة الاعین) او دلته د روایت الفاظ داسې دی (انه لیس لنبی ان یومض)

په دې باندې هلته یو سوال او جواب هم تیر شوې دې، دلته وړاندې په روایت کښې دی، ابو غالب وائی چه ما د خلقو نه تیوس او کړو د انس ﷺ د عمل په باره کښ، یعنی د زنانه په جنازه کښې د هغې کوناتهو ته نژدې اودریدل، نو هغوی دا بیان او کړو چه هغوی داسې ځکه او کړل چه په هغه زمانه کښې به د زنانه په جنازو باندې جنگله نه وه په دې وجه به امام د هغې کوناتهو ته اودریدو د پردې دپاره، په دې باندې حضرت په بذل کښې لیکلې دی چه د دې نه معلومه چه د زنانه په جنازه کښې د امام قیام حیال عجیزتها خلاف اصل او د عارض په وجه دې، او اصل محل د دې سینه دې، خو چونکه صدر او سر دواړه نژدې نژدې دی نو کیدې شی چه د لرې نه کتونکې دا او گنړی چه سر ته نژدې ولاړ وی په دې وجه ئې (عند راسه) اووې، خو د خلقو په دې جواب باندې اشکال دې چه دلته خو په روایت کښې تصریح ده د جنگلې کیدو (وعلیها نعر احضر) نو د هغې توجیه دا کیدې شی چه اصل خبره خو هم هغه ده کومه چه خلقو بیان کړه خو انس ﷺ چونکه مطلقا د قیام حیال عجیزتها قائل وو په دې وجه هغوی سره د جنگلې داسې او کړل

والحدیث اخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذری

.....

[۳۱۹۵] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمَعْلَمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطَهَا.

د سمره بن جندب رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه ماد نبی ﷺ په اقتداء کښې د یوې ښځې جنازه وکړه کومه چه دنفاس په حالت کښې مړه شوي وه نبی ﷺ دهغې د جنازي دپاره د نیمایي حصې په برابر اودریدو.

قوله: «عن سمرة بن جندب رضي الله عنه فقام عليها للصلاة وسطها»

زمونږ استاد مولانا امیر احمد کاندهلوی رحمته الله به فرمائیل چه دا حدیث د احنافو خلاف نه دي ځکه چه سینه هم وسط دي په دي لحاظ سره چه د سيني د لاندې هم دوه اندامونه دي بطن او رکتین (خپي) او پورته هم دوه اندامونه دي سر او ځنگلي، او که څوک د پیمائش په اعتبار سره اشکال او کړی نو مونږ به وایو چه دواړه لاسونه دي سر طرف ته او چتولو سره خواره کړي شی بیا به په پیمائش کښې برابر والې اوشی. دا جواب خوبس یو لطیفه ده.

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

د جنازي د تكبيرو نوبيان

د جنازي په مونځ کښې په عدد د تكبيراتو کښې روايات مختلف دي، قاضي عياض فرمائی، چه د صحابه کرامو رضي الله عنهم آثار په دي کښې د دریو نه واخله تر نهو پورې دي، خوروستو په څلورو باندې د فقهاء او اهل فتوی اجماع منعقد شوه د احادیث صحیحه په بناء، او زما په علم کښې نشته چه د یو فقیه په نزد په دي کښې پنځه تکبیرونه وی سوا د ابن ابی لیلی نه (بذل) په حدیث الباب کښې د صلوٰه علی القبر ذکر دي، په صلوٰه علی القبر باندې وړاندې مستقل باب راروان دي.

[۳۱۹۶] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَرَّ بِقَبْرِ رَظَبٍ، فَصَفَّوْا عَلَيْهِ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا"، فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الثَّقَلَةُ مَنِ شَهِدَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ.

د شعبي رضي الله عنه نه روایت دي فرمائی چه نبی ﷺ په یوتازه قبر باندې تیریدونو نبی ﷺ اودریدو اوصحابه کرامو صفونه جوړ کړل او څلور تکبیرونه ئې وویل. ابواسحاق وئیلی دی چه د شعبي نه مې تپوس وکړو چه دا حدیث درته چابیان کړې دي نووئې وئیل چه یوثقه (معتبر) کس راته بیان کړی دی یعنی ابن عباس که څوک چه دغلته په دغه وخت کښې موجود وو.

۱: صحيح البخاري/الحيفض ۲۹ (۳۳۲)، والجناز ۶۲ (۱۳۳۱)، ۶۳ (۱۳۳۲)، صحيح مسلم/الجناز ۲۷ (۹۶۴)، سنن الترمذي/الجناز ۴۵ (۱۰۳۵)، سنن النسائي/الحيفض والاستحاضة ۲۵ (۳۹۳)، الجناز ۷۳ (۱۹۷۸)، سنن ابن ماجه/الجناز ۲۱ (۱۴۹۳)، (تحفة الأشراف: ۴۶۲۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۹، ۱۴/۵) (صحيح)

۲: صحيح البخاري/الأذان ۱۶۱ (۸۵۷)، والجناز ۵ (۱۲۴۷)، ۵۴ (۱۳۱۹)، ۵۵ (۱۳۲۲)، ۵۹ (۱۳۲۶)، ۶۶ (۱۳۳۶)، ۶۹ (۱۳۴۰)، صحيح مسلم/الجناز ۲۳ (۹۵۴)، سنن الترمذي/الجناز ۴۷ (۱۰۳۷)، سنن النسائي/الجناز ۹۴ (۲۰۲۵)، سنن ابن ماجه/الجناز ۲۲ (۱۵۳۰)، (تحفة الأشراف: ۵۷۶۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۲۴/۱، ۲۸۳، ۳۳۸) (صحيح)

[۳۱۹۷] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلَالِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، م وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ غَمْرُو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: "كَانَ زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَازِنَا أَرْبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ خُمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ الْمُثَنَّى أَتَقَنُّ.

د ابن ابی لیلی نه روایت دې فرمائی چه زید بن ارقمه به زمونږ په جنازو کښې څلور تکبیرونه وئیل او هغه یو ځل په یوه جنازه کښې پنځه تکبیرونه وئیل موږ ترې تپوس وکړو چه تاخوبه مخکښې په جنازه کښې څلور تکبیرونه وئیل نن دي ولي پنځه وکړل؟ نو وئې وئیل چه نبی ﷺ به کله کله پنځه تکبیرونه هم وئیل. ابوداود وائی زما په نزد باندې د ابن مثنی روایت زیات محفوظ دي.

«عن ابن ابی لیلی قان کان زید یعنی ابن ارقم، یکبر علی جنازتنا اربعا وانه کبر علی جنازة خمس الخ» ابن ابی لیلی چه د هغه مسلک پورته د قاضی عیاض په کلام کښې تیر شو د هغې ماخذ به هم دا روایت وی، او پورته دا تیر شوې دی چه په دې کښې اختلاف د شروع نه دې روستو په څلورو تکبیرونو باندې اجماع شوې وه.

والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

بَاب مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ

د جنازې په مونځ کښې څه لوستل پکار دي؟

[۳۱۹۸] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: "صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: إِنَّهَا مِنَ السَّنَةِ".

د طلحه بن عبد الله بن عوف رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه د ابن عباس سره مې د یوې جنازې مونځ کړو نو سورة فاتحه ئې په جنازه کښې اولوستله او وئې ئیل چه دا سنت عمل دي. **قوله:** «صليت مع ابن عباس رضي الله عنهما على جنازة فقرا ب فاتحة الكتاب، فقال انها من السنة»

د جنازې په مونځ کښې د احنافو او مالکیانو په نزد د فاتحې قراءت نشته، د امام شافعی رحمه الله او احمد په نزد شته، زمونږ فقهاء کرام فرمائی «والآثار في عدمها أكثر» یعنی په نفی د قرأت کښې آثار ډیر دی په نسبت د ثبوت، د احنافو په نزد سورة فاتحه د ثناء په نیت لوستلې شی د قرأت په نیت نه.

د صلوۍ جنازه ارکان د اتمه اربعه په نزد څه څه دی د هغې تفصیل په اوجز کښې ذکر شوې دي، د احنافو مذهب په دې کښې دا لیکلې شوې دي چه د هغوی په نزد صرف دوه ارکان دي تکبیرات اربعه او قیام، لهذا په ناسته بغیر د عذر نه جائز نه دي صرف په تکبیر اولی کښې دې رفع یدین او کړې شی او ثناء دې اولوستلې شی، او د دویم تکبیر نه پس دې په

۱: صحيح مسلم/الجناز ۲۳ (۹۶۱)، سنن الترمذي/الجناز ۲۷ (۱۰۲۳)، سنن النسائي/الجناز ۷۶ (۱۹۸۴)، سنن ابن ماجه/الجناز ۲۵ (۱۵۰۵)، (تحفة الأشراف: ۳۷۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲) (صحيح)
 ۲: صحيح البخاري/الجناز ۶۵ (۱۳۳۵)، سنن الترمذي/الجناز ۳۹ (۱۰۲۷)، سنن النسائي/الجناز ۷۷ (۱۹۸۹)، (تحفة الأشراف: ۵۷۶)، وقد أخرجه: سنن ابن ماجه/الجناز ۲۲ (۱۴۹۵) (صحيح)

نبي ﷺ درود او د دريم تکبير نه پس دعا، او د خلور تکبير نه پس سلام کذا في الدر المختار، وقال ابن الهمام اما اركانها فالذى يفهم من كلامهم انها الدعاء والقيام والتكبير، الى آخر ما بسط، او قرأت فاتحه په کتب د شوافعو او حنابله کښې په ارکانو کښې شمير ده. والحديث اخرجه البخارى والترمذى والنسائى، قاله المنذرى

باب الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ

دمري دپاره د دعاء غوښتلو بيان

[۳۱۹۹] (حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَعْقَبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ، فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ".

دابوهريرة رضي الله عنه نه روايت دې فرمائي چې رسول پاک ﷺ فرمايلى دى: كله چه په مري باندې د جنازي مونځ كوي نو دمري دپاره په اخلاص سره دعاء او غواړي. قوله: ﴿اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء﴾

رسول الله ﷺ ارشاد فرمائي چې كله تاسو په يو مري باندې مونځ كوي نو د هغه دپاره په اخلاص دعا كوي، اوس پاتې شوه دا چه څه دعا او كړې شي د هغې ذكر په را روان روايت كښې راځي، والحديث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى

قوله: ﴿شهدت مروان سال اباهريرة كيف سمعت رسول الله ﷺ يصلى على الجنابة؟ قال امع الذى قلت؟ قال نعم قال كلام بينهما قبل ذلك﴾

على بن شماخ وائي چه زه مروان د مدينې طيبي امير سره موجود اوم په داسې حال كښې چه هغه تپوس او كړو د ابوهريرة رضي الله عنه نه چه تا رسول الله ﷺ د جنازي په مانځه كښې په كومه دعا كولو باندې اوريدلې دې؟ د دې سوال جواب وړاندې را روان دې، خو د جواب نه مخكښې ابوهريرة رضي الله عنه هغه ته او فرمايل چه ته سره د دې چه ما نه تپوس كوي كوم چه ما وئيلې وو او كيدې شي دا د خطاب صيغه وي، يعنى سره د هغې چه تا وئيلې وو، د دې تشريح راوي دا كوي چه د دې دواړو تر مينځه د دې نه مخكښې څه خبره پيښه شوې، هغې طرف ته اشاره ده نو د ابوهريرة رضي الله عنه د كلام حاصل دا دې چه كومه خبره زما او ستا تر مينځه پيښه شوې وه دهغې تقاضه خودا وه چه تا زما نه تپوس نه وې كړې، مروان جواب وركړو چه او سره د دې تپوس كوم، چه څه اوشو د حاجت په وخت خورجوع كولې شي.

د جنازي په مانځه كښې چه گومي دعا گانې راغلې دي:

وراندې د دې دعا بيان دې: ﴿اللهم انت ربها وانت خلقتها وانت هديتها للاسلام وانت قبضت روحها وانت اعلم بسرها وعلايتها جنتا شفعا فاغفر له﴾ او د موطاء په روايت كښې دى ابوسعيد مقبري د ابوهريرة رضي الله عنه نه تپوس او كړو چه تاسو د جنازي مونځ څنگه كوي نو

۱: سنن ابن ماجه/الجنائز ۲۳ (۱۴۹۷)، (تحفة الأشراف: ۱۴۹۹۳) (حسن)

هغوی او فرماييل چه زه د جنازې سره د مړي د کور نه څم بيا چه کله هغه مخامخ کيځودلې شي نو د تکبير اولي نه پس د الله پاک حمد او ثناء لولم او د دويم تکبير نه پس د الله پاک په نبي ﷺ باندې درود او سلام او د دريم تکبير نه پس دا لولم ﴿اللهم عبدک وابن عبدک وابن امتک کان يشهد ان لا اله الا انت وان محمدا عبدک ورسولک وانت اعلم به، اللهم ان کان محسنا فردنی فی احسانه وان کان مسينا فتجاوز عن سيئاته، اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده﴾ د دې دعا په باره کښې په اوجز کښې ليکلې دي چه د مالکيانو په نزد دا د ابوهريره رضي الله عنه دعا لوستل مستحب دي لکه چه د هغوی په کتابونو کښې تصريح ده، او د احنافو په کتابونو کښې چه کومه دعا ذکر ده هغه په را روانو روايتونو کښې لږه په تفاوت سره را روانه ده، وفي الاوجز ۲/۲۵۴ وروی هذا الدعاء (يعني کومه چه په کتب حنفیه کښې ده) ﴿عن ابی هريرة رضي الله عنه مرفوعا عند احمد والترمذي وابی داؤد وابن حبان والبيهقي الخ﴾ او په شرح اقناع صفحه ۱۸۹ کښې ليکلې دي چه کامله دعا دا ده او بيا هغوی د دې شروع هم د هغه دعا نه کړې ده کومه چه د احنافو په کتابونو کښې ده. د هغې نه پس څه نورې دعاگانې دي کومې چه د هم هغه دعا سره شاملولو باندې د هغوی په نزد لوستلې شي، او په صحيح مسلم ۱/۳۱۱ کښې عوف بن مالک رضي الله عنه فرمائي چه مارسل الله ﷺ د جنازې په يو مونځ کښې په دې دعا لوستلو باندې واوريدو

﴿اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واکرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس، وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار﴾ وړاندې هغه فرمائي چه په دې دعا اوريدو سره ما دا غوښتنه اوکړه چه ارمان دا جنازه زما وې، او د خنابله په نزد لکه چه د هغوی په کتابونو کښې ليکلې شوې دي دعا دا ده: ﴿اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا انک تعلم منقلبنا ومثوانا وانت علی کل شی قدیر، اللهم من احييته منا فاحييه علی الاسلام والسنة ومن توفيته فتوفه عليهما اللهم اغفرله وارحمه﴾ ۵۰:----- او د دې سره هغه دعا کومه چه د صحيح مسلم په حواله تيره شوه.

[۳۲۰۱] ﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَقَالَ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرْنَا وَأُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ".

د ابوهريره رضي الله عنه نه روايت دې فرمايلي چه نبي ﷺ په يو مړي باندې د جنازي مونځ اوکړو او دادعائي وغوښتل: ﴿اللَّهُمَّ اغفر لحينا وميتنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وأنثانا وشاهدنا وغائبنا اللهم من أحييته منا فأحيه على الإيمان ومن توفيته منا فتوفه على الإسلام اللهم لا تحرمنا أجره ولا

۱: سنن الترمذي/الجنائز ۲۸ (۱۰۲۴)، (تحفة الأشراف: ۱۵۳۸۵)، وقد أخرجه: سنن النسائي/الجنائز ۷۷ (۱۹۸۵)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۲۳ (۱۴۹۹)، مسند احمد (۳۸۷۲) (صحيح)

تضلنا بعده» یعنی ای الله بخښنه او کړي زموږه ژوندو او مړوته زموږ وړو اولویوته زموږه نارینه او زنانه ته زموږه حاضر و او غائبوته، ای الله په موږ کښې چه دي خوک ژوندي پریخودلې دي نو دایمان سره ئې ژوندي اوساتي او په موږ کښې چه چاله وژني نوهغه ته داسلام سره مرگ ورکړی ای الله ته موږ لره ددې داجرته مخروم نه کړی اوددې نه پس خلقو لره په فتنه کښې مبتلا نکړي.

قوله: «عن ابی هريرة رضی الله عنه قال صلی رسول الله ﷺ علی جنازة فقال اللهم اغفر لحينا وميتنا وصغيرنا وكبيرنا الخ وفي اخره اللهم لا تحرما اجره ولا تضلنا بعده» حديث شماخ اخرجہ النسائي فی اليوم والليلة، وحديث ابی سلمة اخرجہ الترمذی والنسائي، قاله المنذرى

[۳۲۰۲] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَثَمٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جُنَّاهٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبِي، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلُ جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جُنَّاهٍ.

واثلة بن اسقع نه روایت دي چه رسول الله قا موږ ته دیو جنازي موږ را کړو دیو مسلمان دپاره نوما ترې واوریدل چه فرمائیل هی: «اللهم إن فلان بن فلان في ذمتك فقه فتنه القبر» یعنی ای الله یقینا دفلاني بچې ستا په پناه کښې دي ته ورته دقبر د عذاب نه نجات ورکړی اوددو زخ د عذاب نه ورته نجات ورکړی باني داسې اوفرمائیل ستا په ذمه اوستا په پناه کښې دي یعنی په دي وجه چه هغه بنده په تا ایمان لرلو اوته دغه بنده لره دقبر دفتني یعنی د عذاب نه نجات ورکړي، د عبدالرحمن په روایت کښې داسې دي: چه دابنده ستا په پناه کښې درکړې شوې دي ته ده لره دقبر دفتني او عذاب ددو زخ نه بچ کړي اوته وفاء کونکې ئې یعنی دبندگانو سره چه کومه وعده کوي هغه پوره کوي اوته دحق مالک ئې ای الله دي بنده ته مغفرت اوکړي او په ده باندې رحم اوکړي یقیناته بخشش کونکی او مهربان ئې عبدالرحمن دمروان نه دا روایت په صیغه دعن سره نقل کړې دي.

(۲) عن وائلة بن الاسقع رضی الله عنه قال صلی بنا رسول الله ﷺ علی رجل من المسلمين فسمعتة يقول: اللهم ان فلان ابن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقه من فتنه القبر وعذاب النار وانت اهل الوفاء والحق اللهم فاغفر له وارحمه انک انت الغفور الرحیم» اخرجہ ابن ماجه، قاله المنذرى

باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

په قبر باندې د جنازې کولو بیان

په دي مسئله کښې مذاهب ائمه:

د صلوة علی القبر مسئله مختلف فيه ده، د شوافعو او حنابله په نزد مطلقا جائز ده، د مالکیانو په نزد علی المشهور ناجائز ده، او هم دا د احنافو مذهب دي لکه چه په شروحو

(۱) سنن ابن ماجه/الجنائز ۲۳ (۱۴۹۹)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۵۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴/۴۹۱) (صحيح)

کښې دې، ففى الاوجز عن الزرقانى : واما الصلوة على القبر فقال بمشروعته الجمهور منهم الشافعى واحمد وابن وهب ومالك فى رواية شاذة، والمشهور عنه منعه، وبه قال ابوحنيفة والنخعي وجماعة، وعندهم ان دفن قبل الصلوة شرع والا فلا آه وقال الابى فى الاكمال : مشهور قول مالك المنع، والشاذ جوازها فيمن دفن بغير صلوة آه د امام مالک رحمہ اللہ چه کوم قول شاذ دې هم هغه د احنافو مذهب دې ففى الهداية ان دفن الميت ولم يصل عليه صلى على قبره لان النبى صلی اللہ علیہ وسلم صلى على قبر امرأة من الانصار، ويصلى عليه قبل ان يتفسخ، والمعتبر فى معرفة ذلك اكبر الراى هو الصحيح، لاختلاف الحال والزمان والمكان، وفى هامشه احتراز عما روى فى الامالى عن ابى يوسف رحمہ اللہ انه يصلى على الميت فى القبر الى ثلاثة ايام آه

گويا د مالکيانو مشهور قول دا شو چه مطلقا ناجائز دې او د احنافو په نزد صلوة على القبر په دې صورت کښې جائز دې چه مړې بغير د صلوة نه دفن کړې شوې وي، او دا چه تر کومې پورې پرې د جنازې مونځ کولې شى؟ په دې کښې يو روايت دا دې چه تر درې ورځو پورې، او دويم قول کوم چه صاحب الهداية غوره کړې دې مالم يتفسخ ولم يتفسخ، يعنى چه ترڅو پورې غالب گمان دا وي چه د مړې بدن چاودلې نه وي او بدبويه شوې نه وي، تر هغه وخته پورې پرې کولې شى.

کوم خلق چه مطلقا د جواز قائل دى د هغوى په نزد په دې کښې هم اختلاف دې چه تر کومې پرې کولې شى، د امام اسحاق او احمد په نزد تر يومياشتې پورې، اود شوافعو په دې کښې مختلف روايتونه دى منها کقول احمد، ومنها الى ثلاثة ايام، ومنها ما لم يبل جسده (اوجز ۲/)

[۳۲۰۳] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: "أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ، أَوْ رَجُلًا، كَانَ يَقُمُ الْمَسْجِدَ، فَقَفَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيلَ: مَاتَ، فَقَالَ: "أَلَا أَذْنُومُنِي بِهِ؟" قَالَ: دَلُونِي عَلَى قَبْرِهِ، فَدَلُّوه، فَصَلَّى عَلَيْهِ."

د ابوهريره رضي الله عنه نه روايت دې فرماني چه يوه تورنسل والا ښځه او که سړې چه په جومات کښې به ئې جارو وهله نويوه ورځ نبي صلی اللہ علیہ وسلم اونه ليدو نود خلقونه ئې تپوس اوکړو چه ايا هغه مړ شوې خونه دې خلقو ورته او ونييل چه مردې نبي صلی اللہ علیہ وسلم اوفرمايل ماته موخبر ولې نه وو راکړې؟ ماته دهغه قبر وښائي خلقو ورته دقبرپه باره کښې معلومات ورکړو نبي صلی اللہ علیہ وسلم دهغه قبرته لاړو او جنازه ئې ورباندې اوکړه.

په حديث الباب کښې د رواياتو اختلاف :

قوله: «عن ابى هريرة رضي الله عنه ان امرأة سوداء او رجلا كان يقم المسجد فقده النبي صلی اللہ علیہ وسلم فسأل عنه فقيل مات، فقالوا الا اذنموني به، قال دلوني على قبره فدلوه فصلى عليه»

په حاشيه د بذل کښې حضرت شيخ ليکلي دى قال الحافظ فى الفتح ۳۷۱/۱ ان الشك من ثابت والصواب امرأة اسمها خرقاء وكنيتها ام محجن الخ، وقال ايضا ۷۵/۳ المذكور فى حديث ابن

(۱) صحيح البخاري/الصلوة ۷۴ (۴۵۸)، صحيح مسلم/الجناز ۲۳ (۹۵۶)، سنن ابن ماجه/الجناز ۳۲ (۱۵۲۷)، تحفة الاشراف: (۱۴۶۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲/۳۵۲، ۳۸۸، ۴۰۶) (صحيح)

عباس رضي الله عنه بلفظ مات انسان کان ﷺ يعوده وهو طلحة بن البراء رضي الله عنه ووهم من قال بالاول لتفاير القصتين وكذا قال العيني آه...

او د موطاء په روايت كښې دې. (من حديث ابى امامة سهل بن حنيف ان مسكينة مرضت فاخبر رسول الله ﷺ بمرضها فقال رسول الله ﷺ اذا ماتت فاذنوني بها فخرج بجنازتها ليلا فكروها ان يوقظوا رسول الله ﷺ، فلما اصبح رسول الله ﷺ اخبر بالذي كان من شأنها (بعد سؤاله عنها كما فى رواية ابن ابي شيبه) فقال الم آمركم ان تؤذنوني بها فقالوا يا رسول الله ﷺ كرهنا ان نخرجك ليلا ونوقظك الحديث، قال ابن عبد البر هذا الحديث روى من وجوه كثيرة عن النبى ﷺ كلها ثابتة من حديث ابى هريرة وعامر بن ربيعة وابن عباس والنسائي آه

وكتب الشيخ فى (الأوجز) قوله ان مسكينة وفى حديث ابى هريرة فى الصحيحين وغيرهما ان رجلا اسود او امرأة سوداء كان يقم المسجد الى آخر ما بسط.

د حديث مضمون دا دې ابوهريرة رضي الله عنه فرمائى چه يوه توره زنانه، يا سړې (د راوى شك دې) چه په مسجد كښې به ئې جارو وهله، قم يقم مرادف دې د كنس يكنس، قمامة وائى كناسه ته يعنى خزلې لره جارو باندې يو ځانې ته جمع كړې شوه، يو ورځ چه رسول الله ﷺ هغه اونه ليده نو د هغې په باره كښې ئې سوال او فرمائيلو نو خلقو عرض او كړو چه هغه خود شپې وفات شوې دې، يعنى دفن كړې شوې دې، رسول الله ﷺ او فرمائيل تاسو زه د هغه نه خبر ولې نه كړم؟ او بيا ئې او فرمائيل چه ما ته د هغه قبر اوښايي چه كوم ځانې دې؟ صحابه كرام رضي الله عنهم رسول الله ﷺ ته د هغه قبر اوښودلو، رسول الله ﷺ پرې او دريدو او مونځ ئې پرې او كړو.

پورته دا د موطاء روايت كښې تير شو چه رسول الله ﷺ صحابه كرام رضي الله عنهم ته داسې فرمائيلې وو چه د هغه د مرگ خبر ماته او كړئ، خو صحابه كرام رضي الله عنهم هم په دې خيال رسول الله ﷺ ته خبر ورنكړو چه په شپه كښې هغوى ته تكليف او نه رسى،

بهر حال دا حديث د احنافو او مالكيانو خلاف دې، په دې حديث باندې پوره كلام زما په يو تقرير كښې داسې لكيلې شوې دې، د مفيد كيدو د وجې نه نقل كولې شى، په هغې كښې ليكلې شوې دى: د شوافعو او حنابلو په نزد قبر باندې مونځ مطلقا كولې شى، اوس دا چه د كله پورې؟ په دې كښې روايات مختلف دى، د امام احمد رضي الله عنه په نزد زيات نه زيات — تريومياشتې پورې، او د شوافعو په دې كښې متعدد اقوال دى، د هغې نو يو خو هم دا دې، او يو قول دې الى ثلاثة ايام، وقيل ما لم تهل الجنة، ابن عبد البر وائى چه په دې باندې اجماع ده چه د پيرې مودې د تيريده نه پس به نه كولې كولې خو يو قول دا هم دې يجوز الى الابد.

د احنافو د طرف نه د حديث الباب توجيه:

د احنافو او مالكيانو د طرف نه د دې روايت جواب د دې چه دا د رسول الله ﷺ خصوصيت دې كوو صحابه كرام رضي الله عنهم چه د رسول الله ﷺ سره مونځ او كړو هغوى تبعا او كړلو، او دليل د خصوصيت دا دې چه د صحيح مسلم په روايت كښې يو زيات دې هغه دا چه رسول

الله ﷺ او فرمائیل: «ان هذه القبور مملوءة ظلمة وان الله ينورها بصلاتي عليها» یعنی دا قبرونه بالکل تیاره وی او بیشکه زما په هغوی باندې زما د جنازې د مانځه د وجې نه هغه روښانه کوی، صحیح جواب هم دا دی، هسی یو جواب دا هم ورکړې شوې دې چه چونکه رسول الله ﷺ صحابه کرامو ﷺ ته د اطلاع کولو حکم فرمائیلې وو او هغوی اطلاع نه وه کړې نو گویا هغه رومبې مونځ صحیح شو، او یو جواب دا هم ورکړې شوې دې چه رسول الله ﷺ هغه وسره وعده کړې وه پس دا په منزله د نذر شو، دا جواب ابی په شرح د مسلم کښې ورکړې دې؛ اول ئې صحیح گرزولی دې، او یو جواب د احنافو د طرف نه بعضو دا هم کړې دې چه په عموم بلوی کښې اخبار احاد معتبر نه دی، او امام مالک ﷺ دا جواب هم ورکړې دې چه په دې باندې عمل د اهل مدینه نشته، ابن الهمام وئیلې دی چه دا حدیث زمونږ خلاف دې مگر دا چه اوئیلې شی چه هغه به بغیر د مانځه نه دفن کړې شوې وی، خو دا خبره د صحابه کرامو ﷺ نه مستبعد ده. آه من الوجلز

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم وابن ماجه. قاله المنذری

بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ مَمُوتٍ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ

کوم مسلمانان چه د مشرکانو په ملک کښې مړه شی په هغوی د جنازې کولو بیان

او امام ترمذی باب قائم کړې دې باب صلوة النبی ﷺ علی النجاشی، د مصنف ﷺ اشاره هم اگر چه هم دې طرف ته ده خو په وصف عام سره چه د نجاشی خصوصیت اونگنرلې شی، گویا په دې باب کښې مصنف د صلوة علی الغائب حکم بیانوی، په دې کښې هم دغه اختلاف دې کوم چه په رومبې باب کښې وو، د شوافعو او حنبله په نزد دا جائز دې، د احنافو او مالکیانو په نزد ناجائز، د ابن تیمیه مسلک په دې کښې دا دې چه د کوم مسلمان وفات په دار الحرب کښې اوشی د هغه غائبانه د جنازې مونځ په دار السلام کښې کیدې شی، او هم دا هغه قید دې کوم چه مصنف ﷺ په ترجمه الباب کښې ذکر کړې دې، او د بعض علماء کرامو (ابن حبان) په نزد دا په هغه صورت کښې ده چه کله مړې د قبلې په جهت کښې وی او که د مړی علاقه قبلې طرف ته نه وی نو جائز نه دې.

[۴۲۰] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَحَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ أَرْبَعَةً تَكْبِيرَاتٍ".

د ابوهریره نه روایت دې فرمائی چه په کومه ورځ د نجاشی (حبشي بادشاه) مړشو نو صحابه کرامو نبی ﷺ ته دهغه دمرگ خبر ورکړو نبی ﷺ د صحابه کرامو سره عیدگاه ته لاړو نبی ﷺ دخلقو سره صفونه جوړ کړل او خلور تکبیرونه ئې اوونیل.

۱: صحیح البخاری/الجناز ۶۰ (۱۳۳۴)، مناقب الأنصار ۲۸ (۳۸۸۰)، صحیح مسلم/الجناز ۲۲ (۹۵۱)، سنن النسائي/الجناز ۷۲ (۱۹۷۳)، تحفة الأشراف: ۱۳۳۲، وقد أخرجه: موطا امام مالك/الجناز ۵ (۱۴)، مسند احمد (۴۳۹، ۴۳۸/۲) (صحیح)

قوله: «عن ابی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ نعى للناس النجاشي في اليوم الذي مات فيه وخرج بهم الى المصلى فصف بهم وكبر اربعا تكبيرات»

د نجاشي رضي الله عنه نوم اصحمه وو، خو نجاشي لقب دې د حبشه د هر يو بادشاه د هغوی وفات په ۹ هجري کښې اوشو کما في الخميس والتلقيح، وقال ابن الاثير: اسلم في عهد رسول الله ﷺ وتوفي ببلاده قبل فتح مكة آه مختصرا (عون)، د هغوی ذکر په کتاب الطهارت باب المسح على الخفين کښې تیر شوې دې.

په حديث الباب کښې دا دی چه په کومه ورځ نجاشي شاه حبشه رضي الله عنه وفات شو هم په هغه ورځ رسول الله ﷺ صحابه کرامو رضي الله عنهم ته د هغوی د وفات خبر ورکړو، او رسول الله ﷺ صحابه کرامو رضي الله عنهم سره مصلى ته تشریف یووړو او په صحابه کرامو رضي الله عنهم باندې ئې باقاعده صفونه جوړ کړل او د جنازې مونځ ئې ادا کړو د څلورو تکبیرونو سره.

د مصلى نه مراد په حديث کښې مصلى عیدین نه دی بلکه هغه ځانې مراد دې کوم چه د جنازې د مانځه د کولو دپاره معین وو، یعنی په بقیع الغرقه کښ، دا حديث د احنافو او مالکیانو خلاف دې کوم چه د «صلوة على الغائب» قائل نه دی، مختصرا د دې دوه جوابونه دی: ۱: د رسول الله ﷺ خصوصیت دې، پس د بعض روایتونو نه معلومیږي چه ټول حجابات د هغوی د مخې نه لرې کړې شوې وو او گویا جنازه بالکل د هغوی مخې ته وه، او ښکاره خبره ده چه د رسول الله ﷺ نه علاوه دا څیز چاته هم نشی حاصلیدي. ۲: یا دې داسې اوښلې شی چه دا د نجاشي رضي الله عنه خصوصیت وو ځکه چه د رسول الله ﷺ نه د نجاشي نه علاوه په بل غائب مړي باندې د جنازې مونځ کول ثابت نه دی (۱)، والحديث اخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي، وابن ماجة، قاله المنذرى.

[۳۲۰۵] (۱) حَدَّثَنَا عَيَّادُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَنْطَلِقَ إِلَى أَرْضِ النَّجَاشِيِّ، فَذَكَرَ حَدِيثَهُ، قَالَ النَّجَاشِيُّ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمَلِكِ، لَأَتَيْتُهُ حَتَّى أَخْمِلَ نَعْلَيْهِ."

ابوبرده دخپل پلار نه روایت کوی چه نبی ﷺ مونږ ته حکم کړې وو چه مونږه دي د نجاشي ملک ته لاړ شو اوبیا ئې دنجاشي واقعه بیان کړه نجاشي اووئیل زه گواهي ورکوم ددې خبرې چه محمد دالله رسول دې او محمد هغه کس دې دچاپه باره کښې چه عیسی ﷺ زیرې ورکړې وو، اوکه چرې زه د بادشاهي په کارونو کښې مشغول نوې نو همدا اوس به زه هغه ته تلې وم اودهغه پيزار به مې گرځول.

(۱) کذا اذكر من بعض الاساندة لكن ذكر صاحب عون المعبود: روي انه ﷺ صلى علي اربعة من الصحابة الاول النجاشي، وقصته في الكتب الستة وغيرها، والثاني معاوية بن معاوية المزني والثالث والرابع زيد بن حارثة وجعفر بن ابی طالب، ثم بسط الروايات في ذلك، وفيه بعد ذكر الروايات والكلام عليها: والحاصل ان الامر كما قال الحافظ ابن عبد البر والبيهقي والذهبي ان اسانيد هذه الاحاديث ليست بالقوية ولكن فيه تفصيل وهو في آخر ما ذكر.

(۲) تقرده أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۱۱۷) (صحيح الإسناد)

قوله: «عن ابی بردة عن ابيه قال امرنا رسول الله ﷺ ان نطلق الى ارض النجاشي، فذكر حديثه»
 ابو برده د خپل پلار ابو موسی اشعري رضی الله عنه نه نقل کوی چه رسول الله ﷺ مونږ ته حکم فرمائیلې وو د هجرت الی الحبشه یعنی د مکې مکرمې نه، د هغې نه پس به د هغوی پلار هغوی ته د هجرت تفصیلات بیان کړي وی کوم چه د مصنف رحمه الله د غرض نه بیل څیز دې هم په دې وجه مصنف رحمه الله حدیث لره مختصر کولو سره او فرمائیل، فذكر حديثه د دې نجاشي رضی الله عنه واقعات د مسلمانانو سره دا حسن سلوک د تاریخ په کتابونو کښې مشهور دی.
 په حدیث الباب کښې د هغوی د اسلام راوړلو ذکر دې هغه دا چه هغوی اووې زه گواهی ورکوم د دې خبرې چه محمد ﷺ د الله پاک رسول دې او دا هم چه هغه نبی آخر الزمان دې د کوم بشارت چه عیسی بن مریم علیه السلام ورکړې وو، او د اسلام راوړلو په وخت کې دا هم اووې «ولولا انا فيه من الملك لانيته حتى احمل نعليه» په دې کښې هغوی د خپل ترک هجرت الی المدینه عذر بیان کړې دې چه که په دې بادشاهت او حکومت کښې چه زه پکښې دې وخت یم که د دې په عوارضو او لوازمو کښې نه وې اخته نو ما به مدینې طیبې ته هجرت کړې وې او د هغوی په خدمت کښې به حاضر شوي وې تر دې چه د رسول الله ﷺ د نعلین شریفین د اوچتولو (او په خپل سر باندې د کیخودلو) سعادت به مې حاصل کړې وې، رضی الله تعالی عنه وارضاه وجعل الجنة مثواه

کوم بادشاه چه زمونږ د نبی ﷺ داسې تعریف کوی او په هغوی باندې خپل خان قربانوی مونږ لره هم د هغوی سره محبت کول پکار دی، اگر چه رسول الله ﷺ ته د یو بادشاه یا د مخلوق د تعریف کولو او منقبت بیانولو حاجت نشته. که چه د رسول الله ﷺ تعریف کونکي خو خپله رب العلمین دې، صلی الله علیه وسلم و شرف و کرم و قر و عظم

باب فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرِ الْقَبْرِ يُعْلَمُ

ډیر مری په یو قبر کښې ښخول او په قبر باندې د نشان لیکولو بیان

[۳۲۰۶] حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ تَجْدَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ، وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ إِسْمَاعِيلَ، بِمَعْنَاهُ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ، أَخْرَجَ بِجَنَازَتِهِ قَدْ فُتِنَ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، قَالَ كَثِيرٌ: قَالَ الْمُطَّلِبُ: قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ثَانِي أَنْظُرْ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا، لَمْ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ، وَقَالَ: أَعْلَمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي، وَأَذِنَ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي.

د مطلب نه روایت دې فرمانی هرکله چه عثمان بن مظعون وفات شو او دهغه جنازه پورته کړې شوه او دفن کړې شونې ﷺ یو کس ته حکم او کړو چه یوه گټه راوړه نو هغه کس هغه گټه نشوه اوچتولې نبی ﷺ ورپاڅیدو ددواړه لاسونو لوستونږي کې ونښتل، مطلب وائی چاچه د نبی ﷺ دا واقعه بیان کړي ده هغه ونیلي دی چه گویا کښې زه اوس هم د نبی

۱: تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۵۶۷۲) (حسن)

عليه السلام ددواړو لاسونو سپين والي وينم چه دواړه متي ئې نغښتلي وي او کانړې يې اوچت کړې وو او د عثمان په قبر کښې ئې دهغه دسر طرف ته ئې کيخودلې وو او فرمائيلې ئې وو: اي قبره تاته خبرشته چه دا کس زما ورور ئې اوزما په خاندان کښې چه څوک هم وفات گيږي نودلته به ئې دده په خوا او شاه کښې دفن کوم.

په دې باب کښې مصنف عليه السلام چه کوم حديث ذکر کړې دې د هغې مضمون دا دې چه کله د عثمان بن مظعون رضي الله عنه وفات او شو کوم چه د رسول الله صلى الله عليه وسلم رضاعي ورور وو، نو چه کله هغه دفن کړې شو نو رسول الله صلى الله عليه وسلم يو صحابي ته حکم او فرمائيلو چه يو لونې کانړې راوړئ هغه لارو خو هغوی اوچت نه کړې شو، په دې باندې رسول الله صلى الله عليه وسلم پخپله تشریف يوړو او رسول الله صلى الله عليه وسلم خپل لستونړی مبارک اوچت کړل او هغه کانړې ئې اوچت کړو او د عثمان بن مظعون رضي الله عنه سر ته ئې هغه کيخودلو او وې فرمائيل چه دا زه د علامت په طور ږدم، او دا ئې هم او فرمائيل او هم ده ته نزدې به نور خپلوان دفن کوم د دې نه معلومه شوه چه د قبر سر ته د نخښې په طور يو کانړې وغيره کيخودل مناسب دی، او دا هم معلومه شوه چه که د يو خاندان او کورنئ خلق په يو ځائې کښې دفن کړې شی نو غوره ده. په ترجمه الباب کښې دوه اجزاء وو، اعلام قبر يعنی په قبر باندې يو نخښه لگول، او دويم جزء جمع الموتى فی قبر دې، د حديث الباب نه جزء ثاني خو ثابتيږي، د جزء اول په ثبوت کښې اشکال دې، خو دا چه اوئيلى شی چه په ترجمه کښې د قبر نه مراد قبرستان او مقبره ده، ځکه چه په بعض نسخو کښې هم دغه شان دی، فلا اشکال حينئذ

باب فِي الْحَقَّارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذَلِكَ الْمَكَانَ

قبر کنستونکی چه کله د بل مړي هډوکي بيا مومي نو ماتوی دې نه بلکه بل چرته دې قبر جوړ

کړی دفن دې کړی

يعنی که قبر کنستو والا يو قبر کنی او بيا په هغه ځائې کښې د يو مړي هډوکي راوخی نو آیا هغه ځائې پريخودلو سره دې بل ځائې قبر او کنی؟

[۳۲۰۷] حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُسِرَ عَظْمُ الْمَيِّتِ، كَكْسِرِهِ حَيًّا".

دام المومنين عائشة رضي الله عنها نه روايت دې فرمائی چه نبی صلى الله عليه وسلم فرمائيلی دی: دمړي هډوکي ماتول داسې دي لکه د ژوندی انسان هډوکي ماتول.

(كسر عظم الميت ككسره حيا)

عائشه رضي الله عنها فرمائی چه رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرمائيل چه د مړي هډوکي ماتول داسې بده گناه ده لکه د ژوندی هډوکي ماتول.

د دې حديث نه دومره خو معلوميږي چه قبر کنستلو والا ته پکار دی چه دا هډوکي دې مات نه کړي خو پوره ترجمه الباب د دې نه نه ثابتيږي، خو د دې حديث چه کوم سبب

۱: سنن ابن ماجه/الجنائز ۶۳ (۱۶۱۶)، (تحفة الأشراف: ۱۷۸۹۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۵۸/۶، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۶۸، ۲۰۰) (صحيح)

دې په کومه موقع باندې چه رسول الله ﷺ دا حدیث بیان فرمائیلي وو د هغې نه د ترجمه الباب حکم معلومېږي، او هغه روایت دا دې کوم حضرت په بذل کښې د درجات مرقة الصعود نه نقل کړې دې هغه دا چه جابر رضی الله عنه فرمائی چه یو ځل مونږ د رسول الله ﷺ سره د یوې جنازې سره قبرستان ته لاړو، چه مونږ هلته اورسیدو نو قبر کنستلې کیدو رسول الله ﷺ د قبر په غاړه باندې کیناستلو، قبر کنستلو والا یو هډوکي راویستلو او رسول الله ﷺ ته ئې اوښودلو چه ماتولو ئې نو رسول الله ﷺ د هغې د ماتولو نه منع او فرمائيله و ذکر ما فی حدیث الباب، او دا ئې هم او فرمائیل چه دا هډوکي هم په دې قبر کښې یو طرف ته ښخ کړه، د دې نه د ترجمه الباب حکم معلوم شو چه بل ځاني کښې د قبر کنستلو ضرورت نشته، بلکه هم هلته دې دا هډوکي پټ کړې شی، خو په احترام سره مات دې نه کړې شی، والحدیث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذري

باب فی الدحد

د لحد (بغلي) قبر جوړولو بیان

[۳۲۰۸] (۱) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلَمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لَغَيْرِنَا".

د عبد الله بن عباس رضی الله عنه نه روایت دی - فرمائی چه نبی ﷺ فرمائیلي دي: لحد زمونږ دپاره دي اوشق دنورو خلقو دپاره وي.

قوله: (الدحد لنا والشق لغيرنا) د قبر دوه قسمونه دي لحد اوشق، شق خو هغه دي کوم چه زمونږ په علاقه کښې رواج دي يعنی نيغ قبر، او لحد د ترخ والا قبر د شق کولو نه پس د قبلي طرف ته يو غار شان کنستلې شی، او بيا مړې په هغې کښې ږدلې شی، د شاد طرف نه هغه بندولې شی، د کوم ځاني زمکه چه سخته وي هلته دا قبر جوړېدې شی، جائز دواړه قسمه دي، په صحابه کرامو رضی الله عنهم کښې يو صحابي لحد وو يعنی لحد به ئې جوړولو — ابو طلحه انصاري رضی الله عنه، او يو صحابي شقاق وو هغه به شق جوړولو يعنی ابو عبیده بن الجراح رضی الله عنه.

(د لنا او غيرنا نه مراد)

(لنا) نه مراد مومنان د امت محمدية ﷺ او د (غيرنا) نه مراد مومنانو د امم سابقه، او مطلب دا دي چه مونږ لحد اختياروو هغه زمونږ دپاره اولی دي د شق په مقابله کښ، په دې صورت کښې د دې نه مقصود د لحد فضيلت بيانول دي، د شق نه منع مقصود نه ده ځکه چه ابو عبیده رضی الله عنه به سره د خپل جلالت شان نه په دين او امانت کښ، دا کار کولو، بله دا چه که شق ممنوع وي نو صحابه کرامو رضی الله عنهم به د رسول الله ﷺ د قبر په باره کښې دا فيصله نه فرمائيله چه په لحد او شقاق دواړو کښې چه کوم وړاندې راشي هم هغه به اختيارولې شی، او د مسند احمد په يو روایت کښې دي (الدحد لنا والشق لغيرنا من اهل الكتاب) شيخ

(۱) سنن الترمذي/الجنائز ۵۳ (۱۰۴۵)، سنن النسائي/الجنائز ۸۵ (۲۰۱۱)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۳۹ (۱۵۵۴)، (تحفة الأشراف: ۵۵۴۲) (صحيح)

عبدالحق محدث دهلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمائی چه که مراد د لانا نه مسلمانان او د لغیرنا نه یهود او نصاری وی نو بیا خو په دې صورت کښې د لحد فضیلت بلکه د شق په کراهت باندې د دې حدیث دلالت ښکاره دې او که مراد د لغیرنا نه امم سابقه دی نو په دې کښې صرف اشاره ده د لحد افضلیت طرف ته (عون المعبود) او ونیلي شوې دی چه په لانا کښې د ضمیر د جمع نه خپله د متکلم ذات دې یعنی لی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د خپل خان په باره کښې فرمائی چه زه د خپل خان دپاره لحد غوره کوم، او د لغیرنا نه مراد نور خلق، فقی الاوجز ۲: قال الطیسی یمكن ان يكون عليه الصلاة والسلام عنی بضمیر الجمع نفسه ای اوثر لی اللحد وهو اخبار عن الکائن فيكون معجزة، قال السيد هذا التوجيه بعيد جدا لقوله عليه الصلوة والسلام الشق لغیرنا، او دې نه پس ئې یو احتمال دا لیکلې دې چه د لانا نه مراد معاشر الانبیاء یعنی اللحد لانا معاشر الانبیاء والشق جائز لغیرنا آه والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجة، قاله المنذری

باب گمړیدځل القبر

څو کسان به مړې قبر ته کوزوی؟

یعنی مړی ته په قبر کښې د کیخودلو دپاره څومره سړی کوز شی.

[۳۲۰۹] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: "غَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ، وَالْفَضْلَ، وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُمْ أَدْخَلُوهُ قَبْرَهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُرْحَبٌ، وَأَبْنُ أَبِي مُرْحَبٍ، أَنَّهُمْ أَدْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا فَرَّغَ عَلِيٌّ، قَالَ: إِنَّمَا يَلِي الرَّجُلَ أَهْلُهُ."

د عامر شعبي نه روایت دې فرمائی چه علي کرم الله وجهه او فضل بن عباس او اسامه بن زيد رسول پاک صلي الله عليه وسلم ته غسل ورکړل او هم دوی قبر ته کوز کړو، مرحب یا ابن ابی مرحب ونیلي دی چه دوی دخان سره عبد الرحمن بن عوف هم ملگري کړي وو، کله چه دوی د نبی صلی اللہ علیہ وسلم د تدفین نه فارغ شول نو علي هار فرمائیل: دهر سړی خدمت دهغه د کور خلق کوي.

﴿ عن عامر قال غسل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم على والفضل واسامة بن زيد وهم ادخلوه قبره ﴾

یعنی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته غسل ورکونکی دا درې حضرات وو، علی، فضل بن عباس او اسامة بن زيد رضی اللہ عنہم او هم دې کسانو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قبر ته کوز کړې وو، او وړاندې په یو روایت کښې دی چه دې درې وارو خپل خان سره عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ هم شامل کړې وو، یعنی اصل خو دا درې کسان وو چه د کور وو او دوی ضرورة عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ هم شامل کړې وو، ﴿ قال علی انما یلی الرجل اهله ﴾ یعنی کله چه د رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم د تدفین نه دا حضرات فارغ شو نو چونکه نور لوڼې لوڼې حضرات صحابه کرام رضی اللہ عنہم خان قربانونکی موجود وو کوم چه په دې عمل کښې شریک شوې نه وو یعنی په غسل او قبر ته کوزولو کښې نو په دې وجه علی رضی اللہ عنہ د معذرت په طور دا جمله او فرمائیله چه مړی لره دهغه د کور خلق دفن کوی، مطلب خو ښکاره دې چه دا فرمائیل غواړی چه د دې کار کونکی مونږ په دې وجه نه یو چه مونږ د نورو نه افضل نه یو، بلکه وجه دا ده کومه چه هغوی بیان

اوفرماييله، اصل کښي دا مقام مقام د تنافس وو، او د ډير شرف خيز وو کوم چه الله پاک هغوی ته نصيب اوفرماييلو اهل بیت کښي د کيدو د وجي نه.

[۳۲۱۰] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي مُرَحَّبٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً.

د ابو مرحب نه روايت دې فرمائي چه عبد الرحمن بن عوف د نبی ﷺ قبر ته کوز شوې وو او ونييل ئې چه گویا کښي هغه څلور کسان زه اوس هم وينم (علي کرم الله وجهه او فضل بن عباس او اسامه بن زيد او عبد الرحمن بن عوف).

د څلورو سړو قبر ته کوزيدل کوم چه زمونږ رواج دې يعنی شق په دې کښي خو گران دې خو په لحد کښي گنجائش وی.

بَابُ فِي الْمَيِّتِ يُدْخَلُ مِنْ قَبْلِ رَجُلَيْهِ

مړې به قبر ته د خپو د اړخه داخلولې شی

يعنی د مړي په قبر کښي د کوزولو کيفيت څه کيدل پکار دی؟ په دې کښي دوه مذاهب دی يو هغه کوم چه احنافو اختيار کړې دي چه مړې دې قبر ته د قبلي د طرف نه کوز کړې شی يعنی د مړي کټ دې د قبر بنی طرف ته په دې عرض کيخودلې شی او بيا دې د هغه پوره بدن يو شان په دې کښي داخل کړې شی، دويمه طريقه دا ده کومه چه شوافعو او حنابله اختيار کړې ده کومه چه حديث الباب کښي ده چه مړې لره قبر ته د خپو د طرف نه داخلول اولی دی په دې صورت کښي دې د مړي کټ د قبر خپو طرف ته اوږد کيخودلې شی او بيا به په مزه مزه د سر د طرف نه قبر ته داخل کړې شی او په دې کښي يوه دريمه طريقه دا ده کوم چه د امام شافعي رحمه الله يو قول دې چه مړې دې قبر ته د قبر د سر د طرف نه داخل کړې شی، لهذا دا درې اقوال شو، کذا فی العون عن سبل السلام.

علامه شوکاني رحمه الله د احنافو وغيره په دليل کښي دا ليکلي دي چه «انه يسر» چه دا طريقه د داخلولو زياته آسانه ده او دا ئې هم ونييلې دي چه د سنت اتباع غوره ده د رائي نه، خو صاحب د سبل السلام ونييلې دي چه دا خبره نه ده قلت بل ورد النص فانه اخرج الترمذی من حديث ابن عباس رضي الله عنهما ما هو نص في ادخال الميت من قبل القبلة وانه حديث حسن فاستفاد من المجموع انه فعل مخير فيه آه په حاشيه د هدايه کښي حضرت مولانا محمد حسن سنهلي رحمه الله دا تخير د امام مالک او اهل ظواهر مذهب ليکلي دي، يعنی د هغوی په نزد اختيار دې او دواړه برابر دی، دا حديث د ابن عباس رضي الله عنهما کوم ته چه صاحب د السبل اشاره کړې ده هغه دې کوم چه امام ترمذی رحمه الله په باب ما جاء في الدفن بالليل کښي ذکر فرماييلې دي، «عن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل قبره ليلا فاسرج له سرج فاخذه من قبل القبلة وقال رحمك الله ان كنت لا اواها تلاء للقرآن وكبر عليه اربعاً» قال ابو عيسى حديث ابن عباس رضي الله عنهما حديث حسن قد ذهب بعض اهل العلم الى هذا وقال يدخل الميت القبر من قبل القبلة، وقال بعضهم يسلم سلا آه.

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۱۲۴۶) (صحيح)

(نبی کریم ﷺ قبر ته څنګه کوز کړې شو؟)

اوس پاتې شوه دا مسئله چه خپله رسول الله ﷺ د کوم طرف نه داخل کړې شوې وو، نو په دې سلسله کښې روایت مختلف دی پس په بیهقی کښې دی په روایت د ابن عباس او ابن مسعود رضی الله عنهما انهم ادخلوا النبی ﷺ من قبل القبلة، لکن ضعفه البیهقی او په مسند شافعی ﷺ کښې دی ان رسول الله ﷺ سل من قبل راسه، او په مراسیل دابی داؤد کښې دی عن النخعی انه علیه السلام ادخل من قبل القبلة ولم یستل سلا (زیلعی ۲/۲۹۹) وفي الهدایة : ویدخل الميت مما بلی القبلة خلافا للشافعی فان عنده یسل سلا، لما روی انه ﷺ سل سلا ولنا ان جانب القبلة معظم فیستحب الادخال منه، واضطربت الروایات فی ادخال النبی ﷺ آه د رسول الله ﷺ په باره کښې چه دا یو قول دې د سل د دې یو جواب زمونږ په نزد د بعض علماء کرامو نه دا منقول دې چه په حجره شریفه کښې چه په کوم ځانې کښې هغوی دفن کړې شوې دی په هغې کښې د قبلي طرف ته د دیوال د نزدې والی د وجې نه گنجائش نه وو چه کټ هغه طرف ته کیخودلې شوې وې، والله تعالی اعلم بالصواب په دې موضوع باندې د مولانا عبدالحی ﷺ یو مستقل تالیف دې، «کشف الستر عن ادخال الميت فی القبر»

[۳۲۱۱] (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: "أَوْصَى الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْ الْقَبْرِ، وَقَالَ: هَذَا مِنْ السَّنَةِ".

د ابواسحاق نه روایت دې فرمائی چه حارث داوصیت کړي ووچه عبدالله بن یزید به ورباندې جنازه کوي، نو هغه ورباندې جنازه وکړله اودخپودار څه ئې قبر ته کوز کړو او وئې فرمائیل داسنت طریقه ده.

قوله: «أوصى الحارث أن يصلي عليه عبد الله بن يزيد ف صلى عليه ثم أدخله القبر من قبل رجلي القبر وقال هذا من السنة» امام ترمذی ﷺ په دې مسئله باندې مستقل باب نه دې قائم کړې بلکه «باب الدفن بالليل» د لاندې ئې حدیث د ابن عباس رضی الله عنهما کوم چه مخکښې تیر شو ذکر فرمائیلو سره دا مسئله ضمنا هم په دې باب کښې بیان کړې ده، او په ابن ماجه کښې د دې مضمون دوه روایتونه ذکر شوي دي، عن ابی رافع قال سل رسول الله ﷺ سعد او رش علی قبره ماء، او دویم عن ابی سعید ان رسول الله ﷺ اخذ من قبل القبلة واستل استلالا.... او په یو نسخه کښې داسی دی: واستقبل استقبالاً.

باب کيف يجلس عند القبر

د قبر سره ناسته په څه طریقه باندې پکار ده؟

[۳۲۱۲] (۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْيَمَّالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَتَيْنَا إِلَى

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۹۶۷۵) (صحیح)

(۲): سنن النسائي للجائز ۸۱ (۲۰۰۳)، سنن ابن ماجه للجائز ۳۷ (۱۵۴۸)، (تحفة الأشراف: ۱۷۵۸)، وقد أخرجه: مسند أحمد (۲۸۷/۴، ۲۹۵، ۲۹۷، ۲۹۶) ويأتي هذا الحديث في السنة (۴۷۵۳، ۴۷۵۴) (صحیح)

الْقَبْرِ، وَلَمْ يُلْخَدْ بَعْدُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَجَلَسْنَا مَعَهُ."

د براء بن عازب رضي الله عنه نه روایت دې فرماني چه مونږ د نبی صلی الله علیه و آله سره دیوانصاري جنازي ته لاړو قبرته ورسیدو خو په دې وخت کښې قبر نه ووتیار شوې نوبی صلی الله علیه و آله (دقبر په خوا کښې) قبلي ته مخامخ کیناستو او مونږ هم ورسره کیناستو. یعنی که په قبر تیاریدو کښې وخت وی او هغه کنستلې کیرې نو په داسې صورت کښې خلقو لره څه کول پکار دی، عام طور خلق په خبرو اترو او فضولیاتو کښې اخته شی، په دې باره کښې په حدیث الباب کښې دا دی سیدنا براء بن عازب رضي الله عنه فرماني چه مونږ د رسول الله صلی الله علیه و آله سره دیوانصاري صحابی جنازي دپاره قبرستان ته لاړو، قبر تر اوسه تیار شوې نه وو نو رسول الله صلی الله علیه و آله قبلي طرف ته خاموش کیناستلو، مونږ هم د رسول الله صلی الله علیه و آله سره هم هغه شان کیناستلو، په بذل کښې دی چه د نسائی په روایت کښې دا زیادت دې، (وجلسنا حوله کان علی رؤسنا الطیر) غوره دا ده چه دې موقعې لره غنیمت گنړلو سره د مری د ایصال ثواب دپاره تلاوت او کړې شی، د حضرت شیخ یوه لور واده شوې چه د هغې په خوانی کښې وفات اوشو او حضرت شیخ د جنازي سره قبرستان ته تشریف اوړې وو، قبر کنستلې کیدو خلق د یو سوری لاندې په انتظار کښې ناست وو، دا احقر هم د حضرت شیخ سره ناست وو نو حضرت ماته او وئیل چه سورة یاسین اولوله، او خپله ئې هم مسلسل لوستلو، یغفر الله تعالی لنا ولها. والحديث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى

بَابُ فِي الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ

بابه مری په قبر کښې دایخودوپه وخت د دعا بیان

[۳۲۱۳] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، وَحَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصَّدِيقِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَذَا الْفُطْمُ مُسْلِمٌ.

د ابن عمر رضي الله عنه نه روایت دې فرماني چه کله به نبی صلی الله علیه و آله مری په قبر کښې کیخودو نودادعا به ئې وونيله «بسم الله و علی سنة رسول الله -صلی الله علیه وسلم» ابوداود وئیلی دی دا دمسلم بن ابراهیم دروایت الفاظ دي یعنی مری لره په قبر کښې د کیخودلو په وخت څه دعا کول پکار دی، په حدیث الباب کښې د رسول الله صلی الله علیه و آله دا معمول ذکر کړې شوې دې هغوی به په دې وخت کښې «بسم الله و علی سنة رسول الله» (لوستل) لوستل والحديث أخرجه النسائي مسندا وموقوفا، قاله المنذرى

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۶۶۶۰)، وقد أخرجه: سنن الترمذي/الجنائز ۵۴ (۱۰۴۶)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۳۸ (۱۵۵۰)، مسند احمد (۲۷/۲، ۴۰، ۵۹، ۶۹، ۱۲۷) (صحیح)

بَابُ الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٌ

د کوم مسلمان چه کوم مشرک رسته دار مړ شي نوڅه کول پکار دي؟

يعنی که د يو مسلمان کافر خپلوان مړ شي نو څه به کوي؟

[۳۲۱۴] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ عَمَكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ، قَالَ: أَذْهَبُ قَوَارِ أَبَاكَ، ثُمَّ لَا تُحَدِّثُنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي، فَدَهَبْتُ قَوَارِيتَهُ، وَجَنَّتُهُ، فَأَمَرَنِي، فَأَغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي."

د علي عليه السلام نه روایت دي فرمائی چه عرض مې او کړو اي د الله رسول له چه ستا بودا تره په گمراهي کښې وفات شوې دي «د علي عليه السلام والد محترم ابوطالب صاحب نبي عليه السلام او فرمائيل لار شه خپل والد دفن کړه بياراشه او ترڅو چه ماته نه نې راغلي نو څه کار مه کوه، دي وائي چنانچه زه لارم خپل پلاري دفن کړو بيا راغلم، نبي عليه السلام راته د غسل کولو حکم او کړو ما غسل او کړل اوزمادپاره ئې دعا او غوښتله.

قوله: «عن علي عليه السلام قال قلت للنبي صلى الله عليه وسلم ان عمك الشيخ الضال قد مات الخ» علي عليه السلام فرمائی چه ما رسول الله صلى الله عليه وسلم ته عرض او کړو چه ستاسو بودا گمراه تړه وفات شو، په دي باندې رسول الله صلى الله عليه وسلم او فرمائيل: نو بيا لار شه او پلار دي ښخ کړه، او دا ئې هم او فرمائيل د اهتمام په طور چه د ښخولو نه پس په بل څه کار کښې مشغول نه شي فوراً راتلو سره ماته خبر راکړه (ثم لا تحدثن شيئا) دا د احداث نه دي چه د هغې معنی ده څه کار کول، هغه فرمائی چه زه فوراً لارم او دهغه د ښخولو نه پس رسول الله صلى الله عليه وسلم ته راغلم نو هغوی ماته د غسل کولو حکم او کړو، اوزمادپاره ئې دعا او فرمائيله. والحديث اخرجه النسائي، قاله المنذرى

بَابُ فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ

د قبر د ژورولو بيان

يعنی قبر څومره ژور کنستل پکار دي؟ قالت الحنفية: ان يعمق الى الصدر والا فالى السترة (بذل) وفي نور الايضاح او يحفر القبر نصف القامة او الى الصدر، وان يزد كان حسنا، او د امام شافعي رحمه الله په نزد د قامت په اندازه، وقال مالك لا حد لاعماقه (عون)

[۳۲۱۵] (۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُؤَيَّرَةِ حَدَّثَهُمْ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالُوا: "أَصَابَنَا قَرْحٌ، وَجَهْدٌ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟" قَالَ: اخْفِرُوا، وَأَوْسِعُوا، وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ يُقَدَّمُ؟ قَالَ: أَكْثَرُهُمْ قَرَانًا، قَالَ: أَصِيبَ أَبِي يَوْمِيذٍ عَامِرِ بْنِ النَّبِيِّ، أَوْ قَالَ: وَاحِدٌ."

دهشام بن عامر عليه السلام نه روایت دي فرمائی چه د عزوه احد په ورځ انصار در رسول الله په

(۱): سنن النسائي/الجنائز ۸۴ (۲۰۰۸)، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۸۷)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱/۹۷، ۱۳۱) (صحيح)
(۲): سنن الترمذي/الجهاد ۳۳ (۱۷۱۳)، سنن النسائي/الجنائز ۸۶ (۲۰۱۲)، ۸۷ (۲۰۱۳)، ۹۰ (۲۰۱۷)، ۹۱ (۲۰۲۰)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۴۱ (۱۵۶۰)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۳۱، ۱۸۶۷۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۰، ۱۹/۴) (صحيح)

خدمت کښې حاضر شول او عرض ئې اوکړو چه اې الله رسوله مونږ زخمي شوي اوستري شوي يو اياز مونږ دپاره څه حکم شته نبی ﷺ ورته او فرمائيل قبرونه ازاد جوړوي او که ضرورت وي نودوه دوه او درې درې کسان په يوقبر کښې دفن کړي مونږ عرض اوکړو چه مونږ به کوم يوقبر ته مخکښې کوزوو نبی ﷺ او فرمائيل څوک چه دقران زيات عالم وي هشام وائي زما والد عامر هم په دې ورځ شهيد شوې وو او دهغه سره يويادوه کسان دفن کړي شوي وو.

قوله: (عن هشام بن عامر قال جاءت الانصار الى رسول الله ﷺ يوم احد فقالوا اصابتنا قرح وجهه الخ) يعنى په جنگ احد کښې د رسول الله ﷺ په خدمت کښې بعض انصار راغلل، او عرض ئې اوکړو يا رسول الله ﷺ تاسو ته معلومه ده چه مونږ زخميان يو او په تکليف کښې يو نو اوس څه کول پکار دي؟ يعنى اويا قبرونه کنستل ډير گران کار دي نو په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائيل چه قبرونه ښه ژور او فراخه اوکنئ او دوه دوه او درې درې په يو يوقبر کښې دفن کړي، هشام وائي چه زما پلار عامر هم په دې ورځ شهيد شوې وو چه د دوه کسانو تر مينځه دفن کړي شوي وو يوځاني، او د نسائي په روايت کښې دې (فکان ابى ثالث ثلاثة فى قبر) بغير د شک نه، يعنى په کوم قبر کښې چه زما پلار دفن کړي شوي وو په هغې کښې د هغوى نه علاوه دوه نور هم وو.

والحديث اخرجه الترمذی والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى

[۳۲۱۶] (۱) حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ يَعْنِي الْأَنْطَاكِيَّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي حَمِيدٍ بَنِ هِلَالٍ، بِإِسْنَادٍ وَمَعْنَاهُ زَادَ فِيهِ، وَأَعْيَقُوا.

د حميد بن هلال نه د تير شوي روايت په شان روايت منقول دي البته په دې کښې دا اضافه ده چه قبر ژور وکنئ.

[۳۲۱۷] (۲) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَامِرٌ، بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ترجمه: د حضرت سعد بن هشام بن عامر نه هم دا حديث را نقل دي.

باب فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ

د قبر د برابرولو بيان

[۳۲۱۸] (۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هَيَّاجٍ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: بَعَثَنِي عَلِيٌّ، قَالَ لِي: "أَبْعَثْكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَنْ لَا أَدَعَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ، وَلَا تَمَثَّلًا إِلَّا عَمَّيْتُهُ".

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۳۱، ۱۸۶۷۶) (صحيح)

(۲): انظر حديث رقم: (۳۲۱۵)، (تحفة الأشراف: ۱۱۷۳۱، ۱۸۶۷۶) (صحيح)

(۳): صحيح مسلم للجناز ۲۱ (۹۶۹)، سنن الترمذي للجناز ۵۶ (۱۰۴۹)، سنن النسائي للجناز ۹۹ (۲۰۳۳)، (تحفة الأشراف: ۱۰۰۸۳) وقد أخرجه: مسند أحمد (۹۶۷۱، ۸۹، ۱۱۱، ۱۲۸) (صحيح)

د ابوهیاج اسدي نه روایت دې فرمائی چې علی رضی الله عنه اولیرلم اوراته ئې او فرمائیل چې زه دې په داسې کار پسې لیرم په کوم پسې چې زه نبی صلی الله علیه و آله لیرلې وم هغه داچه زه به هیڅ یو لوړ قبر بغیر د برابرولونه نه پریردم او هیڅ یو تصویر به بغیر د ضایع کولونه نه پریردم.

(عن ابی هیاج الاسدی قال بعثنی علی رضی الله عنه قال الی ابشک علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه و آله ان لا ادع قبراً مشرفاً الا سويته ولا تمثالا الا طمسته)

او هیاج اسدي وائی چې ما ته علی رضی الله عنه او فرمائیل چې زه تا د هغه کار دپاره لیرم د کوم کار دپاره چې زه رسول الله صلی الله علیه و آله لیرلې اوم بیا ئې وړاندې هغه کار بیان کړو چې څه دې چې نه به پریردم زه هیڅ یو قبر چې لوړ وی مگر دا چې هغه برابر کړم یعنی د زمکې سره، مراد ترې قرب دې، او نه به پریردم یو تصویر هم مگر دا چې هغه ختم کړم.

په دې حدیث کښې د ارتفاع د قبر نه منع کړې شوې ده چې قبر دې زیات لوړ جوړ نه کړې شی، دا امر خو مجمع علیه دې چې قبر زیات اوچت نه دی جوړول پکار، زمکې ته نژدې لوړ شان اوچتول پکار دی، قال النووی یرفع نحو شبر.

دویم څیز کوم چې په دې قبر کښې مذکور دې هغه تسوية القبر دې لکه چې په ترجمة الباب کښې دی، اوس دا خبره چې د تسوية نه مراد څه دې؟ جمهور وائی چې د دې نه مراد عدم الرفع الزائد دې چې زیات لوړ نه وی، او دویم قول په دې کښې دا دې چې د دې نه مراد تسطیح دې، یعنی قبر لره مسطح جوړول، دا مسئله مختلف فیه ده چې په قبر کښې تسنیم اولې دې یا تسطیح؟ ائمه ثلاث چې احناف هم پکښې دی د تسنیم د قبر قائل دی یعنی قبر مسنم یعنی د قب په شان کیدل پکار دی، امام شافعی رحمه الله فرمائی چې د قبر مسطح کیدل پکار دی.

د رسول الله صلی الله علیه و آله د قبر په باره کښې روایات مختلف دی، په هدایه کښې دی: ویسم القبر ولا یسطح ای لا یربع لانه صلی الله علیه و آله نهی عن تربیع القبور، من شاهد قبره احبر انه مسنم، یعنی د رسول الله صلی الله علیه و آله د قبر کتونکو وئیلې دی چې هغه مسنم دې، قال الحافظ فی الدارایة: ویعارضه ما روی من عدة طرق من انها كانت مسطحة، ثم قال: وجمع بينهما الحاکم بانها كانت اولاً کذا لک ای مسطحة ثم لما سقط الجدار سمت، یعنی حاکم د رسول الله صلی الله علیه و آله د قبر په باره کښې په اختلاف د روایاتو کښې تطبیق داسې فرمائیلې دې چې په شروع کښې خو هغه مسطح وو (کما قال الشافعی) بیا چې کله په یو زمانه کښې (په خلافت د ولید بن عبدالملک او په اماره د عمر بن عبدالعزیز رضی الله عنه) کښې د حجرې شریف دیوال او غورځیدو نو هغه وخت مسنم جوړ کړې شوې وو، قلت واخرج البخاری فی صحیحه عن سفیان التمار انه رای قبر النبی صلی الله علیه و آله مسنماً آه (عون) والحديث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری

[۳۲۱۹] (١) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرِّمِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْأَحْمَدَانِيَّ حَدَّثَهُ، قَالَ: "كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِرُودَسٍ مِنْ أَرْضِ الرُّومِ، فَتَوَقَّى صَاحِبُ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةَ بِقَبْرِهِ

١: صحيح مسلم/الجنائز ٣١ (٩٦٨)، سنن النسائي/الجنائز ٩٩ (٢٠٣٢)، (تحفة الأشراف: ١١٠٢٦)، وقد أخرجه: مسند أحمد (٢١، ١٨٨) (صحيح)

فَسَوِي، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُودُسُ جَزِيرَةٌ فِي الْبَحْرِ.

د ابو علي همدانی نه روایت دي فرماني چه مونږ دفضاله بن عبید سره د اسکندریه نزدې جزیره رودس مقام کښې وو کوم چه په روم کښې واقع دي او هلته زمونږ یو ملگری وفات شو فضاله رضی الله عنه حکم اوکړو اودهغه قبر دزمکې سره برابر جوړ کړې شو ددې نه پس مابیا دنبی صلی الله علیه و آله نه واوریدل چه د قبرونو د برابرولو حکم ئې کولو (یعنی دزمکې سره) نه چه ددې دلورولو، ابو داود وائی رودس دسمندر سره د یوې جزیرې نوم دي.

قوله: (کما عند فضالة بن عبید بروذس بارض الروم الخ) ابو علي همدانی وائی چه مونږ د فضاله بن عبید رضی الله عنه سره وو په مقام روذس کښې چه په ملک د روم کښې دي، زمونږ د یو ملگری وفات اوشو نو فضاله رضی الله عنه د هغه دپاره قبر جوړ کړو چه هغه ئې د زمکې نه زیات اوچت نه کړو (علي قول الجمهور) یا مسطح جوړ کړې شو غیر مسنم او فرماني چه ما خپله د رسول الله صلی الله علیه و آله نه واوریدل چه هغوی به هم د دې حکم فرمائیلو.

وراندې مصنف رحمته الله علیه فرماني چه روذس یو جزیره ده په بحر روم کښ، د روذس په ضبط کښې هم کافی اختلاف دي چه بضم الراء دي یا بفتح الراء او د واؤ نه پس دال مهمله دي یا ذال معجمه، هسې دا هم هغه ځانې دي کوم چه په رودس مشهور دي د یورپ په علاقه کښ، والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى

[۳۲۲۰] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِجٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ الْقَاسِمِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَيَّ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمُّهُ، أَكْشَفَ لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ، لَا مَشْرِفَةَ وَلَا لَا طِنَةَ، مَبْطُوحَةٌ بِيْطَحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحُمْرَاءِ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: "يُقَالُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمٌ، وَأَبُوبَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

دقاسم نه روایت دي فرماني چه دام المومنين عائشې رضی الله عنها په خدمت کښې حاضر شوم او عرض مې ورته اوکړو چه اي موري ماته دنبی صلی الله علیه و آله او د هغه ددوه ملگرو یعنی ابوبکر رضی الله عنه او عمر رضی الله عنه قبرونوته مې پریږده (یعنی هغه کمره راته کولو کړه په کومه کښې چه د قبرونه موجود دي) دادرې واره قبرونه دزمکې نه نه ډیر لوړ وو اونه دزمکې سره برابر وو بلکه دیوبالچ برابر دزمکې نه پورته وو او سري گتنې پرې خوري شوي وي ابو علي وئیلی دي چه خلق وائی چه دنبی صلی الله علیه و آله قبر دتولونه مخکښې دي اودسر مبارک سره ئې نزدې قبر دابوبکر دي اودخپوسره ئې نزدې د عمر فاروق رضی الله عنه قبر دي د عمر فاروق نه سر در رسول پاک صلی الله علیه و آله دخپونه لاندې دي.

(عن القاسم قال دخلت على عائشة رضی الله عنها فقلت يا امه اكشفت لي عن قبر رسول الله صلی الله علیه و آله وصاحبيه رضی الله عنهم فكشفت لي عن ثلاثة قبور لا مشرفة ولا لا طنة مبطوحة بيطحاء العرصة الحمراء)

شرح الحديث:

د عائشې رضی الله عنها وراره قاسم بن محمد فرماني چه يو ځل عائشې رضی الله عنها ته لاړم (او چونکه هم د

هغې په حجره کښې د رسول الله ﷺ او شپږو قبرونه دی چه د هغې طرف ته پرده پرته وه، او هغې ته مې عرض او کړو چه موري ماته د رسول الله ﷺ اودهغوی د صاحبینو قبرونه اوبښايي، هغوی پرده لرې کړه (۱) نو ما درې قبرونه داسې اولیدل چه نه اوچت وو او نه زمکې سره بالکل برابر وو، چه په هغې باندې د مقام عرصه سره کانړی پراته وو، مبطوحه یعنی مفروشه، او عرصه د ځانې نوم دې او بطحاء په معنی د حصاء او الحمراء د بطحاء صفت دې.

﴿ قال ابو علی: يقال ان رسول الله ﷺ مقدم وابوبکر عند راسه وعمر عند رجليه، راسه عند رجلی رسول الله ﷺ ﴾ یعنی داسې!

عمر رضی الله عنه

رسول الله صلی الله علیه وسلم

ابوبکر رضی الله عنه

او دویم قول په دې کښې دا دې چه د عمر رضی الله عنه قبر د صدیق اکبر رضی الله عنه قدمونو مبارکو سره برابر دې داسې!

رسول الله صلی الله علیه وسلم

عمر رضی الله عنه

ابوبکر رضی الله عنه

بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْإِنْصِرَافِ

د تدفین نه پس د واپس په وخت کښې د مړي دپاره دبڅښنې غوښتلو بیان

[۳۲۲۱] (۱) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَجِيرٍ، عَنْ هَانِئِ مَوْلَى عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ، وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُّوا لَهُ بِالتَّائِبِيَّتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسَالُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَجِيرُ ابْنُ رَسَانَ.

د عثمان بن عفان رضی الله عنه نه روایت دې فرماني چه نبی ﷺ به کله دمړي ددفن کولونه فارغ شونودقبرسره به اودریدو او اوبه ئې فرمائیل: دخپل دي ورورد پاره مغفرت اوغواړی اودده دپاره داستقامت سوال وکړي ځکه چه اوس دده نه تپوس کیدي شی.

(۱) دا خو د هغه زمانې خبره ده چه د قبرونو طرف ته پرده پرته وه، روستو په دې حجره شریفه کښې مختلف زمانو کښې تعمیرې تغیرات کیدل د سقوط حائط قصه هم پېښه شوه چه د هغې ذکر په صحیح بخاری ۱۸۲/۱ کښې هم دې. عمر بن عبدالعزیز رضی الله عنه د دې قبور ثلاثه نه گیر چاپیره د اوچت دیوال احاطه کړې وه اوس خو دې قبرونو ته رسیدل هم ممکن پاتې نه شی.

(۲) تهرده ابو داود، (تحفة الأشراف: ۸۹۴۰) (صحیح)

قوله: «عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال استغفروا لآخيكم واسألوا له بالتثبيت فإنه الآن يسئل»

د تدفين نه پس د مړي دپاره دعا كول:

يعني د رسول الله ﷺ معمول وو چه كله به هغوی د مړي د دفن كولو نه فارغ كيدو نو په قبر باندې به د لږ ساعت دپاره اودريدو او فرمايل به ئي چه د خپل رور دپاره استغفار او د تثبيت دعا او كړئ خكه چه د هغه نه به اوس تپوس كولې شي، د تثبيت دعا او كړئ په دې كښې اشاره ده دې آيت كريمه طرف ته «يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» د قول ثابت نه مراد كلمه توحيد ده، زمونږ د شيخ رحمته الله عليه وفات په مدينه طيبه كښې شوې وو او تدفين په جنت البقيع كښې اهل بيت ته نژدې، د دفن په وخت د مسجد نبوي صلى الله عليه وسلم خه امامان هم موجود وو، د دفن د فراغت نه پس د مسجد نبوي امام شيخ عبدالله خربوش رحمته الله عليه چه د قبر په غاړه تر آخره پورې ناست وو هغوی د رفع يدين سره جهرا د شيخ دپاره دعا او فرمايله او باقی امامان د بقيع په دروازه باندې ولاړ وو او د ملاويدونكو سره ئي تعزيتي جملې استعمالولې، او هم دغه شان د حضرت شيخ كور والا مرحومه، مور د مولانا طلحه چه د هغوی وفات په نظام الدين دهلي كښې شوې وو او د مسجد په يو اړخ كښې ئي تدفين شوې وو، د تدفين نه پس مولانا انعام الحسن صاحب او مولانا افتخار الحسن صاحب كاند هلوې لږ ساعت په قبر باندې ولاړ وو او نور خلق هم، او حضرت جی د مولانا افتخار صاحب نه د تپوس پوښتنې نه بعد رفع يدين سره په خپل ځانې باندې ناست ناست دعا او كړله، يغفرالله لنا ولهم

باب گراهیه الذبح عند القبر د قبر په خوا كښې د ذبح كولو د ممانعت بيان

[۳۲۲۲] (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا عَقْرَ فِي الْإِسْلَامِ"، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقْرَةً أَوْ شَاةً.

دانس بن مالك رضي الله عنه نه روايت دې فرماني چه نبی ﷺ فرماني دي. عقربه اسلام كښې نشته دې، عبد الرزاق ونيلى دى چه خلقوبه د جاهليت په وخت كښې د قبرونو سره غواگانې او چيلی ذبح كولي (دېته عقرونيلي شي كوم چه ممنوع دې)

«عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا عقر في الاسلام»

دا هم هغه حديث دې د كوم حواله چه مونږ په كتاب الاضحية كښې «نهى رسول الله ﷺ عن معاقره الاعراب» الحديث د لاندې وركړې ده.

شرح الحديث:

ددې حديث تفسير خپله په كتاب كښې د راوى د طرف نه ذكر كړې شوې دې، «كانوا يعقرون عند القبر» يعنى د جاهليت په زمانه كښې به بعضو خلقو د يو لوئي سخي په قبر باندې يو

(۱) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۴۷۵)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۹۷/۳) (صحيح)

څاروي ذبح کولو سره پريخودلو غوا وغيره د درندگانو او مارغانو د ميلمستيا دپاره، چه څنگه به دوی د خلقو په خپل ژوند کښې ميلمستيا کوله هم دغه شان مونږ د مرگ نه پس هم د هغوی د طرف نه د څاروو د ضيافت انتظام اوکړو، او بعضو به په دې نيت باندي ذبح کوله کوم چه په هغوی کښې د بعث قائل وو چه د دې صاحب قبر حشر په دې څاروی باندي سوريږي سره اوشی د قيامت په ورځ، (والا فيعث راجلا) يعنی که مونږ داسې اونکړو نو دې به پيدل ځی، هم د دې رسم جاهليت په ترديد کښې رسول الله ﷺ فرمائی (لا عقر فی الاسلام) په کتاب الاضحیة کښې يو بل حديث تير شوې دې، (نهی رسول الله ﷺ عن شریطة الشيطان) دا حديث هم چونکه د ذبح متعلق دې په دې وجه مونږ په دې باندي تنبيه اوکړه چه د طالبانو په ذهن کښې وی دا احاديث، او په امتحان ورکولو کښې سهولت وی.

باب الْمَيِّتِ يُصَلَّى عَلَى قَبْرِهِ بَعْدَ حِينٍ

د څه زمانې تيريدو نه پس په قبر باندي د جنازی کولو بيان

د دې نه مخکښې هم يو باب تير شوې دې، (باب الصلوة على القبر) دلته د (بعد حين) قيد دې.

[۳۲۲۳] (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أَحَدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْعَرَفَ".

د عقبه بن عامر نه روايت دې فرمائی چه ني کریم ﷺ يوه ورځ د مدیني نه بهر اووتلو او د احد د شهيدانو په قبرونو باندي ئې جنازه وکړله دعا مومړو د جنازي په شان اوبيا واپس راغي. قوله: (عن عقبه بن عامر) ان رسول الله ﷺ خرج يوما فصلی علی اهل احد صلاته علی الميت ثم انصرف) يعنی رسول الله ﷺ يو ځل د شهداء احد په قبرونو باندي هم دغه شان مونځ اوکړو څنگه چه په مړی کولې شی، او د هغې نه روستو په دويم بيان کښې دی چه دا مونځ رسول الله ﷺ اته کاله پس کړې وو گویا په ۱۱ هجري کښ.

د دې حديث ذکر په (باب الشهيد يغسل) کښې د صلوة علی الشهيد په بحث کښې تير شوې دې، وړاندې په روايت کښې دی (کالمودع للاحياء والاموات) يعنی د رسول الله ﷺ د احد په شهيدانو باندي مونځ کول د دومره مودې نه پس او خپل وفات ته نژدې په طور د توديع او رخصت وو، د احیاء توديع هم او د اموات توديع هم، د احیاء توديع خو رسول الله ﷺ په حجة الوداع کښې بار بار او فرمائيله (بقوله خذوا عني مناسككم لعلی لا اراکم بعد عامی هذا) د حجة الوداع په ډيرو ځايونو باندي رسول الله ﷺ دا جمله ارشاد او فرمائيله، دا خو شوه توديع د احیاء او دا د شهداء احد په قبرونو باندي مونځ کول د امواتو توديع او گنړی.. والحديث اخرجه البخاري ومسلم، والنسائي، قاله المنذرى

(۱) صحيح البخاري/الجنائز ۷۲ (۱۳۴۴)، والمناقب ۲۵ (۳۵۹۶)، والمغازي ۱۷ (۴۰۴۲)، ۲۷ (۴۰۸۵)، والرقاق ۷ (۶۴۲۶)، ۵۳ (۶۵۹۰)، صحيح مسلم/الفضائل ۹ (۲۲۹۶)، سنن النسائي/الجنائز ۶۱ (۱۹۵۶)، (تحفة الأشراف: ۹۹۵۶)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۵۴، ۱۵۳، ۱۴۹/۴) (صحيح)

[۳۲۲۴] (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَبِيبَةَ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: "إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أَحَدِ ثَمَانِ سِنِينَ، كَأَلْمُودِرِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ".

د یزید بن ابی حبیب نه د تیر شوي روایت په شان روایت منقول دي فرمائی چه نبی ﷺ د احد په شهیدانو باندې اته کاله پس د جنازي مونځ وکړو گویا کښې چه نبی ﷺ د مړو او ژوندو نه رخصتېږي.

بَابُ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ

په قبر باندې د تعمیر جوړولو د ممانعت بیان

[۳۲۲۵] (۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ، وَأَنْ يُقَصَّصَ، وَيُنْفَى عَلَيْهِ".

د جابر بن عبد الله رضی الله عنه نه روایت دي فرمائی چه د نبی کریم صلي الله عليه وسلم نه مې اوریدل دي چه منع ئې فرمائیلي وه په قبر د کیناستونه او د قبرد پخولونه او په قبر باندې د عمارت جوړولونه.

شرح الحديث :

قوله: (نهى ان يقعد على القبر وان يقصص وينفى عليه)

يعنى منع فرمائيلې ده رسول الله ﷺ په قبر باندې د ناستې نه، ځكه چه په هغې كښې د حق مسلم استخفاف دي او ترك حرمت دي، او وئيلې شوې دي چه د دي نه مراد جلوس عند القبر للاحداد دي، يعنى د غم كولو دپاره هم هلته ناست او د هغه ځانې نه خوزى نه، او وئيلې شوې دي چه د دي نه مراد جلوس للتغوط والحدث دي، يعنى په قبر باندې ناسته كولو سره استنجا، كول، دا د امام مالك رحمه الله طرف ته منسوب دي (۳)، احناف وائى چه مطلق جلوس خو مكروه تنزيهى دي، او لاجل الغائط حرام، د امام طحاوى رحمه الله نه هم د حديث معنى كښې قعود لاجل الحدث روایت كړې شوې دي.

وراندې په حديث كښې دي چه رسول الله ﷺ د تقصيص دقبر نه هم منع فرمائيلې ده، تقصيص په معنى د تجصيص، حص يعنى نوره او قصه يو څيز دي، يعنى قبر په چوڼې كلكول، قال الترمذى بعد تخريج الحديث: وقد رخص بعض اهل العلم منهم الحسن البصرى فى

(۱): انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۹۹۵۶) (صحيح)

(۲): صحيح مسلم/الجنائز ۳۲ (۹۷۰)، سنن الترمذي/الجنائز ۵۸ (۱۰۵۲)، سنن النسائي/الجنائز ۹۶ (۲۰۲۹)، (تحفة الأشراف: ۲۲۷۴، ۲۲۹۶)، وقد أخرجه: سنن ابن ماجه/الجنائز ۴۳ (۱۵۶۲)، مسند احمد (۲۹۵/۳، ۳۲۲، ۳۹۹) (صحيح)

(۳): وفي الكوكب ۳/۱ قال بعضهم هو اي الجلوس علي ظاهره، وقال الطحاوي ان الامام لم يكره الجلوس مطلقا هو كناية عن قضاء الحاجة وقال هو المكروه عندنا الجلوس بمعناه المشهور أهـ وفي هامشه: ووافقه مالك فقال في الموطاء المراد بالقعود للحدث، وقال النووي هذا تاويل ضعيف او باطل، والصواب ان المراد بالقعود الجلوس وهو مذهب الشافعي وجمهور العلماء، وتعقب بان ما قاله مالك ثبت مرفوعا عن زيد بن ثابت رضي الله عنه قال لما نهي رسول الله ﷺ عن الجلوس علي القبر لحدث غائط او بول أخرجه الطحاوي، د دي نه پس ئې بيا د ازهار نه دا نقل كړى دي چه اولې دا ده چه دواړه دي ممنوع كړې شى، جلوس للحدث د تحريم دپاره او مطلق جلوس د تنزيه دپاره وهذا تفصيل حسن، قاله ابو الطيب

تطین القبور، وقال الشافعی لا باس ان یطین القبر، په حاشیه د کوکب کښې دی چه د احنافو په نزد هم د شوافعو په شان ممانعت د تجصیص قبر د دې د تطیین د قبر نه دې فقی شرح السراج للترمذی عن البرجندی: ینبغی ان لا یجصص القبر وما اطمینه فقی الفتاوی المنصوریة لا باس به خلافا لما یقوله الکرخی، وفي المضمرات، المختار انه لا یکره آه یعنی په ختې سره که قبر لیو کړې شی نو په دې کښې هیڅ بدې نشته چه د قبر خاوره په ځانې باندې ولاړه وی، په هوا او بهیدو سره ضائع نه شی او دریم څیز په حدیث کښې په قبر باندې د آبادی کولو نه ممانعت دې، په بذل کښې لیکلې دی نقلا عن القاری چه نهی د بناء نه د کراهت دپاره ده په دې شرط چه هغه مقبره خپل ملک وی، او که مقبره موقوفه وی نو په هغې کښې د حرمت دپاره دې، تورپشتی وائی چه په بناء علی القبر کښې دوه احتمالات دی یا خو دا چه په هغې باندې کانړی وغیره کیخودلې شی، دویم دا چه په قبر باندې خیمه قائم کړې شی او دا دواړه ممنوع دی لعدم الفائدة فيه.

[۳۲۲۶] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَعُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُثْمَانُ: أَوْزَادَ عَلَيْهِ، وَزَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: أَوْ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: أَوْزَادَ عَلَيْهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ حَرْفٌ وَأَنْ.

جابر بن عبد الله رضي الله عنه د تېرو روایت په شان روایت بیان کړي دي. امام ابوداود وئیلی دی چه دمسدد په روایت د... وان،، لفظ ماته ظاهره کړې شو.

قوله: «نهی ان یقعد علی القبر وان یقصص وینی علیه» (قال عثمان او یزاد علیه) یعنی د دې جملې زیادت د عثمان په روایت کښې دې د مسدد په روایت کښې نه دې، د دې جملې مطلب په ظاهر کښې دا دې چه د قبر په اوچتوالی کښې زیادت کول په مقدار دشبر سره، (او ان یکتب علیه) یعنی په یو کانړی باندې د مړی نوم وغیره یا بل څیز د الله او رسول نوم د برکت دپاره لیکلو سره هلته نصب کول مناسب نه دی، قال ابوالطیب السندی فی شرح الترمذی: یحتمل النهی عن الكتابة مطلقا کكتابة اسم صاحب القبر وتاریخ وفاته، او كتابة شی من القرآن واسماء الله تعالى ونحو ذلك للتبرک لاحتمال ان یوطأ او یسقط علی الارض فیصیر تحت الارجل آه په حاشیه د ترمذی کښې هم داسې لیکلې شوې دی چه دمنع علت د بې حرمتی ویره ده لثلا یبول علیه کلب او غیره... والحديث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه بنحوه.

[۳۲۲۷] (۱) حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَاتِلِ اللَّهَ الْيَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ".

د ابوهریره رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه رسول پاک صلي الله عليه وسلم فرمائیلی دی: یهودیان دي الله تعالی هلاک کړي دخپلو انبیاءو د قبرونونه ئې جوماتونه جوړ کړي دي.

(۱) انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۲۲۷۴، ۲۷۹۶) (صحیح)

(۲) صحیح البخاري/ الصلاة ۵۴ (۴۳۷)، صحیح مسلم/ المساجد ۳ (۵۳۰)، سنن النسائي/ الجنائز ۱۰۶ (۲۰۴۹)، (تحفة الأشراف: ۱۳۲۳)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۴۶۷، ۲۶۰، ۲۸۴، ۲۸۵، ۳۶۶، ۳۹۶) (صحیح)

شرح الحديث:

قوله: ﴿قَاتِلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ﴾ (۱) یعنی الله پاک دې هلاک کړی یهود چه هغوی د خپلو انبیاء کرامو ﷺ د قبرونو نه مسجدونه جوړ کړل، یا خو واقعه په قبر باندي مسجد جوړول مراد دی ځکه چه په قبر باندي مسجد جوړ کړې شی نو قبر به په مسجدا کښې دننه راشی چه د هغې نه صلوة الی القبور لازمیږي، او یا دا چه د بناء مسجد نه مراد هم دا دې قبور انبیاء طرف ته مونځ کول والمصنف حمل الحديث على المعنى الاول کم يظهر من الترجمة، كتب الشيخ فى البذل: لعنهم رسول الله ﷺ على ذلك لانه يشابه عبادة الاصنام آه دا حديث په صحيح مسلم کښې هم دې او په هغې کښې د يهود نه پس د نصارى زيادت دې، په دې باندي هم اشکال دې چه د انبياء د نصارى قبر په زمکه باندي چرته دې؟ د دې جواب دا ورکړې شوې دې چه په يو روايت کښې د انبياء هم نه پس د ﴿وصالحهم﴾ زيادت دې، په دغه زيادت سره اشکال حل کيږي، د انبياء تعلق به د يهودو سره شی او د صالحين تعلق به د نصارى سره. والحديث اخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى

باب فى گراهية القعود على القبر
په قبر باندي د کينا ستلو د ممانعت بيان

[۳۲۲۸] (۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَجْلِسُ أَحَدُكُمْ عَلَى جُمْرَةٍ فَتَحْرُقَ ثِيَابُهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى جُلْدِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ".

د ابو هريرة رضی اللہ عنہ نه روايت دې فرمائی چه رسول پاک صلي الله عليه وسلم فرمائيلى دى: كه چرې يو كس په تاسو كښې دا ورپه سكرونه باندي كيني او جامې ئې اوسوزي او خرمني ته ئې اور ورسپري نودده دپاره خه ده ددې نه چه دې په قبرباني كيني ﴿لان يجلس احدكم على جمرة الخ﴾ خو دا خبره چه په تاسو كښې يو انسان په سكروتو كيني او د هغه جامې اوسوزي او د هغې ضرر د هغه خرمني ته اوسى دا غوره ده د دې نه چه هغه په قبر باندي كيني، يعنى د انجام اخروى په اعتبار سره

[۳۲۲۹] (۲) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ وَائِلَةَ بِنَ الْأَسْقَمِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْثَدٍ الْقَنْوِي، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

(۱) قلت وفي الترمذي ص ۴۳ لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد، وفي حديث الباب اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد فهنا امران اتخاذ المسجد على القبر معناه ظاهر والامر الثاني اتخاذ القبر مسجداً، وهو يحتمل معنيين ان يسجد لله تعالى متوجهاً الى القبر تعظيماً للقبر بحيث يجعله قبلة والثاني ان يسجد للقبر فالاول شرك خفي والثاني شرك جلي كذا يستفاد من الشروح

(۲) تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۲۶۳۸)، وقد أخرجه: صحيح مسلم/الجنائز ۳۳ (۹۷۱)، سنن النسائي/الجنائز ۱۰۵ (۲۰۴۶)، سنن ابن ماجه/الجنائز ۴۵ (۱۵۶۶)، مسند احمد (۳۱۱/۲، ۳۸۹، ۴۴۴، ۵۲۸) (صحيح)

(۳) صحيح مسلم/الجنائز ۳۳ (۹۷۲)، سنن الترمذي/الجنائز ۵۷ (۱۰۵۰)، سنن النسائي/القبلة ۱۱ (۷۶۱)، (تحفة الأشراف: ۱۱۱۶۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۱۳۵/۴) (صحيح)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ، وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا".

د ابومرثد غنوي رضي الله عنه نه روايت دې فرماني چه درسول پاك صلي الله عليه وسلم نه مي اوريدلي چه فرمايلي نې وو: په قبرونو باندې مه كيني اومه قبرونوته مخامخ مونځ كوي. اخرجه مسلم والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري

﴿ لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها ﴾ يعنى نه خو په قبرونو باندې ناسته كولو سره د هغې بې حرمتي كوي او نه هغې طرف ته مونځ كولو سره د هغې بې خايه تعظيم، د افراط او تفريط دواړو نه ځان بچ كړي، په جلوس على القبر باندې كلام په تير شوي باب كښې تير شوي دي. اخرجه مسلم والترمذي والنسائي، قاله المنذري

بَابُ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ بَيْنَ الْقُبُورِ

د پيزار سره په قبرونو باندې د گرځيدو بيان

د امام احمد رحمه الله په نزد په قبرستان كښې د خپلو سره گرځيدل مكروه دي، او د ابن حزم ظاهري رحمه الله په نزد نعل سبتی په خپو كولو سره تلل مكروه دي، ځكه چه په حديث كښې چه كوم منع ده هغه په سبتی پيزار باندې دي، او د جمهور علماء كرامو او ائمه ثلاثه په نزد په قبرستان كښې د خپلو سره گرځيدل بغير د كراهت نه جائز دي، مصنف رحمه الله په دې باب كښې دوه احاديث ذكر كړي دي د رومي حديث نه د حنابله د مسلك تائيد كيږي، او د دويم حديث نه د جمهورو د مسلك يعنى د جواز.

[۲۲۳۰] (۱) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَمِيرٍ السَّدُوسِيِّ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَكٍ، عَنْ بَشِيرِ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ زَحْمُ بْنُ مَعْبُدٍ، فَهَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَا اسْمُكَ؟" قَالَ: زَحْمٌ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ، قَالَ: بَشِيرٌ أَنَا أَمَّا بَشِيرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هَؤُلَاءُ خَيْرًا كَثِيرًا، ثَلَاثًا، ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: لَقَدْ أَذْرَكَ هَؤُلَاءُ خَيْرًا كَثِيرًا، وَحَاضَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظْرَةٌ، فَأَذَارَ جُلَّ يَمْنَى فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ: يَا صَاحِبَ السَّبْتَيْنِ، وَنَحْكَ، أَلَيْ سَبْتَيْتِكَ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَلَعَهُمَا، فَرَمَى بِهِمَا".

بشير بن نهيك نه روايت څوك چه د نبی عليه السلام ازاد كړې شوي غلام وو، د جاهليت په زمانه كښې دده نوم زخم وو بيا نې د نبی عليه السلام سره هجرت او كړو نبي عليه السلام ترې تپوس او كړو نوم دې څه دي، ده او وئيل زخم، نبي عليه السلام ورته او وئيل ته بشير نې، فرماني چه زه د نبی عليه السلام سره روان وم په دې وخت كښې نبي عليه السلام د مشركانو په قبرونو باندې تير شو وئې فرمائيل داخل د لوئې كاميابي نه مخكښې رخصت شوي دي اودا خبره نې درې ځل او فرمائيله بيانې عليه السلام د مسلمانانو د قبرونو په خوا كښې تير شو وئې فرمائيز دي خلقو كاميابي حاصله كړي. ده په دې وخت كښې نبي عليه السلام اچانك يو كس اوليدو چه د پيزار سره د قبرونو په مينځ كښې گرځيدو نبي عليه السلام ورته او فرمائيل اي پيزار والا په تا افسوس دي، پيزار اوباسه، ده چه

۱: سنن النسائي للجانز ۱۰۷ (۲۰۵۰)، سنن ابن ماجه للجانز ۴۶ (۱۵۶۸)، (تحفة الأشراف: ۱۰۲۱)، وقد أخرجه: مسند احمد (۸۳/۵، ۸۴، ۲۲۴) (حسن)

او کتل نو وئې پيژندو چه نبی ﷺ دې نو پيزار ئې اوويستل او وئې غورخول.
(قال بينما انا امشي رسول الله ﷺ مر بقبور المشركين فقال لقد سبق هؤلاء خيرا كثيرا.

ثلاثا، ثم مر بقبور المسلمين فقال لقد ادرك هؤلاء خيرا كثيرا)

بشیر بن معبد رضی اللہ عنہ فرمائی چه یو ورځ زه د رسول الله ﷺ سره روان اوم چه رسول الله ﷺ د مشرکانو په بعض قبرونو باندې تیر شو نو رسول الله ﷺ او فرمائیل چه دې خلقو د خان نه روستو خیر کثیر پریخودلو او مخکښې لارل، یعنی هغه ئې حاصل نه کړو دا خبره رسول الله ﷺ درې کرته او فرمائیل، بیا رسول الله ﷺ د مسلمانانو په بعض قبرونو باندې ورتیر شو، د هغوی په باره کښې رسول الله ﷺ او فرمائیل چه دې خلقو ته خیر کثیر ملاؤ شو بیا ناخپه د رسول الله ﷺ نظر په یو داسې سړی باندې اولگیدو چه په قبرستان کښې د پيزار سره ګرځیدو، په دې باندې رسول الله ﷺ او فرمائیل (يا صاحب السبّين) خپل سبتی پيزار اوباسه هلاک شې هغه چه کله او کتل چه دا خبره رسول الله ﷺ او کړه نو فوراً ئې ويستلې او وې غورخولې. اخرجه النسائي وابن ماجة قاله المنذرى

[۳۲۳۱] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قُرْعَنَ نِعَالِهِمْ".

انس رضی اللہ عنہ د نبی ﷺ نه روایت کوی چه فرمائیلی ئې دی کله چه مړ په خپل قبر کښې کیخودلې شي او دده ملګری دده د دفن کولونه پس واپس روان شي نو هغه د دوی د پيزار کشار آوری.

(عن انس رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ الخ) یعنی رسول الله ﷺ او فرمائیل چه کله مړی لره دفن کولو نه پس د هغه متعلقین واپس کیږي (انه لیسع قرع نعالهم) نو هغه مړې په قبر کښې د هغوی د خپلو د کشاری آواز آوری.

د دې نه معلومه شوه چه مشی بین القبور فی النعل جائز ده لکه چه د جمهورو مذهب دې، او د رومبی حدیث جواب د جمهورو د طرف نه په ډیرو طریقو ورکړې شوې دې اول دا چه هغه په اولویت باندې محمول دې، او دا د جواز په بیان باندې، یا دا چه په هغه حدیث کښې نهی د خیلا، د وجې نه وه چه هغه سړی سبتی خپلئ په خپو کړې په تکبر روان وو، په هغه زمانه کښې به سبتی پيزار غوره شمیر کیدلو، یعنی د څرمنې پيزار صفا چه په هغې باندې وینسته نه وی، یا دا چه هلته کښې نهی د قذر د وجې نه وه، د هغه پيزار به ناپاک وو، والله تعالی اعلم بالصواب

والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائي، قاله المنذرى.

(۱) صحيح البخاري/الجنائز ٦٧ (١٣٣٨)، ٨٦ (١٣٧٣)، صحيح مسلم/الجنة ١٧ (٢٨٧٠)، سنن النسائي/الجنائز ١٠٨ (٢٠٥١)، (تحفة الأشراف: ١١٧٠)، وقد أخرجه: مسند احمد (١٢٦٣، ٢٣٣)، وبأني هذا الحديث في السنة (٤٧٥١)، (٥٧٥٢) (صحيح)

باب فی تحویل المیت من موضعه للأمر یحدث

د ضرورت په وجه مړي د قبر نه د ویستلو بیان

د دې نه مخکښې باب تیر شوې دې «باب المیت یحمل من ارض الی ارض» و تقدم
هناک بیان الفرق بین الترجمتین.

[۳۲۳۲] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نُفْرَةَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: "دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٍ، فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ حَاجَةٌ، فَأَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَمَا أَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا، إِلَّا شَعِيرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ."

د جابر رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی چه زما د پلار سره یو بل کس دفن کړې شوې وو اوزما په زړه کښې دا ارمان وو چه جدائی کرم نو شپږ میاشتې پس مې د قبر نه وویستو دهغه په هیڅ یو څیز کښې تبدیلی نه وه راغلي البته د گيري یوڅو ویسته چه د زمکې سره لگیدلي وو دهغوی حالت بدل شوې وو.

«عن جابر رضي الله عنه قال دفن مع ابی رجل فکان فی نفسی من ذلک حاجة»

جابر رضي الله عنه فرمائی چه زما والد صاحب چه په جنگ احد کښې شهید شوې وو، د هغوی سره یو بل مړې هم دفن کړې شوې وو په یو قبر کښې، هغه فرمائی چه زما په زړه کښې د دې احساس وو (یعنی هغوی غوښتل چه د هغوی پلار دې په خپل قبر کښې خائله وی، هغوی فرمائی چه ما د هغوی بدن د قبر نه شپږ میاشتې پس راویستلو، نو ما د هغوی په بدن کښې هیڅ تغیر بیا نه موندلو سوا د هغوی د گيري د څو ویستو نه چه د زمکې سره یو ځای شوې وو.

په دې حدیث کښې تحویل د میت پس د دفن نه ذکر شوې دې، په دې کښې مذاهب وغیره په رومبی باب کښې تیر شوې دی.

باب فی الثناء علی المیت

د مړي د تعریف کولو بیان

[۳۲۳۳] (۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "مَرُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ، فَأَتَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: وَجِبَتْ، ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى، فَأَتَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: وَجِبَتْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شُهَدَاءٌ."

ابوهریره رضي الله عنه نه روایت دې فرمائی د نبی صلی الله علیه و آله په خوا کښې یوه جنازه تیره شوه اودهغې تعریف ئې کور نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل واجب شو (بخشش او جنت) بیا یوه بله جنازه دهغه په خوا کښې تیره کړې شوه هغوی ددغې جنازې بد وئیل نبی صلی الله علیه و آله او فرمائیل واجب شو (دوزخ) او وئې فرمائیل په تاسو کښې هریو کس په بل باندې گواه دې.

(۱): تفرد به أبو داود، (تحفة الأشراف: ۳۱۱۰) (صحیح الإسناد)

(۲): سنن النسائي للجنائز ۵۰ (۱۹۳۵)، (تحفة الأشراف: ۱۳۵۲)، وقد أخرجه: سنن ابن ماجه للجنائز ۲۰ (۱۴۹۱)، مسند احمد (۲/ ۲۶۱، ۲۶۶، ۴۷۰، ۴۹۹، ۵۲۸) (صحیح)

«عن ابی هريرة رضي الله عنه قال مروا على رسول الله ﷺ بجنزة فاثنوا عليها خيرا فقال وجبت،» یعنی د رسول الله ﷺ مخکښې خلقو یو جنازه یوړه حاضرینو د هغه مړي نیکی بیان کړه نو رسول الله ﷺ او فرمائیل چه د هغه دپاره جنت واجب شو، بیا په بل وخت کښې یوه بله جنازه تیره شوه د هغوی مخې ته خلقو د هغه مړي شریبان کړو نو رسول الله ﷺ او فرمائیل د هغه دپاره جهنم واجب شو، بیا رسول الله ﷺ ارشاد او فرمائیلو چه بیشکه بعض مسلمانان د نورو مسلمانانو په حق کښې گواهان دی، یعنی داسې گواهان چه د هغوی گواهی د الله پاک په نزد معتبر ده، او د صحیحینو په روایت کښې دی «انتم شهداء الله فی الارض» وفی روایة «المؤمنون شهداء الله فی الارض» د دې حدیث په شرح کښې ملا علی قاری رحمته الله علیه فرمائی چه دې حضراتو چه د جنازې په باره کښې کوم شهادت ورکړې وو په هغې باندې رسول الله ﷺ د دې گواهانو تزکیه او فرمائیله نو اوس ظاهره خبره ده چه د صحابه کرامو په شان خلقو شهادت وی او بیا د رسول الله ﷺ په شان انسان د هغه گواهانو تزکیه کوی نو یقینا د هغې نفع او اثر د مشهود له په حق کښې ښکاره کیدل یقینی دی.

د دې نه معلومه شوه چه د دیانت دارو او نیکو خلقو گواهی د یو مړي په باره کښې د خیر یا د شر د الله پاک په نزد معتبر ده اگر چه د واقع خلاف وی، الله پاک د مومنانو د گواهی لحاظ ساتی (خو د خالص دنیا دارو خلقو گواهی نه ده مراد) او د دې تائید د دې نه کیږی چه یو خل داسې اوشو چه صحابه کرامو رضي الله عنهم د رسول الله ﷺ مخکښې د یوې جنازې تعریف او فرمائیلو، لږ ساعت پس جبرائیل عليه السلام رسول الله ﷺ ته تشریف راوړو او هغوی او فرمائیل یا محمد ان صاحبکم لیس کما یقولون الخ... یعنی دا مړي داسې نه دې څنگه چه دا خلق د هغه په باره کښې وائی ځکه چه د هغه ظاهری حالت بل څه وو او باطنی بل څه، ولکن الله صدقهم فیما یقولون وغفرله مالا یعلمون، یعنی کومه نیکی چه واقعی په دې مړي کښې وه کومه چه صحابه کرامو رضي الله عنهم بیان کړې وه الله پاک په هغه نیکی کښې د صحابه کرامو رضي الله عنهم تصدیق کولو سره، او د کوم څیز چه دوی ته خبر نه وو د هغې معاف کولو سره د شهادت موافق معامله او کړله (بذل) د مخلوق وینا د الله پاک اعلان دې، یعنی کوم انسان ته چه ټول خلق ښه وائی نو هغه انشاء الله ښه دې، یا کم از کم الله پاک د هغه سره د ښه خلقو معامله کوی. والحديث اخرجه النسائي، وقد اخرجه البخاري ومسلم والنسائي من حديث ثابت البناني عن انس رضي الله عنه، قاله المنذرى.

باب فی زیارة القُبُور

د قبرونو د زیارت کولو بیان

په دې سلسله کښې مصنف رحمته الله علیه دوه بابونه قائم کړي دي، دا رومې باب په حق الرجال کښې دې، دویم باب په حق د نساء کښې دې، د دې نه په مخکښې باب کښې دی رسول الله ﷺ فرمائی «نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فان فی زیارتها تذکرة» یعنی رسول الله ﷺ فرمائی چه ما تاسو ټول قبرستان ته د تلو نه منع کړی وی خو اوس وایم چه هلته ځانې ځکه چه په زیارة قبور سره د خپل مرگ او د آخرت یاد تازه کیږی.

[۳۲۳۴] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ، فَبَكَى وَأَبَكَى مِنْ حَوْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَأْذَنْتَ رَبِّي تَعَالَى عَلَى أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَاسْتَأْذَنْتُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا، فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ بِالْمَوْتِ".

د ابو هريره رضي الله عنه نه روايت دي فرمائي چه نبی عليه السلام دخپلي مور د قبر زیارت او کړو وښي ژړل او نور خلق ئي هم وژړول څوک چه بده خواته وو نبی عليه السلام او فرمائيل مادخپل رب نه اجازت وغوښتو چه زه دخپلي مور دپاره دبخبښي دعا وغواړم ليکن ماته اجازت اونکړي شو مادخپل رب نه اجازت اوغوښتو چه زه دخپلي مور د قبر زیارت او کړم نو اجازت راته را کړي شو او مونږ ته ئي او فرمائيل تاسو د قبرونو زیارت کوئ ځکه چه په دې سره مرگ راياديږي.

[۳۲۳۵] حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دِنَارٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا، فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذَكِيرًا".

ابو بريدۀ دخپل پلار نه روايت کوي فرمائي چه رسول الله فرمائيلي دي ماتاسو د قبرونو د زیارت کولونه منع کړي وي مگر اوس زیارت کوئ ځکه چه په دې سره مرگ او اخرت راياديږي.

په دې حديث کښې ناسخ او منسوخ دواړه جمع دي، روميې زیارت قبور ممنوع وو، روستو رسول الله عليه السلام د دې نه صرف اجازت ورکړو بلکه ترغيث ئي ورکړو، او دا دواړه خبرې خپله په دې حديث کښې جمع دي، د دې حديث په شرح کښې شارحينو د زیارة القبور للرجال په باره کښې د علماء کرامو اجماع ليکلي ده خو په دې کښې لږ اختلاف دي کوم چه به وړاندي راشي. خو د زنانو په باره کښې اختلاف دي چه په دې اجازت کښې هغوی هم داخلي دي يا نه؟ د جمهورو په نزد چه په هغوی کښې امام شافعي رحمه الله او مالک رحمه الله هم دي په دې کښې زنانه هم داخلي دي، د احنافو اصح قول هم دا دي دپاره د بودي گانو زنانو دون الشاب وان قيل بالجواز مطلقا ايضا وسياتي المزيد عليه، د امام احمد رحمه الله نه په دې کښې دوه روايتونه دي مصنف رحمه الله د زیارة النساء دپاره ځانله مستقل باب قائم کولو سره په هغې کښې چه کوم حديث ذکر کړي دي هغه د منع دي. (لن رسول الله عليه السلام زائرات القبور والمتخذين الخ) د مصنف رحمه الله ميلان د عدم جواز طرف ته معلومېږي. وفي الاوجز ۵۳۱/۲ قال الحافظ قال النووي تبعاً للعبدري والحازمي وغيرهما: اتفقوا على ان زيارة القبور للرجال جائزة.... كذا اطلقوا وفيه نظر، حافظ وائي چه په دې کښې د مرو په حق کښې هم اختلاف روايت کړي شوي دي پس په مصنف ابن ابي

شيبه کښې د ابن سيرن، نخعي او شعبي رحمهم الله نه د کراهت روايت کړي شوي دي، قال الحافظ: وكان هؤلاء لم يبلغهم النسخ، او د دې بالمقابل د ابن حزم رحمته الله په نزد زیارة قبور واجب دي

۱: صحيح مسلم للجائز ۳۶ (۹۷۶)، سنن النسائي للجائز ۱۰۱ (۲۰۳۶)، سنن ابن ماجه للجائز ۴۸ (۱۵۷۲)، (تحفة الأشراف: ۱۳۴۳۹)، وقد أخرجه: مسند احمد (۴۴۱/۲) (صحيح)

اگر چه په عمر کښې يو ځل وي،

وفي الشرح الكبير من فروع المالكية. جاز زيارة القبور بل هي مندوبة بلا حد يوم او مقدار ما يمكث عندها، قال الدسوقي: ذكر في المدخل في زيارة النساء للقبور ثلاثة اقوال المنع والجواز بشرط الستر والتحفظ والثالث الفرق بين المتجالة والشابة اه، وفي الدرالمختار لا بأس بزيارة القبور ولو للنساء، قال ابن عابدين قوله لا بأس بل تندب كما في البحر، وقوله ولو للنساء قيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة، وجزم في شرح المنية بالكراهة، وقال الخير الرملي ان كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء على ما جرت به عاتهن فلا تجوز، وعليه حمل الحديث اللعن، وان كان للاعتبار والترحم فلا بأس اذا كن عجائز، ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة في المسجد، قال ابن عابدين: وهو توفيق حسن آه حضرت سهارنپوری په بذل کښې د زنانو په حق کښې جواز ته ترجیح ورکړې ده بشرط ارتفاع موانع مثلاً جزء فزع التبرج بزينة او اضاعت حق زوجیت وغیره، د بعضو روایاتو په بناء، پس د مسلم په روایت کښې دې چه عائشې رضی اللہ عنہا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ته عرض او کړو چه زه د زیارت قبور په وخت کښې کومه دعا لولم نور رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او فرمائیل قولي السلام على اهل الدیار من المومنین والمسلمین ويرحم الله المستقدمین منا والمستأخرین وانا ان شاء الله بکم للآحقون..... او هم دغه شان د حاکم روایت دې چه فاطمې رضی اللہ عنہا به د خپل تره حمزه رضی اللہ عنہ د قبر زیارت هره جمعه کولو **«فتصلی وتبکی عنده»** حضرت فرمائی چه د زیارت قبور علت د مرگ یادیدل بیان کړې شوې دې او د دې ضرورت ټولو ته دې سړو او زنانو دواړو ته.

او په دې باندې هم ځان پوهول پکار دی چه دا خبره د زیارت قبور للنساء په باره کښې ده او د اتباع النساء الجنائز په باره کښې نه ده (د زنانو جنازې سره قبرستان ته تلل) هغه جائز نه دی، وقد تقدم باب اتباع النساء الجنائز.

حديث ابی هريرة اخرجہ مسلم والنسائي وابن ماجه، وحديث بريدة رضی اللہ عنہ اخرجہ مسلم

والنسائي بنحوه، قاله المنذرى

باب فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ د ښځو د پاره د قبرونو د زیارت کولو بیان

[۳۲۳۶] (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَ الْقُبُورِ، وَالْمُتَخَذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ".

سنن الترمذی/ الصلاة ۱۲۲ (۳۲۰)، سنن النسائي/ الجنائز ۱۰۴ (۲۰۴۵)، سنن ابن ماجه/ الجنائز ۴۹ (۱۵۷۵)، (تحفة الأشراف: ۵۳۷۰)، وقد أخرج: مسند احمد (۱/ ۲۲۹، ۲۸۷، ۳۲۴، ۳۳۷) (ضعيف)

د ابن عباس نه روایت دې فرمائی چه نبی صلی اللہ علیہ وسلم لعنت وئیلې دې په هغه ښځه باندې څوک چه د قبرونو زیارت کوي او څوک چه د قبرونو نه جوماتونه جوړ کړي او هلته ډیري بلوی.

(۱) صحيح مسلم/ الجنائز ۳۶ (۹۷۷)، والأضاحي ۵ (۱۹۷۷)، والأشربة ۶ (۱۹۹۹)، سنن النسائي/ الجنائز ۱۰۰ (۲۰۳۴)، الأضاحي ۳۶ (۴۴۴۱)، الأشربة ۴۰ (۵۶۵۴، ۵۶۵۵، ۵۶۵۶، ۵۵۵۷)، (تحفة الأشراف: ۲۰۰۱)، وقد أخرج: مسند احمد (۳۶۱، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۰/۵) (صحيح)

باب مَا يَقُولُ إِذَا زَارَ الْقُبُورَ أَوْ مَرَّ بِهَا

د قبرستان سره د تیریدو په وخت کښې څه وئیل پکار دي؟

[۳۲۳۷] (۱) حَدَّثَنَا الْقُعْنِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَرَجَ إِلَى الْمَقْبَرَةِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ".

د ابوهريره رضي الله عنه نه روایت دي فرماني چه نبی عليه السلام مقبري ته لاړو او وئې فرمائیل اي د مومنانو کورنو والا په تاسو دي سلام وي اومون انشاء الله ستاسو سره ملاقات کونکی يو.
 (عن ابی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله بكم لاحقون)

په دي دعا کښې په «ان شاء الله» باندې شراحو کلام کړې دي چه دا استثنا د شک په طور نه ده ځکه چه مرگ خو يقيني دي بلکه دا لفظ متکم د کلام د تحسين په طور باندې دي ذکر کوي، او دا هم وئيلي شوي دي چه کله رسول الله ﷺ قبرستان ته داخل شو نو گويا دا لفظ د دي قسم خلقو په باره کښې د هغوی د ايمان د توقع دپاره راوړلې شو، او وئيلي شوي دي چه دا استثنا د نفس موت په اعتبار سره نه ده بلکه د موت علی الايمان په اعتبار سره ده چه انشاء الله مونږ به هم په ايمان باندې د خاتمي نه پس هم تاسو سره شامل شو، والحديث اخرجه مسلم والنسائي وابن ماجة، قاله المنذرى

باب الْمُحْرِمُ مَوْتُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ

څوک چه د احرام په حالت کښې وفات شي نو څه سره کول پکار دي؟

[۳۲۳۸] (۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ، وَقَصَّتُهُ رَأْسَهُ، فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ: كَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَاعْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبَسِطُوا، وَلَا تُخَيِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبَسُ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: خَمْسُ سُنَنِ كَفَّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، أَمْ يَكْفَنُ الْمَيِّتَ فِي ثَوْبَيْنِ وَاعْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبَسِطُوا، أَمْ إِنَّمَا فِي الْغَسَلِ كُلِّهَا بَسِطُوا، وَلَا تُخَيِّرُوا رَأْسَهُ، وَلَا تُقَرِّبُوهُ طَبِيبًا، وَكَانَ الْكَفْنُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ.

د ابن عباس رضي الله عنه نه روایت دي فرماني چه نبی عليه السلام ته يو کس راوړې شو چه اوښ د هغه ورمي مات کړې وو او د احرام په حالت کښې وفات شوي وو نبی ﷺ او فرمائیل ده ته دده په

(۱) صحيح مسلم الطهارة ۱۲ (۲۴۹)، سنن النسائي الطهارة ۱۱۰ (۱۵۰)، سنن ابن ماجة الزهد ۳۱ (۴۳۰۶)، (تحفة الأشراف: ۱۴۰۸۶)، وقد أخرجه: موطا امام مالك الطهارة ۶ (۲۸)، مسند احمد (۴۰۸، ۳۰۰/۲) (صحيح)

(۲) صحيح البخاري الجنائز ۱۹ (۱۲۶۵)، ۲۱ (۱۲۶۷)، جزاء الصيد ۲۰ (۱۸۴۹)، ۲۱ (۱۸۵۰)، صحيح مسلم الحج ۱۴ (۱۲۰۶)، سنن الترمذي الحج ۱۰۵ (۹۵۱)، سنن النسائي الجنائز ۴۱ (۱۹۰۵)، المناسك ۴۷ (۲۷۱۴)، ۹۷ (۲۸۵۶)، ۱۰۱ (۲۸۶۱)، سنن ابن ماجة المناسك ۸۹ (۳۰۸۴)، (تحفة الأشراف: ۵۵۸۲)، وقد أخرجه: مسند احمد (۲۸۶، ۲۶۶، ۲۱۵/۱)، سنن الدارمي المناسك ۳۵ (۱۸۹۴) (صحيح)

دې دواړو جامو کښې کفن ورکړئ (لنگ او خادر) اوده - ته دبیرو دپانړو په اوبو باندې غسل ورکړئ اوسرئ په څه شي باندې پټ نه کړئ ځکه چه دقیامت په ورځ به الله تعالی ده لره دلبیک وئیلو په حالت کښې راپورته کوي. ابوداود وائی مادامام احمد بن حنبل نه اوریدلی دی چه وئیل ئې په دې حدیث کښې پنځه سنتونه دی یو خودا دې چه په دوه جامو کښې کفن ورکول دویم دبیرو په اوبو باندې غسل ورکول یعنی په هر یو غسل کښې دبیر و پانړي په اوبو کښې شاملول پکار دي دریم داحرام والا کس سر نه پټول څلورم خوشبونه لگول پنځم دتول مال نه کفن ورکول.

یعنی چه د یو سړی د احرام په حالت کښې وفات اوشی نو د هغه سره به د محرم معامله کولې شی که د غیر محرم په شان؟ د شوافعو او حنابلو او اهل ظواهر په نزد به هغه سره د محرم معامله کولې شی، یعنی عدم تطیب او عدم تخمیر راس یعنی د کفن نه به د هغه سر ښکاره پریخودلې کیږي او خوشبوئی به هم هغه ته نه شی نزدې کولې، د دې دواړو امامانو استدلال د حدیث الباب نه دې چه د هغې مضمون دا دې: ابن عباس رضی الله عنهما فرمائی چه رسول الله ﷺ ته یو داسې سړې راوستلې شو چه د هغه سټ د هغه سورلئ مات کړې وو، یعنی د سورلئ نه غورځیدو سره د هغه سټ مات شوې وو او وفات شوې وو او هغه په حالت د احرام کښې وو. رسول الله ﷺ او فرمائیل چه دې هم د دې احرام په کپړو کښې کفن کړئ او غسل ورته ورکړئ او د ده سر مه پټوئ «فان الله یبعثه یوم القیامة یلی» دا سړې به د قیامت په ورځ باندې تلبیه ویونکې پاسی یعنی د احرام په حالت کښې.

د احنافو او مالکیانو په نزد به د دې سړی سره هم هغه معامله کولې شی کومه چه د غیر محرم سره کولې شی ځکه چه احرام یو عمل دې او په مرگ باندې ټول اعمال منقطع کیږي لکه چه د مشهور حدیث نه ثابت ده^(۱) پاتې شو دا حدیث نو دا محمول دې خاص هم د هغه سړی په حق کښ، او دلیل دخصوصیت د رسول الله ﷺ دا قول دې «فانه یبعث یلی» د بل محرم په باره کښې دا هرگز نه شی وئیلې کیدې چه «انه یبعث یلی» دا خود اخبار بالغیب د قبیلې نه دې، دا حدیث مصنف رحمه الله خو راوړې دې په کتاب الجنائز کښې او امام ترمذی رحمه الله په کتاب الحج کښې او امام بخاری په دواړو ځایونو کښې.

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری

^(۱) اذا مات ابن ادم انقطع عنه عمله الا عن ثلاث صدقة جاریة او علم یتفع به او ولد صالح یدعوه له، قال الزیلعی رواه مسلم وابدوداؤد والنسائی فی الوصایا والترمذی فی الاحکام.

[۳۲۳۹] (۱) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرِو، وَأَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ، قَالَ: وَكَفْنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُلَيْمَانُ: قَالَ أَيُّوبُ: ثَوْبَيْهِ، وَقَالَ عَمْرُو: ثَوْبَيْنِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ أَيُّوبُ: فِي ثَوْبَيْنِ، وَقَالَ عَمْرُو: فِي ثَوْبَيْهِ، زَادَ سُلَيْمَانُ وَحْدَهُ: وَلَا تُحْنَطُوهُ.

د ابن عباس رضي الله عنه نه د تير روايت په شان روايت منقول دې مگر د دې اضافي سره چه کفن ورته ورکړئ په دوه جامو کښې ابوداود وائی دخپل شيخ سليمان نه مې اوریدلی دی هغه دایوب نه چه ددوه جامو ذکرئ کړو. ابو داود وائی ایوب د سليمان نه. ثوبیه،، لفظ نقل کړې دې او عمرو د ثوبین لفظ نقل کړې دې ابو عبیده وئیلی دی چه دایوب په روايت کښې ئې ثوبین لفظ دې او د عمرو په روايت کښې ئې ثوبیه لفظ دې او سليمان ورسره دا اضافه کړې ده چه خوشبو ورباندې مه لگوئ.

[۳۲۴۰] (۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ، بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ: فِي ثَوْبَيْنِ.

د ابن عباس رضي الله عنه نه د تير روايت په شان روايت منقول دې لکه څرنگه چه د سليمان نه ئې ثوبین لفظ نقل کړې شوې دې،

[۳۲۴۱] (۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَقَصَّتْ بَرَجَلٌ مُحْرِمَةً نَاقَتَهُ، فَقَتَلَتْهُ، فَأَتَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اغْسِلُوهُ وَكَفْنُوهُ، وَلَا تَغْطُوا رَأْسَهُ، وَلَا تَقْرَبُوهُ طَبِيبًا، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَهُلًا".

د ابن عباس نه روايت دې فرمائی يو کس چه په احرام کښې وو اونې دهغه خټ مات کړو او مړ شو اونې عليه السلام ته راوړلې شونې عليه السلام او فرمائيل ده ته غسل ورکړئ او کفن ورکړئ اوسرنې مه پتوئ او دده خواته نزدي خوشبو مه وروړئ ځکه چه دې به د قيامت په ورځ لبيک ويونکې راپورته کولې شي.

الحمد لله کتاب الجنائز پوره شو او د دې خاتمه هم ماشاء الله په داسې حديث باندې اوشوه چه په هغې کښې په ايمان باندې د خاتمې زيرې دې څه چه مو اوليکل الله پاک دې قبول کړی او زمونږ د ټولو دې په ايمان باندې خاتمه بالخير او فرمائی آمين

آخر کتاب الجنائز

[الحمد لله! شپږم جلد ختم شو.]

(۱) انظر ما قبله، (تحفة الأشراف: ۵۴۳۷، ۵۵۸۲) (صحیح)

(۲) انظر حديث رقم: (۳۲۳۸)، (تحفة الأشراف: ۵۵۸۲) (صحیح)

(۳) انظر حديث رقم: (۳۲۳۸)، (تحفة الأشراف: ۵۴۹۷) (صحیح)